مشکوٰۃ شریف اردو

تیسری جلد

جدید بامحاورہ ترجمہ

اس وضاحت اور خوبی سے آج تک مشکوۃ شریف کا

ترجمہ نہیں ہوا

باہتمام میرزا حیرت دہلوی مینیجنگ ڈائرکٹر اسلامیہ

پرنٹنگ و پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ دھلی

کرزن اسٹیم پریس دھلی میں طبع ہوا

ربیع الاول ۱۳۲۴ ہجری ۱۹۰۶ء

ہر (اپنے وعدون کے موافق) مدد کرنی لازم ہے ایک مکاتب غلام کی جو اپنا مال کتابت ادا کرنا
چاہتا ہے دوسرے اُس آدمی کی جو پاکدامنی کے ارادہ سے نکاح کرے تیسرے راہ خدا مین لڑنے
والے کی - یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے -

(۱۱) ابو ہریرہ رضی کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تمہارے پاس (تمہاری
بیٹی یا بہن وغیرہ کا) کوئی ایسا آدمی پیغام بھیجے جکے دین اور عادتون سے تم خوش ہو تو اُس سے نکاح
کر دیا کرو اگر نہ کرو گے تو زمین پر بڑا[۱] فتنہ و فساد پڑیگا یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے -

(۱۲) معقل بن یسار کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایسی عورتون سے نکاح کیا کرو جو
خاوند کو چاہتی ہون اور[۲] زیادہ جننے والی ہون کیونکہ مین تمہاری کثرت سے اور امتون پر فخر کرونگا یہ حدیث
ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے -

(۱۳) سالم بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ انصاری کے بیٹے عبد الرحمن سے روایت ہے اُسنے اپنے
باپ (سالم) سے اسنے عبد الرحمن کے دادا (یعنے اپنے والد عتبہ) سے روایت کی ہے - عتبہ کہتے ہین
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم کنواری عورتون سے نکاح کیا کرو کیونکہ وہ شیرین[۳] دہن ہوتی ہین
اور انکے پیٹ سے بچے زیادہ ہوتے ہین اور تھوڑے پیسے (مال پر) راضی ہو جاتی ہین یہ حدیث ابن ماجہ نے
مرسل سند سے نقل کی ہے -

تیسری فصل (۱۴) حضرت ابن عباس کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تو نے
محبت کرنے والونکی محبت[۴] بڑہانے والی نکاح جیسی کوئی چیز نہ دیکھی ہوگی -

(۱۵) حضرت انس کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی اللہ سے پاک اور صاف ستھرا ہو کے

---

[۱] یعنے اگر تم ایسے لوگون سے اپنی بہن بیٹیون کا نکاح نہ کرو گے اور خاندانی اور مالدار تلاش کرتے رہو گے تو دنیا مین بڑا فتنہ و فساد ہوگا
کیونکہ مالدار اور بڑے خاندانی ہونے کی وجہ سے آدمی اکثر گمراہی مین پڑ جاتا ہے علاوہ ازین بہت سی عورتین بے خاوند اور بہت سے
مرد بے بیویون کے رہجاوینگے پھر زنا کی کثرت ہوجاویگی جو فتنہ و فساد کا سبب ہے ۱۲ المعات [۲] یعنی جو عورتین خاوند سے بہت
محبت کرتی ہون اور بچے زیادہ جنتی ہون ایسی عورتون سے تم نکاح کیا کرو ۱۲ [۳] یعنی شیرین زبان ہوتی ہین اور میٹھی میٹھی باتین کرتی ہین اور [illegible] بد کلامی اور فحش
نہین کرتین ۱۲ [۴] مراد یہ ہے کہ نکاح کے رشتہ سے جسقدر محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے اس سے زیادہ کسی [illegible] سے نہین ہوتی [illegible]
[illegible] عداوت ہو پھر نکاح سے [illegible]

ملنا چاہے اُسے آزاد عورتوں[ف] سے نکاح کرنا چاہیئے۔

(۱۶) ابوامامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کوئی مسلمان خوف الٰہی کے بعد نیک بخت بی بی سے زیادہ کسی چیز سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا جو اُسکے حق میں بہتر ہو کہ اگر اُسے کچھ کام کو کہے تو مان لے اگر اُسکی طرف آنکھ اُٹھائے تو اُسے عورت خوش کر دے اور اگر اُسے قسم دلائے تو پوری کر دے ۱۱ خاوند موجود نہ ہو تو اپنے نفس اور خاوند کے مال میں خاوند کی خیرخواہ بنے رہے یہ تینوں حدیثیں ابن ماجہ نے روایت کی ہیں۔

(۱۷) حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس وقت بندہ بیاہ کر لیتا ہے اسکا ایمان کامل ہو جاتا ہے اسے باقی آدھے میں خدا سے ڈرتا[ف] رہنا چاہیئے۔

(۱۸) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ برکت والا وہ نکاح ہے جسمیں مہر اور روٹی کپڑے کی مقدار کم ہو یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں +

باب جس عورت کے پاس پیغام نکاح کا بھیجا ہو اُسکے دیکھنے کا اور پردے اور ستر کا بیان

پہلی فصل

(۱۹) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ایک آدمی نے آکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ایک انصاری عورت سے نکاح کرنیکا ارادہ ہے آپ نے فرمایا تو اُسے دیکھ لے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ (نقص)[ف] ہوتا ہے (یعنے کرنجی آنکھیں ہوتی ہیں) یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۲۰) ابن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ننگا بدن کرکے ایک عورت دوسری عورت کے بدن سے نہ لگے کہ پھر آکے اپنے شوہر سے (دوسری کے بدن کی نرمی) اُسے

ف چونکہ لونڈیاں بازار میں پھرنے والی اور آوارہ ہوتی ہیں اسوجہ سے اُن کا اثر خاوند پر بھی پڑے گا اور آزاد عورتیں چونکہ خانہ نشین اور پاکیزہ طبیعت کی ہوتی ہیں اسوجہ سے اُنکی اچھی عادت سے انہیں بھی اور انکی اولاد کو بھی نفع پہونچے گا ۱۲ — ف مراد یہ ہے کہ تمام خرابیاں پیٹ اور ستر سے پیدا ہوتی ہیں نکاح کرنے سے ستر کی بُرائی سے بچ جاتا ہے جسکی وجہ سے اُسکا آدھا ایمان کامل ہو اب اسے لازم ہے کہ پیٹ کی شر سے بچتا رہے اور خدا سے ڈرے ۱۲ ف آنحضرت نے مرد کی آنکھیں نہیں کہ کرنجی ہیں اسوجہ سے آپنے جانا کہ ایسی ہی عورتیں بھی ہونگی یا لوگوں سے سنا ہوگا اسوجہ سے آپ

پردہ (کی چیز) ہے جب نکلتی ہے تو شیطان (مردون کی نظر مین) اُسے اچھا کر کے دکھاتا ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۳۱) حضرت بریدہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی (غیر عورت پر یکایک) نظر پڑجانیکے بعد (دوسری) نظر نہ ڈالیو کیونکہ پہلی دفعہ (بلا قصد) تیری نظر پڑجانی[1] درست ہے اور دوسری مرتبہ نظر کرنا تجھے درست نہین ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۳۲) عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہین وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص تم مین سے اپنے غلام سے اپنی لونڈی[2] کا نکاح کر دے تو پھر اس لونڈی کے ستر کیطرف ہرگز ہرگز نظر نہ کرے اور ایک روایت مین ہے کہ ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر تک نظر نہ کرے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۳۳) جرہد روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ ران ستر مین داخل[3] ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۴) حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا اے علی تو اپنی ران نہ کھولا کر اور نہ کسی زندے کی ران پر نظر کیا کر اور نہ مُردے کی[4] یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے

(۳۵) محمد بن جحش کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم معمر کے پاس سے نکلے تو انکی دونو رانین کھلی ہوئی تھین آپ نے فرمایا اے معمر اپنی دونو رانین ڈھانک لے کیونکہ رانین[5] بھی ستر مین داخل ہین یہ حدیث شرح سنت مین نقل کی ہے۔

(۳۶) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لوگو! تم ننگے ہونے[6] سے اپنی تئین

---

[1] یعنی پہلی نظر جو اتفاقاً پڑجاتی ہے معاف ہے اور اگر دوبارہ نظر کریگا تو گنہگار ہوگا ۱۲

[2] یعنی اپنے غلام اور لونڈی دونو کا باہم نکاح کر دے یا لونڈی کا نکاح اور کسی سے کر دے تو اُسکے ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک نظر نہ ڈالے ورنہ گنہگار ہوگا ۱۲ [3] کیونکہ ران بھی ستر مین داخل ہے ۱۲

[4] الکا کھولنا یا دوسرے کی ران کو دیکھنا منع ہے ۱۲

[5] ...ر زیادہ نہین مل سکتا ۱۲ [6] ... اتھ رہتے فرشتے ہیں اُنسے شرم کرنی چاہیئے ۱۲

بچا یا کرو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہیں جو تم سے سوا دو وقت کے جدا ہی نہیں ہوتے پائخانہ کے وقت اور جس وقت مرد اپنی بیوی سے صحبت کرے تم فرشتوں سے شرم کیا کرو اور انکی تعظیم کیا کرو یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۳۷) اُم سلمہ سے روایت ہو کہ یا (حضرت میمونہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں کہ یکایک ام مکتوم کے (نابینا) بیٹے آپکی خدمت میں تشریف لائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ام سلمہ و میمونہ) تم دونوں انسے پردہ کرو (ام سلمہ کہتی ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو اندھے ہیں ہمیں دیکھتے نہیں۔ آپ نے جواب دیا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو کہ اسے دیکھ نہیں سکتیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۳۸) بہز بن حکیم اپنے والد (حکیم) سے وہ بہز کے دادا (اپنے والد معاویہ بن حیدہ) سے روایت کرتے ہیں بہز کے دادا (معاویہ) کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا (اے معاویہ) اپنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ اوروں سے اپنے ستر کی نگہبانی کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیے تو سہی اگر آدمی اکیلا ہو تو کیا حکم ہے آپنے فرمایا سب سے زیادہ اللہ سے شرم کرنی لائق ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۹) حضرت عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا جو کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے اُن دونوں میں تیسرا شیطان بھی (ضرور) ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۴۰) حضرت جابر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے جن عورتوں کے شوہر موجود نہ ہوں اُنکے پاس نہ جایا آیا کرو کیونکہ شیطان تم سب کے خون جاری ہونیکی جگہوں (یعنے رگوں) میں گھس جاتا ہے ہم نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپکے اندر بھی (شیطان سرایت کرجاتا ہے) آپنے فرمایا (ہاں) مجھ میں بھی (سرایت کرتا ہے) لیکن اللہ نے مجھے اُسپر غالب کیا ہے میں اسکی شر سے بچا رہتا ہوں۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۴۱) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے پاس ایک غلام کے ساتھ تشریف

لہ یعنے ننگے نہ ہوا کرو کیونکہ تمہارے ساتھ ہر وقت فرشتے رہتے ہیں اُن سے شرم کرنی چاہیئے ۱۲ لہ رسول خدا ام سلمہ کے مکان میں تھے اور حضرت میمونہ بھی اسوقت ام سلمہ کے مکان میں موجود تھیں ۱۲ مرقات لہ یعنے تنہائی میں بھی پردہ رکھا کرو ننگے ... کیونکہ ہر جگہ موجود ہے سب سے زیادہ اُسی سے شرم کرنی زیبا ہے ۱۲ لہ مراد یہ ہے کہ شیطان کا قابو ... سے ہر وقت بچنا چاہیئے اور اُسکے مکروں سے آدمی ...

(۴۱) حضرت انس روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے پاس ایک غلام کے ساتھ تشریف لائے جو آپ[۵۱] نے انہین ہبہ کر دیا تھا اور حضرت فاطمہؓ (ایسا چھوٹا سا) کپڑا اوڑھے تھین کہ اگر اُس سے سر ڈہانکتین تو وہ کپڑا اُنکے پیرون تک نہ پہنچتا اور اگر اس سے پیر ڈہانکتین تو سر تک نہ پہنچتا تھا رسول خدا نے جو حضرت فاطمہؓ کی (بدن ڈہانکنے مین) مشقت دیکھی تو فرمایا (اے فاطمہ) کچھ ڈر نہین (جنسے تو شرماتی ہی) وہ صرف تیرا باپ اور تیرا غلام ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۴۲) اُم سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم انکے ہان (تشریف رکھتے) تھے اور گہر مین ایک مخنث مرد تھا وہ ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابو اُمیہ سے کہہ رہا تھا اے عبداللہ اگر کل اللہ نے تمہارے واسطے طائف فتح کر دیا تو مین تمہین غیلان کی بیٹی بتا دونگا (وہ اسقدر فربہ ہی) کہ جب سامنے سے آتی ہے تو اُسکے پیٹ مین چار بل پڑتے ہین اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ[۵۲] بل پڑتے ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اُس زنخے کی یہ بات سنکر) فرمایا یہ زنانے اب تمہارے پاس ہرگز نہ آنے پاوین[۵۳] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۳) مسور بن مخرمہ فرماتے ہین مین ایک بھاری پتھر اٹھا کر جا رہا تھا کہ میرا کپڑا میرے بدن پر سے (یعنی تہ بند) گر پڑا اور مین اُسے اٹھا نہ سکا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے (ننگا) دیکھکر فرمایا تو اپنا کپڑا اُٹھا کر اوڑھ لے اور تم ننگے نہ پھرا کرو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۴۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہین مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ستر کبھی نہین دیکھا۔ یا (یہ کہا کہ) مینے کبھی ستر پر نظر نہین کی (یہ راوی کا شک ہی) یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۴۵) ابوامامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین آپ نے فرمایا جس مسلمان آدمی کی کسی عورت کے حسن وجمال پر پہلی دفعہ نظر پڑ جاوے پھر وہ مرد اپنی نگاہ نیچی کر لے اُسکے بدلے اللہ اُسکے

---

[۵۱] یعنی آپ نے حضرت فاطمہؓ کو ایک غلام دیدیا آپ اُس غلام کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کے ہان تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ دوپٹہ اوڑھنے لگین جو کہ بہت ہی چھوٹا سا تھا آپ نے فرمایا کہ زیادہ تکلیف کرنے کی چندان ضرورت نہین کیونکہ جنسے تم پردہ کرنے کی مشقت اٹھاتی ہو وہ تمہارے باپ ہین اور ایک تمہارا غلام ہے خلاصہ یہ ہے کہ محرم سے اور نابالغ غلام سے زیادہ پردہ کی ضرورت نہین ہے ضروری ستر کر لینا کافی ہے وہ غلام شاید بچہ ہی ہوگا ۱۲ [۵۲] چونکہ پیچھے سے دیکھنے والیکو دونو پہلو دنکے دیکھنے مین ایک ہی شکن معلوم [illegible] واسطے چار کی آٹھ معلوم ہوتی ہین ۱۲ [۵۳] کیونکہ اگرچہ خود مرد نہین ہین مگر عورتونکی باتین دیکھ کر دوسرے سے ذکر [illegible] زیادہ نہین مل سکتا ۱۲

واسطے ایک ایسی عبادت[۵۱] پیدا کریگا کہ اُسکا مزا اسے یاد رہیگا یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔

(۷۶) حسن (بصری) مرسلاً فرماتے ہین مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نظر کرنیوالے اور جسپر نظر ڈالی جاوے[۵۲] دونون پر لعنت کرتا ہو یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان مین نقل کی ہے۔

باب۔ نکاح مین ولی کے ہونے اور عورت سے اجازت مانگنے کا بیان

پہلی فصل (۷۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے رانڈ اور مطلقہ عورت کا نکاح اُس سے مشورہ لئے بغیر نہین کرنا چاہیئے اور کواری سے اجازت لئے بغیر نکاح نہ کرنا چاہیے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کواری کی اجازت[۵۳] کیونکر ہے آپ نے فرمایا اسکا چپ ہو جانا (ہی اجازت) ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۸) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاوند برتی ہوئی عورت ولی سے زیادہ اپنی جان کی خود مستحق ہے اور کواری (بالغہ) عورت کے نکاح کی اُسی سے اجازت لیجاوے اور اُسکا خاموش ہو جانا ہی اجازت ہے ایک روایت مین ہے ثیبہ ولی سے زیادہ اپنی جان کی خود[۵۴] حقدار ہے اور کواری (بالغہ) عورت سے مشورہ لینا چاہیئے اور اُسکا چپ ہو جانا ہی اجازت ہے ایک روایت مین ہے کہ ثیبہ اپنے نفس کی ولی سے زیادہ حقدار ہے اور (بالغہ) کواری سے[۵۵] اسکا باپ اجازت لے اور اُسکا چپ رہنا ہی اجازت ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۹) خِذام کی بیٹی خنساء سے روایت ہے کہ ان کے والد نے انکا نکاح کر دیا حالانکہ یہ خاوند برتی ہوئی

---

۵۱ یعنے اُسے ایسی عبادت کی توفیق دیگا یا ایسی عبادت کا ثواب دیگا کہ اُسکا مزا اُسی قیامت کے دن بخوبی معلوم ہو جاویگا ۱۲

۵۲ یہ جب ہو کہ عورت نے اپنی زینت دکھایا ہو اور اگر کسی عورت کو مرد نے خود جہانک تاک کر دیکھ لیا ہے تو مرد ہی گنہگار ہوگا عورت کی اسمین کچھ خطا نہین ۱۲

۵۳ یعنے کواری تو شرم دار اور حیادار ہوتی ہے اُس سے اجازت کیونکر لیجاویگی ۱۲

۵۴ یعنی ولی اسکی بلا رضامندی نکاح نہین کر سکتا۔ بالغہ عورت اگر اپنا خود نکاح کر لے تو اسمین اختلاف ہے امام شافعی کے نزدیک کوئی عورت ولی کی رضامندی بغیر نکاح نہین کر سکتی۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہین بالغہ عورت ولی سے زیادہ اپنے نفس کی مختار ہے اگر خود نکاح کرے تو ولی

۵۵ اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بالغہ عورت کا اُسکی رضامندی بغیر نکاح نہین ہو سکتا ۱۲

تھیں انھیں یہ بُرا معلوم ہوا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں (اور جاکے سارا حال بیان کیا) آپ نے اُنکا نکاح توڑ دیا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہی ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ انکے والد کا کیا ہوا نکاح (توڑ دیا)۔

(۵۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انسے نکاح کیا تو یہ سات برس کی تھیں اور انسے زفاف کیا تو نو برس کی تھیں کھلونے کھیلنے کی (گڑیاں وغیرہ) انکے ساتھ تھیں اور رسول اللہ ان سے جدا ہوئے یعنے فوت ہوئے تو یہ اٹھارہ برس کی تھیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۵۱) ابو موسیٰ (اشعری) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ولی (کی موجودگی) بغیر نکاح نہیں ہوتا[۵۱] یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے

(۵۲) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عورت اپنے ولی کی بے اجازت نکاح کرلے اُسکا نکاح باطل ہے اُسکا نکاح باطل ہے اُسکا نکاح باطل ہے اگر اس مرد نے اُس سے صحبت کرلی تو اُسے اُسکی شرمگاہ سے فائدہ اُٹھانے کے بدلے مہر دینا چاہیئے اگر ولی آپسمیں اختلاف کریں تو بادشاہ ولی ہے اُن عورتوں کا جنکا کوئی ولی نہ ہو (یعنی اُس عورت کا بھی ولی ہوجاوے) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۵۳) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زناکار عورتیں وہ ہیں جو بغیر گواہوں کے اپنا نکاح خود کرلیتی ہیں اور صحیح تر یہ ہے کہ یہ حدیث[۵۲] ابن عباس پر موقوف ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۵۴) ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (بالغہ) کواری عورت سے اُسکے نکاح میں شورہ لینا چاہیئے اگر وہ چپ ہورہے تو یہی اُسکی اجازت ہے۔ اور اگر انکار کرے تو اُسپر (زبردستی کرنا)[۵۳] درست نہیں یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔ اور دارمی نے ابو موسیٰ سے نقل کی ہے

۲۲۹۰ مشکوٰۃ شریف اردو

۵۱ یعنی نابالغ اور کم سمجھ عورت کا ذکر ہے کہ اسکا نکاح ولی کی موجودگی بغیر نہیں جائز ہوتا۔ ۲۰۹۷/۱۳

۵۲ رسول اللہ تک نہیں پہنچی ہے ۱۲

۵۳ کیونکہ بے رضامندی نکاح کردیا جاویگا تو باہم سلوک نہ رہیگا اور فتنہ و خرابی کی باتیں پیدا ہونگی کلام زیادہ نہیں ہوسکتا ۱۲

(۵۵) حضرت جابر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین آپ نے فرمایا جو کوئی غلام اپنے سردار کی بے اجازت نکاح کرلے وہ زناکار[1] ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۵۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ ایک (بالغہ) کنواری لڑکی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین آئی اور بیان کیا کہ میرے باپ نے میرا نکاح کردیا ہے حالانکہ مین ناخوش[2] ہون نبی کریم علیہ التحیہ نے اُسے اختیار[3] دیدیا یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۵۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت دوسری عورت کا نکاح[4] نہ کرے اور نہ عورت اپنا خود نکاح کرلے کیونکہ جو اپنا نکاح آپ کرلیتی ہین وہ عورتین زناکار ہین یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۵۸) ابوسعید اور ابن عباس دونوں کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکے ہان بچہ پیدا ہو اُسکا نام اچھا رکھے اور اچھی طرح ادب سکھائے اور جب بالغ ہوجاوے تو اسکا نکاح کردے اور اگر بالغ ہوجائے اور اسکا بیاہ نہ کرے پھر وہ کچھ گناہ کرے تو اُسکا گناہ[5] باپ کے ذمہ ہے۔

(۵۹) حضرت عمر بن الخطاب اور انس بن مالک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہین آپ نے فرمایا توریت مین لکھا ہے کہ جسکی بیٹی بارہ برس کی ہوجاوے اور اسکا نکاح نہ کرے پھر وہ لڑکی کچھ گناہ کرے تو اسکا گناہ اُس (کے باپ) پر ہوگا یہ دونون حدیثین بیہقی نے شعب الایمان مین نقل کی ہین۔

باب نکاح کی شہرت کرنے اور خطبہ[6] پڑھنے اور شرطین کرنے کا بیان

پہلی فصل (۶۰) معوذ بن عفراء کی بیٹی رُبَیِّع فرماتی ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور میرے پاس اُسوقت تشریف لائے جبکہ میرے خاوند نے مجھ سے زفاف کیا تھا اور آپ میرے بچھونے پر اسطرح بیٹھ گئے جیسے کہ تو میرے قریب[7] بیٹھا ہے ہماری چھوکریان دائرہ بجانے لگین اور جو لوگ ہمارے باپ دادا

[1] یعنی آقا کی رضامندی بغیر غلام کا نکاح درست نہین ہے ۱۲ [2] یعنی مین اُس خاوند کے ہان جانے سے رضامند نہین ہون ۱۲
[3] یہ فرمادیا تجھے اختیار ہے چاہے اسکے ہان جا اور چاہے نہ جا ۱۲ [4] کیونکہ عورت کو نکاح کرنیکا حق نہیں ہے ۱۲ [5] جو کچھ بیٹا بیٹی گناہ کریگا اسکا وبال اسی باپ پر ہوگا ۱۲ [6] اور اگر اسے خُطبہ کے بجائے خِطبہ پڑھین تو اسکا مقصود یہ ہوگا کہ اس باب مین نکاح کے پیغام یعنی منگنی کا ذکر بھی ہے ۱۲
[7] ...پر میرے قریب آبیٹھا ہے اسی طرح رسول خدا آکر بیٹھے گئے تھے خالد بن ذکوان سے انہون نے بیان کیا تھا ۱۲

جنگ بدر میں مارے گئے تھے انکے مرثیے پڑھنے لگیں انمیں سے ایک چھوکری کہنے لگی وَفِینَا نَبِیٌّ یَعلَمُ مَا فِی غَدٍ (ترجمہ) ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو کل کا حال جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دے اور جو (پہلے) کہہ رہی تھی وہی کہہ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۶۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک عورت ایک انصاری مرد کے ہاں گئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھ کھیل کی چیزیں (یعنی جائز گانا وغیرہ) نہیں ہے حالانکہ انصار کو کھیل کی چیزیں بھلی لگتی ہیں۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۶۲) حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ماہ شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور ماہ شوال ہی میں مجھ سے صحبت کی آپ کی ایسی کونسی بیوی تھی جو آپکو مجھ سے زیادہ پسند تھی[۵۱] یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۶۳) عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب شرطوں سے زیادہ جنکا پورا کرنا لازم ہے اُس شرط کا پورا کرنا لائق ہے جسکی وجہ[۵۲] سے تم عورتوں کی شرمگاہونکے مالک ہوئے ہو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی (مسلمان) آدمی اپنے بھائی (مسلمان) کی منگنی پر اپنا پیغام نہ بھیجے جب تک کہ وہ نکاح[۵۳] نہ کرلے یا (نکاح کا ارادہ) چھوڑ دے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۵) ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق (دلوانے) کی (اس غرض سے) خواہش نہ کرے کہ اُسکی[۵۴] رکابی خالی کردے اور خود نکاح کرلے کیونکہ اُسے وہی ملیگا جو

[۵۱] یعنے آپ کو مجھ سے زیادہ کوئی بیوی محبوب نہ تھی ۱۲

[۵۲] ان شرطوں سے مہر مراد ہے یا میاں بیوی کے حقوق مراد ہیں ۱۲

[۵۳] یعنی اگر وہ شخص اس عورت سے نکاح کرلے تو یہ نکاح کا خیال چھوڑ دے اور اگر وہ نکاح کے ارادہ سے دست بردار ہو جائے تو اُس وقت دوسرے کو نکاح کا پیغام بھیجنا درست ہے ۱۲

[۵۴] یعنی کوئی عورت اپنی سوکن کے طلاق دلانے کی اس غرض سے کوشش کرے کہ جو کچھ اسے ملتا ہے وہ بھی مجھی کو ملے یا ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہے اور وہ عورت کہے کہ پہلی بیوی کو چھوڑ دے یہ درست نہیں ہے کیونکہ ہر ایک کو اپنی ہی تقدیر کا ملتا ہے مقسوم سے زیادہ نہیں مل سکتا ۱۲

اُسکی تقدیر کا ہوگا (پھر طلاق دلوانے سے کیا فائدہ) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۶) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے اور شغار (کی صورت) یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کا اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ دوسرا اپنی بیٹی کا اُس سے نکاح کردے اور ان دونون کا کچھ مہر نہ (مقرر) ہو یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت مین ہے کہ اسلام مین نکاح شغار جائز نہین ہے۔

(۶۷) حضرت علی روایت کرتے ہین کہ جنگ خیبر کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون سے نکاح متعہ[۵۱] کرنے اور شہری گدہونکے گوشت کھانے سے منع کردیا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۶۸) سلمہ بن اکوع کہتے ہین جنگ اوطاس کے سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی تین دفعہ اجازت دی بعدازان منع فرمادیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۶۹) عبداللہ بن مسعود فرماتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمین نماز کی تشہد اور حاجت (یعنے نکاح) کی تشہد سکھاتے تھے پھر کہا نماز کی تشہد یہ ہے اَلتَّحِيَّاتُ[۵۲] لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور نکاح کا خطبہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ[۵۳] نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور یہ تین آیتین پڑھے۔

---

۵۱ متعہ وقت مقررہ تک نکاح کرنیکا نام ہے کہ عورت و مرد مین یہ اقرار ہو کہ اتنی مدت تک کیواسطے اتنے مہر پر ہم نکاح کرتے ہین ۱۲

۵۲ التحیات کے معنی نماز کے بیان مین گزر چکے ۱۲

۵۳ (ترجمہ) سب تعریفون کا مستحق اللہ ہے (اُسی کی ہم تعریف کرتے ہین) اور (تمام کامون مین) اُسی سے مدد مانگتے ہین اور گناہون کی اُس سے بخشش (کی دعا) مانگتے ہین اور اپنے نفسون کی برائیون سے اللہ ہی کی پناہ چاہتے ہین جسے خدا راہ راست پر لادے اُسے کوئی گمراہ نہین کرسکتا اور جسے خدا راہ راست کی توفیق نہ دے اُسے کوئی ہدایت نہین کرسکتا اور مین گواہ ہون کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور مین گواہ ہون کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہین ۱۲

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۔

یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے جامع ترمذی میں ہے یہ تینوں آیتیں سفیان ثوری نے بیان کی ہیں اور ابن ماجہ نے اس قول میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے بعد نحمدہ اور مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا کے بعد وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا بڑھایا ہے اور دارمی نے (فوزاً) عظیما کے بعد یہ بیان کیا ہے کہ پھر اپنی حاجت بیان کرے (یعنی ایجاب وقبول کرائے) اور شرح سنت میں خطبہ حاجت کی تفسیر میں من النکاح[۲] وغیرہ روایت کیا ہے۔

(۷۰) ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس خطبہ میں تشہد نہ ہو وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۷۱) ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شاندار کام سے پہلے الحمد للہ نہ پڑھی جاوے وہ کام بے برکت ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۲) حضرت عائشہ کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس (یعنی) نکاح کی شہرت کیا کرو اور نکاح مسجد میں کیا کرو اور نکاح میں دائرہ بجایا کرو یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

(۷۳) محمد بن حاطب جمحی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جائز اور ناجائز نکاح میں آواز اور دائرہ بجانے کا فرق ہے (کہ حلال نکاح کی پکار پکار کر اور دائرہ سے شہرت ہوتی ہے اور حرام چوری چھپوان ہوتا ہے) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میرے ہاں ایک انصاری لڑکی (رہتی) تھی میں نے اسکی شادی کردی تو آنحضرت نے

---

[۱] (ترجمہ) اے ایمان والو تم اللہ سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ایسی حالت میں نہ مرو کہ تم مسلمان نہ ہو۔ اے ایمان والو اس خدا سے ڈرو جسکے وسیلے سے تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتہ قطع کرنے سے بھی ڈرو بیشک خدا تمہارا نگہبان ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ایسی درست بات کہو جس سے تمہارے عمل درست ہوں اور خدا تمہارے گناہ معاف کرے جنے اللہ و رسول کی فرمانبرداری کی اسنے بہت بڑی مراد حاصل کی ۱۲

[۲] یعنے یہ کہا ہے کہ خطبۂ حاجت سے نکاح کا خطبہ مراد ہے ۱۲

روایت کی ہے۔ فرمایا اے عائشہ تم گاتی کیون نہین۔ ان انصاری لوگون کو تو گانا بہت پسند ہے یہ حدیث سلہ

(۷۵) حضرت ابن عباس فرماتے ہین حضرت عائشہ نے اپنی ایک رشتہ دار انصاری لڑکی کا (کسی سے) بیاہ کر دیا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو پوچھا کیا اُس جوان لڑکی کو تمنے (خاوند کے گھر) بھیجدیا گھر والون نے کہا ہان آپ نے فرمایا اسکے ساتھ کسی گانے والی کو بھی بھیجا (یا نہین) عائشہ بولین نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار ایسے لوگ ہین کہ اُن مین گانا (وغیرہ) ہوتا ہے اگر تم اسکے ساتھ کسی کو بھیجتین جو یہ کہتا اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ (ترجمہ) ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے خدا ہمین زندہ رکھے اور خدا تمہین زندہ رکھے (تو اچھا ہوتا) یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۷۶) سمرہ روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا دو ولی (الگ الگ نکاح کردین تو عورت پہلے خاوند کو ملیگی سلہ اور جو کوئی کچھ چیز دو آدمیون کے ہاتھ بیچدے وہ اونمین سے اول کو ملیگی (دوسرے کی بیع نہین ہوگی) یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۷۷) حضرت ابن مسعود کہتے ہین ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور عورتین ہمارے ساتھ نہ ہوتی تھین ہمنے پوچھا (یا رسول اللہ) کیا ہم خصی نہ ہوجاوین (یعنے ہمین خصی ہونیکی اجازت دیدیجئے) آپ نے ہمین اس سے منع کردیا پھر ہمین متعہ کرنیکی اجازت دیدی اسکے بعد ہم مین سے کوئی آدمی مدت معین تک ایک کپڑے کے بدلے عورت سلہ سے نکاح کرلیتا تھا۔ پھر عبد اللہ نے یہ آیت (استدلاً) پڑھی يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (ترجمہ) اے ایمان والو تم اُن پاک چیزون کو حرام نہ سمجھو جنھین اللہ نے تمہارے واسطے حلال کیا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

سلہ یہان مشکوٰۃ مین سفیدی چھوڑدی گئی ہے جسکا مقصود یہ ہے کہ اسکا راوی یعنی حدیث کا بیان کرنے والا معلوم نہین ہے لیکن علماء نے تحقیق کرکے لکھا ہے کہ اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین نقل کیا ہے ۱۲

سلہ بیاہ شادی مین اگر عورتین سادی آواز سے ایسی چیزین گالین کہ جنمین عورتون مردون کے قصے وغیرہ نہون اور غیر مرد کو آواز نہ سنائی دیتی ہو تو مباح ہے ۱۲ سلہ یعنی جسنے پہلے ایک ولی نے نکاح کردیا عورت اسکی بیوی ہوگی دوسرے ولی کا نکاح کیا ہوا بیکار رہیگا ۱۲

سلہ یعنی پہلے خریدار کو قیمت کے بدلے چیز ملجاویگی اور دوسرے کو چیز نہین ملنے کی اُسکی قیمت واپس کردی جاویگی ۱۲

سلہ حضرت عبد اللہ کو اسوقت تک رسول خدا کی حدیث نہین پہنچی تھی بعد ازان معلوم ہوگیا تو یہ بھی متعہ کی حرمت کے قائل ہوگئے ۱۲

حضرت ابن عباس فرماتے ہین متعہ صرف ابتداء اسلام مین (جائز تھا) اگر کوئی شخص کسی شہر مین آتا کہ
اسکی وہان جان پہچان نہ ہوتی تو جتنے دنون وہ وہان ٹھیرنیکا خیال کرتا اتنے دنون تک کے واسطے کسی
عورت سے نکاح کرلیتا تھا وہ عورت اُسکے اسباب کی نگہبانی کرتی اور اُسکا کھانا پکاتی تھی یہانتک کہ یہ آیت اتری
اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ (جسکا یہ مطلب ہے کہ اپنی بیویون اور باندیون کے علاوہ اور سب سے
بچنا چاہیے کیونکہ ان دو کے علاوہ تیسری بات جو کچھ بھی ہو زنا مین داخل ہے۔ اُسوقت متعہ حرام ہوگیا)
ابن عباس فرماتے ہین ان دو (یعنے بیوی و باندی) کی شرمگاہ کے سوا سب حرام ہین یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے
(۷۹) عامر بن سعد فرماتے ہین مین ایک شادی مین قرظہ بن کعب اور ابی مسعود انصاری کے پاس
گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ بہت سی چھوکریان گا رہی ہین مین بولا اے رسول خدا کے دونون صحابیو اور بدر والو
کیا تمہارے روبرو یہ کام ہو رہا ہے وہ دونون بولے اگر چاہے تو تو بھی بیٹھ جا اور ہمارے ساتھ سُن اور
چاہے چلا جا کیونکہ رسول اللہ نے شادی مین ہمین گانے کی اجازت دیدی ہے یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے

باب اُن عورتون کا بیان جن سے نکاح کرنا حرام ہے

پہلی فصل

(۸۰) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک شخص
(اپنے نکاح مین) کسی عورت کو اور اوسکی پھوپی کو اکھٹا نہ رکھے اور نہ کسی عورت اور اُسکی خالہ کو
رکھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۱) حضرت عائشہ کہتی ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جتنے رشتے نسب کی وجہ سے
حرام ہین اتنے ہی دودھ پلانے کی وجہ سے حرام ہین یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

لہ (ترجمہ) (ایماندار لوگ وہ ہین جو اپنی شرمگاہون کی) بیوی اور باندیون کے علاوہ (سب سے حفاظت کرتے ہین)۔

لہ متعہ بھی اس سے جدا ہے اسواسطے وہ بھی حرام ہے ۱۲

لہ یعنے اے قرظہ اور ابو مسعود باوجودیکہ تم رسول خدا کے صحابی ہو اور جنگ بدر مین تم شریک تھے اور تمہارے روبرو ایسا قبیح کام ہو رہا ہے
پھر تم منع نہین کرتے ۱۲ لہ یعنی پھوپی بھتیجی کو ایک وقت نکاح مین رکھنا درست نہین ہے اگر ایک ان مین سے مر جاوے تو دوسری
سے نکاح کرنا جائز ہے اور یہی خالہ کا حکم ہے ۱۲ لہ یعنی جیسے ماں بہن بیٹی خالہ پھوپی وغیرہ رشتے کی وجہ سے حرام ہین ایسے ہی دودھ کے رشتے کی
ماں بہن بیٹی خالہ پھوپی چچی وغیرہ سے عورت و مرد دودھ پینے والے کا نکاح درست نہین ہے ۱۲

(۸۲) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہین میرا دودہ کے رشتہ کا چچا آیا اُسنے میرے پاس آنیکی اجازت مانگی مینے رسول خدا سے پوچھے بغیر اُسے اندر بلانے سے انکار کردیا جب رسول خدا تشریف لائے تو مینے آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے اُسے آنے دے حضرت عائشہؓ کہتی ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو عورت نے دودہ پلایا ہے مرد نے نہین پلایا (پھر یہ میرا چچا کیونکر ہوگیا) آپ نے فرمایا بیشک وہ تیرا چچا ہے وہ تیرے پاس آجایا کرے اور یہ اُس وقت کا ذکر ہے کہ پردہ مقرر ہوچکا تھا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۳) حضرت علی سے روایت ہے انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپکو حمزہ کی بیٹی سے شادی کرنیکی رغبت[1] ہے کیونکہ وہ قریش کی لڑکیون مین بہت خوبصورت ہے آپ نے حضرت علی کو جواب دیا کیا تجھے معلوم نہین کہ حمزہ میرے دودہ شریک بھائی تھے اور اللہ نے جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام کیے ہین وہی دودہ کی وجہ سے بھی حرام کیے ہین یہ حدیث مسلم نے بیان کی ہے

(۸۴) اُمّ فضل کہتی ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دودہ کا ایک گھونٹ یا دو گھونٹ[2] پینے سے دودہ کی حرمت ثابت نہین ہوتی حضرت عائشہ کی روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا ایک دفعہ یا دو دفعہ چوسنے سے دودہ کی حرمت ثابت نہین ہوتی اور اُمّ فضل ہی کی دوسری روایت مین ہے کہ ایک دفعہ یا دو دفعہ بچے کے منہ مین پستان[3] دینے سے دودہ کی حرمت ثابت نہین ہوتی یہ (ساری) مسلم کی روایتین ہین۔

(۸۵) حضرت عائشہ فرماتی ہین قرآن کی اُتری ہوئی آیتون مین یہ بھی تھا عشر رضعات معلومات يحرمن مترجمہ دس دفعہ دودہ پینا[4] جو یقیناً معلوم ہو حرمت ثابت کرتا ہے پھر یہ دس کا حکم پانچ دفعہ پینے کے حکم سے جو یقیناً معلوم ہو منسوخ ہوگیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو یہ بھی قرآن مین

---

[1] یعنے آپ حمزہ کی بیٹی سے اپنا نکاح کرنا چاہتے ہین ۱۲

[2] بعض علما کا قول یہی ہے کہ ایک گھونٹ سے دودہ کا رشتہ ثابت نہین ہوتا ہے امام شافعی حضرت عائشہ کی حدیث کے موافق جو آگے ہے پانچ گھونٹ کی شرط لگاتے ہین امام اعظم کے نزدیک ذرا سے دودہ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہوجاتی ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲

[3] دودہ پینے سے مراد یہ ہے کہ بچہ پی لے اور پستان منہ مین دینے سے مراد یہ ہے کہ عورت بچہ کے منہ مین دودہ دیدے ۱۲

[4] یعنے دس دفعہ دودہ پینے سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے بعد ازان دوسری آیت سے یہ منسوخ ہوگیا۔

پڑھا جاتا تھا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۸۶) حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے تو انکے پاس ایک مرد بیٹھا تھا گویا کہ آپ کو ناگوار ہوا حضرت عائشہ نے فرمایا (یا رسول اللہ) یہ میرا (دودھ شریک) بھائی ہے آپ نے فرمایا تم اپنے بھائی کو پہچانو (اور تحقیق سے معلوم کرو کہ کون تمہارا بھائی ہے اور کون نہیں ہے) کیونکہ دودھ پینا وہی (معتبر) ہے جو پیٹ بھر دے[2] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۷) عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے نکاح کیا تو ایک عورت نے آکر کہا کہ میں نے عقبہ اور اسکی بیوی کو دودھ پلایا ہے عقبہ نے اس سے کہا میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھ سے بیان کیا پھر عقبہ نے ابواہاب[3] کے لوگوں کے پاس کسیکو بھیجکر انسے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ اسنے ہماری بیٹی کو دودھ پلایا ہے عقبہ سوار ہو کر مدینہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور دریافت کیا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ یہ عورت یہ کچھ کہتی ہے پھر[4] عقبہ نے اسے چھوڑ دیا اور اسنے اور خاوند سے نکاح کر لیا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۸) ابوسعید خدری نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے دن اوطاس کی طرف لشکر روانہ کیا لوگ جب دشمن کے مقابل ہوئے تو انسے لڑے اور انپر غالب آئے اور انکے کچھ آدمی قیدی آئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے ان عورتوں سے صحبت کرنے کو اس وجہ سے برا سمجھا[5] کہ انکے مشرک خاوند موجود تھے اس مقدمہ میں خدا تعالے نے یہ آیت

[1] سب صحابہ کی قرأت میں یہ آیت منسوخ التلاوت تھی شاید حضرت عائشہ کی قرأت میں پڑھی جاتی ہوگی یا انکو اسکے نسخ کا علم نہ ہوگا ۱۲

[2] اس سے مراد یہ ہے کہ دودھ پینے کی مدت کے اندر دودھ پینے کا اعتبار ہے اور اگر بڑے ہونیکے بعد کوئی پی لیگا تو کچھ اعتبار نہیں بڑی عمر میں دودھ پینے سے کچھ فائدہ بھی نہیں ہے کیونکہ اسی زمانے میں دودھ بچہ کی غذا بنتا ہے اور بڑے ہونیکے بعد روٹی وغیرہ سے پیٹ بھر جاتا ہے ۱۲

[3] یعنی اپنی سسرال والوں سے پوچھا کہ یہ عورت بیان کرتی ہے کہ تمہاری لڑکی کو بھی دودھ پلایا ہے آیا سچ کہتی ہے یا جھوٹ ہے ۱۲

[4] یعنی حضور نے عقبہ سے فرمایا کہ جب عورت کا یہ بیان ہے کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے تو پھر تم دونوں کا نکاح کیونکر رہ سکتا ہے تو عقبہ نے اسے طلاق دیدی [5] یعنی مسلمانوں نے خیال کیا کہ خاوند والی عورتوں سے ہمیں صحبت کرنی کیونکر درست ہو سکتی ہے ۱۲

اتاری وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (ترجمہ) (بیاہی ہوئی عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ہاں جنکے تم مالک ہو جاؤ) یعنے وہ عورتیں حلال ہیں جبکہ انکی عدت گزر چکے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

دوسری فصل (۸۹) ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پھوپی کے ہوتے بھتیجی سے نکاح کرنے کو یا بھتیجی پر پھوپھی سے نکاح کرنیکو یا خالہ[ا] پر بھانجی سے یا بھانجی پر خالہ سے نکاح کرنیکو منع فرمایا ہے نہ بڑی پر چھوٹی سے اور نہ چھوٹی پر بڑی سے نکاح کیا جاوے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی اور نسائی نے نقل کی ہے اور نسائی کے روایت بھانجی کے ذکر تک ہے۔

(۹۰) براء بن عازب فرماتے ہیں میرے پاس سے میرے ماموں خالد بن دینار جھنڈا لئے ہوئے گزرے تو میں نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو وہ بولے مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کی طرف بھیجا ہے جسنے اپنے باپ کی بیوی (یعنی سوتیلی ماں) سے نکاح کرلیا ہے تاکہ میں آپ کی پاس اسکا سر[۲] لے آؤں یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی (دوسری روایت) اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں ہے کہ آنحضور نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اسکی گردن مارکر اسکا مال (بحق) لیلوں اور اس روایت میں میرے ماموں کے بدلے میرے چچا کا ذکر ہے (یعنی براء نے کہا میرے چچا میرے پاس گزرے تو میں نے پوچھا)

(۹۱) حضرت ام سلمہ کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حرمت رضاعت اسیوقت ہوتی ہے کہ بچہ کی انتڑیاں چھاتی سے پینے کو کھلیں[۳] اور یہ دودہ چھڑانے کی مدت سے پہلے ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۲) حجاج بن حجاج اسلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کونسی چیز دودہ پلانے کی خدمت کا حق میری طرف سے ادا کرسکتی ہے آپ نے فرمایا ایک بردہ (یعنے) غلام یالونڈی (دودہ پلانے والی کو دیدینے سے اسکا حق ادا ہوجاتا ہے) یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور

[ا] یعنی اگر کسی کے نکاح میں بھانجی یا بھتیجی ہو تو اسکی خالہ اور پھوپی سے نکاح نہ کرے یا ایک عورت کی خالہ یا پھوپی کسی کے نکاح میں ہو تو اسکی بھانجی اور بھتیجی سے نکاح کرنا منع ہے۔ [۲] یعنے مجھے رسول خدا نے ایک آدمی کا سر کاٹنے کو بھیجا ہے جسنے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرلیا ہے۔

[۳] مراد یہ ہے کہ بچہ کا دودہ پینے سے پیٹ بھرتا ہو اور اگر بچہ روٹی کھاتا ہو اور دودہ پینے کی مدت ہوچکی ہو تو دودہ پینا منع ہے اور اس سے دودہ کا رشتہ ثابت نہیں ہوسکتا۔

نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۹۳) ابوطفیل غنوی کہتے ہین ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ یکایک ایک عورت آئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک بچھادی اور وہ عورت اُس چادر پر بیٹھ گئی جب وہ چلی گئی تو لوگ کہنے لگے اسنے آنحضورؐ کو دودھ پلایا ہے[۱] یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۹۴) حضرت ابن عمرؓ نقل کرتے ہین کہ غیلان بن سلمہ ثقفی مسلمان ہوا تو زمانہ جاہلیت کی اسکی دس بیویان تھین اُسکے ساتھ وہ بھی سب مسلمان ہوگئین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار (بیویون) کو روک لے اور باقیون کو چھوڑ دے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۹۵) نوفل بن معاویہؓ کہتے ہین مین مسلمان ہوا تو میرے پاس پانچ بیویان تھین مینے اُنکی بابت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ایک کو چھوڑ دے اور چار کو رہنے دے مینے سب سے پہلے[۲] بانجھ بیوی کو جو ساٹھ برس سے میری صحبت مین تھی قصد کرکے چھوڑ دیا یہ حدیث شرح سنت مین روایت کی ہے۔

(۹۶) ضحاک بن فیروز دیلمی اپنے والد سے نقل کرتے ہین وہ کہتے تھے مینے عرض کیا یا رسول اللہ مین مسلمان ہوا ہون اور میرے نکاح مین دو بہنیں ہین آپ نے فرمایا تو جسے[۳] چاہے ایک کو اختیار کرلے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۹۷) حضرت ابن عباس کہتے ہین ایک عورت نے مسلمان ہوکے نکاح کر لیا بعد ازان اسکے پہلے شوہر نے آکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مین بھی مسلمان ہوچکا ہون اور اسے میرے مسلمان ہونے کا حال معلوم تھا پھر بھی اسنے نکاح کرلیا) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسرے خاوند سے اُسے چھین کر پہلے خاوند کو دلادیا ایک روایت مین ہے کہ مرد نے کہا یہ عورت میرے ساتھ[۴] مسلمان ہوئی ہے آپ نے وہ عورت اُسے دلادی یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے اور شرح سنت مین نقل کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی عورتین پہلے ہی نکاح سے پہلے خاوندون کو دلادین

---

[۱] اسی وجہ سے آنحضرتؐ نے اسکی تعظیم کے خیال سے اسکے واسطے اپنی چادر بچھادی تھی ۱۲ [۲] یعنی مینے اس بیوی کو طلاق دیدی جس سے سب سے پہلے نکاح کیا تھا اور وہ بانجھ تھی اور ساٹھ برس سے میرے پاس تھی ۱۲ [۳] یعنی جس سے تو راضی ہو ایک بہن کو رہنے دے اور ایک کو چھوڑ دے ۱۲ [۴] اور یہ آپ کا مقرر کیا ہوا قانون ہے کہ میان بیوی جب ساتھ مسلمان ہوجاوین تو اُنکا پہلا ہی عقد باقی رہتا ہے ۱۲

وہ دونوں اسلام لے آئے اگرچہ پہلے وہ مسلمان اور مدینہ میں فتح سے پہلے ہی آ گئے تھے انہی میں سے ولید بن مغیرہ کی بیٹی جو صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھی جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی اور اسکا شوہر اسلام (قبول کرنے) سے بھاگ گیا اُنکا چچا زاد بھائی وہب بن عمیر نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی چادر صفوان کی امان کے واسطے بھیجی جب وہ آگیا تو رسول اللہ[1] نے اُسے چار ماہ تک سیر کرنے کو (روانہ) کیا یہانتک کہ پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اُس کی بیوی اسکے پاس آگئی اور فتح مکہ کے دن مکہ ہی میں حارث بن ہشام کی بیٹی عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی اُم حکیم مسلمان ہوئی اور اُسکا شوہر (عکرمہ) اسلام (قبول کرنے) سے بھاگ کر یمن میں چلا گیا اُم حکیم بھی کوچ کر کے عکرمہ کے پاس یمن میں پہنچی اور اُسے دعوت اسلام کی چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا پھر وہ دونوں اپنے اُسی نکاح[2] پر قائم رہے یہ حدیث امام مالک نے ابن شہاب سے مرسلاً نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۹۸) ابن عباس فرماتے ہیں نسب کے سات رشتے حرام[3] ہیں اور سات ہی رشتے دودھ کے حرام ہیں پھر یہ آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ[4] اُمَّهَاتُكُمْ اخیر تک پڑھی یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

(۹۹) عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کر کے اُس سے صحبت کر لے اُسے اُس عورت[5] کی بیٹی سے نکاح کرنا درست نہیں اور اگر بیوی سے صحبت نہ کی ہو تو اُسکی بیٹی سے نکاح کر لے لیکن ماں کو طلاق دیدے اور جو شخص کسی عورت سے نکاح کر لے تو اسکی ماں سے نکاح کرنا درست نہیں ہے خواہ اُس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے کیونکہ اسے عمرو بن شعیب سے صرف ابن لہیعہ اور مثنی بن صباح نے نقل کیا ہے اور یہ دونوں حدیث (بیان کرنے) میں ضعیف ہیں۔

---

[1] چونکہ خداوندکریم کا حکم تھا کہ مشرکون کو چار ماہ دنیا کی اونچ نیچ اور پہلے کافرونکی انجام کاری دکھائی جاوے اور انہیں چار مہینے سیر کرائی جاوے تاکہ وہ پہلی برباد ہوئی قومونکو دیکھکر عبرت پکڑیں اور مسلمان ہوجاویں اسی وجہ سے رسول خدا نے اسکو بھی سیر کرنیکو روانہ کردیا ۱۲

[2] اس حدیث پر امام شافعی نے عمل کر کے کہا ہے کہ اگر عدت کے اندر مرد مسلمان ہوجاوے تو پہلا ہی نکاح باقی رہیگا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر ساتھ ساتھ ایمان لائے ہوں تو نکاح رہیگا ورنہ نہیں رہیگا ۱۲

[3] ماں[1] - بہن[2] - بیٹی[3] - پھوپی[4] - خالہ[5] - بھتیجی[6] - بھانجی[7] -

[4] یعنی تمہاری ماں بیٹی وغیرہ تم پر حرام ہیں ۱۲ [5] یعنی لے پالک بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے

باب مباشرت (یعنی صحبت) کرنے کا بیان

پہلی فصل (۱۰۰) حضرت جابر کہتے ہین یہودی کہتے تھے اگر مرد اپنی بیوی کے پیچھے سے (کھڑے ہوکے یا بیٹھ کے) آگے کے ستر مین صحبت کرے تو بھینگا بچہ پیدا ہوگا اُنکے اس خیال کے رد کرنیکو یہ آیت اتری نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ترجمہ عورتین تمہاری کھیتیان ہین جسطرح چاہے[1] اپنی (آگے کے ستر مین) صحبت کرو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۱) حضرت جابر ہی کہتے ہین ہم اُسوقت) عزل[2] کرتے تھے جبکہ قرآن بھی اتر رہا تھا یہ روایت متفق علیہ ہے مسلم نے یہ زیادہ بیان کیا ہے جابر کہتے ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو انہون نے ہمی ہمین منع نہین کیا۔

(۱۰۲) حضرت جابر ہی کہتے ہین ایک آدمی نے آکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ایک لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور مین اُسکے پاس جاتا ہون مجھے ڈر ہے کہ کہین اُسے پیٹ نہ رہ جائے آپ نے فرمایا اگر تیری یہ مرضی ہے تو تو اُس سے عزل کر لیا کر اور جو[3] اُسکے واسطے مقرر ہو چکا ہوگا وہ ضرور ہو کر رہیگا تھوڑے دن ٹھیر کر وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اُس لونڈی کو پیٹ رہگیا آپ نے فرمایا مین نے تو تجھ سے بیان کر دیا تھا کہ جو کچھ اُسکی قسمت مین ہوگا وہ ہو کر رہیگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳) ابو سعید خدری فرماتے ہین جنگ بنی المصطلق[4] مین ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے تو عرب کے لونڈی[5] غلام ہمارے بہت ہاتھ لگے اور ہمین عورتون کی خواہش تھی اور رنڈوا رہنا ہمپر دشوار تھا

---

[1] خواہ آگے سے خواہ پیچھے سے خواہ بٹھا کر یا جسطرح چاہے ۱۲ [2] صحبت کرتے وقت نطفہ باہر ٹپکانے کو عزل کہتے ہین بعض لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ہمارے ہان صحبت کرنے سے بچہ ہوگیا تو اُنکو ہم کہان سے کھلائے پلائین گے اس وجہ سے یہ کام کرتے تھے کہ صحبت کرتے وقت نطفہ عورت کے رحم مین نہین جانے دیتے تھے بلکہ باہر ٹپکا دیتے تھے اور سوچتے تھے کہ ہماری اس بات سے پیٹ نہین رہیگا ۱۲ [3] یعنی جو کچھ اسکی تقدیر کی اولاد وغیرہ ہوگی وہ پیدا ہوکر رہے گی تمہارے عزل کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہے ۱۲

[4] عرب مین سے خزاعہ کے خاندان مین سے ایک قوم کا بنی المصطلق نام ہے ۱۲ [5] یعنی بہت سی قیدی عورتین دستیاب ہوئین اور ہمین عورتوں کی ضرورت بھی تھی مگر ہمین یہ خیال تھا کہ کہین عورتون کو پیٹ نہ رہ جائے اسوجہ سے ہم عزل کرنا چاہا آپ نے فرمایا عزل کرنا نہ کرنا برابر ہے ولد کرچکین وہ ہوگی تمہارے عزل کرنے سے کچھ تمہارا فائدہ ہے ۱۲

اور عزل کرنا ہمین اچھا معلوم ہوتا تھا تو ہمنے عزل کرنیکا ارادہ کیا پھر ہمنے سوچا باوجودیکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم
مین موجود ہین پھر ہم اُنسے پوچھے بغیر (کیونکر) عزل کرین پھر ہمنے اُنسے عزل کرنیکو دریافت کیا تو آپ نے
فرمایا اگر تم عزل نہ کرو تو تمہارا کچھ حرج نہین ہے جو مخلوق قیامت تک پیدا ہونی ہے وہ پیدا ہو ہی کے
رہیگی (تم چاہے جو کچھ کرو) یہ روایت متفق علیہ ہے ۔

(۱۰۴) حضرت ابوسعید خدری ہی کہتے ہین کسی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کو
پوچھا تو آپ نے فرمایا (منی کے) ہر ایک پانی سے بچہ پیدا نہین ہوتا اور جب اللہ کوئی چیز پیدا
کرنی چاہے تو کوئی اُسے روک نہین سکتا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے ۔

(۱۰۵) سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نے آ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا مین اپنی بیوی سے عزل کرتا ہون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے جواب دیا یہ نہ
کیا کرو وہ بولا یا رسول اللہ مجھے عورت کے (گود والے) بچہ کا ڈر ہے[۱] (کہ کہین اُسے اور حمل نہ رہجائے
اور اُسکے دودھ مین خرابی آجاوے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ بات مضر ہوتی تو
فارس و روم والون کو ضرر دیتی (کیونکہ انکی یہی[۲] عادت ہے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے ۔

(۱۰۶) وہب کی بیٹی جدامہ کہتی ہین مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے آدمیون
(کے مجمع) مین حاضر تھی اور آپ فرما رہے تھے میرا قصد تھا کہ دودھ پلانے کے زمانہ مین عورت سے
صحبت کرنے کو منع کردون پھر روم و فارس کے لوگون کو مینے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی اولاد کے دودھ
پلانے کے زمانہ مین بیوی سے صحبت کرتے ہین اور انکی اولاد کو اس سے کچھ ضرر نہین ہوتا۔ پھر لوگون نے
آپ سے عزل کرنیکا سوال کیا آپنے فرمایا یہ خفیہ زندہ گاڑ دینا[۳] ہے اور یہ اس آیت کے حکم مین داخل ہے ۔
وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ یعنی زندہ گاڑی گئی سے سوال کیا جاویگا (تو کس گناہ پر ماری گئی) یہ حدیث
مسلم نے نقل کی ہے ۔

ف۱ یعنی مجھے یہ خوف ہے کہ اگر مین اپنی بیوی سے صحبت کرون تو اُسے اور حمل رہجاویگا اور اُسکا دودھ بگڑ جاسکے گا پھر بچہ دودھ پیئے گا تو
اُسے ضرر پہونچے گا ۱۲ ف۲ کہ وہ اکثر دودھ پلانے کے وقت بھی عورتون کی صحبت کو برا نہین سمجھتے ۱۲

ف۳ یعنی نطفہ کا باہر ڈالدینا زندہ درگور کرنا ہے کہ جیسے کو ظاہر قبر مین دبا دیتے ہین اور نطفہ باہر گرا کر ایک پیدا ہونے والی چیز کو
اپنے خیال مین پیدا نہین ہونے دیتے یہ چھپوان گاڑنا ہے ۱۲

(۱۰۷) ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑی امانت (جسکی خیانت پر مواخذہ ہوگا) یہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدتر مرتبہ میں وہ مرد ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور بیوی اس سے ملے پھر بیوی کی پوشیدہ باتیں (لوگوں سے) ظاہر کر دے[1] یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

دوسری فصل (۱۰۸) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت بذریعہ وحی اُتری نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (ترجمہ) عورتیں تمھاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جسطرح چاہو آجاؤ۔ خواہ آگے سے صحبت کرو یا پیچھے سے کرو اور برائی کی جگہ اور ایام آنے کے زمانے میں (صحبت کرنے سے) بچتے رہو یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے

(۱۰۹) ثابت کے بیٹے خزیمہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ حق بات بیان کرنے سے شرم نہیں کرتا۔ تم عورتوں کی مقعد میں صحبت نہ کیا کرو[2] یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۱۱۰) ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو آدمی اپنی بیوی سے پیچھے کی طرف بدفعلی کرتا ہے وہ ملعون ہے یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۱۱) ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنی بیوی سے پیچھے کیطرف بدفعلی کریگا اُسکی طرف خداتعالےٰ (مہربانی کی) نظر نہیں کریگا یہ حدیث شرح سنت میں نقل کی ہے۔

(۱۱۲) ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداتعالےٰ اُس مرد کیطرف (مہربانی کی) نظر نہیں کریگا جو مرد یا عورت سے پیچھے کیطرف بدفعلی کریگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۳) یزید کی بیٹی اسماء کہتی ہیں میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے (اے لوگو) ! اپنی اولاد کو (غیل کی وجہ سے) پوشیدہ نہ مار ڈالا کرو کیونکہ غیل[3] (کا اثر) سوار تک پہنچتا ہی

[1] یعنی اپنی بیوی کے پوشیدہ حالات ظاہر کرنے بھی خیانت میں داخل ہے اسپر بھی خدا پکڑ لیگا ۱۲

[2] عورت کے پیخانہ کی جگہ صحبت کرنی کبیرہ گناہ ہے اسکی سخت سزا کا ذکر آیا ہے ۱۲

[3] غیل کے معنی وہی ہیں کہ اپنی بیویوں سے دودھ پلانے وقت صحبت کرے تو بچہ کمزور ہوجاتا ہے آپنے فرمایا تم بیویوں سے دودھ پلانیکی حالت میں صحبت نہ کیا کرو کیونکہ اسکا اثر بڑی عمر تک باقی رہتا ہے کہ سوار گھوڑے پر سے گرجاتا ہے یہ حدیث پہلی حدیث سے جسمیں اپنے اسے جائز فرمایا ہی منسوخ معلوم ہوتی ہی ۱۲

اور اسے گھوڑے سے گرا دیتا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۱۱۴) حضرت عمرؓ بن الخطاب فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آزاد عورت سے اسکی بے اجازت عزل[1] کرنے سے منع فرماتے تھے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب پہلے بابون کے متعلقات کا بیان

پہلی فصل (۱۱۵) عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کے معاملہ مین اُنسے فرمایا اسے لیکر آزاد کردو۔ اور بریرہ کا خاوند غلام تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیدیا کہ تجھے اختیار ہے چاہے خاوند کے پاس رہ یا نہ رہ) بریرہ خود مختار ہوگئی (کہ مین خاوند کے ہان نہین رہتی) اور اگر وہ آزاد ہوتا[2] تو رسول اللہ اُسے اختیار نہ دیتے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۶) حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ بریرہ کا خاوند کالے رنگ کا غلام تھا اسکا نام مغیث تھا گویا کہ وہ میری نظرون کے تلے پھر رہا ہے کہ وہ مدینہ کے گلی کوچون مین بریرہ کے پیچھے روتا پھرتا تھا اور اسکے آنسو ڈاڑھی پر بہ رہے[3] تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (میرے والد) عباس سے فرمایا اے عباس کیا مغیث کی بریرہ سے محبت پر اور بریرہ کی مغیث سے دشمنی پر تجھے تعجب نہین آتا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (بریرہ سے) فرمایا اے بریرہ کاشکے تو اس کے پاس چلی جا (تو بہتر ہے) وہ بولی یا رسول اللہ کیا آپ مجھے یہ حکم دیتے ہین[4] آپنے فرمایا (نہین بلکہ) سفارش کرتا ہون وہ بولی مجھے اُسکی ضرورت نہیں ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۱۷) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انہون نے اپنے لونڈی غلام کو جو

---

[1] یعنے آزاد عورت سے عزل کرنا چاہے تو اُس سے بن پوچھے عزل نہ کرے ۱۲

[2] یہ حضرت عروہ کا قول ہے حضرت عائشہ کا نہین ہے ۱۲

[3] وہ چاہتا تھا کہ بریرہ میرے پاس رہنا منظور کرے اسی واسطے روتا پھرتا تھا کہ شاید اسے رحم آجاوے ۱۲

[4] یعنے آپ مجھے اسکے پاس رہنے کو حکماً فرماتے ہین یا سفارشاً آپنے فرمایا حکماً نہین کہتا بلکہ بطور سفارش کہتا ہون اسنے کہا اگر مجھے اسکے پاس رہنا ضروری نہین ہے تو مجھے اسکی کچھ ضرورت نہین ہے ۱۲

میاں بیوی تھے آزاد کرنا چاہا تو پہلے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے انہیں ارشاد فرمایا کہ عورت سے پہلے مرد کو[۱] آزاد کرے یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے۔

(۱۱۸) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بریرہ آزاد ہوئی تو مغیث کے نکاح میں تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے اختیار دیدیا اور اُس سے کہدیا کہ اگر وہ تجھ سے صحبت[۲] کریگا تو پھر تجھے اختیار نہیں رہیگا یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

باب مہر کا بیان

پہلی فصل (۱۱۹) سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت نے آکے عرض کیا یا رسول اللہ مینے اپنی جان آپ کو دیدی اور بہت دیر تک کھڑی رہی ایک مرد نے کھڑے ہو کے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو مجھ سے اسکا نکاح کر دیجیے آپ نے فرمایا تیرے پاس اسکے مہر دینے کو کچھ ہے وہ بولا میرے پاس اپنے اس تہبند کے علاوہ کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا جا کر ڈھونڈھ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی[۳] ہی ہو (تو وہی لے آ) اسنے تلاش کیا تو کچھ نہ ملا بعد ازاں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے وہ بولا فلاں فلاں سورت (یاد ہے) آپ نے فرمایا مینے اُس عورت سے تیرا نکاح اُن قرآن کی سورتوں[۴] کے بدلے میں جو تجھے یاد ہیں کر دیا اور ایک روایت میں ہے جا مینے اُس عورت سے تیرا نکاح کر دیا اسے قرآن (جتنا تجھے یاد ہے) پڑھا دیجیو یہ روایت متفق علیہ ہے

---

[۱] تاکہ مرد عورت کا مختار رہے عورت خود مختار نہ ہو جاوے اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ اگر مرد غلام ہو تو عورت خود مختار نہ ہو جاوے اس سے اُن لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ اگر مرد غلام ہو تو عورت خود مختار ہو جاویگی اور اگر آزاد ہوگا تو خود مختار نہ ہوسکیگی اور جو لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر مرد آزاد بھی ہوگا اُسوقت بھی عورت خود مختار ہے انکی دلیل دوسری حدیث ہے ۱۲

[۲] کیونکہ صحبت کر لینے سے وہ تیرا مالک ہو جاویگا ۱۲ [۳] اس سے بہت تھوڑی چیز مراد ہے ۱۲

[۴] یعنے ان سورتوں کی برکت کی وجہ سے مینے اُس سے تیرا نکاح کر دیا ہے امام شافعی وغیرہ کے نزدیک یہی سورتیں مہر کی بجائے تھیں بعض علماء کہتے ہیں تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں یہ ذکر نہیں ہو سکتی کہ اور کچھ مہر اس عورت کا باندھا نہیں تھا بلکہ یہ مہر معجل تھا اور ممکن ہے کہ علاوہ تعلیم قرآن کے اور مہر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بطور موجل مقرر کیا ہو جیسا کہ احناف کا مذہب ہو ۱۲

(۱۲۰) ابو سلمہ کہتے ہین مینے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کی بیویون) کا کتنا مہر تھا حضرت عائشہ نے فرمایا آپ کی بیویون کا مہر بارہ اوقیہ[۱] اور نش کا تھا (اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) پھر فرمایا تجھے معلوم ہے کہ نش کیا چیز ہے مینے کہا نہین انہون نے کہا آدھے اوقیہ کو نش کہتے ہین (اس حساب سے) یہ پانسو درہم ہوئے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور شرح سنت اور ساری اصول (کی کتابون) مین نش ہیش سے ہے

دوسری فصل (۱۲۱) حضرت عمر بن الخطاب فرماتے تھے خبردار! عورتون کے مہر زیادہ نہ باندھا کرو کیونکہ اگر اس سے دنیا مین عزت اور اللہ[۲] کے نزدیک بہتری ہوتی تو تم سب سے زیادہ اُسکے مستحق اللہ کے نبی تھے میرے خیال مین تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی سے بارہ اوقیہ کر زیادہ پر نکاح نہین کیا اور نہ اپنی کسی بیٹی کا اس سے زیادہ پر نکاح کیا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۱۲۲) حضرت جابر روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے اپنی بیوی کا مہر ستو یا کھجورین دونون ہاتھ بھر کر دیدیا اُسنے عورت کو اپنے پر حلال کرلیا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳) عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ بنی فزارہ کی ایک عورت نے دو جوتیون[۳] کے مہر پر نکاح کرلیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کیا تو باوجود مالدار ہونے کے دو جوتیون کے مہر پر راضی ہی وہ بولی ہان۔ آپ نے وہ نکاح جائز[۴] رکھا یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۲۴) علقمہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ ابن مسعود سے کسی نے ایسے آدمی کی بابت پوچھا جسنے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکا مہر کچھ مقرر نہین کیا اور صحبت کرنے سے پہلے ہی خاوند مرگیا (کہ اُسکی بیوی کو مہر ملیگا یا نہین) ابن مسعود نے فرمایا اُس عورت کو مہر اُسکی قرابت والی عورتون کے مہر کے برابر ملیگا کچھ کم و بیش نہ ہوگا اور اسپر عدت کرنی بھی لازم ہے اور اُسے ورثہ بھی ملیگا (اسیوقت) معقل بن سنان اشجعی نے

---

[۱] ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے ساڑھے بارہ اوقیہ کے پانسو درہم اور ایک سو اکتیس روپیہ کلدار ہوتے ہین ۱۲

[۲] یعنے کم مہر باندھنے سے اللہ اور اللہ کے خاص بندے خوش ہوتے ہین ۱۲ [۳] صرف دو جوتیان مہر کی مقرر کین ۱۲

[۴] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے سے مہر پر بھی نکاح جائز ہے حتی کہ دو جوتیون پر بھی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا اور علما نے بھی مہر کو مخفف پسند فرمایا ہے گو جائز کثیر بھی ہے ۱۲

کھڑے ہوکر کہا جیسے تم نے فیصلہ کیا ہے اسی طرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری ایک عورت واشق کی بیٹی بروع کے حق میں فیصلہ کیا تھا ابن مسعود اس بات سے بہت خوش ہوئے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۲۵) حضرت ام حبیبہ سے روایت ہے کہ یہ عبدالرحمن بن جحش کے نکاح میں تھیں وہ ملک حبش میں مر گئے نجاشی (بادشاہ حبش) نے ام حبیبہ کا نکاح آنحضور سے کر دیا اور انہیں اپنی طرف سے چار ہزار (درہم) مہر کے دیئے اور ایک روایت میں چار ہزار درہم ہیں پھر انہیں شرجیل بن حسنہ کے ہمراہ رسول خدا کی خدمت میں بھیجدیا یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶) حضرت انس فرماتے ہیں ابو طلحہ نے (میری والدہ) ام سلیم سے نکاح کیا تو ان دونوں کا مہر اسلام لانا (مقرر ہوا) تھا (یعنی) ام سلیم ابو طلحہ سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں ابو طلحہ نے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تو ام سلیم نے جواب دیا میں مسلمان ہو گئی ہوں اگر تو بھی مسلمان ہو جاوے تو میں تجھ سے نکاح کر لونگی پھر وہ مسلمان ہو گئے اور یہی ان دونوں کا مہر رہا یہ حدیث نسائی نے روایت کی ہے

باب ولیمہ کا بیان

پہلی فصل (۱۲۷) حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف پر زردی کا نشان (لگے ہوئے) دیکھکر پوچھا (اے عبدالرحمن) اسکا کیا سبب ہے وہ بولے میں نے چھوارے کی ایک گٹھلی بھر سونے کے مہر پر ایک عورت سے نکاح کیا ہے (شاید زعفران وغیرہ کی زردی لگ گئی ہے میں نے خود نہیں لگائی) آپ نے فرمایا اللہ تمہیں مبارک کرے - اے عبدالرحمن ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کر دو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

ف جسکے ایک ہزار پچاس روپیہ ہوتے ہیں ۱۲

ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دولہا دلہن ایک جگہ نہ ہوں تو بھی نکاح ہو جاتا ہے ۱۲

ف اگر میاں بیوی مہر مقرر نہ کریں تو بھی مہر مثل دینا پڑتا ہے جیسے کہ پیچھے گزر چکا ۱۲

ف اس جگہ کثرت مراد ہے یعنی چاہیے تو ایک بکری ولیمہ کر دو اسوقت بکری بڑی چیز تھی کیونکہ مسلمان بہت غریب تھے ۱۲

(۱۲۸) حضرت انس ہی فرماتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی کا اتنا ولیمہ نہیں کھلایا جتنا کہ حضرت زینب کا ولیمہ کھلایا کہ آپ نے انکا ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۲۹) حضرت انس ہی فرماتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے خلوت کرنے کے بعد ولیمہ کیا تو گوشت روٹی لوگون کو پیٹ بھر کر کھلادی یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے -

(۱۳۰) حضرت انس ہی فرماتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ کو آزاد کرکے اپنے نکاح مین لے آئے اور انکا مہر آزاد کردینا ہی مقرر کیا اور انکے ولیمہ مین حیس (یعنے پنیر اور کھجور وغیرہ ملی جلی چیزونکا کھانا) کھلایا یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۱۳۱) حضرت انس ہی فرماتے ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینہ کے درمیان تین روز تک ٹھیرے رہے اور وہین حضرت صفیہ کو آپ اپنے تصرف مین لائے تھے (حضرت انس کہتے ہین) آپ کی ولیمہ کی دعوت کھانیکو مسلمانون کو مینے ہی بلایا تھا اسمین گوشت روٹی بالکل نہ تھی اور بجز اسکے کچھ نہ تھا[1] کہ آپنے دسترخوان بچھانیکو فرمایا تو دسترخوان بچھا دیا گیا پھر اُسپر کھجورین اور پنیر اور گھی رکھدیا گیا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے -

(۱۳۲) شیبہ کی بیٹی صفیہ فرماتی ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کا ولیمہ دو سیر جو ہی کا کیا تھا یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے -

(۱۳۳) عبداللہ بن عمر نقل کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تمہین ولیمہ کی دعوت (کھانے) کو بلایا جاوے تو وہان جانا چاہیئے[2] یہ روایت متفق علیہ ہے مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ دعوت قبول کرنی چاہیئے خواہ شادی کی ہو یا اور طرح کی ہو -

(۱۳۴) حضرت جابر کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی کھانے کو بلایا جاوے تو قبول کرنا چاہیئے پھر چاہے کھائے اور چاہے نہ کھائے[3] یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۱۳۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بُرا کھانا وہ ولیمہ کا کھانا ہے

سلہ یہ آنحضرت کی خصوصیت ہے ۱۲ سلہ یعنے حضرت صفیہ کے ولیمہ مین صرف کھجورین اور پنیر اور روغن تھا

سلہ بعض کہتے ہین دعوت قبول کرنی واجب ہے بعض کہتے ہین سنت ہے بعض کہتے ہین مستحب ہے خلاصہ یہ کہ دعوت مین جانا چاہیئے کیونکہ نہ جانے سے بلانے والے کی دل شکنی ہوتی ہے اور یہ منع ہے ۱۲ انجاح سلہ لیکن اسکا دل خوش کرنیکو ضرور چلا جائے ۱۲

جسکے کھانے کو امیر بلائے جاویں اور فقیر چھوڑ دیئے جائیں اور جسنے دعوت قبول نہ کی اسنے اللہ و رسول کی نافرمانی کی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۶) ابو مسعود انصاری فرماتے ہین ایک انصاری آدمی کا جسکی کنیت ابو شعیب تھی ایک گوشت بیچنے والا غلام تھا اس انصاری نے (غلام سے) کہا تو میرے واسطے کھانا تیار کر جو پانچ آدمیون کے لائق ہو تاکہ مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی چار اور آدمیون کے ساتھ دعوت کرون چنانچہ اس غلام نے آپ کے واسطے کچھ تھوڑا سا کھانا تیار کر دیا پھر وہ شخص آنحضرت کی خدمت مین آیا تو آپ کو بلا کر لے گیا انکے پیچھے پیچھے ایک اور آدمی ہولیا[1] نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو شعیب ایک آدمی ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر تو چاہے اُسے آنے دیے اور چاہے نہ آنے دے[2] وہ بولا نہیں بلکہ مینے اسکو بھی اجازت دیدی (اُسے بھی آنے دیجیے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۳۷) حضرت انس ہی روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کے ولیمہ مین ستو اور کھجورین کھلائی تھین یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۳۸) سفینہ سے روایت ہے کہ علی ابن ابیطالب کے ہان ایک آدمی مہمان آیا انہون نے اُسکے واسطے کھانا پکایا تو حضرت فاطمہ نے کہا کاشکے ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بلالیں اور آپ ہمارے ساتھ کھانا نوش فرمائین (تو کیا اچھا ہو) پھر آپ کو بلایا آپ نے دروازہ کے دونون بازو دن پر اپنے دونون ہاتھ رکھے تو گھر کے کونے مین پردہ پڑا ہوا دیکھا آپ واپس پلٹ گئے۔ حضرت فاطمہ کہتی ہین مین آپکے پیچھے گئی اور مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس وجہ سے پلٹ گئے آپ نے فرمایا کہ مجھے یا ہر ایک نبی کو مزین اور منقش گھر مین[3] جانا لائق نہین ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۱۳۹) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی دعوت کی گئی

---

[1] کہ اُسکی نہ صاحب خانہ نے دعوت کی تھی اور نہ وہ رسول خدا کے ہمراہیون مین تھا ۱۲

[2] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو دعوت مین صاحب خانہ کی بے اجازت جانا منع ہے اور مہمان بھی دوسرے آدمی کو نہین بلا سکتا ہان اگر صاحب خانہ مہمان کو اجازت دیدے یا مہمان کو خیال ہو کہ صاحب خانہ مجھے منع نہین کریگا تو اور کو بھی بلالے ۱۲ لمعات

[3] یعنے جن باتون مین تکبر پایا جاتا ہو جس گھر مین ایسی باتین ہون وہان نبی کو جانا زیبا نہین ہے ۱۲

اور اسنے قبول نہ کی اُسنے اللہ و رسول کی نافرمانی کی اور جو کوئی بن دعوت چلا گیا وہ چور کی طرح گیا[1] اور لٹیرے کی طرح باہر نکلا یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۴۰) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی دعوت کرنے والے اکٹھے ہوجاوین (یعنے ایک ہی وقت کی دعوت کرین) تو اسکی قبول[2] کرنی چاہیئے جسکا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہو اور اگر ایک ان مین سے پہلے دعوت کردے تو پہلے کی دعوت قبول کر یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کی ہے

(۱۴۱) ابن مسعود کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ولیمہ کا) کھانا پہلے دن واجب (یا سنت موکدہ) ہے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سنانیکے لئے ہے[3] اور جو کوئی (لوگونکے) سنانے کو کریگا اللہ (قیامت کے دن لوگون کو) اُسکے حال سنائیگا یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۴۲) عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن دو آدمیونکی جو ایک دوسرے پر فخر کرتے ہون دعوت کھانے سے منع فرمایا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور محی السنہ نے کہا ہے صحیح یہ ہے کہ عکرمہ نے یہ حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً[4] نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۴۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُن دو آدمیونکی جو باہم فخر (و مقابلہ[5] کرنے کے لئے کھانا تیار) کرین دعوت قبول کرنی نہ چاہیئے اور نہ انکا کھانا کھانا چاہیئے امام احمد کہتے ہین اس سے مراد یہ ہے کہ جو دو آدمی ایک دوسرے پر فخر کرنے اور دکھانیکو دعوت کرین (انکا کھانا نہین کھانا چاہیئے)۔

---

[1] یعنی جیسے چور برا مال لینے کی نیت سے جاتا ہے ایسا ہی یہ ہے کہ دوسرے کا کھانا بے دعوت کھانے جاتا ہے اور جیسے لیٹرا مال لیکر جاتا ہے ایسے ہی جو پرایا کھانا کھا کر جاتا ہے وہ ہے ۱۲ [2] یعنے اگر دو آدمی ایک وقت کی اکٹھی دعوت کرین تو پاس والے کی دعوت قبول کرے اور اگر ایک پہلے کرے اور ایک پیچھے تو پہلے کی دعوت قبول کرے اگرچہ وہ دور رہتا ہے اور دوسرا اگرچہ دروازہ کے قریب ہی رہتا ہو اُسکی دعوت نہ لے ۱۲ [3] یعنے ریا کی نیت سے اور دکھانیکو کام کرنا منع ہے اس لیئے خدا اُسپر غصہ ہوتا ہے اور قیامت کے دن اسکے برے لوگون کو اُسکی برائیان دکھلائیگا ۱۲ [4] یعنے ابن عباس کا نام نہین لیا ۱۲

[5] یعنے ایک دوسرے سے بڑھیا کھانا پکانیکی کوشش کرے اور ہر ایک یہی چاہے کہ میرا نام ہو جاوے ان لوگونکی دعوت نہین کھانی چاہیئے ۱۲

(۱۴۴) عمران بن حصین کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت کھانے سے منع فرمایا ہے
(۱۴۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی آدمی مسلمان بھائی کے پاس جائے تو اُسکا کھانا کھالے اور کچھ نہ پوچھے[۱] نہین اور پانی بھی پی لے اور کچھ نہ پوچھے نہین ان تینوں حدیثون کو بیہقی نے شعب الایمان مین نقل کیا ہے اور کہا ہے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ مسلمان مسلمان کو کھانا اور پانی وہی کھلائیگا پلائیگا جو اُسکے نزدیک حلال ہوگا۔

باب بیویونکی باری مقرر کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۱۴۶) ابن عباس روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نو بیویاں چھوڑ کر وفات پائی ان مین سے آٹھ کی باری[۲] مقرر کر رکھی تھی یہ روایت متفق علیہ ہے
(۱۴۷) حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت سودہ جب بوڑھی ہوگئین تو کہا یا رسول اللہ مینے اپنی باری عائشہ کو دیدی چنانچہ رسول خدا نے حضرت عائشہ کے دو دن مقرر کر رکھے تھے ایک اُنکا اپنا دن اور دوسرا حضرت سودہ کی باری کا دن یہ روایت متفق علیہ ہے۔
(۱۴۸) حضرت عائشہ ہی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس بیماری مین وفات پائی پوچھتے تھے مین کل کہان (رہونگا) مین کل کہان رہونگا راوی کہتے ہین آپ کی مراد حضرت عائشہ کی باری تھی (کہ کب ہوگی) آپکی تمام بیویون نے آپ کو اجازت دیدی کہ آپ جہان چاہین وہان رہین پھر آپ حضرت عائشہ کے گھر مین وفات ہونے کے وقت تک انہی کے پاس[۳] رہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔
(۱۴۹) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر مین جانا چاہتے تو اپنی بیویوں کے نام کا قرعہ ڈالتے انہین سے جسکا نام نکل آتا اُسے اپنے ہمراہ لیجاتے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] کیونکہ اُسے یہ خیال ہوگا کہ شاید یہ میرا کھانا برا سمجھتا ہے اور رنج کریگا اسلیئے کچھ پوچھا نہ کرو اور اگر حلال و حرام کا شبہ ہو تو کچھ حرج نہین ۱۲

[۲] آپ پر باری فرض نہ تھی محض آپ نے اپنی خوشی سے باری مقرر کر رکھی تھی اور امتیون کو یہ جتانا تھا کہ مینے باوجود باری فرض نہونیکے بیویون کی باری مقرر کر رکھی ہے کہین تم نہ چھوڑ دینا حالانکہ تمپر فرض ہے ۱۲

[۳] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ سب بیویون سے افضل ہین اور ان ہی کو آنحضرت زیادہ چاہتے تھے ۱۲

(۱۵۰) ابوقلابہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ جو آدمی ثیبہ بیوی کے اوپر کنواری سے بیاہ کرے تو اُسکے پاس سات دن تک ٹھیرنا سنت[ف۱] ہے اور پھر سبھوں کی باری پوری[ف۲] کرے اور جب خاوند برتی ہوئی عورت سے نکاح کرے تو اُسکے پاس تین دن ٹھیرے پھر سب کی باری مقرر کرے ابوقلابہ کہتے ہیں اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انس نے اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۱) عبدالرحمن کے بیٹے ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہ سے نکاح کیا اور ام سلمہ صبح کو اٹھیں تو آپ نے اُنسے فرمایا میرے سبب سے[ف۳] تیرے کنبہ والوں کی کچھ حقارت نہیں ہے اگر تو چاہے تو میں تیرے پاس سات دن تک رہوں (مگر) پھر سب بیویوں کے پاس بھی سات سات دن رہونگا اور جو تو چاہے تو تیرے پاس تین دن رہوں اور پھر اوروں کے پاس باری باری سے جاؤں وہ بولیں آپ میرے پاس تین ہی دن رہیں ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ام سلمہ سے فرمایا پہلے بیاہ ہی کی کواری کے سات دن ہیں اور خاوند برتی ہوئی کے تین دن ہیں یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

دوسری فصل (۱۵۲) حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی باری مقرر کر رکھی تھی اور (سب میں) برابری کرتے تھے اور یہ دعا کرتے تھے اللھم ھذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک (ترجمہ) یا الٰہی یہ میری اُن باتوں میں باری مقرر کی ہوئی ہے جنکا میں مالک ہوں لہذا تو مجھے ان باتوں میں سرزنش نہ کیجیو جو تیرے[ف۴] اختیار میں ہیں اور میں انکا مالک نہیں ہوں) یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے

(۱۵۳) ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب مرد کے پاس دو عورتیں ہوں اور وہ ان دونوں عورتوں میں انصاف نہ کرے قیامت کے دن وہ اسطرح حاضر ہوگا کہ ایک طرف کا

ف۱ اکثر لوگوں کا قول ہے کہ نئی اور پرانی عورت میں کچھ فرق نہیں ہے اگر نئی کے پاس سات دن رہے تو اوروں کے پاس بھی سات ہی دن رہے اور جو اُسکے پاس تین دن رہے تو اوروں کے پاس بھی تین دن رہے کیونکہ برابری کرنیکا حکم آیت قرآن میں تمام ہے ۱۲ مرقاۃ ف۲ یعنی جتنے دن اسکے پاس رہا ہے اور ونکے پاس بھی رہے یا یہ مطلب ہے کہ سبھوں کی مقررہ باری پوری کرے ۱۲ ف۳ یعنے یہ بات سب کے لئے یوں ہی ہے کچھ تیری یا تیرے خاندان کی اس سے حقارت نہیں ہوسکتی ف۴ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ سب بیویوں سے افضل ہیں اور انہی کو آنحضرت زیادہ چاہتے تھے ۱۲

(حصر گنہگار ہوگا یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے

(تیسری فصل) (۱۵۴) عطاء ابن ابی رباح فرماتے ہیں ہم ابن عباس کے ہمراہ سرف (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے) حضرت میمونہ کے جنازہ میں حاضر تھے ابن عباس بولے یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں جب تم انکا جنازہ اٹھاؤ تو اُسے ہلانا جُلانا نہیں اور سہج سہج لیجانا کیونکہ رسول خدا کی نو بیویاں تھیں انمیں سے آٹھ کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک کی باری نہیں تھی عطاء کہتے ہیں جس عورت کی رسول اللہ نے باری مقرر نہیں کر رکھی تھی ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ صفیہ تھیں اور سب بیویوں سے پیچھے انہی کا مدینہ میں انتقال ہوا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے اور رزین کہتے ہیں کہ عطاء کے علاوہ (اور راویوں) نے کہا ہے وہ بیوی سودہ تھیں اور یہی بہت صحیح ہے جب رسول خدا نے انہیں طلاق دینی چاہی تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دیدی اور آپ سے فرمایا آپ مجھے (پڑا) رہنے دیجئے میں اپنی باری حضرت عائشہ کو دیدی تاکہ میں جنت میں آپکی بیویوں میں شامل رہوں۔

باب عورتوں کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنیکا بیان اور ہر ایک (کے) طرح کی

عورت کا کیا کیا حق ہے

پہلی فصل (۱۵۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتونکی حق میں (مجھ سے) اچھی اچھی وصیتیں حاصل کرلو بیشک یہ عورتیں پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہوتی ہے اگر تو اُسے سیدھا کرنا چاہیگا (تو بجائے سیدھا کرلنے کے) اُسے توڑ دیگا اور اگر یونہی رہنے دیگا تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہیگی تم عورتوں کے حق میں اچھی باتوں کی وصیت (جو میں کیا کروں) قبول کیا کرو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

سلہ یہاں ابن عباس کو یہ جتانا منظور ہے کہ یہ بھی انہیں نو میں سے ہیں ۱۲ سلہ حضرت سودہ نے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے چھوڑیے نہیں مجھے دنیاوی امور سے کچھ غرض نہیں صرف یہ چاہتی ہوں کہ جنت میں آپکی بیوی ہوں ۱۲

سلہ یعنے جیسی نیک بیوی ہو ویسی ہی اُسکے حقوق زیادہ ہیں ۱۲

سلہ یعنے جو کچھ میں عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کرنے کی ہدایت کروں تم غور سے سنا کرو

(۱۵۶) ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے کبھی تیری راہ پر سیدھی نہ ہوگی اگر تو اُس سے کام لینا چاہیگا تو اُس سے اسی طرح کام لے لیگا اور وہ ٹیڑھی ہی رہیگی اور اگر تو اُسے سیدھی کرنی چاہیگا تو اُسے توڑ دیگا[۱] اور اُسکے توڑنے سے اُسے طلاق دینا مراد ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۵۷) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں مسلمان مرد مسلمان بیوی سے بغض نہ رکھے اگر اسکی ایک عادت بُری لگیگی تو اسکی دوسری بات سے خوش ہو جاویگا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۱۵۸) ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنی اسرائیل (آسمانی کھانے کے جمع کرنیوالے) نہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتیں تو کوئی عورت عمر بھر شوہر کی خیانت نہ کرتی[۲] یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۵۹) عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے نہ مارے اور پھر اخیر وقت[۳] اُس سے صحبت کرنے لگے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارنیکا قصد نہ کرے کیونکہ شاید اخیر وقت (تھوڑی دیر کے بعد) اُس سے ہمبستری کرے پھر لوگوں کو ریاح نکلنے پر ہنسی کرنے سے نصیحت کی اور فرمایا تم میں سے کوئی ایسی بات[۴] پر نہ ہنسے جو خود بھی کرتا ہو یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۶۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں گڑیاں[۵] کھیلتی تھی اور میرے ساتھ میری سہیلیاں بھی کھیلتی تھیں جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تھے وہ لڑکیاں آپ سے (شرم کرکے) چھپ جاتی تھیں اور آپ (کہیں باہر جاتے تو) انہیں میرے پاس بھیجتے جاتے تھے وہ میرے ساتھ کھیلتی (رہتی) تھیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ میرے حجرے کے

---

[۱] یعنے وہ تجھ سے ہرگز سیدھی نہ ہوگی اور جو سیدھی کرنے کی کوشش کریگا تو تجھے ہار کر چھوڑنا پڑیگا ۱۲

[۲] یعنی پہلے حضرت حوا نے حضرت آدم کو گیہوں کے دانہ کھانے میں نافرمانی کی اسی وجہ سے تمام عورتیں خاوندونکی نافرمانی کرتی ہیں ۱۲

[۳] یعنی بیوی کا مارنا اچھا نہیں ہے کہ ابھی تو اُسے مار پھر تھوڑی دیر بعد اُس سے صحبت کرنی چاہی ۱۲

[۴] یعنی جو بات اپنے میں موجود ہو دوسرے کی اُسی بات پر ٹھٹھا نہ اڑائے علاوہ ازیں کسی کی بُرائی پر نہ ہنسے ۱۲

[۵] یہ گڑیوں کی آنکھ کان مورتوں کی طرح نہیں بنے ہوئے تھے ۱۲

دروازے پر کھڑے تھے اور حبشی مسجد میں چھوٹے چھوٹے نیزوں سے (پٹا) کھیل رہے تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے واسطے پردہ کئے ہوئے تھے تاکہ میں آپ کے کان اور مونڈھے کے بیچ میں سے انکا تماشا دیکھوں پھر آپ میری خاطر سے اتنی دیر تک کھڑے رہے کہ (تھک کر) میں ہی خود ہٹ گئی پھر تم نوعمر لڑکی (کے کھڑے رہنے) کا جو کھیل پر دیوانی ہو[۵۱] اندازہ کر لو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۲) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں مجھ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میں معلوم کر لیتا ہوں جسوقت تو مجھ سے خوش ہوتی ہے اور جسوقت تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے میںنے عرض کیا یہ آپ کیونکر تاڑ جاتے ہیں آپ نے فرمایا جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو یہ قسم کھاتی ہے محمدؐ کے رب کی قسم "یہ بات اسطرح نہیں ہے" اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو یہ قسم کھاتی ہے ابراہیمؑ کے پروردگار کی قسم یہ بات اسطرح نہیں ہے" حضرت عائشہ فرماتی ہیں میںنے عرض کیا ہاں[۵۲] (یونہی ہے) خدا کی قسم یارسول اللہ میں صرف آپکا نام چھوڑ دیتی ہوں (اور محبت آپکی دل میں اسی طرح باقی ہوتی ہے)

(۱۶۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ (بلا عذر شرعی[۵۳]) انکار کرے اور شوہر رات کو ناراض ہی سو رہے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے اور بخاری ومسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا اس ذات کی قسم جسکی مٹھی میں میری جان ہے جو کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ اس سے انکار کردے تو اس سے آسمان والا[۵۴] ناراض رہیگا جبتک اسکا خاوند اس سے راضی نہو۔

(۱۶۴) حضرت اسماء روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے پوچھا یارسول اللہ میری ایک سوکن ہے اگر میں اپنے خاوند کی ایسی چیز دی ہوئی اسے بتاؤں جو اسنے مجھے نہیں دی ہے تو کیا مجھے گناہ ہوگا آپ نے فرمایا ایسی چیز بتانے والا جو اسے نہیں ملی ایسا ہے جیسے کوئی (سر سے پاؤں تک) جھوٹ کا دو کپڑے[۵۵]

---

۵۱ کسقدر کھیل کود کی شوقین ہوتی ہے مراد یہ ہے کہ میں جتنی دیر تک کھڑی رہی آپ کھڑے رہے یہ نہیں کہا کہ عائشہ بس دیکھ چکی ۱۲

۵۲ یعنے میں ناراضمندی کے وقت آپکا نام نہیں لیتی اور خوشی کے وقت آپ ہی کا نام لیتی ہوں ۱۲ ۵۳ عذر شرعی جیسے حیض و نفاس وغیرہ ۱۲

۵۴ اس سے مراد ہے کہ خدا ناراض ہوگا یا آسمان پر رہنے والے فرشتے ناراض ہونگے ۱۲

۵۵ دو کپڑوں سے مراد چادر اور تہبند ہیں مطلب یہ ہے کہ مثلاً کوئی دونوں کپڑے مانگ کر پہنے اور یہ ظاہر کرے کہ یہ میرے ہی ہیں یا یہ مراد ہے کہ جو لباس صالحین پہنے اور خود اس قابل نہ ہو ۱۲

پہن لے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶۴۲) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایک مہینے کا ایلاء[1] کیا تھا اور (اسوقت) آپ کے پاؤں میں موچ آگئی تھی اور بعد ایلاء کرنے کے آپ انتیس روز بالاخانہ میں رہے پھر نیچے اتر آئے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے تو ایک مہینے کا ایلاء کیا تھا اور ابھی انتیس ۲۹ ہی روز ہوئے ہیں) آنحضور نے فرمایا کہ بعض مہینے کے انتیس ۲۹ ہی روز ہوتے ہیں۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۶۴۶) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق آئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے (ملنے کے لیے) اجازت مانگی اور آپ کے دروازے پر دیکھا کہ بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں انہیں سے کسیکو (بھی) اندر جانے کی اجازت نہیں ملی راوی کہتے ہیں پھر حضرت ابوبکرؓ کو اجازت مل گئی وہ (اندر) چلے گئے پھر حضرت عمرؓ آئے انہوں نے بھی اجازت مانگی انہیں بھی اجازت مل گئی انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو غمگین و خاموش دیکھا اور آپ کے گرداگرد آپکی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں جابر کہتے ہیں حضرت عمر (یہ حال آپکے غم کا دیکھکر اپنے دلمیں) کہنے لگے میں اب ایسی باتیں کرونگا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو (بھی) ہنسا[2] دونگا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ آپکو خارجہ کی بیٹی (یعنی میری بیوی کی) بھی خبر ہے وہ مجھ سے اپنے کھانے اور کپڑے کے لیے (میری طاقت سے زیادہ) خرچہ مانگتی تھی میںنے فوراً کھڑے ہوکر اُسکا گلا گھونٹ دیا (یہ سنتے ہی) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے فرمایا انہیں جو تم میرے گرداگرد بیٹھے دیکھتے ہو یہ (بھی) مجھسے (زیادہ ہی) خرچ مانگتی ہیں (آپکا یہ فرمانا تھا کہ فوراً) حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہ کی گردن زور سے پکڑلی اور حضرت عمرؓ نے کھڑے ہوکر حضرت حفصہ کی گردن پکڑلی دونوں یہ کہتے جاتے تھے کہ تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے[3] وہ

---

[1] لغت میں ایلاء کے معنے قسم کھانے کے ہیں اور شرع میں یہ ہیں کوئی شخص قسم کھائے کہ میں چار مہینے یا اس سے بھی زیادہ تک اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرونگا یا اسکے پاس نہیں جاؤنگا اسکے بعد اگر قسم پوری کردی تو عورت کو طلاق بائنہ پڑجائیگی۔ اگر قسم توڑدی تو قسم کا کفارہ لازم آئیگا ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کو غمگین دیکھے تو اس سے ایسی باتیں کرلی کہ وہ خوش ہوجائے اور اُسے ہنسی آجائے مستحب ہیں کیونکہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی بعض اوقات اپنے صحابہ کو غمگین دیکھکر ایسا کیا کرتے تھے ۱۲ [3] حضرت عائشہ حضرت ابوبکر کی صاحبزادی تھیں اور حضرت حفصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی اسلئے دونوں نے اپنی اپنی بیٹیوں کو تنبیہ کی ۱۲

بولین قسم ہے اللہ کی ہم کبھی بھی کوئی ایسی چیز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین مانگنے کے جو آپ کے پاس نہ ہو پھر آپ نے ایک مہینہ[1] یا اُنتیس ۲۹ دن اُنہین چھوڑے رکھا بعد اس کے یہ آیت يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ سے لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا تک نازل ہوئی[2] اول آپ نے حضرت عائشہ سے شروع کیا اور فرمایا اے عائشہ مین تمہارے سامنے ایک بات بیان کرنی چاہتا ہون اور یہ مجھے (یہی) اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم (اسکی بابت) اپنے والدین سے مشورہ کئے بغیر جواب نہ دینا انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ (آپ فرمایئے تو سہی) وہ کیا بات ہے آپ نے وہی آیت پڑھکر اُنہین سنائی وہ بولین یا رسول اللہ کیا آپکی بابت مین اپنے والدین سے مشورہ لونگی[3] ہرگز نہین مین تو اللہ کو اور اُسکے رسول کو اور دار آخرت ہی کو چاہتی ہون اور آپ سے اتنا سوال ور کرتی ہون کہ جو کچھ مین نے کہا ہے آپ اُسکی خبر اپنی اور بیویوں سے نہ کر دینا (انہین آپ دیکھنا کہ وہ کیا جواب دیتی ہین) آپ نے فرمایا مجھسے جو عورت انہین سے پوچھے گی مین تو بتا دونگا[4] کیونکہ مجھے اللہ تعالے نے کسیکو رنج دینے یا خواہ مخواہ تکلیف دینے کو نہین بھیجا ہے بلکہ مجھے تو (احکام شریعت) سکھانے اور آسانی کرنے کے لیئے بھیجا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ جن عورتون نے اپنے تئین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیا تھا مین اُنہین طعنے دیا کرتی تھی اور یہ کہا کرتی تھی عورتین (بھی) اپنے تئین ہبہ کر دیتی ہین اور جب اللہ تعالے نے یہ آیت تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ[5] نازل فرمائی تو مین نے رسول اللہ سے) کہا مین تمہارے پروردگار کو ایسا دیکھتی ہون کہ وہ تمہاری ہی خواہشون کے مطابق جلدی (حکم) کرتا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[1] یعنی بوجہ قسم کے اور یہ راوی کا شک ہے کہ تعیین یاد نہین رہی ۱۲ [2] جسکا مقصود یہ ہے کہ اے نبی اپنی بیویون سے کہدو اگر تمکو دنیا کی آسائش اور دولت درکار ہے تو مین تمکو چھوڑ دیتا ہون تم چاہے جس سے شادی کرلو اور اگر آخرت کی بہبودی مدنظر ہے تو جو تکلیف و مصیبت میرے ہان ہو اُسپر صبر کرو چنانچہ آپ نے پہلے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تو اپنے والدین سے مشورہ لے لے ۱۲ [3] یعنی مشورہ کی تو وہان ضرورت ہوتی ہی کہ جہان تردد ہو اور مجھے تو اسمین بالکل ہی تردد نہین بلکہ مین اللہ سے اور اسکے رسول سے راضی ہون مین دنیا نہین چاہتی ۱۲ [4] یعنی اگر باوجود پوچھنے کے اُنہین نہین بتاؤنگا تو بے شفقتی ثابت ہوگی اور مجھے اللہ نے اسلئے نہین بھیجا ہے ۱۲ [5] ترجمہ (اے نبی) جسے تم اپنی بیویون سے چاہو الگ کر دو اور جسے چاہو اپنے پاس سلاؤ اور جسے تمنے علیحدہ کر دیا اُنمین سے جسے تم (پھر) بلانا) چاہو تب بھی تمپر کچھ حرج نہین۔

اور حضرت جابر کی یہ حدیث تم عورتوں کی بابت اللہ سے ڈرتے رہنا حجۃ الوداع کے قصہ میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۱۶۸) حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھی فرماتی ہیں (ایکمرتبہ) میں پانوں پانوں آپ کے ساتھ دوڑی اور آپ سے آگے نکل گئی پھر جب میرے بدن پر گوشت چڑھ گیا (یعنی میں موٹی ہوگئی) اور آپ کے ساتھ پھر دوڑی تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے اور فرمایا یہ تمہارے اُس آگے بڑھ جانے کا بدلہ ہوگیا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹) حضرت عائشہ ہی کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم سب میں بہتر وہ آدمی ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھی طرح رہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھی طرح رہتا ہوں اور جب کوئی تمہارا آدمی مرجائے تو اُس (کی برائیاں ذکر کرنے) کو چھوڑ دیا کرو۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے یہانتک نقل کی ہے کہ میں اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہوں۔

(۱۷۰) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو عورت پانچوں (وقت کی) نمازیں پڑھتی رہی اور ماہ رمضان کے روزے رکھتی رہی اور اپنی شرمگاہ کو (زنا وغیرہ سے) بچائے رکھے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی رہی تو اُسے قیامت کے دن حکم ہوجائیگا) وہ بہشت کے دروازوں میں جونسے سے چاہے اندر چلی جائے۔ یہ حدیث ابونعیم نے (کتاب) حلیۃ الابرار) میں نقل کی ہے۔

(۱۷۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر میں کسیکو کسیکے لئے سجدہ کرنیکا حکم کرتا تو عورت کو اپنے خاوند کے لئے سجدہ کرنیکا حکم کرتا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۲) حضرت ام سلمہ کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو عورت مرجائے اور اسکا خاوند

---

۵۱ یعنے بغیر سواری کے اور اسمیں آنحضور کی اپنی بیویوں کے ساتھ حسن خلق اور مہربانی کا بیان ہے تاکہ آپکی امت آپکی پیروی کرے ۱۲
۵۲ یعنی پہلے جو تم آگے نکل گئی تھیں ۱۲ ۵۳ کیونکہ جو خوش اخلاق ہوگا وہی گھر والوں سے بھی اچھی طرح رہیگا وہ بدخلق ہرایک سے تنگدل رہتا ہے ۱۲ ۵۴ یعنی سوائے خدائے تعالیٰ کے کسیکو سجدہ کرنا درست نہیں ہے اگر اسکے سوا ہوتا تو بیوی کا سجدہ اپنے خاوند کو کرنا درست ہوتا کیونکہ بیوی پر خاوند کے حقوق بہت ہی ہیں اور اسکی فرمانبرداری اُسے واجب ہے ۱۲
۵۵ یعنی جو خاوند نیک اور عالم ہو کیونکہ جاہل بدکار کی خدمت میں یہ ثواب حاصل نہیں ہوتا ۱۲

اُس سے راضی ہو تو وہ بہشت میں جائیگی - یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے -

(۱۷۳) حضرت طلق بن علی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی ضرورت کے لیے بلائے تو اُسے اُسکے پاس آ جانا چاہیئے اگرچہ وہ تنور پر[۵۱] (روٹی بھی پکا رہی) ہو - یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے -

(۱۷۴) حضرت معاذ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو عورت اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو اُسکی بیوی حور بڑی آنکھوں والی (بہشت میں یہ) کہتی ہے تو انہیں تکلیف نہ دے خدا تیرا ناس کرے یہ تو تیرے پاس مہمان ہیں عنقریب تجھے چھوڑ کے ہمارے پاس آ جائینگے - یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے -

(۱۷۵) حکیم بن معاویہ قشیری نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میںنے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ہمپر ہماری بیوی کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا جب تم کھاؤ تو اُسے (بھی) کھلاؤ اور جب پہنو تو اُسے (بھی) پہناؤ اور منھ پر نہ مارا کرو اور نہ بُرا کہا کرو اگر تم اُسے علیحدہ[۵۲] کرو تو گھر ہی میں علیحدہ کیا کرو یہ روایت امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے -

(۱۷۶) حضرت لقیط صبرہ کے بیٹے فرماتے ہیں میںنے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ میری بیوی کی زبان میں کچھ ہے یعنی وہ زبان دراز ہے (فحش بکتی ہے) آپ نے فرمایا اُسے طلاق دیدو میںنے عرض کیا اُس سے میری اولاد ہے اور (ہمیشہ کی) صحبت (یعنے موافقت) ہے آپ نے فرمایا اُسے کہو یعنے نصیحت کرو اگر اُسمیں کچھ بھلائی ہوگی تو وہ مان لیگی اور تم اپنی بیوی کو[۵۳] ایسا نہ مارا کرو جیسا اپنی لونڈی کو مارتے ہو یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے -

---

۵۱ یعنی اگرچہ وہ کسی ایسے ضروری کام میں ہے جسکے چھوڑنے میں نقصان مال ہوگا لیکن چونکہ خاوند ہی بلاتا ہے تو گویا وہ اس نقصان پر راضی ہے لہذا عورت کو آ جانا چاہیئے - ۱۲ لمعات

۵۲ یعنے اگر اسکے جدا کرنے ہی میں مصلحت سمجھے تو گھر میں علیحدہ کردے یعنے اُسکے پاس ایک بچھونے پر سونا چھوڑ دے یا کہ خود گھر میں نہ سوئے ۱۲ ۵۳ اسمیں اشارہ ہے کہ بیویوں کو لونڈیوں کی طرح بے باکانہ ماری ورنہ تنبیہاً قدرے مار لینا جائز بھی ہے ۱۲

(۱۷۷) ایاس بن عبداللہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگ اللہ کی لونڈیوں (یعنے اپنی بیویوں) کو نہ مارا کرو پھر حضرت عمر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ عورتیں اپنے خاوندوں پر دلیر ہوگئیں ہیں آپنے پھر انکے مارنے کی اجازت دیدی بعد اسکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں جمع ہوئیں (اور سب اپنے خاوندوں کی شکایت کرنے لگیں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا محمد (یعنے میری) بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی آئی ہیں تم میں ایسے (کام کرنیوالے) لوگ اچھے نہیں ہیں۔ یہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۸) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص کسی عورت کو اسکے خاوند کی طرف سے ورغلا دے[۱] یا غلام کو اسکے آقا سے ورغلا دے تو وہ ہمارے فرمانبرداروں میں سے نہیں ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۷۹) حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سب مسلمانوں میں باعتبار ایمان کے کامل وہ ہے جسکی سب سے اچھی عادت ہو اور اپنے گھروالوں پر سب سے زیادہ مہربان ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۸۰) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب مسلمانوں میں پورا ایمان دار وہ آدمی ہے جسکی سب سے اچھی عادت ہو اور سب سے بہتر وہ آدمی ہے جو اپنی بیویوں سے اچھی طرح رہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی حدیث ابوداؤد نے یہاں تک نقل کی ہے کہ جسکی سب سے اچھی عادت ہو۔

(۱۸۱) حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تبوک[۲] یا حنین کی لڑائی سے واپس تشریف لائے تو انکے (مکان میں) ایک طاق پر (جسمیں انکی گڑیاں تھیں) پردہ پڑا ہوا تھا ہوا جو چلی تو پردہ کا ایک کونا عائشہ کے کھیلنے کی گڑیوں سے ہٹگیا اور آنحضور نے (جو دیکھا تو) فرمایا اے عائشہ

---

[۱] یعنے اسکے خاوند کی طرف سے برائیاں کردے اور کسی اجنبی آدمی کی اسکے سامنے تعریف کردے تاکہ اسکا دل خاوند سے پھر جائے تو ایسا آدمی ہمارے فرماں برداروں میں نہیں ہے ۱۲

[۲] تبوک متعلقات شام میں ایک جگہ کا نام ہے اور جنگ تبوک سنہ ۹ ہجری میں ہوئی تھی یا حنین یہ راوی کا شک ہے اور حنین مکہ معظمہ سے چند منزل پر ایک جگہ ہے اور جنگ حنین سنہ ۸ ہجری میں ہوئی جن دنوں میں مکہ فتح ہوا تھا ۱۲۔

یہ کیا ہیں وہ بولیں یہ میری گڑیاں ہیں اور آپ نے ان میں ایک گھوڑا دیکھکر جسکے کپڑے کے دو پر لگے ہوئے تھے پوچھا کہ اور یہ کیا ہے جو ان کے بیچ میں مجھے معلوم ہوتا ہے وہ بولیں کہ یہ گھوڑا ہے آپ نے پوچھا اور اسکے اوپر کیا ہے انہوں نے عرض کیا یہ دو پر ہیں آپ نے فرمایا کیا[1] پردار گھوڑے بھی ہوتے ہیں انہوں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں آپ یہ سنتے ہی اسقدر ہنسے کہ میں نے آپکی کچلیاں دیکھلیں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۸۲) حضرت قیس بن سعد فرماتے ہیں ہیں (جوقت) شہر حیرہ میں پہنچا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے (وہیں دلمیں یہ) کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسبات کے زیادہ حقدار ہیں کہ لوگ آپکو سجدہ کیا کریں چنانچہ میں (وہاں سے آنکر) آنحضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ میں شہر حیرہ گیا تھا اور وہاں کے لوگونکو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے افسر کو سجدہ کرتے ہیں اس آپ اسبات کے زیادہ لائق ہیں کہ لوگ آپکو سجدہ کیا کریں آنحضور نے مجھ سے فرمایا تم یہ تو بتاؤ اگر تم میری قبر پر جاؤ تو کیا اسے بھی سجدہ کروگے میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا (تو اب بھی ایسا) نہ کرو اگر میں کسیکو کسی کے لیئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورتونکو انکے خاوندوں کے لیئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا کیونکہ اللہ تعالے نے ان کے ذمہ انکا بہت کچھ حق مقرر کیا ہے یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے اور امام احمد نے معاذ بن جبل سے نقل کی ہے۔

(۱۸۳) حضرت عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ مرد سے اپنی بیوی کے مارنے کی بابت نہیں پوچھا[2] جائیگا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۸۴) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور ہم لوگ (بھی) آپکے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس نے عرض کیا کہ جسوقت میں نماز پڑھتی ہوں تو میرا خاوند صفوان بن معطل مجھے مارتا ہے اور جب میں روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ افطار کرا دیتا ہے اور سورج کے نکلنے تک خود صبح کی نماز نہیں پڑھتا (اب آپ فرمائیے میں کیا کروں) راوی کہتے ہیں اور صفوان (بھی) آپکے پاس ہی موجود تھے آنحضور نے ان سے پوچھا یہ (تمہاری) عورت کیا کہتی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا

---

[1] یعنے آپ نے تعجب سے پوچھا کہ گھوڑے کے پر کہاں ہوتے ہیں ۱۲ [2] یعنے اگر شریعت کی شرطونکا لحاظ رکھکر مارے اور حد سے تجاوز نہ کرے تو اسے گناہ بھی نہیں ہوگا اور دنیا و آخرت میں اسکی پرسش بھی نہیں ہوگی ۱۲۔

یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ (بڑی بڑی) دو سورتیں[1] پڑھتی ہے میں اسے منع کرتا ہوں راوی کہتے ہیں آنحضور نے اسلئے فرمایا اگر ایک[2] ہی سورت ہو جائے تو سب لوگوں کو کافی ہے (پھر) صفوان کہنے لگے اور (حضرت) اسکا یہ کہنا کہ جب میں روزہ رکھتی ہوں تو افطار کرا دیتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ روزے رکھے جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں مجھ سے صبر نہیں ہوتا آنحضور نے (یہ سنکر) فرمایا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت بغیر روزہ (نفلی) نہ رکھا کرے (انہوں نے پھر عرض کیا کہ حضرت) اور اسکا یہ کہنا کہ میں سورج کے نکلنے تک صبح کی نماز نہیں پڑھتا وجہ اسکی یہ ہے کہ ہم گھر والے (یعنی کاروباری کسان) لوگ[3] ہیں ہماری یہ حالت سبھو نکو معلوم ہے کہ سورج کے نکلنے تک ہی ہماری آنکھ نہیں کھلتی آنحضور نے فرمایا اے صفوان جبو خت تم جاگو نماز پڑھ لیا کرو۔ یہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۸۵) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مہاجر اور انصاری لوگونکی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اونٹ آیا اور اُسنے آپ کو سجدہ کیا آپ کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں لہذا ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ مستحق ہیں آپ نے فرمایا تم اپنے پروردگار ہی کی عبادت کیا کرو اور اپنے بھائی کی (یعنے میری) تعظیم کرتے رہو اور اگر میں کسیکو کسی کے لئے سجدہ کرنیکا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے اور اگر عورت کا خاوند اُسے یہ حکم[4] کرے کہ تو زرد پہاڑ کی زردی کو سیاہ پہاڑ پر ڈال اور سیاہ پہاڑ کی سیاہی کو سفید پہاڑ پر تو اُسے مناسب یہی ہے کہ اسکا حکم بجالائے۔ یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے

(۱۸۶) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین آدمی ہیں جنکی نماز مقبول نہیں ہوتی اور نہ انکی نیکی اوپر چڑھتی ہے ایک تو بھاگا ہوا غلام جبتک کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس آ کر اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں

---

[1] یعنے ایک ہی رکعت میں یا کہ دو رکعتوں میں اور میں ایسی بڑی سورت پڑھنے سے منع کرتا ہوں ۱۲

[2] یعنی الحمد کے بعد ایک ہی سورت پڑھنی کافی ہے ۱۲

[3] یعنی بڑی رات تک ہم کھیتوں اور باغوں میں پانی وغیرہ دیتے رہتے ہیں سونا ہی میسر نہیں ہوتا بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ صفوان جنگل ہی میں پڑ کر سو رہتے تھے وہاں کوئی جگانے والا نہیں تھا اسلئے یہ معذور تھے ۱۲

[4] پہاڑوں کے رنگ ذکر کرنے سے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصود مبالغہ ہے یعنے یہ امور اگرچہ ہو نہیں سکتے لیکن عورت خاوند کے کہنے پر کوئی عذر نہ کرے جہانتک ہو سکے اسکی تابعداری کرے ۱۲

نہ دیدے اور ایک وہ عورت جس پر اسکا خاوند غصہ ہو اور تغیر اللفظ باز جب تک کہ وہ ہوش مین نہ آئے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے۔

(۱۸۷) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہین کیسنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورتون مین کونسی عورت بہتر ہوتی ہے آپ نے فرمایا وہ عورت (اچھی ہوتی ہے کہ) جب اُسکا خاوند اُسے دیکھے تو عورت اُسے خوش کردے (یعنے خوبصورت ہو) اور جب کچھ حکم کرے تو فوراً کہا مان لے اور اپنی جان مین اور مال مین[1] جسے وہ مکروہ سمجھے اُسکی مخالفت نہ کرے۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی اور بیہقی نے شعب الایمان مین نقل کی ہے

(۱۸۸) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے چار چیزین ہین جسے وہ چارون ملگیئن تو اُسے دنیا اور آخرت کی بھلائی ملگئی (وہ یہ ہین) دل شکر گذار[2] اور زبان (خدا کا) ذکر کرنیوالی اور بدن بلاؤن پر صبر کرنیوالا اور ایک بیوی جو اپنی جان اور اُسکے مال مین خیانت کرنے کے فکر مین نہ رہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان نقل کی ہے۔

باب خلع[3] اور طلاق کے بیان مین

پہلی فصل (۱۸۹) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہین کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مین ثابت بن قیس کی عادت اور دین پر کچھ ناراض نہین ہون لیکن مین کفران نعمت کو اسلام[4] مین مکروہ سمجھتی ہون آنحضور نے اُن سے پوچھا کیا تو وہی باغ (جو ثابت نے تجھے مہر مین دیا تھا) اُسے واپس دیدیگی وہ بولی ہان (مین دیدونگی) آنحضور نے (ثابت بن قیس سے) فرمایا تم وہی باغ لیلو اور اسے ایک[5] طلاق دیدو۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۹۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہون نے اپنی بیوی کو ایام کی حالت مین طلاق

---

[1] یعنی جو مال خاص عورت ہی کا ہو وہ بھی اپنے خاوند کی خلاف مرضی خرچ نکرے ۱۲ [2] یعنی خواہ خوشی ہو یا رنج ہو لیکن شکر الٰہی برابر زبان پر جاری رہے ۱۲ [3] خلع خ کی زبر سے اصل مین اسکے معنے ایک چیز کے نکالنے کے ہین اور خ کے پیش سے شرع مین اسکو کہتے ہین کہ خاوند اپنا نکاح کے تعلقات سے جدا کیا لیوے اور بلفظ خلع کا کہے عورت مال دینے کے بعد نکاح سے نکل جاتی ہے لیکن اسمین ائمہ کا اختلاف ہے کہ خلع سے نکاح بالکل فسخ ہو جاتا ہے یا کہ طلاق پڑ جاتی ہے اکثر ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ طلاق بائنہ پڑ جاتی ہے یعنے جسمین دوسری مرتبہ نکاح کی ضرورت ہوتی ہے ۱۲ [4] یعنے مجھ مین اور اسمین محبت نہین ہے لہٰذا ... [illegible] ... تو بہتر ہے ۱۲ [5] اس سے معلوم ہوا کہ اول ایک طلاق دینی بہتر ہے تاکہ اگر رجوع کرنا چاہے تو کر سکے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خلع طلاق ہی ہے ...

دیدی تھی اور حضرت عمرؓ نے یہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کر دی آنحضورؐ اس کی بابت بہت غصہ ہوئے پھر فرمایا کہ ابن عمر کو (انہیں) رجوع[1] کر لینا چاہیئے پھر اُسے اپنے پاس رکھیں یہانتک کہ وہ پاک ہو جائے پھر جب وہ دوسری مرتبہ ایام کر پاک ہو جائے تو اسکے بعد اگر طلاق دینے کی ضرورت ہی ہو تو پاکی کی حالت میں اسے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدے کیونکہ یہی وقت اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کے لئے حکم دیا ہے اور ایک روایت میں (یہ ہے آنحضورؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا) تم انہیں حکم کرو کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں بعد اسکے پاکی کی حالت میں یا حمل کی حالت میں اُسے طلاق دیدیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۹۰) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیدیا تھا اور ہمنے اللہ اور اسکے رسول کو اختیار کر لیا اور آنحضورؐ نے ہمارے اس اختیار دیدینے کو کچھ بھی[2] شمار نہیں کیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۹۱) حضرت ابن عباس (کسی حلال چیز کو اپنے اوپر) حرام کر لینے کی بابت فرماتے تھے کہ اسکا کفارہ دے (اور اسکی دلیل میں یہ آیت پڑھتے تھے) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (ترجمہ) واقعی تمہارے لئے اسمیں اللہ کے رسول کی پیروی کرنی بہت اچھی ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۹۲) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زینب جحش کی بیٹی کے پاس تھے اور انہیں کے پاس سے آپنے شہد پیا تو میں نے اور حفصہ نے آپسمیں یہ بات ٹھیرائی کہ جسکے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم آئیں وہ یہی کہدے کہ آپ میں سے مجھے مغافیر[3] کی بو آتی ہے آپنے ضرور مغافیر کھایا ہے چنانچہ آنحضورؐ انمیں سے ایک کے پاس آئے اس نے آپسے وہی بات کہدی آپنے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں میں تو زینب جحش کی بیٹی کے پاس سے شہد پیکر آیا ہوں اور آپنے اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لیے یہ فرمایا میں قسم کھاتا ہوں کہ اب سے کبھی نہیں پیئے گا اور تم اسکی کسی کو خبر نہ کرنا جبھی یہ آیت آخر تک نازل ہوئی یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک (ترجمہ) اے نبی جس چیز کو اللہ نے تمہارے واسطے

---

[1] یعنی یہ کہے کہ میں نے اُس عورت کو پھر اپنے نکاح کی طرف پھیر لیا ۱۲ [2] یعنی کسی قسم کی بھی طلاق شمار نہیں کی اور اُس سے معلوم ہوا کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو کہدے کہ تو اپنی تئیں اختیار کرلے یا مجھے اختیار کرلے اور وہ خاوند کو اختیار کرلے تو طلاق نہیں پڑے گی ۱۲ [3] مغافیر مغفور کی جمع ہے۔ ایک درخت کا پھل ہے جو بدبودار ہوتا ہے بعضے کہتے ہیں کہ ایک درخت کا گوند ہے ۱۲ مرقات

حلال کر دیا ہے تم اپنی بیویوں کو خوش کرنے کیلئے کیوں حرام کرتے ہو یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ **دوسری فصل**

(۹۳) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو عورت بلا ضرورت اپنے خاوند سے طلاق مانگے تو اسپر بہشت کی خوشبو (بھی یعنی) حرام ہو جائیگی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۹۴) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب حلال چیزوں میں مبغوض تر اللہ کے نزدیک طلاق ہے[1] یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۵) حضرت علیؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ طلاق بغیر نکاح کے نہیں ہو سکتی اور (لونڈی غلام کا) آزاد کرنا مالک ہونیکے بعد ہی میں ہوتا ہے اور روزوں میں وصال[2] کرنا نہیں چاہیے اور نہ بالغ ہو جانے کے بعد بچہ یتیم رہتا ہے اور نہ بعد دودھ چھڑانیکے (دودھ پلانے سے) رضاعت[3] ثابت ہوتی اور نہ دن بھر (یعنے صبح سے) شام تک (کسی سے دشمنی کیوجہ سے) چپ رہنا چاہیے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۹۶) عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسی اولاد آدم کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ جسکا[4] وہ مالک نہ ہو اسکی نذر کرلے اور جسکا وہ مالک نہیں نہ اسے آزاد کرنا جائز ہے اور نہ بغیر مالک ہونیکے طلاق جائز ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔ اور ابو داؤد نے یہ زیادہ (بیان) کیا ہے کہ جس چیز کا یہ مالک[5] نہیں اسکا بیچنا جائز ہے۔

(۹۷) عبد یزید کے بیٹے حضرت رکانہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بتہ دیدی تھی

---

[1] یعنے اگرچہ طلاق حلال اور مباح ہے مگر اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہے ۱۲ [2] وصال کے یہاں یہ معنے ہیں کہ لیے دیرے روزے رکھے جائیں اور رات کو افطار نہ کرے اسطرح روزے رکھنے درست نہیں ہیں ۱۲ [3] یعنے حرمت نکاح جیسی دو یا اڑھائی برس کی عمر میں دودھ پینے سے ہو جاتی ہے وہ نہیں ہوتی ۱۲ [4] یعنے جس چیز کا انسان مالک نہ ہو اسکی ہرگز نذر نہ مانے اور نہ ایسے غلام کا جسکا خود مالک نہ ہو آزاد کرنا درست ہے اور نہ مالک ہونے سے پہلے طلاق دینی درست ہو اکثر علماء کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص غیر عورت کو اسطرح کہدے کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے اس صورت میں نکاح کرنیکے بعد طلاق پڑجاویگی اور بعض علماء اس حدیث کی وجہ سے کہتے ہیں کہ طلاق نہیں ہوگی ۱۲ [5] اور مالک ہونا عام ہے خواہ جسکا مال ہو اگر مال دوسرے کا تھا لیکن اسنے اسے اختیار بیچنے کا دیدیا تو اس صورت میں بیچنا جائز ہے ۱۲

پھر اسکی خبر کسینے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کردی اور انہوں نے یہ کہا قسم ہے اللہ کی مینے تو (اس کہنے سے) ایک طلاق کا قصد کیا تھا پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا قسم ہے اللہ کی تمنے ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا رکانہ بولے قسم ہے اللہ کی مینے تو ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا آنحضور نے انکی بیوی انہیں دلوادی پھر رکانہ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ مین اُسے دوسری طلاق دی اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین اُسے تیسری طلاق دی۔ یہ روایت ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے مگر انہوں نے دوسری اور تیسری طلاق کا ذکر نہین کیا۔

(۱۹۹) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین باتین ہین جن کا قصد سے کرنا بھی قصد سے شمار ہوتا ہے اور انکا ہنسی سے (بھی) کرنا قصداً شمار ہوتا ہے (وہ تینون یہ ہین) نکاح کرنا اور طلاق دینی اور پھر رجوع کرلینا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۲۰۰) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اغلاق سے طلاق دلانی اور آزاد کرانا نہین ہوسکتا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور کسینے کہا ہے کہ اغلاق کے معنی زبردستی کے ہین۔

(۲۰۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب طلاقین جائز ہین مگر دیوانگی اور مخبوط العقل کی طلاق واقع نہین ہوتی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور عطاء بن عجلان (اس حدیث مین) راوی ضعیف ہے حدیث کو یاد رکھنے والا نہین ہے۔

(۲۰۲) حضرت علیؓ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہین ایک تو سونے والا جبتک کہ وہ بیدار نہو اور ایک لڑکا جبتک کہ وہ بالغ نہو اور ایک دیوانہ جبتک کہ اسمی عقل نہ آئے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور دارمی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ابن ماجہ نے حضرت علی اور حضرت عائشہؓ دونون سے نقل کی ہے۔

(۲۰۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ل یعنے خواہ قصد رکھے یا نہ رکھے یہ تینون امر واقع ہوجاتے ہین ۱۲ ۲ یعنے ہر ایک آدمی کے اپنی بیوی کو طلاق دینے سے طلاق پڑجاتی ہے ۱۲ ۳ یعنے ان تین آدمیوں کے قول فعل کا اعتبار نہین ہوتا اور انکی بسبب ان کاموں کے مواخذہ کیا جاتا ہے۔

لونڈی کی دو طلاقین ہین اور اُسکی عدت دو حیض[۱] ہین۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۲۰۴) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو عورتین اپنے خاوند کی نافرمانی کرنے والی اور (طلاق) خلع مانگنے والی ہین وہی منافقہ[۲] ہین۔ یہ حدیث نسائی نے روایت کی ہے۔

(۲۰۵) حضرت نافع ایک آزاد شدہ لونڈی سے روایت کرتے ہین کہ ابو عُبید کی بیٹی صفیہ نے اپنے خاوند سے اپنی تمام چیزون کے عوض (طلاق) خلع مانگی اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اس بات کا کچھ انکار نہین کیا۔ یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۲۰۶) حضرت محمود بن لبید کہتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کسیے ایک آدمی کی یہ بات بیان کی کہ اُسنے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقین دیدی ہین آنحضور (یہ سنتے ہی) غصہ مین بھر کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا میرے ہوتے ہوئے تم اللہ کی کتاب کے ساتھ ہنسی کرتے ہو۔ حتیٰ کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اُسنے پوچھا یا رسول اللہ کیا مین اُسے قتل نہ کر دون۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۰۷) حضرت امام مالک روایت کرتے ہین مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے کسی آدمی نے پوچھا کہ مینے اپنی بیوی کو سو طلاقین دی ہین آپ میری بابت کیا رائے[۳] دیتے ہین انہون نے فرمایا کہ وہ عورت تو تیری تین ہی طلاقون سے تجھ سے جدا ہو گئی تھی اور باقی ستانوے[۹۷] طلاقون سے تو نے اللہ کی آیتون کی ساتھ ہنسی کی ہے (اسکا تجھپر گناہ رہیگا) یہ روایت امام مالک نے مؤطا مین نقل کی ہے۔

(۲۰۸) حضرت معاذ بن جبل کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے معاذ اللہ تعالے نے روے زمین پر اپنے نزدیک پسندیدہ آزاد کرنے سے زیادہ کوئی چیز نہین پیدا کی ہے اور اللہ تعالے نے روے زمین پر اپنے نزدیک طلاق سے زیادہ بُری چیز (بھی) کوئی نہین پیدا کی ہے۔ یہ حدیث دارقُطنی نے روایت کی ہے۔

---

[۱] یعنے جیسے آزاد عورت کی تین طلاقین ہین اور وہ تین ہی حیض آنے سے عدت سے بری ہوتی ہے ایسے ہی لونڈی کے حق مین دو طلاقین بمنزلہ تین طلاقون کے ہین اور دو ہی حیض سے اُسکی عدت پوری ہو جاتی ہے ۱۲ [۲] یعنی وہ عورتین ظاہر مین مطیع و فرمانبردار ہین اور باطن مین منافقہ ہین [۳] یعنے طلاق ہوئی یا نہ ہوئی اسمین آپ کی کیا رائے ہے ۱۲

باب اُس عورت کا بیان جسے تین طلاقیں دیگئی ہوں

پہلی فصل (۲۰۸) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رفاعہ قُرظی کی بیوی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں رفاعہ کے پاس (یعنے انکے نکاح میں) تھی انہوں نے مجھے طلاق دیدی اور طلاقیں (یہی) تین دیں اسلئے مینے انکے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر[۱] سے نکاح کر لیا تھا اور اسکے پاس فقط اس کپڑے کے پھندنے جیسا ہے (یعنے وہ نامرد ہے) آنحضور نے پوچھا کیا تو پھر رفاعہ کے (نکاح میں) جانا چاہتی ہے وہ بولی ہاں آنحضور نے فرمایا کہ جبتک تو عبدالرحمٰن کا مزہ اور وہ تیرا مزہ نہ چکھیں اتنے تو ہرگز نہیں جا سکتی[۲]۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۲۰۹) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حلالہ[۳] کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی۔ یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس اور عُقبہ بن عامر سے نقل کی ہے۔

(۲۱۰) حضرت سلیمان بن یسار فرماتے ہیں پہلے دس سے زیادہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے سب کے سب یہی فرمایا کرتے تھے کہ ایلا[۴] کرنے والیکو ٹھہرایا جائے۔ یہ روایت شرح السُنّہ میں نقل کی ہے۔

(۲۱۱) حضرت ابوسلمہ روایت کرتے ہیں کہ سلمان بن صخر نے یعنی سلمہ بن صخر بیاضی یہی کہا کرتے تھے اپنی بیوی سے یہ کہا تھا (یعنے اس سے یہ کہدیا) کہ تیری[۵] پیٹھ مجھپر میری والدہ کی پیٹھ جیسی ہے (اور پھر

---

[۱] زبیر میں یہ نام زبیر کے زبر سے ہے اور سعد کے سب جگہ زبیر کے پیش اور بے کے زیر سے آتا ہے ۱۲ [۲] یعنے جبتک کہ دوسرا خاوند صحبت نہ کریگا پہلے خاوند سے نکاح حلال نہیں ہے اور اسے حلالہ کہتے ہیں یعنے جس وقت کسی آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں تو جبتک یہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے اس سے صحبت نہ کریگی تب تک پہلے خاوند سے اسکا نکاح حلال نہیں ہوگا اور صحبت میں فقط دخول شرط ہے انزال شرط نہیں ۱۲ [۳] یعنے وہ حلالہ کرنیوالا جو اس ارادہ یا اس شرط سے نکاح کرے کہ میں پہلے خاوند کیلئے اسکو حلال ہونیکواسطے طلاق دیدونگا تو ایسے کرنے اور کرانے والے دونوں پر آنحضور نے لعنت فرمائی ہے ۱۲ [۴] ایلاء کے معنی پیچھے گذر چکے ہیں اور جانا کہ سب ایلائی بابت یہ ہے کہ بعد گذرنے چار مہینے کے عورت کو طلاق نہیں پڑتی لہذا وہ فرماتے ہیں کہ مرد کو ٹھیرایا جائیگا تو وہ رجوع کرے یا قسم کا کفارہ دے ورنہ اپنی عورت کو طلاق دیدے ۱۲ [۵] اسی کو ظہار کہتے ہیں اور اس سے بیوی حرام ہو جاتی ہے جبتک کہ کفارہ نہ دیکر

اُس سے علیحدہ رہے) یہانتک کہ رمضان شریف گذرنے لگا اور جب نصف رمضان گذر چکا تو رات اُس کے اوپر جا پڑے (یعنے اس سے صحبت کرلی) پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ سب قصہ آپ سے ذکر کیا آنحضور نے فرمایا تم (اسکی سزا مین) ایک غلام آزاد کردو وہ بولے میرے پاس تو غلام نہین ہے آپ نے فرمایا (یہ نہین تو) دو مہینے کے پے درپے روزے رکھو انہون نے کہا اسکی مجھ مین طاقت نہین آپ نے فرمایا (اگر یہ بھی نہین تو) ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلادو وہ بولے (حضرت اتنا) میرے پاس خرچ نہین پھر آنحضور نے فروہ بن عمروؓ سے فرمایا کہ تم انہین ایک عَرَق دیدینا اور عَرَق ایک تھیلا ہوتا ہے جسمین پندرہ یا سولہ صاع (کھجورونکے) آتے ہین اور انے فرمایا کہ یہ تم ساٹھ مسکینون کو کھلا دینا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے سلیمان بن یسار سے انہون نے سلمہ بن صخر سے اسطرح نقل کی ہے کہتے ہین کہ مین عورتون کو اسقدر چاہتا تھا کہ میرے سوا اتنا کوئی نہین چاہتا تھا اور ان دونون یعنی ابوداؤد اور دارمی کی روایت مین یہ ہے (آنحضور نے فرمایا) کہ تم ایک وسق کھجورون کا ساٹھ مسکینون کو کھلا دینا۔

(۲۱۳) سلیمان بن یسار سلمہ بن صخرؓ سے اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ظہار کرنے والے کی بابت جو کفارہ دینے سے پہلے صحبت کرلے روایت کرتے ہین آنحضور نے فرمایا (کہ اُسپر) ایک ہی کفارہ[1] (لازم) ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل

(۲۱۴) حضرت عکرمہ سے روایت ہے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا اور پھر اسنے کفارہ دینے سے پہلے اُس سے صحبت کرلی بعد اسکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر یہ سب قصہ آپ سے ذکر کیا آنحضور نے پوچھا انہین اس فعل پر کسنے اُبھارا تھا انہون نے عرض کیا یارسول اللہ مینے چاندنی رات مین اسکی پاؤن کی سپیدی دیکھلی تھی اس لئے مجھ سے رُکا نہ گیا اور فوراً اُس سے ہم بستر ہوا آنحضور (یہ سنتے ہی) ہنسنے لگے اور یہ حکم کیا کہ اب کفارہ دیئے بغیر اُسکے نزدیک نہ جانا۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے (بھی) ایسی ہی نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے (بھی)

---

[1] یعنے یہ نہین کہ ایک کفارہ ظہار کا ہو اور چونکہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہم صحبت کرلی ہے لہذا دوسرا اسکی وجہ سے ہو بلکہ ایک ہی کفارہ کافی ہے ۱۲

اسی طرح مسند اور مرسل نقل کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ مرسل مسند سے بہتر ہے۔

باب پہلے باب کے متعلقات کے بیان مین

پہلی فصل (۲۱۵) حضرت معاویہ بن حکم کہتے ہین مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور مینے عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک لونڈی میرا ریوڑ چرایا کرتی تھی اور مین جو اُسکے پاس پہنچا تو ریوڑ مین ایک بکری مجھ معلوم نہ ہوئی مینے اس سے پوچھا اسنے جواب دیا اُسے تو بھیڑیا کھا گیا ہے مین اُسپر بہت غصہ ہوا کیونکہ آخر تو) مین اولاد آدم سے (یعنی بشر[ا]) ہون پھر مینے اُسکے منھ پر ایک طابچہ مارا اور میرے ذمہ ایک غلام (آزاد کرنا ہی) ہی کیا مین اُسے ہی آزاد کردون آنحضور نے (اُسے بلوا کر) اُس سے پوچھا کہ اللہ کہان ہے وہ بولی آسمان مین آپ نے فرمایا مین کون ہون اُسنے جواب دیا آپ اللہ کے پیغمبر ہین پھر آنحضور نے فرمایا تم اسے آزاد کردو۔ یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہی اور مسلم کی روایت مین یہ ہے معاویہ کہتے ہین میری ایک لونڈی میرے ریوڑ کو پہاڑ اُحد اور جوانیہ[ع] کیطرف چرایا کرتی تھی ایک روز جو مین اسکے پاس جا نکلا تو مینے یکایک ایک بھیڑیے کو اپنے ریوڑ مین سے ایک بکری لیجاتے ہوئے دیکھا اور (چونکہ) اولاد آدم مین سے مین (بھی) ایک آدمی ہون جیسے اورونکو غصہ آتا ہی مجھے بھی غصہ آگیا لہذا مینے اُسکے ایک دھپ مار دیا پھر مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا (اور یہ قصہ ذکر کیا) آپ نے میرے اس فعل کو بہت ہی برا سمجھا مینے پوچھا یا رسول اللہ کیا مین اُسی آزاد نہ کرون آپ نے فرمایا تم اُسے میرے پاس لے آؤ چنانچہ مین اُسے آپکی خدمت مین لایا آپ نے اس سے پوچھا اللہ کہان ہے وہ بولی آسمان مین[ع] آپ نے پوچھا مین کون ہون اُسنے جواب دیا آپ اللہ کے رسول ہین آنحضور نے فرمایا تم اسے آزاد کردو کیونکہ یہ تو مسلمان ہے۔

---

۵۱ یعنے بتقاضائے بشریت جیسے اورونکو غصہ آتا ہے مجھے بھی غصہ آگیا ۱۲

۵۲ جوانیہ احد کے قریب ایک جگہہ کا نام ہے ۱۲

۵۳ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس سے اللہ کی جگہہ دریافت کرنا نہین بلکہ وجہ یہ تھی چونکہ کفار عرب بتون کو معبود سمجھتے تھے اور جبلا سوائے اُنکے اور کسیکو معبود نہ جانتے تھے اس لئے آپ نے اُس سے دریافت کیا کہ یہ مشرک ہے یا موحد اور بتون کی طرف سے اسکے دل مین نفرت ہے یا نہین ۱۲

باب لعّان کا (بیان)

پہلی فصل (۲۱۶) حضرت سہل بن سعد ساعدی فرماتے ہین کہ عُوَیمر عجلانی (آنحضور کی خدمتین) آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ بتائیے اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی آدمی کو دیکھے اور اُسے قتل کردے تو کیا لوگ (اسکے بدلہ مین) اُسے قتل کرینگے یا کر یہ کسطرح کرین آنحضور نے فرمایا تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے مین حکم نازل ہو چکا ہے تم جاؤ اور اُسے (میرے پاس) لے آؤ سہل کہتے ہین (وہ لائے) اور پھر دونون نے مسجد مین لعان کیا اور مین (بھی) لوگون کے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا جب دونون (لعان سے) فارغ ہوئے تو عُوَیمر کہنے لگے یا رسول اللہ اگر اب مین اسے رکھون تو (گویا) مینے اسپر جھوٹ ہی بولا ہے چنانچہ انہون نے اُسے تین طلاقین دیدین پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اسکے بچہ کو دیکھنا اگر اسکے ہان ایسا بچہ پیدا ہو کہ اُسکا سیاہ رنگ ہو بہت کالی آنکھیں ہون بڑے کوئے ہون پنڈلیون پر گوشت چڑھا ہوا ہو (یعنے موٹی ہون) تو میرے خیال مین عویمر نے اس عورت پر سچ ہی کہا ہے (وہ بچہ انکا نہین ہوگا) اور اگر اسکے ہان ایسا بچہ پیدا ہو کہ سُرخ رنگ ہو گویا وہ بامنی ہے تو پھر میرے خیال مین عویمر نے اسپر جھوٹ بولا ہے (کیونکہ ایسا بچہ انہین کے نطفہ سے ہوگا چنانچہ پھر اُسکے ویسا بچہ پیدا ہوا جیسا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عویمر کی سچائی بیان فرمائی تھی اور بعد مین وہ بچہ اپنی ماں ہی کی طرف منسوب رہا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۱۷) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور (اسکی بیوی کے درمیان لعان کرایا تھا اور مرد (اس لعان کے باعث) اسکے بچہ سے دست بردار ہو گیا آنحضور نے

---

[1] لعان کے معنی ایک دوسرے کو لعنت کرنے کے ہین اور شرع مین لعان کے یہ معنی ہین کہ جب مرد اپنی بیوی کو زنا کے ساتھ متہم کرے اور وہ انکار کردے کہ مینے ایسا فعل نہین کیا یہ مجھپر تہمت ہے تو اگر مرد نے قاضی کے روبرو چار گواہون سے ثابت کردیا تو عورت پر زنا کی حد لگیگی و اگر ثابت نہ کیا تو چار مرتبہ مرد یہ کہے کہ مین اللہ کو حاضر وناظر سمجھ کر کہتا ہون جو کچھ مینے کہا ہے وہ سچ ہے اور پانچوین مرتبہ کہے کہ جو جھوٹا ہو اسپر خدا کی لعنت ہو پھر اسی طرح عورت کہے اور جب دونون لعان کر چکین تو قاضی انکے درمیان تفریق کردے اور اس سے طلاق بائن ہوجاتی ہے اور یہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کو حرام ہوجاتی ہے۔

خاوند اور بیوی کو (بھی) علیحدہ علیحدہ کرا دیا اور بچہ کو اس عورت ہی کے ساتھ رکھا یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے اور ان ہی کی حدیث میں جو ان دونوں نے نقل کی ہے یہ (بھی) ہے کہ اول آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کو نصیحت کی اور (عذاب آخرت) یاد دلایا اور یہ بیان کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہی آسان ہے (لہذا جو بات واقعی ہو بتادو) پھر آپ نے اس عورت کو بلایا اور اسی نصیحت اور (عذاب آخروی) یاد دلایا اور اسے (بھی) بتادیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان ہے (لہذا سچ بتادو کیا بات ہے)۔

(۲۱۷) حضرت ابن عمر ہی روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ تمہارا حساب تو اللہ پر ہے (وہی لیگا باقی) ایک تم مین سے (یقینی) جھوٹا ہے (یعنی خواہ مرد ہو یا عورت اور مرد سے فرمایا کہ) اب تمہین اس سے کچھ مطلب نہین انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ اور میرا مال (جو مینے مہر مین دیا تھا) آپ نے فرمایا مال (بھی) تمہین نہین ملیگا اگر تمنے اسپر سچ بولا ہے تو تمنے جو اسکی شرمگاہ کو حلال سمجھ رکھا تھا اسکا بدلہ ہوگیا اور اگر تمنے اسپر جھوٹ بولا ہے تو یہ بعید بات ہے (کہ اب مہر بھی پھیر لیا جائے) اور تمہارے لئے بہت بعید ہے ۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں نے نقل کی ہے ۔

(۲۱۸) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہین کہ ہلال بن امیہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی آنحضور نے فرمایا یا تم گواہ لاؤ ورنہ خود تمہاری پیٹھ پر (تہمت کی) حد لگے گی انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ (بھلا یہ تو بتائیے کہ) جسوقت کوئی ہم مین سے اپنی بیوی کے پاس کسی آدمی کو دیکھ لے تو کیا وہ (اسوقت) گواہ ڈھونڈنے کو جائیگا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہی کہتے رہے کہ یا تو تم گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگیگی ہلال بولے قسم ہے اس ذات پاک کی جسنے آپکو حق دیکے بھیجا ہے بیشک مین سچا ہون اور اللہ تعالے ضرور ایسا حکم نازل کریگا جو میری پیٹھ کو حد سے چھڑا دے پھر حضرت جبرئیل آئے اور یہ آیت آپ پر نازل ہوئی والذین یرمون ازواجہم (آخر تک اور آنحضور نے (شروع آیت سے لیکر) ان کان من الصادقین تک پڑھین اور ہلال (چلے گئے تھے)

ف۱ یعنے تا کہ وہ اپنی عورت کے ذمہ جھوٹ نہ لگائے اور اسپر زنا کا دعویٰ نہ کرے ۱۲

ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ اگر لعان کرنے والا اپنی عورت سے صحبت کر چکا ہے تو اس سے اپنا دیا ہوا مہر نہین پھیر سکتا ۱۲

ف۳ یعنے ایسے وقت مین یہ فرصت کہان ہوتی ہے کہ کسیکو ٹھہرا رکھے اور یہ کیا گواہ کرنیکی جگہہ ہے ۱۲

آئے اور لعان کی) انہون نے گواہیان دین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالےٰ یہ بات جانتا ہے کہ ایک تم مین سے واقعی جھوٹا ہے (افسوس) کیا کوئی تم مین سے (اپنی بات سے) پھر بھی جائیگا یا نہین پھر وہ عورت کھڑی ہوئی اسنے بھی لعان کی) گواہیان دین اور جب وہ پانچوین گواہی دینے لگی تو صحابہ نے اُسے روکا اور سب نے کہا کہ یہ پانچوین گواہی جدائیگی کو واجب کریگی (لہذا رُک جا) ابن عباس فرماتے ہین وہ عورت ٹھٹکی اور کچھ سوچنے لگی یہانتک کہ ہمنے یہ گمان کیا کہ اب یہ (لعان سے) پھر جائیگی (لیکن) پھر وہ کہنے لگی مین (اس سے پھر کے) اپنی قوم کو ساری عمر کے لئے رسوا نہین کرتی چنانچہ وہ (یہی کہہ گذری اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) یہ فرمایا کہ تم اس عورت کو دیکھتے رہنا اگر اسکے بچہ سرگین آنکھون والا بھاری سُرینون والا اور موٹی پنڈلیون والا پیدا ہو تو وہ شریک بن سحمار کا ہے چنانچہ ایسا ہی پیدا ہوا تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کی کتاب کا حکم جو جاری ہو چکا ہے وہ نہ ہوتا تو میرا اور اس عورت کا حال (تم دیکھتے کہ کیا) ہوتا (یعنی مین پوری ہی سزا دیتا) یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۲۳۰) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ حضرت سعد بن عُبادہ نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر مین اپنی بیوی کے پاس کسی آدمی کو دیکھون تو کیا جب تک مین چار گواہ نہ لے آؤن اُسے ہاتھ بھی نہ لگاؤن آنحضور نے فرمایا ہان سعد بولے یون ہرگز نہین ہوسکتا قسم ہے اُس ذات کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے مین تو اُسے اس سے پہلے ہی تلوار سے اُڑا دون آنحضور نے (صحابہ سے) فرمایا تم اپنے ان سردار کی بات سنو یہ کیا کہتے ہین بیشک یہ بہت غیرت مند آدمی ہین اور مین انسے بھی زیادہ غیرت مند ہون اور اللہ تعالےٰ مجھ سے (بھی) زیادہ غیرت والا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

لہ یعنے مین لعان سے رک کر اور اپنے خاوند کی تصدیق کر کے اپنے تئین زناکار عورتون مین شمار کرانا نہین چاہتی تاکہ پھر میری برادری کے لوگ بھی سب ذلیل و رسوا ہین ۱۲ لہ یعنے واقعی زنا کا بچہ ہے ۱۲ لہ اس سے معلوم ہوا کہ حاکم کو اپنے گمان اور علامتون اور قرائن پر التفات نہ کرنا چاہیئے بلکہ جیسی ظاہر مین اس امر کی دلیلین ہون ویسا ہی حکم کرے ۱۲

لہ سعد اس کہنے سے آنحضور کے ارشاد کو رد نہین کرتے تھے بلکہ انہین اپنے دل کی بات ظاہر کردینی مقصود تھی اسی لئے آنحضور نے بھی انکی غیرت کی تعریف کرنے کے لئے صحابہ کی طرف اشارہ کیا ۱۲

(۲۲۱) حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ (لوگوں ہیں یہ) کہتے تھے کہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی آدمی کو دیکھوں تو میں اُسے سیدھی تلوار سے ماردوں یہی خبر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی آنحضور نے فرمایا کیا تم سعد کی غیرت[1] سے تعجب کرتے ہو قسم ہے خدا کی مجھے سعد سے (بھی) زیادہ غیرت ہے اور اللہ تعالےٰ کو مجھ سے (بھی) زیادہ غیرت ہے اور اللہ نے اپنی غیرت ہی کی وجہ سے ظاہر و پوشیدہ کی فحش باتوں کو حرام کردیا ہے اور اللہ تعالےٰ کے سامنے عذر کرنے سے اُسے کوئی چیز زیادہ پسند نہیں ہے اسنے اسی لئے ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے (اپنے رسول) بھیجے ہیں اور اللہ تعالےٰ کو اپنی تعریف سے کوئی چیز زیادہ پسند نہیں ہے اس لئے اُسنے بہشت کا وعدہ کیا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۲۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر (بھی) غیرت مند ہے اور مومن آدمی (بھی) غیرت مند ہوتا ہے اور اللہ کی غیرت (کا خیال کرکے مناسب) یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ نے حرام کردی ہیں مومن آدمی انہیں نہ کیا کرے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۲۳) حضرت ابوہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک دہقانی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی کے کالا لڑکا پیدا ہوا ہے اور واقعی میں اسکا انکاری ہوں۔ آنحضور نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں وہ بولا ہاں آپ نے فرمایا اُنکے رنگ کیا ہیں وہ بولا سرخ ہیں آپ نے پوچھا کیا اُنہیں کوئی خاکستری رنگ کا (بھی) ہے اُسنے کہا بیشک انہیں تو بہت سے خاکستری ہیں آپ نے فرمایا پھر اُنہیں یہ کہاں سے آگئے ہیں اُسنے کہا کسی باپ دادا کی) رگ نے کھینچ لیا ہے (یعنی ان میں کسیکا ایسا رنگ ہوگا) آپنے فرمایا پھر شاید کہ اسے بھی) کسی رگ ہی نے کھینچ لیا ہو (غرضکہ) آنحضور نے اسے اپنے سے[2] علیحدہ کرنیکی اجازت نہیں دی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[1] غیرت کے معنے اصل میں یہ ہیں کہ آدمی اپنی چیز میں دوسرے کے تصرف کرنے سے غصہ ہو اور اُسے بُرا سمجھے اور مشہور معنی غیرت کے یہ ہیں کہ مرد اپنی بیوی کو بُرا فعل کراتے ہوئے دیکھکر اسپر غصہ ہو اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ وہ گناہوں پر غصہ ہو ۱۲

[2] اس سے معلوم ہوا کہ نری ضعیف علامتوں سے اپنے لڑکے کی نفی کردینا منع ہے یعنے یہ کہدینا کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے بلکہ زنا سے ہوگیا ہے یہ نہیں چاہیئے بلکہ اس انکار کے لئے کوئی قوی دلیل ہونی چاہیئے اور اسکی صورت یہ ہے کہ یا تو بیوی سے صحبت نہیں کی تھی اور بچہ پیدا ہوگیا یا یہ کہ صحبت کی تھی لیکن صحبت کرنیکے بعد چھ مہینے گذرنے سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا تو اُسکی نفی کرنی جائز ہے ۱۲

(۲۲۴) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ابو وقاص کے بیٹے عتبہ نے لہ اپنے بھائی سعد بن وقاص سے یہ عہد لے لیا تھا کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہی لہٰذا اُسے تم (اپنا برادرزادہ) لے لینا چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو سعد نے اُسے لے لیا اور یہی کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اور زمعہ کے بیٹے عبد نے کہا کہ میرا بھائی ہے (کیونکہ ہماری لونڈی کے ہاں میرے والد ہی سے پیدا ہوا ہے) پھر یہ دونوں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے بھائی نے اسکی بابت مجھ سے عہد لے لیا تھا اور زمعہ کے بیٹے عبد نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے ہی والد کی لونڈی کا بیٹا انہیں کے ہاں پیدا ہوا ہے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد زمعہ کے بیٹے یہ تمہارا ہی بھائی ہے کیونکہ بچہ اُسیکا ہوتا ہے جسکے بچھونے پر پیدا ہو اور زانی محروم رہتا ہے اور چونکہ آپ نے اُس لڑکے کو عتبہ کے ہمشکل دیکھا تو اسلئے زمعہ کی بیٹی سودہ (یعنی اپنی بیوی) سے فرمایا کہ تم اسے اپنا بھائی نہ سمجھنا بلکہ) تم اس سے پردہ کرتی رہنا چنانچہ اس لڑکے نے اپنے مرنے تک بھی انہیں نہیں دیکھا اور ایک روایت میں ہے آنحضور نے فرمایا اے عبد زمعہ کے بیٹے یہ تمہارا بھائی فقط اسلئے ہے کہ تمہارے والد کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے (ورنہ نطفہ عُتبہ ہی کا ہے)۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۲۵) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ ایکروز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بہت خوش خورم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے عائشہ تمہیں بھی خبر ہے کہ مُجزّز مُدلجی لہ آیا اور جب اُسنے اُسامہ اور زید لہ کو دیکھا تو انپر ایک چادر پڑی ہوئی تھی جس سے دونوں کے سر ڈھنکے ہوئے تھے اور دونوں کے پاؤں کھلے ہوئے تھے اسنے (دیکھتے ہی) کہا کہ یہ پاؤں بعض کے بعض سے ہیں یعنی یہ دونوں آپس میں باپ بیٹے ہیں یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۲۲۶) حضرت سعد بن ابو وقاص اور ابو بکرہ دونوں کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص جان بوجھ کر

لہ یہ عتبہ کافر تھا اور اسی حالت میں مر گیا۔ اس کمبخت نے جنگ احد میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید کر دیا تھا۔

لہ یہ مجزز مدلجی قیافہ شناس یگانۂ روزگار تھا آدمی کی صورت سے اُسکے احوال معلوم کر لیتا تھا۔

لہ یہ زید بن حارثہ بہت خوبصورت گورے چٹے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے متبنّے تھے اور اُسامہ انکا لڑکا تھا لیکن چونکہ وہ سیاہ رنگ اپنی ماں کی صورت تھا اس لئے منافق لوگ طعن دیا کرتے تھے کہ ایسی خوبصورت آدمی کا لڑکا ایسا کالا کیوں ہوا اور جب مجزز مدلجی نے یہی کہہ دیا کہ ان دونوں میں پدری اور پسری نسبت ہے تو آنحضور کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔

اپنے تئیں اپنے والد کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرے تو اسپر بہشت حرام ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۲۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ اپنے باپ دادوں سے منہ پھرا کرو کیونکہ جو شخص اپنے باپ سے پھرا تو اسنے بیشک کفر کیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت دار نہیں ہے (جو مصابیح میں یہاں مذکور تھی) چاند گہن کی نماز کے باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل

(۲۲۸) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب آیت لعان[1] نازل ہوئی تو انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو عورت اپنے تئیں ایسے لوگوں میں بتائے جنمیں سے وہ نہیں ہے تو اللہ کو اسکی کچھ حاجت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے ہرگز بہشت میں داخل نہیں کریگا اور جو شخص اپنے بیٹے کا انکار[2] کردے اور جانتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اسے خدا کا دیدار نصیب نہیں ہوگا اور بلکہ ساری مخلوق اگلی اور پچھلی کے روبرو اللہ تعالیٰ اسے رسوا کریگا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۲۲۹) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میری بیوی ایسی ہے کہ کسی چھونے والے[3] سے انکار نہیں کرتی آپ نے فرمایا تم اُسے طلاق[4] دیدو وہ بولا کہ مجھے (بھی) اس سے محبت ہے آپ نے فرمایا یوں ہے تو اُسے رہنے دو۔ یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو بہت سے راویوں میں سے کسی نے ابن عباس تک مرفوع بیان کی ہے اور کسی نے انہیں سے مرفوع نہیں کی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اتصال کے طور پر ثابت نہیں ہے۔

(۲۳۰) عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دینے کا قصد کیا کہ جو بچہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اُسکے وارثوں کے دعوے کے سبب سے اُسکے ساتھ ملایا گیا ہو اور فرمایا کہ جو بچہ ایسی لونڈی سے ہو کہ جس روز اسکے باپ نے اُس سے صحبت کی تو وہ اُسکا مالک تھا تو اس بچہ کو جسکے ساتھ وارث ملانا چاہتے ہیں ملجائیگا اور جو مال میراث

[1] آیت لعان سے وہ آیت مراد ہے جسمیں لعان کا ذکر ہے ۱۲ [2] یعنے یہ کہے کہ یہ میرے نطفہ سے نہیں ہے بلکہ اور کسیکا ہے ۱۲ [3] یعنے جو اُس سے بدکاری کا ارادہ کرتا ہے اس سے انکار نہیں کرتی ۱۲ [4] اس سے معلوم ہوا کہ ایسی عورت کو طلاق دیدینا بہتر ہے کیونکہ آنحضرت نے افضل امر ہی کا ارشاد فرمایا ۱۲ [5] یعنی ایک شخص مرا اسکے مرنے کے بعد وارثوں نے ایک لڑکے کو کہا کہ یہ اسیکا لڑکا ہے یعنی یہ بھی ہم جیسا وارث ہے ۱۲

اس سے پہلے تقسیم ہو چکا ہے تو اس میں سے اسے نہیں ملیگا ہان جو مال میراث اسکے پیدا ہونے تک تقسیم نہ ہوا ہو تو اوسمین اسکا حصہ ہوگا اور اگر جس باپ کی طرف وہ منسوب کیا جاتا ہے اُسنے خود انکار کردیا ہو تو یہ بچہ اسکے ساتھ نسبت مل سکیگا اور اگر وہ لڑکا ایسی لونڈی کا ہے جسکا اسکا باپ مالک تھا یا یہ لڑکا آزاد عورت کا ہے جس سے اسکے باپ نے زنا کیا تھا تو یہ اُسکے ساتھ نہیں ملیگا اور نہ وارث ہوگا اگرچہ جسکے ساتھ ملانے کا دعوے کرنے میں اُسنے خود ہی دعوے کیا ہو کیونکہ یہ زنا کی اولاد ہے خواہ آزاد عورت سے ہو یا لونڈی سے ہو۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۳) حضرت جابر بن عتیک روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بعض غیرت کو اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے اور بعض کو مکروہ سمجھتا ہے اور جس غیرت کو اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے وہ غیرت ہے جو مقام شبہ[1] مین ہو اور جس غیرت کو اللہ تعالےٰ مکروہ سمجھتا ہے تو وہ غیرت ہے جو شبہ کی جگہہ کے سوا ہو اور بیشک بعض بڑائی کو اللہ تعالےٰ بری سمجھتا ہے اور بعض کو پسند کرتا ہے اور جس بڑائی کو اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے وہ ہے جو جنگ کے وقت آدمی تکبری اور بڑائی کرے اور صدقہ دینے کے وقت بڑائی دکھلائے اور جو بڑائی اللہ کو بری لگتی ہے تو وہ اُس آدمی کی جو (حسب ونسب مین) فخر کرنے[2] کے لئے ہو اور ایک روایت مین ہے کہ ظلم مین (تکبری کرنی ناپسند ہے) یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۳۲۴) عمرو بن شعیب نے اپنے والد شعیب سے انہون نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ فلان (لڑکا) میرا بیٹا ہے (کیونکہ) زمانہ جاہلیت مین مینے اُسکی والدہ سے زنا کیا تھا آپ نے فرمایا (اسکا) دعوے (اب) اسلام مین نہین ہوسکتا جاہلیت کی باتین جاتی رہین بچہ بچھونے[3] والیکا ہے اور زنا کرنے والے کے لئے محرومی ہے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے جیسے کسیکی بیوی وغیرہ کسیکے پاس جاتی آتی ہے یا وہ اسکے پاس آنکر ہنستے ہین یا اور ایسی باتین کرتے ہین جنسے ملاقات کا شبہ ہوتا ہے ۱۲ [2] یعنے یہ کہے کہ نسب مین مَین بڑا شریف آدمی ہون اور میرے باپ دادا بھی بہت بزرگ تھے حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم یعنے شریف اللہ کے نزدیک تم مین سے وہی لوگ ہین جو اللہ سے بہت ڈرتے ہین ۱۲

[3] یعنے عورت جسکے نکاح مین ہو یا ملک مین اور اُسکے بچہ پیدا ہو تو اسکا نسب اوسکے خاوند یا مالک ہی سے ہوگا اگر وہ عورت نکاح یا ملک مین کسیکی نہ ہو تو وہ بچہ اپنی ماں ہی کیطرف منسوب رہیگا ۱۲

(۲۳۳) حضرت عمرو (اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے) روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے چار (قسم کی) عورتوں سے لعان کوئی نہیں کرسکتا ایک تو نصرانیہ جو کسی مسلمان کے نکاح مین ہو دوسری یہودیہ جو مسلمان کے نکاح مین ہو تیسرے آزاد عورت جو کسی غلام کے نکاح مین ہو چوتھے لونڈی جو کسی آزاد مرد کے نکاح مین ہو - یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے -

(۲۳۴) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والون کو لعان کرنے کے لئے حکم دیا تو ایک اور آدمی سے آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ پانچوین گواہی دینے کے وقت اپنا ہاتھ اُسکے منھ پر رکھدینا[1] اور فرمایا کیونکہ یہ پانچوین گواہی لعان کو واجب کرتی ہے یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے -

(۲۳۵) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہین (کہ ایک مرتبہ) رات کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے نکل کر (چلے) گئے فرماتی ہین کہ مجھے آپ پر غیرت آئی (کہ کہین اور بیویوں کے پاس نہ چلے جائین) پھر آپ آئے تو مجھے (پریشانی کی حالت مین اور) اضطراب میں دیکھا (آپ ہی سمجھ گئے) اور فرمایا اے عائشہ تمہین کیا ہوا کیا تم غیرت کرتی ہو مینے کہا کیون مجھ جیسی آپ جیسے پر کیون نہ غیرت کرے پھر آنحضور نے فرمایا کہ تمہارے پاس تمہارا (دل پریشان کرنیکو) شیطان آگیا تھا کہتی ہین (مینے پوچھا) یا رسول اللہ کیا میرے ساتھ شیطان ہے آپ نے فرمایا ہان مینے پوچھا یا رسول اللہ اور آپ کے ساتھ فرمایا ہان لیکن اللہ تعالےٰ نے مجھو اسپر غالب کردیا ہے اسلیئے مین امن مین رہتا ہون یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

باب عدّۃ کا بیان

پہلی فصل (۲۳۶) حضرت ابو سلمہ فاطمہ بنت قیس سے روایت کرتے ہین (کہ اُنکے خاوند یعنے) ابو عمرو بن حفص نے (بذریعہ اپنے وکیل کے) انہین تین طلاقین دیدی تھین اور وہ خود کہین غائب تھے اسلئے انکے وکیل نے اُنکے پاس (خرچ کے لیئے غلہ) جو بھیجے یہ اسپر ناراض ہوئین[2] اسنے کہا قسم ہے خدا کی ہمارے ذمہ تمہارا اور کچھ نہین بعد مین یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین

[1] یعنی تاکہ وہ پانچوین گواہی دینے سے رُک جائے اور لعان کو پورا نہ کرے [2] عدّۃ کے معنے لغت مین گننے کے ہین اور شرع مین عدّۃ اسی کہتے ہین کہ عورت بعد مرنے اپنے خاوند کے یا طلاق اگر صحبت یا خلوت ہوچکی ہو ایام مقررۃ تک ٹھیر جائے [3] یعنی وہ جو اپنی خرچ کا کچھ غلہ بھیجا تھا اسے ناراض ہوئین [4] یعنی ہمارے علم کو کہا تو تین طلاقین دیدی ہین یا تین طلاق والی کیلئے نفقہ کا حکم نہین ہے اور یہ جو بھی بطور احسان دی ہے

اور یہ سب حال آپ سے ذکر کیا آنحضور نے فرمایا (واقعی) تمہین اور خرچ نہین ملیگا اور اُمِّ شریک کے مکان مین انہین عدت گذارنے کے لیے حکم دیدیا پھر خود ہی فرمایا کہ وہ ایسی عورت ہین کہ ہمارے صحابی[۱] انکے ہان آتے جاتے ہین (لہذا) تم ابن ام مکتوم کے ہان عدت گذار لینا کیونکہ وہ (بیچارے) نابینا آدمی ہین تم اپنے کپڑے (بھی) اتار لیا کروگی (تو انہین خبر نہین ہوگی) اور جب عدت پوری کرچکو تو مجھے خبر کردینا وہ کہتی ہین جب مین عدت پوری کرچکی تو مینے آپ سے یہ ذکر کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم دونون نے میرے رشتہ کیلئے پیغام بھیجا ہی (آپکی کیا رائے ہے) آنحضور نے فرمایا ہان ابوجہم تو اپنے کندھے سے لاٹھی رکھتے ہی نہین (ہمیشہ عورتونکو مارتے پھرتے ہیں) اور معاویہ بن ابی سفیان کنگال آدمی ہی انکے پاس کچھ مال نہیں (بہتر میری رائے میں یہ ہی کہ تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو) پھر مین انسے خوش نہ ہوئی[۲] آپ نے پھر فرمایا کہ تم اسامہ ہی سے نکاح کرلو چنانچہ مینے انسے نکاح کرلیا پھر خدا نے اسمین ایسی خیر و برکت دی[۳] کہ اور عورتین مجھپر رشک کرنے لگین اور ایک روایت مین فاطمہ ہی سے نقل ہے آنحضور نے فرمایا کہ ابوجہم تو عورتون کو بہت ہی مارنے والا آدمی ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہی اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اُن کے خاوند نے انہین تین طلاقین دیدی تھین یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین آنحضور نے فرمایا تمہین اور خرچ نہین ملیگا ہان اگر حمل سے ہوتین تو ملجاتا)۔

(۷۳۲) حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ فاطمہ (بعد طلاق کے) ایک بران مکان مین تھین وہان انہین خوف معلوم ہوا اسلئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انہین اجازت دیدی تھی یعنے اس مکان کو چھوڑ دینگی اور ایک روایت مین ہے حضرت عائشہ فرماتی تھین کہ فاطمہ کو کیا ہوگیا وہ اللہ سے نہین ڈرتی یعنے اسکے اس کہنے کی بابت کہ نہ مجھے رہنے کو گھر ملا تھا اور نہ کچھ خرچ[۴]۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہی

---

[۱] یعنے جو انکے عزیز اور اولاد دین مین انکے پاس آتے جاتے ہین لہذا انکا مکان قابل عدت بین بیٹھنے کے نہین ہی ۱۲

[۲] وجہ اسکی یہ تھی کہ اسامہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام کے لڑکے تھے اور کچھ سیاہ فام بھی تھے اور فاطمہ بہت خوبصورت اور قریشی خاندان کی تھین اسلئے انہین شرم آتی تھی کہ مین غلام کے لڑکے سے کیا اپنی شادی کرون لیکن آنحضور نے جب دوبارہ انکی سفارش کی تو انہون نے مان لیا چنانچہ شادی ہوگئی ۱۲ [۳] یعنے ہم دونون مین ایسا سلوک ہوا کہ اور عورتین رشک کرنے لگین ۱۲

[۴] فاطمہ کا یہ قول کہ تین طلاق والی کو نہ خرچ ملیگا اور نہ رہنے کی جگہ ملیگی اکثر صحابہ اور ائمہ نے قبول نہین کیا حضرت عائشہ بھی اس حدیث سے انکار کررہی ہین اور حضرت عمر نے بھی انکار کیا ہی اور فرمایا ہی کہ ہم قرآن کی آیت کے مقابل ہین مچھ امدر ہنے کی جگہ ملنے کا ذکر ہی ایک عورت کی بات ہرگز نہین مانینگے ۱۲

(۲۳۸) حضرت سعید بن مُسیّبؒ فرماتے ہین کہ فاطمہ اپنے خاوند کے رشتہ دارون سے اپنی زبان درازی کی وجہ سے (گھر مین سے) نکال دی گئی تھی۔ یہ روایت شرح السُّنۃ مین نقل کی ہے۔

(۲۳۹) حضرت جابرؓ فرماتے ہین کہ میری خالہ کو تین طلاقین ملگئی تھین پھر انہون نے اپنی کھجورون کا پھل توڑ (کرلا) نے کا ارادہ کیا ایک آدمی نے انہین گھر مین سے نکلنے سے جھڑک دیا پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین (اور یہ سب قصہ ذکر کیا) آنحضور نے فرمایا ہان تم اپنی کھجورون کے پھل توڑلایا کرو کیونکہ تم انشاء اللہ صدقہ[1] دوگی یا اور کچھ احسان کروگی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۴۰) حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہ روایت کرتے ہین کہ سبیعہ اسلمیہ کے خاوند کے مرنے سے چند روز بعد انکے ہان بچہ پیدا ہوا پھر یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور اپنا نکاح کرنے کے لیے آنحضور سے اجازت مانگی آپ نے انہین اجازت[2] دیدی انہون نے نکاح کرلیا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۴۱) حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ ایک عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری بیٹی کا خاوند اسے چھوڑکر مرگیا ہے اور اب اسکی آنکھین دکھتی ہین کیا مین اُسکے سرمہ لگادون آنحضور نے فرمایا نہین اُسنے دو یا تین مرتبہ (پوچھا) آپ ہر مرتبہ یہی فرماتے تھے کہ نہین پھر فرمایا کہ یہ تو چار مہینے اور دس ہی دن ہین اور جاہلیت کے زمانہ مین تم عورتون[3] کا یہ حال تھا کہ ایک سال کے بعد مینگنیان پھینکتی ہوئی نکلتی تھین۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ صدقہ نہ کرتین تو انہین باہر نکلنا جائز نہ ہوتا خلاصہ یہ کہ ضروری کامون کے لئے نکلنا جائز ہے ۱۲

[2] اسی مسئلہ سے معلوم ہوا کہ اگر بعد انتقال خاوند کے یا بعد طلاق کے تھوڑی دیر مین ہی عورت بچہ جننے تو وہ عدت سے نکل گئی ہے اور دوسرے خاوند سے نکاح کرلینا جائز ہوجاتا ہے [3] یعنے بیوہ عورت کی زمانہ جاہلیت مین یہ رسم تھی کہ عورت جب بیوہ ہوجاتی تو وہ خراب بالکل نکمّا بلکہ ٹاٹ وغیرہ کے کپڑے پہنکر ایک تنگ مکان مین ایک سال بھر پڑی رہتی بعد اسکے کوئی پرند جانور یا گدھا وغیرہ اُسکے پاس لایا جاتا وہ اس سے اپنی شرمگاہ کو رگڑکر نکلتی لوگ چند مینگنیان اُسکو دیدیتے انہین پھینکتی ہوئی نکلتی اور ان تکلیفون کو آنحضور نے اسلئے یاد دلایا کہ یہ مدت بہت آسان ہے لہذا اسے اچھی طرح گزر دیا کرو اور اکثر ائمہ بیوہ عورت کو سرمہ لگانے کی اجازت دیتے ہین کیونکہ بعض روایتون مین سرمہ لگانے کی اجازت پائی جاتی ہے شاید اُس عورت کا ارادہ زینت کا ہوگا اور یہ سوگ مین جائز نہین اسلئے آپ نے منع فرمادیا ۱۲

(۲۴۲) حضرت ام حبیبہؓ اور زینب بنت جحش رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا ہے جو عورت اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائی ہے اُسے تین[۲] دن سے زیادہ کسی مُتوفی پر سوگ کرنا درست نہین ہے ہان خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا درست ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۴۳) حضرت ام عطیہ روایت کرتی ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی عورت کسی موتی پر تین[۲] دن سے زیادہ سوگ نہ کیا کرے ہان خاوند کا چار مہینہ دس دن کرلے اور رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے ہان عصب[۱] کا کپڑا جائز ہے اور نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو لگائے ہان جو وقت ناپاکی سے پاک ہوجائے تو قُسط یا اَظفار[۲] کا استعمال درست ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور ابو داؤد نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ نہ مہندی لگائے۔

دوسری فصل

(۲۴۴) کعب کی بیٹی زینب روایت کرتی ہین کہ مالک بن سنان کی بیٹی فریعہ نے جو کہ حضرت ابو سعید خدری کی بہن ہین مجھ سے یہ بیان کیا کہ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بات کو پوچھنے کے لئے گئین کہ خاندان خُدرہ مین وہ اپنے رشتہ دارون کے پاس چلی جائین کیونکہ انکے خاوند اپنے اُن غلامون کو جو بھاگ گئے تھے ڈھونڈھنے کے لئے گئے تھے انہون نے انہین (وہین کہین) قتل کردیا وہ کہتی ہین (مین گئی) اور مینے آنحضور سے اس بات کو پوچھا کہ مین اپنے رشتہ دارون مین چلی جاؤن کیونکہ میرے خاوند نے مجھے اپنی ملکیت کے گھر مین (رہنے کو) نہین چھوڑا (مکان بھی کرایہ وغیرہ کا ہے) اور نہ کچھ خرچ چھوڑا کہتی ہین آنحضور نے فرمایا اچھا چلی جاؤ جب مین واپس ہوکے حجرہ مین یا مسجد مین آگئی تو مجھے بُلا کے پھر فرمایا کہ جب تک تمہاری عدت پوری ہو اپنے ہی مکان مین رہنا کہتی ہین اسکے بعد مینے اُسی مکان مین چار مہینے دس دن عدت کے گذارے یہ روایت امام مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۲۴۵) حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ جب (میرے خاوند) ابو سلمہ کا انتقال ہوگیا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور مینے اپنی ایلوا ڈال لیا تھا آپ نے پوچھا اے ام سلمہ یہ کیا ہے مینے عرض کیا کہ یہ ایلوا ہے اور اسمین خوشبو تو ہے نہین آپ نے فرمایا کہ یہ چہرہ کو چمکا دیتا ہے

---

[۱] عصب ایک قسم کی چادر ہے کہ سوت کو جمع کرکے باندھکر رنگتے ہین پھر اُسے بن لیتے ہین غرضکہ اس چادر مین مختلف رنگ ہوتے ہین زیادہ شوخ نہین ہوتی ۱۲ [۲] قسط اور اظفار دو قسم کی خوشبو ہین عرب کی عورتین ناپاکی سے پاک ہوکر بدبو دفع کرنے کے لئے اپنی شرمگاہ [illegible]

اسلئے تم اسے رات کو مل لیا کرو اور دن میں اتار دیا کرو اور نہ خوشبو کی کنگھی کیا کرو اور نہ مہندی لگایا کرو کیونکہ یہ رنگ ہے میں نے پوچھا یا رسول اللہ پھر کنگھی کس چیز کے ساتھ کیا کروں آپ نے فرمایا کہ سر کو بیری کے پتے ملکر کنگھی کر لیا کرو۔ یہ روایت ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۴۶) حضرت ام سلمہ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند مرجائے تو وہ نہ کُسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے اور نہ گیرو کے رنگے ہوئے اور نہ زیور پہنے اور نہ مہندی لگائے اور نہ سرمہ لگائے یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۲۴۷) حضرت سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں کہ حضرت احوص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تھی (چنانچہ وہ عدت میں بیٹھ گئی اور) جب وہ تیسری دفعہ ایام سے ہوئی تو احوص کا ملک شام میں انتقال ہو گیا (اسی مسئلہ کے پوچھنے کے لئے حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت زید بن ثابت کو لکھا (کہ اسمیں کیا کیا جائے) انہوں نے انہیں (جواب میں) لکھا کہ جب وہ عورت تیسری دفعہ ناپاکی سے ہونے لگی تو یہ اپنے خاوند سے علیحدہ ہو گئی اور وہ اس سے علیحدہ ہو گئے نہ وہ اسکے وارث ہیں اور نہ یہ انکی وارث ہے۔ یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۲۴۸) حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب فرماتے تھے جس عورت کو طلاق دیدیجائے اور اُسے ایک یا دو دفعہ ایام آکر پھر ایام بند ہو جائیں تو وہ نو مہینے انتظار کرے۔ اگر اس عدت میں حمل معلوم ہو جائے تو بس یہی عدت گذارے ورنہ نو مہینے کے بعد تین مہینے اور عدت کے گذار کر پھر عدت سے نکل جائے۔ یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

باب استبراء کا (بیان)

پہلی فصل

(۲۴۹) حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک ایسی عورت کے

سلہ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ سوگ والی عورت خوشبودار چیز یعنے تیل وغیرہ نہ لگایا کرے اور بے خوشبودار مثل تلوں وغیرہ کے تیل لگانے میں اختلاف ہے امام اعظم رح اور امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ بغیر ضرورت کے نہ لگائے اور باقی دونوں امام فرماتے ہیں کہ لگانے کچھ حرج نہیں ۱۲

سلہ یعنے دو مرتبہ ناپاکی عدت میں آچکی تھی اور جب تیسری مرتبہ آئی تو انکے خاوند کا انتقال ہو گیا ۱۲ سلہ یعنی بچہ پیدا ہونے تک عدت پوری کرے ۱۲

[illegible] استبراء شرع میں لونڈی کے رحم کو حمل سے پاک کرنیکو کہتے ہیں یعنی اگر اُسے ایام آتے ہوں تو اسکو ایک دفعہ ایام آنیکا انتظار کریں ورنہ ایک مہینے تک انتظار کریں تاکہ معلوم [illegible] اسکا رحم خالی ہو گیا ہے یا نہیں بغیر استبراء کے اس سے صحبت وغیرہ کرنی حرام ہے ۱۲

پاس سے گذرے جو بچہ جننے کے قریب ہی تھی اور اس (کی بابت لوگون) سے پوچھا انہون نے عرض
کیا کہ یہ فلانے کی لونڈی ہے آنحضور نے پوچھا کیا وہ اس سے صحبت (بھی) کرتا ہے وہ بولے ہان آپ نے
فرمایا مینے اسپر ایسی لعنت کرنیکا قصد کیا تھا جو اسکے ساتھ قبر مین (بھی) جاتی (بھلا) اُس (لڑکے بچہ) کو
وہ کیونکر غلام بنا لیگا حالانکہ اسکا غلام بننا اس کے لئے درست نہین ہے یا اُسے (اپنا بیٹا سمجھکر)
وارث کسطرح بنا دیگا حالانکہ یہ (بھی) اسکے لئے درست نہین ہے - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

دوسری فصل (۲۵۰) حضرت ابو سعید خدری اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہین کہ
آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اوطاس کے قیدی عورتون کے حق مین فرماتے تھے کہ جبتک حمل والی
عورت بچہ نہ جن لے اور بے حمل والی کو ایک مرتبہ ایام نہ آجائین تو اُنسے صحبت نہ کی جائے -
یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور دارمی نے نقل کی ہے -

(۲۵۱) حضرت رویفع بن ثابت انصاری کہتے ہین کہ (جنگ) حنین کے دن رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ پر اور روز قیامت (کے آنے) پر ایمان لایا ہو اُسے یہ درست
نہین کہ غیر کی کھیتی کو اپنا پانی دے یعنی حمل والی عورتون سے صحبت کرے اور جو شخص اللہ پر اور
روز قیامت (کے آنے) پر ایمان لایا ہو اُسے یہ درست نہین ہے کہ قیدی عورتون مین سے اُسے
پاک کیئے بغیر اُس سے صحبت کرے اور جو شخص اللہ پر اور روز قیامت (کے آنے) پر ایمان لایا ہو
اُسے یہ درست نہین کہ تاتقسیم ہونے مال غنیمت کے اُسے فروخت کرے - یہ حدیث ابو داؤد نے
نقل کی ہے اور ترمذی نے اس قول تک نقل کی ہے کہ کوئی غیر کی کھیتی کو اپنا پانی دے -

تیسری فصل (۲۵۲) حضرت امام مالک فرماتے ہین مجھے یہ بات پہنچی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
لونڈیونکو ایک حیض کے ساتھ پاک کرنے کے لئے ارشاد فرماتے تھے اگر انہین حیض آتا ہو اگر اُنہین
حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے کی عدت کراکے پاک کیجائین اور دوسرے کے پانی پلانیسے آپ منع فرماتے تھے

ف۱ یعنی اگر استبراء سے پہلے صحبت کرلی اور پھر حمل معلوم ہوا تو اس حمل مین شبہ ہوگا اسکے نطفہ سے ہے یا کہ پہلا اگر اسی کے نطفہ سے ہوا تو اپنے
بچہ کو اپنا غلام نہین بنا سکتا اور اگر پہلا ہے تو غیر کے بچہ کو اپنا بیٹا بنا کر وارث نہین بنا سکتا اسلئے بغیر استبراء کے صحبت ہی کرنی نہین چاہیئے
تاکہ اس شبہ سے محفوظ رہے ۱۲ ف۲ یعنی جبتک کسی اور کی کھیتی پانی ہو رہی ہے یا تین مہینے نہ ہوجائین اُس سے صحبت نہ کرے ف۳ یعنی جو عورتون کو
[illegible] حمل ہو تو اُنسے صحبت کرکے اپنا نطفہ [illegible] کردے اور اس حدیث کی وجہ سے بعض کا یہ مذہب ہے کہ لونڈی کے استبراء کیلئے تین مہینے ہونا چاہئیں [illegible]
[illegible] مذہب امام احمد کا ہے -

(۲۵۳) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے جب ایسی لونڈی کو کوئی ہبہ کردے جو صحبت کے قابل ہو یا کوئی بیچ دے یا کوئی آزاد کردے تو اسکے رحم کو ایک حیض کے ساتھ پاک کرلینا چاہیئے اور کواری لونڈیوں کو پاک کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ یہ دونوں روایتیں رزین نے نقل کی ہیں۔

باب خرچوں[1] اور غلام و لونڈی کے حق کا (بیان)

پہلی فصل (۲۵۴) حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ عتبہ کی بیٹی ہندہ نے پوچھا یا رسول اللہ (میرے خاوند) ابوسفیان بہت بخیل آدمی ہیں اسقدر خرچ مجھے نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہوجائے ہاں جو میں خود انکے مال میں سے لیلوں اور انہیں معلوم نہ ہو (تو خیر کام چل جاتا ہے) آنحضورؐ نے فرمایا (اچھا) جسقدر خرچ تمہیں اور تمہاری اولاد کو بموجب شرع کے کافی ہوجائے تم لیلیا کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۵۵) حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالی تم میں کسیکو مال دے تو اُسے اول اپنے اور اپنے گھر والوں[2] پر خرچ کرنا چاہیئے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۵۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ غلام کا کھانا کپڑا (اسکے آقا کے ذمہ) ہے اور بقدر اسکی طاقت ہی کے اُسے کام کی تکلیف دینی چاہیئے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۲۵۷) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالے نے تمہارے بھائیوں کو تمہارے قبضہ میں کردیا ہے اب جو شخص ایسا ہو کہ اللہ نے اُسکے بھائی کو اسکے قبضہ میں کردیا ہو تو اُسے چاہیئے کہ جو خود کھائے[3] اُسے (بھی) کھلائے اور جو خود پہنے اُسے (بھی) پہنائے اور اُسے ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس سے نہ ہوسکے اگر ایسے کام کی اُسے تکلیف دی ہے تو اس کی اسمیں مدد کرے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۵۸) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے اُنکے پاس اُنکا مختار کار آیا انہوں نے اُس سے

---

[1] یعنے جو بیوی بچوں اور غلام و لونڈیوں کا کھانا پینا دینا مالک کے ذمہ لازم ہے اُسکا بیان [2] اس سے معلوم ہوا کہ خرچ بقدر حاجت وجب کے

[2] یعنی بیوی بچوں پر [3] جیسا خود کھائے ویسا غلام کو کھلانا اور جیسا خود پہنے ایسا ہی اُسے پہنانا سب علماء کے نزدیک مستحب ہے اور قوت و لاموت اسکا خرچ آقا کے ذمہ واجب ہے ۱۲ لمعات۔

پوچھا کہ تمنے غلام ولونڈیون کو کھانے کے لئے خرچ دیدیا (یا نہین) وہ بولا نہین انہون نے فرمایا جاؤ اُنہین دیدو کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کو گنہگاری کمانے کے لئے یہی کافی ہے کہ جن کا کھانا اسکے قبضہ مین ہے اُنہین نہ دے ۔ اور ایک روایت مین ہے کہ آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جنکا کھانا اسکے ذمہ ہو اُنہین نہ دے ۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے ۔

(۲۵۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تمہارا خادم تمہارے واسطے کھانا پکائے اور پھر اُسے لیکر (کھلانے کے لئے) آئے تو چونکہ اُسنے (اسکے پکانے مین) گرمی اور دھوئین کی تکلیف اُٹھائی ہے لہذا اُسے (بھی) اپنے ساتھ بٹھالو تاکہ وہ (بھی) کھالے و اگر کھانا کھانے والے بہت ہون اور کھانا تھوڑا ہو تو انہین سے ایک یا دو لقمہ اُسکے ہاتھ مین دیدیا کرو ۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے ۔

(۲۶۰) حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب غلام نے اپنے مالک کی خیرخواہی کی اور اللہ تعالے کی اچھی طرح عبادت کرتا رہا تو اُسے دوہرا[1] اجر ملیگا یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۲۶۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُس غلام کے لئے بہتری ہے جسے اللہ تعالے ایسی حالت مین وفات دے کہ وہ اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرتا ہو اور اپنے مالک کی فرمانبرداری کرتا ہو اسکے حق مین یہ بہت ہی اچھا ہے ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔

(۲۶۲) حضرت جریر کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب غلام بھاگ جاتا ہے تو اسکی نماز مقبول نہین ہوتی اور ایک روایت مین جریر ہی سے یون نقل ہے آنحضرت فرماتے ہین کہ جو غلام بھاگ گیا تو عہد[2] (اسلام) سے نکل گیا اور ایک روایت[3] اُنہین سے یون ہے کہ جو غلام اپنے مالکون سے (پوشیدہ ہوکر) بھاگ گیا تو وہ کافر[4] ہوگیا جبتک کہ اُنکے پاس واپس آجائے ۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے ۔

---

[1] یعنی ایک ثواب تو بسبب مالک کی خدمت کے ہوتا ہے اور دوسرا عبادت خداوندی کی وجہ سے اور اس سے معلوم ہوا کہ مالک کی خیرخواہی بھی عبادت ہے کیونکہ اسپر ثواب ملتا ہے ۱۲ [2] یعنی جب وہ مرتد ہوکر کفار کے شہرون کی طرف بھاگ گیا تو اسلام کا عہد پیمان اس سے الگ ہوگیا اور قتل کرنا اُسکا جائز ہوگیا ۱۲ [3] [4] یعنی اگر اُسنے بھاگنے کو حلال سمجھا یا یہ مراد ہے کہ قریب کفر کے ہوگیا کہ اُسنے کفران نعمت کی غرضکہ یہان مطلقاً حقیقی کفر کے معنی مراد نہین ہین ۱۲

(۲۶۳) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین مینے ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے غلام کو (زنا وغیرہ کی) تہمت لگائے حالانکہ وہ اس سے بری ہو تو قیامت کے دن اسکے کوڑے لگائے جائینگے ہان اگر اسکا کہنا درست ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۶۴) حضرت ابن عمر فرماتے ہین مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے غلام کے بے گناہ حد مارے یا طمانچہ[1] مارے تو بیشک اُسکا بدلہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کر دے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۵) حضرت ابومسعود انصاری کہتے ہین کہ مین اپنے غلام کو مار رہا تھا مینے اپنے پیچھے سے آواز سنی کہ ای ابومسعود جیسا تو اس غلام پر قادر ہے خدا تجھپر (تجھسے بھی) زیادہ قادر ہے مین (یہ سُنکر جو) پیچھے مُڑا تو دیکھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے مینے عرض کیا یا رسول اللہ یہ غلام خدا واسطے آزاد ہے آنحضور نے فرمایا اگر تم یہ نہ کرتے[2] تو تمہین دوزخ کی آگ جلا دیتی یا فرمایا کہ تمہین دوزخ کی آگ لگتی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

دوسری فصل (۲۶۶) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور میرے والد میرے مال کے محتاج[3] ہین آنحضور نے فرمایا کہ تم اور تمہارا مال اپنے والد ہی کے[4] ہو کیونکہ اولاد ہی آدمی کی عمدہ کمائیون مین سے ہے (لہذا) تم اپنی اولاد کی کمائی مین سے کھا لیا کرو۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۶۷) عمرو ہی اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین آیا اور عرض کیا کہ مین فقیر آدمی ہون میرے پاس کوئی چیز نہین اور میری پرورش مین

---

[1] طمانچہ تو بغیر کسی کے مارنا حرام ہے ۱۲

[2] مسلم کی شرح مین امام نووی نے لکھا ہے کہ اِن غلامون پر نرمی کرنیکی رغبت دلائی ہے ورنہ مارپیٹ کے عوض غلام کا آزاد کر دینا واجب نہین ہے بلکہ مستحب ہے اس امید سے کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جائے ۱۲

[3] یعنے انہین ضرورت ہے اور اُنکے پاس مال نہین ہے ۱۲

[4] یعنے تجپر واجب ہے کہ اپنا مال اپنے والد پر خرچ کیسے جبکہ انکو حاجت ہو ۱۲

(ایک یتیم بچہ ہے اُسکے پاس مال بھی ہے) آنحضورؐ نے فرمایا تم اپنے یتیم کے مال میں سے کھالیا کرو (لیکن) اسطرحپر کہ نہ فضول خرچی کرنا اور نہ جلدی (جلدی) کرنا اور نہ جمع کرنا۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۶۸) حضرت ام سلمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ اپنے مرض (وفات) میں فرماتے تھے کہ نماز کو لازم رکھنا اور جنکے تم مالک ہو انکے حقوق ادا کرنا۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی اور امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت علی سے اسی طرح نقل کی ہے۔

(۲۶۹) حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ فرماتے اپنے غلام لونڈیوں کے ساتھ بُرائی کرنے والے لوگ بہشت میں نہیں جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۷۰) حضرت رافع بن مکیث روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے غلام لونڈیوں سے خوش خلقی سے برتاؤ کرنا باعث برکت ہے اور انکے ساتھ بد خلقی سے پیش آنا باعث نحوست ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے (صاحب مشکوٰۃ کہتے ہیں) اور میں نے مصابیح کے سوا اور کسی کتاب میں نہیں دیکھا کہ اُسمیں حدیث پر یہ قول زیادہ کیا ہو کہ صدقہ بُری طرح سے مرنے سے بچاتا ہے اور نیکی کرنے سے عمر میں ترقی ہوجاتی ہے۔

(۲۷۱) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں سے اپنے خادم کو مارے اور وہ اللہ کو یاد کرےؐ تو تم اپنا ہاتھ (مارنے سے) اُٹھالیا کرو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے لیکن انکے نزدیک اپنے ہاتھوں کو (مارنے سے) اٹھالیا کرو کے بدلہ یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ روک لیا کرو۔

(۲۷۲) حضرت ابو ایوب فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی ماں بیٹے میں جدائی کراوے تو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اُسکے اور اُسکے دوستوں کے درمیان جدائی کرادیگا۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

لہ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کی پرورش کرنیوالے کو اگر وہ فقیر ہو تو اُسکے مال میں سے بقدر حاجت لیلینا جائز ہے ہاں اگر وہ غنی ہو تو درست نہیں ہے ۱۲ ؎ یعنی مثلاً یوں کہے کہ خدا کیلئے مجھے معاف کر تو اُسے چھوڑ دینا چاہیئے ۱۲ ؎ یعنی مثلاً ان کو بیچے اور اسکے چھوٹے بیٹے کو بیچے یا بیٹے کو بیچے بعد اسکی ماں کو رکھ چھوڑے [illegible]

(۲۷۳) حضرت علی فرماتے ہیں مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دو غلام ہبہ کئے جو آپسمین دونون بھائی تھے مینے ایک اُنمین سے بیچدیا پھر آنحضور نے مجھسے فرمایا اے علی تمہارا ایک غلام کیا ہوا مینے اُسکے (بیچدینے کا قصہ) آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تم اُسے واپس کرلو اُسے واپس کرلو[1] - یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے -

(۲۷۴) حضرت علی ہی سے روایت ہے کہ انہون نے ایک لونڈی اور اُسکے بچہ کے درمیان (ایک کو بیچکر) جدائی کردی تہی آنحضور نے انہین اس سے منع فرمایا اور بیع واپس کرادی - یہ حدیث ابوداود نے انقطاع کے طور پر نقل کی ہے -

(۲۷۵) حضرت جابر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین آنحضور نے فرمایا ہے کہ جس آدمی مین تین باتین ہونگی تو اللہ (اُسکے مرنے کے وقت) اسکی جان کندنی کو آسان کردیگا اور اُسے بہشت مین داخل کریگا وہ تینون باتین یہ ہین) ضعیف کے ساتھ نرمی کرنا اور والدین پر شفقت کرنا اور اپنے غلامون پر احسان کرنا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے -

(۲۷۶) حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلعم نے حضرت علی کو ایک غلام ہبہ کیا اور یہ فرمایا کہ تم اسے مارنا نہین کیونکہ نماز پڑہنے والون کو مارنے سے اللہ تعالےٰ نے مجھے منع کردیا ہے اور اس غلام کو مینے خود نماز پڑہتے ہوئے دیکھا ہے ان لفظون سے مصابیح مین نقل کی ہے اور مجتبیٰ جو دارقطنی کی کتاب ہے اُسمین یہ ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہین ہمین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز

(۲۷۷) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہین ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم خادموں سے کہانتک درگذر کرین آپ خاموش رہے[2] اُسنے پھر یہی کہا آپ پھر خاموش رہے جب اُسنے تیسری مرتبہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم اُنسے ایک دن مین ستر مرتبہ درگذر کیا کرو - یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے -

---

[1] دوبارہ آپکی تاکید کرکے فرمانیسے معلوم ہوا کہ یا امر وجوب کے لئے ہے اور یہ بیچنا مکروہ تحریمی ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ یہ حکم ان بیٹوں ہی کے لئے مخصوص نہین ہے [2] شاید آپ یا تو انتظار وحی کی وجہ سے خاموش رہے اور یا اسلئے کہ سوال چندان جواب دینے کے قابل نہین تہا کیونکہ معاف کرنا تو مطلقاً مستحب ہے اور اس کی یہی مقدار معین نہین اور ستر مرتبہ سے مراد آنحضور کی کثرت ہی ہے خاص عدد مراد نہین ہے جیسا کہ عرف مین بہی اسطرح کہدیتے ہین ۱۲

(۲۷۸) حضرت ابوذر کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو تمہارے غلام و لونڈی تمہارے کہنے پر چلیں تو جو تم کھاتے ہو اُسی مین سے انہین (بہی) کھلایا کرو اور جیسے کپڑے تم پہنو انہین (بہی) پہنایا کرو اور جو انمین سے تمہارے کہنے پر نہ چلین انہین تم بیچ دیا کرو مخلوق خدا کو تکلیف نہ دیا کرو یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۷۹) حضرت سہیل بن حنظلیہ کہتے ہین کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے نکلے جسکا پیٹ (بہوک اور پیاس کے باعث) کمر سے لگ گیا تھا آنحضور نے (اُسے دیکھکر) فرمایا کہ تم چوپاؤن بے زبانون کے حق مین اللہ سے ڈرتے رہا کرو (یعنے) جب یہ اچھی قوی قابل سواری کے ہون تو سوار ہوا کرو اور بے کھلائے انہین چھوڑ دیا کرو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۲۸۰) حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ جب اللہ تعالے کا یہ فرمان (وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (ترجمہ) تم لوگ یتیمون کے مال کے قریب نہ جایا کرو ہان اچھی خصلت کے ساتھ یعنی امانت داری کے ساتھ) اور یہ فرمان إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا آخر تک (ترجمہ) بیشک جو لوگ یتیمون کا مال ظلماً کھاتے ہین (وہ اپنے پیٹون مین آگ ہی بھرتے ہین) نازل ہوا تو جنکے پاس یتیم تھے انہون نے اُنکے کھانے کو اپنے کھانے سے اور اُنکے پینے کی چیز کو اپنے پینے کی چیز سے علحدہ کر دیا اور جب کھانے پینے کی چیز اُنکی بچ جاتی تو وہ اُسے (علحدہ ہی) رکھتے یا تو وہ یتیم کھا لیتے یا خراب ہو جاتی پھر یہ بات سبھون کو بہت مشکل معلوم ہوئی (کیونکہ اسمین اُنکا نقصان ہوتا تھا) اس لئے انہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کی خدمت مین اسکا ذکر کیا تب اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ (ترجمہ) اور تم سے یہ لوگ یتیمونکی بابت پوچھتے ہین تم کہدو کہ یتیمون کا مال) جدا رکھنا انکے لئے بہتر ہی ہے واگر تم (اپنے مال مین) ملا لوگے تو وہ تمہارے بہائی ہین (کچھ حرج نہین چنانچہ) پھر سب نے اُنکے کھانے پینے کو اپنے کھانے پینے مین ملا لیا۔

ف خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب وہ تمہین راضی رکھین تو تم بہی انہین راضی رکھا کرو ۱۲

ف یعنے جو اپنی بہوک و پیاس کو کہہ نہین سکتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چوپاؤنکی خوراک بہی مالک کے ذمہ واجب ہے ۱۲

ف یعنے جنکی پرورش مین یتیم بچے تھے ۱۲

یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے

(٢٨١) حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی ماں بیٹے اور دو بھائیوں میں جدائی کرا دے۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور دارقطنی نے روایت کی ہے۔

(٢٨٢) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جب قیدی آتے تو ایک گھر کے سارے آدمیوں کو اُنکے درمیان جدائی ہونیکے اندیشہ سے ہم میں سے کسی ایک کے حوالے کر دیتے۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(٢٨٣) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کیا میں تمہیں سب سے برا آدمی نہ بتا دوں وہ وہ ہے جو اکیلا کھائے اور اپنے غلام کو (ناحق) مارے اور اپنے مال میں بخیلی کرے۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(٢٨٤) حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو لوگ (اپنے) غلاموں کے ساتھ برائی سے پیش آئیں تو وہ بہشت میں نہیں جائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہمیں یہ نہیں بتایا تھا کہ باعتبار غلام و لونڈیوں اور یتیموں کے سب امتوں سے زیادہ یہی امت ہے (اور جب یہ بات ہے تو ہم کس طرح بچ سکتے ہیں) آنحضور نے فرمایا ہاں ہمنے بتایا تھا لیکن تم اپنے اولاد کی طرح انکی عزت کیا کرو اور جیسا تم کھاؤ انہیں (بھی) کھلایا کرو صحابہ نے پوچھا کہ دنیا میں ہمیں کون کونسی چیز نفع دیتی ہے آپ نے فرمایا ایک تو گھوڑا جسے تم اسلئے پالو تاکہ اللہ کے رستہ میں اس پر جنگ کرو اور ایک غلام جو تمہارے (دنیوی) کاموں کو سرانجام دے اور جب وہ نماز پڑھے تو تمہارا بھائی ہے (اس کے ساتھ بھائی جیسا سلوک کیا کرو)۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

لہ یعنے یا تو بچہ جدا ہو یا یہ کہ ایک کو دوسرے کی طرف سے آپس کی ایسی باتیں سنائے کہ جنمیں دونوں کے درمیان خفگی ہو کر جدائی ہو جائے یہ بھی درست نہیں ہے ١٢

لہ یعنے باوجود اس کثرت کے سبھوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا اور بدخلقی نہ کرنی بہت مشکل ہے اور اس امت میں غلام و لونڈی زیادہ ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اس میں جہاد بہت ہوگا جسکی وجہ سے اکثر غلام ہو کے آئینگے اور لڑکوں کے باپ شہید ہو جائیں گے لہذا وہ یتیم رہیں گے۔

باب چھوٹے لڑکے کی بالغ[1] ہونے اور اسکے صغرسنی مین پرورش کا (بیان)

پہلی فصل

(۲۸۵) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں (کہ جنگ) احد کے سال (جسوقت) مین چودہ برس کا تھا (لڑائی مین جانے کے لیئے) مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا گیا آنحضور نے مجھے منظور نہین کیا پھر خندق کے سال مین پندرہ سال کا تھا لڑائی مین شریک ہونے کے لئے جسوقت) مین پیش ہوا تو آپ نے مجھے اجازت دیدی اور عمر بن عبد العزیز فرماتے ہین کہ لڑنے والون مین اور بچون مین (اسی عمر کا[2]) فرق ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۲۸۶) حضرت براء بن عازب فرماتے ہین کہ حدیبیہ[3] کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (کفار مکہ سے) تین باتون پر صلح کی تھی ایک تو یہ کہ جو مشرک آنحضور کے پاس آئے آپ اُسے اُدھر ہی واپس کردین اور جو مسلمان اُنکے ہان چلا جائے تو وہ اُسے واپس نہ کرینگے دوسری بات یہ کہ آنحضور (عمرہ کرنے کے لئے) آئندہ سال مکہ آئین اور وہان کل تین ہی روز ٹھیرین چنانچہ جب آپ (اگلے سال) مکہ مین گئے اور (وہان) وہی مقررہ مدت (تین روز کی) گذر چکی تو آپ چل دئے اور آپ کے پیچھے حمزہ کی بیٹی یہ پکارتی ہوئی ہو لی اے میرے چچا (مجھے بھی اپنے ساتھ لے لو چنانچہ) پھر حضرت علی نے اُسکے لینے ہی کے ارادہ سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا بعد اسکے اُسکی (پرورش کرنے کی) بابت حضرت علی اور حضرت زید[4] اور حضرت جعفر کا جھگڑا ہوا حضرت علی کہتے تھے

---

[1] یعنی اس باب مین یہ بیان ہے کہ لڑکے کے بالغ ہونے کی کیا علامت ہے اور اُسے پرورش کرنیکا حق کسکو پہنچتا ہے ۱۲

[2] یعنے جب لڑکے کی عمر پندرہ سال کی ہو جائے تو دفتر مجاہدین مین اسکا نام لکھ دیا جائے اور جو اس عمر کو نہ پہنچے وہ بچون مین شمار کیا جائے اور اس سے معلوم ہوا کہ بالغ ہونے کی حد پندرہ برس ہین ۱۲ لمعات وغیرہ

[3] حدیبیہ مکہ معظمہ سے نو یا دس کوس جدہ کی طرف ایک جگہہ کا نام ہے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کے ارادہ سے مکہ تشریف لائے تھے جب حدیبیہ مین تشریف فرما ہوئے تو آپ کو مشرکون نے مکہ آنے سے روک دیا اور اسطرح صلح ہوئی جیساکہ حدیث مین مذکور ہے ۱۲

[4] یہ حضرت زید حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کئے ہوئے غلام اور آپ کے متبنے ا مین آپ نے انکے اور حضرت حمزہ کے درمیان بھائی چارہ کرادیا تھا اسلئے انہون نے انکی لڑکی کو اپنی بھتیجی کہا اور حضرت جعفر حضرت علی کے بھائی تین عمر مین حضرت علی سے دس برس بڑے

کر بیٹھے ہی اسے لیا تھا اور یہ میرے چچا کی بیٹی (بھی) ہے اور حضرت جعفر نے کہا کہ یہ چچا کی بیٹی میری (بھی) ہے اور اسکی خالہ میرے نکاح میں ہے (لہذا وہ پرورش کریگی) اور حضرت زید نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی لڑکی ہے لہذا مجھے ملنی چاہیئے) پھر آنحضور صلعم نے اُس لڑکی کی خالہ (کو دلائے) کے لئے فیصلہ کیا اور یہ فرمایا کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور حضرت علی سے فرمایا (تم آزردہ نہ ہونا کیونکہ) تم اور میں ایک ہی ہیں اور حضرت جعفر سے فرمایا (کہ غم نہ کرنا) تمہاری پیدائش اور عادت میری جیسی ہے اور حضرت زید کی (تسلی) کے لیئے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی (بھی) ہو اور دوست (بھی) ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۲۸۷) عمرو بن شعیب نے اپنے والد شعیب سے اور شعیب نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے یہ روایت کی ہے کہ ایک عورت نے (آنکر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اس بیٹے کے لیئے (ایک مدت تک گویا) میرا پیٹ برتن رہا اور میری چھاتیاں اسکے لیئے مشک (کیطرح) رہیں (یعنے انہیں سے دودھ پیتا رہا) اور اب اسکے باپ نے مجھے طلاق دیدی ہے اور اسے مجھ سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے آنحضور نے فرمایا کہ جبتک تم اور کہیں نکاح نہ کرو تو اس بچہ کی تمہیں زیادہ حقدار ہو۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۸۸) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے[1] کو اُسکے ماں باپ کے درمیان اختیار دیدیا تھا (کہ وہ جسکے پاس چاہے چلا جائے) یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے

(۲۸۹) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میرا خاوند میرے بچہ کو لیجانا چاہتا ہے اور وہ (اسقدر ہو گیا ہے کہ مجھے پانی پلا دیتا ہے اور کچھ اور بھی) میرا نفع کر دیتا ہے آنحضور نے اُس لڑکیکو اپنے سامنے بلاکر فرمایا کہ یہ تیرے باپ ہیں اور یہ تیری ماں دونوں میں سے جسکا ہاتھ پکڑنا چاہے پکڑلے چنانچہ اسنے اپنے ماں کا ہاتھ پکڑلیا وہی اُسے لیکر چلدی۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی اور دارمی نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۲۹۰) ہلال بن اُسامہ نے ابو میمونہ سے جنکا نام سلیمان ہے (اور) مدینہ والوں میں سے

[1] یہ لڑکا سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا اسے پرورش کی ضرورت نہ تھی اس لئے آپ نے اُسے اختیار دیدیا اور پہلی حدیث میں جو لڑکا کا چھوٹا تھا اس لئے ماں کو مستحق فرمایا۔

کسی کے آزاد کرنا غلام میں" یہ روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا
ایک عورت ملک فارس کی رہنے والی انکی خدمت میں اپنے لڑکے کو ساتھ لئے ہوئے آئی اور اُسکے
خاوند نے اُسے طلاق دیدی تھی اور اس لڑکے کے لینے) کا دونوں میاں بیوی نے دعوی کیا تھا
پھر اس عورت نے فارسی زبان میں یہ کہا اے ابوہریرہ میرا خاوند میرے بچہ کو لیجانا چاہتا ہے حضرت
ابوہریرہ نے فارسی زبان[1] میں اس سے کہا کہ تم دونوں اس بچہ کی بابت قرعہ ڈالو جسکے نام نکل آئے لیجانا) تب
میں اُسکا خاوند آیا اور کہنے لگا کہ میرے بیٹے کی بابت مجھ سے کون جھگڑ سکتا ہے حضرت ابوہریرہ نے
یہ فرمایا یا الٰہی میں تو یہ (اپنی طرف سے) نہیں کہتا بلکہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (ایکروز)
بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آپکی خدمت بابرکت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا خاوند میرے بچہ کو لیجانا
چاہتا ہے اور اس بچہ سے مجھے نفع ہے وہ مجھے ابوعنبہ کے کوئیں سے پانی لاکر پلادیتا ہے اور
نسائی میں یوں ہے کہ وہ مجھے میٹھا[2] پانی لاکر پلادیتا ہے آنحضور نے (یہی فیصلہ) فرمایا تھا کہ تم دونوں اسکی
بابت قرعہ ڈال لو اسکا خاوند بولا تھا کہ مجھ سے میرے لڑکے کی بابت کون جھگڑ سکتا ہے (لیکن)
پھر آنحضور نے اس لڑکے سے) فرمایا کہ یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے تو دونوں میں سے
جسکا چاہے ہاتھ پکڑلے اُسنے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑلیا تھا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور دارمی نے
روایت کی ہے۔

باب غلام کو آزاد کرنے کا (بیان)

پہلی فصل (۱۲۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص
کسی مسلمان غلام کو آزاد کردے تو اللہ اُسکے ہر عضو کے بدلے اسکے عضو کو دوزخ کی آگ سے نجات
دیگا یہانتک کہ غلام کی شرمگاہ[3] کے بدلے اُسکی شرمگاہ کو نجات دیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

[1] اس سے معلوم ہوا کہ بعض صحابہ بسبب اختلاط اور اطراف کے لوگوں کے اُنکی زبانیں جان گئے تھے

[2] یہ پانی شہر سے باہر تھا اس سے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا بالغ تھا کیونکہ نابالغ اور بے سمجھ بچوں کو اسقدر دور سے پانی منگانے کی تکلیف نہیں
دیا کرتے بلکہ ایسے بچوں کو کنوئیں پر جانے سے بھی منع کردیا کرتے ہیں ۱۲

[3] شرمگاہ کو اسلئے ذکر کیا کہ یہ زنا کی جگہ ہے جو شرک کے بعد میں سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اللہ تعالی اسسے بھی نجات دیدیتا ہے

(۲۹۲) حضرت ابوذر فرماتے ہین مینے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور راہ خدا مین جنگ کرنا کہتے ہین مینے پھر پوچھا کہ کونسے غلامون کا آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو مہنگے مول کا ہو اور اپنے مالکون کو پسند ہو مینے عرض کیا (حضرت جی) اگر مجھ سے نہ ہوسکے آپ نے فرمایا تم کرنے والے کی مدد کر دیا جو کام جسے نہ آتا ہو تم اُسکا کام کردو مینے عرض کیا اگر مجھسے یہ (بھی) نہ ہوسکے آپ نے فرمایا تم لوگونکو اپنی بُرائی سے بچاتے رہنا کیونکہ یہ (بھی) صدقہ ہے (گویا یہ صدقہ تم خود ہی اپنے پر کر لوگے) - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

دوسری فصل (۲۹۳) حضرت براء بن عازب فرماتے ہین کہ ایک گنوار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجئے جو مجھے بہشت مین پہنچا دے آپ نے فرمایا تمنے بات تو چھوٹی سی کہی مگر طلب بہت لمبی چوڑی کی (خیر) تم ایک غلام آزاد کر دینا اور ایک غلام کو چھڑا دینا وہ بولا کیا یہ آزاد کرنا اور چھڑا دینا دونون ایک نہین آپ نے فرمایا نہین غلام کا آزاد کرنا تو یہی کہ تم تنہا اُسے آزاد کر دو اور غلام کو چھڑانا یہ ہے کہ تم اسکی قیمت[1] مین کچھ امداد کر دو اور کسیکو دودھ کا جانور دیدو اور رشتہ دار ظالم پر مہربانی کرتے رہو اگر ان باتون کی طاقت نہ ہو تو بھوکے کو کھانا کھلا دو اور پیاسے کو پانی پلا دو اچھی باتین بتاؤ بُری باتون سے منع کرتے رہو اگر یہ (بھی) نہ کر سکو تو سوائے بھلی بات کہنے کے اپنی زبان کو روکے رکھو - یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان مین نقل کی ہے

(۲۹۴) حضرت عمرو بن عبسہ روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس لیئے مسجد بنوا دے کہ اُسمین[2] یاد الٰہی ہو تو اسکے لیئے بہشت مین ایک مکان بنا دیا جاتا ہے اور جو کوئی مسلمان غلام کو آزاد کر دے تو یہ دوزخ کی آگ سے خلاصی کا سبب ہو جائیگا اور جو شخص راہ خدا[3] مین بوڑھا ہو گیا ہو تو قیامت کے دن یہ بڑھاپا اسکے لئے نور بن جائیگا - یہ حدیث شرح السنۃ مین نقل کی ہے

تیسری فصل (۲۹۵) غریف بن دیلمی کہتے ہین کہ ہم حضرت واثلہ بن اسقع کی خدمت مین گئے اور اُن سے عرض کیا کہ کوئی حدیث ہمین ایسی سنائیے کہ جسمین کچھ کمی بیشی نہ ہو وہ

---

[1] یعنی مثلاً کوئی مکاتب غلام ہے تو اسکی مال کتابت مین تم کچھ امداد کر دینا تاکہ وہ ادا کر کے آزاد ہو جائے ۱۲

[2] یعنے مسجد کے بنوانے مین اُسے اپنی نام آوری مقصود نہ ہو ۱۲

[3] یعنے جہاد مین یا حج مین یا طلب علم مین یا اسلام مین بوڑھا ہو گیا تو قیامت کے دن کی تاریکیون سے اسے نجات ملجائیگی ۱۲

(یہ سنکر) ناراض[1] ہوگئے اور فرمایا کہ بعضے تم مین (شب و روز) قرآن شریف پڑھتے ہین اور قرآن شریف گھر مین لٹکا ہوا ہوتا ہے (کہین سے لانے کی بھی ضرورت نہین) اور پھر (بھی) کمی بیشی کر دیتے ہو ہمنے عرض کیا کہ ہم تو فقط ایسی حدیث (سُننی) چاہتے ہین جو تمنے خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو انہون نے فرمایا (سنو ایکبار) ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک اپنے دوست کی بابت گئے جسنے واجب کرلی تہی یعنے بباعث قتل کرنے کے دوزخ کی آگ اپنے حق مین خود ضروری کرلی تہی آنحضور نے فرمایا تم اسکی طرف سے ایک غلام آزاد کردو اللہ تعالےٰ اسکے ہر عضو کے بدلے اسکے عضو کو دوزخ کی آگ سے چھڑا دیگا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۹۶) حضرت سَمُرَہ بن جُندُب کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب مین بڑہیا صدقہ وہ سفارش ہے جسمین کسی آدمی کی جان چھوٹ جائے (یعنے غلام آزاد ہوجائے)۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان مین نقل کی ہے۔

باب مشترک غلام کو آزاد کرنے اور قرابتی کو خریدنے اور بیماری کی حالتمین آزاد کرنیکا (بیان)

پہلی فصل (۲۹۷) حضرت ابن عمر کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے کسی مشترک غلام مین سے اپنا حصہ آزاد کردیا اور اس آزاد کرنے والے کے پاس بقدر قیمت غلام کے مال ہے تو اس غلام کی انصاف سے قیمت کرکے باقی حصہ دارون کو انکے حصے دیدینے چاہئین اور یہ غلام اُسکی طرف سے آزاد ہوجائیگا اور اگر اسکے پاس اتنا مال نہین ہے تو جتنا غلام آزاد ہوگیا سو ہوگیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۹۸) حضرت ابو ہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے (مشترک غلام مین سے اپنا) حصہ آزاد کردیا تو اگر اس آزاد کرنے والے کے پاس مال ہوگا تو یہ سارا غلام آزاد ہوجائیگا اور اگر اسکے پاس مال نہ ہو تو (باقی غلام کی ادائیگی قیمت کے لیئے) اُس سے بلا تکلیف

[1] حضرت وائلہ انکا مطلب یہ سمجھے کہ لفظون مین بھی کچھ تغیر نہ ہو اس سے وہ ناراض ہوگئے اور فرمایا کہ تم لوگ تو کلام مجید کے بھی لفظون تغیر کر دیتے ہو اور جب غریف نے اپنا مطلب دوبارہ ظاہر کردیا یعنے ہمارا مقصود فقط یہ ہے کہ حدیث صحیح ہو اور معنے متغیر نہ ہون تو انہون نے حدیث سنادی اور اس سے معلوم ہوا کہ حدیث معنون کے ساتھ روایت کرنی جائز ہے گو الفاظ مین کچھ فرق ہو ۱۲

کوشش کرائی جائیگی - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۲۹۹) حضرت عمران بن حُصَینؓ روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نے اپنے مرنیکے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دئے جنکے سوا اُسکے پاس اور مال بالکل نہ تھا بعد اُسکے (مرنے کے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن غلامونکو بلا کر اُنکے تین حصے کر دیے (یعنی دو دو غلام تین جگہہ کر دیئے) پھر اُنہین قرعہ ڈالکر دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا اور اس آزاد کرنے والیکے حق مین بہت کچھ بُرا بھلا کہا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور یہی روایت نسائی نے عمران ہی سے نقل کی اور اسکے بدلے کہ آپ نے بُرا بھلا کہا یہ ذکر کیا (آنحضور نے فرمایا) بیشک مینے تو یہ قصد کیا تھا کہ اسکی جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں اور ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے آنحضرت نے فرمایا کہ اسکے اگر دفن ہونے سے پہلے میں اسکے پاس ہوتا تو مسلمانوں کے گورستان میں دفن بھی) نہ ہونے دیتا -

(۳۰۰) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے احسان) کا بدلا ادا نہین کرسکتا ہان اگر اُسے کہین غلام دیکھکر خرید لے اور پھر آزاد کر دے (تو بدلہ ہوجائیگا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے -

(۳۰۱) حضرت جابر روایت کرتے ہین کہ ایک انصاری آدمی نے (اپنا) ایک غلام مدبر کر دیا اور اسکے سوا اسکے پاس اور مال نہ تھا یہ خبر نبی صلعم کو پہنچ گئی آنحضور نے (اس غلام کو بلا کر لوگون سے) فرمایا کہ کوئی مجھ سے اس غلام کو خریدتا ہے چنانچہ نُعیم بن نحّام نے آٹھ سو درہم کے عوض اُسے خرید لیا یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت مین یہ ہے کہ نعیم بن عبداللہ عدوی نے آٹھ سو درہم میں اسے خرید لیا اور درہم لا کر آنحضور کی خدمت مین پیش کئے آپ نے وہ اُس آدمی کو دیدیئے پھر یہ فرمایا کہ اول تم اپنے نفس پر خرچ کرنا اور (ثواب کے لئے) انہین سے صدقہ (بھی) کر دینا و اگر کچھ بچ رہین تو اپنے گھر والونکو دیدینا و اگر گھر والوں سے (بھی) بچ رہین تو اپنے رشتہ دارول کو دیدینا و اگر رشتہ دارول سے (بھی) بچ رہیں تو اسطرح اور اسطرح راوی (اسکی تفسیر میں) فرماتے ہیں (یعنے) اپنے سامنے اور داہنے بائیں (سب طرف سے فقیرونکو دینا)

ف اس سے معلوم ہوا کہ مرض الموت مین آزاد کرنا تہائی مال مین جاری ہوتا ہے کیونکہ اسکے ساتھ وارثون کا حق متعلق ہو گیا ہے اور یہی حکم وصیت اور صدقہ اور ہبہ کا ہے کہ ایسے وقت کرنے سے وہ بھی تہائی مال مین جاری ہوتے ہین ۱۲

ف اس سے معلوم ہوا کہ میت کو نامشروع فعل اور ظلم پر بُرا کہہ سکتے ہین ۱۲

ف مدبر اس غلام کو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ میرے مرنیکے بعد تو آزاد ہے ۱۲

دوسری فصل

(۳۰۲) حضرت حسن سمرہ سے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین آنحضور نے فرمایا کہ جو شخص کسی اپنی ذی رحم محرم[1] کا مالک ہو جائے تو (جسے خریدا ہے) وہ آزاد ہو جائے گا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۰۳) حضرت ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین آنحضور نے فرمایا کہ جب کسی آدمی کی لونڈی نے اس سے بچہ جنا تو اسکے پیچھے یا فرمایا اُسکے بعد یہ لونڈی آزاد ہو جائیگی یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

(۳۰۴) حضرت جابر فرماتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابوبکر کے زمانہ مین ہم بچوں[2] والی لونڈیون کو بیچدیا کرتے تھے اور جب حضرت عمر (خلیفہ) ہوئے تو انہون نے ہمین اس سے منع کر دیا اور ہم رک گئے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۰۵) حضرت ابن عمر کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی مالدار[3] غلام کو آزاد کردے تو یہ غلام مال کا مالک ہی رہیگا ہان اگر مالک (آزاد کرنے کے وقت اس مال کے دینے کی بھی) شرط کرلے یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۰۶) حضرت ابو الملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نے (اللہ واسطے) ایک غلام مین کچھ حصہ آزاد کردیا تھا پھر کسینے یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آنحضور نے فرمایا اللہ کا کوئی شریک نہین ہے (لہذا جو چیز اللہ واسطے ہو وہ پوری ہونی چاہیئے چنانچہ) آپنے سارے غلام کے آزاد ہونیکی اجازت دیدی یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی

(۳۰۷) حضرت سفینہ[4] کہتے ہین مین حضرت ام سلمہ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی) کا غلام تھا (ایکروز مجھسے) وہ فرمانے لگین کہ مین تجھے آزاد کرتی ہون اور تجھ سے یہ شرط کرتی ہون کہ جبتک تو زندہ رہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کئے جانا مینے کہا اگر تم مجھسے یہ شرط نہ (بھی) کرتین (تب بھی) مین جبتک زندہ رہتا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] ذی رحم وہ ہے جس سے قرابت ولادت کی یعنی بوساطت رحم کے ہو اور محرم اُسے کہتے ہین جس سے نکاح جائز نہ ہو ۱۲ [2] یعنی وہ لونڈیان جنکے اپنے مالکون سے بچے ہوتے تھے اور ایسی لونڈیونکا بیچنا تو حضرت ہی کے زمانہ مین منسوخ ہو چکا تھا شاید عوام کو اسکی خبر اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق کو انکے بیچنے کی خبر نہ پہنچی ہو جس لئے یہ لوگ کرتے رہے ۱۲ [3] یعنی جس مال کا مالک نے اُسے اختیار دیرکھا ہو اور یہ وکیل ہو کیونکہ غلام کسی کا مالک نہین ہوتا ۱۲ [4] سفینہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ تھے اور بعضون نے اسی حدیث کی وجہ سے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ام سلمہ کے غلام تھے اور انکا نام مہران یا رعان یا رباح تھا اور سفینہ انکا لقب تھا کیونکہ سفینہ کشتی کو کہتے ہین اور یہ بھی کشتی کی طرح جنگ وغیرہ کے موقع پر بہت سے لوگوں کا اسباب اپنی کمر پر لادے لئے جاتے تھے ۱۲

جدا نہ ہوتا پھر مجھ سے یہی شرط کرکے مجھے آزاد کر دیا۔ یہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۳۰۸) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے شعیب اپنے دادا سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین آنحضور فرماتے تھے کہ جبتک مکاتب کے ذمہ بدل کتابت مین سے ایک درھم باقی رہیگا تو وہ غلام ہی ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۰۹) حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (عورتون سے) فرماتے تھے جب تم مین سے کسیکے مکاتب کے پاس اسقدر روپیہ ہو کہ وہ اپنا بدل کتابت دے سکے تو تمہین اُس سے پردہ کرنا چاہیئے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۱۰) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے اپنے غلام کو سو اوقیہ[1] پر مکاتب کیا اور اُسنے دس اوقیہ یا فرمایا کہ دس اشرفیونکے سوا سب ادا کرکے پھر وہ عاجز ہو گیا[2] تو وہ غلام ہی رہیگا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۳۱۱) حضرت ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین آنحضور فرماتے تھے کہ جب مکاتب کو مال دیت یا میراث پہنچے تو جسقدر وہ (مال کتابت ادا کرکے) آزاد ہو چکا ہے اسی حساب[3] سے وارث ہو جائیگا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یون ہے آنحضور نے فرمایا کہ مکاتب نے جسقدر مال ادا کر دیا ہے تو اس حصہ کی دیت حر جیسی دیت دیجائے اور جو باقی رہا اُسکی دیت غلام جیسی دیجائی اور ترمذی نے اسے ضعیف (بھی) کہا ہے۔

تیسری فصل

(۳۱۲) عبدالرحمن بن ابو عمرہ انصاری سے روایت ہے کہ انکی والدہ نے ایک غلام آزاد کرنا چاہا پھر اُسمین دیر لگادی یہانتک کہ صبح ہوگئی اور اُنکا انتقال ہو گیا عبدالرحمن کہتے ہین مینے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ انکی طرف سے اگر آزاد کر دینا انہی انہین کچھ نفع دیگا یا نہین انہون نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر یہ عرض کیا تھا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اب اگر مین انکی طرف سے (غلام وغیرہ) آزاد کر دون تو انہین کچھ نفع پہنچیگا یا نہین آنحضور نے فرمایا ہان (نفع پہونچیگا) یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

---

[1] ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے ۱۲ [2] یعنے اُسنے خود ہی کہدیا کہ مین عاجز ہون مجھسے اور روپیہ ادا نہین ہوسکتا ۱۲ [3] مثلاً کسی مکاتب نے آدھا مال کتابت ادا کر دیا تھا پھر اسکا باپ مر گیا اور وہ آزاد ہی تھا اور اسکے سوائے اس بیٹے مکاتب کے اسکا کوئی وارث نہین چھوڑا تو یہ مکاتب نصف مال کا

(۳۱۳) یحیٰی بن سعید فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن کا سوتے سوتے یکایک انتقال ہوگیا بعد اُنکے اُنکی طرف سے اُنکی بہن حضرت عائشہ صدیقہ نے بہت سے غلام آزاد کیئے۔ یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۳۱۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عمرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے کوئی غلام خریدا اور مالک سے اُسکے مال لینے کی شرط نہیں کی تو (اس مال میں) اُسکا کچھ حق نہیں ہے۔ یہ حدیث دارمی نے روایت کی ہے۔

باب قسموں اور نذروں کا بیان

پہلی فصل (۳۱۵) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اسطرح قسم کھایا کرتے تھے قسم ہے دلونکے پھیرنے والے کی یہ بات یوں نہیں ہے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

(۳۱۶) حضرت ابن عمر ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارے باپ دادونکی قسمیں کھانے سے منع کردیا ہے اب جو شخص قسم کھائے تو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۱۷) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ بتوں کی اور اپنے باپوں کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

( ) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ میں لات اور عزیٰ کی قسم کھاتا ہوں تو اُسے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا چاہیئے

لہ کیونکہ جو مال اُسکے ساتھ اور اُسکے پاس ہے وہ سب مالک کی ہے اسے اُسکے لینے دینے کا اختیار نہیں ہے ۱۲

سلہ قسمیں تین قسم کی ہیں ایک غموس وہ یہ کہ کوئی امر گذشتہ یا آئندہ پر جانکر جھوٹی قسم کھائے ایسا شخص گنہگار ہے اور کفارہ اسپر لازم نہیں آتا اس گناہ سے اُسے توبہ کرنی چاہیئے دوسری قسم لغو وہ یہ کہ کوئی امر گذشتہ یا آئندہ کو اپنے خیال میں سچا سمجھکر قسم کھائے اور وہ حقیقت میں خلاف ہے اس قسم کھانیوالا امید ہے کہ ماخوذ نہیں ہوگا تیسری قسم منعقدہ وہ یہ کہ کوئی کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھائے اس قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کام کے اسکے خلاف کیا تو کفارہ قسم اسکے ذمہ لازم ہوگا اور کفارہ یہ ہے کہ یا تو غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو اتنا کپڑا دے کہ ستر ڈھکنے کی مقدار لباس ہو اور اگر کوئی ان تینوں میں سے کسی پر قادر نہ ہو تو تین روزے رکھے

(کیونکہ اسنے قسم مین شرک کیا) اور جو شخص اپنے دوست سے یہ کہے کہ تم آجاؤ مین تمہارے ساتھ جوا کھیلونگا تو صدقہ دینا چاہیئے (کیونکہ اسنے گناہ کیا - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۳۱۹) حضرت ثابت بن ضحاک کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر جھوٹی قسم کھائی تو وہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا اسنے کہا ہے اور اولاد آدم پر ایسی چیز کی نذر لازم نہین ہے جسکے وہ مالک نہون اور جو شخص کسی چیز سے اپنے تئین دنیا مین مار ڈالیگا تو قیامت کے دن وہ اُسی سے عذاب دیا جائیگا اور جو شخص کسی مسلمان پر لعنت کرے تو وہ اسکے قتل کر دینے کے برابر ہے اور جو کسی مسلمان پر کفر کی تہمت لگائے تو وہ (بھی) اسکے قتل کر دینے کے برابر ہے اور جو شخص مال زیادہ کرنے کے لئے جھوٹا دعوے کرے تو اللہ تعالےٰ اسکے مال کی بہی کمی زیادہ کریگا - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۳۲۰) حضرت ابو موسیٰ کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کی قسم ہے خدا کی مین جب کبھی کوئی قسم کھاتا ہون پھر اسکے خلاف کو اُس سے بہتر سمجھتا ہون تو اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہون اور جو کام بہتر ہوتا ہے اسکو کر لیتا ہون - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۳۲۱) حضرت عبد الرحمن بن سمرہ کہتے ہین (کہ مجھسے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد الرحمن بن سمرہ تم خود سرداری نہ مانگنا کیونکہ اگر وہ تمہارے مانگنے سے ملی تو تمہارے سپرد کر دی جائیگی (یعنی اسمین تمہاری امداد نہین ہوگی) اور اگر تمہارے مانگے بغیر تمہین ملیگی تو اُسمین تمہاری مدد کی جائیگی اور جب تم کسی بات پر قسم کھاؤ اور پھر اُسکے خلاف کو اُس سے بہتر سمجھو تو اپنی قسم کا کفارہ دیدینا اور جو بہتر ہو اُسے کر لینا اور ایک روایت مین اسطرح ہے کہ جو بہتر ہو اُسے تم کر لینا اور اپنی قسم کا کفارہ دیدینا یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۳۲۲) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی بات پر قسم کھائے اور پھر (اُسکے خلاف کو) اُس سے بہتر سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ

له مثلاً کوئی یہ کہے کہ اگر مین یہ کام کرون تو مین یہودی ہون یا نصرانی ہون یا اسلام سے بیزار ہون ۱۲

له یعنی سرداری کرنی اور درمیان لوگون کے انصاف سے حکم کرنا بہت دشوار امر ہے لہذا تم خواہش نفسانی سے اسکی آرزو نہ کرنا ۱۲ له مثلاً کسینے یہ قسم کھائی کہ مین نماز نہین پڑھونگا یا ماں باپ سے نہ بولونگا یا اسی طرح کوئی کام نہین کرونگا تو ایسی قسم کا توڑ دینا چاہیے

وغیرہ سے اور وہ کام کرے لے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے -

(۳۴۳) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بخدا تمہارا اپنے خانگی معاملات پر قسم کھا کر اس پر اصرار کرنا اللہ کے نزدیک یہ زیادہ گنہگار کرتا ہے اس سے کہ جو قسم کا کفارہ اللہ نے فرض کر دیا ہے اُسے ادا کرے - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۳۴۴) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تمہاری قسم اُسی بات پر واقع ہوگی جس پر تمہارا قسم دینے والا تمہیں سچا جانتا ہو - یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۳۴۵) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم قسم دینے والے کی نیت پر ہوتی ہے - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے -

(۳۴۶) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ (ترجمہ) اللہ تعالےٰ تمہاری لغو قسموں میں تم سے مواخذہ نہیں کرتا) ایک ایسے آدمی کے حق میں نازل ہوئی تھی جسنے یہ کہا تھا لا واللہ و بلی واللہ - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں بعینہ مصابیح کے لفظوں سے نقل کی گئی ہے اور صاحب مصابیح نے کہا ہے کہ بعضے راویوں نے حضرت عائشہ سے مرفوعاً نقل کی ہے -

دوسری فصل (۳۴۷) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اپنے باپوں اور ماؤں اور بتوں کی قسمیں نہ کھایا کرو فقط اللہ ہی کی سچی قسمیں کھایا کرو - یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے -

(۳۴۸) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جسنے غیر اللہ کی قسم کھائی تو اُسنے شرک کیا - یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے -

(۳۴۹) حضرت بریدہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے امانت کی قسم کھائی تو وہ ہم میں سے نہیں ہے - یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے -

---

لہ ترجمہ قسم ہے اللہ کی میں نے یہ کام نہیں کیا اور قسم ہے اللہ کی میں نے یہ کام کیا ہے اور مقصود حضرت عائشہ صدیقہ کا یہ ہے کہ اہل عرب اکثر اپنی گفتگو میں یہ الفاظ بولا کرتے تھے انکا مقصود اس سے فقط تاکید ہوتی تھی اور قسم کھانی نہیں چاہتے تھے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے بھی یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ سلہ کیونکہ یہ عادت اہل کتاب کی تھی کہ وہ غیر اللہ کی قسمیں کھایا کرتے تھے ۱۲

(۳۲۳۲) حضرت بریدہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص یہ کہے کہ میں اسلام سے بیزار ہوں پس اگر وہ جھوٹا ہے تو جیسا اُسنے کہا وہ ویسا ہی ہے اور اگر اُسنے سچ کہا تب (بھی) وہ اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں پھریگا - یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے -

(۳۳۳۳) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کوئی بڑی قسم کھانی چاہتے تو اسطرح فرماتے قسم ہے اُس ذات کی جسکی مٹھی میں ابو القاسم کی جان ہے کہ یہ بات اسطرح نہیں - یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے -

(۳۳۴۴) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم قسم کھاتے تو آپکی قسم یہ ہوتی لا و استغفر اللہ - یہ روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۳۳۴۵) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے فرماتے تھے جو شخص قسم کھائے اور (اسیوقت) انشاء اللہ تعالے کہلے تو اسپر حنث نہیں ہوگا - یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے ایک ایسی جماعت ذکر کی ہے جنہوں نے یہ حدیث ابن عمر ہی پر موقوف کی ہے -

تیسری فصل (۳۳۴۶) ابو الاحوص عوف بن مالک نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میںنے پوچھا تھا یا رسول اللہ مجھے یہ بتائیے (کہ ایکمرتبہ) میں نے اپنے چچازاد بھائی کے پاس جاکر اسنے سوال کیا انہوں نے کچھ (بھی) نہیں دیا اور نہ کچھ اور سلوک کیا اب (خدا کی شان ہے) وہ میرے محتاج ہوگئے اور مجھسے مانگنے کے لیئے میرے پاس آتے ہیں میںنے یہ قسم کھائی ہے کہ میں نہ انہیں کچھ دونگا اور نہ اُنکے ساتھ کسی طرحکا سلوک کرونگا آنحضور نے مجھے یہ حکم دیا کہ جو بہتر ہے وہ کرو اور اپنی قسم کا کفارہ دیدو - یہ روایت نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں

لہ یعنے اگر کوئی شخص اسطرح سے قسم کھائے کہ اگر میںنے یہ کام کیا ہو تو میں اسلام سے بیزار ہوں حالانکہ اسنے وہ کام کیا تھا تو یا اسلام بیزار ہی ہوگا اور اگر نہ کیا ہو تب بھی گناہ سے خالی نہیں رہیگا مقصود حدیث یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایسی قسمیں کھانی ہی نہیں چاہئیں ۱۲ لمعات

لہ ابو القاسم حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی کنیت شریف ۱۲ لہ ترجمہ فلانی بات اسطرح نہیں ہے اور اگر میری یہ خلاف ہو تو میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں - یہ الفاظ قسم کے اگرچہ نہیں ہیں مگر چونکہ اسکے معنے قسم کے مشابہ ہیں اس لئے آنحضور قسم کی جگہہ کبھی انہیں بھی فرمادیا کرتے تھے ۱۲ آثار

لہ حنث کے معنے گناہ اور قسم کے خلاف کرنیکے ہیں حاصل حدیث کا یہ ہے کہ جو قسم کے ساتھ ہی انشاء اللہ کہدے تو پھر یہ قسم ہوتی نہیں اسکو توڑنے سے کفارہ لازم

یہ ہی کہتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ میرے چچا زاد بھائی میرے پاس آئے ہیں اور میں نے اسبات کا حلف کرلیا ہے کہ میں نہ انہیں کچھ دونگا اور نہ انکے ساتھ سلوک کرونگا آنحضورؐ نے فرمایا تم اپنی قسم کا کفارہ دیدو

باب نذروں (کے بیان) میں

پہلی فصل (٥ ۳۴۳) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عمرؓ دونوں کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگ نذریں نہ مانا کرو کیونکہ نذر (تقدیری) امر سے نہیں بچا سکتی فقط بخیل ہی کا مال نکلوا دیتی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۴٦) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ اللہ کی فرمانبرداری کرے تو اُسے چاہیئے کہ اُسکی ضرور فرمانبرداری کرے اور جسنے یہ نذر مانی کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے تو اُسے اللہ کی نافرمانی نہ کرنی چاہیئے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۳۴۷) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ گناہ کی نذر پوری نہ کرنی چاہیئے اور نہ ایسی چیز کی نذر جسکا بندہ مالک نہ ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جسمیں اللہ کی معصیت ہو وہ نذر جائز نہیں۔

(۳۴۸) حضرت عقبہ بن عامر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضورؐ فرماتے تھے کہ نذر کا کفارہ (وہی ہے جو) قسم کا کفارہ ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۴۹) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایکمرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے یکایک ایک آدمی آکر کھڑا ہو گیا آنحضورؐ نے اُس سے (حال احوال) پوچھا (وہ کچھ نہ بولا) لوگوں نے بیان کیا (کہ اسکا نام) ابو اسرائیل ہے اسنے یہ نذر مانی ہے (کہ ہمیشہ) کھڑا رہیگا اور بیٹھے گا نہیں اور نہ سایہ میں آئیگا اور نہ بولیگا

لہ یعنے اس خیال سے نذر نہ مانا کرو کہ جو بات ہماری تقدیر میں نہیں ہو وہ ہو جائے یا اسلئے منع فرمایا ہے تاکہ کوئی چیز کو اپنے اوپر لازم کرکے پھر اسکے ادا کرنے میں سستی کرے یا کہ پوری نہ ہو سکے ۱۲ لمعات وغیرہ کہ یعنے اگر کسی نے مطلق نذر مانی یہ کہا کہ مجھپر نذر ہے اور کسی چیز کا نام نہیں لیا تو ایسے شخص کے ذمہ کفارہ قسم لازم ہے اگر کسی نے بغیر تعداد کے روزہ کی نیت کرلی تھی تو تین روزے رکھو اگر صدقہ کھلانے کی نیت کی تھی تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے ۱۲

اور ہمیشہ) روزے رکھتا رہیگا آنحضورؐ نے فرمایا اسے کہو کہ بولے اور سایہ میں آ کر بیٹھ جائے اور اپنے روزے کو پورے کرے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۳۴۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے آدمی کو اپنے دونوں بیٹوں کے مونڈھوں پر سہارا لیکر چلتے ہوئے دیکھا اور پوچھا کہ اسکا کیا حال ہے (یہ اسطرح کیوں چلتے ہیں) لوگوں نے عرض کیا کہ انہوں نے اسطرح چلنے کی نذر مانی ہے آنحضورؐ نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ اسکے اپنی جان کو تکلیف دینے سے بے پرواہ ہے اور اُن بوڑھے میاں کو سوار ہونے کیلئے حکم کر دیا یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں یہ ہے آنحضورؐ نے فرمایا اے بڑے میاں تم سوار ہو جاؤ اللہ تعالےٰ تم سے اور تمہاری نذر سے بے پرواہ ہے۔

(۳۴۱) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک نذر کی بابت فتویٰ پوچھا جو انکی والدہ پر تھی اور پوری کرنے سے پہلے انکا انتقال ہو گیا آنحضورؐ نے یہ فتویٰ دیا کہ اپنی والدہ کی جانب سے یہ ادا کریں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۳۴۲) حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ میں توبہ کو کامل کرنے کے لئے یہ چاہتا ہوں کہ اپنے سارے مال سے دست بردار ہو کر اُسے اللہ اور اسکے رسول کے واسطے صدقہ کر دوں آنحضورؐ نے فرمایا کہ کچھ مال تم رکھ لینا یہ تمہارے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا بیشک خیبر میں جو میرا حصہ ہے اُسے رکھ لونگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور یہ (ساری حدیث) ایک بڑی لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے (جو اور جگہ مذکور ہے)

دوسری فصل

(۳۴۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

لہ کیونکہ اور باتوں میں طاعت خداوندی نہ تھی اسلئے انکے پورے کرنے سے منع فرمایا اور چونکہ روزے رکھنے میں طاعت ہی اور طاعت میں نذر ماننے سے نذر لازم ہو جاتی ہے اسلئے انکے ادا کرنے کا حکم فرما دیا کیونکہ روزے ہمیشہ رکھنے اچھے ہیں سوائے انہیں پانچ دنوں کے جنمیں روزے رکھنے منع ہیں ۱۲ ؎ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں تشریف لیگئے تو یہ کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ آنحضورؐ کے ساتھ نہ گئے جب آپ واپس آئے تو ان پر بہت خفا ہوئے اور لوگوں سے فرما دیا کہ انسے کوئی گفتگو نہ کرے چنانچہ یہ تینوں شخص تنگ آ گئے بعد ازاں انکی توبہ قبول ہوئی اُسی توبہ کا یہ ذکر ہے ۱۲

فرمایا ہے کہ گناہ کی نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے اور اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے۔

(۳۴۴) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کوئی غیر معین نذر مانی تو اسکا کفارہ قسم کا (سا) کفارہ ہے اور جسنے کسی گناہ کی نذر مانی تو اسکا کفارہ (بھی) قسم کا (سا) ہے اور جسنے ایسی نذر مانی جسکے پورا کرنے کی اسمیں طاقت[1] نہیں تو اسکا کفارہ (بھی) قسم کا (سا) کفارہ ہے اور جسنے اپنی حسب طاقت نذر مانی تو وہ اسے پوری کردینی چاہیئے یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور بعضوں نے اسے ابن عباس پر موقوف کہا ہے۔

(۳۴۵) حضرت ثابت بن ضحاک فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ بوانہ[2] میں ایک اونٹ ذبح کرے پھر آنحضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنی نذر کا قصہ بیان کیا آنحضور نے (صحابہ سے) پوچھا کہ کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت ہے جسکی پوجا ہوتی ہو انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کہ کفار کی خوشیوں[3] سے وہاں کوئی خوشی ہوتی ہے انہوں نے عرض کیا نہیں پھر آنحضور نے (اس شخص سے) فرمایا کہ تم اپنی نذر پوری کرو اسلئے کہ اللہ کی نافرمانی میں اور جس چیز کے اولاد آدم مالک نہ ہوں اسمیں نذر پوری کرنی جائز نہیں ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۴۶) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے شعیب اپنے دادا سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ آپ کے سامنے دف بجاؤں[4] آنحضور نے فرمایا تم اپنی نذر پوری کرو یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے اور رزین نے یہ زیادہ کیا ہے کہ اس عورت نے عرض کیا اور میں نے یہ (بھی) نذر مانی تھی کہ فلاں فلاں جگہہ میں کچھ ذبح کروں جہاں اہل جاہلیت ذبح کرتے ہیں

---

۱ یعنے مثلاً کسی نے پہاڑ کے اٹھانے یا بیت اللہ کی طرف پیادہ پا چلنے کی نذر مانی تو اسکا کفارہ قسم جیسا کفارہ دیدینا چاہیئے ۱۲

۲ بوانہ مکہ معظمہ کے نشیب میں ایک جگہ کا نام ہے ۱۲ ۳ یعنے انکا وہاں کوئی میلہ وغیرہ ہوتا ہے جسکی سیر و تماشہ کے لئے کفار لوگ وہاں جاتے ہوں اور آنحضور کا مقصود ان باتوں کے پوچھنے سے یہ تھا کہ کہیں کافروں کی مشابہت نہ ہو جائے ۱۲

۴ اس سے معلوم ہوا کہ دف کا بجانا مباح ہے اور دف خانڑے کو کہتے ہیں ۱۲

آنحضور نے پوچھا کیا جاہلیت کے بتوں میں سے وہاں کوئی بت ہے جسکی پرستش ہوتی ہو وہ بولی
نہیں آنحضور نے پھر پوچھا کہ کافروں کی خوشیوں میں سے وہاں کوئی خوشی ہوتی ہے وہ بولی نہیں
آپ نے فرمایا تو تم اپنی نذر پوری کر لینا۔

(۷/۳۴) حضرت ابولبابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
کہ میں نے اپنی توبہ پوری کرنے کے لئے یہ شرط کر لی تھی کہ جن لوگوں میں مجھ سے یہ گناہ[1] ہوا تھا اس
جگہ کو چھوڑ دوں اور اپنا سارا مال صدقہ میں دیکر میں اس سے الگ ہو جاؤں آنحضور نے
فرمایا کہ تمہیں تہائی (مال کا صدقہ کر دینا) کافی ہے۔ یہ روایت رزین نے نقل کی ہے۔

(۸/۳۴) حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایک شخص کھڑا ہوا
اور یہ پوچھا یا رسول اللہ میں نے اللہ عز وجل کے واسطے یہ نذر مان لی تھی کہ اگر اللہ تعالے نے آپ پر
مکہ فتح کر دیا تو میں بیت المقدس میں دو رکعت پڑھونگا آنحضور نے فرمایا تم یہیں نماز پڑھ لو
اسنے دوبارہ پوچھا پھر آپ نے یہی فرمایا پھر اسنے تیسری مرتبہ پوچھا تب آپ نے فرمایا کہ اب تمہیں
اختیار ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۹/۳۴) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن عامر کی بہن نے یہ نذر مانی تھی
کہ وہ پیادہ پا جاکر حج کریگی اور واقعی اُنہیں پیادہ پا جانے کی طاقت نہ تھی پھر (اسکی بابت عقبہ نے
آنحضور سے پوچھا) آپ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالے تمہاری بہن کے پیادہ چلنے سے بے پرواہ ہے
لہذا اُسے چاہیئے کہ وہ سوار ہو (کر) جائے اور (اسکی سزا میں) ایک اونٹ وغیرہ ذبح کردے
یہ حدیث ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ ہے آنحضور نے

---

[1] گناہ اسنے یہ ہوا تھا کہ ایک قبیلہ بنی قریظہ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے گھیر لیا تھا اور ابولبابہ کا مال اور اہل وعیال
سب اُنکے قبضہ میں تھا اُنہوں نے آنحضور کی خدمت میں یہ کہلا کر بھیجا کہ آپ ہمارے پاس اپنے صحابی ابولبابہ کو بھیج دیجئے
تاکہ ہم اُن سے مشورہ کر کے آپ کے حکم کو مان لیں چنانچہ آنحضور نے انہیں بھیجدیا اور اُنکے چھوٹے بڑوں سبھوں نے انکے سامنے
گریہ وزاری کر کے ان سے پوچھا اگر ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کہنے کو مان لیں یعنے اُن کے پاس چلے جائیں تو وہ
ہم سے کیا معاملہ کریں گے انہوں نے اپنی گردنوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تمہاری گردنیں اڑا دیں گے اور اسکے کہتے ہی خود
شرمندہ ہوئے اُسی گناہ کی بابت اب پوچھ رہے ہیں ۱۲

اُسے ارشاد فرمایا کہ سوار ہو جائے اور ایک ہدیٰ[1] ذبح کردے اور ابوداؤد ہی کی ایک روایت میں یوں ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ تمہاری بہن کو کسی چیز کی مشقت نہیں دیتا اُسے چاہئے کہ سوار ہو جائے اور اپنی قسم کا کفارہ دیدے۔

(۳۵۰) حضرت عبداللہ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن عامر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی بہن کی بابت پوچھا اُسنے یہ نذر مانی تھی کہ وہ ننگے پاؤں اور ننگے سر حج کریگی آنحضور نے فرمایا اُس سے کہدو کہ اوڑھنی اوڑھے[2] اور سوار ہو جائے اور (اسکی سزا میں) تین روزے رکھ لے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۳۵۱) حضرت سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ انصار میں دو بھائیوں کو میراث پہنچی تھی پھر ایک نے دوسرے بھائی سے اسکے بانٹنے کا سوال کیا وہ بولا اگر پھر تونے بانٹنے کا مجھ سے سوال کیا تو (میں یہ نذر مانتا ہوں کہ) میرا سارا مال خانہ کعبہ میں صرف کیا جائے حضرت عمرؓ نے اُس سے فرمایا کہ خانہ کعبہ تیرے مال سے بے پروا ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور اپنے بھائی سے بول کیونکہ میں نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ پروردگار کی معصیت میں اور رشتہ توڑنے میں اور جس چیز کے تم مالک نہ ہوا سمیں نہ تو قسم لازم ہوتی ہے اور نہ نذر۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۳۵۲) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ نذر مانی دو طرح پر ہے (یعنے) جو شخص اللہ کی فرمانبرداری میں نذر مانے تو وہ نذر اللہ کے واسطے ہوتی ہے[3] اُسے پوری کرنی چاہیئے اور جو شخص (اسکی) نافرمانی میں نذر مانے تو وہ شیطان کے واسطے ہے لہذا اُسے پوری کرنی نہیں چاہیئے اور جیسا کوئی قسم کا کفارہ دیتا ہے ویسا ہی اسکا بھی کفارہ دیدے۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

---

[1] ہدیٰ اس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کرنے کے لئے حرم میں بھیجا جائے اوسکا ادنیٰ درجہ بکری ہے اور اعلےٰ درجہ اونٹ اور گائے ہے ۱۲

[2] اوڑھنی اوڑھے کا آنحضور نے اسلیے حکم دیا کہ عورت کو سر کے کھولنے میں گناہ ہے کیونکہ عورت کا سر اور بال ستر میں داخل ہیں اور سوار ہونے کے لئے اسلئے فرمایا کہ وہ پیادہ پا چلنے سے عاجز تھی ۱۲

[3] یعنی ایسی قسم کا پورا کرنا واجب ہے اور جو شیطان کے لئے ہو اوسے پوری کرنی نہیں چاہیئے بلکہ کفارہ قسم کی مقدار اسکا کفارہ دیدے ۱۲

(۲۵۳) محمد بن منتشر فرماتے ہیں ایک آدمی نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ اُسکے دشمن سے اُسے نجات دیدے تو اپنی جان کو اللہ واسطے ذبح کر دیگا (چنانچہ اللہ نے اُسے نجات دیدی) پھر اُس نے حضرت ابن عباس سے (فتویٰ) پوچھا انہوں نے اُس سے فرمایا کہ تم مسروقؓ سے پوچھنا چنانچہ اس آدمی نے اُنسے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ تم اپنی جان کو ذبح نہ کرنا کیونکہ اگر تم مسلمان ہو تو جانِ مسلمان کو قتل کروگے (اور یہ درست نہیں) واگر کافر ہو تو فوراً دوزخ میں چلے جاؤگے اور اسمیں کیا فائدہ ہے لہذا تم یہ کرو کہ) ایک مینڈھا خرید کر اُسے مسکینوں کے لئے ذبح کردو کیونکہ حضرت اسحاقؑ علیہ السلام تمسے بہتر تھے اور اُنکے بدلے میں (بھی) مینڈھا ہی (ذبح) کیا گیا تھا پھر اس شخص نے (یہ فتویٰ) حضرت ابن عباس سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے (بھی) اسی طرح فتویٰ دینے کا قصد کیا تھا یہ روایت رزین نے نقل کی ہے۔

کتاب قصاصؑ کے (بیان میں)

پہلی فصل (۲۵۴) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو مسلمان آدمی اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اُس کا رسول ہوں تو اُسکا خون کرنا درست نہیں ہے ہاں اگر تین جرموں میں سے اس سے ایک ہو جائے تو درست ہے (ایک تو یہ کہ) اگر کوئی کسیکو مار ڈالے تو اسکے بدلے میں وہ مارا جائے دوسرا جو بیاہا ہوا زنا کار ہو تیسرے جو دینِ (اسلام) سے پھر کر (مسلمانوں کی) جماعت کو چھوڑ دینے والا ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

لہ یہ مسروق بن جدع بڑے تابعین اور بڑے علماء اور فقہاء لوگوں میں سے ہیں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے مسلمان ہوگئے تھے اور خلفاء اربعہ اور حضرت عائشہ صدیقہ سے انہوں نے علم تحصیل کیا تھا علاوہ ازیں چونکہ یہ مسئلہ نہایت احتیاط اور دیانت طلب تھا اسلئے حضرت ابن عباس نے انسے پوچھنے کے لئے فرمادیا ۱۲ لہ بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں تو وہ اسحاق علیہ السلام تھے اور جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے حق میں یہ بات کہنی اہل کتاب کی تحریف ہے واللہ اعلم ۱۲ لہ قص اور قصص کے معنے کسیکے پیچھے جانے کے ہیں چونکہ مقتول کا وارث قاتل سے بدلہ لینے کے لئے اسکا پیچھا کرتا ہے [illegible] قصاص کہتے ہیں۔

(۳۵۵) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان آدمی ہمیشہ اپنے دین کی کشادگی میں رہتا ہے جبتک کہ اُسنے کوئی خون حرام نہ کیا ہو۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۳۵۶) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں فیصلہ خونوں کا کیا جائیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۵۷) حضرت مقداد بن اسود سے روایت ہے کہ اُنہوں نے پوچھا یا رسول اللہ اگر میری کسی کافر آدمی سے مڈ بھیڑ ہو جائے اور ہم آپسمیں لڑیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اُسے کاٹ ڈالے اور مجھسے (بچکر) ایک درخت کے پیچھے پناہ پکڑلے اور یہ کہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب میں اُسے قتل کرنے کے لئے جاؤں تو وہ یہ کہدے لاالہ الااللہ تو اب آپ بتائیے کہ اس کہنے کے بعد میں اُسے قتل کر دوں یا نہیں آنحضور نے فرمایا تم اُسے نہ مارنا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُسنے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا ہے آپ نے فرمایا تم اُسے قتل نہ کرنا کیونکہ اگر تمنے اُسے قتل کر دیا تو وہ ایسا ہے جیسے تم قتل کرنے سے پہلے (یعنے بالکل بے گناہ) تھے اور تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے کہ وہ اس کلمہ کے کہنے سے پہلے تہا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۵۸) حضرت اُسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ (ایکمرتبہ) ہمیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ) جہینہ کے آدمیوں کی طرف بہیجا میں اُنمیں سے ایک شخص کے پاس جا کر اُسے نیزہ سے مارنا شروع کیا پھر اُسنے لاالہ الااللہ پڑہا مگر میںنے نیزہ سے اُسے مار ہی ڈالا پھر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ حال بیان کیا آنحضور نے (تعجب سے) فرمایا کیا تم نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا جو لاالہ الااللہ پر گواہی دے چکا تھا میںنے عرض کیا یا رسول اللہ اسنے تو یہ فقط

لہ یعنے جبتک کسیکا ناحق خون نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ کی امید رحمت و بخشش میں رہتا ہے اور جب کوئی ناحق خون کر دیا تو اُسپر تنگی ہو جاتی ہے اور نا امیدوں میں ہو جاتا ہے ۱۲

لہ یعنے جسکا مار ڈالنا حرام ہے ۱۲

لہ یعنے حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہو گا ۱۲

لہ یعنے اس کلمہ کے کہنے سے پہلے بسبب کفر کے اُسکا مار ڈالنا درست تھا اور اب بسبب اُسے قتل کر دینے کے تمہارا مار ڈالنا درست ہو جائے گا ۱۲

(اپنے) بچنے کے لئے کیا تھا آپ نے فرمایا پھر تم نے اسکا دل کیوں نہ چیر[1] (کر دیکھ لیا) یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت جُندُب بن عبداللہ بجلی کی روایت میں یوں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (اُنسے) کئی مرتبہ فرمایا کہ جب وہ قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کو لیکر آئیگا تو تم کیا کروگے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۲۵۹) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی عہد والے[2] کو قتل کر دے تو وہ بہشت کی خوشبو تک نہیں سونگھے گا حالانکہ بہشت کی خوشبو چالیس برس کے راستہ کی مسافت سے معلوم ہو جائیگی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۲۶۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسنے خود پہاڑ[3] سے گر کر اپنے تئیں مار ڈالا تو وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کو اسی طرح گرتا رہیگا اور جسنے خود زہر پیکر اپنی جان کو قتل کر لیا تو دوزخ میں وہ زہر اُسکے ہاتھ میں ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کو اُسے پیتا رہیگا اور جسنے اپنے تئیں کسی تیز چیز سے کاٹ ڈالا تو دوزخ میں وہ تیز چیز اسکے ہاتھ میں ہوگی اور ہمیشہ ہمیشہ کو اُسے پیٹ میں بھونکتا رہیگا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۶۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص (دنیا میں) اپنے تئیں گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو وہ دوزخ میں (بھی) اپنا گلا ہی گھونٹتا رہیگا اور جو شخص دنیا میں اپنے نیزہ مارلے تو آخرت میں (بھی) وہ اپنے تئیں نیزہ ہی مارتا رہیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۶۲) حضرت جُندُب بن عبداللہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک زخمی آدمی تھا اُسنے بے صبری کرکے ایک چھری لی اور اس سے اپنا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا پھر خون نہ تھما یہانتک کہ وہ مر گیا اللہ تعالےٰ نے (اُسکی بابت) فرمایا کہ میرے بندہ نے اپنے تئیں مارنے میں بہت جلدی کی لہذا میں نے اُسپر بہشت

---

[1] یعنے تمنے اسکا حال دل کیوں نہ دریافت کر لیا تاکہ معلوم ہو جاتا کہ اسنے یہ کلمہ اپنی جان بچانے کے لئے کہا ہے یا کہ اخلاص اور صدق کی نیت سے اور مقصود آن حضور کا یہ تھا کہ حقیقت باطن تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہو سکتی تھی تمنے ظاہر پر حکم کیوں نہ کیا ۱۲ [2] یعنے جس کافر نے لڑائی کے چھوڑنے پر اسلام سے عہد کر لیا ہو خواہ وہ ذمی یا غیر ذمی ۱۲ [3] خلاصہ یہ کہ جو شخص کسی چیز سے اپنے تئیں مار ڈالیگا اُسے ہمیشہ وہی عذاب ہوتا رہے گا ۱۲

حرام کردی[1]۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۶۳) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو دوسی نے اور انکے ساتھ انہیں کی قوم کے ایک شخص نے (بھی) آنحضور کی طرف ہجرت کی پھر وہ شخص بیمار ہوکر ایسے گھبرائے کہ اپنے (تیروں کی) پیکانیں لیکر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ لئے پھر اُن کے ہاتھوں سے خون جاری ہوگیا یہاں تک کہ وہ مرگئے بعد اسکے حضرت طفیل بن عمرو نے انہیں خواب میں دیکھا کہ اُنکی حالت اچھی ہے اور اپنے ہاتھوں کو چھپائے ہوئے ہیں اُنھوں نے اُنسے پوچھا کہ تمہارے پروردگار نے تمسے کیا معاملہ کیا اُنھوں نے فرمایا کہ میری ہجرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنے کی وجہ سے اللہ نے مجھے بخشدیا[2] ہے انہوں نے پوچھا یہ کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے دونوں ہاتھونکو ڈھکے ہوئے دیکھتا ہوں انھوں نے کہا مجھ سے اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ تونے جو چیز (اپنی) خود خراب کردی ہے اُسے ہم ہرگز درست نہیں کرینگے بعد اسکے حضرت طفیل نے یہی (اپنے خواب کا) قصہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا آنحضور نے (اُنکے لیئے) دعا کی کہ یاالٰہی اُنکے دونوں ہاتھوں کو بھی بخش[3] دے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۳۶۴) حضرت ابو شریح کعبی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور (فتح مکہ کے دن) فرماتے تھے اے خزاعہ پھر تمنے قبیلہ ہذیل کے اُس آدمی کو قتل کردیا اور بعد ایں اُسکا خونبہا لوں گا اور جو شخص بعد اسکے کسیکو قتل کرے تو اُس مقتول کے وارثوں کو دو باتوں میں اختیار ہے اگر وہ چاہیں تو قتل کرنے والیکو قتل کردیں اور چاہیں تو خونبہا

[1] شاید اس شخص نے اپنے ہلاک کرنے کو حلال سمجھا ہوگا جسلیئے اسپر بہشت حرام ہوگئی یا حرام ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ اول نیک لوگوں کے ساتھ بہشت میں جانے سے محروم رہیگا واللہ اعلم ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی برکت سے رحمت اور مغفرت خداوندی حاصل ہوتی ہے اور بعض صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد وفات حضور انور کے آپ کی قبر شریف کی زیارت کرنی بھی آپکی زندگی کی حالت میں زیارت کرنی جیسی ہے ۱۲ [3] آپکی اس دعا کرنے سے معلوم ہوا کہ کبیرہ گناہ کا کرنا کفر اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا سبب نہیں ہوتا چنانچہ تمام اہل سنت وجماعت کا مذہب یہی ہے ۱۲

لے لیں یہ حدیث ترمذی اور امام شافعی نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں (بھی) اسی سند سے نقل کی ہے اور اسباط کی تصریح کر دی ہے کہ بخاری و مسلم میں یہ روایت ابو شریح سے مروی نہیں ہے اور ان دونوں نے یہ روایت حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بالمعنی نقل کی ہے۔

(۳۶۵) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے بیچ میں رکھکر کچل دیا اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ تیرا یہ حال کسنے کیا کیا؟ فلانے نے کیا ہے یہانتک کہ اس یہودی کا (بھی) نام لیا گیا اسنے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں یہی یہودی ہے چنانچہ) وہ لایا گیا اور اسنے اقرار کر لیا پھر آنحضور نے اسکے حق میں فرمایا کہ اسکا سر (بھی) پتھر سے کچل دیا جائے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۶۶) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ رُبَیّع جو انس بن مالک کی پھوپی ہیں انہوں نے ایک انصاری کی لڑکی کا دانت توڑ دیا تھا انصار لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے (اور یہ قصہ ذکر کیا) آنحضور نے اسکا بدلہ لینے کے لئے حکم دیدیا پھر حضرت انس بن نضر نے جو انس بن مالک کے چچا تھے یہ عرض کیا یا رسول اللہ بخدا[1] انکا دانت تو نہ توڑنا چاہیئے آنحضور نے فرمایا اے انس اللہ کا حکم تو بدلہ لینے کا ہے پھر سب لوگ (بھی) راضی ہو گئے اور تاوان ہی قبول کر لیا بعد اسکے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بعضے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالےٰ انکی قسم کو پوری کر دیتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۶۷) ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی سے پوچھا کہ کیا آپکے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن شریف میں نہ ہو انہوں نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسنے اناج پیدا کیا اور جانیں پیدا کیں کہ ہمارے پاس تو فقط وہی ہے جو قرآن شریف میں ہے ہاں وہ عقل جو (ہر[2]) آدمی کو اللہ کی کتاب سمجھنے کے لئے دی جاتی ہے اور جو اس کاغذ میں ہے (یہ دو چیزیں قرآن سے علیحدہ ہمارے

[1] حضرت انس بن نضر نے یہ قسم حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کرنے کے ارادہ سے نہیں کھائی تھی بلکہ اس ارادہ سے کھائی تھی کہ خدا تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے مدعیوں کے دل میں یہ ڈالدے کہ بدلہ لینا معاف کردیں اسلئے آنحضور نے بھی انکے حق میں انکی تعریف کے لئے کلام مذکور فرمایا ۱۲ [2] خلاصہ یہ کہ مجھے بھی خدا کی طرف سے ایسی سمجھ عطا ہوئی ہے جسکی وجہ سے میں قرآن شریف میں سے مسائل وغیرہ نکال لیتا ہوں حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ تمام علوم قرآن شریف میں ہیں لیکن لوگوں کی فہم اس سے قاصر ہے ۱۲

پاس ہیں) میں نے پوچھا اور اس کاغذ میں کیا ہے فرمایا خونبہا (کی تفصیل ہے) اور قیدیوں کو چھڑانے کا (ثواب لکھا ہوا ہے) اور یہ (بھی) ہے کہ مسلمان آدمی بعوض کافر کے نہ قتل کیا جائے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔ حضرت ابن مسعود کی یہ حدیث کہ کوئی جان ازراہ ظلم نہ ماری جائے کتاب العلم میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۳۶۸) حضرت عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک اللہ پر دنیا کا جاتا رہنا ایک مسلمان آدمی کے قتل کرنے سے بہت ہی آسان ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے اور بعضے راویوں نے اسے موقوف کہا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہی حدیث ابن ماجہ نے براء بن عازب سے روایت کی ہے۔

(۳۶۹) حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ دونوں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور فرماتے تھے کہ اگر سارے آسمان اور زمین والے ایک مسلمان آدمی کے خون (کرنے) میں شریک ہوں تو سبھوں کو اللہ تعالے دوزخ میں الٹا ڈالدیگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۷۰) حضرت ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن مقتول قاتل کو (اللہ کے سامنے) لائیگا قاتل کی پیشانی اور سر اُسکے ہاتھ میں ہوگا اور اُسکی رگوں سے خون بہتا ہوگا اور عرض کریگا اے میرے پروردگار مجھے اسنے قتل کیا تھا[1] یہانتک کہ اُسے عرش کے نزدیک کردیگا۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۷۱) حضرت ابو اُمامہ بن سہل بن حُنیف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان دار[2] کے دن اوپر چڑھے اور لوگوں سے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان آدمی کا خون کرنا ان تین جرموں میں سے ایک جرم کئے بغیر درست نہیں ہے جو نکاح کے بعد میں زنا کرے یا مسلمان ہونے کے بعد کوئی کافر ہوجائے

---

[1] اسمیں اشارہ ہے کہ مقتول اپنا پورا حق طلب کریگا اور یہ بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالے اُسے اپنے انصاف سے راضی کردیگا ۱۲

[2] دار گھر کو کہتے ہیں اور جن دنوں میں حضرت عثمان کو بلوائیوں نے اُنکے مکان میں انہیں گھیر لیا تھا تو ان دنوں کو یوم الدار کہتے ہیں اور انہیں دنوں حضرت عثمان نے مکان کے اوپر چڑھکر یہ کلام مذکور فرمایا تھا مگر کسینے کچھ سنا نہیں بعد میں انہیں شہید کردیا ۱۲

یا ناحق کوئی کسیکو مار دے تو اسکے عوض وہ قتل کیا جائے اور بخدا میں نے تو زمانہ جاہلیت اور نہ حالت اسلام میں کبھی بھی زنا نہیں کیا اور جب سے میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوا ہوں نہ مرتد ہوا اور جس جان کے مارنے کو اللہ نے حرام فرما دیا ہے نہ میں نے ایسی جان کو قتل کیا اب (تم بتاؤ کہ) تم مجھے کس وجہ سے قتل کرتے ہو۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور دارمی نے فقط حدیث کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

(۲۷۳) حضرت ابودرداء رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ مسلمان آدمی جبتک کوئی حرام خون نہیں کرتا تو وہ جلدی جلدی نیکیاں کرتا رہتا ہے اور جب کوئی حرام خون کرلیتا ہے تو پھر تھک[1] جاتا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۲۷۳) حضرت ابودرداء ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ جو گناہ ہے اللہ تعالےٰ سے امید ہے کہ وہ سبھوں کو بخشدیگا مگر جو آدمی مشرک مرگیا یا کسی مسلمان آدمی کو جانکر قتل[2] کر دیا (تو وہ نہیں بخشا جائیگا) یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور نسائی نے حضرت امیر معاویہ سے نقل کی ہے۔

(۲۷۴) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حدیں مسجدوں میں قائم نکی جائیں اور نہ اولاد کے بدلے باپ قتل کیا جائے۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے

(۲۷۵) حضرت ابو رمثہ کہتے ہیں میں اپنے والد کے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا آنحضور نے (میرے والد سے) پوچھا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہے انہوں نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے آپ اسپر گواہ رہیئے آپ نے فرمایا خبردار نہ یہ تمپر کوئی گناہ کرسکتا ہے اور نہ تم اسپر کوئی گناہ کرسکتے ہو۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں اس حدیث کے

---

[1] یعنے اسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور توفیق خیر سے محروم رہتا ہے اگرچہ سب گناہوں کا یہی حال ہے مگر بہ نسبت اور گناہوں کے اس سے بہت ہی زیادہ اثر ہوتا ہے ۱۲

[2] ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ قتل بھی نہیں بخشا جائیگا جیسے کہ شرک بھی نہیں بخشا جاتا مگر تمام اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایک مدت دراز تک عذاب شدید ہونے کے بعد گناہ قتل بخشدیا جائیگا انکی دلیل یہ آیت ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اور حدیث میں بنا بریں یہ مراد ہے کہ کسی مسلمان کو حلال جانکر قتل کردے تو وہ نہیں بخشا جائیگا ۱۲

اصل میں یہ زیادہ کیا ہے ابو رمثہ کہتے ہیں میں اپنے والد کے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں پہنچا اور آنحضور کی پشت مبارک پر جو مہر نبوت تھی وہ میرے والد نے دیکھی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت دیدیجئے کہ جو آپ کی پشت پر ہے میں اس کا علاج کردوں کیونکہ میں طبیب ہوں آنحضرت نے فرمایا کہ تم تو رفیق ہو اور طبیب اللہ ہی ہے۔

(۳۷۶) عمرو بن شعیب نے اپنے والد شعیب اور شعیب نے اپنے دادا سے اور انہوں نے سراقہ بن مالک سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ باپ کا بیٹے سے قصاص لیتے تھے اور بیٹے کا باپ سے قصاص نہیں لیتے تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے اسے ضعیف کہا ہے

(۳۷۷) حضرت حسن بصری نے حضرت سمرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کردے تو ہم (اس کے بدلے) اسے قتل کریں گے اور جو شخص اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹ دے تو ہم اس کا عضو کاٹ ڈالیں گے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور نسائی نے ایک اور روایت میں یہ زیادہ بیان کیا جو شخص اپنے غلام کو خصی کردے تو ہم اسے خصی کردیں گے۔

(۳۷۸) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی کو جان بوجھ کر قتل کردے تو یہ قاتل اس مقتول کے وارثوں کے حوالے کردیا جائے اگر وہ چاہیں اسے قتل کردیں ورنہ اس سے دیت (یعنے خونبہا) لے لیں اور دیت یہ ہے تیس ۳۰ اونٹنیاں جو چوتھے برس میں لگی ہوں اور تیس اونٹنیاں جو پانچویں برس میں لگی ہوں اور چالیس ۴۰ اونٹنیاں گیابھن اور اگر وہ آپس میں کسی چیز (یعنے اس سے کم) پر صلح کرلیں تو انہیں وہی ملیگی۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۳۷۹) حضرت علی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ سب مسلمان

ؔ وجہ اصلی یہ ہے کہ باپ کا بیٹے پر بہ نسبت بیٹے کے باپ پر بہت زیادہ [illegible] [illegible] حضور انور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا انت ومالک لابیک یعنے تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے ہو اس سے معلوم ہوا کہ باپ بیٹے کا تعلق غلام و آقا جیسا ہے۔ محمد عفی عنہ

آپس میں اپنے خونوں کے بدلہ لینے میں برابر ہیں اور سب سے ادنیٰ آدمی اپنے ذمہ دینے میں کوشش کر سکتا ہے اور جو بہت دور ہو وہ ابیر رد کر سکتا ہے اور سب مسلمان ان لوگوں پر جو انکے سوا ہیں ایک ہاتھ کا حکم رکھتے ہیں (لہذا) یاد رکھو کہ کوئی مسلمان کسی کافر کے عوض نہ قتل کیا جائے اور نہ عہد والا اپنے زمانہ عہد میں قتل کیا جائے۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے۔

(۳۸۰) حضرت ابو شریح خزاعی کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کو خون یا خبل کی مصیبت پہنچ جائے اور خبل زخم ہوتا ہی تو اسے تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے اگر وہ کوئی چوتھی بات چاہے تو اسکے ہاتھ پکڑلیجو (یعنے منع کردیجو) اور وہ تین باتیں یہ ہیں کہ یا تو بدلا لے یا معاف کردے یا خونبہا لے لے اگر ان میں سے کوئی اسنے لیکر پھر بعد اسکے کچھ زیادتی کی تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہیگا۔ یہ حدیث دارمی نے روایت کی ہے

(۳۸۱) حضرت طاؤس حضرت ابن عباسؓ سے وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضرت فرماتے تھے جو شخص جہاں آپس میں پتھراؤ ہو رہا ہو بے وہیانگی میں پتھر لگ کر یا کوڑا یا لاٹھی لگ کر مر جائے تو یہ قتل خطا (کے حکم میں) ہے اور اسکی خونبہا (ہی) قتل خطا کی خونبہا جیسی ہی اور جو شخص کسیکو جانکر مار دے تو اسپر بدلا لازم ہے اور جو شخص (مقتول کا بدلہ لینے کے) بیچ میں آڑ بن جائے تو اسپر اللہ کی لعنت اور اللہ کا غصہ ہوگا نہ اوسکی نفلیں قبول ہونگی اور نہ فرض قبول ہونگے۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

لہ یعنے اگر کسی ادنی مثل غلام یا عورت نے کسی کافر کو امن دیا تو وہ دے سکتا ہے اور سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ اُسے امن دیں اور اسکے عہد کو نہ توڑیں ۱۲ ۲ اس عبارت کے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ جب کسی مسلمان نے اگرچہ وہ کافروں کے ملک سے دور تھا کسی کافر کو امن دیدیا تو مسلمانوں کو مناسب نہیں کہ وہ اسکے عہد کو توڑدیں دوسرے معنے یہ کہ اگر امام نے کہیں لشکر بھیجا جب لشکر اُس ملک کفار میں پہنچ گیا تو امام نے انہی میں سے اور کسی طرف فوج بھیجدی بعد میں یہ لشکر کچھ غنیمت وغیرہ لایا تو یہ غنیمت فقط اسی لشکر کا حق نہیں ہی بلکہ سارے لشکر کو بانٹیں ۱۲ ۳ یعنے جبتک کہ وہ ذمی ہے اور کوئی بات ذمی ہونیکی منافی نہیں کرتا اس سے معلوم ہوا کہ ذمی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے ۱۲ ۴ یعنے جسکا عزیز ناحق مارا جائے یا اس کا کوئی عضو کٹ جائے ۱۲

(۳۸۲) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص خونبہا لینے کے بعد قاتل کو قتل کر دے تو میں اُسے (بدلہ لئے بغیر) نہیں چھوڑونگا۔ یہ حدیث ابوداود نے روایت کی ہے

(۳۸۳) حضرت ابو درداء کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کے بدن میں کسی چیز سے زخم (وغیرہ) پہنچ جائے اور پھر وہ اُسے للہ معاف کر دے تو اللہ تعالے اُسکا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ اُسکا دور کر دیتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۳۸۴) حضرت سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے پانچ یا سات آدمیوں کو ایک آدمی کے بدلہ قتل کیا تھا جنہوں نے اُسے دھوکا دیکر پوشیدہ قتل کر دیا تھا اور حضرت عمرؓ نے یہ (بھی) فرمایا کہ اگر سارے صنعا[1] والے اسپر حملہ کرتے تو میں (اُسی ایک کے بدلے) سبھوں[2] کو قتل کر دیتا۔ یہ حدیث امام مالک نے روایت کی ہے اور بخاری نے حضرت ابن عمر سے (بھی) اسی طرح نقل کی ہے۔

(۳۸۵) حضرت جُندب کہتے ہیں مجھسے فلانے صحابی نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو لیکر آئیگا اور عرض کریگا اے پروردگار (ذرا) اس سے پوچھو کہ اسنے مجھے کیوں قتل کیا تھا وہ عرض کریگا کہ میں نے اس فلانے شخص کی مدد پر مارا تھا (راوی کہتے ہیں) حضرت جندب نے فرمایا کہ ایسی مدد سے تم بچتے یہ حدیث نسائی نے روایت کی ہے۔

(۳۸۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص آدھے[3] کلمے کے ساتھ مسلمان آدمی کے قتل کرنے پر کسی کی مدد کر دے تو یہ جس وقت اللہ تعالے سے ملیگا اُسکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں یہ لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

---

[1] صنعا یمن کے شہروں میں ایک بڑے شہر کا نام ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک آدمی کے مارنے میں کئی آدمی شریک ہوں تو سبھوں کو قتل کر دینا چاہئے ۱۲ [2] یعنے مثلاً کسینے پورا کلمہ اُقتُل نہ کہا بلکہ اُق کہدیا تب بھی اسے سزا ملیگی ۱۲ [3] مقصود اس سے یہ ہے کہ وہ اپنی پیشانی کے سبب تمام مخلوق کے روبرو ذلیل اور شرمندہ ہوگا اور یہ یا تو تنبیہ کیلئے فرمایا ہے اور یا اسکے لئے ہے جو حلال جانکر ایسا کرے ۱۲

(۳۸۷) حضرت ابن عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص کسی شخص کو پکڑ لے اور ایک اور آدمی آنکر اُسے قتل کردے تو جسنے قتل کیا ہے وہ قتل کیا جائے اور جسنے پکڑا تھا وہ قید کردیا جائے ۔ یہ حدیث دارقطنی نے روایت کی ہے ۔

باب دیتوںؒ کے بیان میں

پہلی فصل (۳۸۸) حضرت ابن عباسؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضرتؐ فرماتے تھے کہ یہ اور یعنے چھنگلیا اور انگوٹھا (دیت لینے دینے میں) دونوں برابر ہیں ۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے ۔

(۳۸۹) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی لحیان کی ایک عورت کے کچے بچہ کی بابت جو مُردہ ہوکر گر پڑا تھا ایک غلام یا لونڈی دینے پر فیصلہ کیا تھا پھر وہ عورت مرگئی جسپر غلام یا لونڈی کا حکم کیا تھا بعد اسکے آنحضورؐ نے یہ حکم دیا کہ اُسکی میراث اُسکی اولاد اور خاوند کو ملنی چاہیئے اور دیت عصبوں کے ذمہ ہے ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔

(۳۹۰) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں لڑیں اُنمیں سے ایک نے دوسری کے پتھر مارکے اُسے اور اُسکے بچہ کو جو اُسکے پیٹ میں تھا جان سے مار دیا بعد اسکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ اسکے کچے بچے کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے اور اس عورت کی دیت اُس قتل کرنے والی عورت کے لوگوں پر ہے اور مقتولہ عورت کی اولاد کو اور جو لوگ اُسکے ساتھ تھے اُنھیں اُس دیت کا وارث بنادیا ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔

(۳۹۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں آپسمیں سوکنیں تھیں اُنمیں سے ایک نے دوسری کے پتھر یا خیمہ کی چوب مارکر اسکے کچے بچے کو گرادیا پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کچے بچے کی بابت تو ایک غُرَّہ یعنے غلام یا لونڈی کے دینے کا فیصلہ کیا اور وہ غلام یا لونڈی اُس عورت کے عصبوں کو دلادی ۔ یہ (اصح) روایت تو ترمذی کی ہے اور مسلم کی روایت میں

ؒ اور یہ قید حکم کی نسبت ہے جو مقصد مناسب سمجھے قید کرے ؒ دیت اس مال کو کہتے ہیں جو ایک جان قتل کرنے کے بدلے یا کسی عضو کے اقص کرنیکے بدلے دیا جاتا ہے ۔ ؒ صاحب مشکوٰۃ کا مقصود اس سے جناب مصابیح پر اعتراض کرنا ہے کہ وہ اس حدیث کو صحاح میں لائے ہیں ۔

یہ ہے مغیرہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمہ کی چوب مار کر اسے جان سے مار دیا اور وہ حمل سے (بھی) تھی راوی کہتے ہیں کہ ان دونوں میں ایک عورت قبیلہ بنی لحیان کی تھی بعد اسکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتولہ عورت کی دیت اور ایک غلام یا لونڈی اُس بچہ کی جو جنین تھا جو اسکے پیٹ میں تھا قاتلہ عورت کے عصبوں کے ذمہ کر دی۔

دوسری فصل (۳۹۲) حضرت عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو کہ قتل خطا[1] کی دیت جو شبہ عمد ہے (یعنے جو قتل) کوڑے اور لاٹھی سے ہو سو اونٹ ہیں جنہیں چالیس[2] اونٹنیاں ایسی ہوں جنکے پیٹوں میں بچے ہوں۔ یہ حدیث نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور ابو داؤد نے عبداللہ بن عمر اور حضرت ابن عمر دونوں سے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں حضرت ابن عمر سے مصابیح کے الفاظ بعینہ نقل کئے ہیں۔

(۳۹۳) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے والد سے انکے والد انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن والوں کو ایک خط لکھا اور اسی خط میں یہ بھی تھا کہ جو شخص کسی مسلمان آدمی کو بے تقصیر (جانکر) مار ڈالے تو یہ اسکے ہاتھوں کا بدلہ ہے (یعنے بدلہ میں اسے بھی قتل کیا جائے) ہاں اگر مقتول کے وارث راضی ہو جائیں تو خیر) اور اسی خط میں یہ (بھی) تھا کہ مرد عورت کے بدلہ قتل کیا جائے (یعنے اگر مرد عورت کو مار دے) اور اسی میں یہ (بھی) تھا کہ

---

[1] قتل کی پانچ قسمیں ہیں اور ہر قسم کی سزا علیحدہ ہے قتل عمد[1] قتل شبہ عمد[2] قتل خطا[3] - قتل جاری مجری خطا[4] قتل سبب[5] قتل عمد تو یہ ہے کہ ایسی چیز سے مارے جس سے عضو جدا ہو جائے وہ چیز خواہ لوہے کی ہو یا لکڑی وغیرہ ہو اُسکی سزا یہ ہے کہ اس سے قصاص یعنی خون لیا جائے یا کہ مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں۔ دوسرے قتل شبہ عمد یہ ہے کہ جو چیزیں قتل کرنے کی مذکور ہوئیں انکے سوا اور کسی چیز سے جان کر آدمی کو مار دے اسمیں قصاص لازم نہیں آتا بلکہ گنہگار ہوتا ہے اور دیت عاقلہ پر لازم آتی ہے تیسرے قتل خطا اور یہ دو طرح پر ہے یا قصد میں خطا ہو جیسے کسی شکار وغیرہ کو مارتا تھا یکایک کسی مسلمان کے نشان جا لگا اور یا قتل میں خطا ہو گئی جیسے کسی نشانہ پر مارتا تھا اور وہ کسی آدمی کے لگ گیا چوتھے قتل جاری مجری خطا وہ یہ ہے کہ آدمی سوتا ہوا دوسرے پر جا پڑے اور وہ بوجھ سے مر جائے ان دونوں کی سزا میں کفارہ لازم آتا ہے اور دیت عاقلہ پر اور موجب گناہ بھی ہے پانچواں قتل بسبب وہ یہ ہے کہ کسی نے کنواں کھودا تھا دوسرا کوئی ٹھوکر وغیرہ سے اسمیں گر کر مر گیا اسمیں کفارہ لازم نہیں آتا بلکہ عاقلہ پر دیت آتی ہے اور پہلی چار قسموں میں قاتل محروم رہتا ہے اور اس پانچویں قسم میں محروم نہیں ہوتا ۱۲

ایک جان کے مار ڈالنے میں دیت لازم ہے (یعنے) سو اونٹ اور جن لوگوں کے پاس (اونٹ نہ ہوں بلکہ) سونا ہو تو ان پر ہزار دینار ہیں اور جسو قت کوئی کسی کی ساری ناک کاٹ ڈالے تو اسمیں (بھی پوری) دیت سو اونٹ ہیں اور سب دانتوں (کے توڑ دینے) میں [illegible] ہی اور دونوں ہونٹوں (کے کاٹنے) میں بھی دیت ہے اور (جو کسیکے) دونوں خصیوں (کو کاٹ ڈالے تو ان) میں بھی دیت ہے اور پیٹھ کی ہڈی کے توڑنے میں بھی دیت ہے اور دونوں آنکھوں (کے پھوڑ دینے) میں بھی دیت ہے اور (ایک پانوں) کے کاٹنے میں آدھی دیت ہے اور جو زخم سر میں ایسا ہو جائے کہ مغز کی کھال تک پہنچے تو اسمیں تہائی دیت ہے اور پیٹ کے زخم میں (بھی) تہائی دیت ہے اور جس زخم میں کہ ہڈی سرک گئی ہو اسمیں دیت کے پندرہ اونٹ ہیں اور ہاتھوں پاؤں کی ہر ہر انگلی میں (دیت کے) دس (دس) اونٹ ہیں اور ایک دانت کے (توڑ دینے) میں پانچ اونٹ ہیں۔ یہ حدیث نسائی نے اور دارمی نے روایت کی ہے اور امام مالک کی روایت میں یوں ہے کہ ایک آنکھ (کے پھوڑ دینے) میں (دیت کے) پچاس اونٹ ہیں اور ایک ہاتھ (کے عوض) میں بھی پچاس اونٹ ہیں اور ایک پانوں میں (بھی) پچاس اونٹ ہیں اور جس زخم میں ہڈی کھل گئی ہو سمیں (دیت کے) پانچ اونٹ ہیں۔

(۴۹۴) عمرو بن شعیب نے اپنے والد شعیب سے اور شعیب نے اپنے دادا سے یہ روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان زخموں کے مقدمہ میں جنمیں ہڈی کھلجائے (ہر زخم کے بدلے) اور (ایسی ہی) دانتوں میں (یعنے ہر دانت کے بدلے پانچ پانچ اونٹوں پر فیصلہ کیا تھا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے پہلا ہی جملہ (جسمیں زخموں کا ذکر ہے) نقل کیا ہے۔

(۴۹۵) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کو دیت کے مقدمہ میں برابر رکھا تھا۔ یہ روایت ابوداؤد

لہ سارے دانتوں کے توڑ دینے میں پوری دیت آتی ہے اور ایک دانت کے توڑ دینے میں پانچ اونٹ اگرچہ یہ بظاہر عقل کے خلاف ہے لیکن چونکہ یہ تقدیرات بحکم شارع علیہ السلام ہیں لہٰذا ان میں عقل کو دخل دیکر وہم ذکرنا چاہیئے ۱۲ لہ اگرچہ انگوٹھا اور چھنگلیا وغیرہ جوڑوں میں مختلف ہیں کہ انگوٹھے میں دو جوڑ ہوتے ہیں اور دونوں میں تین مگر دیت میں سب برابر ہیں ۱۲

اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۹۶) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ساری انگلیاں اور سارے دانت (دیت کے بارہ میں) برابر ہیں اور اگلے دانت اور ڈاڑھیں (اگرچہ بڑی ہیں چھوٹی) سب برابر ہیں اور یہ اور یہ (یعنے چھنگلیا اور انگوٹھا بھی) برابر ہیں یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۹۷) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال (یعنے فتح کے دن) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے لوگو بیشک اب اسلام میں قسما قسمی[۱] نہیں چاہیئے اور زمانہ جاہلیت میں جسنے کسی سے قسما قسمی کرلی تھی تو اسلام نے اُسکی اور مضبوطی زیادہ کردی ہے (لہذا وہ عہد پورے کرنے چاہئیں) اور سارے مسلمان اُن لوگوں پر جو اُنکے سوا ہیں ایک ہاتھ کے حکم میں ہیں (لہذا ایک کی دوسرے کو مدد کرنی چاہیئے) سب سے ادنی آدمی اُنہیں سے پناہ دے سکتا ہے اور جو سب سے دور ہو وہ پھیر سکتا ہے اور انکے لشکر بیٹھے رہنے والوں پر پھیر سکتے ہیں اور کوئی مسلمان بعوض کافر کے نہ قتل کیا جائے اور کافر کی دیت بہ نسبت مسلمان کے آدھی ہے اور (زکوٰۃ میں) نہ جلب[۲] چاہیے اور نہ جنب اور زکوٰتیں لوگوں سے اُنکے گھروں ہی میں وصول کرلی جائیں اور ایک روایت میں یوں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ عہد کرنے والیکی دیت بہ نسبت آزاد آدمی کے آدھی ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۹۸) خشف بن مالک نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ قتل خطا کی دیت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ بیس اونٹنیاں وہ ہوں جو دوسرے برس میں لگی ہوں اور بیس ہی اونٹ جو دوسرے برس میں لگے ہوں اور بیس اونٹنیاں جو تیسرے برس میں لگی ہوں اور بیس اونٹنیاں جو پانچویں برس میں لگی ہوں اور بیس اونٹنیاں جو چوتھے برس میں لگی ہوں

---

[۱] حدیث میں یہاں لفظ حلف ہے جسکے معنے عہد کرنیکے ہیں اہل جاہلیت آپسمیں بغیر دلنے یہ عہد کرلیتے تھے کہ ایک دوسرے کا وارث ہو اور ہر بات میں خواہ لڑائی ہو یا خوشی ایک کی دوسرا مدد کرے آنحضور نے اسلام میں اسطرح قسم کھانیسے منع فرمادیا ۱۲ [۲] اس جلد کا اور اس سے پہلے جلد کی تفسیر حضرت علی کی حدیث میں گذرچکی ہے [۳] اسکے معنی کتاب الزکوٰۃ میں مفصلاً گزرچکے محمود مترجم

یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن مسعودؓ پر موقوف ہے[1] اور خشف (راوی حدیث) مجہول ہیں سوائے اس حدیث کے انہیں کوئی نہیں پہچانتا اور شرح السنہ میں (بغوی نے اس طرح) نقل کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ اس آدمی[2] کی دیت میں دیئے جو خیبر میں قتل ہو گیا تھا اور زکوٰۃ کے اونٹوں میں دو برس کا اونٹ کوئی نہیں تھا بلکہ سب اونٹ اوسمیں تین برس کے تھے۔

(۳۹۹) عمرو بن شعیب نے اپنے والد شعیب سے اور شعیب نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیت کی قیمت آٹھ سو ۸۰۰ دینار یا آٹھ ہزار ۸۰۰۰ درہم ہوتی تھی اور ان دنوں اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کی دیت سے آدھی ہوتی تھی راوی[3] کہتے ہیں کہ پھر یہ حکم اسی طرح رہا یہانتک حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہو گئے اور وہ (ایکروز) خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اب بیشک اونٹ مہنگے ہو گئے ہیں راوی کہتے ہیں پھر حضرت عمر نے سونے والوں[4] پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر (۱۲۰۰۰) بارہ ہزار درہم ـــــ اور گائیں والوں پر دو سو گائیں اور بکریوں والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑوں کے) جوڑے[5] (بیچنے) والوں پر دو سو جوڑے مقرر کر دئے اور ذمیوں کی دیت کو ویسی ہی چھوڑ دی (جیسے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی) جو دیتیں زیادہ کی تھیں انہیں اس دیت کو زیادہ نہیں کیا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۰۰) حضرت ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور نے دیت کے بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ (درہم) ٹھیرائے تھے۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۴۰۱) عمرو بن شعیب نے اپنے والد شعیب سے اور شعیب نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قتل خطا کی دیت کی قیمت بستیوں والوں پر آٹھ سو دینار یا ان کے برابر چاندی مقرر کی تھی اور یہ دیت کی قیمت اونٹوں کے مول پر ٹھیراتے تھے چنانچہ جب اونٹ مہنگے ہو جاتے تو دیت کی قیمت (بھی) بڑھا دیتے اور جب اونٹوں کی ارزانی معلوم ہوتی تو دیت کی

[1] یعنے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے ۱۲ [2] اس آدمی کا قصہ باب القسامت میں مذکور ہوگا ۱۲

[3] یعنے شعیب کے دادا جو راوی حدیث ہیں ۱۲ [4] یعنے جن جن لوگوں کو جو چیز دینی آسان تھی اُنپر وہی مقرر کر دی ۱۲

[5] جوڑے سے مراد تہبند اور چادر ہے ۱۲

قیمت کم کر دیتے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیت کی قیمت (کی زیادتی ہونیکی وجہ سے) چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک اور اسکی مقدار چاندی (یعنے) آٹھ ہزار درہم تک رہی اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے گائیں والوں پر دو سو گائیں اور بکریوں والوں پر دو ہزار بکریوں کا حکم کیا تھا اور یہ فرما دیا تھا کہ دیت مقتول کے وارثوں کے درمیان میراث ہے اور آنحضور نے یہ (بھی) حکم دیا کہ عورت[1] کی دیت اسکے عصبوں سے لیجائیگی اور قاتل کسی چیز[2] کا وارث نہیں ہوسکتا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۴۰۲) عمرو ہی اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شبہ عمد کی دیت کی بہت سخت دیت ہے مانند عمد کی دیت کے (لیکن) شبہ عمد[3] والا قتل نہ کیا جائے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۰۳) عمرو ہی اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آنکھ کے مقدمہ میں جو اپنی جگہہ لگی ہوئی تھی۔ اور اسکی روشنی جاتی رہی تھی تہائی دیت کے دینے کا حکم دیا تہا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۴۰۴) محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کچے بچے (کی دیت) کے مقدمہ میں ایک غرہ[4] یعنے غلام یا ایک لونڈی یا ایک گھوڑے یا خچر دینے کا حکم کیا تھا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہی حدیث حضرت حماد بن سلمہ اور خالد واسطی نے محمد بن عمرو سے نقل کی ہے اور انہوں نے گھوڑے یا خچر کا ذکر نہیں کیا

(۴۰۵) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص[5] بہ تکلف اپنے تئیں طبیب ٹھہرائے اور اسے طب میں مہارت نہیں ہے

لہ یعنے عورت کی دیت غلام کی دیت کی طرح نہیں ہے کہ اسکی دیت خود اسی کی گردن پر رہتی ہے اسکے مالک وغیرہ کے ذمہ نہیں ہوتی بلکہ عورت کی دیت مرد جیسی ہے یعنے اسکی بھی وارث ہی ادا کرینگے ۱۲ لمعات۔ لہ یعنے نہ مال دیت کا اور نہ کسی اور چیز کا ۱۲ منہ

لہ یعنے جسنے بطور شبہ عمد قتل کیا ہو اسے قصاص میں نہ قتل کیا جائے ۱۲ لہ غرہ عرب میں بہت ہی نفیس چیز کو کہتے ہیں اور چونکہ انسان کو اللہ تعالےٰ نے احسن تقویم میں پیدا کیا ہے اسلئے اسکو انسان پر بول دیتے ہیں ۱۲

لہ یعنے جو شخص قواعد طب سے واقف نہ ہو اور کسیکا علاج کرے اور اسکے علاج سے وہ مرجائے تو اس طبیب سے دیت لینی چاہیئے

تو وہ ضامن ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۴۰۶) حضرت عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ فقیروں کے ایک لڑکے نے دولتمندوں کے ایک لڑکے کا کان کاٹ ڈالا تھا پھر اس کان کاٹنے والے لڑکے کے رشتہ دار آنحضور کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم فقیر لوگ ہیں (ہمیں معافی دیجیئے) چنانچہ آنحضور نے اُن پر (سزا میں) کوئی چیز مقرر نہیں کی۔ یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۴۰۷) حضرت علی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ شبہ عمد کی دیت میں تین طرح کے اونٹ دینے آتے ہیں تینتیس اونٹنیاں تو ایسی جو چوتھے برس میں لگی ہوں اور چونتیس[۳۴] اونٹنیاں ایسی ہوں جو چھٹے برس میں لگی ہوں آٹھ برس تک کی (بلکہ) نویں برس میں لگ گئی ہوں اور سب گیابھن ہوں اور ایک روایت میں یوں ہے حضرت علی فرماتے ہیں کہ قتل خطا میں چار طرح کے اونٹ دینے آتے ہیں پچیس[۲۵] وہ جو پانچویں برس میں لگے ہوں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۴۰۸) حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے شبہ عمد (کی دیت) میں (یہ) حکم کیا کہ تیس[۳۰] اونٹنیاں ایسی ہوں جو چوتھے برس میں لگی ہوں اور تیس[۳۰] اونٹنیاں وہ جو پانچویں برس میں لگی ہوں اور چالیس[۴۰] اونٹنیاں ایسی کہ جو پورے پانچ برس اور پورے آٹھ برس کے بیچ میں ہوں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۰۹) حضرت سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کچے بچے کے مقدمہ میں جو پیٹ ہی میں مار دیا گیا تھا ایک غلام یا لونڈی پر فیصلہ کیا تھا اور جس شخص پر یہ حکم ہوا تھا اُسنے (آنحضور کی خدمت عالی میں یہ) عرض کیا کہ میں ایسے بچے کا جرمانہ کس طرح دوں کہ جسنے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چلایا اور ایسے خون تو چھوڑ دئے جایا کرتے ہیں پھر آنحضور نے (اصحاب سے) فرمایا کہ یہ شخص کاہنوں کا بھائی ہے۔ یہ روایت امام مالک اور نسائی نے ارسال کے طور پر نقل کی ہے اور ابوداؤد نے

سلہ کاہن عرب میں اُسے کہتے ہیں جو غیب کی خبریں بتائے جیسے آجکل یہاں نجومی بتایا کرتے ہیں اور کاہنوں کا بھائی آنحضرت نے اسلئے فرمایا کہ وہ بھی لوگوں کو فریفتہ کرنے کے لئے اپنی جھوٹی باتوں کو مسجع اور مقفی عبارت کے ساتھ بیان کیا کرتے ہیں اور اس شخص نے بھی ویسی ہی عبارت کے ساتھ بیان کیا تھا باقی مطلق عبارت مسجع اور مقفی لاتی مذموم نہیں ہے کیونکہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم بھی اکثر ایسی عبارت فرمایا کرتے تھے علاوہ ازیں ایسی عبارت کلام الٰہی میں بکثرت موجود ہے ۱۲ لمعات

سعید بن مسیب اور ابوہریرہ سے بطریق اتصال ہی نقل کی ہے۔

باب اُن چیزوں کا بیان، جنکا تاوان نہیں[1] دیا جاتا

پہلی فصل (۱۰ ا۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ چوپاؤں[2] (بے زبانوں سے) جو نقصان ہو جائیں وہ معاف ہیں اور کان[3] (کھی) معاف ہے اور کوین میں جو کوئی گر کر مرجائے تو وہ بھی معاف ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱ ا۴) حضرت یعلی بن امیہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر (کفار سے) لڑا ہوں اور (ایک میرا نوکر تھا اوسکی کسی آدمی سے لڑائی ہو گئی اور انہیں سے ایک نے دوسریکا ہاتھ دانتوں میں پکڑ لیا اور جسکا ہاتھ پکڑا تھا اُسنے پکڑنے والے کے منھ میں سے اپنا ہاتھ کھینچا تو اُسکے کئی دانت ٹوٹ کر گر پڑے جسکے دانت ٹوٹے تھے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (تاکہ آنحضرت اسکی داد دیں) آپ نے اُسکے دانتوں کا بدلہ معاف کر دیا (بلکہ) اور یہ فرمایا کہ کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منھ میں چھوڑ دیتا تاکہ تو اسکے ہاتھ کو اونٹ کی طرح چبالیتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۱۲ ا۴) حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرنے[4] میں مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳ ا۴) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بتائیے اگر کوئی شخص (زبردستی) میرا مال لینے لگے آپ نے فرمایا تم اُسے اپنا مال نہ دینا وہ بولا (یہ بھی) بتائیے اگر وہ مجھ مارنے لگے آپ نے فرمایا تم اُسے مارنا وہ بولا یہ بتائیے اگر وہ مجھے جان سے مار دے آپ نے فرمایا تم شہید ہو گے اُسنے پوچھا اگر میں اُسے جان سے مار دوں[5] آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جا جائیگا

---

[1] یعنے جن قصوروں کے باعث تاوان لازم نہیں آتا اُنکا بیان ۱۲ [2] یعنے اُنکے منھ سے یا پاؤں سے کوئی شخص مرجائے یا اور کوئی چیز تلف ہو جائے تو اسکا تاوان لازم نہیں لیکن یہ اوسی وقت ہے کہ جانوروں کے ساتھ کوئی آدمی نہ ہو اگر کوئی ہانکنے والا وغیرہ ساتھ ہوگا تو تاوان دینا پڑیگا ۱۲ [3] یعنے اگر کوئی کان میں گر کر مرجائے تو اسکے کھودنے والے پر تاوان نہیں ہے ۱۲

[4] یعنے وہ حفاظت کر رہا تھا اور کسی شخص چور وغیرہ نے مگر اُسے مار ڈالا تو وہ شہید ہوگا ۱۲ [5] یعنے پھر اُسکا کیا حال ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مارنے والیکو دفع کرنا اور دفع کرتے ہوئے اُسے مار دینا مباح ہے ۱۲

یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۴۱۴) حضرت ابوہریرہ ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص تمہارے مکان میں[1] جھانکے حالانکہ تم نے اُسے (اندر آنیکی) اجازت نہیں دی اور تم ایک کنکری مار کے اُسکی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۵) حضرت سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سوراخ میں سے جھانکنے لگا اور آنحضور کے پاس ایک لکڑی تھی جس سے آپ اپنا سر کھجا رہے تھے آپ نے فرمایا اگر مجھے تیرے دیکھنے کی خبر ہو جاتی تو میں یہ لکڑی تیری آنکھوں میں چبھو دیتا یاد رکھو اجازت لینی نظر کرنے[2] سے بچنے ہی کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۶) حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنکری پھینکتے ہوئے دیکھکر یہ فرمایا کہ اسطرح نہ پھینکو کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی میں کنکری رکھکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ نہ اس سے کوئی شکار ہوتا ہے اور نہ کوئی دشمن[3] زخمی ہوتا ہے ہاں کبھی دانت یا آنکھ توڑ پھوڑ دیتی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۷) حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی ہماری مسجد[4] میں یا بازار میں سے اپنے ساتھ تیر لیکر گذرے تو اُسے چاہیئے کہ اُنکی پیکانوں پر اپنا ہاتھ رکھ لے تاکہ کوئی اُنمیں سے کسی مسلمان کے نہ لگ جائے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی (مسلمان) کی طرف ہتھیار سے اشارہ (بھی) نہ کیا کرے کیونکہ یہ نہیں جانتا شاید شیطان ہتھیار کو اسکے ہاتھ میں سے کھینچ لے (اور اس شخص کے لگ جائے) پھر یہ شخص (اسکی سزا میں) دوزخ کے کسی گڑھے میں گر پڑے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

[1] یعنے دروازہ بند ہو اور تمسے اجازت لئے بغیر کوئی دراڑ میں سے جھانکنے لگے تو اُسے ایسی سزا دینی مباح ہے ۱۲ [2] کیونکہ بغیر اجازت کسیکے مکان میں نظر کرنی ایسی ہے جیسے کوئی بغیر اجازت کسیکے مکان میں چلا جائے اور یہ درست نہیں ہے ۱۲ [3] یعنے دشمنان دین خلاصہ یہ کہ نہ اسمیں دین کا فائدہ ہے اور نہ دنیا محض لہو ولعب ہے اور باوجود اسکے لوگوں کو اس سے ضرر بھی پہنچ جاتا ہے ۱۲ [4] یعنے مسلمانوں کی مسجد وں وغیرہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں وہاں ایذا دینے کی چیز نہ لانی چاہیئے اگر لائے تو انہیں احتیاط سے رکھے ۱۲

(۴۱۹) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص لوہے کے ساتھ اپنے بھائی کیطرف (بھی) اشارہ کرے تو جبتک اسے رکھ ندے فرشتے اسپر لعنت بھیجتے رہتے ہیں اگرچہ وہ اسکا سگا بھائی کیوں نہو۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۲۰) حضرت ابن عمر اور ابوہریرہ دونوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور نے فرمایا کہ جو شخص ہمپر ہتھیار اٹھائے[1] وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے اور مسلم نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ جو شخص ہماری خیانت کرے تو وہ (بھی) ہم میں سے نہیں ہی

(۴۲۱) حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص ہمپر تلوار سونتے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۴۲۲) ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن حکیم ملک شام میں چند آدمیوں نبطیون[2] کے پاس سے نکلے جو دہوپ میں کھڑے کئے گئے تھے اور انکے سروں پر گرم تیل ڈلوا رکھا تھا انہوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ یہ کیا ہورہا ہے کسینے انسے کہا انہیں خراج[3] (کے ادا نہ کرنے) میں عذاب دیا جارہا ہے ہشام کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں واقعی مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالے ان لوگوں کو عذاب دیگا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۲۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (کہ اے ابوہریرہ) اگر تمہاری عمر زیادہ ہوئی تو عنقریب تم ایسے لوگوں[4] کو دیکھو گے جنکے ہاتھوں میں بیلوں کی دموں جیسے اکوڑے ہونگے وہ لوگ صبح کو (بھی) اللہ کے غضب میں رہیں گے اور شام (بھی) انہیں اللہ کے غصہ میں گذریگی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ شام کو اللہ کی لعنت میں رہیں گے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۴۲۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دوزخیوں کے دو گروہ

---

[1] یعنے اگرچہ ہنسی سے ہی اٹھائے تب بھی وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے ۱۲

[2] قاموس میں لکھا ہے کہ نبط نبیط وہ انصاری لوگ ہیں جو شام میں رہتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ پہاڑ کے اور ایک قسم کے آدمیوں کے نام ہیں ۱۲ لمعات [3] یعنے جو مال واجبی انکے ذمہ ہے وہ نہیں دیتے ۱۲ [4] ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو ظالموں کے دروازوں پر ملازم رہتے ہیں اور انکے آگے لوگوں کو مارتے ہوئے چلتے ہیں یہ ایسے لوگ کٹ کھنے کتوں کا حکم رکھتے ہیں ۱۲

اور ہونگے جنھیں میں دیکھونگا (یہی) نہیں ایک تو وہ لوگ جنکے پاس بیلوں کی دموں جیسے کوڑے رہتے اور وہ ان سے لوگوں کو مارتے ہیں (دوسرے) وہ عورتیں جو (ظاہر میں) کپڑے[۱] پہنے ہوئے ہیں لیکن درحقیقت وہ) ننگی ہیں (اور لوگونکو اپنے پر) مائل کرتی ہیں خود (بھی) مائل ہوتی ہیں انکے سر بختی[۲] اونٹوں کی طرح (نزاکت کی وجہ سے) ٹیڑھے بانکے رہتے ہیں ایسی عورتیں بہشت میں نہیں جائینگی اور وہ عورتیں بہشت کی خوشبو (بھی) نہیں سونگھینگی حالانکہ اُسکی خوشبو اتنی[۳] اتنی دور سے آئیگی - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۴۲۵) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں کسیکو مارے تو اُسے چاہیئے کہ اُسکے منھ کو بچادے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کو اپنی[۴] صورت پر پیدا کیا ہے - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

دوسری فصل

(۴۲۶) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسنے اجازت لینے سے پہلے کسیکا پردہ کہولکر اُسکے مکان میں نظر ڈالی اور اُسکے گھر والیکو دیکھ لیا تو اسنے یہ ایسا کام کیا جو اسے درست نہ تھا اور اگر جسوقت اسنے نظر ڈالی تھی کسی نے سامنے آنکر اسکی آنکھ پھوڑ دی تو میں اُسی کچھ نہ کہونگا اور اگر کوئی آدمی ایسے دروازہ کے آگے سے نکلے جسپر پردہ[۵] نہ تہا اور کھلا ہوا تھا اور اُسنے نظر کرلی تو اسپر کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ گناہ گھر والونکو ہوگا - یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے

(۴۲۷) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ننگی تلوار کرکے ہاتھ میں[۶] رکھنے سے منع فرمایا ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے -

(۴۲۸) حضرت حسن حضرت سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں کے بیچ میں تسمہ کے چیرنے سے منع فرمایا[۷] ہے - یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے -

---

[۱] یعنے ایسی تنگ کپڑے پہنتی ہیں کہ جنمیں انکے بدن معلوم ہوتے ہیں ایسی عورتیں اگرچہ ظاہر میں لباس پوش ہیں مگر درحقیقت وہ ننگی ہیں یا وہ عورتیں مراد ہیں جو کچھ بدن ڈہک لیتی ہیں اور کچھ کھلا رکہتی ہیں ۱۲ مرقات [۲] یعنی بہت ہی دور سے مثلاً سو برس کے رستہ پر چنانچہ اوسط بیانوں میں اسکی تصریح آئی ہے ۱۲ [۳] یعنے اپنی صفات کی صورت پر پیدا کیا اور اپنی صفات جلالیہ و جمالیہ کا اُسے مظہر بنایا یہ معنی ہیں کہ حضرت آدم کو ایک ایسی خاص صورت پر پیدا کیا جو اللہ تعالےٰ نے خود تجویز کی تھی اسوقت اسمیں اللہ کی طرف نسبت تشریف اور تکریم کیلئے ہے ۱۲ لمعات [۴] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دروازہ کو بند رکھنا یا دروازہ پر پردہ ڈالے رکھنا واجب ہے کیونکہ جو ایسا نہ کرے اُسکے ذمہ اسکا گناہ رہیگا ۱۲ [۵] یعنی تاکہ کوئی مسلمان ڈر نہ جائے یا بے خیالی میں اسکے ہاتھ سے گر کر کسیکے نہ لگ جائے لہذا احتیاط چاہیئے ۱۲ [۶] یعنے تاکہ انگلیاں زخمی نہ ہو جائیں ۱۲

(۴۲۹) حضرت سعید بن زید روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کی وجہ سے مارا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنی جان کی حفاظت کی وجہ سے مارا جائے وہ (بھی) شہید ہے اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرنے کی وجہ سے مارا جائے وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل (وعیال) کی حفاظت کرنے کی وجہ سے مارا جائے تو وہ بھی شہید ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۴۳۰) حضرت ابن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں اور انہیں سے ایک دروازہ اس شخص کے واسطے ہے جو میری امت پر یا فرمایا کہ محمد کی امت پر تلوار کھینچے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث (کہ چوپاؤں کا) لات مار دینا معاف ہے (جو مصابیح میں یہاں مذکور تھی) باب غصب کے بیان میں مذکور ہو چکی۔

باب قسامۃ کے (بیان میں)

پہلی فصل (۴۳۱) رافع بن خدیج اور سہل بن ابوحثمہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود دونوں خیبر گئے اور (وہاں پہنچکر) کھجوروں کے درختوں میں جدے جدے ہوگئے اور (ادھر ادھر ہو گئے) عبداللہ بن سہل کو کسی نے جان سے مار دیا پھر عبدالرحمن بن سہل اور مسعود کے دو بیٹے حویصہ اور محیصہ (سب) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ساتھی کے بارہ میں گفتگو کی اول عبدالرحمن نے گفتگو شروع کی اور یہ سب چھوٹے تھے آنحضرت نے ان سے فرمایا کہ بڑے کی تعظیم کرنی چاہیئے یحییٰ بن سعید (راوی) کہتے ہیں مطلب اس سے آنحضور کا یہ تھا کہ اول گفتگو بڑے آدمی کو کرنی چاہیئے (چنانچہ) پھر اوروں نے گفتگو کی آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسمیں کھا کر اپنے مقتول یا فرمایا کہ اپنے ساتھی کے (خونبہا لینے کے) مستحق ہو جاؤ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی بات پر جس کو ہم نے نہیں دیکھی (یعنی یہ کہ فلانے نے مارا ہے ہم کس طرح قسمیں کھا سکتے ہیں) آپ نے فرمایا تو پھر یہود میں سے تو پچاس آدمی قسمیں کھا کر

لہ قسامت شرع میں اسی کو کہتے ہیں کہ کسی محلہ میں ایک شخص قتل کیا ہوا ملا اور قاتل کا معلوم نہیں ہوتا تو پھر اسی محلہ کے لوگوں میں سے پچاس آدمی اس بات پر قسم کھائیں کہ نہ ہم نے اسے قتل کیا ہے اور نہ قاتل کو ہم جانتے ہیں معلوم ہے ۱۲ لہ یہ دونوں مقتول کے چچا زاد بھائی تھے ۱۲ لہ یہ مقتول کے بھائی تھے ۱۲

تمہیں اس خیال سے بھی چھوڑ دینگے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو کافر لوگ ہیں انکا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے غرضکہ پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہی نے اپنے پاس سے انہیں دیت دیدی اور ایک روایت میں ہے (آنحضور نے فرمایا کہ) تم میں سے پچاس آدمی قسمیں کھاکر اپنے قاتل یا فرمایا اپنے ساتھی کے مستحق ہو سکتے ہیں (لیکن) پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے پاس سے سو اونٹ دیت کے انہیں دیدیئے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

تیسری فصل (۳۲۳) حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ ایک آدمی انصار میں سے خیبر میں قتل ہوگیا اُس کے وارث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے یہ ماجرا ذکر کیا آنحضور نے پوچھا کیا تمہارے پاس ایسے دو گواہ ہیں جو تمہارے ساتھی کے مارنے والو پر گواہی دیدیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہاں ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔ وہاں تو سب یہودی لوگ ہیں اور وہ ایسے فعل سے (بھی) بڑے فعل پر دلیری سکتے ہیں آنحضور نے فرمایا پھر اُنہیں سے پچاس آدمی اختیار کرلو اور اُنسے قسم دلوالو ان وارثوں نے اس سے انکار کیا بعد میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہی نے اپنے پاس سے اس کی دیت دیدی۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

باب مرتد لوگوں اور فسادی لوگوں کے قتل کرنیکا بیان

(۳۲۴) حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے پاس زندیق لوگ (پکڑکر) لائے گئے تھے حضرت علی نے انھیں سبھوں کو جلا دیا یہ خبر حضرت ابن عباس کو پہنچی انہوں نے فرمایا اگر میں ہوتا تو بوجہ منع فرمانے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ تم لوگ اللہ کے عذاب جیسا عذاب دیا کرو میں ہرگز انھیں نہ جلاتا (بلکہ) بیشک میں انھیں قتل کرتا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے دین کو بدل ڈالے تو تم اُسے قتل کردو۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

لہ یعنی وہ تو قسم کھا جاویں گے کہ ہم نے نہیں مارا ہے اور تمہارا جو خیال انکے مارنے پر ہے وہ اپنے سر سے دفع تہمت کردینگے ۱۲ لہ یعنی حق ... اپنے ہی پاس سے دیدی ۱۲ سہ یعنی انبیاء کے قتل کرنے اور کلام الٰہی کے تحریف کرنے اور احکام خداوندی کے نہ ماننے پر بھی وہ جرأت کرچکے ہیں یہ معاہدہ تو انکے نزدیک کیا چیز ہے ۱۲ لہ مرتد اسے کہتے ہیں جو مسلمان ہوکر پھر جائے ۱۲ ۵ زندیق اصل میں ایک قوم مجوس کو کہتے ہیں جو زردشت مجوسی کی کتاب تصنیف کی ہوئی کی تابع ہیں اور اب زندیق اُن لوگوں کو بھی کہتے ہیں جو ملحد فی الدین ہوں اور یہاں حدیث میں زندیق سے مراد مرتدین ہیں ۱۲

(۴۳۴) حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آگ سے سزا دینا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی عذاب نہ دیوے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۴۳۵) حضرت علی فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نوجوان کم عقلوں والی پیدا ہوگی وہ ساری مخلوق سے بہتر باتیں کرینگے[1] (لیکن) ایمان اُنکے حلق سے (نیچے) نہ اُتریگا اور دین سے اسطرح نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے تم جہاں کہیں اُنسے ملو انہیں قتل کر دینا کیونکہ جو شخص انھیں قتل کریگا تو اُنکے قتل کرنے میں قیامت کے دن ثواب لیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۳۶) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت کے دو فرقے ہونگے[2] پھر ان دونوں کے بیچ میں سے ایک فرقہ نکلنے والا ایسا نکلیگا کہ اُن میں جو شخص سب سے زیادہ حق کے قریب ہوگا وہ انہیں مارنے جائیگا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۴۳۷) حضرت جریر کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ میرے بعد میں کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۴۳۸) حضرت ابوبکرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضرت فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان آپسمیں اسطرح ملیں کہ اُنمیں سے ایک اپنے بھائی (مسلمان کے مارنے) پر ہتھیار اُٹھائے تو وہ دونوں دوزخ کے کنارے پر ہوتے ہیں اور جب ایک نے اُنمیں سے دوسرے کو قتل کر دیا تو دونوں اکٹھے دوزخ میں جائیں گے اور ایک روایت میں ابوبکرہ ہی سے یوں ہے آنحضور فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان آپسمیں اپنی تلوار سے ملیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے (ابوبکرہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ قاتل (تو خیر جانا چاہیئے لیکن) یہ مقتول کا کیا حال ہوا وہ دوزخ میں کیوں جائیگا) آپ نے فرمایا کہ اُسے (بھی) اپنے ساتھی کے قتل کرنیکی حرص تھی (اگرچہ یہ حرص پوری نہیں ہوئی)[3]

---

[1] یعنی جو باتیں مخلوق کرتی ہے وہ سب سے بہتر باتیں کرینگے اور مراد اس سے قرآن عظیم ہے ۱۲

[2] مراد دو فرقوں سے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرقہ ہے اور ایک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اور ان دونوں کے بیچ میں سے جو فرقہ نکلا اُسے فرقہ خارجیہ کہتے ہیں اسے مارنے کے لئے حضرت علیؓ گئے تھے لہذا حق کے یہی زیادہ قریب تھے ۱۲

[3] یعنی نیت کا فرق کا سا ہی یہ کفر کے قریب اور کفر تک پہنچا دیتا ہے ۱۲ علماء نے لکھا ہے یہ اس صورت میں ہے کہ دونوں میں سے ایک بھی حق پر نہ ہو اگر ایک حق پر ہو تو ...

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۹۴) حضرت انس فرماتے ہیں کہ قبیلہ عکل کے چند آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں آئے اور وہ سب مسلمان ہو گئے (لیکن) پھر مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہ آئی اسلئے آنحضور نے انہیں ارشاد فرمایا کہ وہ سب زکوٰۃ کے اونٹوں میں (باہر جنگل میں) جا رہیں اور وہاں انکا دودھ موت پیتے رہیں چنانچہ انہوں نے (ایسا ہی) کیا اور وہاں تندرست ہو گئے پھر مرتد ہو گئے اور اونٹوں کے چرانے والوں کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانک لیگئے آنحضور نے انکے پیچھے (انہیں پکڑنے کے لئے) چند سوار بھیجے چنانچہ وہ (پکڑے ہوئے) آئے آنحضور نے (انہیں یہ سزا دی کہ) انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دئیے انکی آنکھیں پھوڑ دیں پھر انکے تیل (وغیرہ) کچھ نہیں لگایا (تاکہ اچھے ہو جاتے) یہانتک کہ وہ مر گئے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ سلائیاں گرم کر کے انکی آنکھوں میں دیدیں اور ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے ارشاد فرمایا کہ سلائیاں گرم کیجائیں چنانچہ وہ گرم کی گئیں پھر انکی آنکھوں میں پھیر دیں اور (مدینہ منورہ کے) سنگستان میں انہیں ڈالدیا وہ پانی مانگتے تھے پھر انہیں کسی نے پانی (بھی) نہیں دیا یہانتک کہ وہ مر گئے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۴۰۴) حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ دینے پر رغبت دلاتے اور مثلہ کرنے سے ہمیں منع فرمایا کرتے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور نسائی نے حضرت انس سے نقل کی ہے۔

(۴۱۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے آنحضور قضائے حاجت کے لئے تشریف لیگئے اور ہم نے ایک حمرہ دیکھی جس کے دو بچے ساتھ تھے ہم نے اسکے دونوں بچوں کو پکڑ لیا پھر وہ حمرہ آکر اپنے (پروں کو) مارنے) پر پھیلانے لگی اتنے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم (بھی) تشریف لے آئے آنحضور نے پوچھا کہ اس جانور کے بچوں کو پکڑ کر اسے کس نے ستا رکھا ہے تم اسکے بچوں کو اسکے پاس چھوڑ دو اور آنحضور نے چیونٹیوں کا گھر دیکھا جسے

ف۱ یعنی وہ بیمار ہو گئے اور انکے پیٹ پھول گئے اور رنگ زرد ہو گئے ف۲ بعض ائمہ اس حدیث کی وجہ سے ایسے جانوروں کے پیشاب کو پاک کہتے ہیں اور جو ناپاک کہتے ہیں انہوں نے اسمیں تاویل کی ہے وہ یہ کہ آنحضور کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا ہو گا کہ انکی شفا اسی میں ہے ۱۲ ف۳ حمرہ ایک پرندجانور کا نام ہے جو سرخ چڑیا لعل جیسا ہوتا ہے ۱۲ ف۴ اگر چیونٹیاں خود ہی اول تکلیف دینے لگیں تو انہیں مار ڈالنا درست ہے ورنہ مارنا اور نہ جلائے اور چیونٹیوں کا پانی میں ڈبونا بھی مکروہ ہے۔

ہمراہ رات کو جا رہے تھے ایک شخص انہیں سے سو گیا اور اسکے پاس ایک رسی تھی ایک اور آدمی اس رسی کی طرف گیا اور وہ رسی پکڑ لی (جس سے) وہ شخص سونے والا ڈر گیا آنحضور نے فرمایا مسلمان آدمی کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو ڈرا دے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۴۵) حضرت ابو درداء رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضرت فرماتے تھے کہ جس شخص نے جزیہ دار زمین خرید لی تو بیشک اُسنے اپنی ہجرت توڑ دی اور جسنے کافر کی ذلت اس کی گردن میں سے نکال کر اپنی گردن میں ڈال لی تو بیشک اسنے اسلام اپنی پشت پیچھے ڈالدیا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۴۴۶) حضرت جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ (قبیلہ) خثعم پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لشکر بھیجا (جب یہ لشکر وہاں پہنچا) تو اُن میں سے چند آدمیوں نے سجدوں میں گر کر پناہ مانگی لیکن اس لشکر نے انہیں فوراً ہی مار ڈالا پھر یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی آنحضور نے اُنہیں آدھی دیت دلانیکا حکم دیا اور فرمایا کہ جو مسلمان مشرکوں میں رہنا پسند کریں میں اُن سے بیزار ہوں صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کسلئے بیزار ہیں آپ نے فرمایا انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھیں یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۴۷) حضرت ابو ہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ ایمان ناگہاں قتل کرنیسے منع کرتا ہے (لہذا) کوئی مسلمان ناگہاں نہ قتل کیا کرے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۴۸) حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور نے فرمایا ہے کہ جسوقت غلام شرک کی طرف بھاگ جائے تو اسکا مار ڈالنا جائز ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۴۴۹) حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتی اور آپ کو

لہ یعنے جسنے کافر کا جزیہ اپنے ذمہ لیلیا تو گویا اُسنے اپنے اسلام کو کفر سے بدل لیا کیونکہ اسنے عزت اسلام ذلت کفر سے بدل لی ۱۲

لہ یعنے وہ لوگ مسلمان تھے جب انہوں نے لشکر کو دیکھا تو اسلام کی علامت ظاہر کرنے کے لئے وہ جلدی سے سجدوں میں گر پڑے اور باوجود انکے مسلمان ہونیکے آنحضور نے آدھی دیت اسلئے دلوائی کہ ان لوگوں نے اپنے تئیں قتل کروانے کی خود کوشش کی کہ وہ کافروں میں ہی اسلئے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بیزار ہوں ۱۲ لہ یعنی مسلمان کا فروں سے اتنی دور رہیں کہ ایک کی دوسرے کو آگ جلتی ہوئی نظر نہ آئے ۱۲ لہ یعنے مسلمانوں کو چاہیئے کہ کسی کا حال تحقیق کئے بغیر کہ وہ مسلمان ہے یا کافر کسی کو ناگہاں قتل کر دیا کریں ۱۲ لہ یعنے دار الحرب کی طرف چلا جائے اور دار الحرب کفار کے ملک کو کہتے ہیں

طعنے دیا کرتی تھی ایک آدمی نے اسکا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا خون معاف کر دیا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۵۰) حضرت جندب کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جادوگر کی سزا اُسے تلوار سے مار دینا ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے

تیسری فصل (۴۵۱) حضرت اسامہ بن شریک کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی میری امت میں تفرقہ ڈالنے کیلئے نکلے تو تم اُسکی گردن اڑا دیا کرو۔ یہ حدیث نسائی نے روایت کی ہے۔

(۴۵۲) شریک بن شہاب فرماتے ہیں میں یہ آرزو رکھتا تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے کسی شخص سے ملکر اُس سے خارجیوں کی بابت پوچھوں چنانچہ میں عید کے روز چند صحابیوں میں حضرت ابوہریرہ سے ملا اور میں نے انسے پوچھا کہ کیا خود تمنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے کہ آپ خارجیونکا حال ذکر کرتے ہوں اُنہوں نے فرمایا ہاں میں نے اپنے دونوں کانوں سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور (اُسوقت) میں اپنی دونوں آنکھوں سے آپکو دیکھ رہا تھا کہ آنحضور کے پاس کوئی کچھ مال لایا تھا آپ نے اُسے تقسیم کر دیا جو شخص آپکی دائیں جانب تھا اُسے (بھی) دیا اور جو بائیں جانب تھا اُسے (بھی) دیا اور جو آپ کے پیچھے تھا اُسے آپ نے کچھ نہیں دیا آپ کے پیچھے ہی سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے محمد مال بانٹنے میں تمنے انصاف نہیں کیا وہ آدمی کالا منڈے ہوئے بالوں کا دو کپڑے سفید پہنے ہوئے تھا پھر آنحضورؐ اسکی بات سے) بہت سخت غصہ ہوئے اور یہ فرمایا بخدا میرے بعد میں مجھسے زیادہ انصاف کرنیوالا تم کوئی آدمی نہیں پاؤگے پھر فرمایا کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہونگے گویا یہ شخص (بھی) انہیں[ل] میں سے ہے وہ قرآن شریف پڑھیں گے (لیکن یہ) پڑھنا اُنکے حلقوں سے (بھی) تجاوز نہیں کریگا[ع] وہ اسلام سے اسطرح نکل جائیں گے[ع] جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اُنکی نشانی سر منڈانا ہے وہ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے سب سے پچھلا ان کا مسیح دجال کے ساتھ نکلیگا جب تم انسے ملو (تو یہ یاد رکھنا کہ) وہ سارے آدمیوں اور ساری جانوروں سے بُرے ہیں۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

ل یعنی انکی جماعت سے اور اُنکے طریقہ پر ہے ۱۲ ع یعنے قرآن شریف کا پڑھنا اُنکی زبانوں ہی پر رہیگا اسکا اثر اُنکے دل تک بالکل نہیں پہنچے گا ۱۲ ع یعنے بسبب نہ ماننے حکم امام کے اسلام سے خارج ہو جائیں گے ۱۲

(۴۵۳) ابو غالب سے روایت ہے کہ حضرت ابو امامہ نے دمشق کے راستہ پر (آدمیوں کے) چند سر پڑے ہوئے دیکھے اور فرمایا کہ روئے آسمان کے نیچے سب مقتولوں سے بدتر یہ دوزخ کے کتے ہیں سب سے بہتر مقتول وہ ہے جسے انہوں نے قتل کیا ہو پھر یہ آیت یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ آخر تک پڑھی کسی نے ابو امامہ سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ انہوں نے سات تک گن کر فرمایا کہ اگر میں آنحضور سے نہ سنتا مگر ایک دفعہ یا دو دفعہ یا تین دفعہ تو میں تم سے بیان ہی نہ کرتا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

کتاب حدوں کے (بیان میں)

پہلی فصل

(۴۵۴) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد دونوں روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی جھگڑتے ہوئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں آئے ایک نے ان میں سے کہا کہ اللہ کی کتاب کے بموجب ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجئے دوسرا بولا ہاں یا رسول اللہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق ہی فیصلہ کر دیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں (اول) کچھ کہہ لوں آپ نے فرمایا کہو اس نے عرض کیا کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری پر تھا اس نے اسکی بیوی سے زنا کر لیا لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا بیٹا اسکی سزا میں سنگسار ہو گا اسلئے میں نے اسکی طرف سے سو بکریاں اور ایک باندی دیدی (تاکہ میرا بیٹا بچ جائے پھر میں نے عالموں سے مسئلہ پوچھا انہوں نے مجھے یہ بتایا کہ اب میرے بیٹے کے سو کوڑے لگیں گے اور ایک برس دن کے لئے باہر نکالدیا جائے گا اور اسکی بیوی پر سنگساری ہو گی آنحضرت نے فرمایا سنو قسم ہے اس ذات کی جسکی مٹھی میں میری جان ہے میں تمہارے بیچ میں اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا (وہ یہ کہ) تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈی تو تمہاری ہی طرف واپس ہونگی اور تمہارے بیٹے کے سو کوڑے لگینگے اور ایک برس کے لئے

ؔلہ ترجمہ کہ جسدن کتنے ہی منہ سپید ہونگے اور کتنے ہی سیاہ ہونگے ۱۲ ؔلہ حد کے معنے اصل میں منع کے اور دو چیزوں کے بیچ میں حائل ہونیکے ہیں اور حدود شرعی کو حدود اسلئے کہتے ہیں کہ وہ آدمیوں کو گناہوں میں پڑنے سے منع کر دیتی ہیں کیونکہ سبھوں کو سزا کا خوف ہو جاتا ہے ۱۲ ؔلہ یعنے اسکے سنگسار ہونے کے بدلے ۱۲ ؔلہ یعنے اگر ہیر زنا کا ثبوت ہو گیا ہو اسکے اقرار سے یا گواہوں کی گواہی دینے سے اسے یہ سزا ملیگی ۱۲

شہر سے نکالدیا جائیگا لیکن تم اے انیس اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ (زنا کا) اقرار کرلے تو تم اُسے سنگسار کردینا چنانچہ اُس عورت نے اقرار کرلیا اور اُنہوں نے اُسے سنگسار کردیا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں نے روایت کی ہے

(۴۵۵) حضرت زید بن خالد فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ اُس شخص کی بابت جسنے زنا کیا ہو اور محصن[۱] نہ ہو سو کوڑے مارنے اور ایک سال کے باہر نکال دینے کا حکم دیتے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۴۵۶) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو حق دیکے بھیجا تھا اور آپ پر کتاب نازل کی تھی اور جو اللہ تعالےٰ نے نازل کی تھی اُسی میں سے آیت سنگساری (بھی) تھی (چنانچہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا۔ اور آپ کے بعد ہمنے (بھی) سنگسار کیا اور سنگساری اللہ کی کتاب میں مردوں اور عورتوں میں سے اُس شخص پر ثابت ہے جسنے محصن ہو کر زنا کیا ہو (اور) جسوقت گواہ موجود ہوں یا حمل ہو یا خود اقرار کرلے۔ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں نے روایت کی ہے۔

(۴۵۷) حضرت عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ فرماتے تھے تم لوگ (زنا کے احکام) مجھسے سیکھو (کیونکہ) اللہ تعالےٰ نے عورتوں کے لئے ایک راستہ مقرر کردیا ہے کہ اگر کنوارا مرد کنواری عورت سے زنا کرے تو ۱۰۰ کوڑے لگینگے اور برس دن کے لئے باہر نکالدیا جائیگا اور بیاہا ہوا مرد اگر بیاہی ہوئی عورت سے زنا کرے تو اُسکے سو[۲] کوڑے لگینگے اور سنگسار کردیا جائے گا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۴۵۸) حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ یہودی لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے ذکر کیا کہ اُن میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے (انہیں سزا دیجئے) آنحضرت نے اُنسے پوچھا کہ سنگساری کی بابت تم توراۃ میں کیا دیکھتے ہو اُنہوں نے

---

[۱] محصن کے معنے پہلے بھی گذر چکے ہیں یعنے اُسے کہتے ہیں کہ جو آزاد ہو بالغ ہو عقلمند ہو اور نکاح صحیح سے صحبت کرچکا ہو ۱۲

[۲] یہ کوڑوں کا لگنا پہلے تھا پھر مرد و عورت دونوں کے حق میں یہ منسوخ ہوگیا اور فقط سنگسار کرنا ہی باقی رہا چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز وغیرہ کو فقط سنگسار ہی کیا تھا اگر وہ حکم بھی باقی رہتا تو آپ ضرور حد کا حکم کرتے ۱۲

عرض کیا کہ ہم تو زانی لوگوں کو ذلیل[1] و فضیحت کر دیتے ہیں اور چند کوڑے مار دیتے ہیں حضرت عبد اللہ بن سلام نے فرمایا تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کیونکہ توراۃ میں (زانی کی سزا) سنگساری ہی کر دینا ہے تم توراۃ لے آؤ چنانچہ انہوں نے توراۃ (لاکر) کھولی اور انہیں سے ایک[2] نے آیت سنگساری پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس آیت کے آگے پیچھے سے پڑھ دیا (وہ آیت سنگسار کرنے کی نہ پڑھی) حضرت عبد اللہ بن سلام نے فرمایا تو اپنا ہاتھ اٹھا چنانچہ اس نے اٹھایا تو اس میں واقعی آیت سنگسار (لکھی ہوئی) تھی پھر سب یہود بولے کہا اے محمد عبد اللہ نے سچ کہا اس میں آیت سنگسار ہے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی بابت حکم کر دیا چنانچہ وہ دونوں سنگسار کر دئے گئے اور ایک روایت میں یوں ہے حضرت عبد اللہ بن سلام نے فرمایا تو اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اٹھایا تو اس میں آیت سنگسار کی ظاہر تھی پھر اسی ہاتھ رکھنے والے نے کہا اے محمد (صلعم) بیشک اس میں آیت سنگساری کی ہے لیکن اسے ہم اپنے مقدموں میں چھپا لیتے ہیں پھر آنحضور نے ان مرد و عورت کے لئے حکم دیا چنانچہ وہ دونوں سنگسار کر دئے گئے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۹۴) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے آپ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور آپکو پکارا کہ یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے (لہذا مجھے سزا دیجئے) آنحضور نے اس سے منہ پھیر لیا لیکن جس طرف آپ نے منہ پھیرا تھا وہ اسی طرف آکر پھر کہنے لگا کہ مجھ سے زنا ہو گیا آنحضرت نے پھر اسکی طرف سے منہ پھیر لیا (غرضکہ) جب چار مرتبہ[3] گواہی دے چکا تو آپ نے اُسے بلا کر پوچھا[4] کہ کیا تو دیوانہ ہے وہ بولا نہیں پھر آپ نے پوچھا کیا تو نکاح کر چکا ہے وہ بولا ہاں یا رسول اللہ آپ نے (صحابہ سے) فرمایا کہ تم اسے لیجا کر سنگسار کر دو ابن شہاب فرماتے ہیں مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا ہے جسنے حضرت جابر بن عبد اللہ سے سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ میں اُس

---

[1] یعنی ہم توراۃ میں سنگساری کا حکم نہیں پاتے بلکہ یہی دیکھتے ہیں کہ اُسے ذلیل و رسوا کر دیں اور کوڑے لگادیں ۱۲

[2] یہ شخص یہودی عبد اللہ بن صوریا تھا ۱۲

[3] یعنے چار مجلسوں میں علیحدہ علیحدہ اقرار کر چکے کیونکہ انہوں نے چاروں طرف سے اکر اقرار کیا تھا ۱۲

[4] امام نودی نے کہا ہے کہ اس میں حاکم کیطرف اشارہ ہے کہ وہ خود اس شخص کو بلا کر سنگساری کی شرطیں اس سے پوچھے تا کہ کوئی شبہ نہ رہے ۱۲

شخص کو ہمنے سنگسار کیا تھا جب اُسکے پتھر لگا تو وہ بھاگا[1] یہانتک کہ ہمنے اُسے سنگستان میں پکڑ کر اُسے سنگسار کردیا اور وہ مرگیا ــ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

اور بخاری کی روایت میں حضرت جابر سے اس قول کے بعد کہ وہ بولا ہاں (یوں مروی ہے کہ) آنحضور نے اُسکے بابت حکم دیدیا چنانچہ اسے لوگوں نے عیدگاہ میں سنگسار کردیا اور جب اُسکے پتھر لگا تو وہ بھاگا لیکن لوگوں نے اُسے پھر پکڑ کر سنگسار کردیا بعد اس کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکی بہت تعریف کی اور اُسکے جنازہ کی نماز پڑہی۔

(۴۶۰) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب ماعز بن مالک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے (اور اپنے زنا کرنیکا قصہ آنحضور کی خدمت میں ذکر کیا) تو آپ نے اُنسے فرمایا کہ شاید تمنے بوسہ لے لیا ہوگا یا ہاتھ لگا دیا ہوگا یا کچھ دیکھا ہوگا[2] وہ بولے نہیں یا رسول اللہ (راوی کہتے ہیں کہ پھر) آنحضور نے بغیر کنایہ کے اُنسے پوچھا کہ کیا تمنے صحبت ہی کی ہے وہ بولے ہاں اُسوقت آپ نے انہیں سنگسار کرنیکا حکم دیدیا۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۴۶۱) حضرت بُریدہ فرماتے ہیں کہ ماعز بن مالک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ پاک کردیجئے[3] حضور انور نے فرمایا ارے تمہارا بھلا ہو جاؤ اللہ سے بخشش چاہو اور اُسکے آگے توبہ کرو (راوی کہتے ہیں کہ آنحضور کے فرمانے سے) وہ تہوڑی سی دور واپس گئے پھر آگئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے تو آپ پاک ہی کردیجئے آنحضور نے پھر اُسی طرح فرمادیا یہانتک کہ جب چوتھی مرتبہ وہ آئے تو آپ نے فرمایا (کہ تمہیں کیا ہوگیا) میں تمہیں کس چیز سے پاک کردوں اُنہوں نے عرض کیا کہ زنا سے (مجھے پاک کردیجئے) آنحضور نے فرمایا کیا تم دیوانے ہو کسی نے بیان کیا کہ یہ دیوانے تو نہیں ہیں آپ نے پوچھا کیا کچھ انہوں نے شراب پی لی ہے جب ہی ایک آدمی نے کھڑے ہو کے اُنکا منہ سونگھا[4] لیکن ان کے منہ سے شراب کی بدبو نہ آئی پھر آنحضور نے پوچھا کہ کیا تمنے واقعی زنا کیا ہے انہوں نے عرض کیا ہاں آنحضرت نے انہیں سنگسار کرنیکا حکم دیدیا

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو سنگسار کیا جائے نہ وہ باندہا جائے اور نہ کسی گڑھے میں گاڑا جائے اسلئے کہ اگر وہاں ایسا قصہ ہوتا تو وہ ہرگز نہ بھاگ سکتے ۱۲ مرقات [2] یعنی زنا کے کچھ مقدمات کرلئے ہونگے اور زنا نہیں کیا ہوگا ۱۲

[3] یعنی مجھپر حد جاری کردیجئے تاکہ وہ مجھے گناہوں سے پاک کرنیکا سبب ہوجائے [4] یعنی تاکہ معلوم ہوجائے کہ انہوں نے شراب پی یا نہیں ۱۲

چنانچہ لوگوں نے انہیں سنگسار کر دیا بعد اسکے دو یا تین روز گذرے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اصحابہ کے پاس) تشریف لائے اور فرمایا کہ ماعز بن مالک کے لئے تم دعاء مغفرت کرو بیشک انہوں نے (زنا سے اب) ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ ساری امت کے بیچ میں بانٹ دی جائے تو سبھوں کو کافی ہو جائے پھر قبیلہ غامدیہ قبیلہ ازد میں ایک قبیلہ ہے اسمیں کی ایک عورت آنحضور کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ پاک کر دیجئے آنحضور نے فرمایا تیرا بھلا ہو جا اللہ سے مغفرت مانگ اور اسکے سامنے توبہ کر لے وہ بولی کیا آپ مجھے پھیرنا چاہتے ہیں جیسے ماعز بن مالک کو پھیر دیا تھا بیشک[1] میں زنا سے حاملہ ہوں (مجھے سزا دیجئے) آپ نے پوچھا کیا تو (حاملہ ہے) وہ بولی ہاں آپ نے اس سے فرمایا کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے جبتک[2] تو اسے جنے ٹھیر جا بعد میں سزا ہو جائیگی) راوی کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی اسکے جننے تک کا ذمہ وار ہو گیا (جب وہ بچہ جن چکی تو) پھر وہ انصاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں آیا اور عرض کیا کہ وہ غامدیہ[3] عورت بچہ جن چکی ہے آنحضور نے فرمایا کہ اسوقت (بھی) ہم اسے سنگسار[4] نہیں کرتے (کہ اسے سنگسار کر دیں) اور اسکے چھوٹے سے بچے کو چھوڑ دیں جسے کوئی دودھ پلانے والی بھی نہ ہو پھر ایک انصاری آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا نبی اللہ اسے دودھ پلوانے کو میرے سپرد کر دیجئے راوی کہتے ہیں (غرضکہ) اس عورت کو جبھی سنگسار کر دیا اور ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے اس عورت سے فرمایا تو جا اور اتنے تو بچہ جنے (یہاں نہ آنا چنانچہ وہ چلی گئی) اور جب جن چکی تو پھر آئی آنحضور نے فرمایا کہ پھر چلی جا اور اسے دودھ پلائے جا جب دودھ چھڑا دے تو آ جانا چنانچہ جب اسنے اسکا دودھ چھڑا دیا تو آنحضور کی خدمت میں لڑکے کو لیکے آئی اسکے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ یہ لڑکا ہے میں نے اسکا دودھ چھڑا[5] دیا ہے اور یہ روٹی کھانے لگا ہے آنحضور نے اس لڑکے کو ایک مسلمان آدمی کے سپرد

---

[1] یعنے اب میں اقرار کر چکنے کے بعد انکار کسطرح کر سکتی ہوں کیونکہ مجھے تو زنا سے حمل ہے ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ حاملہ جبتک جن نہ لے اتنے ہی حد نہ قائم کیجائے تاکہ بے گناہ کا ہلاک کرنا لازم آجائے ۱۲ [3] یعنے قبیلہ غامد کی عورت ۱۲ [4] اس سے معلوم ہوا کہ زنا کا بچہ مستحق عذاب و ہلاک کا نہیں ہے کیونکہ اسمیں وہ بالکل بے گناہ ہے ۱۲

[5] اس سے معلوم ہوا کہ حاملہ کے سنگسار کرنے میں اسقدر تاخیر کیجائے کہ اسکا بچہ پیدا ہوکر اس سے بے پرواہ ہو جائے اور یہ اس وقت ہے کہ اسکا پرورش کرنیوالا کوئی اور نہ ہو ۱۲

کردیا بعد اُسکے اُس عورت کے واسطے (ایک گڑھا کھودنیکا) حکم کیا چنانچہ اُسکی چھاتی تک کا ایک گڑھا کھودا گیا اور اُسمیں اُسے گاڑکر) لوگونکو سنگسار کرنیکا حکم دیدیا اور اُنہوں نے اُسے سنگسار کردیا پھر خالد بن ولید ایک پتھر لیکر گئے اور اُسکے سر پر مارا (اور اس زور سے پتھر لگا کہ) خون خالد کے منہ پر (جاکر) پڑا یہ اُسے کچھ بُرا کہنے لگے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خالد (خبردار) چھوڑ (جانے دو) قسم ہے اُس ذات کی جسکی مٹھی میں میری جان ہے بیشک اس عورت نے ایسی توبہ کی تھی کہ اگر محصول[ف] لینے والا ایسی کرلے تو اُسکی (بھی) بخشش ہوجائے پھر آنحضور نے اُسکی نماز پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ اسکی نماز پڑھکر اُسے دفن کردیا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۴۲۶) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جب کسی کی لونڈی زنا کرالے اور اُسکا زنا ظاہر ہوجائے تو اسپر (زنا کی) حد لگا دینی چاہیئے اُسے طعنے نہ دیوے پھر اگر وہ زنا کرالے تو پھر اُسکے (زنا کی) حد لگا دینی چاہیئے اور اسپر طعنے نہ مارے بعد اسکے اگر وہ تیسری دفعہ زنا کرائے اور زنا اسکا ظاہر ہوجائے تو اُسے بیچ دینا چاہیئے اگرچہ وہ ایک بالونکی رسی کے بدلے بکے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۲۷) حضرت علی فرماتے تھے اے لوگو تم اپنے غلام و لونڈی پر حدیں[ف] جاری کیا کرو خواہ وہ اُن میں محصن (یعنے بیاہے ہوئے) ہوں یا غیر محصن (بن بیاہے) ہوں کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کرایا تھا آنحضور نے اُسکے کوڑے مارنے کے لئے مجھے حکم دیا تب ہی یکایک (مجھے معلوم ہوا کہ) وہ ابھی[ف] بچہ جنے ہوئے ہے اسلئے مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے کوڑے لگائے تو یہ میرے ہاتھ سے مرنہ جائے میں نے یہ ماجرا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا آنحضور نے فرمایا تم نے اچھا کیا (اُسے چھوڑدیا) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے (حضرت علی سے) فرمایا کہ جبتک اُسکا خون بند ہو تم اُسے چھوڑدو پھر اسپر حد جاری کردینا اور تم لوگ اپنے غلاموں پر بھی حدیں جاری کیا کرو۔

ف اس سے معلوم ہوا کہ جو چوکیوں پر محصول لیتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے کیونکہ اسمیں لوگوں کا مال ازراہ ظلم لیتے ہیں۔

ف یعنے پچاس کوڑے کیونکہ غلام و لونڈی کی حد بلنسبت آزاد کے آدھی ہے ۱۲ ف یعنے ابھی نفاس میں ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبتک نفاس والی عورت اس سے پاک نہ ہوجائے اسپر حد جاری کرنی نہ چاہیئے کیونکہ یہ بھی ایک بیماری ہے ۱۲

دوسری فصل (۴۶۴) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ماعز اسلمی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میںنے زنا کیا ہے آنحضورؐ نے انکی طرف سے منھ پھیر لیا پھر وہ دوسری طرف آگئے اور عرض کیا کہ میںنے زنا کیا ہے آپ نے پھر اُنسے منھ پھیر لیا پھر وہ اُسی طرف آگئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ بیشک میںنے زنا کیا ہے پھر چوتھی دفعہ میں آنحضورؐ نے حکم دیدیا چنانچہ لوگ ماعز کو باہر سنگستان میں لے گئے اور وہاں لیجاکر اُنھیں پتھروں سے مارنے لگے اور جب اُنکے پتھر لگا تو بہت تیز بھاگے یہانتک کہ ایک آدمی کے پاس سے نکلے اوسکے پاس اونٹ کا جبڑا تھا اُسنے اُنکے مارا اور لوگوں نے (بھی) مارا یہانتک کہ وہ مر گئے پھر صحابہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ جسوقت اُنکے پتھر لگے اور موت کی تکلیف) انہیں معلوم ہوئی تو وہ بھاگ گئے تھے آنحضورؐ نے فرمایا کہ تمنے انھیں چھوڑ کیوں نہ دیا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں (یوں ہے آنحضورؐ نے فرمایا کہ) تمنے انہیں چھوڑ کیوں نہ دیا شاید کہ وہ توبہ کر لیتے اور اللہ تعالےٰ اُنکی توبہ قبول کر لیتا۔

(۴۶۵) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ماعز بن مالک سے فرمایا کہ مجھے جو بات تمہاری معلوم ہوئی ہے کیا وہ سچ ہے انھوں نے پوچھا کہ میری کونسی بات آپکو معلوم ہوئی ہے آنحضورؐ نے فرمایا میںنے یہ سنا[۱] ہے کہ تمنے فلاں آدمی کی لونڈی سے زنا کیا ہے انھوں نے عرض کیا ہاں پھر چار مرتبہ اقرار کر لیا بعد اُسکے آنحضورؐ نے اُنکی سنگساری کا حکم دیدیا چنانچہ وہ سنگسار کردئے گئے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۶۶) یزید بن نعیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپکے سامنے چار مرتبہ اقرار کیا پھر آنحضورؐ نے انھیں سنگسار کرنیکا حکم دیدیا اور ہزال[۲] سے

---

[۱] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ماعز کے زنا کے قصہ کا حال پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا پھر آپ نے اُنسے پوچھا تو انھوں نے اقرار کیا چونکہ زنا کی وجہ سے ان پر حد لازم آتی تھی اسوجہ سے آپ منھ پھیرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے چار دفعہ اقرار کیا ۱۲

[۲] جس سے حضرت ماعز نے زنا کیا تھا وہ ان ہزال کی لونڈی تھی جسکا نام فاطمہ تھا جب ہزال کو انکی خبر ہوئی تو انھوں نے ماعز کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجدیا اور اشارۃً یہ بھی کہدیا کہ تم زنا کا قصہ آپ سے ذکر کردینا اسلئے آنحضورؐ نے اُن سے فرمایا کہ تم چھپا ہی لیتے تو بہتر تھا ۱۲

فرمایا کہ اگر تم ماعز کو اپنے کپڑے میں (ہی) چھپا لیتے تو تمہارے واسطے بہتر ہی ہوتا ابن منکدر فرماتے ہیں کہ ہزال ہی نے ماعز سے کہا تھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر آپ سے اپنا قصد بیان کردے ۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے ۔

(۴۶۷) عمرو بن شعیب سے اور شعیب اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم آپس میں ایک دوسرے کی حدیں معاف[۱] کردیا کرو اور جس حد کی خبر مجھ تک پہنچ گئی تو (اسکا جاری کرنا) فرض ہوجائیگا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے ۔

(۴۶۸) حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگ عزت والوں[۲] کی خطائیں سوائے حدونکے معاف کردیا کرو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے ۔

(۴۶۹) حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم سے جہانتک ہوسکے مسلمانوں کی حدوں کو دفع کردیا کرو اگر اسکے لئے کوئی خلاصی کی صورت ہو تو اس صورت سے ضرور چھوڑ دیا کرو کیونکہ امام[۳] سے معاف کرنے میں خطا ہوجانی اس سے بہتر ہے کہ اس سے سزا دینے میں خطا ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت عائشہ سے بیشک نقل کی گئی ہے (لیکن) اور کسی نے اسے مرفوع نہیں کیا اور یہی صحیح ہے ۔

(۴۷۰) حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرد نے ایک عورت سے زبردستی زنا کیا آنحضرت نے اس عورت سے حد معاف کردی اور جس مرد نے اس سے زنا کیا تھا اسپر حد جاری کی اور راوی نے یہ نہیں ذکر کیا کہ آنحضور نے اس عورت کے لئے اس مرد پر اسکا مہر (بھی) مقرر کردیا تھا (یا نہیں) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے ۔

(۴۷۱) حضرت وائل ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت نماز پڑھنے کے

---

[۱] یعنے میرے پاس پہنچنے سے پہلے کیونکہ جس وقت حاکم تک خبر پہنچ گئی تو حاکم کو معاف کرنا درست نہیں ہے ۱۲ [۲] عزت دار وہ لوگ مراد ہیں جو ناگہاں گرفتار ہوجائیں اور ایسے افعال نہ کرتے ہوں ۱۲

[۳] حاصل یہ ہے حاکم کو چاہئے کہ مجرم کے سامنے کچھ ایسی قسم کے الفاظ بیان کرے کہ جیسے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کے سامنے بیان کئے تھے تاکہ وہ ایسے الفاظ بیان کرکے حد کے واقع کرنے سے بچ جائے ۔

ارادہ سے نکلی ایک مرد اس سے ملا اور اُسنے کپڑے میں اُسے ڈھانک کر اُس سے اپنی حاجت (یعنے صحبت) کرلی پھر وہ عورت چیخی تو وہ مرد چل دیا اور وہاں سے مہاجرین کی ایک جماعت جو گذری تو اُس عورت نے کہا کہ اس مرد نے میرے ساتھ ایسا ایسا فعل کیا ہے اُنہوں نے اُس مرد کو بھی پکڑ لیا پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں لیکر آئے آنحضور نے اُس عورت سے تو یہ فرمادیا کہ تو جا اللہ تعالے نے تجھے بخشدیا ہے اور جس مرد نے اُس سے صحبت کی تھی اُس کے حق میں فرمایا کہ تم اسے سنگسار کردو اور فرمایا کہ بیشک اسنے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر سارے مدینہ والے ایسی توبہ کریں تو اُن سب کی مقبول ہو جائے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲ ۷ ۴) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے زنا کر لیا تھا بعد اسکے آنحضور نے (اسکے کوڑے لگانیکا) حکم دیا چنانچہ حد میں اسکے کوڑے مار دئے گئے بعد اسکے پھر کسی نے آپ سے یہ بیان کیا کہ وہ بیاہا ہوا تھا آپ نے پھر (اُسے سنگسار کرنیکا) حکم دیا چنانچہ بعد میں وہ سنگسار کر دیا گیا یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۳ ۷ ۴) حضرت سعید بن سعد بن عُبادہ روایت کرتے ہیں کہ سعد بن عُبادہ ایک شخص کو جو قبیلہ میں نہایت کمزور اور بیمار تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور وہ اہل محلہ کی لونڈیوں میں ایک لونڈی سے پکڑا گیا تھا اُس سے صحبت کرتا تھا آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم اسکے لئے ایک ٹہنی کھجور کی بڑی سی لو جسمیں سو شاخیں ہوں اور وہ اسکے ایک دفعہ مار دو۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں (بھی) اسی طرح منقول ہے۔

(۴ ۷ ۴) عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص کو تم قوم لوط جیسا فعل (یعنے اغلام) کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو مار ڈالو۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

---

[۱] یعنے مجھ سے زنا کیا ہے ۱۲ [۲] یعنے اس فعل پر تیری کراہت اور نہ رضامندی ہونے کی وجہ سے ہی بخشدیا ہے ۱۲ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ ایک جرم کی حد دوسرے کی جگہہ نہیں ہوسکتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب امام نے ایک حکم لگا دیا اور اُسے پھر معلوم ہوا کہ اسپر اور حکم لگانا تھا تو اُسے اُس سے رجوع کرلینا چاہیئے یعنے دوسرا ہی حکم کرے ۱۲ مرقات [۴] لیکن اسطرح کہ سو ٹہنیوں کا اثر اُس کے بدن پر پہنچ جائے اور اس سے معلوم ہوا کہ حاکم جسکے کوڑے لگوائے اسکی خبرگیری رکھے کہ کہیں وہ مر نہ جائے ۱۲

(۴۷۵) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اُسے قتل کرو اور اُسکے ساتھ ہی اس جانور کو (بھی) قتل کردو کسی نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ جانور کو قتل کرنے کی وجہ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اسکی بابت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تو کچھ سُنا نہیں لیکن میرا یہ خیال ہے کہ آنحضورؐ نے اس بات کو مکروہ سمجھا کہ اوسکا گوشت کھایا جائے یا اُس سے کوئی نفع اٹھایا جائے حالانکہ اُس سے ایسا فعل ہو چکا ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۷۶) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ زیادہ تر اندیشہ جو مجھے اپنی امت پر ہے یہ ہے میں اس سے ڈرتا ہوں کہ وہ قوم لوط جیسا عمل نہ کرنے لگیں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۴۷۷) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ بنی بکر بن لیث میں سے ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُسنے چار مرتبہ یہ اقرار کیا کہ اُسنے ایک عورت سے زنا کیا ہے اور (چونکہ) یہ کنوارا تھا آنحضورؐ نے اسکے سَو کوڑے لگوا دیئے بعد اُسکے آنحضورؐ نے اُسی شخص سے اس عورت سے زنا کرنے پر گواہ مانگے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ بخدا اسنے جھوٹ بولا ہے۔ پھر آنحضورؐ نے اسپر حد تہمت جاری کی۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۴۷۸) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب میرا عذر[1] نازل ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر اُسکا ذکر کیا اور جب آپ منبر سے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کے حق میں (حد جاری کرنیکا) حکم دیا چنانچہ اپر حد جاری کی گئی۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۴۷۹) حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ ابوعبید کی بیٹی صفیہؓ نے مجھے یہ خبر

---

[1] بعض علماء نے کہا ہے کہ اس جانور کے مارنے میں یہ حکمت ہے تاکہ اس حیوان سے بصورت انسان بچہ نہ پیدا ہو جائے اور تاکہ اُسکے رہنے سے اس آدمی کی ذلت اور رسوائی نہ ہوا کرے ۱۲ [2] حضرت عائشہ صدیقہ کے ذمہ بعضے لوگوں نے زنا کا بہتان لگا دیا تھا نعوذ باللہ اور حضرت کے دل میں بھی انکی طرف سے کچھ شک ہو گیا تھا جب انکی عصمت میں آیتیں نازل ہوئیں چنانچہ وہ آیتیں سورہ نور میں ہیں تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر بیان کیا اور بعد میں حضرت حسان بن ثابت اور مسطح کو تہمت لگانے کی سزا دی یعنے اسی کوڑے مارے ۱۲

سنائی کہ امارت اور خلافت کے غلاموں میں سے ایک غلام نے ایک لونڈی سے زنا کیا جو مالِ غنیمت میں کے خمس میں سے تھی اور اُس سے جو زبردستی کی تو اوسکا کوارا پن زائل ہوگیا پھر حضرت عمر نے اُس غلام کے کوڑے لگوائے اور اُس لونڈی کے نہیں لگوائے کیونکہ اُس سے اُسی نے زبردستی کی تھی یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۸) یزید بن نعیم بن ہزال نے اپنے والد نعیم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ماعز بن مالک یتیم میرے والد (ہزال) کی پرورش میں تھے پھر ماعز نے قبیلہ کی ایک لونڈی سے زنا کرلیا میرے والد نے اُن سے فرمایا کہ تم رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں جاؤ اور جو فعل تم نے کیا ہے یہ آنحضرت سے بیان کر دینا شاید وہ تمہارے لئے دُعاء مغفرت کردیں اور واقعی میرے والد یہی چاہتے تھے[۱] اور اسی امید پر کہ شاید انکے بچاؤ کی کوئی صورت نکل آئے (اُنہیں بھیجا تھا) ماعز آنحضور کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیشک میں نے زنا کیا ہے آپ مجھپر حکم خداوند جاری کردیجئے آنحضرت نے اُنسے منھ پھیر لیا (ماعز چلے آئے لیکن) پھر گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیشک میں نے زنا کیا ہے آپ حکم خداوندی مجھپر جاری کر دیجئے یہاں تک کہ وہ چار مرتبہ کہہ چکے بعد اُسکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بیشک تم چار[۲] مرتبہ کہہ چکے ہو یہ بتاؤ کہ کونسی عورت سے (زنا کیا ہے) اُنہوں نے (اُسکا نام لیکر) کہا کہ فلانی سے آپ نے پوچھا کیا تم اُس سے ہم بستر ہوئے تھے اُنہوں نے کہا ہاں آپ نے پوچھا کیا تم نے اُسکا بدن اپنے بدن سے لگا لیا تھا اُنہوں نے کہا ہاں آپ نے پوچھا کیا تم نے اُس سے صحبت کرلی ہے اُنہوں نے کہا ہاں راوی کہتے ہیں بعد اُسکے آنحضور نے اُنکے سنگسار کرنیکا حکم دیدیا چنانچہ لوگ انھیں سنگستان میں لیگئے اور جب وہاں سنگسار ہونے لگے اور پتھروں کے لگنے کی تکلیف ہوئی تو گھبرا[۳] گئے اور نکل کر دوڑے اور (اُدھر سے) انھیں عبداللہ بن اُنیس مل گئے اور سب لوگ تھک گئے تھے اونہوں نے اونٹ کے پاؤں کی ہڈی پھینک کے اُن کے

[۱] یعنی میرے والد کی غرض یہ نہ تھی اور نہ وہ یہ چاہتے تھے کہ ماعز حضرت کے پاس جائیں اور حضرت اُنکی سنگساری کا حکم کردیں جیسے کہ بعضوں نے توہم کیا ہے کہ ہزال ہی نے ماعز کو مروا دیا ۱۲ [۲] یعنی خود تمہارے چار مرتبہ اقرار کرنیکی وجہ سے تم پر زنا ثابت ہوا ہے ۱۲ [۳] یعنی پتھروں کے لگنے پر انسے صبر نہ ہوسکا جب چوٹیں لگنے لگیں تو اس جگہ سے نکلکر بھاگے مگر اوس وقت غریب کہاں جاسکتے تھے آخرکار جان سے مار دئے گئے ۱۲

ماری اور (آخر کار) وہ مرگئے بعد اسکے وہی عبداللہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے (اُنکے بھاگنے کا ماجرا) ذکر کیا آنحضور نے فرمایا کہ تمنے انھیں چھوڑ کیوں نہ دیا شاید کہ وہ اپنے اقرار سے پھر جاتے اور اللہ تعالے انکی توبہ قبول کر لیتا یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۸۱) عمرو بن عاص فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے کہ جس قوم میں زنا کاری پھیل جاتی ہے انھیں قحط میں گرفتار کر دیا جاتا ہے اور جس قوم میں رشوت[لے] (لینی دینے) کا رواج ہو جاتا ہے انھیں خوف (ودہشت) میں مبتلا کیا جاتا ہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۴۸۲) حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لوط کی قوم کیسے کام کریگا وہ ملعون ہے یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے اور رزین کی ایک روایت میں جو ابن عباس (ہی) سے منقول ہے یہ ہے کہ حضرت علی نے ایسا کام کرنیوالے اور کرانیوالے دونوں کو جلوا دیا تھا اور حضرت ابو بکر نے دونو پر دیوار گروا دی تھی (یعنے دیوار کے نیچے دبوا کر مار دیا تھا)۔

(۴۸۳) حضرت ابن عباس ہی نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بزرگ (قیامت کے دن) اُس شخص کی طرف نظر (رحمت) نہیں کریگا جو مرد سے یا عورت سے پچھلے[لے] ستر میں بدفعلی کرے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۸۴) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں جو کوئی چوپائے سے بدفعلی کرے اُسپر کوئی حد (شرع[لے] مقرر) نہیں ہے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے سفین ثوری سے منقول ہے سفین کہتے ہیں اور یہ حدیث پہلی حدیث سے (جو گزر چکی ہے) بہت صحیح ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ جو کوئی چارپائے سے بدفعلی کرے اُسے مار ڈالو اور اہل علم کا عمل اس حدیث پر ہے (کہ کوئی حد شرعی مقرر نہیں ہے)۔

لے جبکہ لوگ کسیکو اس غرض سے دیں کہ تو فلان کام میں بادشاہ یا حاکم کے روبرو میری مدد کیجیو اُسے مال رشوت کہتے ہیں اسکا دینے والا لینے والا اور دلوانیوالا تینوں گنہ گار ہیں لمعات وغیرہ لے یعنی لواطت یعنی قوم لوط کیطرح بدفعلی کرنا مراد ہے اسکی سزا یہ ہے کہ اس پر دیوار گروا دی جاوے اور جان سے مار دیا جاوے لے امام یا حاکم کی رائے پر موقوف ہے جو سزا دینی چاہیں دیدیں۔

(۴۸۵) عبادہ بن صامت کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب کے اور دور کے رشتہ دار و غیر
اللہ کی حدیں قائم کرو اور اللہ (کے کاموں) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا تم خیال نہ کیا کرو
یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی

(۴۸۶) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی حدوں میں سے
ایک حد کا قائم کرنا چالیس دن تک اللہ کے شہروں میں بارش ہونے سے بہتر ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے
روایت کی ہے اور نسائی نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے

باب چور کے ہاتھ کاٹنے کا بیان

پہلی فصل (۴۸۷) حضرت عائشہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے
فرمایا چور کا ہاتھ دینار کے چوتھائی یا کچھ زیادہ (چوری کرنے) سے کم میں نہ کاٹا جاوے یہ روایت متفق علیہ

(۴۸۸) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چور کے ہاتھ ڈھال چرانے میں
کاٹے تھے جسکی قیمت تین درہم تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۸۹) حضرت ابو ہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ چور پر لعنت کرے
کہ خود چراتا ہے پھر اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور (کوئی) رسی چراتا ہے پھر اسکا ہی ہاتھ کاٹا جاتا ہے
یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۴۹۰) رافع بن خدیج نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے

سلہ اس سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ضعیف و قوی تمام لوگوں پر حد قائم کرنی چاہئے یہ نہیں کہ کوئی دولتمند برا کام کرے تو چھوڑ دیا
جاوے اور اگر کوئی غریب ہو تو اسے سزا دیجاوے اس صورت میں غریب کو اسوجہ سے قریب کہا گیا ہے کہ اسپر حکم کرنا آسان ہے
اور دولتمند کو دور والا اسوجہ سے کہا گیا کہ اس تک ہاتھ پہنچنا اور اسپر حکم لگانا دشوار ہے ۱۲ سلہ کیونکہ زمانہ برکات کا سبب ہے
سلہ ابن ہمام کہتے ہیں دس درہم یا ایک دینار سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹے نہیں جاتے کیونکہ تین حدیثوں کے بعد والی حدیث میں صراحۃً
مذکور ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹے نہیں جاتے اور دار قطنی اور امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابن ابی شیبہ نے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کی ایک روایت نقل کی ہے جسمیں یہ مذکور ہے کہ ڈھال کی قیمت اس وقت دس درہم تھے ۱۲ مرقاۃ

سلہ اس سے کشتی کی رسی مراد ہے جو قیمتی ہوتی ہے یا یہ حدیث دوسری حدیث سے منسوخ ہے ۱۲

فرمایا پھل اور کھجور کے سفید گابھے (کی چوری) میں ہاتھ کاٹنا (ضروری) نہیں ہے یہ حدیث امام مالک اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱ ۹ ۴) عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ سے کسی نے اُن پھلوں (کی چوری) کی بابت جو درخت پر لٹکے ہوں سوال کیا آپ نے فرمایا جو کوئی اُنمیں سے ڈھیر میں ڈالدینے کے بعد کچھ چرالے اور اُسکی قیمت ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے تو اسکے ہاتھ کاٹنے ضروری ہیں یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲ ۹ ۴) عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوحسین مکی نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درخت پر لٹکے ہوئے پھل چرانے میں ہاتھ کاٹنے لازم نہیں اور نہ پہاڑی جانور (کی چوری کرنے) لازم ہیں اور جب وہ باندھنے کی جگہہ اور ڈھیر میں آجاوے تو اتنی مقدار میں جو ڈھال کی قیمت کو پہنچ جاوے ہاتھ کاٹنے ضروری ہیں یہ حدیث امام مالک نے روایت کی ہے۔

(۳ ۹ ۴) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لٹیرے کے ہاتھ کاٹنے لازم نہیں ہیں اور جو کوئی کھلم کھلا لیٹرا پن کریگا وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۴ ۹ ۴) حضرت جابر ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا خیانت کرنیوالے اور لٹیرے اور اُچکّے کے ہاتھ کاٹنے لازم نہیں ہیں یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور شرح سنہ میں روایت ہے کہ صفوان بن اُمیہ مدینہ میں آئے تو

لہ مراد یہ ہے کہ جو پھل درختوں پر لگے ہوں اور جو چیز بہت حقیر ہو ایسی چیزوں کی چوری میں ہاتھ کاٹنے لازم نہیں ہیں ہاں اگر میوہ کٹا ہوا کسی کی حفاظت میں رکھا ہو اسکی چوری سے ہاتھ کاٹنے لازم ہیں ۱۲ لہ کیونکہ کٹنے کے بعد وہ دوسری حفاظت میں آگیا اور کسی کی حفاظت میں سے کسی چیز کو لیلنا اسی کو چوری کہتے ہیں ۱۲ لہ کیونکہ وہ چور نہیں ہے چور کسی چیز کو چھپا کر اور لیٹرا ظاہر لیتا ہے ہاں وبال اسکا چوری سے زیادہ ہے اور سزا اسکی حاکم کی رائے پر موقوف ہے جو چاہے تعزیر اُسکو دے ۱۲ لہ جیسے کوئی چیز بطور امانت دیجاوے یا کوئی آدمی کچھ مانگ کرلے پھر اُسے مکر جائے یا یہ کہے کہ وہ چیز جاتی رہی وہ خائن ہے اس کے ہاتھ اس وجہ سے نہیں کاٹے جاتے کہ یہ چوری نہیں ہے ہاں گناہ اس کا زیادہ ہے اور ثابت ہو جانے کے بعد سزا حاکم کی رائے پر موقوف ہے ۱۲

مسجد میں سوئے ہوئے تھے اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھ لی ایک چور نے آکے اُنکی چادر لیلی صفوان اُسے پکڑ کے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ نے اُسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا صفوان بولے میں یہ نہیں
چاہتا یہ (یعنی) اسے صدقہ میں دیدی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے میرے پاس
لانے سے پہلے کیوں نہ معاف[1] کر دیا اور اسی طرح ابن ماجہ نے (یہ حدیث) عبد اللہ بن صفوان سے
جو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نقل کی ہے اور دارمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

(۴۹۵) بُسر بن ارطاۃ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جہاد[2]
میں چور کے ہاتھ کاٹنے نہیں چاہئیں یہ حدیث ترمذی اور دارمی اور ابوداؤد اور نسائی نے روایت
کی ہے لیکن ابوداؤد اور نسائی نے جہاد کے بدلے "سفر میں" کہا ہے۔

(۴۹۶) ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چور کے
حق میں فرمایا کہ اگر وہ (پہلے ہی دفعہ) چوری کرے تو اسکا (دایاں) ہاتھ کاٹو پھر اگر (دوبارہ) چوری کرے
تو اُسکا (بایاں) ہاتھ کاٹو اور اگر پھر بھی چوری کرے تو اُسکا (بایاں) پاؤں کاٹو اور اگر پھر (چوتھی دفعہ)
چرالے تو اُسکا (سیدھا) پاؤں کاٹ دو یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۴۹۷) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور پکڑا آیا آپ نے فرمایا اسکا
ہاتھ کاٹ دو (حسب الحکم آپ کے) اسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر دوبارہ لوگ لائے تو فرمایا اسکا پاؤں کاٹ دو
چنانچہ لوگوں نے کاٹ دیا پھر تیسری دفعہ لوگ اُسے (پکڑ کر) لائے تو آپ نے فرمایا اسکا دوسرا ہاتھ)
کاٹ دو بعد ازاں (وہ ہاتھ بھی) کاٹ دیا گیا پھر چوتھی دفعہ لوگ اُسے لائے تو آپ نے فرمایا
اس کے دوسرے پاؤں) کو کاٹ دو آپ کے فرمانے کے موافق اُسکا دوسرا پاؤں) کاٹ دیا گیا

[1] اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حاکم کے پاس مقدمہ لیجانے سے پہلے مجرم کی خطا معاف کر دی تو کر سکتا ہے اور جب حاکم کے پاس مقدمہ چلا جائے
اور وہ سزاوار حدود خداوندی ہو اس وقت کوئی معاف کرنا چاہے تو معاف نہیں کر سکتا ۱۲

[2] کیونکہ اسمیں احتمال ہے کہ چور ہاتھ کٹنے کے خوف سے کافروں سے جا کر نہ ملجاوے اسواسطے وہاں ہاتھ نہ کاٹنے چاہئیں یا اسکے
معنے یہ ہیں کہ اگر کوئی مال جہاد یعنے مال غنیمت میں سے کچھ چرالے تو ہاتھ نہ کاٹے جاویں کیونکہ اسمیں اسکا بھی حق ہے ۱۲ مرقاۃ

[3] یعنے مجھے شرم آتی ہے کہ میں چور کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں اور اسکے استنجا کرنے اور کھانا کھانے اور چلنے پھرنے کو ایک ہاتھ
پاؤں بھی نہ رہے اور ملّا علی قاری نے کہا ہے کہ ... میں حدیث سے یہ مراد ہے کہ اگر کسی چور کے واسطے یہی مناسب ہو تو اسکے چاروں ہاتھ پاؤں [illegible]

پھر لوگ اُسے پانچویں دفعہ لائے تو آپ نے فرمایا اسے[1] مار ڈالو چنانچہ اُسے ہم نے لیجاکر مار ڈالا پھر ہم نے اُسی گھسیٹتے ہوئے لیجاکر کنوئیں میں ڈالدیا اور اُس پر پتھراؤ کرنا شروع کیا یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں چور کے ہاتھ کاٹنے کی بابت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے (کہ آپ نے فرمایا) اسکا ہاتھ کاٹ کر تل دو (تاکہ گلے نہیں)

(۴۹۸) فضالہ ابن عبید کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور حاضر کیا گیا اور اُسکا ہاتھ کاٹا گیا آپ نے حکم دیا اور وہ ہاتھ چور کی گردن میں لٹکا دیا گیا (تاکہ اور لوگوں کو عبرت ہو) یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۹۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت غلام چور ہو جائے تو اُسے بیچ ڈالو اگرچہ نصف[2] اوقیہ (یعنی بیس درہم) کے بدلے ہی بکے یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل

(۵۰۰) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا آپ نے اُسکا ہاتھ کٹوا دیا صحابہ نے عرض کیا ہمارا یہ خیال نہ تھا کہ آپ اسے یہ سزا دیں گے آپ نے جواب دیا اگر (اس موقع پر) فاطمہ[3] بھی ہوتی تو میں اسکے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ یہ حدیث نسائی نے روایت کی ہے۔

(۵۰۱) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں ایک شخص اپنے غلام کو حضرت عمر کے پاس لیکر آیا اور کہنے لگا اسکا ہاتھ کاٹیے کیونکہ اسنے میری بیوی کا آئینہ چرالیا ہے حضرت عمر نے فرمایا اسکا ہاتھ کاٹنا لازم نہیں ہے کیونکہ وہ تمہارا خدمتگار[4] ہے اور تمہاری ہی چیز (چرا) لی ہے یہ حدیث امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۵۰۲) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوذر کہہ کے پکارا میں نے کہا یا رسول اللہ

---

[1] خطابی کہتے ہیں میرے خیال میں کسی عالم کے نزدیک چور کا مارنا درست نہیں ہے اگرچہ کتنی دفعہ چوری کی ہو اور یہ حدیث اس حدیث سے منسوخ ہے جسمیں یہ ذکر ہے کہ تین کاموں کے علاوہ اور کسی وجہ سے کسی مسلمان کا مارنا درست نہیں ہے ایک خونی دوسرا بیاہا ہوا زانی تیسرے مرتد۔ بعض کہتے ہیں آنحضرت کو بذریعہ وحی معلوم ہوگیا تھا کہ وہ مرتد تھا ۱۲ لمعات [2] یعنی جتنے کو بکے بیچ ڈالو اُسکا رکھنا بہتر نہیں ہے ۱۲ [3] مراد یہ ہے کہ خداوندی حدود میں سب برابر ہیں کسی کی رعایت کرنی نہیں چاہیئے ۱۲

[4] چونکہ خدمتگار ہر وقت گھر میں آتا جاتا ہے اور اُس سے مال کی حفاظت نہیں کی جاتی اسلئے اُسے چور نہیں کہہ سکتے ۱۲ لمعات

میں حاضر ہوں اور میں آپکا تابعدار ہوں (آپ کیا فرماتے ہیں فرمائیے) آپ نے فرمایا تو اُسوقت کیا کریگا جب لوگ مرنے میں مبتلا ہونگے اور اُسوقت گھر (یعنے قبر) ایک غلام کی قیمت پر ملیگی[1] مینے عرض کیا خدا و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپنے فرمایا تو صبر کیجو حماد بن ابو سلیمان کہتے ہیں کفن چرانے والے کا بھی ہاتھ کاٹا جاوے کیونکہ وہ بھی مردے کے گھر میں چوری کرنے گیا (اور جو کوئی کسی کے گھر میں جاکر چوری کرتا ہے اُسکے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں) یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

باب شرعی حدود میں سفارش کرنیکا بیان

پہلی فصل (۳۰۵) حضرت عائشہ فرماتی ہیں جس مخزومیہ[2] عورت نے چوری کی تھی اُسکے بارے میں قریش کو بڑا رنج تھا اُنہوں نے آپسمیں کہا اس عورت کے حق میں رسول خدا سے کون سا آدمی گفتگو کرسکتا ہے (اخیر) یہ سوچا کہ اُسامہ بن زید کے سوا جو رسول خدا کے پیارے ہیں کوئی آپ سے گفتگو کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا چنانچہ اُسامہ نے آپ سے (اُس عورت کی بابت) گفتگو کی آپ نے فرمایا کیا تو خدا کی (مقرر کی ہوئی) حدوں میں (کوتاہی کرنیکی) سفارش کرتا ہے (یہ ہرگز نہیں ہوسکتا) بعدازاں آپنے کھڑے ہوکے خطبہ پڑھا پھر فرمایا تم سے پہلوں کو اسی بات نے تباہ کردیا کہ اُنمیں سے جب کوئی بڑا چوری کرتا تو اُسے یونہی چھوڑدیتے اور جب کوئی اُنمیں سے کم درجہ کا آدمی چوری کرتا تو اُسے شرعی سزا دیتے واللہ اگر فاطمہ دختر محمد بھی چوری کرتی تو میں اسکا بھی ہاتھ کاٹتا یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مخزومیہ کچھ سامان مانگ کر لیلیتی اور مکر جاتی تھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اُسکے گھر والے اُسامہ کے پاس آئے

---

[1] یعنے جب ایسا زمانہ آجاویگا کہ موت کی اسقدر کثرت ہوگی کہ قبر اتنی مہنگی ہونگی کہ ایک لونڈی یا ایک غلام کی قیمت پر ملنے لگیگی تو صبر کیجو اس جگہہ راوی کی غرض یہ ہے کہ آنحضرت نے قبر کو ہی گھر فرمایا جو کوئی قبر میں چوری کریگا اُسکے ہاتھ کاٹنے ضروری ہیں یعنے کفن چرانے والیکے بھی ہاتھ کاٹنے چاہئیں اور بعض علمار کا قول یہ ہے کہ کفن چرانے والے کے ہاتھ نہیں کاٹنے چاہئیں اگرچہ گناہ اسکا چوری سے زیادہ ہے ۱۲ مرقاۃ [2] بنی مخزوم قریش کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا اُسی خاندان کی یہ عورت تھی جسنے چوری کی تھی اسی وجہ سے قریش کو زیادہ رنج و ملال تھا کہ ہماری ایسی خاندانی عورت کا ہاتھ کٹا تو بڑی بدنامی ہوگی ۱۲ اسکے صرف کچھ چیز لیکر مکر جانے سے ہاتھ کاٹنے لازم نہیں آتے یہاں پر فقط اُس عورت کی عادت بیان کی گئی ہے اور ہاتھ چوری کی وجہ سے کاٹے گئے تھے جیسے اوپر کی حدیث بخاری و مسلم والی گزرچکی

اور ان سے (سفارش کرینگی) گفتگو کی (انکے کہنے سے) اُسامہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس عورت کے حق میں (سفارشانہ) گفتگو کی (اسکے آگے) پہلے مضمون کے موافق راوی نے حدیث بیان کی

دوسری فصل (۵۰۴) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ یہ فرمارہے تھے کہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدوں میں سے ایک حد کے بیچ میں بھی جس کی سفارش آڑے آگئی اُسنے (حکم) خدا کی مخالفت کی اور جو کوئی ناحق (کسی سے) جھگڑیگا حالانکہ وہ جانتا ہو (کہ یہ بات ناحق ہے) ہمیشہ اللہ برتر کے غضب میں (پکڑا) رہیگا جبتک اُس سے باز نہ آئیگا اور جو کوئی مومن کے حق میں ایسی بات کہے جو اُسمیں نہ ہو اُسے خدا تعالےٰ دوزخیوں کے پیپ لہو کے نالے میں رکھیگا جبتک اپنے قول سے توبہ نہ کریگا (یا اُسکی سزا نہ بھگت لیگا) یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور بیہقی کی ایک روایت میں جو شعب الایمان میں ہے یہ ہے کہ جو کوئی کسی کی ایسے جھگڑے میں مدد کریگا جو اسے معلوم نہ ہو کہ یہ "حق" ہے یا ناحق ہے وہ اللہ کے غصہ میں رہیگا جب تک باز نہ آئیگا۔

(۵۰۵) ابوامیہ مخزومی نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور آیا جو چوری کرنیکا اقراری تھا اور اُسکے پاس کچھ چیز نہ تھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا میرا خیال تو یہ نہیں ہے کہ تو نے چوری کی ہو وہ بولا ہاں (میں نے چوری کی ہے) آپنے اُس سے مکرر سہ کرر دو دفعہ یا تین دفعہ یہ فرمایا ہر دفعہ وہ شخص اقراری رہا پھر آپنے اُسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیا پھر وہ لایا گیا تو آپ نے اُس سے فرمایا تو اپنے گناہوں کی خدا سے بخشش مانگ اور توبہ کر اسنے کہا استغفر اللہ واتوب الیہ (ترجمہ میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور اُسکے آگے توبہ کرتا ہوں)

لہ یعنے جسکی سفارش سے اللہ کی کوئی حد جاری نہ ہوئی اس سفارش کرنے والیکی سزا حکم خداوندی کی مخالفت کرنیوالیکے برابر ہے ۱۲

لہ یعنے توبہ نہ کریگا اور آئندہ ایسی بات سے نہ بچیگا ۱۲ لہ یعنے اُسے عیب لگائے یا تہمت لگائے کہ وہ دوزخیوں کے پیپ اور لہو کے نالے میں ڈوبا رہیگا ۱۲ لہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص قاضی کے روبرو کسی جرم کا اقرار کرے تو قاضی اُسکی بات کا خیال نہ کرے بلکہ اُس سے پوچھے کہ تو دیوانہ تو نہیں ہے تجھے کچھ وہم تو نہیں ہو گیا یا تو نے یہ گناہ نہیں کیا ہو گا لیکن جب وہ تین چار دفعہ اقرار کرے تو اُسے سزا دینی چاہیے ۱۲ لہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی سزا سے گناہ معاف نہیں ہو جاتے بلکہ توبہ کرنی ضرور چاہیے ورنہ آخرت کا عذاب بدن تو کچھ نہیں ٹل سکتا ورنہ رسول خدا ہاتھ کاٹنے کے بعد اُسے توبہ کرنیکا حکم نہ فرماتے ۱۲ مرقاۃ

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی یا الٰہی اسکی توبہ قبول کر تین دفعہ یہ کہا یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی[1] اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہو (صاحب مشکوٰۃ کہتے ہیں) ان چاروں[2] کے اصول (یعنے سنیوں) کی کتابوں میں اور جامع اصول اور شعب الایمان اور معالم السنن میں ہمینے یہ حدیث اسی طرح ابو امیہ سے منقول دیکھی ہے اور مصابیح کے نسخوں میں (ابو امیہ کے بجائے) ابو رمثہ سے روایت ہے۔ ہمزہ اور یے کے بدلے را اور ثا ہے

باب شراب[3] کی حد کا بیان

پہلی فصل

(۵۰۶) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب (پینے) کی سزا میں کھجور کی قمچیاں اور جوتیاں ماری تھیں اور حضرت ابو بکر نے چالیس دُرّے مارے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے حضرت انس کی ایک روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم شراب پینے کی سزا میں جوتیاں اور کھجور کی چالیس[4] قمچیاں مارتے تھے۔

(۵۰۷) سائب بن یزید کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور خلافت ابو بکر اور شروع خلافت حضرت عمر کے زمانہ میں جو شرابی لایا جاتا تھا ہم اُسے اپنے ہاتھوں اور جوتیوں اور چادروں[5] سے مارنیکو کھڑے ہو جاتے تھے جبکہ حضرت عمر کی خلافت کا اخیر زمانہ ہوا تو چالیس کوڑے مارے پھر بھی جب لوگوں نے نہ مانا اور باز نہ رہے تو اسی کوڑے[6] مارنے مقرر کئے گئے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] اس سے ابن ماجہ ابو داؤد نسائی ترمذی مراد ہیں ۱۲ [2] ابن حجر کہتے ہیں ابو رمثہ اگرچہ صحابی تھے لیکن یہ حدیث اُنسے نہیں روایت کی گئی ہے یہ ابو امیہ ہی سے منقول ہے ۱۲ مرقاۃ [3] جو کوئی شراب کا ایک قطرہ بھی پی لے اور قاضی کے پاس پکڑا ہوا آئے اور اُسکے منہ میں سے شراب کی بو آتی ہو یا مست ہو اُسے حد مارنی چاہیئے بعض کے نزدیک چالیس دُرّے ہیں اور بعض کے نزدیک اسی ہیں[illegible] [4] یعنے اول میں شرابی کی کوئی سزا مقرر نہ تھی لوگ دہکی کے طور جو کچھ ہاتھ آتا تھا اسی سے مارنے لگتے تھے [5] چادر کا شاید بل دیکر کوڑا بنا لیتے ہونگے ۱۲ [6] ابتدا زمانہ میں جب لوگوں کو شراب پینے کی عادت پڑی ہوئی تھی اسوقت چالیس کوڑے سزا مقرر کی گئی اور جب شراب کو حرام ہوئے عرصہ گذر گیا اور حضرت عمر کی خلافت ہوئی تو انہوں نے اسی کوڑے مقرر کئے کہ باوجود عادت جاتے رہنے کے جو کوئی شراب پیئے گا اُس کے اسی کوڑے لگائے جائیں گے ۱۲

مرقاۃ و لمعات

دوسری فصل (۵۰۸) حضرت جابر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے جو کوئی شراب پیوے اُسے دُرّے مارو پھر اگر (باز نہ آئے اور) چوتھی دفعہ پئے تو اُسے مار ڈالو جابر کہتے ہیں اسکے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر کیا گیا جسنے چوتھی دفعہ شراب پی تھی آپ نے اُسے مار پیٹا ولیکن قتل نہیں کیا (اس سے معلوم ہوا کہ آپکا پہلا قول بطور خبر تھا مار ڈالنا ہی مقصود نہ تھا) یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور ابو داؤد نے قبیصہ بن ذویب سے نقل کی ہے اور ان دونوں کی دوسری روایت میں اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ سے اس قول تک کہ اُسے مار ڈالو نقل کیا گیا انھیں میں سے ابن عمر اور معاویہ اور ابو ہریرہ اور شرید رضی اللہ عنہم ہیں۔

(۵۰۹) عبدالرحمن بن ازہر فرماتے ہیں گویا کہ میں (اسوقت) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں جسوقت کہ آپکے پاس ایک آدمی پکڑا آیا جسنے شراب پی لی تھی آپنے لوگوں سے کہا اسے پیٹو چنانچہ بعض آدمیوں نے اُسے جوتیوں سے مارا اور کسی نے لکڑی سے مارا اور کسی نے اُسے مِتِیخہ سے مارا ابن وہب کہتے ہیں مِتِیخہ سے کھجور کی گیلی قمچی مراد ہے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین سے مٹی اٹھاکر اُسکے منھ پر پھینکدی یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۵۱۰) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص پکڑا آیا جسنے شراب پی لی تھی آپنے فرمایا اسے پیٹو ہم میں سے کسی نے اُسے اپنے ہاتھ سے اور کسی نے کپڑے سے اور کسی نے جوتے سے مارنا شروع کیا پھر فرمایا اسے شرماؤ (اور برا بھلا کہو) چنانچہ اسکی طرف منھ کرکے کہنے لگے تجھے خدا کا ڈر نہوا تو اللہ سے نہیں ڈرا تجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم نہ آئی قوم میں سے ایک آدمی نے (اُسے) کہا خدا تجھے رسوا کرے آپ نے فرمایا اس طرح نہ کہو اور شیطان کو اسپر غالب کرو ولیکن یہ کہو یا الٰہی اسے بخشدے اور اے بار خدایا اسپر رحم فرما یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

ف۱ اس سے سخت مار پیٹ مراد ہے یا یہ حکم منسوخ ہے چنانچہ اسی حدیث کے راوی جابر کہتے ہیں کہ آنحضرت کے پاس ایک شخص پکڑا ہوا آیا جو چار دفعہ شراب پی چکا تھا آپنے پھر بھی اُسے معمولی سزا دیکر چھوڑ دیا جان سے نہیں مارا ۱۲ ف۲ کیونکہ تمہاری دعا کا یہی مطلب ہے کہ خدا اسے ذلیل و رسوا کرے اور جب خدا اُسے ذلیل کریگا تو شیطان کا مقصود حاصل ہوگا لہذا ایسی دعا نہ کرو

(۵۱۱) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ایک آدمی شراب پیکر مست ہو گیا تھا پھر رستہ میں جھومتا جھامتا گیا۔ لوگوں نے اسکو پکڑ کر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لیچلا جبکہ وہ آدمی (میرے والد) عباس کے گھر کے سامنے آیا تو چھوٹ گیا اور عباس کے ہاں گھس گیا اور انہیں چمٹ گیا کسی نے (جاکر) یہ ذکر آنحضرت سے کیا آپ مسکرائے اور فرمایا کیا (سچ) اُسنے یہ کیا ہے آپنے اسکے حق میں کچھ حکم نہ دیا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۵۱۲) عمیر بن سعید نخعی فرماتے ہیں مینے علی بن ابیطالب سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں جسے حد مارتا ہوں اور وہ مرجاتا ہے کسی اسکے مرجانے (سے اپنے جی میں غم وملال نہیں پاتا ہوں بجز شراب پینے والے کے کہ اگر وہ مرجاتا ہے تو میں اپنے پاس سے اُس کا خوں بہا دیتا ہوں اس وجہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی حد مقرر نہیں کی یہ روایت متفق علیہ ہے

(۵۱۳) ثور بن زید دیلمی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے شراب پینے والیکی حد کی بابت حضرت علی سے مشورہ لیا تو حضرت علی نے انہیں جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ تم شرابی کے اسی کوڑے مارا کرو کیونکہ جب کوئی شراب پیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور جب مست ہو جاتا ہے تو بیہودہ بکتا ہے اور جب بیہودہ بکتا ہے تو لوگوں پر بہتان باندھتا ہے (اور بہتان باندھنے والیکے لئے اسی کوڑے مقرر ہیں) حضرت عمر نے شرابی کے اسی کوڑے مارنیکا حکم فرمادیا یہ حدیث امام مالک نے نقل کی ہے۔

باب جس آدمی کو حد ماری جاوے اُسکے واسطے بددعا کرنی نہیں چاہیئے

پہلی فصل

(۵۱۴) حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ ایک شخص جسکا نام عبداللہ تھا

لہ آپ نے اُسے کچھ سزا اسوجہ سے نہیں دی کہ نہ اُسنے شراب پینے کا اقرار کیا تھا نہ کوئی گواہ تھا نہ اسکے منھ میں سے بدبو آرہی تھی صرف بازار میں جھومتا ہوا ملا تھا اسوجہ سے لوگ پکڑ لائے تھے آپنے اُسے چھوڑدیا اور زیادہ اسکی تحقیقات اس غرض سے نہ کی کہ اسکا پردہ فاش نہ ہو ۱۲ مرقاۃ ۔ لہ یہ حضرت علی کی احتیاط ہے ورنہ تمام لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جسے حد شرعی لگائی جاوے اور وہ شخص مرجاوے اسکا کچھ گناہ نہیں ہے رہی یہ بات کہ کیا حضرت علی کو اسی کوڑے مارنے میں کچھ شک تھا یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ اگلی حدیث میں صراحۃً مذکور ہے کہ حضرت عمر نے اُنسے مشورہ لیا تو انہوں نے اسی کوڑے مارنے کی رائے [illegible]

اور لوگ اُسے (بیوقوفی کی وجہ سے) گدہا کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت ہنساتا تھا اور (ایکدفعہ) آنحضرت نے اُسے شراب پینے کی حد ماری تھی وہ ایکدن پھر پکڑا ہوا آیا اور اسکے دُرّے مارے گئے تو قوم کے ایک آدمی نے کہا یا الٰہی اسپر لعنت کہ یہ کہا (جلد جلد) پکڑا ہوا آتا ہے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا اسپر لعنت نہ کرو بخدا میں تو جانتا ہوں کہ یہ اللہ ورسول سے محبت رکھتا ہے - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے -

(۵۱۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر کیا گیا جسنے شراب پی تھی آپ نے فرمایا اُسے مارو ہم میں سے کوئی اپنے ہاتھ اور کوئی اپنی جوتی سے اور کوئی اپنے کپڑے سے مارنے لگا جب وہ شخص واپس گیا تو کسی نے کہا خدا تجھے ذلیل ورسوا کرے آنحضرت نے فرمایا اسطرح نہ کہو اور اسکے مقابلہ میں شیطان کی مدد نہ کرو (یعنے اُسے خوش نہ کرو) یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

دوسری فصل

(۵۱۶) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں (ماعز) اسلمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے اپنی اوپر چار دفعہ یہ اقرار کیا کہ میں نے ایک عورت سے حرامکاری کر لی ہر دفعہ آپ اسکی طرف سے منھ پھیر لیتے تھے پانچویں دفعہ آپنے متوجہ ہوکر فرمایا کیا تو نے اُس سے صحبت کر لی اُسنے کہا ہاں آپنے فرمایا (کیا تو نے صحبت اسطرح کی) کہ تیرا یہ (عضو خاص) عورت کے اُس (جسم خاص) میں غائب ہوگیا تھا وہ بولا جی ہاں آپنے فرمایا جیسے کہ سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنوئیں میں غائب ہوجاتی ہے وہ بولا ہاں (اسی طرح ہوا ہے) آپنے کہا تجھے معلوم ہے کہ زنا کیا چیز ہے اُسنے کہا ہاں مینے اس عورت سے وہ حرام کام کیا ہے جو کہ آدمی اپنی بیوی سے حلال طور پر کرتا ہے آپنے فرمایا پھر تیری اس سے کیا غرض ہے وہ بولا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کردیں آپنے حکم دیکر اُسے سنگسار کردیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو صحابہ سے سنا کہ ایک آدمی اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا اس (بیوقوف) کو دیکھو کہ اللہ نے تو اسکی پردہ پوشی کی اور یہ خود اپنے تئیں کتے کی طرح سنگسار کرائے بغیر نہ رہا آپ اُن دونوںکی بات (کے جواب دینے) سے (اولاً) خاموش رہے پھر بعد ایک مردار گدہے کے پاس سے نکلے جو (شدت موت سے) اپنا پانوں اُٹھائے ہوئے تھا

لہ حاکم اور بادشاہ کو لائق ہے کہ جب کوئی مجرم کسی جرم کا اقرار کرے تو اس سے اسطرح جرح کرے کہ شاید وہ اپنے اقرار سے پلٹ جاوے تو حد ساقط ہوجاوے جب چار دفعہ اقرار کرے تو حد قائم کرنی چاہیئے ۱۲

تو پوچھا فلاں فلاں کہاں ہیں وہ دونوں بولے یا رسول اللہ ہم دونوں موجود ہیں آپ نے فرمایا تم دونوں اُترو اور اس مردار گدھے کو کھاؤ وہ دونوں بولے یا نبی اللہ بھلا اس مردار کو کون کھا سکتا ہے آپ نے جواب دیا جو ابھی اپنے بھائی کی آبرو ریزی میں (جو برائی) حاصل کی وہ اس مردار کے کھانے سے بہت زیادہ بُری ہے اُس ذات کی قسم جسکی مٹھی میں میری جان ہے بیشک ماعز اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۵۱۷) خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے کوئی حد کا گناہ کیا اور اسپر اُس گناہ کی حد قائم کردی گئی تو یہ حد اُس گناہ کا کفارہ ہوجائیگی۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۵۱۸) حضرت علی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا جو کوئی گناہ کرے اور اُسے دنیا ہی میں سزا ملجائے اُسکے آخرت میں دوبارہ سزا نہ دیجائیگی کیونکہ خدا بندہ کو دو مرتبہ عذاب نہ دیگا وہ بڑا منصف ہے اور جسنے گناہ کیا اور اللہ نے اُسکی پردہ[۱] پوشی کرلی اور اُس سے درگزر کی تو اللہ اس بات سے پاک ہے کہ کسی معاف کی ہوئی بات پر دوبارہ سزا دے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

باب تعزیر[۲] دینے کا بیان

پہلی فصل (۵۱۹) ابوبردہ بن نیار نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں کے علاوہ کسی حد میں دس دروں سے[۳] زیادہ نہیں مارنے چاہئیں یہ روایت متفق علیہ ہے

دوسری فصل (۵۲۰) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی کسیکو (بطور سزا) مارے تو چہرہ پر مارنے سے بچنا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

---

[۱] یعنی جسنے حد کے گناہ کئے توبہ کی اور سچے دل سے کی تو خدا اسکی خطا بخشدیتا ہے پھر معاف کرنیکے بعد اُسے سزا ہرگز نہ دیگا ۱۲۔

[۲] تعزیر وہ ہے جو حاکم اپنی طرف سے سزا دے اور تعزیر کی سزا حد سے کم ہونی چاہیئے اور تعزیر عزر سے مشتق ہے جسکے معنے روکنے اور تکلیف پہنچانے کے ہیں چونکہ تعزیر میں مجرم کو تکلیف دیجاتی ہے اور آئندہ جرم کرنے سے اُسے روکا جاتا ہے اسلئے اسے تعزیر کہتے ہیں [۳] اکثر علماء کا قول ہے کہ سزائے تعزیر کی مقدار کم سے کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے ہیں اور غلام کو جیسے حد نصف لگائی جاتی ہے ویسا ہی سزائے تعزیر بھی آدھی دینی چاہیئے ۱۲

(۵۲۱) ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جسوقت ایک آدمی دوسرےکو یہودی کہکر پکارے اُسے بیس کوڑے[1] مارو اور اگر اوسے ہیجڑہ کہے تو بھی بیس کوڑے مارو اور جو کوئی ایسی عورت سے زنا کرے جو اُسپر حرام ہے اُسے مار ڈالو[2] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۲۲) حضرت عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی آدمی کو راہ خدا میں (یعنے مال غنیمت میں) خیانت کرتے پاؤ اُسکا اسباب[3] جلادو اور اُسے مارو پیٹو یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

باب شراب اور شراب پینے والے کی سزا کا بیان

پہلی فصل

(۵۲۳) ابوہریرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ان دو[4] (یعنے کھجور اور انگوروں کے درخت (کے پھلوں) کی شراب بنتی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۲۴) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں حضرت عمر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑہا اور یہ فرمایا بیشک شراب کے حرام ہونیکا حکم نازل ہوچکا ہے اور شراب ان پانچ چیزوں کی ہوتی ہے انگور۔ کھجور۔ گیہوں۔ جو۔ شہد۔ اور خمر یعنے شراب وہ ہے جو عقل کو کھودے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۵۲۵) حضرت انس فرماتے ہیں بیشک شراب حرام کی گئی ہے اور جسوقت وہ حرام ہوئی تو انگوروں کی شراب ہم بہت کم دیکھتے تھے ہماری عام شراب کچی کھجوروں اور خشک کھجوروں کی ہوتی تھی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] اور اگر کسی کو کافر یا فاجر یا خبیث یا منافق وغیرہ وغیرہ کہے اسکا بھی یہی حکم ہے ۱۲ [2] یہ حکم بطور زجر اور سختی کے ہے یا جو اسے حلال جانے اور کچھ گناہ نہ سمجھے اُسکے حق میں ہے ۱۲ [3] تورپشتی کہتے ہیں اسباب جلادینا ابتدا اسلام میں مدینہ میں تھا بعد اسکے منسوخ ہوگیا خطابی کہتے ہیں اسمیں علماء کا اختلاف ہے حسن بصری تو کہتے ہیں کہ جانور اور قرآن شریف کے علاوہ جو کچھ اسباب ہے جلادیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ مال جلانا درست نہیں ہے اور حق بات یہ ہے کہ اسکے لئے کچھ سزا نہیں کیونکہ بھیجے اچکا ہے مال غنیمت میں چوری کرنے میں ہاتھ کاٹنے نہیں آتے ۱۲ مرقاۃ [4] اب جونسی شراب یا جو چیز نشہ کرنیوالی ہو شراب کے حکم میں داخل ہے لہٰذا وہ بھی حرام ہے اور اسکا بھی اتنا گناہ اور وبال ہے ۱۲

(۵۲۶) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے بتع کی بابت جو شہد کا شیرہ ہوتا ہے دریافت کیا آپ نے فرمایا جو شراب نشہ کرے وہ حرام ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۲۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز نشہ کرنیوالی شراب ہے اور شراب حرام ہی (نتیجہ یہ ہوا کہ ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے) اور جو کوئی دنیا میں شراب پیتا رہا اور اسی طرح پیتے پیتے مرگیا اور توبہ نہ کی تو آخرت میں شراب طہور ہرگز نہ پیئے گا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۲۸) حضرت جابر سے روایت ہے کہ ایک آدمی یمن سے آیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس شراب کی بابت دریافت کیا جو کہ لوگ اس کے ملک میں پیتے تھے اور اُسے مزر کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا وہ شراب نشہ لانیوالی ہے وہ بولا ہاں آپ نے فرمایا ہر نشہ لانیوالی چیز حرام ہے بیشک اللہ برتر کا اس شخص کی بابت جو نشہ لانیوالی چیز پیتا ہے یہ عہد ہے کہ اُسے طینۃ الخبال[1] پلائیگا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ طینۃ الخبال کیا چیز ہے آپ نے فرمایا دوزخیوں کا پسینہ ہے یا دوزخیوں کا پیپ لہو ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۲۹) ابو قتادہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجور اور کچی کھجور کے ملانے[2] سے منع فرمایا ہے اور خشک انگور اور خشک کھجور اور کچی کھجور اور تر کھجور کے ملانے سے (بھی منع فرمایا ہی) اور فرمایا ہے شیرہ بناؤ تو ہر ایک کا الگ الگ بنایا کرو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۳۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے شراب کی بابت دریافت کیا جو (نمک ڈالکر) سرکہ بنا لیجاوے آپ نے فرمایا وہ (بھی) حلال نہیں[3] ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۳۱) وائل حضرمی نقل کرتے ہیں کہ طارق بن سُوید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت دریافت کیا آپ نے اُسے منع کیا وہ بولا میں تو اُسے دوا کے واسطے ۔۔۔۔۔۔

---

[1] طینہ کے معنے تلچھٹ اور خبال کے معنے پسینہ اور پیپ لہو ہیں شرابیوں کو دوزخیوں کے پسینے اور پیپ لہو کی تلچھٹ پینے کو ملیگی اور آنحضرت نے حدیث میں صرف خبال کے معنے بتائے ہیں ۱۲ [2] کیونکہ انہیں ملانے سے اکثر نشہ پیدا ہوجاتا ہے اور نشہ والی چیز حرام ہے ۱۲

استعمال کرتا ہوں آپ نے فرمایا وہ ہرگز دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

دوسری فصل

(۵۲۲) حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شراب پیتا ہے اللہ برتر اسکی چالیس دن کی نماز[2] نہیں قبول کرتا پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ اسکی توبہ قبول کرتا ہے پھر اگر دوبارہ پیتا ہے تو اللہ برتر اسکی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرتا پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو خدا اسکی توبہ قبول فرمالیتا ہے پھر اگر سہ بارہ پیتا ہے تو خدا تعالے اسکی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرتا پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے خدا اسکی توبہ قبول کرتا ہے پھر اگر چوتھی دفعہ پیتا ہے تو خدا تعالے اسکی توبہ قبول نہیں کرتا اور اُسے دوزخیوں کے پیپ لہو کی نہر کا پانی پلائیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے۔

(۵۲۳) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز[3] بہت سی نشہ لانیوالی ہو وہ تھوڑی بھی حرام ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۵۲۴) حضرت عائشہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں آپنے فرمایا جو بہت سی چیز نشہ کرتی ہو وہ چلو بھر بھی حرام ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۵۲۵) نعمان بن بشیر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک گیہوں کی شراب ہوتی ہے اور جو کی بھی شراب ہوتی ہے اور کھجوروں کی بھی شراب (بنتی) ہے اور انگور کی بھی شراب (بنتی) ہے اور شہد کی بھی شراب (بنتی) ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۲۶) ابوسعید خدری فرماتے ہیں ہمارے پاس ایک یتیم بچے کی شراب تھی جب سورۂ مائدہ اتری (جسمیں شراب کے حرام ہونیکا ذکر ہے) تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمنے اسکی بابت دریافت کیا کہ

---

[1] اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شراب میں کوئی بدنی نفع نہیں ہے اور آیت منافع للناس میں نفع سے سرور اور خوشی مراد ہے جسمانی فوائد مقصود نہیں ہیں ۱۲ [2] مراد یہ ہے کہ چالیس دن کی نماز کا ثواب نہیں ملیگا بلکہ کسی عبادت کا بھی ثواب نہیں ملیگا نماز چونکہ تمام بدنی عبادتوں سے افضل ہے اسلئے اسی کو ذکر کردیا اور چوتھی دفعہ توبہ قبول نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُسے توبہ کرنیکی توفیق نہیں ہوگی ورنہ اگر کوئی بندہ سو دفعہ بھی توبہ کریگا خداوند کریم قبول فرمائیگا ۱۲

[3] یعنی جو شئی بہت پی جانے سے نشہ ہوتا ہے وہ ذرا سی بھی حرام ہے ۱۲

وہ شراب یتیم بچہ کی ہے آپنے فرمایا اُسے گرادو[۱] اگرچہ کسی کی ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۵۳۷) حضرت انس ابوطلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطلحہ نے کہا اے اللہ کے نبی میں نے یتیم بچوں کے واسطے جو میری پرورش میں ہیں شراب خریدی تھی (اُسے کیا کروں) آپ نے فرمایا اُسے پھینکدو اور اُسکے برتن توڑ ڈالو[۲] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے ضعیف کہا ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ ابوطلحہ نے آنحضرت سے اُن یتیموں کی بابت دریافت کیا جنکے ورثہ میں شراب آئی تھی آپنے فرمایا اسے گرادو ابوطلحہ نے عرض کیا کہ میں اُسکا سرکہ نہ بنا لوں آپنے فرمایا نہیں

تیسری فصل

(۵۳۸) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک نشہ کرنے والی اور سُست کر دینے والی چیز کے (پینے کھانے) سے منع فرمایا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۵۳۹) دیلم حمیری کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ٹھنڈے ملک میں رہتے ہیں اور وہاں بڑے سخت سخت کام کرتے ہیں۔ اور ہم ان گیہوؤں کی شراب بنا لیتے ہیں اُسکی وجہ سے ہم اپنے کاموں اور شہروں کی برودت پر قوی اور غالب رہتے ہیں آپ نے فرمایا کیا وہ نشہ کرتی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا اُس سے بچو میں نے کہا لوگ تو اُسے نہیں چھوڑیں گے آپ نے فرمایا اگر نہ چھوڑیں تو ان سے لڑو یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۵۴۰) عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم شراب (پینے) اور جوا کھیلنے اور کوبہ اور غُبَیرا[۳] سے منع فرماتے تھے اور کہتے تھے ہر چیز نشہ کرنے والی حرام ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۴۱) عبداللہ بن عمرو ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا ماں باپ کی نافرمانی کرنیوالا جنت میں نہیں جاویگا اور نہ جواری اور نہ احسان[۴] جتانے والا اور نہ ہمیشہ شراب پینے والا (جنت میں جائیگا) یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے اور دارمی کی ایک روایت میں جواری کے بدلے یہ ہے کہ جو زنا سے پیدا ہو وہ بھی[۵] جنت میں نہیں جائیگا

---

[۱] کیونکہ جس چیز کا کھانا پینا استعمال کرنا حرام ہو اُسکا خریدنا اور بیچنا بھی حرام ہے ۱۲ [۲] برتن توڑ دینیکو آپ نے اسوجہ سے فرمایا کہ لوگ برتنوں کو دیکھینگے تو شراب یاد آئیگی کہیں دوبارہ گناہ میں مبتلا ہو جاویں بعد ازاں آپنے اجازت دیدی تھی ۱۲ [۳] کتب لغت میں لکھا ہے کہ کوبہ چوسر اور شطرنج اور نقارہ اور بربط کو کہتے ہیں یہ سب حرام ہیں اور غبیرا ایک خاص قسم کی شراب ہے جو حبشہ میں بنتی ہے ۱۲ [۴] یعنے جو کسی پر کچھ احسان کرے اور پھر اسپر احسان رکھے یا اسمی کسی بات میں دبانا چاہے ایسا شخص جنت سے محروم رہیگا ۱۲ [۵] زنا کے بچہ کے دوزخی ہونیکی حدیث ضعیف ہے اگر صحیح ہے ہو تو یہ معنی ہیں کہ زنا کی اولاد اکثر نالائق ہوتی ہے اور اپنی برے عملوں کی وجہ سے جنت میں نہ جاسکینگے یا ولدالزنا سے وہ شخص مراد ہے جو ہمیشہ زنا کرتا ہو جیسے اہل عرب بہت بہادر کو ابن الحرب یعنی لڑائی کا بچہ کہتے ہیں

(۳۲۴۵) ابوامامہ کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر نے مجھے تمام جہان والوں کی رحمت کا سبب اور ہدایت کا ذریعہ (بناکر) بھیجا ہے اور مجھے میرے پروردگار بزرگ و برتر نے باجوں اور مزامیر[1] اور بتوں اور سولیوں اور جہالت کی باتوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے اور میرے پروردگار بزرگ و برتر نے اپنی عزت کی قسم کھا کر کہا ہے کہ میرا جو کوئی بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیوے گا میں اُسے اُسیقدر دوزخیوں کی پیپ پلاؤنگا اور جو کوئی میرے ڈر سے اُسے نہ پیئے گا اُسے میں اپنے پاک حوضوں میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۳۴۳۵) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں پر اللہ نے بالتحقیق جنت حرام کردی ہے (ایک) ہمیشہ شراب پینے والا (دوسرا) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (تیسرا) وہ دیّوث ہے جو اپنی بیوی (یا گھر والوں) کو بُری بات سے نہ روکے یہ حدیث امام احمد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۴۴۴۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی جنت میں نہ جائیں گے (ایک) ہمیشہ شراب پینے والا (دوسرا) رشتہ داری توڑنے والا (تیسرا) جادو پر یقین لانے والا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۴۴۵) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہمیشہ شراب پینے والا مرجائیگا تو وہ اللہ برتر سے بت پرستو کی مانند ملاقات کریگا[2] یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے یہ حدیث ابوہریرہ سے نقل کی ہے۔

اور بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن عبیداللہ سے اُسنے اپنے والد عبداللہ سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ بخاری نے (اپنی) تاریخ میں محمد بن عبیداللہ سے اُسنے اپنے والد سے نقل کی ہے۔

(۶۴۴۵) ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے یہ کہتے تھے میں پروا نہیں کرتا کہ میں شراب پیوں یا خدا کے علاوہ اس ایتھر کے) ستون کی پوجا کروں (یعنے میرے نزدیک دو نو برابر ہیں) یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے

[1] باجے میں ڈھولک نقارہ تاشہ طبلہ طنبور سارنگی ستار ہارمونیم وغیرہ سب داخل ہیں اور مزامیر میں سب طرح کا گانا بانسری وغیرہ داخل ہے یہ سب حرام ہے ۱۲ [2] یعنے قیامت کے دن خدا وند کریم کے سامنے بت پرستوں کے ساتھ حاضر ہوگا اور وہی سزا اسے بھی دیجاویگی جو بت پرستوں کو دیجاویگی ۱۲

کتاب سردار ہونے اور قاضی ہونیکا بیان

پہلی فصل

(۵۴۷) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے میری فرمانبرداری کی اُسنے اللہ کی فرمانبرداری کی .... اور جسنے میری نافرمانی کی اسنے اللہ کی نافرمانی کی اور جسنے سردار کی بات مانی اُسنے میری بات مانی اور جسنے سردار کی بات نہ مانی اُسنے میری بات نہ مانی اور امام بمنزلہ ڈھال کے ہے اُسکے پیچھے لڑائی کی جاتی ہے اور اسکے سبب سے بچاؤ کیا جاتا ہے اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اُسے اسکا اجر ملیگا اور اگر اسکے علاوہ اور کچھ کہے تو اسپر اُسکا گناہ ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۴۸) اُم الحصین کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمپر نکٹا کنکٹا غلام حاکم ہوجاوے اور اللہ کی کتاب کے موافق تمہیں چلاوے تو تم اُسکی بات سنو اور کہا مانو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۵۴۹) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم (سردار کی) بات (سن کا) کہا مانو اگرچہ تمپر ایسا حبشی غلام[ل] حاکم ہوجاوے جسکا سر انگور کی طرح (چھوٹا) ہو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۵۰) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کو حاکم کی بات[ت] سننی اور ماننی جو اچھی ہو اور بُری نہ ہو واجب ہے جبتک گناہ کرنیکا حکم نہ کرے جب گناہ کا حکم کرے تو سننا اور ماننا ضرور نہیں ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۵۱) حضرت علی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ (کی بات) میں امام کی فرمانبرداری کرنی ضرور[ٹ] نہیں ہے فرمانبرداری کرنی صرف نیک کام میں ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۵۲) عبادہ بن صامت کہتے ہیں ہمنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تنگی اور آسانی اور خوشی اور ناخوشی کے وقت (آپکی بات) سننے[ع] اور فرمانبرداری کرنے پر بیعت کی تھی اور اس بات پر کہ ہم (انصاف)

ل اس سے مراد یہ ہے کہ سردار کیسا ہی حقیر و ضعیف ہو اسکی نافرمانی کرنی درست نہیں یہاں حقیقی معنے مقصود نہیں ہیں کیونکہ غلام سردار نہیں ہوسکتا ۱۲ ت یعنی ایسی صورت میں اسکا مقابلہ کرنا اور لڑنا منع ہے ۱۲ ٹ یعنے جو کچھ آپ فرمائیں گے اُسے ہم دل سے سنینگے اور قبول کریں گے اور جسی آپ کا امیر بنائیں گے اُسے ہم تسلیم کرینگے اور جو کوئی جس زمانہ میں پہلا حاکم ہوگا اُسے موقوف نہیں کرینگے ۱۲

جسے چاہیں) امیر بنادیں اور اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم امیروں سے سرداری نہ چھینیں اور جہاں کہیں ہم ہوں حق بات کہیں اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں ایک روایت میں ہے کہ اس بات پر (ہمنے بیعت لی) کہ کسی امیر کو ہم موقوف نہ کریں (یعنے آپنے فرمایا کہ کسی امیر کو حکومت سے برطرف نکرنا) ہاں اگر تم انکی کوئی بات صریح کفر کی دیکھو جسمیں تمہارے پاس خدا کی طرف سے دلیل ہو (اور کچھ شبہ نہ ہو اُسے برطرف کردینا) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۵۳) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں جسوقت ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپکی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر بیعت کرتے تھے آپ ہمسے فرمادیتے تھے جتنی فرمانبرداری[ا] تم سے ہوسکے (کرو) یہ روایت متفق علیہ ہے

(۵۵۴) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی اپنے حاکم کی ایسی بات دیکھے کہ اُسے بُری لگے تو صبر کرنا چاہئے کیونکہ جو کوئی (مسلمانوں کی) جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوکر مریگا وہ زمانہ جاہلیت کی موت[۲] مریگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۵۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے جو کوئی امام کی فرمانبرداری سے نکل گیا اور جماعت اسلام سے جدا ہوکر مرگیا تو وہ زمانہ جاہلیت کی موت مرا اور جو کوئی اندھا دھند جھنڈے کے نیچے لڑا کہ تعصب کی وجہ سے غصہ کرتا ہے یا اور وں کو تعصب کی وجہ سے بلاتا ہے یا تعصب کی وجہ سے کسی کی مدد کرتا ہے اور (اسی حال میں) وہ مارا گیا تو وہ شخص زمانہ جاہلیت کی موت[۳] مارا گیا (یعنی شہید ہرگز شمار نہ ہوگا) اور جو کوئی میری امت پر تلوار لیکر نکلا کہ ہر ایک نیک و بد کو مارتا ہے اور مومن کا بھی خیال نہیں کرتا اور نہ کسی اقرار والے کا اقرار پورا کرتا ہے ایسا آدمی میرے (طریقہ والوں میں) سے نہیں ہے اور میں اُسکا (کوئی) نہیں ہوں یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۵۵۶) عوف بن مالک اشجعی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا تمہارے بہتر حاکم وہ ہیں جنسے تم محبت اور وہ تمسے محبت کریں اور تم انکے لئے دعا کرو اور وہ تمہارے لئے دعا کریں اور

---

[۱] اس سے یا تو یہ مراد ہے کہ جتنی تم سے ہوسکے استقدر فرمانبرداری کرو یا یہ مراد ہے کہ جہانتک ہوسکے اور تمہاری طاقت سے باہر نہ ہو امام کی فرمانبرداری کرو ۱۲

[۲] اور جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بت پرستی کرتے کرتے مرگئے اور وہ دین سے محض ناواقف مرگئے ہیں انکی مغفرت کی کوئی دلیل نہیں ہے ایسا آدمی ہرگز نہ بخشا جائیگا ۱۲

[۳] یعنے جو کوئی دنیاوی غرض سے کسی سے لڑیگا یا دنیاوی دشمنی کی وجہ سے ایک فریق کی مدد کریگا اور ایک فریق سے لڑیگا تو ویسا شخص دوزخی ہوگا شہید کا اُسے ہرگز ثواب نہیں ملیگا ۱۲

تمہارے سب سے بڑے حاکم وہ ہیں جنسے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں اور تم انھیں بُرا کہو اور وہ تمہیں بُرا کہیں عوف کہتے ہیں ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ایسے حال میں انھیں موقوف نہ کردیں آپ نے جواب دیا نہیں (موقوف نہ کرو) جبتک وہ تم میں نماز[1] پڑھتے رہیں (موقوف) نہ کرو جبتک وہ تم میں نماز ادا کرتے رہیں، ہاں جس کسی پر کوئی حاکم مقرر ہو اور وہ شخص اُسے کوئی بات خدا کی نافرمانی کی کرتے دیکھ لے تو یہ شخص اُس بات کو خود بُرا سمجھے[2] اور حاکم کی فرمانبرداری سے دست برداری نہ کرے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۵۵۷) حضرت اُم سلمہ کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے اوپر ایسے حاکم مقرر ہونگے کہ اُن کے کام تمہیں کچھ اچھے معلوم ہونگے اور کچھ بُرے لہذا جسنے (بری بات سے) انکار کردیا (اور اُسے منع کیا) واقعی وہ شخص اپنے ذمہ سے بری ہوگیا اور جسنے اُس کام کو (دل سے) بُرا سمجھا وہ بھی بچا رہا ہاں جو کوئی (برائی سے) خوش رہا اور ان لوگوں کے ساتھ رہا (وہ اُس برائی کے وبال میں شریک رہیگا) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اُنسے جہاد نہ کریں آپنے فرمایا جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں اُنپر جہاد نہ کرنا[3] یعنے جو کوئی اُس کام کو دل سے بُرا سمجھے اور دل سے انکار کرے (وہ شخص سالم رہا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۵۸) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں ہم سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم عنقریب میرے بعد دیکھوگے کہ حکومت میں لوگوں کو تمپر ترجیح دیجاویگی اور ایسی باتیں دیکھوگے جو تمہیں بُری معلوم ہونگی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپ ہمیں (اسوقت کے لئے) کیا ارشاد فرماتے ہیں آپنے فرمایا تم اُنکا حق ادا کرنا اور خدا سے اپنا حق مانگنا (حاکمان کی نافرمانی نہ کرنا) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۵۹) وائل بن حجر فرماتے ہیں سلمہ بن یزید جعفی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور سوال عرض کیا یا نبی اللہ بتائیے اگر ہمپر ایسے حاکم مقرر ہوں کہ وہ ہمسے (اپنی خدمتوں کا)

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنا حاکم کے حق میں سب سے زیادہ عیب ہے ۱۲

[2] یعنے جو بُرا کام حاکم کرتا ہے یہ اس کام کو بُرا سمجھتا رہے پھر بھی حاکم کی نافرمانی نہ کرے ورنہ گنہگار ہوگا ۱۲

[3] اُسکے ذمہ کچھ گناہ نہیں اور جو اس سے خوش ہوگا وہ اگرچہ سخت گنہگار ہے لیکن اُس سے جہاد کرنا منع ہے ۱۲

حق مانگیں اور ہمارا حق نہ دیں (یعنے انصاف نہ کریں مال غنیمت نہ دیں) تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں (کہ ایسے حاکموں سے ہم کسطرح پیش آویں) آپ نے فرمایا تم انکی بات سننا اور فرمانبرداری کرنا کیونکہ جو کچھ انھیں (عدل وانصاف کرنے وغیرہ کی) تکلیف دیگئی وہ انپر فرض ہے اور جو کچھ (فرمانبرداری کرنیکی) مشقت دیگئی ہے[۱] تمپر فرض ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۵۷۰) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے جو کوئی امام کی فرمانبرداری سے دست بردار ہوجاویگا وہ شخص قیامت کے دن خدا تعالےٰ سے اس حال میں ملیگا کہ اسکے ایمان کی کوئی سند اسکے پاس نہ ہوگی اور جو کوئی اس حال میں مرجاوے گا کہ اسکی گردن میں امام برحق کی فرمانبرداری (کی بیعت) نہ ہوگی وہ جاہلیت کی موت[۱] مریگا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۵۷۱) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کو انبیا ادب سکھاتے تھے جب ایک نبی کی وفات ہوجاتی انکی جگہہ دوسرے نبی ہوجاتے اور بالتحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عنقریب (میرے بعد) خلیفہ ہونگے اور بہت[۲] سے ہونگے صحابہ نے عرض کیا (جب بہت سے خلیفہ ہونگے) تو آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں آپ نے فرمایا تم پہلے کی بیعت پوری کرنا پھر اسکے بعد جو پہلا[۳] ہو اسکی بیعت پوری کرنا اور انکا حق ادا کرتے رہنا اگرچہ وہ تمہارا حق ادا نہ کریں) بیشک خدا انسے اُن لوگوں کی بابت سوال کریگا جنکا انھیں نگہبان بنایا تھا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۷۲) ابوسعید کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت دو خلیفوں سے بیعت ہونے لگے تو انمیں سے جو پیچھے (خلیفہ ہوا) ہو اُس سے لڑو اور اُسے مار ڈالو) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۵۷۳) عرفجہ کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے عنقریب فتنے اور فساد ہونگے لہذا جو کوئی اس امت کے کام میں جدائی ڈالنے کا ارادہ کرے حالانکہ اسوقت سب اکٹھے ہوں تو اس شخص کو تلوار سے مارو خواہ کوئی ہو (بشرطیکہ پہلا امامت کے لائق ہو) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

---

[۱] یعنی وعدہ خیر ہوگا　[۲] یعنے ایک خلیفہ کے وقت میں اور لوگ مدعی خلافت بیعت ہونگے تم انکا ذرا خیال نہ کرنا پہلے ہی خلیفہ کے ساتھ رہنا ۱۲　[۳] یعنے ایک وقت میں جتنے آدمی مدعی خلافت ہوں انمیں سے جسکی بیعت پہلے ہوئی ہو اُسے خلیفہ سمجھنا دوسروں کو خلیفہ نہ سمجھنا اسی طرح اور وقتوں میں جسکی پہلے بیعت ہوجائے تو تم اسکی بیعت کرنا ۱۲

(۵۶۴) عرفجہ کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی اس حال میں تمہارے پاس آوے کہ تمہارا امر ایک شخص (یعنے خلیفہ) پر اکٹھا ہوا اور وہ شخص تمہارے (اتفاق کی) لکڑی کو توڑنا یا تمہاری جماعت میں جدائی ڈالنی چاہے اُسے مار ڈالو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۵۶۵) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایک امام سے بیعت کرلے یعنے اُسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ اور اپنے دل کا میوہ اُسے دیدے تو جہاں تک ہوسکے اُس کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے پھر اگر کوئی دوسرا آکر اُس سے جھگڑے تو اُس دوسرے کی گردن ماردو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۵۶۶) عبدالرحمن بن سمرہ کہتے ہیں مجھ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سرداری کو تو خود نہ مانگ ناکیونکہ اگر تو مانگکر سرداری دیا جائیگا تو سرداری کے (امور) تیرے سپرد[۵۱] ہو جاویں گے۔ اور اگر تجھے بن مانگے سرداری ملیگی تو اسپر تیری مدد ہوگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۶۷) ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا واقعی عنقریب تم سرداری کی حرص کروگے اور قیامت کے دن وہ حرص پشیمانی کا سبب ہوگی سرداری ابتدا[۵۲] میں مثل دودہ پلانیوالی کی اچھی چھڑانیوالی کے بُری معلوم ہوتی ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۶۸) ابوذر فرماتے ہیں میںنے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے (کہیں کا) عامل نہیں مقرر کرتے ابوذر کہتے ہیں آپنے اپنا ہاتھ میرے مونڈھے پر مار کر فرمایا۔ اے ابوذر بیشک تو ضعیف ہے اور یہ سرداری امانت ہے اور قیامت کے دن یہ رسوائی اور پشیمانی (کا سبب) ہوگی مگر جو کوئی اُسے حق سے لے اور جو کچھ سرداری کا اسپر حق ہے وہ ادا کرتا رہے[۵۳] (وہ رسوا اور پشیمان نہ ہوگا) ایک روایت میں ہے آپنے اُنسے کہا اے ابوذر میں تجھے ضعیف دیکھتا ہوں اور میں تیرے واسطے وہی بات پسند کرتا ہوں جو

---

[۵۱] یعنے سرداری کے امور کا بوجھ تجھپر ڈالدیا جائیگا خدا کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی پھر جب خدا کی طرف سے مدد نملی تو تجھ سے بہت ظلم سرزد ہونگے اور ان میں تو پکڑا جائیگا ۱۲ [۵۲] ہر ایک چیز کا ایک ابتدائی زمانہ ہوتا ہے دوسرا آخری زمانہ ہوتا ہے یہاں سرداری کو دودہ پینے بچہ سے تشبیہہ دیکر فرمایا ہے کہ اسکا اول زمانہ بھلا معلوم ہوتا ہے اور انجام برا ہوتا ہے ۱۲ [۵۳] یعنے رعیت کے معاملات میں انصاف کرنا کسی پر ظلم نہ کرنا رعیت کی فریاد سننا اور جو کچھ اُسکے خدمت حق میں ادا کرتا رہے تو اوسکو کچھ پشیمانی نہ ہوگی ۱۲

میں اپنی جان کے واسطے پسند کرتا ہوں تو دو آدمیوں کا بھی امیر نہ بنیو اور نہ کسی یتیم کے مال کا ولی بنیو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۵۶۹) ابوموسیٰ (اشعری) فرماتے ہیں میں اور میرے چچازاد بھائی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تو ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ جن جگہوں کا خدا نے آپکو حاکم بنایا ہے انہیں سے کسی جگہہ کا ہمیں حاکم بنا دیجئے اور دوسرے نے بھی یہی کہا آپ نے فرمایا بیشک ہم اس کام پر ایسے آدمی کو حاکم نہیں بناتے جو اسے مانگتا ہو اور نہ کسی ایسے کو جو اسکی حرص کرتا ہے ایک روایت میں ہے آپنے فرمایا اس کام پر ہم ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اسے لینے کا ارادہ کرتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۵۷۰) ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس سرداری کو برا سمجھے گا اُسے تم تمام لوگوں سے بہتر پاؤ گے جبتک کہ وہ خود اسمیں نہ پڑ جاوے[۱] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۷۱) عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو تم سب رعیت کے نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت (کی نگہبانی) کی بابت سوال کیا جاویگا۔ پھر جو امام کہ لوگوں پر نگہبان ہے اُس سے اُسکی رعیت کا سوال ہوگا اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اُس سے اُسکی رعیت کی (نگہبانی کی) بابت سوال ہوگا اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی نگہبان ہے اُس سے انکی (نگہبانی کی) بابت سوال ہوگا اور آدمی کا غلام اپنے سردار کے مال پر نگہبان ہے اُس سے اسکی بابت سوال ہوگا یاد رکھو تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت کی[۲] بابت سوال کیا جاویگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۷۲) معقل بن یسار کہتے ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے جو سردار مسلمانوں کی نگہبانی پر مقرر ہو اور وہ اُنپر ظلم و خیانت کرتے کرتے مرجاوے اُسپر اللہ

---

[۱] یعنے خود سرداری کی بلا میں نہ مبتلا ہو جاوے اور جو وہ خود اس بلا میں مبتلا ہو گیا تو وہ بھی انھیں جیسا ہوگا

[۲] یعنے خدا نے جس چیز کا نگہبان بنایا ہے وہ اسکی رعیت ہے اگر اُسکی نگہبانی میں کوتاہی ہوگی تو اس سے دریافت کرینگے کہ ہمنے تجھے اس چیز کا نگہبان بنا دیا تھا تو نے کیوں نہ نگہبانی کی ۱۲

[illegible] کے یہ معنے ہیں کہ ابتدا میں جنت میں نہیں جا سکیگا بلکہ سزا بھگتکر جائیگا یہ مقصود ہو کہ جو کوئی ظلم اور خیانت [illegible]

تو جنت حرام کردیگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۷۳) معقل بن یسار ہی کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو آپ فرماتے تھے جس بندے سے اللہ کسی رعیت پر نگہبانی کرائے اور وہ رعیت کی خیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نکرے اُسے جنت کی بو تک نہیں آئیگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۷۴) عائذ بن عمرو فرماتے ہیں میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے سب سے برا نگہبان ظالم (نگہبان) ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۵۷۵) حضرت عائشہ کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے یاالٰہی جو کوئی میری امت کے کسی کام کا والی (وحاکم) بنایا جاوے اور وہ اُنہیں مشقت میں ڈالے تو اُسپر سختی کیجیو اور جو کوئی میری امت کے کسی امر کا والی بنایا جاوے اور وہ اُنپر نرمی کرے تو تو بھی اُسپر نرمی کیجیو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۵۷۶) عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک منصف لوگ اللہ کے پاس دائیں طرف نور کے ممبروں پر ہونگے اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں (منصف) وہ لوگ ہیں جو اپنے گھر والوں اور حکموں میں اور اُن چیزوں میں جنکے مالک ہیں انصاف کرتے ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۷۷) حضرت ابوسعید فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ جو کوئی نبی بھیجتا یا کوئی خلیفہ بناتا ہے ضرور اُسکے دو چھپے ہوئے ساتھی ہوتے ہیں ایک بھلی باتوں کا حکم کرتا ہے اور اُنکا شوق دلاتا ہے اور دوسرا بری باتوں کا حکم کرتا ہے اور اُنکا شوق دلاتا ہے اور معصوم وہ ہے جسے خدا بچائے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۵۷۸) حضرت انس فرماتے ہیں کہ قیس بن سعد کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایسا مرتبہ تھا جیسے حاکم کے نزدیک کوتوال کا مرتبہ ہوتا ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۷۹) ابوبکرہ فرماتے ہیں جبکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنایا فرمایا جو قوم عورت کو اپنا حاکم بنائیگی وہ ہرگز فلاح نہ پاویگی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۵۸۰) حارث اشعری کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ان پانچ باتوں کے کرنیکا حکم کرتا ہوں ایک مسلمانوں کی جماعت (کی پیروی کرنے) کا دوسرے یہ کہ (امام اور عاملوں کی) بات سننے اور فرمانبرداری کرنے کا چوتھے ہجرت کرنی پانچویں راہ خدا میں جہاد کرنیکا (حکم دیتا ہوں) واقعی جو کوئی (مسلمانوں کی) جماعت سے بالشت بھر نکل گیا اُسنے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکالدی جبتک کہ وہ باز نہ آئے[1] اور جو کوئی جاہلیت کی سی دُہائی دے[2] (اور جو ناحق اسکی مدد کرے) وہ دوزخیوں کی جماعت میں سے ہے اگرچہ وہ روزے رکھتا اور نماز پڑہتا ہو اور اپنے تئیں مسلمان کہتا ہو یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۵۸۱) زیاد بن کُسیب عدوی فرماتے ہیں میں ابوبکرہ کے ساتھ ابن عامر کے منبر کے نیچے (بیٹھا) تھا اور ابن عامر باریک کپڑے پہنے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے ابوبلال بولے ہمارے امیر کو دیکھو کہ فاسقوں کے کپڑے پہنے ہوئے ہے ابوبکرہ نے اُس سے کہا چپ رہ! میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو کوئی اللہ کے (بنائے ہوئے) بادشاہ کی جو زمین پر ہو اہانت کریگا اسکی خدا رسوائی کرے گا۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۲) نواس بن سمعان کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری کرنی نہیں چاہیئے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۵۸۳) ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دس آدمیوں کا بھی سردار ہوگا وہ بھی قیامت کے دن گردن میں طوق پڑا ہوا آویگا[3] بعد ازاں اُسے انصاف (جو اُسنے کیا ہوگا) چھڑا دیگا یا ظلم (جو اُسنے دنیا میں کیا ہوگا) ہلاک کردیگا۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۵۸۴) ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویل (یعنی ہلاکت یا دوزخ کا گڑھا ہے

---

[1] یعنے جبتک توبہ نکرے اور حاکم کی فرمانبرداری نہ اختیار کرے وہ مسلمان نہیں ہے ۔ [2] زمانہ جاہلیت کا قاعدہ تھا جب کسی قوم دشمن سے مقابلہ کرنیکو پکارتی تو تمام اہل اسکی مدد کرتے تھے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم پس اسکی آنحضرت نے برائی فرمائی ۔ [3] جو کوئی سردار قیامت کے دن خدا کے روبرو آویگا اُسکی گردن میں طوق پڑا ہوگا اگر دنیا میں انصاف کیا ہوگا تو بارگاہ رب العزت سے بری ہو کر جنت میں چلا جائیگا اور جسنے ظلم کیا ہوگا وہ دوزخ میں جاکر ہلاک ہوگا۔

امیروں کے واسطے اور چودھریوں اور امانتداروں کے واسطے (جو انصاف اور امانتداری نہیں کرتے) ویل ہے اور قیامت کے دن بہت لوگ آرزو کرینگے کہ ہماری پیشانیاں ثریاؓ پر اسطرح لٹکائی جاتیں کہ آسمان و زمین کے درمیان ہلتیں (تو اچھا ہوتا مگر) ہمیں حکومت ہرگز نہ ملتی یہ حدیث شرح سنہ میں نقل کی ہے اور امام احمد نے بھی روایت کی ہے انکی روایت میں یہ ہے کہ ہماری چوٹیاں ثریا پر لٹکائی جاتیں کہ آسمان و زمین کے بیچ میں ہلتیں (تو بہتر ہوتا) ہم کہیں کے حاکم نہ ہوتے۔

(۵۵۵) غالب قطان ایک آدمی سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرداری حق ہے[۲] اور لوگوں کو سرداروں کی ضرورت (پڑتی) ہے ولیکن (ظالم) سردار دوزخی ہونگے یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۵۸۶) کعب بن عجرہ کہتے ہیں مجھ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کعب احمقوں کی سرداری سے تجھے اللہ کی حفظ وامان میں دیتا ہوں کعب کہتے ہیں) نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا عنقریب میرے بعد ایسے سردار ہونگے (جو جھوٹے اور ظالم ہونگے) جو کوئی انکے پاس جائیگا اور انکی جھوٹی باتوں کو سچا کہے گا اور ظلم کرنے میں انکو مدد دیگا وہ مجھ سے نہیں[۳] ہے اور نہ میں ان میں سے ہوں اور حوض کوثر پر وہ لوگ میرے پاس نہیں آئیں گے اور جو کوئی انکے پاس نہ گیا اور نہ انکی جھوٹی بات کو سچ کہا اور نہ ظلم پر انھیں مدد دی یہ لوگ میرے ہیں اور میں انکا ہوں اور یہی لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آوینگے یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۵۸۷) حضرت ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص جنگل میں رہتا ہے سخت دل ہوتا ہے اور جو شکار کے پیچھے پڑا رہتا ہے غافل ہو جاتا ہے۔

---

[۱] یعنے اونچے مقام پر اگرچہ ہمیں لٹکا دیا جاتا اور جا بے جنبی میں تکلیف سہتے اور آج ہمارا چھٹکارا ہو جاتا تو بہت بہتر ہوتا اور دنیا کی حکومت ہمیں نہ ملتی جسکی وجہ سے آج ہم بلا میں مبتلا ہیں ۱۲

[۲] یعنے سرداری درست ہے کچھ گناہ یا بری بات نہیں ہے مگر ظلم کرنا برا ہے ظالم سردار کو سخت عذاب ہوگا ۱۲

[۳] یعنی ایسا شخص میرا تابعدار اور امتی نہیں ہے اور نہ میں انکا حامی و مددگار ہوں نہ انھیں حوض کوثر پر میری ملاقات نصیب ہوگی

اور جو شخص بادشاہ کے پاس آیا جاتا ہے فتنہ[1] میں مبتلا ہوتا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے جو کوئی بادشاہ کی خدمت میں زیادہ رہتا ہے فتنہ میں پڑ جاتا ہے اور جو کوئی بادشاہ سے قربت زیادہ کرتا ہے اسی قدر خدا سے زیادہ دور ہو جاتا ہے ۔

(۵۸۸) مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے مونڈھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے قدیم[2] اگر تو اس حال میں مرگیا کہ نہ تو سردار ہوا اور نہ منشی اور نہ چودھری تو فلاح کو پہنچ گیا یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے ۔

(۵۸۹) عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب مکس[3] یعنی جو شخص لوگوں سے محصول لیتا ہے جنت میں نہیں جائے گا یہ حدیث امام احمد و ابوداؤد اور دارمی نے روایت کی ہے

(۵۹۰) ابوسعید کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منصف امام قیامت کے دن خدا کو سب سے زیادہ پیارا اور مرتبہ میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ہوگا اور ظالم امام قیامت کے دن خدا کا نزدیک سب سے زیادہ دشمن ہوگا اور اُسے سب سے زیادہ عذاب ہوگا ایک روایت میں ہے وہ مرتبہ میں سب سے زیادہ دور ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے

(۵۹۱) ابوسعید ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جہاد اس شخص کا ہے جو ظالم بادشاہ کے روبرو حق بات کہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور امام احمد اور نسائی نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے ۔

(۵۹۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت خدا تعالیٰ کسی امیر کو بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے اسکا وزیر سچا بنا دیتا ہے کہ اگر بادشاہ بھول جاتا ہے تو وزیر

---

[1] کیونکہ بادشاہوں اور رئیسوں کی صحبت میں اکثر دنیا ہی کی باتوں میں لگے رہتے ہیں اور دین کی باتوں کا ذکر تک نہیں ہوتا اُنکے پاس جانیوالے لوگ بھی اُنہی باتوں میں لگ جاتے ہیں اور فرائض خدا میں بھی کوتاہی ہونے لگتی ہے اس وجہ سے آنحضرت نے انکے پاس جانے سے منع فرمایا ۱۲ [2] اسکا نام مقدام تھا آپ نے قدیم پیار سے کہا اور یہ بات اُس سے اس وجہ سے کہی کہ سردار اور منشی اور چودھری لوگ سے اکثر ایسی باتیں سرزد ہو جاتی ہیں جو سراسر ظلم و فساد کی ہوتی ہیں اور لوگوں کی حق تلفیاں بھی ہو جاتی ہیں ۱۲ [3] اس سے چنگی لینے والے لوگ مراد ہیں جو کہ چنگی لیتے وقت اکثر ظلم کرتے ہیں یعنی بادشاہ کے مقرر کئے ہوئے محصول سے زیادہ محصول لیتے ہیں یا بعض بے محصولی

اُسے یاد دلا دیتا ہے اور اگر اُسے یاد ہوتا ہے تو اُسکی تائید کرتا ہے اور جب کسی امیر کو بُرائی پہنچانیکا ارادہ کرتا ہے تو اُسکا بُرا وزیر بنا دیتا ہے کہ اگر یہ بھول جاتا ہے تو وزیر یاد نہیں دلاتا اور اگر اسے یاد ہوتا ہے تو اسکی تائید نہیں کرتا یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۵۹۳) ابو امامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا واقعی جسوقت امیر لوگوں میں شک کی باتیں ڈھونڈھتا ہے تو انھیں خرابی میں ڈالتا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۵۹۴) حضرت معاویہ فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے بیشک تو جسوقت لوگوں کے عیبوں کے پیچھے پڑیگا انھیں خراب کر دیگا۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۵۹۵) ابوذر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ میرے بعد سرداروں کے ساتھ کیا برتاؤ برتو گے جبکہ مال فئے وہ لوگ خود لے لینگے (اور دوسروں کو نہ دیں گے) مینے عرض کیا یاد رکھیئے یا رسول اللہ اُس ذات کی قسم جسنے آپکو حق دیکے بھیجا ہے میں اپنی تلوار اپنے مونڈھے پر رکھونگا (یعنے لڑنیکو تیار ہونگا) پھر مرتے دم تک تلوار چلائے جاؤں گا آپنے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بہتر بات نہ بتاؤں (وہ یہ ہے کہ) تو مجھ سے ملنے تک صبر کیجیو یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۵۹۶) حضرت عائشہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ قیامت کے دن اللہ بزرگ و برتر کے سایہ کیطرف کون لوگ سبقت کرنے والے ہیں لوگوں نے جواب دیا اللہ اور اللہ کے رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپنے فرمایا وہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں حق بات دی (یعنے بتائی) جاتی ہے اُسے مان لیتے ہیں اور

سلہ یعنی جو رعیت کی بھلائی کی بات ہوتی ہے نیک وزیر اُسے یاد دلا دیتا ہے اور اگر اُسے خود یاد ہوتی ہے تو اور زیادہ اُس کی رغبت دلاتا ہے اور اُسکی تائید کرتا ہے ۱۲ ملہ یعنے لوگوں کی بُرائیاں خود سرداری ڈھونڈنے لگیں اور جو اُس جستجو میں لگے رہیں کہ انکی نکتہ چینیاں کریں تو پھر وہ لوگ خود بخود تباہ ہو جائینگے سلہ یعنی تو یا جو کوئی کسی قوم کا سردار ہو اور اُنکے عیب ڈھونڈے مدعا یہ ہے کہ قوم کے خراب کرنیکی کوشش کریگا ۱۲

سلہ مال فئے وُسے کہتے ہیں جو لڑنے اور قتال کرنے بغیر کفار کا مال ہاتھ لگ جاوے وہ مال عام مسلمانوں کا حق ہے کسی جماعت یا امام کا خاص نہیں ہے ۱۲ ھہ کیونکہ حاکم کا خلاف کرنا بُرا ہے اور صبر کرنا بہت اچھا ہے ۱۲

لہ یعنے سب سے آگے خدا کے سایہ میں کن لوگوں کو جگہ ملیگی ۱۲

جب ان سے کچھ مانگا جاتا ہے تو خرچ کرتے ہیں اور لوگوں کے واسطے وہی حکم (پسند) کرتے ہیں جو اپنے واسطے حکم کرتے ہیں۔

(۵۹۷) جابر بن سمرہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میں تین چیزوں کا اپنی امت پر خوف کرتا ہوں (کہ کہیں ان میں مبتلا ہوکر ہلاک نہ ہو جاویں) (ایک) چاند کی چالوں پر مینہ مانگنا[1] (دوسرے) بادشاہ کا ظلم کرنا (تیسرے) تقدیر کو جھٹلانا۔

(۵۹۸) ابوذر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چھ روز تک مجھ سے فرمایا اے ابوذر جو کچھ میں تجھ سے اسکے بعد کہونگا اسے یاد رکھیو جبکہ ساتواں دن ہوا تو آپ نے فرمایا میں تجھے تیرے پوشیدہ اور ظاہر کام میں خدا سے ڈرنے کی وصیت[2] کرتا ہوں اور جب تو (کوئی) برائی کرے تو اسکے بعد فوراً نیکی کر اور کسی شخص سے کچھ نہ مانگ اگرچہ تیرا کوڑا گر پڑا ہو اور کسی کی امانت اپنے پاس نہ رکھ اور دو آدمیوں میں فیصلہ نہ کر۔

(۵۹۹) ابو امامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کوئی دس آدمیوں یا زیادہ کا سردار ہو اسے قیامت کے دن اللہ بزرگ و برتر مشکیں بندھا ہوا گلے میں طوق پڑا ہوا حاضر کریگا پھر اسے اسکی بھلائی چھڑا دیگی یا گناہ ہلاک کر دیں گے سرداری کی ابتدا میں ملامت ہے اور بیچ میں ندامت ہے اور اخیر میں یعنے قیامت کے دن رسوائی ہے۔

(۶۰۰) حضرت امیر معاویہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ اگر تو کسی کام میں سردار بنایا جاوے تو اللہ سے ڈرتا رہیو اور انصاف کیجیو معاویہ کہتے ہیں ہمیشہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے ہمیشہ یہ گمان کرتا رہا کہ میں سرداری[3] میں ضرور گرفتار ہونگا یہانتک کہ میں گرفتار ہوا

---

[1] یعنے یہ اعتقاد رکہنا کہ فلاں ستارہ یا چاند اس منزل میں ہوتا ہے تو مینہ برستا ہے اور اس منزل میں ہوتا ہے تو مینہ نہیں برستا یہ اعتقاد کفر ہے مینہ برسانا نہ برسانا سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے چاند یا تارے کی خاصیت کو فرا دخل نہیں ہے ۱۲ [2] یعنے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ظاہر اور پوشیدہ جو کام کرو خدا سے ڈرتے رہنا اور نہ کسی سے کچھ مانگنا ۱۲ [3] یعنے مجھے خیال تہا کہ میں سردار ضرور مقرر ہونگا اسی وجہ سے جب انہوں نے دیکھا کہ خلافت کا وہ زمانہ جو رسول اللہ نے تیس برس بتائے تھے گزر جاتا ہے تو حضرت عثمان کے بعد انہوں نے سوچا تھا کہ آنحضرت نے جو یہ فرمایا ہے کہ تو سردار بنایا جاوے تو انصاف کیجیو تو میں اب سردار ہو جاؤ پھر تو سرداری کا زمانہ نہیں رہیگا اس بنا پر علما نے لکھا ہے کہ حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو کچھ جھگڑا ہوا وہ اجتہادی بات پر ہوا ہے کوئی گنہگار نہیں

(۶۰۱) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابتداء ۷۰ھ[1] (کے زمانہ) اور لڑکوں کی حکومت میں تم خدا کی پناہ مانگو۔ ان چھیوں حدیثوں کو امام احمد نے نقل کیا ہے اور بیہقی نے معاویہ کی حدیث دلائل النبوت میں نقل کی ہے

(۶۰۲) یحییٰ بن ہاشم یونس بن ابی اسحٰق سے وہ اپنے والد (ابی اسحٰق) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے تم ہوگے ویسے ہی تمہارے سردار ہونگے۔

(۶۰۳) حضرت ابن عمر نے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے زمین میں بادشاہ خدا کا سایہ[2] ہے کہ ہر ایک مظلوم بندہ اسکے پاس پناہ لیتا ہے اگر وہ انصاف کرتا ہے اُسے اجر ملے گا۔ اور رعیت پر شکر واجب ہے اور جو ظلم کرے تو اسپر گناہ ہوگا اور رعیت کو صبر کرنا لازم ہے۔

(۶۰۴) حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن بندوں میں خدا سے زیادہ قریب نرم دل اور منصف امام ہوگا اور قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بڑے مرتبہ کا ظالم اور سختی کرنے والا امام ہوگا۔

(۶۰۵) عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی مسلمان بھائی کیطرف ڈرانے کی غرض سے نظر کریگا اُسے خدا قیامت کے دن ڈرائیگا ان چاروں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے اور یحییٰ راوی کی حدیث کی بابت کہا ہے کہ یہ منقطع ہے اور اُسکی روایت ضعیف ہے

(۶۰۶) ابو درداء کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ برتر ارشاد فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں بادشاہ ہوں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں اور بیشک بندے جب میری فرمانبرداری کرتے ہیں میں اُنکے بادشاہوں کے دلوں کو انپر مہربان اور نرم کر دیتا ہوں اور جب میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں بادشاہوں کے دل انپر خفگی اور ناراضگی کے ساتھ[3] پھیر دیتا ہوں

---

[1] یعنے ۶۰ھ کے قریب فتنے اور فساد ہونگے جیسے کہ ۶۱ھ میں یزید بن معاویہ نے فتنہ پھیلایا تھا اور لڑکوں کی حکومت سے اولاد مروان کی حکومت مراد ہے ۱۲

[2] مراد یہ ہے کہ جیسے سایہ کی وجہ سے آدمی دھوپ اور گرمی وغیرہ سے بچتا ہے ایسے ہی بادشاہ کی وجہ سے بہت سی ایذاؤں سے امن میں رہتا ہے اور اسے خدا کی طرف منسوب کرنے سے اُسکی بزرگی مقصود ہے جیسے کعبہ کو خدا کا گھر اور حضرت عیسےٰ کو روح اللہ کہہ دیتے ہیں ۱۲

[3] یعنے بادشاہوں کو انپر نارافع کر دیتا ہوں ۱۲

وہ انہیں سخت تکلیفیں پہنچاتے ہیں اسواسطے تم بادشاہوں کی بد دعا میں اپنے تئیں مشغول نہ کیا کرو ولیکن اپنے تئیں خدا کے ذکر اور اس سے زاری کرنے میں مشغول کیا کرو تاکہ میں تمہیں بادشاہوں (کی برائی) سے بچاؤں یہ حدیث ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں نقل کی ہے۔

باب اُن امور کا بیان جو آسانی وغیرہ کرنی حاکموں کو لازم ہے

پہلی فصل (۷۰۷) ابو موسیٰ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کسی صحابی کو جب اپنے کسی کام پر بھیجنا چاہتے تو فرماتے انھیں خوشی کی باتیں سنانا ڈرانا نہیں اور آسانی کرنا سختی نہ کرنا[2] یہ روایت متفق علیہ ہے

(۷۰۸) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور تسلی دو نفرت نہ دلاؤ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۰۹) حضرت ابو بردہ[3] فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے دادا ابو موسیٰ اور معاذ کو یمن کیطرف بھیجا تو فرمایا تم دونوں آسانی کرنا سختی نہ کرنا اور خوشی کی باتیں سنانا نفرت نہ دلانا اور تم دونوں اتفاق رکھنا اختلاف نہ کرنا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۱۰) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن عہد توڑنے والے کیواسطے جھنڈا کھڑا کیا جاویگا اور کہا جاویگا یہ فلاں ابن فلاں کے عہد توڑنے کی نشانی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۱۱) حضرت انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا قیامت کے دن ہر ایک عہد توڑنے والے کے واسطے ایک نشان ہوگا جسکی وجہ سے لوگ اسکو پہچان لینگے یہ روایت متفق علیہ ہے

---

[1] مراد یہ ہے کہ تم بادشاہوں کو ناحق بد دعا نہ دیا کرو کیونکہ تمہیں جو ایذائیں انکی وجہ سے پہنچتی ہیں وہ تمہارے ہی عملوں کی سزا ہوتی ہے انکا کچھ قصور نہیں اس لئے تم اپنے عمل درست کیا کرو خدا تم پر بادشاہوں کو مہربان کر دے گا ۱۲

[2] یعنے زکوٰۃ اور صدقہ لینے میں لوگوں پر سختی نہ کرنا آسانی سے پیش آنا ۱۲

[3] بہتر یوں ہے کہ یہ حدیث ابو بردہ کے بیٹے سے روایت ہے کیونکہ ابو موسیٰ ابو بردہ کے والد تھے دادا نہیں تھے انکے بیٹے عبد اللہ کے دادا تھے چونکہ امام بخاری نے اسے مسلم بن ابراہیم کی سند سے اسی طرح نقل کیا ہے ۱۲ مرقات

(۶۱۲) ابو سعید نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا قیامت کے دن ہر ایک عہد توڑنے والے کے سُرین کے پاس[1] ایک جھنڈا ہوگا اور ایک روایت میں ہے قیامت کے دن ہر ایک عہد توڑنے والے کے لئے جھنڈا ہوگا اُسکی عہد شکنی کے موافق وہ جھنڈا اونچا ہوگا۔ یاد رکھو عام[2] سردار کی عہد شکنی سے زیادہ کوئی عہد شکنی نہیں ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۶۱۳) عمرو بن مرہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت معاویہ سے کہا میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جسے خدا نے مسلمانوں کے کسی کام کا سردار بنایا اور وہ اُنکی حاجت اور مطلب اور غریبی سے پردہ[3] میں (یعنے غافل) رہا اللہ اُسکی حاجت اور مطلب برآری اور غریبی سے پردہ میں رہیگا (یہ سنکر) معاویہ نے لوگوں کی حاجت برآری کیواسطے ایک آدمی مقرر کردیا یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے اللہ اُسکی حاجت اور مطلب برآری اور محتاجگی (دفع کرنے) سے ولے آسمانوں کے دروازے بند کریگا

تیسری فصل (۶۱۴) ابو شماخ ازدی نے اپنے چچازاد بھائی سے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے یہ روایت کی ہے کہ یہ حضرت معاویہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جسے اللہ نے لوگوں کے کسی کام پر حاکم بنادیا پھر اُسنے مسلمانوں یا مظلوموں یا حاجتمندوں (کی حاجت برآری) سے اپنا دروازہ بند کرلیا خدا اُسکی حاجت کے اور فقیری کے وقت اپنی رحمت کے دروازے بند کریگا یعنے جبوقت اُسے اُس حاجت برآری کی بہت احتیاج ہوگی

[1] اس سے اسکی ذلت مقصود ہوگی کیونکر عزت کا نشان جو ہوتا ہے آگے کھڑا ہوتا ہے یہ نشان پیچھے ہوگا تاکہ اسے لوگوں کے روبرو ذلت ہو ۱۲ مرقاۃ [2] اس سے یا تو یہ مراد ہے کہ جو خود بخود امیر بنجاوے اس سے بڑا کوئی عہد شکن نہیں ہے کہ اسنے خدا اور رسول کے خلاف کیا اور لوگوں سے مشورہ کئے بغیر سردار بن گیا یا یہ مراد ہے کہ جو تمام لوگوں کا سردار ہو اُس سے جو عہد شکنی کریگا اُس سے زیادہ کوئی عہد شکن نہیں ہے ۱۲ لمعات [3] یعنے کسی حاجتمند یا غریب کی حاجت روائی نہ کی خدا اس کی حاجت پوری نہ کریگا اس سے رئیسوں اور حکام کو یہ تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ ہر وقت اپنے ماتحتوں اور رعیت کا خبرگیراں رہے پردوں اور مکانوں کے کمروں میں جا جاکر نہ بیٹھیں کہ کسی مظلوم کی فریاد کی خبر تک نہ ہو ورنہ قیامت کے دن ایسی ہی خدا ان سے بے پرواہی برتے گا ۱۲ لمعات و مرقاۃ

(۶۱۵) حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ جب وہ اپنے عاملوں کو بھیجتے تھے اُن سے یہ شرط کر لیتے تھے کہ ترکی گھوڑوں پر سوار نہ ہونا[1] اور نہ میدہ کھانا اور نہ باریک کپڑے پہننا اور لوگوں کی حاجتوں کے وقت اپنے دروازے بند نہ رکھنا اگر تم اسمیں سے کوئی کام بھی کرو گے تو تم پر عذاب اتر آئیگا پھر حضرت عمر اُنھیں پہنچانے جاتے تھے یہ دو نوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں

باب قضات میں عمل کرنے اور قضات سے ڈرنے کا بیان

(یعنی قاضی کس بات پر عمل کرے اور ہمیشہ ڈرتا رہے)

پہلی فصل (۶۱۶) ابو بکرہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے غصہ کی حالت[2] میں حاکم کو دو آدمیوں میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۱۷) عبداللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ دونوں کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وقت حاکم اجتہاد کر کے حکم دیتا ہے اور اُسکا حکم درست ہوتا ہے اُسے دوہرا ثواب ملتا ہے اور جب اجتہاد کر کے حکم دیتا ہے اور غلطی ہو جاوے تو بھی اُسے ایک اجر ملیگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۶۱۸) ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لوگوں کے درمیان قاضی بنایا گیا واقعی وہ بن چھری[3] ذبح کیا گیا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۶۱۹) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے قاضی بننے کی خواہش ہو

[1] کیونکہ ان پر سوار ہونے سے دل میں تکبر پیدا ہوتا ہے اور میدا کھانا اور باریک کپڑا پہننا اس وجہ سے منع ہے کہ اس سے آدمی مزے میں پڑ جاتا ہے اور یہ فضول خرچی میں بھی داخل ہے ۱۲ مرقاۃ ولمعات [2] کیونکہ غصہ کی حالت میں غور نہیں ہو سکتا لہٰذا اگر فیصلہ کر دیگا تو غلطی واقع ہو گی اس واسطے غصہ کے وقت فیصلہ نہ کرے ورنہ [illegible] ہو جاتا ہے اور جا کر اسکا فیصلہ منسوخ ہو جاویگا جیسے یہاں بھی اپیل میں خارج ہو جاتا ہے رنے کی ترکیب بتادی ہے ۱۲ [3] میں مبتلا ہو گیا جیسے کہ جانور کو اگر چھری سے ذبح کیا جاتا ہے تو وہ چالیس برس میں تڑپ نہیں پہنچے یہاں زیادہ گہرائی بیان کرنی مقصود ہے جیسا چھری کاٹا جاتا ہے اُسے بڑی تکلیف ہوتی اور تڑپ تڑپ کر جاتا ہے ۱۲

اور (بادشاہ سے[1]) مانگے تو قضاۃ اسی کے نفس کے حوالہ کردی جاتی ہے (یعنی خدا کی طرف سے مدد نہیں ملتی) اور جسے زبردستی قاضی بنا یا گیا اُسکے پاس خدا ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اُسے درست رکھتا ہے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۶۲۰) حضرت بریدہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاضی تین طرح کے ہیں ایک جنتی اور دو دوزخی ہیں جنتی وہ شخص ہے جو حق بات پہچانے اور اُسی کے موافق حکم کرے اور جو شخص حق بات معلوم کرکے حکم کرنے میں ظلم کرے وہ دوزخی ہے اور جسنے بے جانے بوجھے حکم دیدیا وہ بھی دوزخی ہے یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۲۱) ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے مسلمانوں کی حکومت[2] مانگ لی اور اُسے مل گئی پھر (اگر) اسکا انصاف ظلم پر غالب[3] رہا تو اُسے جنت ملیگی اور جس شخص کا ظلم انصاف[4] پر غالب رہا اُسکے واسطے دوزخ ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۲۲) معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں یمن کیطرف (حاکم بنا کر) بھیجا تو فرمایا جب تیرے پاس کوئی مقدمہ پیش آوے گا تو کسطرح فیصلہ کرے گا انہوں نے عرض کیا میں کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرونگا آپ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں تجھے نہ ملے (تو کیا کریگا) وہ بولے میں آپکی سنت کے موافق حکم کرونگا آپ نے فرمایا اگر تو میری سنت میں بھی نہ پائے انہوں نے جواب دیا پھر میں اپنی عقل سے قیاس[5] کرونگا اور کوتاہی (ہرگز) نہ کرونگا راوی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اُس خدا کا بہت بڑا

---

[1] یعنے جو حکومت مانگ کر لیتا ہے خدا کی طرف سے اسکی امداد نہیں ہوتی اسکے سارے بوجھ اسی پر پڑ جاتے ہیں ۱۲

[2] اس جگہ مراد یہ ہے کہ جسے اپنے نفس پر اطمینان ہو اور پورا بھروسا ہو کہ میں ظلم نہیں کرونگا اُسے اگر حکومت مانگنے ہے اور وہ ظلم نہ کرے تو اُسے کچھ گناہ نہیں ہے ۱۲

[3] یعنے انصاف ہی انصاف کیا ظلم ذرا نہیں کیا یہ خلاف کیا اور نہیں ہے ۱۲ لمعات

[4] ایسے ہی [illegible] ہو اور ایسے ہی ظلم کے انصاف پر غالب ہونیکے معنی ہیں کہ ظلم ہی ظلم کیا ہو انصاف

[5] رئیسوں اور حاکموں کو یہ تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ جو مسئلہ جو کتاب وحدیث میں مذکور ہوگی اُسپر قیاس کرکے جو اسکا حکم ہوگا مکانوں کے گردیں میں جا جاکر نہ بیٹھیں کہ کسی مظلوم کی فریاد چیزوں کے کم وبیش بدلنے اور قرض بیچنے کو سود دینا ہے پھر علمانے بے پرواہی برتے گا لمعات ومرقاۃ

شکر ہے جسنے اپنے رسول کے قاصد کو اُس بات کی توفیق دی جس سے رسول راضی اور خوش ہے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۶۲۳) حضرت علی فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کیطرف قاضی بنا کر بھیجا تو مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے بھیجتے ہیں حالانکہ میں نو عمر ہوں اور مجھے قضات کا کچھ علم نہیں ہے آپنے فرمایا خداوند کریم تیرے دل کو ہدایت کر دیگا اور تیری زبان کو (حق بات کے حکم کرنے پر) قائم رکھیگا جب تیرے پاس دو شخص کوئی جھگڑا لاویں تو پہلے کی بات پر حکم نہ لگا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لے[1] کیونکہ اسطرح زیادہ بہتر ہے اور تجھے دونوں کی بات سننے سے حکم ظاہر ہو جاوے گا حضرت علی فرماتے ہیں اسکے بعد فیصلہ کرنے میں مینے کبھی شک نہیں کیا یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ام سلمہ کی حدیث جسکی ابتدا یہ ہے کہ میں ''اپنی عقل سے تمہارے فیصلے کرتا ہوں'' خدا چاہے تو ہم آئندہ فیصلوں کے باب میں ذکر کرینگے

تیسری فصل

(۶۲۴) عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حاکم لوگوں میں (ظلم کے ساتھ) حکم کرتا ہے وہ قیامت کے دن اسطرح حاضر ہوگا کہ فرشتہ اوسکی گدّی پکڑے ہوگا پھر آسمان کیطرف سر اُٹھائیگا اگر خداوند کریم فرمائیگا کہ اسی (دوزخ میں) ڈالدے تو وہ اسے چالیس[2] برس کے گہرے گڑھے میں ڈالدیگا یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے۔

(۶۲۵) حضرت عائشہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپنے فرمایا قیامت کے دن عادل قاضی پر ایک ایسا وقت آویگا کہ وہ آرزو کریگا کہ اگر مینے دو آدمیوں میں کبھی ایک کھجور کا فیصلہ بھی نہ کیا ہوتا تو کیا اچھا ہوتا یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔

(۶۲۶) عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ قاضی کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے[3] جبتک وہ ظلم نہیں کرتا اور جب ظلم کرتا ہے تو خدا اُس سے الگ ہو جاتا ہے اور

---

[1] کیونکہ آنحضرت نے میرے حق میں اللہ سے دعا کی تھی اور مجھے فیصلہ کرنے کی ترکیب بتادی تھی ۱۲

[2] یعنے اس گڑھے کی گہرائی اتنی ہوگی کہ کوئی چیز پھینکی جاوے تو چالیس برس میں تہ پر پہنچے یہاں زیادہ گہرائی بیان کرنی مقصود ہے مقدار مدت بیان کرنی مقصود نہیں ہے ۱۲ [3] یعنے اُسکی مدد کرتا ہے ۱۲

شیطان اسکے پاس آجاتا ہے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ جب ظلم کرتا ہے تو معاملہ اُسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے (خدا اُسکی امداد نہیں کرتا)۔

(۶۲۷) سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک مسلمان اور یہودی کا مقدمہ آیا حضرت عمرؓ کی رائے میں یہودی کا حق ثابت ہوا اور حضرت عمرؓ نے اُسیکے موافق فیصلہ کیا یہودی نے اُنسے کہا بخدا آپنے حق فیصلہ کیا ہے حضرت عمرؓ نے اُسے کوڑا مار کے[1] کہا تو نے کیونکر جانا یہودی بولا بخدا ہمنے توریت میں دیکھا ہے کہ جو کوئی قاضی حق فیصلہ کرتا ہے اُسکی دائیں طرف ایک فرشتہ اور ایک فرشتہ بائیں طرف رہتا ہے وہ دونوں اُسکی مدد کرتے ہیں اور حق بات کی اُسے توفیق دیتے ہیں جبتک وہ حق پر (قائم) رہتا ہے اور جسوقت وہ حق بات چھوڑ دیتا ہے وہ فرشتے اُسے چھوڑ کر (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں یہ حدیث امام مالک نے روایت کی ہے۔

(۶۲۸) ابن موہب سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ تم لوگوں کے قاضی بن جاؤ انھوں نے فرمایا اے امیر المومنین مجھے معاف کرو اور میرے حال پر رحم کرو (مجھے قاضی نہ بناؤ) حضرت عثمان نے کہا تم اسے برا کیوں سمجھتے ہو حالانکہ تمہارے والد قاضی تھے انہوں نے جواب دیا میں اس وجہ سے (ناپسند کرتا ہوں) کہ میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی قاضی ہو جاوے اور وہ انصاف سے فیصلہ کرے پھر بھی یہ لائق ہے کہ وہ برابر سرابر لوٹ[2] آئے (تو بڑا خوش نصیب ہے کہ نہ اُسے اُسپر کچھ گناہ ہوا اور نہ ثواب ملا) حضرت عثمان نے پھر دوبارہ اُنسے نہ کہا یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور رزین کی روایت میں جو نافع سے منقول ہے یہ ہے کہ ابن عمرؓ نے حضرت عثمان سے کہا اے امیر المومنین میں دو آدمیوں میں بھی فیصلہ کرنا نہیں چاہتا (قاضی بننا تو الگ رہا) انہوں نے جواب دیا تمہارے والد[3] جو فیصلہ کرتے تھے ابن عمرؓ بولے میرے

[1] حضرت عمرؓ نے اسکے کوڑا ازراہ تعجب مارا تھا کہ تو نے کیونکر معلوم کر لیا سزا دینی مقصود نہ تھی اور یہودی کو چونکہ معلوم تھا کہ حق میرا ہے جب حضرت عمرؓ نے اُسکے موافق فیصلہ کیا اسوجہ سے اُسنے جان لیا کہ یہ حق اور سچے فیصلے کرتے ہیں کسی کی رعایت نہیں کرتے ہیں ۱۲ ——— ۱۲ [2] یعنے حکومت کی زمانہ میں جو کام اُسنے کئے ہیں انپر نہ اسے کچھ ملا اور نہ کچھ گناہ ہو برابر سرابر حکومت کے زمانے میں ہو تو بڑا خوش نصیب ہے ابن عمرؓ نے یہ بات حضرت عمرؓ سے سنی تھی ۱۲ [3] یعنے تمہارے والد حضرت

والد کو اگر کوئی مشکل پیش آجاتی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے تھے اور اگر آپ کو بھی کوئی مشکل پیش آجاتی تو جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرما لیتے تھے اور مجھے ایسا کوئی نہیں دکھائی دیتا جس سے میں پوچھ لیا کروں اور میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی خدا کی پناہ مانگے اُس نے بہت بڑے کی پناہ مانگی اور آپ سے میں نے یہ بھی سنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی خدا کی پناہ مانگے اُسے امان دیا کرو اب میں بھی خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے قاضی نہ بناؤ حضرت عثمان نے انھیں مجبور نہ کیا اور یہ فرمادیا کہ اور کسی سے نہ بیان[۱] کرنا۔

باب حاکموں کی تنخواہوں اور تحفوں کا بیان

پہلی فصل (۶۲۹) ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں تمہیں کچھ دیتا ہوں اور نہ کچھ تم سے روک سکتا ہوں میں تو بانٹنے والا ہوں جہاں مجھے حکم ہوتا ہے وہاں[۲] رکھ دیتا ہوں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۶۳۰) حضرت خولہ انصاریہ کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض لوگ خدا کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں انھیں قیامت کے دن دوزخ میں بھیجا جاویگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۶۳۱) حضرت عائشہ فرماتی ہیں جبکہ حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو یہ فرمایا واقعی میری قوم (یعنی مسلمان) جانتے ہیں کہ اپنے گھر والوں کے خرچ سے میری مزدوری کم نہیں تھی اور اب میں مسلمانوں کے کام میں لگ جاؤں گا اب اس مال میں سے ابوبکر کے گھر والے کھائیں گے اور اُسکے بدلے ابوبکر مسلمانوں کا کام کریگا۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

---

[۱] ورنہ سب قاضی بننے سے انکار کرینگے اور جب کوئی قاضی نہیں ہوگا تو لوگوں کے معاملات میں بڑی خرابیاں پڑینگی ۱۲

[۲] یعنی ہدایت اور علم اور مال و دولت کچھ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ میں کسی کو دوں اور کسی کو نہ دوں سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لاتا ہے اور جسے چاہتا ہے مال و دولت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کچھ نہیں دیتا میں تو صرف سنا دینے والا اور تقسیم کرنے والا ہوں ۱۲

[۳] حضرت ابوبکر کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اُسکے نفع میں اپنے گھر کا خرچ اٹھاتے تھے جب آپ خلیفہ ہوئے تو فرمادیا کہ اب میں امور خلافت کی وجہ سے کچھ کام نہیں کرسکتا اسواسطے جو کچھ میرے گھر کا خرچ ہوگا وہ میں بیت المال سے لیتا رہونگا اور مسلمانوں کا کام کرتا رہونگا ۱۲

دوسری فصل (۶۳۳۲) حضرت بریدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا جسے ہم کسی کام پر مقرر کرتے ہیں اور اُسے کھانیکو دیدیتے ہیں اسکے بعد پھر جو کچھ وہ لیگا وہ خیانت (میں داخل) ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۳۳۳) حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت کے زمانہ میں عامل بنایا گیا تھا اور آپنے مجھے اسکی مزدوری بھی دی یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۶۳۳۴) حضرت معاذ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا جب میں روانہ ہو گیا آپنے ایک شخص کو میرے پیچھے (مجھے بلانیکو) بھیجا میں پلٹ آیا تو آپنے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ مینے تیرے پاس آدمی کیوں بھیجا تھا (اسلئے بھیجا تھا) کہ تو میری بے اجازت کچھ نہ لیجو کیونکہ یہ (بے اجازت لینا) خیانت ہے اور جو کوئی خیانت کریگا قیامت کے دن وہ چیز لیکر حاضر ہوگا جو خیانت سے لی ہوگی مینے تجھے اسی لئے بلایا تھا اب تو اپنے کام پر چلا جا یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے

(۶۳۳۵) مستورد بن شداد کہتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی ہمارا عامل ہو (اسکی اگر بیوی نہ ہو) تو بیوی کرلے اور اگر خادم نہ ہو تو خدمتگار رکھ لے اور اگر مکان نہ ہو تو مکان لے لے ایک روایت میں ہے جو اسکے علاوہ اور کچھ لیگا وہ خیانت کرنے والا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے

(۶۳۳۶) عدی بن عمیرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جو کوئی ہمارے کام پر مقرر ہو اور وہ اسمیں سے سوئی یا اس سے کچھ زیادہ ہمسے چھپالے وہ خیانت کرنے والا ہے قیامت کے دن اُسے لیکر حاضر ہوگا ایک انصاری آدمی نے کھڑے ہو کے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے اپنا کام لے لیجیے آپ نے فرمایا یہ کیوں! وہ بولا مینے آپ سے سُنا کہ آپ اسطرح فرماتے ہیں آپنے جواب دیا یہی تو کہتا ہوں کہ جسے ہم کسی کام پر مقرر کریں اور وہ تھوڑا بہت سب لے آئے پھر اُسے اسمیں سے کچھ ملے تو لیلے اور جس سے منع کیا جاوے باز رہے یہ حدیث مسلم اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور یہ لفظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں۔

(۶۳۳۷) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت کی ہے

ﮯ۱ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی بیت المال پر عامل ہو اُسے بیوی کے مہر اور روٹی کپڑے اور خدمتگار اور رہنے کی جگہہ کے لائق بیت المال ہی سے خرچ لینا درست ہے اور اگر مزے یا فضول خرچی کیلئے لیگا تو حرام ہے ۱۲ لمعات ﮯ۲ رشوت اُسے کہتے ہیں کہ حاکم کو کچھ مال اس غرض سے دیا جاوے کہ وہ دوسرے کا حق مجھے دلادے یا اس مال کے لالچ میں میرے موافق فیصلہ کردے اسکا لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں ۱۲

(۶۳۸) یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے عبداللہ بن عمرو اور ابوہریرہ سے نقل کیا ہے اور امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے ثوبان سے نقل کیا ہے اور یہ زیادہ کیا ہے کہ رائش (پر بھی لعنت کی ہے) یعنی جو ان دونوں کے درمیان آتا جاتا ہے۔

(۶۳۹) عمرو بن عاص کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میرے پاس (یہ بات کہنے کو) بھیجا کہ اے عمرو بن عاص اپنے ہتھیار اور کپڑے پہنکر میرے پاس آجا عمرو بن عاص کہتے ہیں میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ وضو کر رہے تھے آپ نے فرمایا اے عمرو میں نے آدمی بھیجکر تجھے اسلئے بلایا ہے کہ میں تجھے ایک ایسی طرف روانہ کرونگا کہ خدا تجھے سلامت رکھیگا اور[1] بہت مال غنیمت تجھے عطا کریگا اور میں بھی تجھے اس میں سے کچھ مال دونگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ہجرت مال کی وجہ[2] سے نہیں ہے میں نے تو اللہ و رسول ہی کے واسطے ہجرت کی ہے آپنے فرمایا نیکبخت آدمی کے واسطے اچھا مال بھی عمدہ چیز ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور اسی طرح امام احمد نے نقل کی ہے۔ اور امام احمد کی روایت میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا نیک مرد کے واسطے حلال مال اچھا ہے۔

تیسری فصل

(۶۴۰) ابوامامہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی کے واسطے سفارش کرے اور اسپر وہ شخص اس امیر کے واسطے تحفہ بھیجے اور یہ امیر وہ تحفہ لے لے تو وہ سود کے سب سے[3] بڑے دروازہ میں داخل ہوگیا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

باب فیصلوں اور گواہوں کا بیان

پہلی فصل

(۶۴۱) حضرت ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا

---

۱ یعنے تو جہاد کرکے زندہ و سالم اور بہت سا مال غنیمت لیکر آئیگا اور تجھے بھی میں کچھ دونگا ۱۲

۲ یعنے میری ہجرت اور میرا ایمان خالصاً لوجہ اللہ بنا کچھ مال اور دولت کی وجہ سے میں مسلمان نہیں ہوا اور نہ اس غرض سے میں حبشہ کو چھوڑ کر یہاں آیا ہوں۔ عمرو بن عاص ۸ سنہ ہجری میں خالد بن ولید کے ہمراہ مدینہ میں تشریف لائے تھے ۱۲

۳ اگرچہ یہ رشوت ہے لیکن سود اسے اسوجہ سے کہا گیا کہ جیسے سود بلا عوض لیا جاتا ہے ایسے ہی یہ مال بلا کسی محنت اور مزدوری کے لیا جاتا ہے ۱۲

اگر لوگوں کو صرف دعوی کرنے ہی سے مدعا دلایا جاوے تو لوگ آدمیوں کے خون اور مالوں کے دعوے کرنے لگیں ولیکن صرف دعوی ہی پر فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ مدعا علیہ پر قسم کھانی لازم ہے (اگر مدعی کے پاس گواہ اور ثبوت نہ ہو) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی شرح نووی میں یہ[له] ہے کہ آپنے فرمایا اور بیہقی کی روایت میں حسن یا صحیح سند کے ساتھ ابن عباس سے مرفوعاً یہ عبارت زیادہ ہے کہ ثبوت مدعی کے ذمہ ہے اور قسم انکاری یعنے مدعا علیہ پر ہے -

(۳۴۲) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حاکم کی مجلس میں بند ہو کر اس غرض سے قسم کھائے کہ اس سے مسلمان آدمی کا مال مارے اور وہ اس قسم میں جھوٹا ہو قیامت کے دن خدا کے سامنے جائیگا تو خدا اس سے ناراض ہوگا اللہ برتر نے اسکی تصدیق میں یہ آیت اُتاری ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَہۡدِ اللّٰہِ وَ اَیۡمَانِہِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا[۵۲] اخیر آیت تک - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۳۴۳) ابو امامہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنی قسم سے مسلمان آدمی کا مال مارنا چاہے اُسکے واسطے بلاشبہ خدا نے دوزخ کی آگ مقرر کردی ہے اور بہشت اسپر حرام ہے ایک آدمی نے آپ سے کہا یا رسول اللہ اگرچہ وہ چیز تھوڑی سی ہو آپنے فرمایا اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ٹہنی (یعنے مسواک) ہی کیوں نہ ہو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۳۴۴) حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) میں بھی انسان[۵۳] ہوں اور تم لوگ میرے پاس مقدمے لاتے ہو اور شاید کوئی تم میں سے اپنی

له یعنے اس روایت میں لفظ اِنَّ جو حرف مشبہ بالفعل ہے زیادہ ہے جسکے معنے محاورہ میں ربط کے ہیں پہلی روایت میں تھا ابن عباس نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا دوسری میں یہ ہے ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا - ۱۲ ۵۲ (ترجمہ) جو لوگ خدا کے اقرار اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں انکے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور نہ قیامت کے دن خدا ان پر مہربانی کی نظر کریگا ۱۲ ۵۳ اگر کسی بات میں اپنی رائے سے فیصلہ کردوں اور وہ فیصلہ وحی کے ذریعہ سے مجھے معلوم نہ ہوا ہو اسمیں اگر میں ایک کا دوسرے کو حق دلا دوں تو میرے دلا دینے سے وہ اسکا حق نہیں ہوسکتا اگر کوئی مجھ سے جھوٹی باتیں بناکر کسی دوسرے کا حق لے لیگا اُسے آگ کا ٹکڑا تصور کرے اور یہ جانے کہ مجھے آگ کا ٹکڑا مل گیا کیونکہ اُس کے عوض یہ عذاب میں مبتلا ہوگا ۱۲

دلیل کی تقریر دوسرے سے زیادہ بیان کرنے والا ہو اور میں جسطرح اسکی بات سنوں اسکے موافق فیصلہ کردوں (تو یہ ممکن ہے خواہ وہ شخص جھوٹا ہی ہو) لہٰذا میں جس کسی کو دوسرے بھائی کی کچھ چیز دلادوں تو اُسے ہرگز نہ لینی چاہیئے (اور اگر لے لیگا تو یاد رکھے) کہ میں نے اُسے آگ کا ایک ٹکڑہ دلادیا ہے (جسمیں اُسے عذاب ہوگا) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۴۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ جھگڑالو آدمی خدا کو سب سے زیادہ ناپسند ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۴۵) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مدعی کی ایک قسم[1] اور ایک گواہ پر فیصلہ کردیا تھا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۶۴۶) علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے ایک آدمی حضرموت سے اور ایک آدمی قبیلہ کندہ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے حضرمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اس دوسرے شخص نے میری زمین دبالی ہے کندی بولا یا رسول اللہ وہ زمین میری ہے اور میرے ہی قبضہ میں ہے اسکا اسمیں کچھ حق نہیں ہے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرمی سے پوچھا تیرے پاس کچھ ثبوت ہے وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو تجھے اسکی قسم کے موافق (فیصلہ منظور) کرنا ہوگا اسنے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آدمی تو بدکار ہے جس بات پر قسم کھاتا ہے کچھ پروا نہیں کرتا اور نہ کسی چیز سے پرہیز کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکی قسم لینے کے علاوہ تیرا اور کچھ حق نہیں ہے پھر کندی قسم کھانے چلا جب وہ مڑا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص حضرمی کا مال ظلماً کھانے کی غرض سے قسم کھالیگا تو جس وقت خدا کے سامنے جائیگا تو وہ اسکی طرف سے منھ پھیرلیگا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۶۴۷) ابوذر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے

[1] بعض کا عمل اسی پر ہے کہ ایک قسم دوسرے گواہ کے قائم مقام ہوسکتی ہے اور بعض کہتے ہیں یہ حدیث اُس آیت کے مخالف ہے جسمیں صراحۃً دو گواہ ہونیکا ذکر ہے نیز اُس حدیث کے بھی مخالف ہے جسمیں یہ مذکور ہے کہ ثبوت مدعی ہی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ ہی پر ہے اور یہ حصر اسوجہ سے ہے کہ لفظ البینۃ اور الیمین میں الف لام استغراقی ہے۔ بعض کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ آپنے مدعی سے ثبوت مانگا اسنے صرف ایک گواہ پیش کیا دوسرا گواہ نہ دے سکا آپنے مدعا علیہ سے قسم لیکر فیصلہ کردیا ۱۲ لمعات

جو کوئی ایسی چیز کا دعوے کرے جو اسکی نہ ہو وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں ہے اُسے چاہیئے کہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا سمجھ لے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۶۴۸) زید بن خالد کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے اچھا گواہ نہ بتاؤں (سب سے اچھا گواہ) وہ ہے جو پوچھے جانے سے پہلے اپنی گواہی دیدے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۴۹) ابن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر جو انکے بعد ہونگے بعد ازاں ایک ایسی قوم آویگی کہ انکی گواہی قسم پر اور قسم گواہی پر پیشقدمی کریگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۵۰) ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم سے قسم کھانے کو کہا اُن سب نے قسم کھانے میں جلدی کی آپ نے حکم دیا ان میں قرعہ ڈالو کہ کون قسم کھائے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۶۵۱) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثبوت مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ کے ذمہ ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۵۲) ام سلمہ اُن دو مردوں کے مقدمہ میں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مال ترکہ کی بابت جھگڑتے آئے تھے اور اُن دونوں کے پاس بجز دعوے کے اور کچھ ثبوت نہ تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے

لے یہ جب ہے کہ کسی بات کا علم ہو اور مدعی کو معلوم نہ ہو تو یہ اُس سے کہدے کہ میں تیرا گواہ ہوں یا حقوق خداوندی کی گواہی مراد ہے جیسے زکوٰۃ اور کفارہ اور چاند دیکھنے اور وصیتوں کی گواہی ہے کہ کوئی پوچھے یا نہ پوچھے۔ اسکے علاوہ اور موقعوں میں جبتک گواہی طلب نہ کی جائے گواہی دینی درست نہیں کیونکہ اسکی برائی میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ۱۲ لمعات

لے طیبی نے اسکی صورت یوں لکھی ہے کہ دو آدمی ایک چیز کا دعویٰ کریں کہ یہ میری ہے دوسرے کی نہیں ہے اور وہ چیز تیسرے آدمی کے قبضہ میں ہو وہ یہ کہتا ہو کہ مجھے نہیں معلوم یہ چیز ان میں کس کی ہے چونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے حق کے منکر ہیں اس لئے ایک کو قسم دلائی جاوے جس کا قرعہ میں نام نکل آئے ۱۲ لمعات

یہ نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جسے میں دوسرے مسلمان بھائی کا کچھ حق دلادیتا ہوں تو اُسے وہ مال لینا حلال نہیں ہوجاتا بلکہ یہ جاننا چاہیئے کہ) میں اُسے آگ کا ٹکڑہ دلاتا ہوں اسپر وہ دونوں آدمی یہ کہنے لگے یارسول اللہ یہ میرا حق بھی میرے ساتھی کو دیدیجیے اپنے معاف کیا آپ نے فرمایا نہیں لیکن تم جاکر دونوں بانٹ لو اور حق بات کا خیال رکھنا (کہ آدھوں آدھ دو حصہ کرلینا) پھر قرعہ ڈالنا (چلسا آدھا جسکے نام نکلے وہ لے لینا) اسکے بعد تم ہر ایک اپنے ساتھی کو معاف کردینا (یعنے یہ کہدینا کہ اگر تیرے پاس میرا حق چلا گیا ہو تو میں نے معاف کیا) ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا جن امور میں میرے پاس وحی نہیں آتی اُن میں میں اپنی رائے سے تمہارے فیصلے کرتا ہوں (میرے فیصلہ کردینے سے اگر کسیکا حق نہ ہو تو اُسے لینا جائز نہیں ہوجاتا) یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۶۵۳) جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے ایک جانور کا دعوے کیا اور ہر ایک نے یہ ثبوت دیا کہ یہ میرا جانور ہے میں نے اسے گیابھن کرایا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ جانور اُسی کو دیدیا جسکے قبضہ میں تھا یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۶۵۴) ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کا دعوے کیا (کہ میرا ہے) اور انمیں سے ہر ایک نے دو دو گواہ پیش کئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں میں آدھا آدھا اونٹ بانٹ دیا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی دوسری روایت اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ ہے کہ دو آدمیوں نے ایک اونٹ کا دعوی کیا اُن میں سے ایک کے پاس بھی ثبوت نہ تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ اُن دونوں کو دلادیا۔

(۶۵۵) ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی ایک جانور کے بابت جھگڑے اور اُن دونوں کے پاس

ف۱ یہ آپ نے احتیاطاً فرمایا کہ ایسا کردینا ۱۲ ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک چیز کا دو آدمی دعوی کریں اور دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو وہ چیز جسکے پاس ہوگی اُسکو دلائی جائیگی اور اگر دونوں کے پاس ثبوت ہو اور دونوں کا ثبوت برابر ہو تو اسوقت بھی قبضہ والے ہی کا حق زیادہ ہے ہاں اگر اسکے پاس ثبوت نہ ہو اور دوسرا ثبوت دیدے تو اُسے وہ چیز دلادیجائیگی ۱۲ ف۳ یہ جب ہے کہ وہ چیز دونوں کے قبضہ میں ہو یا دونوں کے قبضہ میں نہ ہو کسی تیسرے کے قبضے میں ہو ۱۲

ثبوت نہ تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قسم کھانے پر قرعہ ڈال لو (کہ قسم کون کھائے پھر جسکے نام قسم کھانی نکل آئے وہ قسم کھاکر جانور لیلے) یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۶۵۶) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے جسے قسم ولائی تھی یہ فرمایا کہ اس اللہ کی جسکے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے قسم کھاکر یہ کہہ کہ مدعی کی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۶۵۷) اشعث بن قیس فرماتے ہیں میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک (مشترکہ) زمین تھی اسنے میرے حصہ کا انکار کیا تھا میں اسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا آپنے فرمایا کیا تیرے پاس ثبوت ہے مینے عرض کیا نہیں آپ نے یہودی سے فرمایا تو قسم کھا مینے عرض کیا یا رسول اللہ یہودی تو اسی وقت قسم کھالیگا اور میرا مال لے لیگا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا الآیۃ (ترجمہ جو لوگ اپنی قسموں اور خدا کے اقراروں کے بدلے تھوڑا مال لے لیتے ہیں انھیں آخرت میں کچھ نہیں ملیگا) یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۵۸) اشعث بن قیس ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی قبیلہ کندہ کا اور ایک حضرموت کا دونوں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یمن کی ایک زمین پر جھگڑتے ہوئے آئے حضرمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میری زمین کو اسکے باپ نے دبالیا تھا اور اب وہ میرے قبضہ میں ہے آپنے فرمایا تیرے پاس کچھ ثبوت ہے حضرمی بولا نہیں (ثبوت تو نہیں ہے) مگر میں اُسے قسم دلاؤں گا (کہ وہ اسطرح کہے) خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ یہ حضرمی کی زمین ہے اور اس سے میرے باپ نے چھین لی تھی اسپر کندی قسم کھانے کو آمادہ ہوگیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھاکر دوسرے کا مال ماریگا (قیامت کے دن) خدا تعالےٰ اسکے روبرو ہاتھ کٹا ہوا حاضر ہوگا کندی بولا یہ زمین اسی کی ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۵۹) عبد اللہ بن انیس کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ——— اور یمین غموس لیعنے

له یعنے خدا کو حاضر وناظر سمجھکر یہ کہہ کہ مدعی کی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اسکا دعوی بالکل جھوٹا ہے ۱۲ عله یعنی جھوٹی قسم [illegible]

اور جھوٹی قسم کھانا) تمام بڑے گناہوں سے بڑے گناہ ہیں اور جو کوئی کسی حاکم وغیرہ کے روبرو خدا کی قسم کھائے اور اسمیں مچھر کے پر کے برابر کچھ (جھوٹ) داخل کردے اسکے دل پر ایک سیاہ نکتہ کردیا جاتا ہے جو قیامت تک رہیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

(۲۲۰) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میرے اس منبر کے پاس[۲] جھوٹی قسم کھائیگا اگرچہ سبز مسواک ہی پر قسم کیوں نہ کھائی ہو اسکا ٹھکانا دوزخ میں بنا دیا جائے گا یا اسکے لیے آتش جہنم واجب ہے یہ حدیث ابوداؤد اور امام مالک اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۲۱) خریم بن فاتک کہتے ہیں (ایک دفعہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی جب نماز پڑھ چکے تو کھڑے ہو گئے اور تین دفعہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی اور اللہ کے ساتھ شرک کرنا[۳] برابر ہے پھر (استدلالاً) یہ آیت پڑھی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (ترجمہ بتوں کی پرستش کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی گواہی سے بچو اللہ ہی کی طرف رجوع کرو اسکے ساتھ شریک نہ بناؤ) یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور امام احمد اور ترمذی نے ایمن بن خریم سے روایت کی ہے مگر ابن ماجہ نے آیت پڑھنے کا ذکر نہیں کیا

(۲۲۲) حضرت عائشہ کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیانت[۴] کرنیوالے مرد و عورت اور اس شخص کی جسکے دُرّے لگ چکے ہوں گواہی جائز نہیں ہے اور نہ دشمن کی گواہی دوسرے بھائی پر (جسکا یہ دشمن ہو) اور نہ اس شخص کی گواہی جو اپنے ولا النسب[۵] بیان کرنے میں جھوٹ کی

---

[۱] یمین غموس سے وہ قسم مراد ہے کہ جو گزری ہوئی بات پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے اس قسم کا توبہ اور استغفار کے علاوہ کفارہ کچھ نہیں ہے اور غموس کے معنے ڈوبنے والے کے ہیں اس قسم کو یمین غموس اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس قسم کا کھانے والا آتش جہنم میں ڈوبا رہیگا ۱۲ لمعات [۲] اس سے معلوم ہوا کہ کسی خاص مکان یا خاص وقت میں قسم کھانے سے قسم کی پختگی مقصود ہوتی ہے ۱۲ [۳] یعنے دونوں کا گناہ برابر ہے کیونکہ شرک میں خدا پر جھوٹ باندھا جاتا ہے اور جھوٹی گواہی میں لوگوں پر جھوٹ بولا جاتا ہے ۱۲ مرقاۃ [۴] جو امانت میں خیانت کرتا ہو اور خدا و رسول کے احکام میں خیانت کرتا ہو اسکی گواہی معتبر نہیں اور دشمن کی گواہی دشمن پر

[۵] یعنے کسی نے اپنا باپ یا آزاد کرنے والا کسی کو بتایا ہو اور تحقیق کے بعد معلوم ہوا ہو کہ یہ اس نسب اور آزاد کرنیوالے کے بیان کرنے میں جھوٹا ہے اسکی گواہی بھی معتبر نہیں ہے اور جو کوئی کسی گھر والوں کے سہارے پر پڑا ہوا ان گھر والوں کے حق میں اسکی گواہی معتبر نہیں ہے ۱۲

تہمت لگا یا گیا ہو اور نہ اس شخص کی گواہی معتبر ہے جو ایک گھر والوں کے سہارے پر پڑا رہتا ہو اور اُنکے حق میں گواہی دے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور یزید بن زیاد دمشقی راوی حدیث کی حدیث نہیں مانی جاتی۔

(۶۶۳) عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ان لوگوں یعنی) خیانت کرنے والے مرد و عورت اور بدکار مرد و عورت کی اور دشمن کی دشمن پر گواہی جائز نہیں ہے اور آپ نے ایسے شخص کی جو گھر والوں کے سہارے پڑا رہتا ان لوگوں کے حق میں گواہی رد کر دی تھی یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۶۶۴) ابو ہریرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جنگل میں رہنے والے کی بستی والوں پر گواہی درست نہیں ہے یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۶۵) عوف بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں میں فیصلہ کیا تو ہارے ہوئے نے واپس جاتے وقت کہا اللہ مجھے کافی ہے اور وہ اچھا کام بنانیوالا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ برنا دانی پر ملامت کرتا ہے ولیکن تجھے ہوشیاری کرنی لازم ہے اور جب تجھپر کوئی بات غالب[1] آجائے اسوقت یہ کہہ لیا کر اللہ مجھے کافی ہے اور وہ اچھا کام بنانیوالا ہے یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے

(۶۶۶) بہز بن حکیم اپنے والد حکیم سے اور وہ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو تہمت[2] لگانے میں قید کر دیا تھا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی اور نسائی نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا تھا۔

تیسری فصل

(۶۶۷) حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے حکم کیا کہ مقدمہ میں مدعی اور مدعی علیہ دونوں حاکم کے روبرو بیٹھیں۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

کتاب جہاد کے بیان میں

پہلی فصل

(۶۶۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی کو ہوشیاری کرنی چاہیئے تو کوشش اور ہوشیاری کر کے اپنا ثبوت پیش کرتا جب تو ثبوت پیش نہ کر سکا اور تیرا مخالف جیت گیا تو پھر تیرا حسبی اللہ کہنا بیکار ہے یہ تو جب کہا جاتا ہے جب آدمی لاچار ہو جاوے اور کوئی بات حصول مطلب کی میسر ہو ۱۲ مرقاۃ

[2] یعنے اُسپر کسی نے قرضہ وغیرہ کا دعوی کیا تھا اسلئے آنحضور نے اُسے قید کر لیا تاکہ مدعی کے دعوی کی سچائی ظاہر ہو جائے اور جب اس دعوی پر گواہ قائم نہ ہوئے تو آنحضور نے اُسے چھوڑ دیا اور اس سے معلوم ہوا کہ قید کرنا بھی احکام شرع سے ہے ۱۲

اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لایا اور نماز پڑھتا رہا اور رمضان شریف کے روزے رکھتا رہا تو اللہ پر یہ لازم ہے کہ اسے بہشت میں داخل کر دے (خواہ) وہ شخص راہِ خدا میں جہاد کرے یا اپنے اسی وطن میں رہے جہاں کہ وہ پیدا ہوا تھا صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا اسکی خوشخبری ہم اور لوگوں کو نہ سناویں آنحضور نے فرمایا یاد رکھو کہ بہشت میں ایسے سو درجے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ نے راہِ خدا میں لڑنے والوں کے لیئے تیار کیئے ہیں اور دو درجوں کے بیچ میں اتنی کشادگی ہے جیسی زمین اور آسمان کے بیچ میں ہے اور جس وقت تم اللہ سے دعا کیا کرو تو (جنت) الفردوس مانگا کرو کیونکہ وہ سب بہشتوں کا بیچ ہے اور سب سے اوپر ہے اور اسکے اوپر عرشِ الٰہی ہے اور وہیں سے بہشت کی نہریں بہتی ہیں یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۶۶۹) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم فرماتے تھے کہ راہ خدا میں لڑنے والے کی مثال جبتک (کہ وہ اپنے گھر) واپس نہ آئے ایسی ہے جیسے کوئی روزہ رکھنے والا اور (نماز میں) کھڑا ہو کے (کلام) اللہ کی آیتیں پڑھتا رہے اور روزے نماز سے کبھی نہ تھکے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶۷۰) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص راہ خدا میں (لڑنے کے لئے) نکلا اور اُسے مجھپر ایمان لانے اور میرے (خدا کے) رسولوں کو سچا جاننے کے سوا اور کسی چیز نے اسپر آمادہ نہ کیا ہو تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالےٰ اس بات کا ضامن ہے کہ جو کچھ اُسے ثواب یا مال غنیمت ملا ہے (وہ دیکر جان کی سلامتی کے ساتھ اُسکے گھر کو) واپس کر دے ورنہ اُسے بہشت میں داخل کر دے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶۷۱) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر (مجھے) یہ (اندیشہ) نہ ہوتا کہ مسلمان آدمیوں کے دل مجھسے پیچھے رہنے میں خوش نہ ہونگے اور (علاوہ ازیں) ان سبھوں کو سواریاں دینے کی مجھ میں وسعت نہیں (یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں) تو میں کسی لشکر کے ساتھ میں جانے سے جو راہِ خدا میں جنگ کرتا ہو پیچھے نہ رہتا

---

۱ بعضوں نے کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سارے آسمان گر دو گنا ہیں کیونکہ کسی چیز کا درمیان اور بیچ تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب وہ چیز گردی ہو ۱۲ مرقات ۲ یعنے عرشِ الٰہی جنت الفردوس کی چھت ہے ۱۲ ۳ خلاصہ حدیث کا یہ ہے میں جو ہر لشکر و فوج کی ہمراہ نہیں جاتا ہوں وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر میں اپنے ہمراہ سب آدمیوں کو ہی لیجاؤں تو اسقدر جنگ کا سامان نہیں ہے اور اگر کچھ لوگوں کو ہی ہمراہ لیجاؤں تو یہ مجھ سے جدا ہونیسے آزردہ ہونگے پس اسلئے میں ہر ایک جا

اور قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں (تو دل سے) یہ چاہتا ہوں کہ میں راہ خدا میں قتل کر دیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کر دیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶۷۲) حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ راہ خدا میں ایک دن کی چوکیداری کرنی ساری دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اُس سے (یعنے تمام روئی زمین سے) بہتر ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶۷۳) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ واقعی صبح یا شام کو راہ خدا میں لڑنے کے لیے جانا دنیا سے اور جسقدر چیزیں دنیا میں ہیں سب سے بہتر ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۶۷۴) حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ راہِ خدا میں ایک دن اور ایک رات کی چوکیداری کرنی ایک مہینے کے روزے رکھنے اور اس میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اگر وہ اسی حالت پر مرجائے تو اُسکے اُس عمل کا کہ جو کر رہا تھا اُسے ہمیشہ ثواب پہنچتا رہیگا اور (بہشت سے) اُسے رزق (بھی) پہنچتا رہیگا اور فتنہ میں ڈالنے والوں (یعنے شیطان وغیرہ) سے امن میں رہیگا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۶۷۵) حضرت ابوعبس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس (اللہ کے) بندے کے راہ خدا میں دونوں پاؤں پر گرد پڑی ہو تو انھیں دوزخ کی آگ نہیں جلائیگی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۶۷۶) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کافر اور اُسکا مارنے والا (مسلمان) کبھی دوزخ کی آگ میں جمع نہیں ہونگے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

سلہ یعنے جہاد میں ایک دن اور رات رہنے کے فضیلت اور ثواب دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہیں کیونکہ دنیا کی سب نعمتیں فانی اور ختم ہو جانیوالی ہیں اور اُسکا ثواب آخرت میں ہمیشہ باقی رہیگا سلہ یعنی طعام و شراب ۱۲ سلہ یعنے جو راہ خدا میں دوڑا ہو کیونکہ دوڑنے سے پانوؤں پر گرد پڑ جاتی ہے اور اس میں مبالغہ ہے کہ پانوؤں پر گرد پڑنے کا یہ ثواب ہے کہ جس کی وجہ سے دوزخ کی آگ نہیں لگتی پھر سارے جہاد کرنے کا کسقدر ثواب ہوگا ۱۲

سلہ اس سے بھی جہاد کی فضیلت مقصود ہے کیونکہ جو جہاد میں جائےگا غالب یہ ہے کہ کسی کافر کو ضرور مار یگا اور کافر کا مارنے والا دوزخ میں ہرگز نہیں جائےگا ۱۲

(۶۷۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے تھے سب لوگوں سے بہتر اور زندگانی اس آدمی کی ہے جو اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اسکی باگ پکڑے ہوئے راہ خدا میں کھڑا ہے کہ جسوقت کوئی فریاد رسی کی پکار کی آواز سنے تو فوراً اسپر سوار ہوکے اسطرف دوڑ جا رہے (اور وہ اپنے) شہید ہونیکو چاہتا ہے اور یہی اسکے خیال میں ہے یا ایسے آدمی کی زندگانی بہتر ہے جو ان پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کی چوٹی پر یا ان جنگلوں میں سے کسی جنگل میں چند بکریاں لیکر رہنے لگے وہیں نماز پڑھتا رہے اور زکوٰۃ ادا کئے جائے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہے یہانتک کہ اسکی موت آجائے یہ آدمی سوائے بھلائی کے لوگوں کے ساتھ کسی چیز میں (شریک) نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۷۸) حضرت زید بن خالد روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی راہ خدا میں لڑنے والے کا سامان درست کر دیا تو گویا اسنے خود جہاد کیا اور جو شخص راہ خدا میں لڑنے والے کے بعد اسکے گھر پر (خدمت گذاری کے لیئے) رہا تو گویا اسنے (بھی) خود جہاد کیا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶۷۹) حضرت بریدہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو لوگ جہاد کرنے والے ہیں انکی بیویوں کی حرمت ان لوگوں پر جو (گھروں میں) بیٹھے رہنے والے ہیں انکی ماؤں جیسی ہے اور جو شخص ان بیٹھے رہنے والوں میں سے کسی مجاہد کے پیچھے اسکے گھر پر (خدمتگذاری کے لیئے) رہا اور پھر اسنے انکی خیانت کر دی تو یہ شخص دن قیامت کے ضرور (بے بس) کھڑا کر دیا جائیگا اور وہ مجاہد اسکے عمل میں سے جسقدر چاہیگا لے لیگا اب تمہارا (اسپر) کیا گمان ہے کہ وہ کسقدر عمل لیگا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

سلہ مضمون نے کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ گوشہ نشینی لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے سے بہتر ہے لیکن جمہور علماء نے یہ جواب دیا ہی کہ یہ حدیث فتنہ کے زمانہ پر محمول ہے یعنے جس زمانہ میں زیادہ فتنہ وفساد پھیل جائیگا اسوقت گوشہ نشینی بہتر ہوگی یا ایسے آدمی کے لیئے جسکی تکلیف سے لوگ محفوظ نہ رہ سکیں اسے جنگل میں رہنا بہتر ہے ۱۲ سلہ یعنے انہیں چاہئے کہ انکی عورتوں میں خیانت نہ کریں اور نہ انھیں نظر بد سے دیکھیں اور ایسی حرام سمجھیں کہ گویا انکی مائیں ہیں ۱۲ سلہ یعنے مجاہد کی بابت تمہارا کیا گمان ہے کہ وہ اسوقت ایسے شخص کی کسقدر نیکیاں لیگا یعنے بالکل نہیں چھوڑیگا لہذا تمہیں اسی خیال سے ضرور بچنا چاہئے تاکہ دوسرا ہماری نیکیاں نہ لیلے ۱۲ طیبی وغیرہ

(۶۸۰) حضرت ابومسعود انصاری فرماتے ہیں ایک آدمی ایک اونٹنی مہار پڑی ہوئی لایا اور (آنحضور صلعم کی خدمت میں) عرض کیا کہ میں یہ راہ خدا میں دیتا ہوں پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تمہیں اسکے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں اور سب کی سب مہار پڑی ہوئی ملینگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۸۱) حضرت ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان پر جو قبیلہ ہذیل میں ایک چھوٹا سا قبیلہ ہے ایک لشکر بھیجا اور فرمایا کہ ہر (گھر کے) دو آدمیوں میں سے ایک کو جانا چاہیئے اور ثواب (جہاد کا) دونوں کو برابر ہوگا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۶۸۲) حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ دین (اسلام) ہمیشہ قائم رہیگا اور ایک جماعت مسلمانوں کی قیامت کے آنے تک اسپر لڑتی رہیگی[1]۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۶۸۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص راہ خدا میں زخمی ہوجائے اور اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ جو راہ خدا ہی میں زخمی ہوا ہے تو وہ قیامت کے دن اس کیفیت سے آئے گا کہ اُسکے زخم سے خون بہتا ہوگا جسکا رنگ خون ہی کا سا ہوگا اور اُسکی خوشبو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنے بخاری و مسلم دونوں نے روایت کی ہے)۔

(۶۸۴) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایسا کوئی آدمی نہیں ہوگا جو بہشت میں جاکر پھر دنیا میں آنا چاہے اگرچہ جسقدر زمین پر چیزیں ہیں سب اُسے ملجائیں ہاں شہید بوجہ اپنی کرامت (اور ثواب شہادت) دیکھنے کے دنیا میں آنا چاہیگا تاکہ پھر وہ دس مرتبہ قتل کیا جائے (یعنے مراتب شہادت اُسکے بڑھ جائیں) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶۸۵) حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ ہمنے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اس آیت کے آخر تک کا مطلب پوچھا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (ترجمہ جو

[1] یعنے اس جماعت کے لڑنے سے یہ دین ہی قیامت تک قائم رہیگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اب اس زمانہ میں وہ جماعت معدوم کے لوگ ہیں خدا انکی مدد کرے اور تا قیامت وہ سلطنت قائم رہے آمین ۱۲ [2] یعنے ایسا شخص ہی جو جہاد وغیرہ خالی ہو ۱۲

لوگ راہ خدا میں قتل ہو گئے ہیں انہیں تم لوگ مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ تو اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں انھیں روزی (تک بھی) پہنچتی ہے) انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اس آیت کا مطلب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اور آنحضور نے فرمایا تھا کہ ایسے لوگوں کی روحیں (وہاں) سبز پرندوں کے شکموں[1] میں ہیں جنکے (رہنے کے) لئے قندیلیں عرش میں لٹکے ہوئے ہیں وہ بہشت میں جہاں چاہتے ہیں ہوسے چگتے ہیں اور پھر انھیں قندیلوں میں آجاتے ہیں پھر انکی طرف انکا پروردگار دیکھتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم اور کوئی چیز چاہتے ہو وہ عرض کرتے ہیں (کہ اب) ہم کیا چیز چاہیں حالانکہ ہم تو بہشت میں جہاں سے چاہتے ہیں کھاتے ہیں اور اسی طرح اللہ تعالےٰ ان سے تین مرتبہ پوچھیگا جب وہ یہ دیکھینگے کہ ہم کوئی چیز مانگے بغیر نہیں چھوٹتے تو وہ عرض کرینگے اے پروردگار ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے بدنوں میں لوٹا دے تاکہ ہم تیرے راستے میں دوسری دفعہ پھر شہید ہو جائیں اور جب (اس سوال کی وجہ سے) اللہ تعالےٰ دیکھیگا کہ انھیں کسی چیز کی ضرورت[2] نہیں (اسلئے یہ ایسا سوال کرتے ہیں) تو وہ چھوڑ دیگا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۶۸۶) حضرت ابو قتادہ روایت کرتے ہیں کہ (ایکروز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ میں (خطبہ سنانے کے لئے) کھڑے ہوئے اور یہ ذکر کیا کہ راہِ خدا میں لڑنا اور اللہ پر ایمان لانا سب عملوں سے بہتر عمل[3] ہے جب ہی ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ یہ بتائیے اگر میں راہ خدا میں مارا جاؤں تو کیا میرے سب گناہ مجھسے دور کر دئے جائیں گے آنحضور نے اس سے فرمایا اگر تم راہِ خدا میں اس حالت پر مارے جاؤ کہ (اسکی تکلیفوں پر) صابر رہو طالب ثواب ہو آگے ہی بڑھ ہو اور پشت نہ پھیرو تو تمہارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے) پھر آنحضرت نے فرمایا کہ تمنے کسطرح کہا تھا (ذرا پھر کہنا) اسنے پھر کہا کہ آپ یہ بتائیے اگر میں راہِ خدا میں مارا جاؤں تو کیا میرے سب گناہ مجھسے معاف کر دئے جائیں گے آپنے

---

[1] علماء نے لکھا ہے کہ شہدا کی ارواح کو ان جانوروں کے پیٹوں میں رکھنا ایسا ہے جیسے جواہر کو انکی شرافت و تکریم کی وجہ سے صندوقوں میں رکھتے ہیں اور تاکہ اسی صورت میں خود بخود اڑ کر بہشت میں چلے جائیں اور یہ تعلق ایسا نہیں ہوگا جیسے دنیا میں روح کا تعلق بدن سے ہوتا ہے ۱۲ [2] یعنے یہ کوئی خاص چیز نہیں چاہتے اسی لئے انہوں نے ایسا سوال کیا ہے جو اللہ تعالےٰ کے ارادے کے خلاف ہے کیونکہ پھر وہ انہیں دنیا میں نہیں لوٹائیگا [3] ایمان کی فضیلت تو ظاہر ہے کہ ہونی ہی چاہیئے اور جہاد میں اسلئے فضیلت ہے کہ اول تو اسمیں اعلاء کلمۃ اللہ ہے اور دوسرے دین کے دشمنوں کی بیخ کنی ہوتی ہے علاوہ ازیں اپنی جان پر سختیاں آتی ہیں لہذا یہ ضرور باعث اجر عظیم ہے ۱۲

فرمایا ہاں اگر تم (اسکی تکلیف پر) صابر رہو اور ثواب سمجھتے رہو اور آگے ہی بڑھتے جاؤ پشت نہ پھیرو تو سوائے قرض کے[1] سب معاف ہو جائیں گے کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے یہی کہا ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۲۸۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے راہ خدا میں مارا جانا سوائے قرض کے ہر گناہ کو دور کر دیتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۲۸۸) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں کی طرف دیکھکر ہنستا ہے کہ ایک دوسرے کو قتل کرے اور بہشت میں دونوں جائیں (شلاً) ایک آدمی راہ خدا میں لڑتا تھا اُسے وہیں کسی نے قتل کر دیا بعد میں اُس قاتل کی اللہ نے توبہ[2] قبول کر لی (وہ مسلمان ہوکر) پھر شہید ہو گیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنے بخاری مسلم دونوں نے نقل کی)

(۲۸۹) حضرت سہل بن حنیف کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص صدق دل سے اللہ سے شہادت مانگے تو اللہ تعالیٰ اُسے شہیدوں کے مرتبہ پہنچا دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے بچھونے پر (پڑا ہوا) مرجائے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۲۹۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت براء کی بیٹی ربیع[3] جو کہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا نبی اللہ کیا آپ (میرے پیارے بیٹے) حارثہ کی کچھ خبر مجھے نہیں بتا دیں گے (کہ وہ بہشت میں ہے یا دوزخ میں) اور وہ بدر کے دن (یعنے بدر کی لڑائی میں) شہید ہو گیا تھا (یعنے یکایک) نا گہانہ تیر[4] آلگا تھا اب اگر وہ بہشت میں ہو تو (خیر) میں صبر (شکر) کروں اور اگر اسکے سوا (اور کہیں) ہو تو میں اسپر خوب[5] رووں آنحضور نے فرمایا اے حارثہ کی والدہ واقعی قصہ یہ ہے کہ بہشت میں بہت سی بہشتیں ہیں اور تمہارا بیٹا تو فردوس (کے) اعلے (درجہ) میں پہنچ گیا ہے (لہذا اسپر رونیکی ضرورت نہیں ہے) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] توربشتی نے کہا ہے کہ قرض سے مراد لوگوں کے حقوق ہیں جنکے دینے کا ارادہ نہ ہو حاصل حدیث کا یہ ہے کہ جہاد سے سب ہی گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر حقوق العباد میں سے جنکے دینے کا قصد نہ ہو وہ معاف نہیں ہوتا ۱۲

[2] یعنے اس نے شرک کفر سے توبہ کر لی اور خود مسلمان ہو کر مسلمانوں ہی کی طرف سے جہاد کرنے لگا اور شہید ہو گیا تو یہ بھی بہشت میں جا پہنچا

[3] یہی حضرت انس بن مالک کی پھوپھی ہیں ۱۲

[4] یعنے اسکا مارنے والا معلوم نہ تھا ۱۲ [5] یعنے خوب رووں جیسے عورتوں کی عادت ہوتی ہے ۱۲

(۱۹۲) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ بدر[۱] کی لڑائی میں (مدینہ منورہ سے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابی چلے یہاں تک کہ مشرکوں سے پہلے ہی بدر میں پہنچ گئے اور (پھر بعد میں) مشرک لوگ بھی آگئے پھر آنحضور نے (صحابہ سے) فرمایا کہ تم ایسی بہشت[۲] کی طرف کھڑے ہو جاؤ جسکا عرض آسمانوں اور زمین کے عرض جیسا ہے (یہ سنتے ہی) عمیر بن حمام بولے خوب خوب آنحضور نے انسے پوچھا کہ تمہیں اس خوب خوب کہنے[۳] پر کس نے ابھارا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بخدا اور تو کوئی بات نہیں فقط اس امید پر (میں نے کہا کہ) میں بہشت کے لوگوں میں ہو جاؤں آنحضور نے فرمایا کہ بیشک تم بہشت والوں ہی میں ہو راوی کہتے ہیں کہ پھر عمیر نے اپنے ترکش میں سے چند کھجوریں نکالیں اور ان میں سے کچھ ہی کھائی تھیں پھر کہنے لگے واقعی اگر میں ساری کھجوریں کھانے تک زندہ رہونگا تو یہ زندگی[۴] تو بہت دراز ہے چنانچہ جو کچھ کھجوریں انکے پاس تھیں سب پھینک دیں اور جاکر کفار سے لڑنے لگے یہاں تک کہ (لڑتے لڑتے) شہید ہو گئے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۹۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) پوچھا کہ تم لوگ شہید کسے شمار کرتے ہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو راہ خدا میں مارا جائے وہی شہید ہے آنحضور نے فرمایا کہ اسطرح تو میری امت میں شہید لوگ بہت کم ہونگے (یہ یاد رکھو کہ) جو راہ خدا میں مارا جائے وہ (بھی) شہید ہے اور جو راہ خدا میں خود مر جائے وہ (بھی) شہید ہے اور جو شخص (مرض) طاعون میں مرے وہ (بھی) شہید ہے اور جو پیٹ کے مرض میں مرے وہ بھی شہید[۵] ہے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۹۴) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس جماعت لڑنے والی نے یا جس لشکر نے راہ خدا میں جہاد کیا اور وہ مال غنیمت لیکر صحیح سلامت آگئے

---

[۱] یہ بدر کی لڑائی کا ذکر ہے جو ۲ھ میں ہوئی تھی ۱۲ [۲] یعنی ایسے عمل کرنے کی طرف جو بہشت میں لیجانے کا سبب ہے اور وہ جہاد ہے ۱۲ [۳] شاید حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا تھا کہ عمیر نے اسطرح ہنسی سے کہا ہے جب انہوں نے قسم کھاکے اپنا مطلب ظاہر کیا تو آپکو بھی اطمینان آگیا ۱۲ [۴] مطلب یہ کہ بسبب شوق حصول شہادت کے انہوں نے زندگی کو دیر قتال کو وبال جانا ۱۲ [۵] یعنی یہ لوگ بھی ثواب میں اور درجات میں شہید حقیقی کے شریک ہیں جسقدر انھیں ثواب ملیگا اتنا ہی انکا ملیگا لیکن جمیع احکام میں شریک نہ ہونگے ۱۲

تو گویا انہوں نے اپنی دو تہائی[1] مزدوری تو ابھی لیلی اور جو جماعت یا جو لشکر خالی چلا آیا (بلکہ اور زخمی ہو گیا تو اس (لشکر کے لوگوں کی بیشک مزدوری پوری ہو گئی (اور انہیں مزدوری انہیں ملی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۹۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص مر گیا اور اُسنے جہاد نہیں کیا اور نہ اُسکے دل[2] میں کبھی جہاد کا خیال آیا تو گویا وہ ایک قسم کے نفاق پر مرا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۶۹۵) حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں آیا اور یہ پوچھا کہ ایک آدمی تو غنیمت ہاتھ لگنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی اپنی شہرت دینے کے لئے لڑتا ہے اور ایک اپنا مرتبہ (شجاعت) دکھانے کے لئے لڑتا ہے اب (آپ یہ فرمائیے کہ) راہِ خدا میں (لڑنے والا انمیں سے) کونسا ہے آنحضور نے فرمایا کہ جو شخص اسلئے لڑے تاکہ اللہ کا دین بلند ہو تو وہ راہ[3] خدا میں (لڑنے والا شمار) ہوگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶۹۶) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس ہوئے جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ مدینہ میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جس جگہ تم گئے یا جو جنگل تم نے طے کئے تو وہ لوگ برابر تمہارے ساتھ رہے اور ایک روایت میں (یوں ہے) مگر وہ ثواب میں تمہارے شریک ہی رہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو مدینہ ہی میں تھے آپ نے فرمایا (ہاں) وہ مدینہ ہی میں رہکر تمہارے ساتھ ثواب میں شریک تھے (کیونکہ) وہ لوگ ایک عذر کی وجہ سے رک گئے تھے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے اور یہی روایت مسلم نے حضرت جابر سے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے غنیمت اور سلامت جان گویا انکی مزدوری میں سے دو حصے انہیں مل گئے اور ایک حصہ آخرت میں ملیگا ۱۲

[2] یعنے کبھی اُسنے اپنے دل میں یہ بھی نہ کہا کہ کاش کے میں جہاد کرنے والے لوگوں میں ہوتا تو ایسا شخص منافقوں کے مشابہ ہے جو جہاد سے رہتے ہیں اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی عبادت کے کرنے کی نیت کرلے اور اسے ادا کرنے سے پہلے مرجائے تو اسکے مثل ان لوگوں کے نہیں ہیں جنہوں نے کبھی نیت نہیں کی

[3] یعنے اسکے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ۱۲

(۶۹۷) حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور آپ سے جہاد میں جانے کے لئے اجازت چاہی آنحضور نے پوچھا کہ کیا تمہارے والدین زندہ ہیں وہ بولا ہاں آپ نے فرمایا تم انہی انہیں (کی خدمتگذاری) میں کوشش کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ابھی اپنے والدین ہی کے پاس چلے جاؤ ور انکی خدمتگذاری اچھی طرح کرو۔

(۶۹۸) حضرت ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور فتح (مکہ) کے دن فرماتے تھے کہ بعد فتح مکہ کے ہجرت نہیں[1] رہیگی ہاں جہاد اور ارادہ (جہاد) رہیگا اور جب کوئی تمہیں جہاد کے لئے بلائے تو فوراً چلے جانا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۶۹۹) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت میں سے ایک جماعت (ظاہرا) حق پر ہمیشہ لڑتی رہیگی اور جو شخص اپنے دشمنی عداوت کریگا وہ اسپر غالب آئیں گے یہاں تک کہ آخری[2] امت مسیح دجال سے خونریزی کریگی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۷۰۰) حضرت ابوامامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ جو شخص راہ خدا میں نہ کبھی لڑا اور نہ کسی غازی کا کبھی سامان درست کیا اور نہ کسی غازی کے بعد میں اسکے گھر پر بھلائی کے ساتھ خدمت گذاری کے لئے رہا تو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن سے پہلے اسپر ایک مصیبت ڈالدیگا یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۷۰۱) حضرت انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضرت فرماتے تھے کہ تم لوگ اپنے مالوں اور جانوں اور زبانوں[3] کے ساتھ مشرک لوگوں سے جہاد کرتے رہا کرو۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور

---

[1] یعنے فتح مکہ کی ہجرت فرض نہیں رہیگی جیسی کہ پہلے تھی کہ تمام مسلمانوں پر جو جسجگہ تھے مدینہ منورہ کیطرف ہجرت کرنی فرض تھی کیونکہ وہاں بھی مسلمان کم اور کافر زیادہ تھے اسلئے مسلمانوں کا وہاں جمع ہونا ضروری تھا تاکہ ایک دوسرے کی مدد کرے اور جب مکہ فتح ہوگیا تو یہ ضرورت جاتی رہی لہذا وہ فرضیت ہجرت منسوخ ہوگئی ۱۲ [2] یعنے حضرت امام مہدی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو لوگ انکے تابع ہونگے وہ دجال سے لڑینگے اور حضرت عیسےٰ اسے قتل کرینگے ۱۲ [3] زبان کا جہاد یہ ہے کہ ان کے بتوں کی اور دین باطل کی مذمت کرے اور انپر بددعا کرے تاکہ وہ ذلیل ہوں اور شکست پائیں اور مسلمانوں کو فتح کی اور غنیمت ہاتھ لگنے کی رغبت دلائے تاکہ وہ ہمت باندھیں رہیں اور فتح کریں ۱۲

دارمی نے روایت کی ہے۔

(۲۰۰۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ آپس میں سلام علیک[1] زیادہ کیا کرو اور کھانے کھاتے رہا کرو اور (کافروں کی) گردن[2] اڑاتے رہو۔ (اگر ایسا کروگے) تو بہشت کے وارث ہو جاؤ گے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۰۰۳) حضرت فضالہ بن عبید رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ ہر مردے (کے بعد اس) کے عمل (ختم ہونے) پر مہر لگ جاتی ہے (پھر بعد مرنے کے عمل نہیں بڑھتے[3]) ہاں جو راہ خدا میں چوکیداری کرتا ہوا مارا گیا ہو تو اُسکے عمل قیامت کے دن تک بڑھتے رہتے ہیں اور قبر کے فتنہ سے امن میں رہتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور دارمی نے عقبہ بن عامر سے نقل کی ہے۔

(۲۰۰۴) حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص بقدر فواق[4] اونٹنی کے راہ خدا میں لڑا تو اسکے لئے بہشت واجب ہوگئی اور جسکے راہ خدا میں کوئی زخم آگیا اور کوئی تکلیف چوٹ کی ہوگئی تو جسقدر یہ اب ہے اس سے بھی زیادہ تازہ زخم لیکر قیامت کے دن آئے گا جسکا رنگ زعفران کا سا اور خوشبو مشک کی سی ہوگی اور جو شخص راہ خدا میں (لڑنے کے لئے) گیا اور اُسکے کوئی پھوڑا پھنسی نکل آئی تو بیشک اسپر شہیدوں کی مہر ہوجائیگی یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے۔

(۲۰۰۵) خریم بن فاتک کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے کچھ راہ خدا میں خرچ کیا تو اسکے واسطے اس چیز سے سات سو گونے[5] زیادہ ثواب لکھ دیا گیا۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے۔

---

[1] یعنے آپس میں سلوک اور محبت سے رہو بغض و عداوت آپس میں نہ رکھو جس سے سلام علیک ہی موقوف ہو جائے ۱۲
[2] یعنے جہاد کرتے رہا کرو [3] یعنے اس کے لئے پھر جدید ثواب نہیں لکھا جاتا بلکہ عمل ختم ہونے کے ساتھ ہی ثواب پہنچنا بھی ختم ہو جاتا ہے ۱۲ [4] فواق اُسے کہتے ہیں جو اونٹنی کے دودھ دوہنے کے بیچ میں فرق ہوتا ہے یعنے ایک بار اونٹنی کا دودھ دوہ لیا بعد ازاں تھوڑی دیر میں پھر دوہا اسی دیر کا نام جو دوہنا دودھ دوہنے کی بیچ فواق ہے اور یہاں اس سے مراد تھوڑی دیر ہے ۱۲ [5] یہ ادنیٰ درجہ ہے جسے اللہ تعالے چاہے اس سے زیادہ بھی ثواب دیگا ۱۲

(۷۰۶) حضرت ابو امامہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سب صدقوں سے بہتر ایک خیمہ کا سایہ ہے جو راہ خدا میں (کسی غازی کو دیا) ہو اور (دوسرے) راہ خدا میں ایک خادم دیدینا یا راہ خدا میں ایسی اونٹنی دینی جو نر کے جست کرنیکے قابل ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے

(۷۰۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص خوف خدا سے رویا تو وہ دوزخ میں نہیں جائیگا یہانتک کہ دودھ[1] تھنوں میں نہ لوٹ جائے اور کسی بندہ پر راہ خدا کا غبار اور دوزخ کا دھواں جمع[2] نہیں ہوگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور نسائی نے ایک اور روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ مسلمان کے دونوں نتھنوں میں یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہونگے اور انکی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ کسی بندے کے پیٹ میں یہ دونوں کبھی جمع ہونگی اور کسی بندے کے دل میں ایمان اور بخل جمع نہیں ہوتے۔

(۷۰۸) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دو آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہیں لگیگی ایک تو وہ آنکھ جو خوف خدا سے روئی ہو دوسری وہ کہ جسنے راہ خدا[3] میں نگہبانی کرتے ہوئے رات گذاری ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۷۰۹) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص کسی (پہاڑ کی) گھاٹی سے گذرے اور وہاں میٹھے پانی کا چھوٹا سا ایک چشمہ تھا وہ انہیں بہت پسند آیا اسلئے کہنے لگے کاشکے میں لوگوں سے علیحدہ ہو کر اسی گھاٹی میں رہا کرتا پھر کسی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کردیا آنحضور نے فرمایا کہ (ایسا ہرگز) نہ کرنا کیونکہ تمہارا راہ خدا میں کھڑے ہونا اپنے گھر ستر برس کی نماز پڑھنے سے بہتر ہے کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالے تمہاری مغفرت کرکے تمہیں بہشت میں داخل کردے (اگر یہ چاہتے ہو تو) راہ خدا میں جنگ کیا کرو جسنے راہ خدا میں

[1] اسے تعلیق بالمحال کہتے ہیں یعنے جیسے دودھ دوبارہ پھر چھاتیوں میں جانا محال ہے ایسے اسکا دوزخ میں جانا محال ہے
[2] یعنے مجاہد دوزخ میں نہیں جائیگا ۱۲ [3] یعنے رات کو مجاہدوں کی کافروں سے نگہبانی کرتے رہیں ۱۲ [4] بعضوں نے کہا ہے اس حدیث سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گوشہ نشینی کے اختیار کرنے اور اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے مغفرت نہیں ہوتی لیکن علما اسکا جواب دیتے ہیں کہ وہ آدمی صحابی تھے اور ان پر جہاد کرنا واجب تھا اور ایک نفلی فعل کی وجہ سے واجب کو چھوڑنا ہے

بقدر فواق اونٹنی کے جنگ کر لیا تو اُسے بہشت ملنی واجب ہوگئی - یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے -

(۱۰ ۷) حضرت عثمان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ راہ خدا میں ایک دن کی چوکیداری ... بکری اسکے سوا دنوں میں ہزاروں کی چوکیداری کے مرتبہ سے بہتر ہے - یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے

(۱۱ ۷) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میرے روبرو تین[1] آدمی پیش کئے گئے جو سب سے پہلے بہشت میں جائیں گے (ایک[1]) شہید (دوسرے[2]) جو حرام چیزوں سے بچنے والا ہو اور سوال نہ کرتا ہو (تیسرے) وہ غلام جسنے اللہ کی اچھی طرح عبادت کی ہو اور اپنے مالکوں کی خیر خواہی میں رہا ہو - یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے -

(۱۲ ۷) حضرت عبداللہ بن حُبشی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کسینے پوچھا کہ سب عملوں میں کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا کہ نماز میں زیادہ کھڑے رہنا کسینے پوچھا کہ صدقہ کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا جو فقیر آدمی کوشش کرکے دے کسینے پوچھا کہ ہجرت کونسی افضل ہے آپ نے فرمایا کہ جو چیزیں اللہ نے بندے پر حرام کی ہیں جو شخص چھوڑ دے وہ ہے کسینے پوچھا کہ جہاد کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا جو شخص اپنے مال و جان کے ساتھ مشرک لوگوں سے جہاد کرے اُسکا جہاد افضل ہے - کسی نے پوچھا کہ شہید ہونا کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا جسکا خون بہایا جاوے اور اُسکے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیجائیں یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کسینے پوچھا کہ سب عملوں میں کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا وہ ایمان ہے جسمیں شک نہ رہے اور وہ جہاد جسمیں خیانت نہ ہو اور حج مقبول ہے کسینے پوچھا کہ نماز کونسی افضل ہے آپ نے فرمایا کہ جسمیں قیام زیادہ ہو پھر نسائی اور ابوداؤد باقی حدیث میں دونوں متفق ہیں -

(۱۳ ۷) حضرت مقدام بن معدیکرب کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے نزدیک شہید کے لیے چھ خصلتیں ہیں کہ اول ہی[2] دفعہ میں اسکی مغفرت ہوجاتی ہے اور اوقت مرنے ہی کے

[1] مراد ہیں مخصوص سے تین جماعتیں ہیں یہ لوگ پہلے بہشت میں داخل ہونگے لیکن بعد انبیاء کے مراد ہیں کیونکہ وہ سب سے مقدم ہیں ۱۲

[2] یعنے اول ہی قطرہ خون کا جو راہ خدا میں گرتا ہے اُسکی مغفرت ہوجاتی ہے اور جان نکلنے کے وقت اُسکی جگہہ بہشت میں دکھلا دیجاتی ہے ۱۲

اپنے رہنے کی جگہ بہشت میں دیکھ لیتا ہے اور قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے اور ایک بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے اور (قیامت کے دن) ایک تاج وقار (و دبدبہ) کا (یاقوت وغیرہ سے بنا ہوا) اسکے سر پر رکھا جائیگا جسکا ایک یاقوت ساری دنیا اور جسقدر چیزیں دنیا میں ہیں سب سے بہتر اور عمدہ ہوگا اور حور عین میں سے بہت اچھی بہتر بیبیوں سے اسکا نکاح کر دیا جائیگا اور اسکے رشتہ داروں میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اسکی سفارش (اللہ کی جناب میں) مقبول ہوگی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۱۷۴۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص [۱] اثر جہاد کے اللہ سے ملیگا تو اسکے ملنے کے وقت اسمیں کچھ نقصان ہوگا۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۷۴۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شہید کو (اپنے) قتل ہونے کی کچھ تکلیف نہیں معلوم ہوتی ہاں جیسی تم میں سے کسیکو کانٹے کی چبھنے کی تکلیف ہوتی ہے ایسی ہی اُسے معلوم ہوتی ہے) یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۷۴۶) حضرت ابوامامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ اللہ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہے ایک قطرہ آنسو کا جو خوف الٰہی سے جاری ہوا ہو اور (دوسرا) قطرہ خون کا جو راہ خدا میں گرا ہو لیکن دونوں نشان (وہ یہ ہیں) ایک وہ نشان (یعنی زخم) جو راہ خدا میں لگ گیا ہو اور دوسرا نشان وہ کہ جو اللہ کے (مقرر کئے ہوئے) فرضوں میں سے کسی فرض میں ہوگیا ہو [۲]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۷۴۷) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم دریائی [۳] سفر

---

[۱] اثر سے مراد علامت ہے یعنے جسمیں کوئی جہاد کا زخم یا رستہ کا غبار یا بدن کا کوئی عضو یا مال کا خرچ کرنا نہ ہو تو اسکے دین میں کچھ نقصان ہوگا ۱۲ مرقات [۲] یعنے جیسے جاڑوں میں وضو کرنے سے ہاتھ اور پاؤں پھٹ جاتے ہیں یا نماز میں زیادہ سجدہ کرنے کی وجہ سے پیشانی پر گٹے پڑ جاتے ہیں یا جہاد میں دوڑنے اور لڑنے کی وجہ سے قدموں پر گڈے پڑ جاتی ہے ۱۲ [۳] دریائی سفر سے مراد خوفناک جگہہ ہے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آدمی کو سوائے امر دینی کے ایسی خوفناک جگہہ نہیں جانا چاہئے اور اسمیں ان لوگوں پر ردیگی

نہ کرنا ہاں حج کرنے یا عمرہ کرنے یا راہ خدا میں لڑنے کے لئے (الیسی جگہوں کے جانے میں کچھ مضائقہ نہیں) کیونکہ دریا کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے دریا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے

(۸۱۷) حضرت ام حرام نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آنحضور فرماتے تھے (کہ جس کا راہ خدا وغیرہ میں[۵۱] جاتے ہوئے) دریا میں سر پھرے اور قے آجائے تو اسے ایک شہید کا ثواب ملیگا اور جو دریا میں ڈوب جائے تو اسے دو شہیدوں کا ثواب ملیگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے

(۹۱۷) حضرت ابو مالک اشعری فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آنحضور فرماتے تھے کہ جو شخص راہ خدا میں (لڑنے کیلئے) نکلا اور (بسبب زخمی ہونے کے) مرگیا یا کسی نے اسے قتل کردیا یا اسکے گھوڑے یا اونٹ نے اسے کچل دیا یا اسے کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا اور کوئی تکلیف جو اللہ نے چاہی ہو اس کے باعث وہ اپنے بچھونے ہی پر مرگیا تو وہ بیشک شہید[۵۲] ہوگا اور اسے بہشت ملیگی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۲۰) حضرت عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (کہ جہاد سے) واپس[۵۳] آنا (بھی) جہاد ہی کرنے جیسا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے

(۷۲۱) حضرت عبداللہ بن عمرو ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جہاد کرنے والے کو جہاد ہی کا پورا ثواب ملتا ہے اور اسکا سامان کردینے[۵۴] والیکو اسکا اور جہاد دونوں کا ثواب ملتا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۲۲) حضرت ابو ایوب سے روایت ہے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ عنقریب تم پر بہت سے (بڑے بڑے) شہر فتح ہو جائیں گے

---

۵۱ وغیرہ سے یہ مراد ہے کہ کوئی علم حاصل کرنے کے لئے جائے یا اپنے اہل وعیال کے خرچ کے لئے تو اسے بھی ایسا ہی ثواب ہوگا ۱۲ ۵۲ یعنے شہید حقیقی یا حکمی اور اسے بہشت ملیگی یعنے شہداء اور صالحین کے ساتھ اول بہشت میں داخل ہوگا ۱۲ ۵۳ یعنے جو جہاد کرکے اپنے گھر کو واپس چلا آتا ہے تو اسے بھی واپس آنے میں ویسا ہی ثواب ہوتا ہے جیسا جہاد کرنے والیکو جہاد کرنے کے وقت ہوتا ہے۔ اگرچہ اب وہ اپنے گھر کو آتا ہے ۱۲

۵۴ یعنے جو غازی کو راہ خدا میں مال دیکر اس کی مدد کرے تو اس دینے والے کو دوہرا ثواب ہوتا ہے

اور عنقریب بہت سے لشکر جمع ہونگے جنہیں سے فوجیں تمہر مقرر ہونگی پھر ایک آدمی (اپنے تئیں بلا مزدوری) حاکم کے بھیجنے کو مکروہ سمجھکر اپنے لوگوں سے علیحدہ ہو جائیگا پھر اپنے تئیں (مزدوری ہی لینے کی وجہ سے) اور قبیلوں پر پیش کرتا پھریگا (اور یہ کہیگا کہ) میں اتنے لشکر کا اکیلا کام دیسکتا ہوں اور تم یاد رکھو کہ یہ شخص اپنے خون کے آخری قطرہ تک مزدور ہی رہیگا (یعنے اسکے جہاد کا ثواب بالکل نہیں لکھا جائے گا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۲۳) حضرت یعلی بن امیہ فرماتے ہیں (کہ ایکمرتبہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو) جہاد میں جانے کے لئے حکم دیا اور میں بہت ہی بوڑھا آدمی تھا نہ میرے پاس کوئی خادم تھا اسلئے میں نے مزدور تلاش کیا تاکہ وہ میری خدمت کرے پھر مجھے ایک ایسا آدمی مل گیا جسے میں نے تین دینار پر نوکر رکھ لیا اور (بعد ختم ہونے جنگ کے) جب مال غنیمت آیا تو میں نے اسکا بھی حصہ لگانا چاہا اسلئے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہی ماجرا ذکر کیا آنحضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو اس جنگ میں سے اسکے لئے دنیا اور آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے سوائے انھیں دیناروں کے جو اسکے لئے ٹھہر چکے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۳۷۲۴) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ایک آدمی راہ خدا میں جہاد کرنا چاہتا ہے اور وہ کچھ مال و اسباب دنیا کا بھی چاہتا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ آخرت میں) اُسے ثواب نہیں ملیگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۲۵) حضرت معاذ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جہاد دو قسم کا ہے۔ اب جس شخص نے (جہاد کرنے میں) رضامندی مولی چاہی اور حاکم کی فرمانبرداری کی اور اپنی اچھی جان اور مال خرچ کیا اور اپنے ساتھی سے نیک معاملہ کیا اور فساد کرنے سے بچتا رہا تو ایسے آدمی سونے

لہ یعنے امام یہ بات لازم کریگے کہ ہر قوم میں سے جہاد کے لئے فوجیں بھیجیں اور مظہری نے اسکا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ جب اسلام ہر طرف پہنچ جائیگا تو حاکم کو یہ ضرورت ہوگی کہ وہ ہر طرف فوج بھیجے تاکہ جو کفار اسطرف سے قریب یعنے سرحد پر ہیں انسے لڑیں اور جو مسلمان اسطرف ہیں وہ مغلوب نہ ہو جائیں اور کفار غالب نہ آجائیں ۱۲ مرقات

لہ کیونکہ آخرت میں ثواب اُسے ملتا ہے جو محض اللہ کے لئے سمجھکر جہاد کرے اور مال غنیمت لینا اسکا مقصود نہ ہو ۱۲

اور جاگنے سب کا ثواب ملیگا ۔ اور جس نے اپنے فخر کرنے اور لوگوں کو دکھلانے اور سنانے کے لئے جہاد کیا اور حاکم کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو یہ اپنے جہاد کا ثواب ان گناہوں کے برابر بھی لیکر نہیں ملٹے گا[لہ] ۔ یہ حدیث امام مالک اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے ۔

(۷۲۶) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ مجھے جہاد بتائیے (کہ کسطرح کا جہاد موجب ثواب ہے) آنحضور نے فرمایا اے عبداللہ بن عمرو اگر تم (اسکی تکلیفوں پر) صبر کر کے اور طالب ثواب ہو کر جہاد کرو گے تو اللہ تعالےٰ تمہیں صابر اور طالب ثواب ہی کی حالت میں اوٹھائیگا اگر تم دکھلاوے اور نہایت (یعنی فخر زیادہ[لہ] کرنے) کے لئے جہاد کرو گے تو اللہ تعالےٰ تمہیں اسی حالت پر اوٹھائیگا اور اے عبداللہ بن عمرو (بات تو یہ ہے کہ) جس حالت پر تم لڑو گے یا مارے جاؤ گے اللہ تعالےٰ تمہیں اُسی حالت (و نیت) پر اُٹھائیگا ۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے ۔

(۷۲۷) حضرت عُقبہ بن مالک نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور نے فرمایا تھا کہ جب میں کسی آدمی کو کسی کام پر مقرر کر کے بھیجوں اور وہ میرے حکم کو نہ بجالائے تو کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ اُسکی جگہ ایک اور ایسا آدمی مقرر کر دو جو میرے حکم کو بجالائے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے اور حضرت فضالہ کی یہ حدیث کہ مجاہد وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا جہاد کرے کتاب الایمان میں مذکور ہو چکی ہے (کیونکہ وہاں لگے زیادہ مناسب تھی اگرچہ مصابیح میں اسی موقع پر ہے)

دوسری فصل

(۷۲۸) حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک لشکر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ چلے اور (ہم میں سے) ایک آدمی ایک غار پر سے گذرا جسمیں کچھ پانی اور سبزی تھی اسنے اپنے دل میں یہ کہا کہ میں یہیں رہنے لگوں اور دنیا سے دست بردار ہو جاؤں چنانچہ اُس نے اس کی بابت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی آں حضور نے فرمایا کہ

لہ یعنی ایسے جہاد سے اسکے گناہ نہیں بخشے جائیں گے اور نہ ثواب ملیگا ۱۲

لہ لوگوں میں اس طرح سے فخر کرے کہ میں تم سب سے بہادر اور مالدار اور لشکر والا ہوں کہ میں افسر ہوں اور میرے بہت لوگ تابع ہیں ۱۲

یاد رکھو بیشک میں یہودی گری[1] اور نصرانی کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں تو دین حنیفیہ آسان دیکر بھیجا گیا ہوں اور قسم ہے اُس ذات کی جسکی مٹھی میں محمد کی جان ہے کہ واقعی صبح کو یا شام کو راہِ خدا میں (لڑنے کے لئے چلے جانا) دنیا سے اور جسقدر چیزیں دنیا میں ہیں سب سے بہتر ہے اور بیشک تم میں سے کسیکا صف (جنگ) میں کھڑے ہو جانا ساٹھ برس کی نماز سے بہتر ہے۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۲۹) حضرت عبادہ بن صامت کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے راہ خدا میں جہاد کیا اور اسنے فقط ایک رسّی[2] کی نیت کر لی تو اُسے وہی چیز ملیگی جسکی اُسنے نیت کی تھی۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

(۷۳۰) حضرت ابو سعید روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جو شخص اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے رسول ہونے پر راضی رہا تو اُسے بہشت ملنی واجب ہو جائیگی (یہ بات سُنکر مجھے یعنے) ابو سعید کو اس بات سے تعجب ہوا اور آنحضور سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے سامنے یہ کلمات دوبارہ پھر فرمائیے۔ چنانچہ آپ نے وہ کلمات دوبارہ فرمائے پھر فرمایا کہ دوسری اور بات ہے وہ یہ کہ انہیں کلمات کی وجہ سے اللہ تعالے ابندے کے سو درجہ بہشت میں بلند کریگا اُن دونوں درجوں کے بیچ میں ایسا فاصلہ ہوگا جیسا آسمان اور زمین کے بیچ میں ہے ابو سعید نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہے (یعنے ان کلمات سے مراد کیا ہے) آنحضور نے فرمایا کہ راہ خدا میں جہاد کرنا راہ خدا میں جہاد کرنا راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۳۱) حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہشت کے دروازے تلواروں کے سایہ کے نیچے ہیں[3] (ابو موسیٰ کے یہ بیان کرتے ہی) ایک آدمی خستہ حال

---

[1] یعنے اس طرح سے دنیا کو چھوڑ کر اور لوگوں سے قطع تعلق ہو کر پہاڑ گھاٹیوں میں بیٹھ جانا اہل اسلام کا کام نہیں ہے بلکہ یہ طریقہ یہود اور نصاریٰ کا ہے کہ انہیں اس طرح سے بیٹھکر راہب بن جایا کرتے تھے اب مسلمانوں کو ایسا نہیں چاہیئے ۱۲ [2] یعنے اگر کسنے جہاد میں ایک حقیر سی چیز مدنظر رکھی تب بھی یہ اخلاص کے منافی ہے اور اسمیں مبالغہ ہے کہ ایسے خیال جہاد میں بالکل نہ چاہئیں ۱۲ [3] یعنے مجاہد کا اسطرح پر ہونا کہ دشمنوں کی تلواریں اسکے سر پر اٹھی ہوئی ہوں تو یہ بہشت میں داخل ہونیکا سبب ہے یہانتک کہ گویا بہشت کے دروازے اسکے لئے موجود ہیں کہ فوراً چلا جائے ۱۲ مرقات

کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابوموسیٰ کیا یہ تم ہی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ اسطرح فرماتے تھے انہوں نے فرمایا ہاں میں نے خود سنا ہے جب ہی وہ اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹا اور کہنے لگا کہ بھائیو) میرا تو تم پر سلام ہو (میں تو جاتا ہوں) پھر اُسنے اپنی تلوار کا میان[1] توڑ کر اُسے پھینکدیا اور اپنی تلوار لیکر دشمنوں کی طرف چلا گیا اور (دشمنوں کو) مارا یہانتک کہ خود (بھی) مارا گیا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۲۳۲) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحابیوں سے یہ فرمایا کہ جب اُحد کے دن (لڑائی میں) تمہارے بھائی (مسلمان) شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انکی روحوں کو سبز پرند جانوروں کی پیٹوں میں بھیجدیا جو بہشت کی نہروں پر اڑتے ہیں اور وہیں کے میوے کھا کر سونے کی قندیلوں میں جو عرش کے سایہ میں لٹکے ہوئے ہیں رہتے ہیں اور جب شہیدوں کو اپنے کھانے اور پینے اور خوابگاہ کی لذت معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگے کوئی ایسا ہو کہ ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں (مسلمانوں) کو یہ خبر پہنچادے کہ بیشک ہم لوگ بہشت میں زندہ ہیں تاکہ وہ (بھی) بہشت کے حاصل کرنے میں کوشش کریں اور لڑائی کے وقت سستی نکریں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرف سے انھیں یہ خبر پہنچادونگا چنانچہ حق تعالےٰ نے یہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ (ترجمہ) جو لوگ راہ خدا میں مارے گئے ہیں اُنھیں تم مرے ہوئے نہ خیال کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں) آخر آیتوں تک نازل فرمادی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۲۳۳) حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مسلمان دنیا میں تین قسم کے ہیں ایک تو وہ لوگ جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور پھر شک میں نہیں پڑے[2] بلکہ اپنے مالوں اور جانوں سے راہ خدا میں جہاد کیا دوسرے وہ کہ جن سے اور لوگ اپنے مال اور جانوں میں امن[3] سے رہتے ہے اور تیسرے وہ کہ جنھوں نے اپنی

---

[1] یعنے اسی ارادہ سے کہ اب میں پلٹ کر نہیں آؤنگا لہذا میان بھی پہلے ہی توڑ کر پھینکدیا ۱۲ [2] یعنے انہوں نے جو کچھ عمل کئے وہ بغیر شک ایمان ہی کئے اور کوئی امردینی انہوں نے نہیں چھوڑی تو یہ لوگ علے مرتبہ کے ہیں ۱۲ مرقات [3] اسمیں اشارہ ہے کہ اگرچہ ان لوگوں نے اپنے مال سے اور جانوں سے فائدہ نہیں پہنچایا لیکن اپنی برائی سے انہیں تکلیف بھی نہیں دی تو یہ پہلے لوگوں سے دوسرے درجہ میں ہیں ۱۲ لمعات

خواہش نفسانی کے قریب ہو کر پھر اللہ کے واسطے چھوڑ دیا۔ یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔

(۷۳۴) حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عمیرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سوائے شہید کے کوئی شخص مسلمان ایسا نہیں ہے کہ جسکی روح اللہ تعالےٰ نے قبض کر لی ہو وہ پھر دوبارہ تمہارے پاس آنیکو چاہے اور ساری دنیا اور جسقدر چیزیں دنیا میں ہیں سب اپنے لئے پسند کرے ابن ابی عمیرہ کہتے ہیں (پھر) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مجھے اپنا راہ خدا میں مارا جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ سارے[1] خیمے اور حویلیوں والے میرے غلام ہو جائیں یہ حدیث نسائی نے روایت کی ہے۔

(۷۳۵) حسناء معاویہ کی بیٹی کہتی ہیں مجھسے میرے چچا نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ بہشت میں کون لوگ ہونگے آنحضور نے فرمایا کہ نبی بہشت میں اور شہید (بھی) بہشت میں اور بچے[2] اور جو قبر میں زندہ گاڑے گئے ہیں سب بہشت میں ہونگے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۳۶) حضرت علی اور ابو درداء اور ابو ہریرہ اور ابو امامہ اور عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سب کے سب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ آنحضور فرماتے تھے جس شخص نے کچھ خرچ راہ خدا میں بھیجدیا اور خود اپنے گھر رہا تو اسے ہر درہم کے عوض سات سو درہم کا ثواب ملیگا اور جسنے راہ خدا میں خود جہاد کیا اور رضائے خدا ہی میں اس اپنی جان کو خرچ کیا تو اُسے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہموں کا ثواب ہوگا پھر آنحضور نے (اسکی تصدیق کے لئے) یہ آیت پڑھی واللہ یضاعف لمن یشاء (ترجمہ) اور اللہ تعالےٰ جسکے لئے چاہتا ہے ثواب زیادہ کر دیتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

---

[1] خیمے والوں سے مراد گنوار جنگلی لوگ ہیں کہ جو خیموں میں رہتے ہیں اور حویلیوں والوں سے مراد شہروں وغیرہ کے باشندے ہیں اور مقصود ان سے تمام دنیا کے لوگ ہیں ۱۲ [2] یعنے چھوٹے بچے خواہ مسلمانوں کے ہوں یا کافروں کے اور اسی حکم میں وہ بچے بھی داخل ہیں جو حمل میں گر جائیں یعنے پورے دنوں کے نہ ہوں ۱۲ [3] زمانہ جاہلیت کے کفار کی عادت تھی کہ وہ اپنی جیتی لڑکیوں کو گاڑ دیا کرتے تھے تاکہ جب وہ اپنے خاوندوں کے ہاں چلی جائیں تو سسر نہ کہلانے لگیں اور بعضے احمق تنگی و تکلیف کے باعث ہی بیٹیوں کو گاڑ دیتے تھے ۱۲

(۷۴۷) فضالہ بن عبید کہتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آنحضور فرماتے تھے کہ شہدا و چار طرح کے ہیں ایک تو وہ مسلمان آدمی جو پورا ایماندار تھا جسوقت اُس کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو اللہ تعالےٰ ۱؎ کو اُسنے سچ ہی کر دکھلایا یہانتک کہ خود مارا گیا اور یہ وہی شخص ہے جسکی طرف قیامت کے دن لوگ اسطرح نگاہیں اٹھائیں گے (یہ کہکر) اپنا سر اُٹھایا یہانتک کہ انکی ٹوپی گر پڑی (فضالہ سے نیچے کے راوی کہتے ہیں) اب مجھے معلوم نہیں کہ فضالہ نے (ٹوپی کے گرنیسے) حضرت عمرؓ کی ٹوپی کا ارادہ کیا تھا یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی کا ارادہ کیا تھا (خیر پھر) آنحضور نے فرمایا دوسرا وہ مسلمان آدمی جو پورا ایماندار تھا اور جسوقت اُسکی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو نامردی کی وجہ سے اسکی یہ کیفیت ہوگئی گویا اسکی کھال میں کسی خاردار درخت کے کانٹے چبھو دئے گئے ہیں (پھر) ایک ایسا تیر آیا جسکا مارنے والا معلوم نہ تھا اُسنے اُسے جان سے مار ڈالا تو یہ شخص دوسرے درجہ میں ہے۔ تیسرا وہ مسلمان آدمی جسنے اچھے بُرے سب عمل کئے تھے جسوقت وہ دشمن سے لڑا تو اسنے اللہ کو سچ ہی کر دکھلایا یہانتک کہ خود شہید ہوگیا اور یہ تیسرے درجہ میں ہے اور چوتھا وہ مسلمان آدمی جسنے اپنی جان پر اسراف کیا (یعنے بہت سے گناہ کئے) جب دشمن سے لڑا تو اسنے (بھی) اللہ کو سچ ہی کر دکھلایا یہانتک کہ خود شہید ہوگیا اور یہ چوتھے درجہ میں ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۷۴۸) حضرت عتبہؓ بن عبد سلمی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو لوگ جہاد میں مارے جاتے ہیں وہ تین طرح کے ہیں ایک تو وہ مسلمان جسنے اپنی جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کیا اور جب دشمن کا مقابلہ ہوا تو خوب لڑا یہانتک کہ خود مارا گیا اور آنحضور نے اسکے حق میں فرمایا کہ یہ وہ شہید ہی جس سے (جہاد کی تکلیفوں پر) امتحان لیا گیا ہے یہ (قیامت کے دن) اللہ کے خیمہ ۲؎ میں اسکے عرش کے نیچے ہوگا اس سے نبی بھی سوائے ایک درجہ نبوت ۳؎ کے اور زیادہ سبقت نہیں کرینگے اور دوسرا وہ مسلمان جسنے اچھے اور بُرے سب طرح کے عمل کئے اور جسوقت دشمن سے مقابلہ ہوا تو اپنی جان و مال سے جہاد کیا اور خوب

۱؎ یعنے اللہ کریم نے غازیوں کے وصف بیان کئے ہیں اُسنے شجاعت و بہادری کرکے انہیں سچ کر دکھلایا ۱۲

۲؎ یعنے اسکے حضور اور قرب میں ہوگا ۱۲ ۳؎ اور یہ درجہ نبوت کا بہت بڑا ہے لہٰذا کسیکو یہ شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ اس میں اور نبی میں کچھ ایسا ہی فرق ہوگا ۱۲

خونریزی کی یہانتک کہ خود (بھی) شہید ہو گیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے حق میں فرمایا کہ یہ شہادت پاک کردینے والی ہے (یعنے) گناہوں کو اور خطاؤں کو مٹا دیتی ہے کیونکہ تلوار خطاؤں کو بالکل ہی مٹا دیتی ہے اور بہشت کے جون سے دروازہ سے یہ (جانا) چاہیگا اندر بھیجدیا جائیگا۔ تیسرا آدمی منافق ہے جسنے اپنے جان ومال سے جہاد کیا اور جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو خونریزی کی یہانتک کہ خود (بھی) جان دیدی لیکن یہ دوزخ میں جائیگا کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔ یہ حدیث دارمی نے روایت کی ہے

(۳۹۷) حضرت ابن عائذ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے جنازہ (کی نماز پڑھنے) کیلئے چلے جب جنازہ رکھا گیا تو حضرت عمر بن خطاب نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اسکی نماز نہ پڑھیئے کیونکہ یہ فاسق آدمی تھا (یہ سنتے ہی) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم میں سے کسینے اسے اسلام کا کوئی کام کرتے ہوئے دیکھا ہے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہاں (میں نے دیکھا ہے کہ) اسنے ایک شب راہ خدا میں نگہبانی کی تھی پھر آنحضرت نے اسکی نماز پڑھ لی یہانتک (کہ جب قبر بند کر کے) اسپر مٹی ڈالدی تو آنحضرت نے فرمایا کہ تیرے ساتھی تجھے دوزخی شمار کرتے ہیں اور میں اسبات کا گواہ ہوں کہ تو بہشتی ہے اور فرمایا اے عمر یاد رکھو کہ تمسے لوگوں کے عملوں کی بابت سوال نہیں ہوگا بلکہ دین واسلام کی بابت سوال ہوگا۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب جہاد کے سامان تیار کرنیکا (بیان)

پہلی فصل (۳۹۸) حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آنحضرت منبر پر کھڑے ہوئے فرماتے تھے کہ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ (ترجمہ) کہ تمسے جہانتک ہوسکے جہاد کے لئے تیار رہو اور یاد رکھو کہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۳۹۹) حضرت عقبہ بن عامر ہی کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تم

---

۵۱ اس موقعہ کی تفسیر میں طیبی نے کہا ہے مقصود حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ اے عمر ایسی جگہہ میں یعنے عین دفن کے وقت مردے کی برائیاں نہ بیان کرنی چاہئیں بلکہ اسوقت تو اسکی نیکیاں ذکر کرنی چاہئیں ۱۲ لمعات

۵۲ یعنے ایسی چیز سے کہ جو شعار اسلام پر دلالت کرے اور علامات یقین سے ہو خوش کہ اعتقاد اعتقاد پر ہے اور اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے لہذا بہتر ائی ہی کی امید کہنی چاہیئے ۱۲

۵۳ یعنے اس آیت میں جو (مِنْ قُوَّۃٍ) ہے مراد یہ ہے کہ راہ خدا میں لڑنے کے لئے تیر اندازی سیکھو اور حضور نے قوت سے مراد تیر اندازی شاید اسلئے بتائی کہ یہ بہ نسبت اور چیزوں کے بہت آسان ہے۔

عنقریب ملک روم کو فتح کرو گے اور اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کریگا لہذا تم میں سے کوئی تیروں کے ساتھ کھیلنے سے ہمت نہ ہار دے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۷۴۲) حضرت عُقبہ بن عامر ہی کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس نے تیر اندازی سیکھی اور پھر چھوڑ دی تو وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے یا فرمایا کہ اُس نے نافرمانی کی یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۷۴۳) حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک جماعت قبیلہ بنی اسلم کے پاس تشریف لیگئے وہ آپس میں بازار میں تیر اندازی کر رہے تھے آنحضرت نے ان سے فرمایا کہ اے اولاد اسمٰعیل تم تیر اندازی کرتے رہو کیونکہ تمہارے باپ (یعنے حضرت اسمٰعیل بھی) تیر انداز تھے اور پھر دونوں فریقوں میں سے ایک کے لئے فرمایا کہ میں فلاں لوگوں کے ساتھ ہوں (یہ سنتے ہی) دوسرے فریق کے لوگوں نے تیر چلانے سے ہاتھ روک لئے آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا (تیر چلانے سے کیوں رُک گئے) اُنہوں نے عرض کیا ہم اب کسطرح تیر چلائیں آپ تو اُن لوگوں کے ساتھ ہو گئے آپ نے فرمایا (اچھا) تم تیر چلاؤ اور میں تمہارے سب کے ساتھ ہوں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۴۴) حضرت انس فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ اپنے تئیں معہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ڈھال سے بچاؤ کیا کرتے تھے اور ابو طلحہ بہت ہی اچھے تیر انداز تھے اور جب یہ تیر چلاتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جھانکتے اور تیر کے پڑنے کی جگہ کو دیکھتے (کہ دیکھئے اب یہ تیر کسکے لگیگا) یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۴۵) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ برکت (جہاد کے) گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۷۴۶) حضرت جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آنحضرت ایک گھوڑے کی پیشانی (کے بالوں) کو پیچ دے رہے تھے اور آپ فرماتے جاتے تھے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی (یعنے) ثواب آخرت کا اور غنیمت دنیا کی بندھی ہوئی ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

۵۱ کھیلنے سے مراد تیر اندازی سیکھنا ہے اور مقصود یہ ہے کہ اہل روم اکثر تیر انداز ہیں لہذا تم بھی تیر اندازی سیکھنا ۱۲ ۵۲ یعنے بنی اسلم کے جو دو فریق تیر چلا رہے تھے اُن میں سے ایک فریق کا نام لیکر کہا کہ میں انکے ساتھ ہوں ۱۲ ۵۳ پیشانیوں سے مراد گھوڑے ہیں یعنے چونکہ بسبب ان کے جہاد حاصل ہوتا ہے جسمیں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے لہذا گھوڑوں میں برکت ہے ۱۲

(۷۴۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لانے اور اسکے وعدہ کو سچا سمجھنے کے باعث سے راہ خدا میں گھوڑا باندھ دے تو بیشک قیامت کے دن اُس گھوڑے کی سیری[1] اور سیرابی اور اسکی لید اور پیشاب میزان عمل میں تول لے جاینگے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۷۴۸) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گھوڑے میں شکال کو مکروہ سمجھتے تھے اور شکال[2] یہ ہے کہ گھوڑے کے داہنے پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا داہنے ہاتھ اور بائیں پاؤں میں ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۴۹) حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن گھوڑوں کے درمیان جو اضمار[3] کئے گئے تھے حفیا سے گھوڑدوڑ کرائی تھی اور اُنکی انتہا ثنیۃ[4] الوداع تھی اور حفیا[5] اور ثنیۃ الوداع دونوں کے بیچ میں چھ میل کا فاصلہ ہے اور جو گھوڑے اضمار نہیں کئے گئے تھے ان میں ثنیہ سے بنی زریق کی مسجد تک گھوڑدوڑ کرائی تھی اور ثنیہ اور مسجد بنی زریق کے درمیان ایک ہی میل کا فاصلہ ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۷۵۰) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جسکا عضباء[6] نام تھا اور وہ ایسی تھی کہ اُس سے کوئی اونٹ آگے نہیں بڑھ سکتا تھا (ایکروز) ایک دہقانی اونٹ پر آیا اور وہ اونٹ اُس سے آگے بڑھ گیا اسبات پر مسلمانوں کو بہت سخت رنج ہوا اُسپر آنحضور نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے تئیں یہ بات لازم کرلی ہے کہ دنیا کی جو چیز سر اٹھائیگی وہ اُسے ضرور ہی پست کردیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] یہاں سیری اور سیرابی سے وہ چیزیں مراد ہیں جنسے جانور کا پیٹ بھرتا ہے یعنے گھانس دانہ پانی وغیرہ یہ سب چیزیں بھی ثواب ملنے میں اسکے عمل میں داخل ہونگی ۱۲ [2] شکال کے معنی راوی نے یہ بیان کئے ہیں اور قاموس میں بلکہ تمام لغت کی کتابوں میں یہ ہے شکال اس گھوڑے کو کہتے ہیں جسکے تین پاؤں سپید ہوں اور ایک پاؤں تمام بدن کے ہمرنگ ہو یا بالعکس یعنے ایک پاؤں سپید ہو اور تین ہمرنگ تمام بدن کے ہوں ۱۲ [3] اضمار اُسے کہتے ہیں کہ اول گھوڑے کو خوب گھانس وغیرہ کہلاتے ہیں تاکہ وہ قوی اور فربہ ہو جاتے بعدازاں گھانس کو کم کرتے رہتے ہیں یہانتک کہ اصلی خوراک پر لا ٹھیراتے ہیں اور ایک مکان میں بند کر کے میں دیتیاں وغیرہ گرم چیزیں دیتے ہیں جس سے اُسے پسینہ آجائے اور جسوقت یہ خشک ہو جاتا ہے تو اُسکا گوشت سبک ہو جاتا ہے اور گھوڑا قوی رہتا ہے ۱۲

[4] یہ ایک پہاڑ کا نام ہے اہل مدینہ وہاں تک مسافروں کو پہنچانے جایا کرتے ہیں ۱۲ [5] حفیا مدینہ منورہ سے چندکوس پر ایک جگہ ہے ۱۲

[6] عضباء اس اونٹنی کو کہتے ہیں جسکا کان کٹا ہوا یا چرا ہوا ہو اور اُسکا نام قصواء بھی تھا ۱۲

دوسری فصل (۱۵۷) حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو بہشت میں داخل کریگا ایک اس کے بنانے والے کو جس نے اسکے بنانے میں بھلائی (اور ثواب) کی امید رکھی ہوگی اور دوسرے اسکے چلانے والیکو اور تیسرے ترکش میں سے نکالکر (تیر انداز کے ہاتھ میں) دینے والیکو لہذا تم لوگ تیر چلایا کرو اور گھوڑوں پر سوار ہوا کرو اور مجھے تمہارے سوار ہونے سے تیر اندازی کرنی بہت ہی زیادہ پسند ہے اور تمام چیزیں جن سے لوگ کھیلتے ہیں سب باطل (اور نامراد) ہیں ہاں اپنی کمان سے تیر اندازی کرنی اور اپنے گھوڑوں کو ادب سکھانا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (یعنے مذاق کی باتیں وغیرہ کرنی) تو یہ سب چیزیں بیشک حق ہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ابو داؤد اور دارمی نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دے تو گویا اسنے ایک نعمت چھوڑ دی یا فرمایا کہ اسنے کفران نعمت کیا۔

(۲۵۷) حضرت ابو نجیح سلمی فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے راہ خدا میں تیر چلایا (یعنے کسی کافر کے مارا) تو بہشت میں اس کی وجہ سے ایک درجہ ملیگا اور جس شخص نے راہ خدا میں تیر چلایا (اور وہ کسی کافر کے لگا یا نہ لگا) تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کی برابر ثواب ملیگا اور جو شخص (حالت) اسلام ہی میں بوڑھا ہو گیا تو قیامت کے دن یہ بڑھاپا اس کے لئے نور ہو جائیگا یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔ اور ابو داؤد نے پہلا جملہ اور نسائی نے پہلا اور دوسرا جملہ اور ترمذی نے دوسرا اور تیسرا جملہ نقل کیا ہے اور بیہقی اور ترمذی دونوں کی روایت میں اسکے بدلے جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہوا یوں ہے کہ جو شخص راہ خدا میں بوڑھا ہوا قیامت کے دن یہ بڑھاپا اسکے لئے نور ہوگا

(۳۵۷) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (کہ اور) کسی موقعہ میں شرط کرکے مال نہ لینا چاہیئے ہاں تیر چلانے میں یا اونٹ دوڑانے یا گھوڑے دوڑانے میں شرط کر کے لینا درست ہے) یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے

لہ اس سے معلوم ہوا کہ سوائے ان تین جگہوں کے شرط کرنی درست نہیں ہے جیسے آجکل یہاں کبوتر بازی اور مرغ بازی وغیرہ میں کرتے ہیں یہ بالکل ناجائز ہے۔ ان اصحاب کی کسی عالم نے اجازت نہیں دی ہاں بعضے فقہا نے اور بعض چیزوں پر بھی شرط کرنے کو جائز کہا ہے مگر وہی جو جہاد میں کام آتی ہوں انکے سوا اوروں میں شرط کرنی ہرگز درست نہیں ۱۲

(۷۵۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے دو گھوڑوں (کی گھڑ دوڑ میں (اور ایک تیسرا) گھوڑا چھوڑ دیا تو اگر اس تیسرے گھوڑے پر اسکے آگے بڑھ جانے پر اطمینان ہو (یعنی یہی یقین ہے کہ بڑھے ہی گا) تو اس شخص کے حق میں بہتری نہیں ہے و اگر آگے بڑھ جانے سے اسپر اطمینان نہیں ہے تو پھر کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں روایت کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے آنحضرت فرماتے تھے جس شخص نے دو گھوڑوں میں (اور ایک تیسرا) گھوڑا دیدیا یعنی ایسا گھوڑا جسکے آگے بڑھ جانے سے اطمینان نہیں ہے تو یہ قمار نہیں ہوگا اور جس شخص نے دو گھوڑوں میں ایسا گھوڑا دوڑایا کہ جسکے آگے بڑھ جانے پر اطمینان تھا تو یہ قمار بازی ہوگی۔

(۷۵۵) حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جلب[2] اور جنب نہیں چاہیئے یحیٰی نے اپنی حدیث میں یہ زیادہ بیان کیا کہ گھڑ دوڑ میں (جلب وجنب نچاہیئے) یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے اور ترمذی نے مع زیادتی کے باب غصب کے بیان میں نقل کی ہے۔

(۷۵۶) حضرت ابوقتادہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے سب میں اچھا گھوڑا مشکی ہے جسکی پیشانی اور ناک پر تھوڑی سی سفیدی ہو پھر وہ گھوڑا بہتر ہے جسکی پیشانی پر تھوڑی سفیدی ہو اور ساتھ و پاؤں (بھی) سفید ہوں لیکن دایاں ہاتھ سفید نہ ہو اور اگر مشکی گھوڑا نہ ہو تو اسی صورت کا کمیت ہونا چاہیئے۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۵۷) حضرت ابو وہب جشمیؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ تم لوگ کمیت گھوڑے پنج کلیان یا اشقر[3] پنج کلیان یا مشکی گھوڑے پنج کلیان رکھا کرو۔ یہ حدیث

[1] یعنی دو گھوڑوں کی گھڑ دوڑ ٹھیر چکی تھی اور ان میں شرط مقرر ہو چکی تھی پھر کسی شخص نے انہیں کے ساتھ اس شرط پر گھوڑا دوڑایا کہ میرا گھوڑا دونوں سے آگے نکل جائیگا تو میں دونوں سے گھوڑے لیلوں گا ورنہ خیر کیونکہ شرط ایک طرفہ ہی جائز ہوا کرتی ہے خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ اگر اس تیسرے شخص کا گھوڑا آگے بڑھ جانے اور نہ بڑھنے کا احتمال رکھتا ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ۱۲ [2] گھڑ دوڑ میں جلب اسے کہتے ہیں کہ ایک گھوڑا دوڑانیوالا اپنے پیچھے اور آدمی کو لگالے وہ اسکے گھوڑے کو ہانکتا رہے تاکہ اسکا گھوڑا پیچھے نہ رہجائے اور جنب کے یہ معنے ہیں کہ دوڑانیوالا ایک اور گھوڑے کو اپنے ساتھ لگائے کہ اگر ایک تھک جائے تو دوسرے پر سوار ہو جائے گھڑ دوڑ میں یہ دونوں باتیں ناجائز ہیں ۱۲ [3] اشقر سرخ رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں اور فرق کمیت اور اشقر میں یہ ہے کہ کمیت کی دم اور ایال سیاہ ہوتی ہے اور اشقر کی سرخ ہوتی ہیں اور پنج کلیان اسے کہتے ہیں جسکے چاروں ہاتھ پاؤں اور پیشانی سفید ہو ۱۲

ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے۔

(۷۵۸) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سرخ رنگ کے گھوڑوں میں برکت ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۷۵۹) حضرت عتبہ بن عبد سلمی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم لوگ گھوڑوں کی پیشانیوں کے بال اور انکی عبالیں اور انکی دمیں نہ کترا کرو کیونکہ انکی دمیں تو انکی چوریاں ہیں اور انکی عبالیں انکے گرم ہونے کے سبب ہیں اور انکی پیشانیوں کے بالوں میں بھلائی بندھی ہوئی ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۶۰) حضرت ابو وہب جشمی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم خود گھوڑوں کو باندھا کرو اور انکی پیشانیوں اور پیٹھوں پر ہاتھ پھیرا کرو اور انکی گردنوں میں گنڈے باندھا کرو لیکن تانت کے گنڈے نہ باندھنا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۶۱) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (اللہ کے بہت اچھے) فرمانبردار بندے تھے اور ہمیں اور لوگوں کے علاوہ سوائے تین باتوں کے کوئی خاص بات نہیں فرمائی (اور وہ تین باتیں یہ ہیں) ہمیں یہ حکم کیا تھا کہ ہم وضو پورا کیا کریں اور صدقہ کی چیز نہ کھایا کریں اور گھوڑی پر گدھا نہ ڈلوایا کریں۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے۔

(۷۶۲) حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کسی نے تحفہ میں ایک خچری بھیجی اور آنحضرت اسپر سوار ہوئے پھر (میں نے یعنی) علی نے آنحضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ہم گھوڑیوں کو گدھوں سے جفت کراتے تو ایسی خچریاں ہمارے پاس بھی ہوتیں آپ نے فرمایا کہ یہ فعل تو وہ لوگ کیا کرتے ہیں جو (احکام شریعت) نہیں جانتے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

سلہ یعنے جہاد کے گھوڑوں کو مرد سلاح آنحضور کے فرمانے میں یہ اشارہ ہے کہ انہیں تیار رکھا کرو اور ہاتھ پھیر کر انہیں صاف کرتے رہا کرو ۱۲ سلہ اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ کمان کے چلّے گھوڑوں کی گردنوں میں باندھا کرتے تھے تاکہ انہیں نظر نہ لگے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمادیا کیونکہ یہ تقدیر کو نہیں پھیر سکتے ۱۲ سلہ اسمیں شیعہ پر رد ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کو علوم مخصوصہ خاص طور پر فرمائے تھے حالانکہ اس حدیث میں حضرت ابن عباس اسکا بالکل انکار کر رہے ہیں ۱۲ سلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑی کو گدھے سے جفت کرانا درست نہیں ہے لیکن اور جگہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے ۱۲

(۷۶۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۶۴) ہود بن عبداللہ بن سعد نے اپنے دادا مزیدہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن جسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپکی تلوار پر سونا اور چاندی چڑہی ہوئی تھی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۶۵) حضرت سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کے بدن) پر احد کے دن دو زرہیں تھیں ایک کو دوسرے پر پہن لیا تھا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۶۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بڑا جھنڈا سیاہ تھا اور چھوٹا جھنڈا سفید تھا۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۶۷) موسیٰ ابن عُبَیدہ محمد بن قاسم کے آزاد کردہ کہتے ہیں مجھے محمد بن قاسم نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا رنگ دریافت کرنے کے لئے حضرت براء بن عازب کی خدمت میں بھیجا (میں نے جاکر اُنسے دریافت کیا) اُنہوں نے فرمایا کہ چکور سیاہ[1] رنگ چیتے کی کھال جیسا تھا۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۶۸) حضرت جابر روایت کرتے ہیں (کہ جسوقت) نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل[2] ہوئے تو آپکا جھنڈا سفید تھا۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۷۶۹) حضرت انس فرماتے ہیں کہ عورتوں کے بعد گھوڑوں سے زیادہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز زیادہ محبوب نہ تھی یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۷۷۰) حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جسکے ہاتھ میں فارسی کمان تھی پوچھا کہ تم یہ کیا لے رہے ہو اسے پھینکدو اور ایسی اور اسیطرح کی کمانیں اور پورے نیزے رکھا کرو کیونکہ بات اصل میں[3] یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ انکے سبب سے

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ اسباب جہاد میں زیادہ بندوبست کرنا جائز ہے اور یہ توکل کے بھی منافی نہیں ہے ۱۲ [2] مراد سیاہ رنگ سے یہ ہے کہ دور سے سیاہ معلوم ہوتا تھا ورنہ خالص سیاہ نہ تھا کیونکہ آگے خود چیتے کی کھال سے تشبیہ دے رہے ہیں جس میں سیاہی سپیدی دونوں ہوتی ہیں ۱۲ [3] یہ حال فتح مکہ کا ہے جو شہرہ ہجری میں ہوا ہے ۱۲ [4] شاید ان صحابی کا خیال اسکے بالکل خلاف ہوگا جس لئے آنحضرت نے بتاکید و تفصیل یہ ارشاد فرمایا ۱۲

دین میں تمہاری مدد کریگا اور تمہیں شہروں میں مقیم کردیگا یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب سفر[1] کے آداب کا بیان

پہلی فصل (۷۷۱) حضرت کعب بن مالک روایت کرتے ہیں کہ جنگ تبوک[2] میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز تشریف لے گئے اور (اکثر) آپ جمعرات ہی کے دن چلنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۷۲) حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر لوگ تنہا سفر کرنے کی خرابیوں کو اسقدر جان لیں جسقدر میں جانتا ہوں تو رات کو کوئی سوار (بھی) تنہا سفر نہ کیا کرے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۷۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس قافلہ کے ساتھ کتا[3] اور گھنٹال ہو اسکی ہمراہ فرشتے نہیں رہتے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۷۷۴) حضرت ابوہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے گھنٹال شیطان کے مزامیر[4] میں سے ہے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۷۷۵) حضرت ابو بشیر انصاری سے روایت ہے کہ وہ بعض سفروں میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں (ایکمرتبہ) حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ پیام دیکر بھیجا (لوگوں میں پکار دیں کہ) کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا نہ رہنا چاہیئے یا فرمایا کہ جو گنڈا ہو وہ کاٹ[5] (پھینک) دیا جائے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۷۷۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم ارزانی میں سفر کیا کرو تو اونٹوں کا حق زمین میں سے (گھانس وغیرہ پورا) دیدیا کرو اور جب تم قحط سالی میں سفر کرو تو انہیں

---

[1] یعنے جہاد کا سفر ہو یا حج وغیرہ کا سفر ہو ۱۲ [2] تبوک ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے ایک مہینے کی مسافت پر ہے اور یہ جنگ تبوک سنہ ہجری میں ہوا ہے ۱۲ [3] کتے سے وہ کتا مراد ہے جو حفاظت کیلئے نہ ہو کیونکہ ایسا کتا ساتھ رکھنا جائز ہے اور گھنٹال سے عام مراد ہے یعنے خواہ گھنٹا ہو کوئی باجا ہو یا بیلوں کے گھنگرو بندھے ہوئے ہوں ۱۲ [4] مزامیر مزمار کی جمع ہے اور مزمار نے کو کہتے ہیں جسے لوگ بجایا کرتے ہیں اور چونکہ وہ ذکر خیر سے روک دیتا ہے اسلئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزامیر شیطان فرمایا ہے۔

[5] یہ روایت کہا شک ہے کہ حضور نے تانت کے گنڈے کو منع فرمایا تھا یا کہ مطلق گنڈے کو ۱۲

جلدی[1] چلایا کرو اور جب کہیں (سفر میں) رات کو اترو تو راستوں سے بچکر ٹھیرا کرو کیونکہ وہ چوپاؤں کے راستے اور موذی جانوروں کے رات کے رہنے کی جگہیں ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تم قحط سالی میں سفر کرو تو انہیں چلانے میں جلدی کیا کرو (تاکہ جلدی پہنچ جاؤ اور اُنکے بدن میں بھی قوت باقی رہے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۷۷۷) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ سفر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ناگہاں ایک آدمی شتر سوار اپنی سواری کو دائیں بائیں[2] پھیرتا ہوا آنحضرت کی خدمت میں آیا آپ نے (اُسے دیکھکر صحابہ سے) فرمایا کہ جسکے پاس سواری زیادہ ہو وہ اسکی[3] مدد کردے جسکے پاس سواری نہ ہو اور جسکے پاس کھانا زیادہ ہو وہ اُسے دیدے کہ جسکے پاس کھانا نہ ہو راوی کہتے ہیں (غرضکہ آپ نے اسقدر قسمیں مال کی بیان فرمائیں ہم یہ سمجھے کہ بیشک بچی ہوئی چیز میں ہم میں سے کسیکا بھی کچھ حق نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۷۷۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سفر عذاب[4] کا ایک ٹکڑا ہے جو تمہیں سونے اور کھانے اور پینے سے (بھی) روک دیتا ہے لہذا جب کوئی سفر میں اپنی حاجت پوری کر چکے تو اُسے چاہئے کہ جلدی اپنے گھر آجایا کرے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۷۷۹) حضرت عبد اللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو آپ کے استقبال کے لئے اہل بیت کے لڑکے جاتے تھے اور ایکمرتبہ آپ سفر سے تشریف لائے تو مجھے (ہی) کسی نے آپ کے سامنے کردیا آنحضور نے (اپنی سواری پر) مجھے اپنے آگے بٹھالیا پھر کوئی حضرت فاطمہ کے صاحبزادوں[5] میں سے ایک کو لایا آپ نے اُسے اپنے پیچھے بٹھالیا فرماتے ہیں (غرضکہ) جسوقت ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ایک سواری پر ہم تین آدمی تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۸۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں (کہ خیبر سے آتے وقت) میں اور ابو طلحہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] یعنے راستہ میں دیر نہ لگایا کرو تاکہ وہ جلدی سے تمہیں منزل مقصود پر پہنچادیں اور خود بھی بھوک کی وجہ سے ضعیف نہ ہونے پائیں
[2] یعنے بوجہ اُسکی سواری کا تھک جانے کے وہ اُسے ادہر اُدہر پھیرتا تھا خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ مسافر راستہ کے بیچ میں ماندہ ہو گیا تھا اسلئے آنحضور نے لوگوں کو رغبت دلائی تاکہ وہ درماندہ کی خبر گیری کریں ۱۲ [3] یعنے دوزخ کے عذاب کی یہ بھی ایک قسم ہے جسمیں طرح طرح کی تکلیفیں ہوتی ہیں ۱۲ [5] یعنے حضرت امام حسن یا امام حسین میں سے ایک کو لائے ۱۲

ہمراہ تھے اور حضرت صفیہؓ بھی آپ کے ساتھ تھیں انھیں آنحضورؐ نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھار کھا تھا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۸۱) حضرت انسؓ ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (سفر سے) رات کو کبھی اپنی بیویوں کے پاس تشریف نہیں لاتے تھے ہمیشہ صبح یا شام ہی کو مکان میں تشریف لاتے تھے یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں نے نقل کی۔

(۷۸۲) حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں سے بہت دنوں میں سفر سے آئے تو رات کو مکان میں نہ آیا کرے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۷۸۳) حضرت جابرؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (مجھسے) فرماتے تھے جب تم رات کو اپنے شہر میں سفر سے آجاؤ تو اُسی رات کو اپنی بیوی کے پاس نہ جایا کرو یہاں تک کہ وہ (اگلے روز) اپنے زیر ناف کے بال دور کر دے اور پراگندہ بالوں میں کنگھی کر لے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۷۸۴) حضرت جابرؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب (کبھی سفر سے) مدینہ منورہ میں تشریف لاتے تو ایک اونٹ یا گائے ذبح کر کے (لوگوں کو کھلا) تے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۸۵) حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے ہمیشہ دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے تھے اور جس وقت تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھتے بعد اسکے (کچھ دیر) لوگوں میں بیٹھے رہتے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۷۸۶) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو آنحضرتؐ نے (مجھ سے) فرمایا کہ مسجد میں آکر اول تم دو رکعت پڑھ لو۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

دوسری فصل

(۷۸۷) حضرت صخر بن وداعہ غامدیؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا (ترجمہ) یا الٰہی میری امت کے صبح کو جانے میں برکت دے) اور

ا‎ؔ یہ قصہ خیبر سے پھر نکلے وقت کا ہے اور حضرت صفیہ خیبر کی ہیں غنیمت میں آئیں تھیں پہلے یہ وحیہ کلبی صحابی کے حصہ میں آگئیں تھیں پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے لیکر انھیں آزاد کر دیا پھر اپنے نکاح میں لیا تھا اور اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر لائے تھے ۲؎ حاصل یہ کہ تم اتنی دیر صبر کیا کرو تاکہ تمہاری عورت آراستہ پیراستہ ہو کر صحبت کیلئے مستعد ہو جائے اور امام نووی نے کہا ہے کہ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو دور کے سفر سے آئے اور جو صبح کا گیا ہوا شام کو واپس آجائے تو اُسے رات کو آنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے ۱۲ ۳؎ یہ دعا عام ہے جیسے خواہ کہیں تجارت کے لئے جائیں اور یا علم حاصل کرنے کے لئے یا اور کسی قسم کا سفر ہو ۱۲

انحضرتؐ جب کسی چھوٹے یا بڑے لشکر کو کہیں بھیجتے تو صبح ہی کو روانہ کیا کرتے تھے اور (راوی کہتے ہیں کہ) صخر سوداگر آدمی تھا یہ بھی اپنی سوداگری کے مال کو صبح ہی کے وقت بھیجا کرتا تھا چنانچہ (انحضورؐ کی دعا کی برکت سے) یہ ثروت والا اور بہت مالدار ہو گیا تھا۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے

(۷۸۸) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کو (چلنے میں) زمین جلدی طے ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۸۹) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور (ہاں) تین سوار سوار ہیں یہ حدیث امام مالکؒ اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۷۹۰) حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تین آدمی سفر میں ہوں تو انہیں چاہیئے کہ ایک کو انہیں میں سے سردار بنالیں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۷۹۱) حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ بہت اچھا ساتھ چار آدمیوں کا ہے اور چھوٹے لشکروں میں بہت اچھا لشکر چار سو آدمیوں کا ہے اور بڑے لشکروں میں بہت اچھا لشکر چار ہزار آدمیوں کا ہے اور بارہ ہزار آدمی کمی کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

(۷۹۲) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں پیچھے رہا کرتے تھے اور کمزور (سواری کو) ہانکتے اور پیادہ یا آدمی کو اپنے پیچھے سوار کر لیتے اور سبھوں کے لئے دعا کرتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

لہ یعنے دن ہی کے چلنے پر قناعت نہ کر لیا کرو بلکہ کچھ رات کو بھی چلا کرو کیونکہ رات کو چلنا آسان ہوتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ رات کو چلنے والا یہی خیال کیا کرتا ہے کہ میں ابھی تھوڑا چلا ہوں حالانکہ وہ چلا زیادہ ہوتا ہے اور اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس وقت چلنے میں خیال کم رہتا ہے اور رستہ کی علامتیں معلوم نہیں ہوتیں جیسے راستہ کاٹنے لگتا بھاری ہو جاتا ہے ۱۲ لمعات

لہ اس حدیث کی تاویل علماء نے یہ کی ہے کہ آنحضورؐ کا مقصود تنہا سفر کرنے سے منع فرمانا تھا اگر تنہا آدمی سفر کریگا تو چونکہ نماز کی جماعت سے بھی مجبور رہیگا اسلئے گویا یہی شیطان ہے واگر دو آدمی ہوں اور ایک بیمار ہو جائے یا مر جائے تو دوسرے کو بھی یہی صورت پیش آئیگی اسلئے اگر تین آدمی سفر میں اکٹھے ہونگے تو وہ مستحق اسکے ہیں کہ انھیں سوار کہا جائے ۱۲ لمعات لہ تاکہ اگر جھگڑا ہو جائے تو وہ فیصلہ کر دے ۱۲

(۷۹۳) حضرت ابو ثعلبہ خشنی فرماتے ہیں کہ لوگ (سفر میں) جب کسی منزل پر پڑاؤ کرنا چاہتے تو علیحدہ علیحدہ پہاڑ کی گھاٹیوں اور جنگلوں میں ٹھہر جاتے تھے (ایکمرتبہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ تمہارا علیحدہ علیحدہ گھاٹیوں اور جنگلوں میں ٹھہرنا فقط شیطان[1] کی طرف سے ہے اسکے بعد انہوں نے جب کسی منزل پر پڑاؤ کیا تو آپسمیں ایک دوسرے سے ایسے ملے ہوئے ٹھہرے کہ لوگ یہ کہتے تھے کہ ایک کپڑا انکے اوپر پھیلایا جائے تو وہ سبھوں کو ڈھانک لے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۹۴) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم سب لوگ بدر کے دن (لڑائی میں) ایک ایک اونٹ پر تین تین آدمی سوار تھے اور ابولبابہ اور علی بن ابوطالب دونوں حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے اور جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی باری آتی تو وہ دونوں کہتے کہ آپ کی طرف سے ہم ہی پیدل چل لینگے (اور آپ سوار ہی رہیئے) آپ فرماتے کہ تم دونوں مجھسے کچھ قوی نہیں ہو اور نہ میں (اخروی) ثواب لینے میں تم دونوں سے زیادہ غنی[2] ہوں۔ یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۷۹۵) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تم لوگ سواریوں کی پیٹھوں کو منبر[3] نہ سمجھ لیا کرو کیونکہ انھیں اللہ تعالےٰ نے تمہارے تابع فقط اسلئے کیا ہے کہ وہ تمہیں ایسے شہروں میں پہنچا دیتے ہیں جہاں تم بلا مشقت جان نہیں پہنچ سکتے تھے اور زمین تمہارے لئے پیدا کی ہے تاکہ تم اُسپر اپنی ضروریات پوری کر لیا کرو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۷۹۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی منزل پر اترتے تو جبتک (سواریوں پرسے) اسباب نہ کھل جاتے تو ہم نماز[4] نہیں پڑھا کرتے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۹۷) حضرت بریدہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جا رہے تھے یکایک ایک آدمی گدھا لئے ہوئے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اسپر سوار ہو جایئے اور وہ خود[5] پیچھے کو ہو گیا۔

---

[1] [illegible] ایک دوسرے سے [illegible] تمہارے دشمن قدرت پاکر تمہیں تکلیف پہنچائیں ۱۲

[2] [illegible] نہایت ہی [illegible] ساتھیوں کے ساتھ مہربانی کرنی اور اللہ کی طرف احتیاج رکھنی معلوم ہوئی ۱۲

[3] یعنی ان کی پیٹھوں پر بیٹھ کر باتیں نہ کرتے رہا کرو جیسے منبروں پر کرتے ہو ۱۲

[4] مقصود حضرت انس کا یہ ہے کہ صحابہ کو باوجودیکہ نماز کا اہتمام بہت ہی کچھ تھا لیکن باینہمہ بھی جانوروں کے حال پر رعایت کرنیکو مقدم جانتے تھے ۱۲　[5] یعنے وہ خود ہی گدھے پر سوار تھا اور پیچھے کو ہٹا تاکہ آپ آگے سوار ہو جائیں ۱۲

آپ نے فرمایا کہ اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کے تم زیادہ مستحق ہو ہاں اگر مجھے آگے سوار ہونے کی اجازت دو تو میں سوار ہو جاؤں گا وہ بولا بیٹے آپکو اجازت دی چنانچہ آپ سوار ہو گئے۔ یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۷۹۸) ابو ہند کے بیٹے سعید نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اونٹ اور مکانات شیطانوں کے لئے (بھی) ہوتے ہیں لیکن شیطانوں[1] کے اونٹ وہ ہیں جو تم میں سے بعضوں کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ بہت عمدہ اونٹ اپنے ہمراہ لیکر چلتا ہے اور خوب انھیں فربہ کر رکھا ہے اور اُن میں سے کسی اونٹ پر خود سوار نہیں ہوتا ہے اور جب کسی ایسے بھائی (کسی مسلمان) کے پاس سے نکلتا ہے کہ وہ چلنے سے تھک گیا ہے تو اُسے بھی اپنے اونٹ پر سوار نہیں کرتا لیکن مکانات شیطانوں کے میں نے ابھی نہیں دیکھے (راوی کہتے ہیں کہ) سعید کہا کرتے تھے میرے خیال میں شیطانوں کے مکانات وہ یہی پنجرے[2] ہیں جنھیں لوگ ریشمی کپڑوں سے ڈھانکتے ہیں۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۹۹) حضرت معاذ کے بیٹے سہل نے اپنے والد معاذ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں (کہ ایکمرتبہ) میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کے (کفار سے) لڑا تھا وہاں بعض لوگوں نے مکانات بہت سے گھیر لئے اور سب راستے روک دیئے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھنڈورچیا بھیجا تاکہ لوگونکو یہ اطلاع دیدے کہ جو شخص (زیادہ مکان روک کر اوروں پر) مکان کو تنگ کردے یا جو راستے روک دے تو اُسے جہاد کا ثواب نہیں ہوگا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۰۰) حضرت جابر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی سفر سے آئے تو سب سے اچھا گھر میں آنے کا وقت اول شب[3] ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۸۰۱) حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے تو آخر شب میں اتر کے داہنی کروٹ سے لیٹ جاتے اور جب کبھی صبح سے کچھ ہی پہلے اترتے تو آپ

---

[1] حاصل یہ کہ جو سواریاں اپنی یا اور مسلمانوں کی ضرورت رفع کرنے کے لئے نہ ہوں بلکہ تمام تفاخر اور نام آوری کے لئے ہوں تو وہ سواریاں شیطانوں کے لئے ہوتی ہیں ۱۲ [2] یعنی امباریاں جنمیں جنگلے وغیرہ لگے ہوئے ہوتے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ بذاتہا اُن سے نہی نہیں ہے بلکہ جو تفاخر اور ریا کے لیے ہوں یا جنمیں دیوارگیریاں وغیرہ ریشمی لگی ہوئی ہوں تو چونکہ اُس میں مال کا اسراف ہے لہذا وہ ممنوع نہیں ہیں ۱۲ [3] یہ اس صورت میں ہے کہ جب سفر قریب ہو اور پہلے جو گنداکر رات کو نہ آئے وہ دور دراز کے سفر میں بعض امام نووی نے کہا ہے کہ اگر سفر دور کا بھی ہو اور آنے کی خبر گھر میں دن سے پہنچ جائے تو پھر رات کو آنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے

اپنا ہاتھ کھڑا کرکے اپنا سر مبارک ہتیلی پر رکھ لیتے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۰۲) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ بھیجا اور اتفاق سے وہ دن جمعہ کا تھا انکے اور ساتھی تو صبح ہی روانہ ہوگئے اور انہوں نے یہ کہا کہ خیر اس وقت میں پیچھے رہ جاؤں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھکر پھر اپنے ساتھیوں سے جا ملونگا اور جب یہ آنحضرت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ چکے تو آپ نے انہیں دیکھ کر پوچھا کہ تمہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کو جانے سے کسنے منع کر دیا انہوں نے عرض کیا کہ (حضرت) میں نے یہ قصد کیا تھا کہ آپ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھکر پھر اپنے ساتھیوں سے جا ملونگا حضور انور نے فرمایا کہ اب اگر تم جسقدر چیزیں زمین میں ہیں سب بھی خرچ کر دو تو صبح کے جانے کا ثواب نہیں پاسکتے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۳) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس قافلہ میں چیتے کی کھال ہو اسکے ساتھ فرشتے نہیں رہتے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۰۴) حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سفر میں لوگوں کا خادم انکا سردار ہوتا ہے اور جو شخص خدمت گذاری میں اوروں سے سبقت لیگیا تو اور لوگ سوائے شہادت کے اور کسی عمل کی وجہ سے اس پر سبقت نہیں لیجا سکتے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب کافروں کو خط لکھنے اور انہیں اسلام کیطرف بلانیکا (بیان)

پہلی فصل

(۸۰۵) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیصر (یعنے شاہ روم) کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے خط لکھا اور وہ خط (اپنے صحابی) دحیہ کلبی کو دیکر بھیجدیا اور انہیں یہ حکم دیا کہ

---

[۱] اس میں جہاد کا ثواب حاصل کرنے کی نہایت تاکید اور مبالغہ ہے ۱۲ [۲] چیتے کی کھال چونکہ اہل عجم کا لباس تھا اور اسمیں شان تکبر ہے اسلئے حضور انور نے اسپر سوار ہونے اور اسکے استعمال کرنے سے منع فرما دیا ہے ۱۲

[۳] یعنے جو کوئی خدمت کرتا ہے اگرچہ ظاہر میں سب سے ادنے درجہ کا ہے لیکن حقیقت میں بسبب کثرت ثواب کے یہ انکا سردار ہے اور بعضوں نے اسکے یہ معنے کئے ہیں کہ سردار وہی ہے جو لوگوں کی خدمت گذاری کرے یعنے سردار کو چاہیئے کہ ہر طرح سے لوگوں کی خیر خواہی اور انکے کاروبار میں لگا رہے ۱۲ [۴] دحیہ دال کے زیر سے صحابی کا نام ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر انہیں کی صورت میں اترتے تھے اور آنحضرت نے ہرقل کے پاس انہیں سلنہ ہجری میں بھیجا تھا اور وہ مسلمان ہوگیا تھا ۱۲

کہ وہ اس خط کو بصرے[1] کے حاکم کے پاس پہنچا دیں تاکہ وہ قیصر (روم) کے پاس پہنچا دے اور اس خط میں اول ہی یہ لکھا تھا[2] بسم اللہ الرحمن الرحیم (یہ خط ہے) محمد اللہ کے خاص بندے اور اسکے رسول کی طرف سے ہرقل حاکم روم کی طرف سلام اس شخص پر ہے جو ہدایت (یعنے اسلام لانے) میں پیروی کرے بعد اسکے واضح ہو کہ میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو تو (ہر طرح سے) سلامت رہیگا اور تو مسلمان ہو جا (کیونکہ) اللہ تعالےٰ تجھے دوگنا ثواب دیگا واگر تو اس سے منھ پھیریگا تو تیرے تابعداروں کا گناہ بھی تیرے ہی ذمہ رہیگا اور (پھر یہ آیت لکھی) یَا اَہْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْہَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (ترجمہ) اے اہل کتاب تم ایک ایسے کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے تمہارے بیچ میں برابر ہے وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسیکی عبادت نہ کریں اور اسکا کسیکو شریک نہ ٹھرائیں اور ہم میں سے کوئی کسیکو اللہ کے سوا معبود نہ بنائے (اور اے مسلمانو) اگر کفار اس بات کو نہ مانیں تو تم انسے کہدو کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو بیشک مسلمان ہیں) یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں (اس کی جگہہ کہ "یہ خط ہے محمد اللہ کے بندے کی طرف سے" یہ ہے کہ) یہ خط ہے محمد اللہ کے رسول کی طرف سے" اور (اثم الاریسیین کی جگہ اثم الیریسیین ہے اور (داعیۃ الاسلام کی جگہ) دعایۃ الاسلام ہے (اور دونوں کے معنے ایک ہیں۔

(۲۰۰۶) حضرت ابن عباس ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کسرے[3] (بادشاہ فارس) کے پاس بدست عبداللہ بن حذافہ سہمی بھیجا اور انہیں یہ حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے حاکم کے پاس پہنچا دینا (چنانچہ جب خط وہاں پہنچگیا) تو پھر بحرین کے حاکم نے کسرے کے پاس پہنچا دیا لیکن کسرے نے پڑھکر فوراً ہی پھاڑ دیا ابن مسیب فرماتے ہیں (کہ جب خط کے پھاڑ دینے کی خبر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے کسرے اور اسکے فرمابرداروں پر یہ بد دعا کی کہ (خدا کرے) انکا بالکل

[1] بصری ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے ۱۲ [2] ابن ملک نے کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خط لکھنے کے آداب یہ ہیں کہ مکتوب عنہ اول بسم اللہ لکھکر پھر اپنا نام لکھے بعد میں مضمون خط شروع کرے ۱۲ [3] کسرے یعنے شاہ فارس اس زمانہ میں پرویز نوشیروان کا پوتا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے پرویز کو اسکے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اور بعد چھ مہینے کے وہ خود بھی مرگیا غرضکہ جب ہی سے نحوست آنکر اب ابدالآباد تک لعنت چلی جاتی ہے اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا خط پرویز کے پاس سنہ ۶ میں پہنچا تھا ۱۲

ستیاناس ہو جائے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۰۷) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (یعنے شاہ فارس) اور قیصر (یعنے شاہ روم) اور نجاشی (یعنے شاہ حبشہ) اور باقی سب سرکشوں کو اللہ کی طرف بلانے کے لئے خط[1] لکھے اور یہ نجاشی وہ نہیں ہے جسکے جنازے کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۰۸) حضرت سلیمان بن بُریدہ نے اپنے والد بریدہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کسی بڑے لشکر یا چھوٹے لشکر پر کسیکو حاکم بناتے (تو اول) خاص طور پر اسے اللہ سے ڈرنے کی اور جو لوگ مسلمان اُسکے ساتھ ہوں اُنکے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتے پھر فرماتے کہ تم راہِ خدا میں اللہ کے نام پر جنگ کرنا اور جو شخص اللہ کا انکار کرے اُسے قتل کر دینا (کفار سے) جنگ کرنا (لیکن مالِ غنیمت میں) خیانت نہ کرنا اور نہ عہد شکنی کرنا اور نہ کسیکو مُثلہ[2] کرنا اور نہ بچوں کو قتل کرنا اور جب تم اپنے دشمن مشرکوں سے ملو تو اول انھیں تین باتوں کی طرف بلانا انہیں سے جونسی وہ پسند کریں تم اُنکے پسند کرنے کو قبول کر لینا (وہ تین باتیں یہ ہیں کہ) انھیں مسلمان ہونے کے لئے کہنا اگر وہ مان جائیں تو تم (بھی) اُنکے مسلمان ہونیکو قبول کر لینا اور اُن (کے نقصان کرنے) سے رُک جانا اور بعد مسلمان ہونے کے انھیں اُنکا ملک[3] چھوڑکر مہاجروں کے ملک میں آجانے کے لئے کہنا اور انھیں یہ بھی بتادینا کہ اگر وہ (صلح اور دونوں باتیں) کر لینگے تو جو مہاجرین کو ملتا ہے انھیں بھی ملیگا اور جو اُنکا کام (غیرہ) مہاجرین کے ذمہ ہے وہی اُنکے ذمہ ہوگا اور اگر وہ وہاں سے یہاں آنیکا انکار کریں تو (اسوقت) اُنسے یہ ظاہر کر دینا کہ وہ لوگ ایسے رہیں گے جیسے دیہقانی مسلمان ہوتے ہیں کہ حکم خداوندی[4] جیسا مسلمانوں پر جاری ہوتا ہے ویسا ہی اُنپر جاری کیا جاتا ہے اور مالِ غنیمت اور فئے[5] میں سے انھیں کچھ نہیں ملیگا ہاں اگر مسلمانوں کے ساتھ ہو کر وہ جہاد کریں گے (تب انھیں حصہ ملیگا)

---

[1] یہ چند خطوط حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو ۶ھ میں تحریر فرما کر بھیجے تھے ۱۲ [2] یعنے اعضاء مثل ناک کان وغیرہ کے نہ کاٹنا ۱۲ [3] یعنے وہ دار الحرب کو چھوڑ کر دار الاسلام میں آجائیں ۱۲ [4] یعنے نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا فرض ہونا اور قصاص و دیت وغیرہ اگر لازم ہوں سب انپر ہونگے ۱۲ [5] مال غنیمت اور فئے میں یہ فرق ہے مالِ غنیمت اُسی کہتے ہیں جو جنگ اور مشقت سے ہاتھ لگے اور فئے اُسے کہتے ہیں جو بلا جنگ اور مشقت کے ہاتھ آجائے مہاجرین کیلئے اس مال میں سے بغیر جہاد کے بھی حصہ مقرر تھا ۱۲

دوسرے اگر وہ (اسلام ہی ہونے سے) انکار کریں تو تم اُنسے جزیہ طلب کرنا اگر وہ جزیہ کو مان لیں تو تم اُنسے جزیہ ہی قبول کرلینا اور اُنکے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہنا۔ تیسرے اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کردیں تو تم اللہ سے مدد مانگ کر اُنسے جہاد کرنا اور جسوقت تم (کہیں) قلعہ کے اندر لوگونکو گھیر لو پھر وہ تم سے اللہ اور اُسکے نبی کا عہد لینا چاہیں تو تم اللہ اور اُسکے نبی کی طرف سے اُن سے عہد نہ کرلینا بلکہ اُنسے تم اپنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے عہد کرنا۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا عہد توڑدوگے تو یہ اس سے بہت آسان ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کے عہد کو توڑدو اور اگر تم (کہیں اور) قلعہ کے اندر لوگوں کو گھیر لو اور وہ تمسے یہ چاہیں کہ وہ اللہ کے حکم پر قلعہ سے باہر آجائیں تو تم انھیں اللہ کے حکم پر باہر نہ نکالنا بلکہ اپنے حکم پر انھیں نکالنا کیونکہ تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ تم اُنکے حق میں اللہ کے حکم کے موافق کروگے یا نہیں۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۸۰۹) حضرت عبداللہ بن ابوافی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن دنوں میں جنمیں آپ کی دشمنوں سے مڈھ بھیڑ ہوئی تھی آپ نے سورج کے ڈھلنے کا انتظار کیا پھر لوگونکے سامنے کھڑے ہوکے یہ فرمایا اے لوگو! تم خود دشمنوں سے مڈھ بھیڑ ہونے کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے خیر عافیت مانگتے رہو۔ اگر کہیں لڑائی شروع ہی ہوجائے تو تم صابر رہنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ بہشت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے پھر آپ نے یہ دعا کی اللہم منزل الکتاب ومجری السحاب وہازم الاحزاب اہزمہم وانصرنا علیہم (ترجمہ) یاالٰہی اے قرآن شریف کے اُتارنے والے اور اے ابر کو چلانیوالے اور اے (کافرونکی) جماعتوں کو شکست دینے والے انھیں شکست دے اور ہماری اُنکے مقابلہ میں مدد کر۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۸۱۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب ہمیں ساتھ لیکر کسی قوم سے جہاد کرنا

سلہ تم سے یہ خطاب فقط ان اصحابی کی طرف نہیں ہے بلکہ عام ہے انہیں کفار کے جنکا ذکر ہو رہا تھا سب لوگ مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اگر انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑا تو تمہیں معلوم نہیں ہوگا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے بلکہ اسوقت اُن کے حق میں وحی کی ضرورت ہوگی اور یہ تمہارے دور ہونے کے مشکل ہوگا بخلاف اُس صورت کے کہ جب وہ تمہاری عہد شکنی کریں گے تو تم اپنے معاملہ کو جسطرح چاہو گے طے کرلوگے ۱۲

سلہ حکمت اس وقت کے انتظار کرنے میں یہ تھی کہ وہ وقت ہواؤں کے چلنے اور نفسوں کی تروتازگی کا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں وقت نماز اور دعا کا بھی ہے ۱۲ سلہ یعنی بہشت قریب ہی ہے ۱۲

چاہتے تو صبح ہونے سے پہلے جہاد نہ کرتے اور (جب صبح ہو جاتی تو) اُنکی حالت[1] دیکھتے اگر (وہاں سے) آذان سن لیتے تو انکے ساتھ جہاد کرنے سے رُک جاتے و اگر آذان نہ سنتے تو (اسوقت) انہیں لٹوا دیتے۔ انس ہی کہتے ہیں اور جب ہم خیبر کی طرف گئے تو رات کو اُنکے پاس پہنچے اور جب صبح ہو گئی اور آپ نے وہاں سے آذان کی آواز نہ سُنی تو آپ سوار ہوئے اور میں (بھی) حضرت ابو طلحہ کے پیچھے (ایک ہی سواری پر) سوار ہو گیا اور (چونکہ حضور کی سواری ہم سے نزدیک ہی تھی تو) میرے پانوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پانوں سے لگتے تھے کہتے ہیں پھر وہ لوگ (اپنے کاموں کو جانے کے لئے) اپنی جھولیاں اور بیلچے لیکر ہماری طرف کو نکلے اور جب انہوں نے آنحضور کو دیکھا تو کہنے لگے محمدؐ آ گیا قسم ہے اللہ کی محمدؐ اور انکا لشکر آ گیا بعد اسکے وہ ایک قلعہ میں جا گھسے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا تو یہ فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر تو برباد ہو گیا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ (ترجمہ) بیشک جسوقت ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو اُن لوگونکی صبح بُری ہو جاتی ہے جو اندیشہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۱۱) حضرت نعمان بن مُقرِّن فرماتے ہیں کہ میں (ایکمرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک تھا اور آپ کا یہ حال تھا کہ جب آپ صبح سے جنگ شروع نہ کرتے تو پھر ہوا ئونکے چلنے اور (ظہر کی) نماز کے وقت کے ہو جانیکا انتظار کیا کرتے تھے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۸۱۲) حضرت نعمان بن مُقرِّن فرماتے ہیں (کہ ایک مرتبہ) میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں حاضر تھا اور جب کبھی آنحضرت صبح سے جہاد نہ شروع کرتے تو پھر سورج کے ڈھلنے اور ہواؤں کے چلنے کا انتظار کرتے تھے اور (اسوقت) امداد (خداوندی) نازل ہوتی تھی۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے انکے ظاہر افعال کو دیکھ کر انکے حال اور عقائد میں تامل کرتے اگرچہ یہ معلوم ہوتا کہ یہ شہر کافروں کا ہے مگر پھر بھی اس احتمال سے تامل کرتے کہ شاید یہاں کوئی مسلمان ہو اور آذان کی آواز آجائے اسلئے علما کہتے ہیں کہ اگر کسی بستی کے لوگ بالکل آذان ترک کر دیں تو امام کو انسے قتال کرنا لازم ہے۔ [2] یعنی مسلمانوں یا خیبر کی جماعت ۱۲ [3] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صبح سے جنگ شروع نہ ہوتی تب ظہر کیوقت سے شروع ہو جاتا غرضکہ جہاد کا حال مختلف تھا کبھی اول روز سے شروع ہو جاتا اور کبھی دوپہر ڈھلے ۱۲

(۸۱۳) حضرت قتادہ نے نعمان بن مقرنؓ سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر جہاد کیا ہے اور آنحضور کا یہ حال تھا کہ جب طلوع فجر ہو جاتی تو آپ سورج کے نکلنے تک جہاد سے رُکے رہتے جب سورج نکل آتا تو جہاد شروع کر دیتے اور جسوقت دوپہر کا وقت ہو جاتا تو پھر آپ سورج کے ڈھلنے تک رُکے رہتے اور جسوقت سورج ڈھل جاتا تو آپ عصر تک جہاد کرتے رہتے پھر رُک جاتے یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھکر پھر شروع کر دیتے قتادہ کہتے ہیں لوگ کہا کرتے تھے کہ اسوقت فتح کی ہوائیں چلتی تھیں[له] اور سب مسلمان اپنے لشکروں کے لئے اپنی نمازوں میں دعا کیا کرتے تھے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۱۴) حضرت عصام مزنیؓ فرماتے ہیں ہمیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ بھیجا اور یہ فرمایا کہ جب تم (کسی شہر میں) کوئی مسجد دیکھو یا موذن کی آواز سنو تو (وہاں) کسیکو قتل نہ کرنا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۸۱۵) ابو وائل فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید نے فارس کے سرداروں کو (یہ خط) لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم (یہ خط) خالد بن ولید کی طرف سے رستم اور مہران کیطرف جو فارس کے اہلکاروں میں ہیں سلام اُسی شخص پر ہے جو ہدایت کی پیروی کرے بعد اسکے واضح ہو کہ ہم تمہیں مسلمان ہونے کے لئے بلاتے ہیں اور اگر تم اس سے انکار کرو تو تم ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کرو اور اگر یہ بھی نہ مانو تو میرے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو راہ خدا میں جان دینے کو ایسا محبوب سمجھتے ہیں جیسے فارس کے لوگ شراب[له] کو محبوب سمجھتے ہیں اور (باقی) سلامتی اُسی شخص پر ہے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے

باب جہاد میں لڑنے کا بیان[له]

پہلی فصل (۸۱۶) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ایک آدمی نے اُحد کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے

[له] یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس طرح سے جہاد کرنے کی حکمت بتایا کرتے تھے کہ اسوقت امداد خداوندی کی ہوائیں چلا کرتی تھیں ۱۲ [له] یعنے جیسے فارس کے لوگ شراب پیکر مست اور بیہوش ہو جاتے ہیں ایسے ہی یہ لوگ قتال کرنے میں خوش ہوتے ہیں اور لذت پاتے ہیں ۱۲

[له] یعنے اس باب میں وہ حدیثیں ہیں جنمیں حضرت نے جہاد کی رغبت دلائی ہے اور اسکا ثواب بیان کیا ہے ۱۲

پوچھا کہ آپ مجھے یہ بتائیے اگر میں (جہاد میں) مارا جاؤں تو کہاں جاؤنگا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ بہشت میں[۵۱] اسکے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں انھیں جب ہی پھینک کر اسنے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوگیا[۵۲] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۱۷) حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب (کسی جگہہ) جنگ کرنے کے لیئے جانیکا ارادہ کرتے تو آپ توریہ[۵۳] کرکے اس جگہہ کے سوا اور کوئی جگہہ ظاہر کر دیتے تھے یہاں تک جب یہ لڑائی ہوئی یعنی جنگ تبوک[۵۴] تو چونکہ لڑائی آنحضور نے بہت ہی سخت گرمی میں کی تھی اور سفر بھی دور دراز کا تھا اور کتنے جنگل طے کرنے تھے اور دشمن (بھی مقابلہ میں) زیادہ تھے اسلیئے آپ نے اسکا حال مسلمانوں سے کھلکر کہہ دیا تھا تاکہ وہ اس میں جانے کا سامان کرلیں اور جسطرف آپکا ارادہ چڑھائی کرنے کا تھا وہی طرف لوگوں سے بیان کردی تھی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۱۸) حضرت جابر کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لڑائی (میں) فریب[۵۵] (ہوتا) ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۱۹) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ام سلیم اور چند عورتوں کو انصار میں سے ہمراہ لیکر جہاد کیا کرتے تھے اور جسوقت آپ جہاد کرتے تو یہ عورتیں پانی پلایا کرتیں اور زخمیوں کو دوا لگایا کرتیں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۸۲۰) حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں میں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ سات لڑائیوں میں رہی ہوں میں سب سے پچھلے ڈیروں میں رہا کرتی اور (وہیں) ان کے لیئے کھانا پکاتی اور زخمیوں کی دوا دارو کرتی اور بیماروں کی خبر گیری کیا کرتی تھی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۲۱) حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے

---

۵۱ یعنی بہشت میں یا دوزخ میں ۱۲ ۵۲ یعنی تاکہ شہادت کے حاصل ہونے اور بہشت کے جانے میں دیر نہ ہو ۱۲

۵۳ توریہ کے یہ معنے ہیں کہ ایک خبر کو چھپا کے دوسری طرح ظاہر کرنا یعنے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چاہتے کہ کہیں جہد کو جائیں تو لوگوں میں ایسا مشہور کر دیتے کہ ایک اور جگہہ جاوینگے اور یہ اسلیئے تھا تاکہ دشمن غافل رہیں ۱۲

۵۴ تبوک مدینہ منورہ اور شام کے بیچ میں مدینہ سے چودہ منزل پر ہے اور حضرت کے غزوں میں سے یہ آخیر غزوہ ہے جو سنہ ۹ ہجری میں ہوا ہے اور صحابہ نے وہاں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائی تھیں ۱۲ ۵۵ یعنے لڑائی میں لڑنے سے مکر و فریب زیادہ مفید ہوتا ہے لیکن فریب ہی ہو اور صریح جھوٹ نہ بولنا چاہیے ۱۲

منع فرما دیا تھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۲۲) حضرت صعب بن جثامہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے گھر والوں کی بابت پوچھا کہ جو رات کو مار دیئے جائیں اور اُنکے ساتھ اُنکی عورتیں اور بچے بھی مر جائیں آپ نے فرمایا (کہ کچھ حرج نہیں کیونکہ) یہ بھی انہیں میں سے ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے باپ دادوں میں شامل ہیں (لہذا کچھ حرج نہیں) یہ روایت متفق علیہ ہے

(۸۲۳) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کی کھجوروں کے درخت کٹوا کر جلوا دیئے تھے اور اُنہیں کے حال میں حضرت حسان نے (یہ شعر) کہا ہے وَ هَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ + حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ (ترجمہ) بنی لوی کے سرداروں پر بویرہ کی کھجوروں کا بہت بڑی آگ سے جلانا آسان ہوگیا اور اسی کی بابت یہ آیت نازل ہوئی مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ (ترجمہ) جو کھجوریں تم نے کاٹ دیں یا جو اُنکی جڑوں پر کھڑی ہوئی چھوڑ دیں یہ سب اللہ ہی کے حکم سے ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۲۴) حضرت عبداللہ بن عون روایت کرتے ہیں کہ نافع نے مجھے لکھا وہ (خط میں) یہ بیان کرتے تھے کہ حضرت ابن عمر نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مقام مُرَیسیع میں بنی مصطلق کو شب خون مارا تھا کہ جب وہ اپنے مویشیوں سے غافل تھے اور آنحضور نے اُن میں سے لڑنے والوں کو قتل کر دیا تھا اور اُن کے عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۲۵) حضرت ابو اُسید روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن جسوقت ہمنے قریش سے (لڑنے) کے لئے صفیں باندھیں اور انہوں نے ہم سے لڑنے کے لئے صفیں باندھیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ فرمایا کہ جسوقت وہ تمسے قریب ہو جائیں تو تم فوراً تیر چلانا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جسوقت وہ تمہارے نزدیک آئیں تو تم فوراً اُنکے تیر مارنا اور کچھ تیر بچا بھی لیجو۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔ اور حضرت سعد کی

ك اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے درختوں کو کاٹنا اور جلا دینا جائز ہے ۱۲ ك مُرَیسیع کہ مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے وہاں بنی مصطلق کا کنواں وغیرہ تھا اور بنی مصطلق قبیلہ خزاعہ کا ایک چھوٹا سا قبیلہ ہے ۱۲ ك اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو غافل دیکھکر انہیں مار ڈالنا اور اُن کے مال لے لینے درست ہیں لیکن یہ معاملہ انہیں کفار کے ساتھ ہوا کرتا ہے جنسے اپنے بادشاہ کی لڑائی ہو جیسے دارالحرب کہتے ہیں آجکل ہندوستان میں ایسی صورتیں جائز نہیں ہیں ۱۲

حدیث (جسکا شروع یہ ہے) کیا اب تمہاری مدد ہوگی ہم انشاء اللہ تعالےٰ فقیروں کی فضیلت کے باب میں عنقریب ذکر کریں گے اور حضرت براء کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے کہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو بھیجا ہم انشاء اللہ تعالےٰ معجزوں کے باب میں ذکر کریں گے۔

دوسری فصل (۸۲۶) حضرت عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رات کو تیار کیا تھا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۲۷) حضرت مہلب روایت کرتے ہیں (کہ خندق کی لڑائی میں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم[۱] مسلمانوں سے یہ فرمایا تھا کہ اگر رات کو تم پر دشمن آن پڑے تو تمہاری علامت یہ ہونی چاہیئے حٰم لا ینصرون۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۲۸) حضرت سمرہ بن جندب فرماتے ہیں (کہ لڑائی میں) مہاجرین کی علامت عبداللہ ہوتی تھی اور انصار کی علامت عبدالرحمن۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۲۹) حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ ہمنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر کے ساتھ ہوکر جہاد کیا تھا اور جب ہمنے کفار کو رات کے وقت قتل کیا تو اس رات میں ہماری علامت یہ تھی امت امت۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۳۰) حضرت قیس بن عبادہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی لڑنے کے وقت آواز[۲] نکالنے کو برا سمجھتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۳۱) حضرت سمرہ بن جندب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آنحضور نے (صحابہ سے) فرمایا تھا کہ تم بوڑھے مشرکوں کو قتل کردیا کرو اور تھوڑی عمر والوں یعنے بچوں کو نہ مارا کرو۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۳۲) عروہ فرماتے ہیں مجھ سے اسامہ نے بیان کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (جب مجھے

---

[۱] یعنے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ مسلمان کون ہے اور کافر کون ہے اور یہ قرارداد سپاہیوں کا ہے کہ آپس میں ایک بولی مقرر کر لیتے ہیں تاکہ رات کو لڑنے میں علامت ہو اور اشتباہ نہ ہو کہ کس جانب کا ہے ۱۲ [۲] لڑنے والوں کی عادت ہے کہ لڑائی کے وقت اپنی شجاعت وغیرہ بیان کرنے کے لئے آواز بلند کیا کرتے ہیں تاکہ کفار پر رعب ہو جائے لیکن صحابہ اسکی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے تھے کیونکہ اس میں پورا قرب الٰہی نہیں رہتا اور نہ خلوصیت رہتی ہے بلکہ کبھی اپنی آواز میں ذکر اللہ کے ساتھ بلند کیا کرتے تھے کیونکہ اسمیں دنیا و آخرت کی طلب ہی ہے ۱۲

مقام اُبنا کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو) بتا کید مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ تم مقام اُبنا[1] کو صبح کے وقت لوٹ کر (اُسکی کھیتیاں وغیرہ) جلا دینا - یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے -

(۸۳۳) حضرت ابو اُسید کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب کفار تمہارے پاس آجائیں تو اُنکے تیر مارنا اور جبتک کہ وہ بالکل ہی نزدیک نہ ہو جائیں اتنے تلواریں نہ سونتنا - یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے -

(۸۳۴) رباح بن ربیع فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں تھے آنحضور نے لوگوں کو دیکھا کہ سب کسی چیز پر جمع ہوئے ہیں آپ نے ایک آدمی بھیجا اور فرمایا تم جا کر دیکھو کہ یہ لوگ کس چیز پر جمع ہوئے ہیں چنانچہ (وہ دیکھ کے) آیا اور یہ بیان کیا کہ ایک عورت قتل ہوئی ہوئی پڑی ہے (وہاں یہ لوگ جمع ہو رہے ہیں) آپ نے فرمایا کہ یہ عورت تو لڑنے کے لئے نہیں آئی تھی اور (اسوقت) اگلی فوج کے افسر خالد بن ولید تھے آپ نے انکے پاس ایک آدمی کو بھیجا اور یہ فرمایا کہ تم خالد سے کہنا کہ کسی عورت یا مزدور[2] کو نہ مار اکریں - یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۸۳۵) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجاہدوں کو بھیجتے وقت) فرمایا کہ تم اللہ کے نام پر اور اسکی مدد اور رسول اللہ کے دین پر روانہ ہو جاؤ اور بہت ہی بوڑھوں کو[3] قتل نہ کرنا اور نہ بہت ہی چھوٹے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا اور نہ خیانت کرنا بلکہ مال غنیمت کو جمع کر کے رکھنا اور آپس میں صلح رکھنا اور ایک دوسرے پر احسان کرنا کیونکہ اللہ تعالے احسان کرنے والوں کو اپنا دوست بنا لیتا ہے - یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے -

(۸۳۶) حضرت علی فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں جب (کفار میں سے) عتبہ بن ربیعہ اور اُسکے پیچھے اُسکا بیٹا اور بھائی (لڑنے کے لیے) آگے بڑھے تو یہ کہکر پکارا کہ ہم سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اسوقت چند انصاری جوان (میدان جنگ میں) پہنچے عتبہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو انہوں نے اُس سے بیان کیا کہ ہم انصاری جوان ہیں تم آؤ ہم لڑیں گے اُس نے کہا کہ ہمیں تم سے لڑنے کی

---

[1] ابنا ملک شام میں ایک جگہہ کا نام ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے شہروں کو لوٹنا اور انہیں جلا دینا جائز ہے ۱۲

[2] مزدور سے مراد وہ مزدور ہے جو لڑتا نہ ہو بلکہ فقط خدمت گذاری کے لئے ہو ۱۲ [3] لیکن جو لوڑھے رائے اور مشورے دینے والے یا لڑنے والے ہوتے ہیں انکے ہی مارنے کا حکم ہے ۱۲

ضرورت نہیں ہے ہم تو اپنے چچا کی اولاد (یعنی قریش اور مہاجرین) سے لڑنا چاہتے ہیں جب ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمزہ (انکے مقابلہ میں) تم کھڑے ہو جاؤ اور اے علی تم (بھی) کھڑے ہو جاؤ اور اے عبیدہ[1] بن حارث تم (بھی) کھڑے ہو جاؤ (چنانچہ ہم تینوں تین کے مقابلہ میں گئے) حضرت حمزہ تو عتبہ پر گئے انہوں نے اُسے مارا) اور میں شیبہ پر گیا (مینے اُسے مارا) اور حضرت عبیدہ اور ولید کے درمیان لڑائی ہوتی رہی ہر ایک نے دوسرے کو زخمی کر دیا پھر ہم نے ولید پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور عبیدہ کو اُٹھا لائے۔ یہ روایت امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۳۷) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور (اتفاق سے) وہ لشکر بھاگ نکلا اور ہم مدینہ میں آنکر (شرم کی وجہ سے) اندر چھپ گئے اور (اپنے دلمیں) یہ کہتے تھے کہ ہم تو (بھاگنے کے باعث) برباد ہو گئے پھر ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتمیں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو بھاگے ہوئے لوگ ہیں آپ نے (ہماری اطمینان کے لئے) فرمایا نہیں بلکہ تم تو حملہ پر حملہ کرنے والے لوگ ہو اور میں تمہاری جماعت[2] ہوں۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی بھی ایک روایت میں اسی طرح ہے اور (یہ زیادہ ہے) آنحضرت نے فرمایا کہ تم تو حملہ پر حملہ کرنیوالے لوگ ہو ابن عمر کہتے ہیں ہمنے آپ کے پاس آکر آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور آپنے فرمایا کہ میں مسلمانوں کی جماعت ہوں۔ اور امیتہ بن عبداللہ کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے کہ) "وہ فتح چاہتے تھے" اور ابوداؤد کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے کہ) تم لوگ ضعیفوں کے حق میں مجھے (نصیحت) چاہو ہم انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب فقیروں کی فضیلت کے باب میں ذکر کرینگے۔

تیسری فصل - (۸۳۸) حضرت ثوبان بن یزید روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں پر گوپیا کھڑا کر دیا تھا۔ یہ روایت ترمذی نے ارسال کے طور پر نقل کی ہے۔

باب قیدیوں کے حکم کا بیان

پہلی فصل (۸۳۹) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آنحضرت

---

[1] عبیدہ بن حارث بھی حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے ۱۲ [2] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تنہا ذات شریف کو فئۃ فرمایا بسبب عظمت اور برکت کے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے ابراہیم کان امۃ اور مطلب آنحضرت کا یہ تھا کہ میں تمہارا مددگار اور حامی ہوں گھبرانے کی بات نہیں ہے ۱۲

فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو (ایسے لوگوں سے) تعجب آتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے بہشت میں[1] داخل ہوتے ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بہشت کیطرف کھینچے جائیں گے ۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے ۔

(۸۴۰) حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کا ایک جاسوس آیا اور آپ اُن دنوں میں سفر میں تھے وہ صحابیوں کے پاس بیٹھکر باتیں کرنے لگا اور پھر پلٹ کر چل دیا آنحضور نے (صحابہ سے) فرمایا کہ اسے تلاش کر کے قتل کردو چنانچہ میں نے اُسے قتل کردیا اور آنحضور نے اُسکا اسباب مجھی کو دیدیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنے بخاری ومسلم دونوں نے نقل کی ہے۔

(۸۴۱) حضرت سلمہ بن اکوع ہی فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلہ ہوازن[2] سے جہاد کیا تھا اور ایکروز آنحضور کے ساتھ ہم دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے یکایک ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار آیا اور اُسے بٹھا کر اترا اور (ادھر اُدھر) دیکھنا شروع کیا اور ہم لوگ ضعیف اور کم سواری تھے بلکہ بعضے ہم میں پیادہ پا بھی تھے جب ہی وہ نکلکر دوڑتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس آیا اور (اُسپر سوار ہوکر) اُسے کھڑا کرلیا پھر وہ اونٹ اُسے لیکر دوڑ پڑا اور میں (بھی) نکلکر اُسکے پیچھے دوڑا یہانتک کہ میں نے اُسکے اونٹ کی مہار پکڑ کر اُسے بٹھالیا پھر میں نے اپنی تلوار نکالکر اُس آدمی کا سر اڑا دیا اور اونٹ کو کھینچتا ہوا لایا اسپر اُسکا اسباب اور ہتھیار تھے بعد میں میرے پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور لوگ آئے آنحضور نے پوچھا کہ اس آدمی کو کسنے مارا ہے لوگوں نے کہا کہ ابن اکوع نے مارا ہے آپ نے فرمایا تو اُسکا سب اسباب انہیں ہی ملنا چاہیئے یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۸۴۲) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ جب بنو قریظہ[3] سعد بن معاذ کے حکم پر[4] (راضی ہوکر)

---

[1] یعنے زبردستی کفار پکڑے جاتے ہیں اور زنجیروں اور بیڑیوں میں قید کر کر دارالاسلام میں داخل کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ایمان نصیب فرماتا ہے جسکے سبب پھر وہ بہشت میں داخل ہوجاتے ہیں ۱۲ [2] ہوازن قیس میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے جو تیر چلانے میں بہت ہی مشہور تھے کہ انکا کوئی تیر خالی نہیں جاتا تھا اور یہ لوگ حنین میں رہتے تھے جو طائف اور عرفہ کے قریب ایک جنگل ہے اور مکہ اور اسکے بیچ میں تین روز کے سفر کا فاصلہ ہے ۱۲ ازلغات [3] بنو قریظہ یہود کی ایک جماعت ہے انکے اور حضرت سعد بن معاذ کے درمیان عہد پیمان تھا اسی امید پر انہوں نے حضرت سعد بن معاذ کو اپنا خیرخواہ سمجھا تھا ۱۲ [4] جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد غزوہ احزاب کے ۵ھ ہجری میں ۲۵ روز تک بنو قریظہ کو گھیرے رکھا تو وہ سعد بن معاذ کے عہد پر اُتر (یعنے یہ کہا کہ ہمارے حق میں جو کچھ حکم سعد بن معاذ دینگے ہمیں منظور ہے) انہوں نے

چلے آئے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (انہیں بلانے کے لئے) ایک آدمی کو بھیجا چنانچہ وہ ایک گدھے پر سوار ہوکے آئے جب قریب آ گئے تو آنحضور نے (صحابہ سے) فرمایا کہ تم اپنے سردار (کی تعظیم) کے لئے کھڑے ہوجاؤ (چنانچہ سب کھڑے ہوگئے) اور وہ آنکر بیٹھ گئے پھر آنحضور نے اُن سے پوچھا کہ یہ لوگ تمہارے حکم پر آئے ہیں (لہذا تمہاری کیا رائے ہے) انہوں نے فرمایا کہ میں قطعی حکم کرتا ہوں کہ ان میں سے لڑنے والے آدمی قتل کردیئے جائیں اور انکے چھوٹے بچوں کو قید کرلیا جائے آپ نے فرمایا بیشک تمنے انکے حق میں بادشاہ (حقیقی) کے حکم کے موافق حکم کیا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حکم خداوندی کے موافق تمنے حکم کیا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۴۴۸) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو نجد[1] پر (چڑھائی کے لئے) بھیجا پھر لشکر کے لوگ بنی حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑکر جسے ثمامہ بن اثال کہتے تھے لائے وہ یمامہ[2] والوں کا سردار تھا لوگوں نے اُسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون میں باندھ دیا پھر آنحضور اُسکے پاس تشریف لائے اور پوچھا اے ثمامہ اسوقت تمہارا کیا خیال ہے (کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا) وہ بولا اے محمد میرے نزدیک تو بہتر ہی معلوم ہوتی ہے اگر مجھے تم قتل کردوگے تو خونی آدمی کو قتل کروگے (کچھ بے مناسب بات نہیں ہے) اور اگر تم سلوک کروگے تو قدردان پر سلوک کروگے (یعنے میں تمہارا احسان مند رہونگا) اور اگر تم مال لینا چاہو تو جسقدر چاہو مانگ لو تمہیں ملجائیگا آنحضور اسے (بندھا ہی ہوا) چھوڑکر چلے گئے جب اگلا روز ہوا تو پھر آپ نے پوچھا اے ثمامہ تمہارا کیا خیال ہے وہ بولا میرا وہی خیال ہے جو میںنے تمسے پہلے کہا تھا کہ اگر سلوک کروگے تو قدردان پر سلوک کروگے (میں تمہارا ممنون رہونگا) اور اگر قتل کردوگے تو خونی کو قتل کروگے (کچھ حرج نہیں) واگر کچھ مال لینا چاہو تو مانگ لو فوراً ملجائیگا آپ نے پھر اُسے (ویسی ہی) چھوڑ دیا اور جب تیسرا روز ہوا تو آپ نے اُس سے پھر پوچھا کہ اے ثمامہ تمہارا کیا حال ہے وہ بولا میرا وہی حال ہے جو میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں کہ اگر احسان کروگے تو قدردان پر احسان کروگے واگر قتل کردوگے تو خونی[3] کو قتل کروگے واگر مال کی خواہش ہو تو

---

[1] نجد اصل میں بلند جگہہ کو کہتے ہیں اور عرب میں ان شہروں کا یہی نام ہے جو بلندی کیطرف ہیں ۱۲ [2] یمامہ شہر کا نام ہے ۱۲

[3] یعنے ایسے کو قتل کروگے جو قتل کا مستحق ہے اسمیں گویا اُسنے اپنی تقصیر کا اقرار کرلیا اور یا یہ مراد ہے کہ تم خون والیکو قتل کروگے یعنے میرا خون ساقط نہیں ہوگا بلکہ میری قوم تمسے بدلہ لیگی تو اسمیں اپنی ریاست اور شرافت پر اُسکی طرفسے دعوی ہوگا ۱۲

جسقدر چاہو مانگ لو نہیں برابر ملیگا آپ نے (صحابہ سے) فرمایا کہ تم ثمامہ کو چھوڑ دو (چنانچہ ثمامہ چھوٹ کر) مسجد کے قریب کھجوروں کی طرف گئے اور وہاں نہا کر پھر مسجد میں آ گئے اور کلمہ پڑھ لیا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور کہنے لگے اسے محمد قسم ہے میرے نزدیک تمام روئے زمین پر تمہارے منہ سے زیادہ کوئی منہ برا نہ تھا اور اب میرے نزدیک سب مونہوں سے زیادہ تمہارا منہ محبوب ہے اور بخدا تمہارے دین سے برا میرے نزدیک کوئی دین نہ تھا اور اب تمہارا دین میرے نزدیک سب دینوں سے زیادہ مرغوب ہے اور تمہارے شہر سے زیادہ برا میرے نزدیک کوئی شہر نہ تھا اور اب تمہارا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے زیادہ محبوب اور مرغوب ہے اور جسوقت آپ کے لشکر نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کرنا چاہتا تھا اب آپکی کیا رائے ہے آنحضور نے (اسلام قبول کرنیکی) انھیں خوشخبری سنائی اور عمرہ کرنے کی اجازت دیدی جب یہ مکہ معظمہ میں پہنچے تو کسی کہنے والے نے انسے کہا کہ کیا تو بھی بیدین ہو گیا انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (کے ہاتھ) پر مسلمان ہو گیا ہوں اور میں بیدین نہیں ہوا اور بخدا جبتک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اجازت نہیں دینگے اسے میں یمامہ سے تمہارے طرف ایک گیہوں کا دانہ نہیں آنے دینے کا ۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری نے اسے مختصر بیان کیا ہے ۔

(۸۴۴) حضرت جبیر بن مطعم روایت کرتے ہیں کہ بدر کے قیدیوں کی بابت نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر اب مطعم بن عدی[۲] زندہ ہوتے اور وہ مجھسے ان خبیث قیدیوں کے (چھڑانے کی بابت سفارشانہ) گفتگو کرتے تو میں انکی وجہ سے انہیں واقعی چھوڑ دیتا ۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے ۔

(۸۴۵) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ اسی آدمی مکہ والوں میں سے ہتھیار باندھے ہوئے جبل تنعیم[۳] کی طرف سے آئے وہ یہ چاہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابیوں کو غافل پا کر کچھ تکلیف پہنچائیں (قدرت خدا سے) آنحضرت ہی نے انھیں صحیح و سالم پکڑ لیا اور زندہ ہی رکھا اور ایک

---

[۱] یعنے یہ فرمایا کہ تمہیں بسبب اسلام کے شرافت حاصل ہو گئی اور تمہارے پہلے گناہ سب بخش گئے ۱۲ [۲] مطعم بن عدی حضور انور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا رشتہ دار ہی تھا علاوہ ازیں آپ پر اسکا ایک بڑا احسان نہادہ یہ کہ جب آنحضور بمقام طائف سے پلٹے تو مشرک لوگ کچھ تکلیف دہی کے لئے آپکے پیچھے لگ گئے لیکن اسنے ان مشرکوں کو آپ سے دفع کر دیا اسلئے آپ اسکے احسان مند تھے اور جسوقت آپ نے یہ فرمایا تھا تو جبیر جو حدیث کے راوی ہیں مسلمان نہ تھے انہیں کی ترغیب کیلئے آپنے فرمایا تھا چنانچہ بعد میں یہ مسلمان ہو گئے اور مسلمان ہو کر یہ حدیث بیان کی ۱۲ طیبی [۳] جبل تنعیم

روایت میں یوں ہے کہ آپ نے انہیں آزاد کر دیا پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وھوالذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ (ترجمہ) اللہ وہ ہے جسنے انکے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو انسے مکہ کے قریب روکدیا تھا یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۷۸) قتادہ فرماتے ہیں ہمسے حضرت انس بن مالک نے حضرت ابوطلحہ کی طرف سے یہ بات ذکر کی کہ بدر کی لڑائی میں سردار قریش کے چوبیس آدمیوں (مرے ہوؤں) کو ایک گڑھے میں ڈالنے) کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا چنانچہ وہ سب لوگ بدر کے گڑھوں میں سے ایک بہت ہی ناپاک بُرے گڑھے میں ڈالدئے گئے اور آنحضرت کی یہ عادت تھی کہ جب کسی قوم پر آپ غالب آجاتے تو تین روز آپ اُسی میدان میں ٹھیرے رہتے تھے اسی طرح جب بدر میں تیسرا روز ہوا تو آپنے اپنی سواری منگوائی چنانچہ اُسپر کجاوہ (وغیرہ) باندھ دیا گیا پھر آپ روانہ ہوئے اور آپ کے پیچھے سب صحابی تھے یہانتک کہ آنحضرت اُسی گڑھے کے کنارے پر آ کر کھڑے ہو گئے اور اُن لوگوں کے اور اُنکے باپ دادوں کے نام لیکر آپ نے پکارنا شروع کیا کہ اے فلانے فلانے کے بیٹے اے فلانے فلانے کے بیٹے کیا تمہیں یہ بات پسند نہ آئی کہ تم اللہ اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے اور ہمسے جو کچھ ہمارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا ہمنے بیشک اُسے سچا پایا اور تم سے جو تمہارے ربنے وعدہ کیا تھا تمنے بھی سچا پایا یا نہیں اُسیوقت حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یارسول آپ ایسے جسموں سے گفتگو کرتے ہیں جنمیں روح نہیں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (جواب میں) فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکی مٹھی میں محمد کی جان ہے جو باتیں میں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے (بلکہ تم سے وہی زیادہ سنتے ہیں) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم لوگ انسے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن ہاں وہ جواب نہیں دیسکتے یہ روایت متفق علیہ ہے اور بخاری نے یہ زیادہ بیان کیا ہے قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں زندہ کر دیا تھا تاکہ انہیں دھمکانے اور ذلیل کرنے اور تکلیف دینے اور شرمندہ کرنے اور افسوس کرنے کے لئے آنحضرؐ کا

ف۱ بعض علماء نے اس حدیث سے مردوں کا سننا ثابت کیا ہے اور بعضے اور آیتوں اور حدیثوں کی وجہ سے انکار بھی کرتے ہیں غرضکہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے فقہ کی کتابوں میں دیکھنا چاہیئے ۱۲ ف۲ یعنے اسوقت وہ باتیں سنانے کے لئے انہیں زندہ کر دیا تھا تاکہ وہ ذلیل اور شرمندہ ہوں اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ سب مُردے نہیں سنتے فقط انہیں اسوقت زندہ کر کے وہ باتیں سنوادی تھیں ۱۲

فرمانا انہیں سنا دے۔

(۸۴۷) مروان اور مسور بن مخرمہ نقل کرتے ہیں کہ جس وقت قبیلہ ہوازن[1] کے مسلمان آدمی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے یہ گذارش کی کہ ہمارا سب مال اور ہمارے قیدی ہمیں واپس دیدیجئے تو آنحضرت کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا کہ تم ان دونوں باتوں میں سے ایک کو اختیار کرلو خواہ قیدیوں کو لیجاؤ یا اپنا مال لے لو انہوں نے کہا (بہتر ہے) ہم اپنے قیدیوں کو لینا چاہتے ہیں بعد اسکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (لوگوں کو یہ بات سنانے کے لیئے) کھڑے ہوئے اول اللہ کی حمد جیسی کہ چاہیئے بیان کی پھر فرمایا بعد اسکے واضح ہو کہ تمہارے بھائی (مسلمان شرک و کفر سے) توبہ کرکے (میرے پاس) آئے ہیں اور میں بیشک یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ انکے قیدیوں کو انہیں واپس دیدیا جائے اب تم میں سے جسے یہ اچھا معلوم ہو کرلے (یعنی اپنے حصہ کا قیدی واپس کردے) اور جو شخص تم میں سے اپنے حصہ پر[2] رہنا چاہے (اور اتنے روز صبر کرے کہ بعد اسکے) اول ہی جب اللہ تعالےٰ ہمپر کچھ انعام کریگا تو اسکے عوض ہم اُسے دیدینگے تو ایسا کرلے سب لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم اسپر خوش ہیں (آپ برابر واپس دیدیجئے) آنحضور نے فرمایا (چونکہ تم سب ملکر اسطرح کہہ رہے ہو لہذا مجھے واقعی طور پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تم میں سے کسنے اجازت دیدی ہے اور کسنے اجازت نہیں دی اسلیۓ اب تو تم چلے جاؤ پھر تم میں کے بڑے بڑے لوگ تم سے اجازت لیکر ہمارے پاس آئیں چنانچہ (اسوقت) سب چلے گئے پھر بڑے بڑے لوگوں نے آپسمیں گفتگو کی بعد میں وہ لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور آپ سے یہ بیان کیا کہ وہ سب لوگ خوش ہیں اور سب نے اجازت دیدی ہے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے [illegible]

(۸۴۸) حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ ثقیف بن عقیل کے ہم قسم[3] تھے پھر ثقیف نے

---

[1] ہوازن ایک قبیلہ کا نام ہے جب ان کا مال مسلمانوں نے لوٹ لیا اور انکی بچوں کو قید کرلیا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارے بچے اور مال لادیجئے اور چونکہ وہ مجاہدین پر سب تقسیم ہو چکے تھے اسلئے صحابہ سے اجازت لیکر آپنے انکے آدمی چھوڑ دیئے [2] یعنی جو اپنے حصہ کے بدلے مال چاہتا ہے احساناً قیدیوں کا چھوڑنا منظور نہیں کرتا تو وہ قدرے صبر کرے ۱۲ [3] عرب کے قبیلے آپسمیں ہم قسم اور ہم عہد ہوا کرتے تھے کہ برائی بھلائی میں ایک دوسرے کا شریک ہے اور انہیں کو ایک دوسرے کا حلیف کہا کرتے تھے اور جب اسلام آیا تو جو قسم ناحق تھی موقوف کی گئی اور جو حق کی موافق تھی ثابت رہی اور اہل عرب کی یہ بھی عادت تھی کہ ایک حلیف کو دوسرے حلیف کے جرم میں گرفتار کرلیا

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دو صحابیوں کو قید کرلیا اور (ادھر) آنحضرت کے صحابیوں نے بنی عقیل کے ایک آدمی کو قید کرلیا بلکہ اُسے باندھکر حرّہ کے میدان میں ڈالدیا بعد میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اُس قیدی کے پاس سے جو نکلے تو اُسنے آپکو پکارا کہ اے محمدؐ اے محمدؐ (بھلا یہ تو بتائیے کہ) میں کس وجہ سے ماخوذ ہوں آنحضرت نے فرمایا کہ تم اپنے ہم قسم ثقیف کے خطا کی وجہ سے ماخوذ ہو (لیکن) پھر آپ نے اُسے ویسے ہی چھوڑدیا اور آپ آگے بڑھ گئے اُسنے آپ کو پھر پکارا اے محمدؐ! اے محمدؐ! آنحضرت کو (یہ سنکر) اُسپر رحم آیا آپ نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے وہ بولا میں تو بیشک مسلمان ہوں آپ نے فرمایا اگر تم یہ اُسوقت کہدیتے کہ جسوقت تم خودمختار تھے تو تم بالکل ہی رہائی پالیتے[1] پھر آنحضرت نے اُن دو آدمیوں کے بدلے جنھیں ثقیف نے قید کرلیا تھا اُسے بری کردیا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۸۴۹) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے (آنحضرت کی خدمت میں کچھ مال) بھیجا تو حضرت زینب[2] (آنحضرت کی صاحبزادی نے (بھی اپنے خاوند) ابوالعاص کو چھڑانے کے لئے کچھ مال بھیجا اور اُسی میں وہ ہار بھی بھیجدیا جو پہلے حضرت خدیجہ کے پاس رہا تھا اور انکے ساتھ (یعنی اُنکے جہیز میں) ابوالعاص کو دیدیا تھا اور جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو حضرت زینب پر بہت سخت غمگین ہوئے اور صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم یہ بات مناسب سمجھو کہ میری لڑکی کے قیدی کو چھوڑدو اور اُس کے مال کو واپس کردو (تو بہتر ہے) صحابہ نے عرض کیا بہت اچھا ہمیں منظور ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے یہ عہد لیا کہ (ہم تمہیں چھوڑدیتے ہیں لیکن) تم زینب کو ہمارے پاس بھیجدینا (چنانچہ یہ معاملہ طے ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ اور ایک انصاری آدمی کو (مکہ معظمہ حضرت زینبؓ کو لانے کیلئے) بھیجا اور یہ

---

[1] یعنی دنیا میں قید سے چھٹکارا پالیتے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچ جاتے ۱۲ [2] یہ حضرت زینب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی ہیں اور چونکہ پہلے مسلمان عورتوں کا نکاح کافروں سے جائز تھا اسلئے انکا نکاح ابوالعاص سے ہوگیا تھا کیونکہ یہ حضرت خدیجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی بہانجے تھے اور وہ کافر ہے چنانچہ بدر کی لڑائی میں پکڑے ہوئے آئے اور بعد میں مسلمان ہوگئے تھے ۱۲ [3] یہ دونوں شخص اگرچہ ذی محرم نہ تھے لیکن چونکہ وہ زمانہ امن کا تھا دوسرے حضرت زینب آنحضرت کی صاحبزادی تھیں اسلئے یہ خاص وقوعہ اُس وقت ہوگیا۔ ورنہ اب کسی عورت کو غیر مردوں کے ساتھ ہرگز سفر کرنا جائز نہیں ہے

فرمادیا کہ تم دونوں بطن یاجج[1] میں ٹھیرے رہنا میں تمہارے پاس خود زینب آجائیں گی پھر تم انہیں اپنے ساتھ لیکر یہاں آجانا۔ یہ روایت امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۵۰) حضرت عائشہ ہی نقل کرتی ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کو قید کرلیا تو انہیں سے عُقبہ بن ابو مُعیط اور نضر بن حارث کو تو قتل کرادیا اور ابوعزّہ جُمحی پر احسان کیا یعنے اُسے مفت چھوڑ دیا یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۸۵۱) حضرت ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عُقبہ بن ابو مُعیط کو قتل کرنا چاہا تو وہ بولا کہ (میرے) لڑکوں کا کون رہا یعنے میرے بچوں کی کون پرورش کریگا آپ نے فرمایا آگ[2]۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۸۵۲) حضرت علی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور آنحضرت سے فرمایا کہ تم اپنے صحابیوں کو بدر کے قیدیوں کے بابت اختیار دیدو کہ یا تو انہیں قتل کردیں اور یا فدیہ لیکر چھوڑ دیں (لیکن) اس شرط پر کہ اگر یہ فدیہ لیکر چھوڑ دیں گے تو سال آئندہ میں انہیں سے ہی انہیں کے برابر آدمی مارے جائیں گے صحابہ نے عرض کیا کہ اب ہم فدیہ لیکر چھوڑتے ہیں اور (سال آئندہ میں) ہم میں سے مارے جائیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۸۵۳) عطیہ قُرظی کہتے ہیں کہ میں بنی قریظہ کے ساتھ قیدیوں میں تھا اور ہم سب قیدی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کئے گئے پھر صحابہ نے ہم لوگوں کے زیرناف کے بال) دیکھنے شروع کئے جسکے بال جمے ہوئے دیکھے اُسے قتل کردیا اور جسکے بال جمے ہوئے نہ دیکھے اُسے قتل نہیں کیا بعد میں انھوں نے میرا بھی زیرناف کھولکر دیکھا جب بال جمے[3] ہوئے نہ دیکھے تو مجھے قیدیوں میں کردیا (اور قتل نہیں کیا)۔ یہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۸۵۴) حضرت علی فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن صلح ہونے سے پہلے چند غلام (اہل مکہ کے)

---

[1] بطن یاجج مکہ معظمہ سے آٹھ کوس پر ایک جگہہ ہے ۱۲ [2] اس سے مراد انکا ضائع ہونا ہے یعنے اگر آگ ہی غمخواری اور مددگاری کی صلاحیت ہوتی تو تیرے بچوں کی وہ غمخوار کرتی اور کوئی نہیں کریگا ۱۲ [3] تورپشتی نے کہا ہے کہ بلوغ کی علامت یہاں فقط بالوں کا جمنا اسلئے لی گئی کہ اگر انسے احتلام یا سن بلوغ کو پوچھتے تو وہ ہرگز سچ نہ بتاتے لہذا یہ بات ٹھیرادی گئی ۱۲

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگ کے چلے آئے پھر انہیں غلاموں کے مالکوں نے آنحضرت کی خدمت میں لکھا کہ اے محمد[۱] قسم ہے اللہ کی یہ غلام تمہارے دین کے شوق کی وجہ سے تمہاری طرف نہیں بھاگے ہیں بلکہ وہ تو فقط غلامی پن سے بھاگے ہیں اور لوگ بھی کہنے لگے یا رسول اللہ یہ لوگ سچ ہی کہتے ہیں آپ انہیں اُنکی طرف واپس بھیج دیجئے (یہ سنتے ہی) رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم بہت ہی غصہ ہوئے[۱] اور فرمایا اے قریش کی جماعت میرے خیال میں تم باز نہیں آؤگے جبتک کہ اللہ تعالےٰ تم پر ایک ایسا آدمی کو نہ بھیجیگا کہ وہ تمہاری گردنیں اسی خطا پر اڑا دے (راوی کہتے ہیں) اور آپ نے غلاموں کے واپس بھیجنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ تو اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

تیسری فصل

(۵ ۸۸) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو (ہدایت کرنے کیلئے قبیلہ) بنی جذیمہ کیطرف بھیجا چنانچہ انہوں نے (جاکر) انہیں اسلام کی طرف بلایا (اور وہ مسلمان ہو گئے) لیکن وہ اچھی طرح سے لفظ اَسْلَمْنَا (یعنے ہم لوگ مسلمان ہو گئے) نہ کہہ سکے بلکہ انہوں نے صَبَأْنَا صَبَأْنَا (یعنے ہم اپنے دین سے نکل گئے) کہنا شروع کیا (انکے مطلب کو حضرت خالد بن ولید نہ سمجھے[۲]) حضرت خالد نے انہیں مارنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہم میں سے ہر ایک آدمی کو اُسکے حصہ کا قیدی دیدیا (ہم انکی حفاظت کرتے رہے) چند روز کے بعد پھر انہوں نے ہم میں سے ہر آدمی کو اپنے اپنے قیدی کو قتل کرنیکا حکم دیا میں نے یہ کہا بخدا میں اپنے قیدی کو ہرگز قتل نہیں کرونگا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کریگا (چنانچہ ہمنے ایسا ہی کیا) یہانتک کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سب ماجرا آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے جب ہی اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دو مرتبہ یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ (ترجمہ) یا الٰہی جو کچھ خالد نے کیا ہے میں اُس سے تیری روبرو بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے اللہ کی نافرمانی اور حکم نفس سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابیوں پر اسلئے غصہ ہوئے کہ انہوں نے اپنے خیالوں کے موافق اُنکے مالکوں کے دعوی کی گواہی دیدی اور حکم شرع کا خیال نہ کیا ۱۲ [۲] کیونکہ لفظ صَبَأْنَا دین اسلام اختیار کرنیکا فقط احتمال رکھتا ہی لیکن چونکہ انہوں نے صریح اسلمنا نہ کہا اسلئے حضرت خالد بن ولید نے اُنکے اس قول کو قبول نہ کیا بلکہ انکے قول کو بد دین ہونے پر حمل کیا ۱۲

باب امن دینے کا بیان

پہلی فصل (۸۵۶) ام ہانیؓ ابوطالب کی بیٹی فرماتی ہیں کہ فتح (مکہ) کے سال میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں گئی اور مینے آپ کو نہاتے ہوئے پایا اور آپکی صاحبزادی فاطمہ ایک کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھیں مینے سلام کیا آنحضرت نے پوچھا یہ کون ہے مینے کہا میں ام ہانی ابو طالب کی بیٹی ہوں آپ نے فرمایا اچھا ام ہانی خوش رہو بعد میں جسوقت آپ غسل سے فارغ ہوگئے تو آپ نے کھڑے ہوکر ایک کپڑے میں لپٹے لپٹے آٹھ رکعت (نفلیں) پڑھیں اور جب نماز سے فارغ ہوگئے تو مینے عرض کیا یا رسول اللہ مینے فلاں (یعنے) ہبیرہؓ کے بیٹے کو پناہ دیدی تھی اب میرے سگے بھائی علی کا یہ خیال ہے کہ جس آدمی کو مینے پناہ دی ہے وہ اُسے قتل کریگا آنحضرت نے فرمایا اے ام ہانی جسے تمنے پناہ دیدی اُسے ہمنے بھی پناہ دی اُم ہانی فرماتی ہیں کہ یہ قصہ چاشت کے وقت کا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے اُمّ ہانی نے عرض کیا کہ مینے اپنی سسرال کی دو آدمیوں کو پناہ دیدی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ جسے تمنے پناہ دی ہے اُسے ہمنے بھی پناہ دیدی۔

دوسری فصل (۸۵۷) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک ایک عورت قوم کو اپنی پناہ میں لے سکتی ہے یعنے مسلمانوں سے انہیں بچا سکتی ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۵۸) حضرت عمرو بن حمقؓ کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے کسی آدمی کی جان کو پناہ دیکر پھر اُسے مار ڈالا تو قیامت کے دن اُسے عہد شکنی کا جھنڈا دیا جائیگا یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۸۵۹) سُلیمؓ بن عامر کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ اور روم کے بیچ میں (کچھ زمانے تک کے لئے) عہد اور صلح تھی اور امیر معاویہ اُنکے شہروں کی طرف پھرا کرتے تھے تاکہ جب (زمانہ) عہد ختم ہوجائے تو

ا۔ یہ ام ہانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بہن ہیں فتح مکہ کے سال یہ مسلمان ہوئی تھیں ۱۲ ۲ہ ہُبیرہ حضرت ام ہانی کے خاوند کا نام ہے جب یہ مسلمان ہوگئیں تو اس سے انکی جدائگی ہوگئی اور یہ شخص جسے انہوں نے پناہ دی وہ ہُبیرہ کی اولاد میں تھا جب انہوں نے اُسے پناہ دیدی تو حضرت علی نے انکی پناہ دہی کو منظور نہیں کیا تھا چنانچہ باقی سب قصہ حدیث میں مذکور ہے ۱۲ ۳ہ یعنے اگر ایک مسلمان عورت چند کافر آدمیوں کو امن دیدے تو سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ اُنہیں امن دیدیں اور اُس عورت کی عہد امان کو توڑیں نہیں ۱۲ ۴ہ یعنے تاکہ اُسکی وجہ سے وہ پہچانا جائے اور اُسکی ذلت اور فضیحت سارے

فوراً انپر لوٹنے کے لئے جا پڑیں اسوقت ایک آدمی عربی یا ترکی گھوڑے پر اللہ اکبر اللہ اکبر وعدہ وفائی چاہیئے عہد شکنی نہیں چاہیئے کہتا ہوا آیا لوگوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ عمرو بن عبسہ ہے پھر امیر معاویہ نے اُنسے اسکا مطلب پوچھا (کہ تم کیا کہتے ہوئے آئے ہو) وہ کہنے لگے میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص ایسا ہو کہ اُسکے اور لوگوں کے بیچ میں صلح اور عہد ہو تو نہ اسے عہد توڑنا چاہیئے اور نہ عہد پکا کرنا چاہیئے یہانتک کہ اُسکی مدت گذر جائے یا (انہیں اطلاع دیکر) مقابلہ کرکے عہد توڑے راوی کہتے ہیں کہ امیر معاویہ جب ہی لوگوں کو لیکر واپس ہو گئے۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۶۰) حضرت ابورافع کہتے ہیں مجھے قریش (کے) نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (قاصد بنا کر) بھیجا جب میں آنحضرت کو دیکھا تو فوراً ہی میرے دل میں اسلام آگیا پھر میںنے (خدمت عالی میں) عرض کیا کہ یارسول اللہ میں بخدا اب انکی طرف کبھی نہیں جاؤنگا آپ نے فرمایا کہ میں عہد شکنی نہیں کرسکتا اور نہ قاصدونکو روکنا چاہتا ہوں لیکن اب تو تم چلے جاؤ اگر تمہارے دل میں یہی بات رہی جواب ہے تو تم پھر واپس آجانا ابورافع کہتے ہیں چنانچہ جب تو میں چلا گیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر میںنے اسلام ظاہر کردیا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۶۱) حضرت نعیم بن مسعود نقل کرتے ہیں کہ اُن دو آدمیوں کے حق میں جو مسیلمہ کے پاس سے آئے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا یادرکھو کہ اگر یہ عہد نہ ہوتا کہ قاصد لوگ نہ مارے جائیں تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔ یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۶۲) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ تم اپنی جاہلیت کی قسمیں پوری کرو کیونکہ اُسنے یعنے اسلام نے

لہ یعنے تم جو صلح کے زمانہ میں دشمنوں کے شہروں میں پھرتے ہو تو یہ وفا نہیں ہے بلکہ یہ بھی داخل غدر ہے لہذا ابھی ایسا نہیں چاہیئے ۱۲ ؎۲ مطلب اسکا یہ ہے کہ جب آپسمیں عہد ہو چکا تو پھر اُسمیں کسی طرح کا تغیر نہ چاہیئے نہ کم کرے اور نہ بڑھائے جیسا ہے اُسے رہنے دے ۱۲ ؎۳ یہ قصہ صلح حدیبیہ کا ہے ۱۲ ؎۴ یہ وہی مسیلمہ کذاب ہے جسنے اپنے نبی ہونیکا دعوی کیا تھا۔ اور دو شخص جو اسکی طرف سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے ایک کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا اور دوسرے کا نام ابن اثال تھا ان دونوں نے نبی صلے اللہ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ آپ اسبات کی گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

انکی مضبوطی اور زیادہ کردیتے کچھ کمی نہیں کی یعنی اسلام میں اور عہد یعنی قسم توڑنا نہیں کرنا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور حضرت علی کی یہ حدیث کہ سب مسلمان برابر رہیں گے کتاب قصاص کے بیان میں ذکر ہو چکی ہے۔

(تیسری فصل۔ (۸۶۳) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ابن نواحہ اور ابن اثال دونوں مسیلمہ کذاب) کے قاصد بنکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے آنحضرت نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں وہ بولے کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آیا ہوں اگر میں قاصدوں کو قتل کرتا تو تمہیں بیشک قتل کرادیتا۔ عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں پھر یہی سنت جاری رہی کہ قاصد مارا جائے۔ یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

باب غنیمتوں کو بانٹنے اور انمیں خیانت کرنیکا بیان

پہلی فصل (۸۶۴) حضرت ابوہریرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضرت فرماتے تھے کہ یہ غنیمتیں ہم سے پہلے کسی امت کیلئے (کھانی) حلال نہیں ہوئی ہیں اور جب اللہ تعالےٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا تو انہیں ہمارے واسطے حلال کردیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۶۵) حضرت ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ حنین (کی لڑائی) کے سال ہم لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے اور جب (دشمن سے) ہمارا مقابلہ ہوا تو مسلمانوں کو شکست ہونیکی صورت ہوگئی اور میں نے ایک مشرک آدمی کو دیکھا کہ مسلمان آدمی پر چڑھا ہوا ہے میں نے اسکے پیچھے سے (کھڑے ہوکر) اسکی گردن کی رگ پر تلوار ماری اور زرہ تک کاٹ دی اور وہ میری طرف متوجہ ہوکر مجھے اس زور سے لپٹا

لہ یہاں اصل نسخہ میں سفیدی چھوٹی ہوئی ہے لیکن جوزی نے اپنی تصحیح میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ترمذی نے حسین بن ذکوان کے طریقہ سے نقل کی ہے سے غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو کفار کے ساتھ جنگ کرنے سے حاصل ہو اور جو مال بغیر جنگ کے ہاتھ لگ جائے اسے فئی کہتے ہیں ۱۲

سے اس جنگ میں کچھ تھوڑی سی شکست مسلمانوں کو ہوئی تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار اپنی جگہہ پر قائم تھے اور عباس بن عبدالمطلب و ابوسفیان بن حارث خچر کی باگ پکڑے ہوئے تھے اور حضرت کو روکتے تھے اور آپ حملہ کرنیکا ارادہ کرتے تھے اور فرماتے تھے شعر انا النبی لا کذب ۞ انا ابن عبدالمطلب ۞ ترجمہ میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں اور میں عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہوں مجھ ۱۲

کہ مجھے اُسکے لپٹنے سے موت کی بُو معلوم ہونے لگی (لیکن) پھر وہ بالکل مرگیا اور (جب ٹھنڈا ہوگیا تو) اُسنے مجھے بھی چھوڑ دیا پھر میں حضرت عمر بن خطاب سے ملا اور مینے اُنسے پوچھا کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔ (جو سب بھاگے جا رہے ہیں) انہوں نے فرمایا کہ حکم الٰہی ہے (انکی کچھ خطا نہیں اور بعد شکست کے) پھر لوگ پھرے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور یہ فرمایا کہ جو شخص کسیکو قتل کرے اور اُسکے پاس اسکا ثبوت ہو تو اُسکا سب اسباب اسیکو ملیگا تب مینے (اپنے دل میں) کہا کہ میری اب کون گواہی دیگا (خیر) پھر میں (یہی) بیٹھ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اُسی طرح فرمایا (پھر میں کھڑا ہوا) اور یہی خیال کیا کہ میری گواہی کون دیگا۔ پھر میں بیٹھ گیا پھر آنحضرت نے اسی طرح فرمایا پھر میں کھڑا ہوا آپ نے پوچھا کہ ای ابو قتادہ تمہیں کیا ہوا (کہ گھڑی گھڑی کھڑے ہوتے ہو) مینے آپ سے سارا ماجرا بیان کیا ایک آدمی بولا ابو قتادہ سچ کہتے ہیں (بیشک انہوں نے مارا تھا) اور مقتول کا اسباب میرے پاس ہے انہیں مجھ سے راضی[1] کردیجئے جب ہی حضرت ابو بکر بولے قسم ہے اللہ کی یوں ہرگز نہیں ہوسکتا کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک اللہ کے شیر کا اسباب لیکر جو اللہ اور اُسکے رسول کی طرف سے لڑے تجھے دیدیں پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ ابو بکر سچ کہتے ہیں تم سب اسباب ابو قتادہ کو دیدو چنانچہ اُس نے سب اسباب مجھے دیدیا اور مینے اُسکے عوض بنی سلمہ کے باغوں میں سے ایک باغ خریدلیا اور سب میں پہلا یہی مال تھا کہ جس سے میں اسلام میں اول مالدار ہوا ہوں یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں نے نقل کی ہے

(۸۶۶) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو معہ اُسکے گھوڑے کے تین حصے دئے تھے ایک حصہ اُس آدمی کا اور دو حصے اُسکے گھوڑے کے یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۸۶۷) یزید بن ہرمز فرماتے ہیں کہ نجدہ[2] حروری نے بذریعہ تحریر حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ جو غلام اور عورت جہاد میں شریک ہوں تو انہیں مال غنیمت میں سے بانٹ کردیا جائے یا نہیں حضرت ابن عباس نے یزید سے فرمایا کہ تم حروری کو یہ لکھدو کہ ان دونوں کا کوئی حصہ معین نہیں ہے ہاں انہیں کچھ ویسے ہی دیدیا جائے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ابن عباس نے

---

[1] یعنے اس بات کے عوض انہیں اور کچھ دیدیجئے تاکہ یہ اسباب میرے ہی پاس رہے اور یا یہ مطلب تھا کہ ہمارے آپس میں مصالحت کرا دیجئے یعنے تاکہ مجھے بھی کچھ ملجائے ۱۲ [2] نجدہ خارجیوں کے سردار کا نام ہے اور حروری حروراء کی طرف منسوب ہے جو کوفہ کے نواح میں ایک گانو ہے کہ اول خارجیوں کا اجتماع وہیں ہوا تھا ۱۲

حروری کو لکھا کہ تو نے مجھ سے یہ پوچھا ہے کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم جو عورتوں کو اپنے ہمراہ لیکر
جہاد کیا کرتے تھے تو کیا اُن کے لئے کچھ حصہ معین تھا یا نہیں سو (بات اصل میں یہ ہے کہ) آنحضور
جب عورتوں اور غلاموں کو ساتھ لیجا کر جہاد کیا کرتے تھے تو یہ بیماروں کی دوا (وغیرہ) کیا کرتی تھیں
اور کچھ مالِ غنیمت میں سے انہیں دیدیا جایا کرتا تھا لیکن انکا کوئی حصہ معین نہیں تھا یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۸۹۶) حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے اونٹ
رباح کے ساتھ جو آنحضرت کا غلام تھا بھیجے اور میں (بھی) انکی ہمراہ تھا اور جب ہمیں صبح ہوئی تو یکایک
عبدالرحمن فزاری نے آنکر آنحضرت کے اونٹوں کو لوٹنا شروع کیا میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر مدینہ منورہ کی
طرف منھ کر کے تین مرتبہ پکارا کہ یا صباحاہ[1] (یعنے ہشیار ہو جاؤ دشمن آگیا ہے) پھر میں اُن لوگوں کے
تیر مارتا ہوا انکے پیچھے چلا اور یہ رجز[2] پڑھتا تھا انا ابن الاکوع ٭ والیوم یوم الرضع (ترجمہ) میں اکوع کا
بیٹا ہوں اور مرنیکا دن آج ہی ہے غرضکہ) میں برابر تیر مارتا رہا اور انہیں کاٹتا رہا یہاں تک
کہ جو اونٹ آنحضور کے اللہ تعالے نے پیدا کئے تھے (یعنے جتنے اونٹ آپ کے تھے) وہ سب ہی
میں نے اُن سے چھڑا کر اپنے پیچھے کر لئے اور پھر (بھی) میں اُنکے پیچھے تیر مارتا ہوا چلتا رہا یہانتک کہ
انہوں نے تیس سے زیادہ چادریں اور تیس نیزے اپنے ہلکے ہونے کے لئے اور ڈالدئے اور جو چیز
وہ ڈالتے تھے میں ہر ایک پر ایک پتھر نشانی[3] کے لئے رکھدیتا تھا تاکہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے صحابی اُسے پہچان لیں (کہ یہ چیزیں ابن اکوع ہی چھوڑ گیا ہے) یہانتک کہ میں نے رسولِ خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے سواروں کو (آتے ہوئے) دیکھ لیا اور آنحضور کے سوار ابو قتادہ تو عبدالرحمن سے جا ملے
اور فوراً اُسے قتل کر دیا (اسلئے) آنحضرت نے (اسوقت) فرمایا تھا کہ آج ہمارے سواروں میں سب سے
بہتر ابو قتادہ ہے اور پیادوں میں سب سے بہتر سلمہ بن اکوع ہے پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے
دو حصے دیئے ایک حصہ سوار کا اور دوسرا حصہ پیادہ کا (یعنے) دونوں حصے جمع کر کے مجھے دیدئے اور اپنی

---

[1] یہ ایک کلمہ ہے کہ اہل عرب لوٹ پڑنے کے وقت جو اکثر وہاں صبح ہی کو پڑتی ہے فریاد رسی کے لئے کہا کرتے ہیں ۱۲

[2] رجز را اور ج کے زبر کے ساتھ اشعار کی بحروں میں سے ایک بحر کا نام ہے جسے لڑائی میں پڑھتے ہیں ۱۲

[3] اہل عرب کی عادت تھی کہ جب راستہ میں سے کوئی چیز پاتے اور وہ اُسے اپنے ہمراہ نہ لے جا سکتے تو اُس پر ایک پتھر رکھدیتے تاکہ پھرتے وقت اُسے پہچان لیں ۱۲

اونٹنی عضباء پر مجھے اپنے پیچھے چڑھا لیا پھر ہم مدینہ چلے آئے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۶۹) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم لشکر کے بعض[1] خاص لوگوں کو عام لشکر کے حصے بانٹ دینے کے علاوہ کچھ زیادہ دیا کرتے تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۷۰) حضرت ابن عمر ہی فرماتے ہیں (کہ خیبر میں) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے حصہ کے سوا مال خمس میں سے ہمیں کچھ اور زیادہ دیا تھا چنانچہ میرے حصہ پر ایک شارف آئی تھی اور شارف بڑی بوڑھی اونٹنی کو کہتے ہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۷۱) حضرت ابن عمر ہی فرماتے ہیں کہ میرا ایک گھوڑا بھاگ گیا تھا اور اسے دشمنوں نے پکڑ لیا پھر مسلمان ان پر غالب آئے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ میں وہ گھوڑا مجھے واپس[2] دیدیا (یعنے مال غنیمت میں نہیں شمار کیا) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ابن عمر کا ایک غلام بھاگ گیا تھا اور وہ روم والوں میں جا ملا پھر مسلمان ان پر غالب آئے اور خالد بن ولید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ غلام ابن عمر ہی کو واپس دیدیا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۷۲) حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ میں اور عثمان بن عفان دونوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور ہم دونوں نے آنحضرت کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ آپ نے خیبر کے خمس میں سے اولاد مطلب کو دیدیا ہے اور ہمیں نہیں دیا حالانکہ ہم اور اولاد مطلب آپ کی نسبت سب ایک درجہ میں ہیں آنحضور نے فرمایا (کہ ہم یعنے) اولاد ہاشم اور اولاد مطلب ایک چیز[3] ہیں (تم ان جیسے نہیں ہو سکتے) جبیر کہتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد شمس کی اور نوفل کی اولاد کو کوئی چیز نہیں دی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے بعض غازیوں کو مال غنیمت میں سے جنگ کی ترغیب دلانے کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ حصہ زیادہ دیا تھا ۱۲ [2] ابن ملک نے کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کے غلام یا گھوڑے جو بھاگے ہوئے ہوں اگر پکڑ لیں تو مالک نہیں ہوتے لہٰذا اسکا مالک کی طرف پھیر دینا واجب ہی خواہ مال غنیمت تقسیم ہو چکا ہو یا نہ تقسیم ہوا ہو ۱۲ [3] تفصیل نسب کی یوں ہے کہ ہاشم اور مطلب اور نوفل اور عبد شمس چار سگے حقیقی بھائی عبد مناف کے بیٹے ہیں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم ہاشم کی اولاد میں تھے اور نوفل کی اولاد میں حضرت جبیر بن مطعم اور عبد شمس کی اولاد میں حضرت عثمان بن عفان تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بنی مطلب کو ذوی القربیٰ سمجھ کر خمس میں سے برابر حصہ دیا کرتے تھے لیکن بنی نوفل اور بنی عبد شمس کو نہیں دیتے تھے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ بنی عبد شمس اور بنی نوفل نے سب نے لعنت اور عداوت کی آپس میں مدتوں برتاؤ رکھا تھا کہ بنی ہاشم سے مناکحت اور بیع اور شرا وغیرہ بھی ترک کر دیا جائے یہاں تک کہ دونوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دیا سو فقط بنی مطلب بنی ہاشم کے موافق اور متحد تھے اسی لئے آنحضور نے فرمایا کہ ہم دونوں ایک چیز ہیں ۱۲

(۸۷۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم جس بستی میں جاؤ (اور بستی والے بغیر لڑے بھاگ کر بستی خالی کر دیں) اور تم اس پر قابو یافتہ ہو جاؤ تو اس بستی میں تم سب[1] لوگوں کا حصہ ہے اور جو بستی (اسکے لوگ) اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ بیشک اللہ اور اسکے رسول کا ہوگا اور جو کچھ باقی رہے سب خاص تمہارا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۷۴) حضرت بی بی خولہ انصاریہ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جو لوگ اللہ کے مال (یعنے مال غنیمت وغیرہ) میں ناحق تصرف کرتے ہیں تو قیامت کے دن انہیں دوزخ کی آگ ملیگی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۷۵) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایکروز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں (کو وعظ بیان کرنے) کے لئے کھڑے ہوئے اور (مال غنیمت میں) خیانت کرنے کو ذکر کیا اور اسکا بہت ہی بڑا گناہ بتایا اور بہت خوب بیان کیا پھر فرمایا کہ قیامت کے دن تم میں سے کسیکو میں اسطرح آتا ہوا نہ دیکھوں کہ اسکی گردن پر بولتا ہوا اونٹ ہو اور وہ شخص کہے یا رسول اللہ میری خبر لیجئے اور میں کہوں کہ میں (اسوقت) کسی چیز کا مالک نہیں (لہذا میں اب کچھ نہیں کر سکتا) میں تو تمہیں (دنیا میں احکام شریعت) پہنچا چکا تھا اور نہ تم میں سے قیامت کے دن میں کسی ایسے کو دیکھوں کہ اس کی گردن پر ہنہناتا ہوا گھوڑا ہو اور وہ شخص پکارے کہ یا رسول اللہ میری سفارش کر دیجئے اور میں کہوں کہ میں (اب) تیری کسی تکلیف کو دفع نہیں کر سکتا میں نے بیشک تمہیں (احکام الٰہی) پہنچا دئے تھے اور نہ قیامت کے دن تم میں سے کسیکو میں اسطرح آتا ہوا دیکھوں کہ اسکی گردن پر بولتی ہوئی بکری ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریادرسی کیجے اور میں کہوں کہ میں تجھے کسی چیز سے نفع نہیں پہنچا سکتا میں نے تو تمہیں (احکام الٰہی) پہنچا دئے تھے اور قیامت کے دن تم میں سے کسیکو ایسی طرح آتا ہوا بھی نہ دیکھوں کہ اسکی گردن پر کوئی آدمی (یعنے غلام) چڑھا ہوا چیختا ہو اور وہ کہے یا رسول اللہ میری خبر لیجے اور میں کہوں کہ میں تمہاری کسی تکلیف کا مالک نہیں ہوں میں نے تو تمہیں (احکام الٰہی) پہنچا دئے تھے اور نہ قیامت کے دن تم میں سے کسیکو میں اسطرح آتا ہوا دیکھوں کہ اسکی گردن پر کپڑے ہلتے ہوئے[2] ہوں (جو مال غنیمت میں سے چرا لئے تھے) اور وہ شخص کہے یا رسول اللہ میری خبر

---

[1] یعنے جو لوگ لشکر میں گئے تھے انکا بھی اور جو نہیں گئے تھے انکا بھی حصہ لگایا کیونکہ ایسی مال کو فی کہتے ہیں اور فی میں سبھی کا حصہ ہوتا ہے۔ [2] یعنے مال غنیمت میں سے خیانت کرتے ہیں یا ایسے کپڑے جو کہیں اور سے بغیر حق کے لے لئے ہوں ۱۲

(میں سخت حیران ہوں) اور میں کہوں کہ میں تیری کسی تکلیف کا مالک نہیں ہوں (یعنے کوئی تکلیف دفع نہیں کرسکتا) میں تو (اس سے بچنے کے لئے) تمہیں احکام الٰہی پہنچا چکا ہوں اور نہ قیامت کے دن تم میں سے کسیکو اسطرح میں آتا ہوا دیکھوں کہ اُسکی گردن پر (مال غنیمت میں سے چرایا ہوا) سونا چاندی رکھا ہوا ہو اور وہ کہے یا رسول اللہ آپ میری خبر لیجے اور میں کہوں کہ اب میں تمہاری کسی تکلیف کو دفع نہیں کرسکتا بیشک میں تمہیں (دنیا میں احکام الٰہی) پہنچا چکا ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور یہ لفظ (جو مذکور ہوئے) مسلم کے ہیں اور یہی پورے ہیں (بہ نسبت الفاظ بخاری کے)

(۸۷۶) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ کسینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تحفہ میں ایک غلام بھیجا جسے لوگ مِدعَم کہا کرتے تھے وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا کجاوہ (کھولا اور باندھا) کرتا تھا ایک مرتبہ اتفاق سے ہم ناگہاں اسکے ایسا تیر آلگا جسنے اُسے جان سے مار ڈالا لوگ کہنے لگے کہ اسی بہشت مبارک ہو (یعنے یہ شہید ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (یہ سنکر) فرمایا خبردار قسم ہے اُس ذات کی جسکی مٹھی میں میری جان ہے کہ وہی چادر جو اُسنے خیبر کے دن مال غنیمت میں سے لے لی تھی اور مال جب تک تقسیم نہیں ہوا تھا تو وہ چادر آگ بنکر اس مدعم پر شعلہ ماریگی اور جب یہ بات لوگوں[1] نے سنی تو ایک آدمی ایک تسمہ یا دو تسمے لیکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا کہ ایک تسمہ یا دو تسمے بھی (خیانت کے) آگ ہی ہوتے ہیں یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۷۷) حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں (کہ کسی غزوہ میں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسباب پر ایک آدمی داروغہ تھا جسے کرکِرہ کہا کرتے تھے اُسکا انتقال ہوگیا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں گیا ہے لوگوں نے اُسکے گھر کی تلاشی کی تو ایک چادر ملی جو مال غنیمت میں اُس نے چوری سے رکھ لی تھی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۷۸) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ لڑائیوں میں ہمیں شہد اور انگور ملا کرتے تو ہم انہیں کھالیا کرتے تھے

---

[۵] مراد یہ ہے کہ جسنے جو چیز چرائی ہوگی یا کسی کا حق دبالیا ہوگا یا کسی سے کچھ چھین لیا ہوگا تو قیامت کے دن وہ چیزیں اس کی گردن پر رکھی ہونگی اور یہ فریاد کریگا مگر اسکی فریاد کچھ کام نہ آئیگی ۱۲ منہ

[1] یعنے جب یہ وعید شدید ان لوگوں نے سنی جنہوں نے غنیمت میں خیانت کرنے کو ایک بات سمجھ لی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ حقیر چیزوں پر مواخذہ نہیں ہونیکا تو وہ اپنے اپنے پاس کی چیزیں لے آئے ۱۲ منہ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کے حقیر وعید شدید ہے جو ایسا مال ہے کہ مسلمانوں کا حق متعلق ہو جیسے کہ وقف چیزیں

اور جمع کر کے نہیں لیجاتے تھے[۵۱]۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۷۹) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کے دن (لڑائی میں سے) مجھے ایک تھیلا چربی کا بھرا ہوا ملا میں نے اٹھا کر اُسے اپنی بغل میں دے لیا اور دل میں میں نے یہ کہا کہ آج اسمیں سے کسیکو نہیں دونگا اور جب میں نے نگاہ پھیری تو یکایک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے کہ) "جو کچھ میں تمہیں دیتا ہوں" (جو مصابیح میں اسی موقع پر تھی) باب حاکموں کے رزق کے بیان میں گذر چکی ہے۔

دوسری فصل

(۸۸۰) حضرت ابوامامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے سب نبیوں پر فضیلت دیدی ہے یا فرمایا کہ میری امت کو سب امتوں پر فضیلت دیدی ہے اور ہمارے لئے غنیمتیں حلال کردی ہیں (جو پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھیں) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۸۱) حضرت انس کہتے ہیں اُسدن یعنے خیبر کے دن رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص کسی کافر کو قتل کرے تو مقتول کا سب اسباب قاتل ہی کو ملنا چاہئے اور ابوطلحہ نے اُسروز بیس آدمی قتل کئے تھے اور سبھو نکا اسباب انہوں نے ہی لیلیا تھا۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۸۸۲) عوف بن مالک اشجعی اور خالد بن ولید روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے اسباب کی بابت یہ حکم دیا تھا کہ قاتل ہی کو ملنا چاہئے اور اس میں سے پانچواں حصہ (بھی) نہیں لیا جائیگا[۵۲]۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۳) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں بدر کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی تلوار میرے حصہ سے زیادہ مجھے دیدی تھی اور راوی کہتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے اُسے قتل بھی

---

[۵۱] یعنے جمع کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تقسیم کرانے کو نہیں لیجاتے تھے اور اب بھی سب علما کا اتفاق ہے کہ غازیوں کو جبتک کہ وہ دار الحرب میں رہیں غنیمت کے طعام میں سے بقدر ضرورت کھانا جائز ہے ۱۲

[۵۲] یعنے جیسا کہ اور غنیمت میں سے لیا جاتا ہے [۵۳] ابوجہل کو دو انصاری لڑکوں نے مارا تھا اور ابن مسعود بھی اسکے قتل کرنے میں شریک تھے بلکہ سر اُسکا انہوں نے ہی کاٹا تھا اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی تلوار جو اُس کے اسباب میں تھی انھیں دیدی تھی ۱۲

کیا تھا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۸۸۴) آبی اللحم کے غلام عمیر کہتے ہیں میں اپنے مالکوں کے ساتھ خیبر کی لڑائی میں گیا انہوں نے میرے مقدمہ میں (یعنے مجھے جہاد میں شامل کرنے کے لئے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور میرا غلام ہونا بھی خدمت عالی میں عرض کر دیا آپ نے مجھے جہاد میں لیجانے کے لئے حکم دید یا چنانچہ میری گردن میں تلوار ڈالدی گئی اور میں اسقدر چھوٹا تھا کہ تلوار کو زمین پر کھینچتا ہوا چلتا تھا اور (غنیمت تقسیم کرنے کے وقت بھی) تھوڑی سی چیز مجھے دینے کے لئے ارشاد فرما دیا اور میں نے آنحضور کو ایک منتر سنایا جو میں دیوانوں پر کیا کرتا تھا (کہ یہ جائز ہے یا نہیں) آپ نے اسمیں سے کچھ چھوڑ دینے اور کچھ رہنے دینے کیلئے حکم دیا[۱]۔ یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے مگر ابو داؤد کی روایت یہاں تک تمام ہوگئی ہے کہ مجھے کچھ تھوڑی سی چیز دلائی۔

(۸۸۵) جاریہ کے بیٹے مجمع فرماتے ہیں کہ خیبر (کی زمین وغیرہ) حدیبیہ والوں پر تقسیم کر دیگئی تھی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے اٹھارہ حصے لگائے تھے اور لشکر میں پندرہ سو آدمی تھے جن میں تین سو سوار تھے (اور باقی پیادے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سوار کو دو حصے دلائے تھے اور پیادے کو ایک حصہ دلایا تھا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے اور یہ کہا ہے کہ ابن عمر کی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے اور عمل (درآمد بھی) اسی پر ہے اور مجمع کی حدیث میں کچھ وہم واقع ہوا ہے کیونکہ یہ تین سو سوار کہتے ہیں اور حالانکہ کل سوار دو سو تھے[۲]۔

(۸۸۶) حضرت حبیب بن مسلمہ فہری فرماتے ہیں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں

---

[۱] شاید ان منتر میں بعضے کلمات عمدہ یعنے اسماء الٰہی سے ہونگے جنہیں آپ نے رکھنے کے لئے فرما دیا کہ ان کے ساتھ منتر کئے جاویں اور کلمات قبیح یعنے شیطانوں وغیرہ کے نام ہونگے جنہیں آپ نے چھوڑنے کے لئے حکم دیدیا اور اب بھی یہی حکم ہے جو غیر اللہ کے نام سے کوئی منتر ہو اُسے چھوڑ دینا چاہیئے ۱۲ [۲] اسکا حساب اسطرح ہے کہ تین سو سواروں میں ہر سوار کو دو دو حصے چھ سو کے ہوجائینگے اور آگے باقی بارہ حصے بارہ سو پیادوں کے ہیں بعضے ائمہ اسی یا اور ایسی ہی حدیث کی وجہ سے فرماتے ہیں کہ سوار کو دو ہی حصہ ملنا چاہیئے جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور اسی حساب سے حساب ٹھیک ہو جاتا ہے اور بعضے سوار کو تہرا حصہ دلاتے ہیں ان کی دلیل بھی حدیث ہی ہے۔ اور اہل حدیبیہ کے عدد میں روایات مختلف ہیں ایک روایت میں چودہ سو سوار اور دو سو پیادے بھی آئے ہیں واللہ اعلم ۱۲

حاضر تھا آپ نے شروع[1] میں لڑنے والے لوگوں کو (سارے مالِ غنیمت کا) چوتھائی حصہ زیادہ دیا تھا اور اخیر میں لڑنے والوں کو تہائی حصہ زیادہ دیا تھا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۷) حضرت حبیب ہی نقل کرتے ہیں کہ شروع لڑائی میں لڑنے والوں کے لئے) چوتھائی حصہ زیادہ دیا کرتے تھے اور پلٹنے[2] کی وقت لڑنیوالوں کے لئے پانچواں حصہ نکال لینے کے بعد چوتھائی حصہ زیادہ دیا کرتے تھے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۸) ابو الجویریہ جرمی فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں روم کی زمین میں سے مجھے ایک سرخ ٹھلیہ دینار ونگی بھری ہوئی ملی اور (اسوقت) ہمارے افسر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے قبیلہ بنی سُلیم کے ایک شخص تھے جنہیں سعدن بن یزید کہا کرتے تھے میں وہ ٹھلیہ لیکر اُن کے پاس آیا اُنہوں نے وہ سب مسلمانوں کو تقسیم کردی اور مجھے اسیقدر دیا کہ جسقدر اور سب لوگوں کو دیا تھا بعد میں فرمایا کہ اگر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنتا کہ کسیکو زیادہ دینا خمس نکالنے کے بعد ہی ہونا چاہیئے تو بیشک میں تمہیں زیادہ دیتا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۹) حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ ہم (حبشہ سے) چلے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری اسوقت ملاقات ہوئی کہ جب خیبر فتح کرلیا تھا آپ نے ہمارا حصہ لگایا یا کہا کہ آنحضور نے خیبر میں سے ہمیں (بھی) کچھ دیا (یہ ابو موسیٰ سے نیچے کے راوی کا شک ہے) اور جو لوگ فتح خیبر کے وقت غائب تھے اُنہیں کسیکو کچھ نہیں دیا ہاں جو موجود تھے اُنھیں حصہ ملا سوائے ہماری کشتی والوں کے (یعنے) جعفر اور اُن کے ساتھیوں کو بھی اُنکے ساتھ حصہ دیا تھا (حالانکہ یہ حاضر نہ تھے) یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۹۰) حضرت یزید بن خالد روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ایک آدمی کا انتقال ہوگیا لوگوں نے آنحضور کی خدمت میں ذکر کیا (تاکہ آپ اسکے جنازہ کی نماز پڑھ لیں) آپ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کی تمہیں نماز پڑھ لو یہ سنتے ہی لوگوں کے چہرے زرد ہوگئے پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے اس ساتھی نے راہِ خدا میں خیانت کی تھی اسلئے میں نماز نہیں پڑھتا راوی کہتے ہیں

---

[1] یعنے جنھوں نے ابتدا میں حملہ کیا تو چونکہ اسوقت امداد کی قوی امید ہوتی ہے اور زیادہ پریشانی نہیں ہوتی لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں چوتھائی مال زیادہ دیا اور چونکہ اخیر میں لوگ چلنے لگتے ہیں اور جو جماعت پیچھے حملہ کرتی ہے انہیں امداد کی امید کم ہوتی ہے اور پریشانی زیادہ اس لئے آپ نے انہیں تہائی مال زیادہ دیا ۱۲ [2] یعنے جسمیں سے پانچواں حصہ لیا جائے اس میں سے کسیکو زیادہ بھی دیدیا جاتا ہے اور جسمیں سے یہ نہ لیا جائے اسمیں سے کسیکو زیادہ بھی نہیں دیا جاتا بلکہ برابر تقسیم ہوتا ہے اور پانچواں حصہ اسمیں سے لیا جاتا ہے جو جنگ سے حاصل

پھر ہمنے اُسکے اسباب کی تلاشی لی تو ایک یہودی کی پوتھونیںؑ سے تھوڑی سی پوتھیں اُسکے پاس سے ملیں جو قیمت میں دو درہم کی برابر بھی نہ تھیں یہ روایت امام مالک اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۸۹۱) حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کچھ مالِ غنیمت لگتا تو آپ حضرت بلال کو ارشاد فرما دیتے تاکہ وہ لوگوں کو بلالیں چنانچہ سب لوگ اپنی اپنی لوٹ لاکر آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے آنحضور اُسمیں سے پانچواں حصہ نکالکر باقی سب لوگوں پر تقسیم کر دیتے ایکروز بعد اس تقسیم ہونیکے ایک آدمی بالوں کی بنی ہوئی مہار لیکر آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ یہ مہار اُسی مال میں تھی جو ہم لوٹ کر لائے تھے آپ نے پوچھا تُمنے بلال کی آواز سنی تھی کہ اُنہوں نے تین مرتبہ پکارا تھا وہ بولا ہاں آپ نے فرمایا پھر تمہیں اسوقت لانے سے کسنے منع کر دیا تھا اُسنے کچھ عذر بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تم اسی طرح اسے قیامت کے دن بھی لانا اور میں اسے ہرگز تُمسے قبول نہیں کرونگاؑ۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۹۲) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور یہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے خیانت کرنے والیکا اسباب جلوادیا تھاؑ اور اُسے مارا تھا یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۹۳) حضرت سمرہ بن جُندُب کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص (مالِ غنیمت میں) خیانت کرنے والیکو چھپالے (یعنے حاکم سے ظاہر نہ کرے) تو وہ بیشک اُسی جیسا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۸۹۴) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ جبتک غنیمتیں تقسیم نہ ہوجائیں انکی خرید نے سے آنحضرت نے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۹۵) حضرت ابوامامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضور نے حصوں کےؑ بیچنے سے منع فرمایا ہے جبتک کہ وہ تقسیم نہ ہوجائیں۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

۱ؑ پوتھیں یہود یا انکی عورتیں پہنا کرتی تھیں ۱۲ ؑ۲ وہ مہار آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلیئے نہیں قبول فرمائی تھی کہ اس میں سب غازیوں کا حق تھا اور وہ لوگ متفرق ہوگئے تھے اور ہر ایک کا اسمیں سے حصہ پہنچانا ہر ایک کے پاس مشکل تھا ۱۲ ؑ۳ امام احمد بن حنبل وغیرہ اس حدیث کے ظاہری معنی لیتے ہیں اور سوائے حیوانات اور قرآن شریف کے اور اسباب کو جلا دینے کا حکم دیتے ہیں لیکن باقی تینوں ائمہ مجتہدین یہ فرماتے ہیں کہ یہ زجر اور ڈرانے کے لیئے تھا لہذا تعزیر چاہیئے اور اسباب جلانا نہ چاہیئے ۱۲ مرقات ؑ۴ یعنے اگر کوئی مال غنیمت میں سے اپنے حصے بیچنے چاہے تو بٹنے سے پہلے نہ بیچے کیونکہ ابتک وہ اپنے حصوں کا مالک ہی نہیں ہے بلکہ بعد بٹنے کے مالک ہوگا ۱۲

(۸۹۶) قیس کی بیٹی خولہ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بیشک یہ مال (نظر میں) اچھے بھلے معلوم ہوتے ہیں اور جو شخص اسے اپنا حق سمجھکر لے تو اُسے اسمیں برکت دیجائیگی اور بہت سے تصرف کرنے والے کہ اللہ اور رسول کے مال میں سے جسقدر انکا دل چاہتا ہے (خرچ کر دیتے ہیں) قیامت کے دن سوائے آگ کے ایسوں کے لیئے اور کچھ نہیں ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۸۹۷) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ذوالفقار اپنے حصہ سے زیادہ لی تھی - یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ یہ وہی تلوار ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن خواب[۱] میں دیکھی تھی -

(۸۹۸) حضرت رُوَیفع بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اُسے مسلمانوں کی مشترکہ غنیمت میں کے کسی جانور پر سوار نہ ہونا چاہیئے تاکہ اُسے[۲] دبلا کر کے پھر واپس دیدے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ مسلمانوں کی مشترکہ غنیمت میں سے کوئی کپڑا نہ پہنے تاکہ پرانا کر کے پھر واپس دیدے - یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے -

(۸۹۹) حضرت محمد بن ابو مجالد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے) پوچھا کہ کیا تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غلہ میں سے (بھی) پانچواں حصہ نکالا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے دن[۳] ہمارے غلہ ہاتھ لگا تھا اور ہر ایک آدمی آنکر اپنے کھانے کی مقدار لیکر چلا جاتا تھا - یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے -

(۹۰۰) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لشکر کچھ غلہ لوٹ کر لایا اور پھر اُسمیں اسکا پانچواں حصہ نہیں لیا گیا - یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے -

(۹۰۱) عبدالرحمن کے غلام قاسم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ

---

[۱] خواب یہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ذوالفقار ہلائی تو وہ درمیان میں سے ٹوٹ گئی آپ نے دوسری دفعہ پھر ہلائی تو وہ پہلے سے بھی عمدہ ہو گئی بعد میں اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ احد کے دن شکست ہوئی اور آخر میں پھر فتح ہوئی ۱۲

[۲] یعنے اکثر عادت یہ ہے کہ سوار ہونے سے جانور دبلا ہو ہی جاتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ دبلا نہ ہو تو سوار ہونا جائز ہے

[۳] خلاصہ مطلب جواب کا یہ ہے کہ کھانے میں پانچواں حصہ نہ لینا چاہیئے اور یہ بھی نہ چاہیئے کہ کوئی آدمی قدر کفایت سے زیادہ لے لے ۱۲

ہم لڑائی میں اونٹوں کو ذبح کر کے کھایا کرتے تھے اور بانٹتے نہ تھے اسلئے جب ہم لوگ اپنے جھونپڑی طرف[1] واپس آتے تھے تو ہماری خورجیاں گوشت سے بھری ہوئی ہوتی تھیں یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۰۲) حضرت عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرماتے تھے کہ تم لوگ (مال غنیمت کے) تاگے اور سوئی کو بھی دیدیا کرو اور اپنے تئیں خیانت کرنے سے بچاؤ کیونکہ یہ خیانت قیامت کے دن خیانت کرنے والو پر عار ہوگی یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے اور نسائی نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے والد شعیب سے اور شعیب نے اپنے دادا سے۔

(۹۰۳) عمرو بن شعیب نے اپنے والد شعیب سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس کو گئے اور اسکے کوہان کے بال پکڑ کر فرمایا اے لوگو اور فعی بات یہ ہے کہ اس مال غنیمت میں میری کوئی چیز نہیں ہے اور یہ بال تک بھی میرے نہیں ہیں اور اپنی ایک انگلی اٹھا کے فرمایا کہ سوائے ایک پانچویں حصہ کے اور وہ بھی پھر تمہیں کو واپس دیدیا جاتا ہے لہذا تم لوگ تاگے اور سوئی کو بھی دیدیا کرو جب ہی ایک آدمی اپنے ہاتھ میں بالوں کی رسی لیکر کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یہ میں نے اپنے پالان کے نیچے کی کملی درست کرنے کے لئے لی ہے آنحضور نے فرمایا (دیکھو کہ) جو اسمیں میرا اور عبدالمطلب کی اولاد کا حق ہوگا وہ تمہارا ہے (اسے معاف کیا باقی اوروں سے معاف کرانا چاہیئے) وہ بولا کہ جب اسکا گناہ اس قدر ہے کہ جو مجھے معلوم ہوا تو مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے اور اسنے وہ رسی پھینکدی یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۰۴) حضرت عمرو بن عنبسہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے ایک اونٹ کی طرف منھ کر کے ہمیں نماز پڑھائی اور جب سلام پھیر لیا تو آپ نے اسی اونٹ کے پہلو کے بالوں کو پکڑ کر فرمایا تمہاری غنیمتوں میں سے میرے واسطے اتنا بھی حلال نہیں ہے سوائے ایک پانچویں حصہ کے اور وہ بھی پھر تمہیں کو دیدیا جاتا ہے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۰۵) حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کے حصے اولاد ہاشم اور اولاد مطلب میں بانٹ دئے تو میں اور عثمان بن عفان آنحضرت کی خدمت بابرکت میں

---

[1] یعنی جب جہاد کے سفر میں ہم اپنے خیموں میں آتے تھے تو ہمارے پاس کثرت سے چربی ہوتی تھی ۱۲ مرقات

[2] یعنی تمہاری مصلحتوں جیسا اور گھوڑے وغیرہ میں خرچ ہو جاتا ہے لہذا تم خود اپنی طرف سے کوئی چیز نہ رکھ لیا کرو ۱۲

[3] [illegible]

حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بنی ہاشم ہمارے بھائی ہیں آپ کی وجہ سے ہم اُن کی فضیلت کا انکار نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اُن میں[1] پیدا کیا ہے لیکن ہمارے بھائی اولاد مطلب کو دینے کی وجہ فرمایئے کہ آپ نے اُنہیں دیدیا اور ہمیں نہ دیا حالانکہ ہماری اُنکی قرابت ایک ہے (ہم دونو میں کچھ فرق نہیں) آنحضرت نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں دیکر فرمایا کہ بیشک اولاد ہاشم اور اولاد مطّلب اسطرح ایک چیز ہیں۔ یہ روایت امام شافعی نے نقل کی ہے اور ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں بھی اسیطرح ہے اور اُسی روایت میں ہے، (آنحضور نے فرمایا کہ) میں اور اولاد مطّلب نہ کبھی جاہلیت میں جُدا[2] ہوئے اور نہ اسلام میں جُدا ہوئے اور آپ نے انگلیوں میں اُنگلیاں دیکر فرمایا کہ ہم اور وہ ایک چیز ہیں۔

تیسری فصل

(۹۰۶) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں میں صفِ جنگ[3] میں کھڑا تھا اور میں نے اپنے دائیں بائیں جو نگاہ کی تو یکایک میں دو انصاری لڑکوں کے بیچ میں تھا جو نو عمر تھے میں نے اُسوقت یہ تمنا کی کہ اگر میں ان لڑکوں کے بدلے دو آدمی قوی اور عُمر رسیدہ[4] بڑی عمر والوں کے بیچ میں ہوتا تو بہتر تھا (کیونکہ اُن کے بھاگنے سے میری بھی ذلت ہو گی) جبھی اُنمیں سے ایک نے میرے چوکا مارا اور کہنے لگا اے میرے چچا[5] کیا تم ابو جہل کو پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں میں پہچانتا ہوں لیکن اے بھتیجے تمہیں اُسکی کیا حاجت پڑی وہ کہنے لگا مجھے کسی نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہے اور قسم ہے اُس ذات کی جسکی مٹھی میں میری جان ہے واقعی بات یہ ہے اگر میں اُسے دیکھ لوں تو جبتک کوئی ہم دونو میں سے پہلے[6] نہ مرے گا میرا اُسکا بدن جدا نہیں ہو گا (یعنے مرنے ہی کے بعد ہم جُدا ہونگے) عبدالرحمٰن کہتے ہیں مجھے اُن کے اس کہنے سے بہت تعجب ہوا اور پھر دوسرے نے میرے چوکا مارا اور اسنے (بھی) اسی طرح پوچھا اور مجھے کچھ بھی دیر نہیں لگی تھی کہ میری نظر ابو جہل پر جا پڑی کہ وہ لوگوں میں پھر رہا تھا میں نے اُن لڑکوں سے کہا کیا تم دیکھتے نہیں ہو یہ ہی شخص ہے جسے تم دونوں مجھسے پوچھتے تھے عبدالرحمٰن کہتے ہیں جبھی بہت جلدی سے

---

[1] یعنے چونکہ اللہ تعالےٰ نے آپکو اُنمیں پیدا کیا ہے لہٰذا وہ بہ نسبت ہمارے آپ سے بہت ہی قریب ہیں آپکے دادا ہاشم اُنکے دادا ایک ہیں اور اُنکے افضل ہونیکا ہم بھی انکار نہیں کرتے ۱۲ مرقات [2] جدا نہ ہونے سے آنحضرت کی یہی مراد ہے جو بنی مطلب نے بنی ہاشم کا ساتھ دیا تھا اور عبد شمس اور بنی نوفل علیحدہ ہو گئے تھے ۱۲ [3] جنگ بدر میں مسلمان کل تین سو تیرہ آدمی تھے جنمیں ایک یا دو گھوڑے تھے اور کفار قریب ہزار کے تھے اور اُنکے لشکر میں سو آدمیوں کے پاس گھوڑے تھے ۱۲ [4] یعنے میں نے شجاعت میں انہیں حقیر جانا کہ یہ نوجوان اور ناآزمودہ کار ہیں مبادا یہ بھاگ جائیں اور مجھے بھی معیوب کریں ۱۲ [5] اہل عرب کی عادت ہے کہ اپنے سے بڑے آدمی کو چچا کہدیتے ہیں خواہ اُسمیں کوئی رشتہ بھی نہ ہو ۱۲ [6] یعنے جسکی پہلے موت آئی

وہ دونوں لڑکے اپنی اپنی تلواریں لیکر گئے اور اسے مارنا شروع کیا یہانتک کہ انہوں نے اُسے جان سے مار دیا پھر وہ دونوں پلٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپنے پوچھا تم دونوں میں سے کس نے مارا ہے ہر ایک نے کہا کہ میں نے مارا ہے آپنے پوچھا کہ تم نے اپنی تلواریں پونچھلی ہیں وہ بولے نہیں آنحضور نے خود انکی تلواریں دیکھیں اور فرمایا (بیشک) تم دونوں ہی نے مارا ہے اور ابو جہل کے اسباب کیلئے آنحضور نے معاذ بن عمرو بن جموح کے لئے حکم دیدیا (کہ انہیں دیجائے) اور وہی دونوں آدمی (جنہوں نے ابو جہل کو مارا تھا) معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۰۷) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ بدر کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو ہمارے لئے ابو جہل کو دیکھ آئے کہ اُسکا کیا حال ہے (کسی نے اُسے مار ڈالا یا نہیں) چنانچہ حضرت مسعود گئے اور انہوں نے دیکھا کہ اُسے عفراء کے دو بیٹوں نے مار دیا ہے یہانتک کہ وہ ٹھنڈا ہونے کے قریب ہے حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت مسعود نے اُسکی ڈاڑھی پکڑ کر کہا کہ کیا توہی ابو جہل ہے اُس نے کہا کہ تم نے ایک آدمی سے کچھ بہت زیادہ کو نہیں مار دیا (یعنے میرا مارنا کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ میں ایک ہی آدمی تو ہوں) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ اگر مجھے زمیندار کے سوا کوئی مار دیتا تو بہتر ہوتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۹۰۸) حضرت سعد بن ابو وقاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو کچھ مال دیا اور میں بھی بیٹھا ہوا تھا اور آنحضرت نے انہیں میں سے ایک آدمی کو چھوڑ دیا (اُسے کچھ نہیں دیا) حالانکہ وہ آدمی مجھے بہت اچھا معلوم ہوتا تھا اسلئے میں کھڑا ہوا اور خدمت عالی میں) عرض کیا کیا باعث ہے جو آپنے فلاں آدمی کو نہیں دیا اور بخدا میں تو

سلہ یہاں ایک شبہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ باوجود اسبات کے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے مارنے کا خود ہی اقرار کر لیا تھا اور پھر بھی ابو جہل کا اسباب ایک ہی کو دلایا اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ پہلے ایک نے مار کر اسے چلنے پھرنے سے مجبور کرکے قریب مرنے کے کر دیا تھا بعد میں دوسرے نے مارا ہوگا اسلئے جسنے پہلے مارا چونکہ زیادہ کام اسکا رہا آنحضور نے اسی کو اسباب دینے کے لئے حکم دیدیا ۱۲

اُسے واقعی ایماندار آدمی سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا (یوں کہو کہ) میں مسلمان آدمی سمجھتا ہوں (غرضکہ) سعد نے خدمت بابرکت میں تین مرتبہ یہی ذکر کیا اور آنحضرت بھی اسی طرح جواب دیتے رہے پھر فرمایا بیشک میں ایک آدمی کو دیتا ہوں حالانکہ اُسکے سوا اور آدمی مجھے اُس سے بہتر معلوم ہوتا ہے لیکن اُنہیں (یعنے ضعیف ایمان والوں کو) اس اندیشہ سے دیتا ہوں (کہ کہیں وہ مرتد ہوکر) دوزخ میں اوندھے مونہ نہ ڈالے جائیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں یوں ہے زہری فرماتے ہیں میں خیال کرتا ہوں (اور اعتقاد رکھتا ہوں کہ) اسلام فقط کلمہ پڑھنے کو کہتے اور ایمان نیک عمل کو کہتے ہیں۔

(۹۰۹) حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ عثمان اللہ اور اُسکے رسول کی ضرورت کیوجہ سے گئے ہیں اور اُنکی طرف سے میں بیعت کرتا ہوں چنانچہ آنحضور نے اُنکا حصہ بھی لگایا اور جو لوگ موجود نہ تھے اور کسی کے لئے حصہ نہیں لگایا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۱۰) حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ آنحضور غنیمتوں کے بانٹنے میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے مقابلہ میں کیا کرتے تھے۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۹۱۱) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پہلے نبیوں میں سے ایک نبی نے جہاد کرنا چاہا اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میرے ساتھ ایسا آدمی نہ رہے جسنے ابھی کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور اسے اپنے مکان میں لانا چاہتا ہو حالانکہ ابھی اُسے مکان میں نہیں لایا اور نہ کوئی ایسا آدمی جسنے مکان بنائے ہوں اور اُنپر ابھی چھت نہیں پائی اور نہ کوئی ایسا آدمی

سلہ یعنے ایمان حقیقی جو تہ دل اور صدق باطن سے ہو وہ اعلیٰ مرتبہ ہے اُسپر اطلاع ممکن نہیں ہے لیکن اسلام جو ظاہری اطاعت اور انقیاد سے عبارت ہو وہ متحقق ہے لہذا تمہیں مسلمان کہنا چاہیئے اور مقصود اس سے آنحضرت کا سعد پر اعتراض اور مواخذہ کرنا تھا کہ وہ آپکے سامنے اسبات پر حجت لائے کہ یہ شخص مال کا مستحق ہے اور آپکے نہ دینے کو مستبعد جانا اور اس شخص کے ایمان حقیقی کا دعوی کیا ۱۲ سلہ یعنے جو شامل ہے عمل قلبی کو کہ وہ تصدیق ہے ۱۲ سلہ جب آنحضرت بدر میں پہونچے تو حضرت رقیہ صاحبزادی آنحضور کی جو حضرت عثمان کی بیوی ہیں بیمار تھیں اسلئے آنحضور نے حضرت عثمان کو اُنکی خبرگیری کے لئے مدینہ منورہ بھیجدیا تھا اور بعد میں اُنکی طرف سے خود بیعت کی ۱۲ سلہ یعنے حضرت یوشع بن نون نے ۱۲ سلہ اس سے اسطرف اشارہ ہے کہ امور مہمہ کے لئے معمولی تعلقات سے فارغ ہونا چاہیئے تاکہ بخوبی سرانجام پائے کیونکہ اگر دل کا کہیں اور تعلق ہوتا ہے تو آدمی کا سست ہو جاتا ہے اور مصلحت فوت ہو جاتی ہے ۱۲

جسنے بکریاں یا اونٹنیاں گیابھن خریدی ہوں اور اُنکے بچوں کا منتظر ہو۔ پھر وہ نبی جہاد کے لیئے چلے اور (جس) بستی سے (جہاد کرنا چاہتے تھے) عصر کی نماز کے وقت یا اُسکے قریب ہاں پہنچے اور سورج سے فرمایا کہ تو بھی فرمانبردار ہے اور میں بھی اللہ ہی کا فرمانبردار ہوں یا الٰہی تو اس سورج کو ہم پر روکدے (تاکہ ہم اس بستی کو دن ہی دن میں فتح کرلیں) چنانچہ سورج رُک گیا یہانتک کہ وہ بستی اللہ نے اُنپر فتح کردی پھر اُنہوں نے غنیمتیں جمع کیں اور وہ یعنی آگ[1] اُسے کہانے اور جلانے آئی لیکن اُس نے وہ غنیمتیں جلائی نہیں اسلیئے اُن ہی صاحب نے (اپنی قوم سے) فرمایا کہ تم میں کسی نے خیانت کی ہے لہذا چاہیئے کہ ہر قبیلہ میں سے ایک ایک آدمی آکر مجھسے بیعت کرے (چنانچہ لوگ بیعت کرتے رہے) پھر ایک آدمی کا ہاتھ اُنکے ہاتھ پر چپک گیا اُنہوں نے اُس سے فرمایا کہ تمہارے ہی قبیلہ میں خیانت ہوئی ہے چنانچہ اُن لوگوں نے ایک گائے کے سر جیسا سونیکا سر لاکر اُس میں رکھدیا پھر آگ نے آکر اُسے جلادیا اور ایک روایت میں یہ زیادہ ہے (آنحضرت نے فرمایا کہ) ہم سے پہلے غنیمتیں کسی کے واسطے حلال نہیں ہوئی تھیں بعد میں ہمارے واسطے اللہ نے حلال کردیں (یعنی) ہمارے ضعف اور عاجزی کو دیکھکر وہ غنیمتیں ہمارے واسطے حلال کردیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۹۱۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھسے حضرت عمرؓ نے یہ بیان کیا کہ خیبر (کی لڑائی) کے دن آنحضرت کے چند صحابی (واپس) آئے تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ فلاں[2] آدمی شہید ہے فلاں آدمی شہید ہے یہانتک کہ کہتے کہتے ایک آدمی کو کہنے لگے کہ فلانا بھی شہید ہے جبھی آنحضور نے فرمایا خبردار یاد رکھو میں نے اُس شخص کو دوزخ کی آگ میں دیکھا ہے فقط ایک چادر یا کملی کے باعث جو اُس نے مال غنیمت میں سے چرائی تھی پھر آنحضور نے فرمایا اے ابن خطاب تم جاؤ اور لوگوں میں پکار دو کہ بیشک بہشت میں سوائے ایماندار آدمیوں[3] کے اور کوئی نہیں جائیگا حضرت عمر فرماتے ہیں میں وہاں سے چلا اور میں نے تین مرتبہ یہ پکار کر کہدیا یاد رکھو بیشک بہشت میں سوائے ایماندار آدمیوں کے اور کوئی نہیں جائیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] اگلی امتوں میں حکم الٰہی یوں تھا کہ جب لوگ کسی لڑائی وغیرہ میں سے غنیمت لاتے تھے تو وہ اُسے جنگل میں رکھدیتے تھے اور آگ آسمان سے آکر اسے جلادیتی تھی اور یہی علامت قبولیت کی تھی اور اس امت سے بطفیل حضور انور یہ حکم منسوخ ہوگیا ۱۲ [2] یعنی جو لوگ اس دن شہید سمجھے گئے انکا نام لیکر کہتے تھے ۱۲ [3] ابن مالک نے کہا ہے کہ عرف میں مومن وہ ہے جو حضرت پیارے پر ایمان لائے اور جسنے خیانت کی وہ گویا حضرت پر ایمان ہی نہیں لایا اسلیئے اُسنے آپکی تصدیق نہیں کی کیونکہ اُسکے عمل نہیں کئے اسلیئے آنحضور نے بھی زجر و تنبیہ کے طور پر اُسے مومن نہیں رکھا ۱۲

باب جزیہ[1] کے بیان میں

پہلی فصل (۹۱۳) حضرت بجالہ فرماتے ہیں معاویہ کے بیٹے جزء جو احنف کے چچا ہیں میں انکا محرر تھا ہمارے پاس حضرت عمر بن خطاب کا حکم نامہ آنکے انتقال سے ایک سال پہلے آیا (جسمیں یہ لکھا تھا کہ) تم آتش پرستوں میں ذی محرم[2] کو علیحدہ علیحدہ کر دینا اور حضرت عمر آتش پرستوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے یہانتک کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے یہ گواہی دی کہ آنحضرت نے ہجر[3] کی آتش پرستوں سے جزیہ لیا تھا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔ اور حضرت بریدہ کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے کہ) جب آنحضور لشکر پر کسیکو افسر کرتے تھے یہ کفاروں کو خط لکھنے کے باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۹۱۴) حضرت معاذ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملک یمن کی طرف روانہ کیا تو آنحضور نے انہیں یہ حکم دیا کہ جزیہ ہر حالم یعنے بالغ سے ایک دینار یا اسکے مقدار معافری وصول کر لینا اور معافری یمن میں ایک قسم کے کپڑے ہوتے ہیں یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۱۵) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دو قبیلے (یعنی دو دین والوں کو بطریق مساوات) ایک ملک میں (رہنا) مناسب نہیں ہے اور نہ مسلمان پر جزیہ ہے۔ یہ حدیث امام احمد و ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۹۱۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ آنحضور نے حضرت خالد بن ولید کو اکیدر (یعنے شاہ) دومہ[5] کے پاس بھیجا چنانچہ وہ اور انکے ہمراہی اسے پکڑ کر آنحضور کی خدمت عالی میں لائے آپ نے اسکا خون معاف کر دیا

---

[1] جزیہ جزا سے مشتق ہے جو بمعنے بدلے کے ہیں اور جزیہ اس مال کو کہتے ہیں جو ذمّی سے لیا جائے گویا یہ اسلام کو چھوڑ دینے اور انکے کفر پر باقی رہنے کا بدلہ ہے ۱۲ [2] ذی محرم اسے کہتے ہیں کہ اس سے نکاح کرنا حرام ہو جیسے ماں بیٹے وغیرہ۔ اور آتش پرست ان سے نکاح کر لیا کرتے تھے کیونکہ یہ بات اُن کے دین میں درست تھی اور اہل ذمہ کو اگرچہ انکے دین پر چھوڑے رکھتے ہیں لیکن چونکہ یہ بات شعار اسلام کے بالکل مخالف تھی اسلیے حضرت عمر نے حکم دیدیا کہ ایمن تفریق کرا دو یعنے انکے نکاح توڑ ڈالو ۱۲ مرقات [3] ہجر بحرین میں ایک شہر کا نام ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ بحرین کے قریب یمن میں ایک شہر کا نام ہے ۱۲ [4] یعنے دو دین ایک ملک میں بطریق مساوات جائز نہیں یعنے مسلمان کو نہ چاہیے کہ دار الحرب میں کافروں کے درمیان رہنا اختیار کرے اور کافر کو دار اسلام میں بغیر جزیہ کے نہ رہنے دے اور باوجود قبول جزیہ کے بھی انہیں یادہ نہ ٹھہرنے دیں تاکہ وہ کفر کی رسمیں ظاہر نہ کرسکیں ۱۲ [5] دومہ ملک شام میں تبوک کے قریب ایک شہر ہے ۱۲

اور اُس سے جزیہ لینے پر صلح کر لی یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۱۷) عبید اللہ کے بیٹے حرب اپنے نانا سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یاد رکھو عشر (یعنی دسواں حصہ) یہود اور نصاریٰ کے ذمہ ہے اور مسلمانوں کے ذمہ عشر نہیں ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۱۸) حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں میں نے آنحضور کی خدمت عالی میں عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ہم (جہاد کو جاتے ہوئے) ایسے لوگوں کے پاس سے نکلتے ہیں کہ وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے اور نہ جو کچھ ہمارا حق ہے وہ دیتے اور نہ (زبردستی) ہم لیتے ہیں آنحضور نے فرمایا کہ اگر وہ بدون زبردستی کے نہ دیں تو تم ان سے زبردستی کر کے لے لیا کرو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۱۹) اسلم نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے سونے والوں پر جزیہ کے چار دینار اور چاندی والوں پر چالیس درہم مع مسلمانوں کے رزق یعنے تین دن کی مہمانی کے مقرر کئے تھے یہ حدیث امام مالک نے نقل کی ہے۔

باب صلح کا بیان

پہلی فصل

(۹۲۰) مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم دونوں کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کچھ اوپر دس سو صحابیوں کو لیکر (حج کرنے کے لئے) چلے جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے ہدی کے گلے میں ہار ڈالدیا اور نشانی کیلئے اُسکا کچھ کوہان چیر دیا اور وہیں سے آپ عمرہ کا احرام باندھکر اور (آگے کو) روانہ ہوگئے یہانتک کہ جب اُس گھاٹی پر پہنچے جہاں سے مکہ والوں پر اتر جاتے ہیں تو آپکی اونٹنی آپکو لیکر بیٹھ گئی لوگوں نے (اُسے اُٹھانے کے لئے) کہا حل حل قصواء نے آج ہٹ کی قصواء نے آج ہٹ کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصواء نے

لہ یہ لوگ ذمی تھے ان سے یہ شرط ٹھیرائی تھی کہ جو مسلمان جہاد کرنے کیلئے انکے پاس ہو کر نکلیں تو یہ انکی ضیافت کیا کریں لیکن انہوں نے یہ شرط پوری نہ کی تب صحابیوں نے تنگ ہو کر آنحضور سے ذکر کیا آپ نے زبردستی سے لینے کی اجازت دیدی اگر شرط اسمیں نہ ہو تو پھر کسیکا مال بلا اسکی خوشی کے لینا ہرگز درست نہیں ہے ۱۲ مرقات ۔ صلح صلاح سے مشتق ہے جو فساد یعنے تباہی کی ضد ہے اور آنحضور نے ۶ہجری میں کفار مکہ سے دس برس تک لڑائی کے چھوڑنے پر صلح کر لی تھی لیکن جب تین سال گزر گئے تو کافروں نے خزاعہ کی لڑائی میں بنی بکر کی مدد کرنے کیلئے عہد توڑ ڈالا اور خزاعہ آنحضور کے حلیف تھے ۱۲ ۔ مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے ۱۲ ۔ یہ کلمہ اہل عرب اونٹ کو اٹھانے کیلئے بولتے ہیں اور قصواء آنحضرت کی اونٹنی کا نام تھا ۱۲ [illegible]

ہٹ نہیں کی اور نہ ہٹ کرنیکی اسکی عادت ہے لیکن اسے تو ہاتھی[۱] کے روکنے والے (یعنے اللہ تعالیٰ)
نے روکا ہے پھر فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے دست قدرت میں میری جان ہے کہ اہل مکہ جو بات
مجھسے ایسی چاہینگے جسمیں وہ اللہ کی حرم کی تعظیم کریں تو میں برابر اُنہیں دیدونگا (یعنے اُنکے کہنے کو مان
لونگا) پھر آپ نے اونٹنی کو دھمکایا وہ جبھی کھڑی ہوگئی اور اہل مکہ (کے رستہ) سے یکسو ہوکر اور رستہ
سے چلے یہانتک کہ آپ ایک ایسی جگھہ پر جو حدیبیہ کے انتہا پر تھی تھوڑا سا وہاں پانی بھی تھا جا اُترے
لوگوں نے تھوڑا تھوڑا پانی لینا شروع کیا اور ابھی کچھہ دیر ٹہرنے نہیں پائے تھے کہ اُنہوں نے سارا پانی
کھینچ لیا پھر کسی نے آنحضور کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی آپنے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالکر
لوگونکو حکم دیا کہ اسے پانی میں ڈالدیں (چنانچہ ڈالدیا) اور قسم ہے خدا کی جبتک وہ لوگ وہاں سے
نہ چلے اُنکے پینے کے لیئے وہاں سے پانی برابر اُبلتا رہا اور ابھی وہ لوگ وہیں تھے کہ یکایک بدیل
بن ورقا خزاعی قبیلہ خزاعہ کے چند آدمیونکو لیکر آنحضور کی خدمت میں آیا اور پھر عروہ بن مسعود بھی آگیا
(صاحب مشکوٰۃ کہتے ہیں) اور بخاری نے یہ حدیث بیان کی یہانتک کہا کہ جسوقت سہیل بن عمرو (مکہ والونکا
وکیل بنکر) آیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے محرر[۲] سے) فرمایا تم لکھدو کہ یہ وہ تحریر ہے جسپر محمد اللہ کے
رسول نے صلح کی ہے سہیل بولا قسم ہے اللہ کی اگر ہم یہ جانتے کہ تم بیشک اللہ کے رسول ہو تو ہم ہرگز
تمہیں خانہ کعبہ سے نہ پھیرتے اور نہ تمسے لڑتے اور ہاں تم فقط محمد بن عبد اللہ لکھو راوی کہتے ہیں
اسوقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں بیشک اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم لوگ
مجھے جھوٹا سمجھتے ہو (اے علی) تم محمد بن عبد اللہ ہی لکھدو پھر سہیل نے کہا (یہ بھی لکھو کہ) اور صلح اسبات
پر ہے کہ جو آدمی ہم میں سے (یعنے مکہ والونمیں سے) تمہارے پاس آئے اگرچہ وہ تمہارے دین پر بھی ہو مگر تم
اسے ہماری طرف واپس کردینا اور جب اس صلح نامہ کے جھگڑے سے فارغ ہوگئے تو رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنی صحابیوں سے فرمایا کہ تم اٹھو اور اپنی ہدی ذبح کرو اور سر[۳] منڈالو پھر چند عورتیں
مسلمان (ہونے کے لیئے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اُسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ

---

۱ یہ قصہ ابرہہ بادشاہ کا ہے کہ جب وہ خانہ کعبہ کو ڈھانیکے لیئے لشکر لیکر چلا تو جسوقت اُسکا ہاتھی مکہ کے قریب
پہونچا تو وہ ہاتھی مکہ کی طرف چلنے سے رک گیا اور جب اور طرف پھیرا تو جلدی جلدی چلنے لگا ۱۲ منہ ۲ یعنے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو ۱۲ منہ ۳ یہ احصار کا حکم ہے یعنے جب کوئی حج یا عمرہ کرنیکیلئے جائے اور آگے جاکر رستہ میں کسی دشمن

ساری آیت نازل فرمائی یا ایھا الذین آمنوا اذا جاءکم المؤمنٰت مہٰجرات فامتحنوھن۔
(ترجمہ) اے ایماندارو جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں ہجرت کرکے آئیں تو تم انکا امتحان لے لیا کرو
اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس سے منع کردیا کہ وہ ان عورتوں کو واپس کردیں بلکہ یہ حکم دیا کہ انکا مہر (کافر خاوندوں
کو) واپس[1] دیدیں پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف پھرے اور ابو بصیر ایک قریش میں کا آدمی مسلمان
ہوکر آنحضور کی خدمت میں حاضر ہوا جبھی اہل مکہ نے انکی تلاش میں دو آدمیوں کو بھیجا آنحضور نے (اپنی صلح
کے مطابق) ابو بصیر کو ان آدمیوں کے سپرد کردیا چنانچہ وہ اُنہیں لیکر چلدئیے جو وقت ذوالحلیفہ میں پہنچے تو
وہ دونوں اترکر اپنی کھجوریں کھانے لگے ابو بصیر نے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک سے کہا اے فلانے قسم ہے
اللہ کی واقعی مجھے تمہاری تلوار بہت ہی عمدہ معلوم ہوتی ہے تم ذرا مجھکو دکھلا دو میں اسے (اچھی طرح)
دیکھ لوں اُس نے وہ تلوار انکے ہاتھ میں دیدی انہوں نے اُسکے ماری یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہوگیا اور
دوسرا ساتھی بھاگ گیا یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں آکر دوڑتا ہوا مسجد میں چلا آیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اس نے کوئی خوف کی بات دیکھی ہے وہ بولا بخدا میرا ساتھی تو مارا گیا اور واقعی اب
میں بھی مارا جاؤنگا جبھی ابو بصیر آگئے آنحضور نے (انہیں دیکھکر) فرمایا اسکی ماں کا ناس ہو یہی لڑائی
کو بھڑکائیگا اسکا کوئی[2] مددگار ہوتا تو بہتر تھا اور جب ابو بصیر نے یہ سنا تو سمجھ گئے کہ آنحضور مجھے پھر اہل مکہ
کی طرف واپس کردینگے اسلئے خود وہاں سے نکلکر دریا کے کنارے آکر رہنے لگے اور ابو جندل بن سہیل بھی
چھوٹ کر ابو بصیر سے آملے پھر تو یہ حال ہوگیا کہ جو قریش کا آدمی مسلمان ہوتا تھا وہ ابو بصیر ہی سے آملتا تھا یہاں تک کہ
انکی ایک بڑی جماعت ہوگئی اور قسم ہے خدا کی جب یہ لوگ سنتے کہ کوئی قافلہ قریش شام کی طرف جائیگا تو
ضرور ہی اُسکے درپے ہوکر ان آدمیوں کو قتل کردیتے اور انکا مال و اسباب چھین لیتے (آخر کار مجبور ہوکر) قریش
نے اللہ کی اور اپنی رشتہ داری کی قسمیں دیکر آنحضور کی خدمت میں کسی کو بھیجا (اور مدعا یہ تھا) جب آپ ابو بصیر
وغیرہ کیطرف کسی کو بھیجکر انہیں بلوالیں گے تو پھر جو آپ کے پاس آئے وہ امن میں ہے

[1] یعنی اگر مسلمان عورتوں کے خاوند کافر اپنی بیویوں کو طلب کرنیکے لئے آئیں اور وہ مہر دے چکے ہوں تو انکا مہر پھیر دیا جاوے اور تفسیر مدارک
وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو طلب نہ کرتے اور مہر پھیر دینے کا حکم پہلے ہوا تھا پھر منسوخ ہوگیا اور صلح مردوں کے
پھیر دینے پر ہوئی چنانچہ جب عورتیں مسلمان ہوکر آئیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا کہ صلح میں مردوں کا پھیرنا قرار پایا تھا نہ
عورتوں کا لہٰذا عورتوں کو بعد امتحان کے نہ پھیرنا چاہئے ۱۲ [2] ایک اسکے یہ معنے ہیں اور دوسرے یہ بھی ہیں کہ اگر اسکے کوئی ہوتا
اور انہیں معلوم کرا دیتا کہ وہ پھیر [illegible] [illegible] ۱۲

وہ امن میں ہے (یعنے ہمارے پاس لوٹانے کی ضرورت نہیں چنانچہ) پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے پاس کسیکو بھیجکر (انہیں اپنے پاس) بلوالیا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۹۲۱) حضرت براابن عازب فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن مشرکوں سے تین باتوں پر صلح کی تھی ایک تو یہ کہ جو شخص مشرکوں میں سے آپ کے پاس آجائے آپ اُسے اُنکی طرف واپس بھیجدیں[1] اور جو شخص مسلمانوں میں سے وہاں چلا جائے وہ اُسے واپس نہ کریں گے۔ دوسری یہ کہ آپ مکہ میں آئندہ سال آئیں اور فقط تین روز رہیں اور تیسرے یہ کہ جسوقت آپ آئیں اپنے ہتھیاروں اور کمانوں وغیرہ کو تھیلوں[2] میں رکھیں (یعنے دکھلائیں بھی نہیں) بعد اسکے ابوجندل[3] اپنی بیڑیوں میں گھسٹتے ہوئے آئے آنحضور نے (اسی عہدنامہ کی وجہ سے) انہیں انکی طرف واپس بھیجدیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۹۲۲) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ قریش نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے صلح کی تھی اور آپ سے یہ شرط کرالی تھی کہ تمہارا جو آدمی ہمارے پاس آئیگا ہم تمہیں واپس نہ دینگے اور جو ہمارا آدمی تمہارے پاس چلا جائے تو تم اُسے ہمارے پاس واپس کردینا صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ کیا ہم اسطرح لکھدیں آپ نے فرمایا ہاں کیونکہ جو ہمارا آدمی اُنکے ہاں جائیگا تو اللہ تعالےٰ اُسے (اپنی رحمت سے) دور رکھیگا اور جو انکا آدمی ہمارے پاس آئیگا تو عنقریب اسکے لئے اللہ تعالےٰ کشادگی اور خلاصی کردیگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۳) حضرت عائشہ صدیقہ عورتوں کے مرید ہونے کی بابت فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس آیت کے موافق يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ اُنکا امتحان لے لیتے اور اُنہیں سے جو اس شرط کے موافق اقرار کرتی تو آپ جو اُس سے گفتگو کرتے فرمادیتے کہ میں تجھے گفتگو ہی کے ساتھ بیعت کرلیا اور قسم ہے خدا کی آپ کا ہاتھ بیعت کرنے میں کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۹۲۴) مسور اور مروان روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے اسبات پر صلح کی تھی کہ

---

[1] یعنے قریش اس شرط سے پشیمان ہوئے اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ ابوبصیر کو منع کر دیجئے ہم اس شرط سے باز آئے ۱۲

[2] یعنے تلواریں وغیرہ ننگی کھلی بصورت غلبہ و قہر اور مستعد لڑائی کے ہو کر نہ آئیں ۱۲

[3] ابوجندل بن سہیل مکہ میں اسلام لے آئے تھے مشرکوں نے انہیں قید کر رکھا تھا جن ایام میں صلح حدیبیہ ہوئی تو وہ حضرت کے پاس بھاگ کر آئے حضرت نے [illegible]

دس برس تک لڑائی موقوف رکھیں گے جنیں لوگ امن سے رہیں اور اسبات پر (بھی کہ) ہماری جامہ دانی بند رہیں اور اسبات پر (بھی کہ) چھپی ہوئی (رہی) کوئی چوری نہ ہو اور نہ خیانت ہو۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۲۵) صفوان بن سُلیم نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چند صحابیوں کے لڑکوں سے انہوں نے اپنے باپوں سے انہوں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آنحضور فرماتے تھے خبردار جو شخص کسی ذمّی پر ظلم کرے یا اُسکا حق کم کردے یا اُسکی طاقت سے زیادہ اُسے تکلیف دے یا بغیر اُسکی رضامندی کے اُس سے کوئی چیز لیلے تو قیامت کے دن میں اسکی طرف ہوکر جھگڑونگا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۲۶) رُقیقہ کی بیٹی امیمہ فرماتی ہیں میں نے چند عورتوں کے ساتھ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی آنحضور نے ہمسے فرمایا کہ جتنی طاقت اور قدرت (عمل کرنیکی) تم میں ہو اُسی کے موافق میں تمہیں مرید کرتا ہوں میں نے کہا کہ اللہ اور اُسکے رسول ہمپر ہماری جانوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں (اور) میں نے بیعت ہونیکے وقت خدمتِ عالی میں) یہ عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ ہمیں آپ بیعت کرلیجے یعنے اپنے ہاتھ میں ہمارے ہاتھ پکڑکر مرید کیجے آپ نے فرمایا یا درکھو کہ میرا سَو عورتوں سے کچھ کہنا (ایسا ہے) جیسا میں ایک عورت سے کہوں۔ یہ نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۹۲۷) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ ماہ ذیقعد (یعنے سنہ ہجری) میں نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کرنا چاہا لیکن اہلِ مکہ نے آپ کو مکہ میں جانے سے روک دیا آخر کار آپسمیں اسبات پر صلح ہوئی کہ آپ (پھر) آئیں یعنے آئندہ سال آنکر تین روز مکہ میں رہیں جب صحابیوں نے یہ صلح نامہ لکھنا چاہا تو انہوں نے لکھا کہ یہ وہ رقعہ ہے جسپر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے کفار بولے کہ ہم تمہاری رسالت کے مقر نہیں ہیں اگر ہم تمہیں اللہ کا رسول سمجھتے تو ہم تمہیں ایسا نہ روکتے لیکن تم تو عبد اللہ کے بیٹے محمد ہو (لہذا یہی لکھو) آنحضرت نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور عبد اللہ کا

ف مراد یہ ہے کہ ہمارے دل مکر اور کینہ اور فساد اور فریب سے پاک رہیں اور آپس میں وفا اور صلح رکھیں ۱۲

ف ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو دار الاسلام میں رہے اور حاکم وقت اُسے عہد امان دیدے اُسے بھی مسلمانوں کیطرح تکلیف دینی درست نہیں ۱۲

ف اصل کتاب میں لفظ رواہ کے بعد سفیدی چھوٹی ہوئی ہے لیکن حاشیوں میں بعضے شارحوں نے لکھا ہے کہ یہ حدیث محمد بن منکدر کے واسطے سے ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام مالک نے اپنے موطا میں نقل کی ہے ۱۲

بیٹا محمد (بھی) ہوں پھر آپ نے حضرت علی بن[1] ابو طالب سے فرمایا کہ تم لفظ رسول اللہ کو مٹا دو انہوں نے عرض کیا نہیں بخدا میں تو کبھی نہیں مٹاؤنگا پھر وہ رقعہ آپ نے خود لیلیا حالانکہ آپ اچھی طرح نہیں لکھ سکتے تھے اسوقت لکھدیا[2] کہ یہ وہ رقعہ ہے جسکی موافق محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے (اور صلح اس بات پر ہوئی ہے کہ) وہ مکہ میں ہتھیار لیکر نہیں جائے گا ہاں تلوار اگر ہوگی تو میان میں رہیگی (دوسری بات یہ کہ) اہل مکہ میں سے اگر کوئی اسکے ساتھ جانا چاہا تو وہ نہیں لیجائیگا اگر کوئی اُسکے صحابیوں میں سے مکہ میں رہنا چاہے تو اُسے منع نہیں کریگا (تیسری یہ بات کہ) آئندہ سال آنکر مکہ میں تین روز ٹھیرے) چنانچہ جب آپ (آئندہ سال) مکہ میں گئے اور (وہ تین دن ٹھیرنیکی) مدت گذرچکی تو اہل مکہ حضرت علی کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم اپنے ان حضرت سے کہو کہ ہمارے ہاں سے چلے جائیں کیونکہ اب (انکے ٹھیرنیکی) مدت ختم ہوچکی ہے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جبھی تشریف لے آئے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

باب یہود کو جزیرۂ[3] عرب سے نکالدینے کا بیان

پہلی فصل (۹۲۸) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ہم ایک روز مسجد میں تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (مکان سے) نکلے اور فرمایا (کہ میں اور) تم یہود کے پاس چلو چنانچہ ہم آنحضور کے ہمراہ چلے اور یہود کے مدرسہ[4] میں پہنچے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (وہیں مدرسہ میں) کھڑے ہوکر فرمایا اے یہود کے گروہ تم مسلمان ہوجاؤ تاکہ تم سلامت رہو یہ یاد رکھو کہ ساری زمین اللہ اور اسکے رسول کی ہے اور بیشک میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں اس زمین سے جلاوطن کردوں اب جو تم میں سے اپنا ایسا مال (وغیرہ) دیکھے (کہ جسے ہمراہ لیجا نہ سکے)

---

[1] یہ صلح نامہ حضرت علی ہی لکھ رہے تھے اور حضرت علی نے جو مٹانے سے عذر کیا تو گویا وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ امر ایجاب کیلئے نہیں ہے ورنہ مخالفت نہ کرتے اور حقیقت میں مخالفت نہ تھی بلکہ عین موافقت تھی کہ نہایت محبت کی وجہ سے کہا تھا ۱۲ [2] اسمیں علماء کا بہت اختلاف ہے کہ آنحضرت نے لکھا تھا یا نہیں بعضے اس حدیث کی وجہ سے آپ کے تحریر کرنے کے قائل ہیں اور بعضے فرماتے ہیں کہ آپ نے لکھنے کا امر کیا تھا اور خود نہیں لکھا اور حاکم کے امر کرنے کو بھی خود کا کرنا بول دیتے ہیں ورنہ آپ امی تھے امی وہی ہوتا ہے جو بالکل نہ لکھ پڑھ سکے اور آپ کی یہ صفت کلام الٰہی میں موجود ہے ۱۲ مرقات [3] اصل جزیرہ اس زمین کو کہتے ہیں جسے دریا نے احاطہ کیا ہو اور جزیرہ عرب وہ ہے جسے دریا مو حبد اور دریا شام اور فرات اور دجلہ نے احاطہ کیا ہو اور بعضے یہ بھی کہتے ہیں کہ جو ملک عدن سے اطراف شام تک طول میں اور جدہ سے ریف عراق تک عرض میں ہے اسے جزیرہ عرب کہتے ہیں ۱۲ [4] اس سے مراد وہ جگہہ ہے جہاں اہل کتاب اپنی کتابیں لکھا پڑھا کرتے تھے ۱۲ مرقات

تو اسے چاہیئے کہ انہیں فروخت کر دے - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۹۲۹) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں (ایکروز) حضرت عمر خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے اُنکے مالوں پر معاملہ کیا تھا (یعنے آدھوں آدھ اُنسے ٹھیر الیا تھا) اور (یہ اسی وقت) فرمادیا تھا کہ ہم تمہیں جبھی تک ٹھیرنے دیتے ہیں کہ جبتک اللہ نے تمہیں ٹھیرا رکھا ہے - (اور جب ہمیں مناسب معلوم ہوگا ہم تمہیں فوراً نکال دینگے) اور انہیں جلاوطن کر دینا اب مجھے مناسب معلوم تو ہوئی اور جب حضرت عمر نے یہ پکا قصد کر لیا تو ایک شخص (یہودی) قبیلہ بنی ابو الحقیق کا انکے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین کیا تم ہمیں نکالنا چاہتے ہو حالانکہ ہمیں تو محمد (رسول اللہ) نے ٹہیرایا تھا اور (ہمارے) مالوں پر معاملہ کر لیا تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ تیرا یہ گمان ہے کہ میں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھول گیا ہوں (آپ نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ) اُسوقت تم کیا کروگے کہ جب تمہاری اونٹنیاں تمہیں راتوں رات لیکر دوڑینگی وہ بولا کہ یہ تو ابو القاسم کی ہنسی تھی حضرت عمر نے فرمایا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے (یہ ہنسی نہیں ہی[1] چنانچہ) پھر حضرت عمر نے انھیں جلاوطن کر دیا اور جسقدر اُنکے مال واسباب (یعنے) پھل اور اونٹ اور کجاوے اور رسیاں وغیرہ تھیں سب کی انہیں قیمت دیدی - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے -

(۹۳۰) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنی وفات کے وقت) تین باتوں کی وصیت کی تھی فرمایا تھا کہ تم مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا اور اُنکے ایلچیوں کے ساتھ ایسے ہی سلوک کرنا جیسا[؟] میں سلوک کرتا تھا ویسے ہی تم بھی کرتے رہنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت تیسری بات فرمانے سے خاموش ہورہے یا فرمایا کہ وہ بات میں بھول گیا[2] - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۹۳۱) حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عمر بن خطاب نے یہ بیان کیا کہ انہوں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میں یہود اور نصاریٰ کو ضرور جزیرہ عرب سے نکال دونگا یہانتک کہ سوائے مسلمانوں کے یہاں اور کسیکو نہیں چھوڑونگا - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ یہود اور نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے ضرور نکالدونگا -

دوسری فصل - اس فصل میں ابن عباس کی حدیث کی سوا (جسکا شروع یہ ہے کہ) دو قبلے نہیں ہونے چاہئیں اور کوئی حدیث نہیں ہے اور یہ حدیث جزیہ کے باب میں گذر چکی ہے (یہاں لانے کی ضرورت نہیں ہے)

[1] یعنی یہ ہنسی نہیں تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ معجزہ کے پیشین گوئی کی تھی [2] قاضی عیاض فرماتے ہیں شاید وہ تیسری بات آپکا یہ فرمانا ہو کہ میری

تیسری فصل (۹۴۲۳) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے ملک حجاز[1] سے یہود اور نصاریٰ کو جلاوطن کر دیا تھا اور جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خیبر والوں پر غالب آ گئے تو آپ نے وہاں سے یہودیوں کو نکالنا چاہا کیونکہ جب کوئی ملک فتح ہو جاتا تھا تو وہ اللہ اور اسکے رسول اور مسلمانوں کا ہو جاتا تھا پھر خیبر کے یہودیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ انہیں اس شرط پر چھوڑ دیں کہ وہ مزدوری اور کھیتی وغیرہ کیا کریں اور نصف پھل آپ لے لیا کریں آنحضور نے فرمایا (بہتر ہے) اس شرط پر جبتک ہم چاہیں گے تمہیں ٹھیرائیں گے (اور جب چاہینگے نکال دینگے) چنانچہ وہ وہیں رہتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر نے اپنی خلافت میں اُنہیں (یہی) تیما[2]، اور اریحا کی طرف جلاوطن کر دیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

باب فئے[3] کا بیان

پہلی فصل (۹۴۳۳) مالک بن اوس بن حدثان کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے اس مال فئے میں سے خصوصاً اپنے رسول کے واسطے کچھ حصہ معین کر دیا تھا جو آپ کے سوا اور کسیکے واسطے معین نہیں کیا پھر حضرت عمر نے (استدلالاً یہ آیت[4] مَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ سے قدیر تک پڑھی اور (فرمایا کہ) یہ مال خاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے تھا آنحضرت اس مال میں سے اپنے گھر والوں کو ایک سال کا خرچ دیدیا کرتے تھے پھر جو باقی رہتا تو اُسے اللہ کے مال کی جگہہ لگا دیا کرتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۴۴۳) حضرت عمر ہی فرماتے ہیں بنی نضیر کے مال اس قسم کے تھے کہ وہ اللہ تعالےٰ نے اپنے

---

[1] یہاں حجاز سے مراد وہی جزیرہ عرب لیتے ہیں تاکہ سب روایتیں آپسمیں موافق رہیں ۱۲ [2] تیما مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے اور اریحا بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ دونوں ملک شام میں دو بستیاں ہیں ۱۲ مرقات [3] فئے اس مال کو کہتے ہیں جو کفار سے بغیر لڑائی کے ہاتھ لگے اور جو مال غلبہ اور لڑائی سے ہاتھ لگے اُسے غنیمت کہتے ہیں ۱۲ [4] یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جبکہ صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مال فئے کو تقسیم کرانا چاہتے تھے اور ساری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ مال اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو (اصطلاح) کفار سے دلا دیا کہ اس پر تم نے گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے لہٰذا اُسکے تم حقدار نہیں ہو) بلکہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲

رسول کو فئے کے طور پر دئے تھے کہ نہ مسلمانوں نے اپنے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ دوڑائے پھر یہ مال خاص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے رہا آپ اسمیں سے اپنے گھر والوں کو ایک سال کا خرچ دیدیا کرتے تھے پھر جو باقی رہتا تھا اُسے راہِ خدا میں (لڑنے کے لئے) ہتھیاروں اور سواریوں کے طیار کرنے میں خرچ کر دیا کرتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۹۳۵) حضرت عوف بن مالک روایت کرتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مالِ فئے آتا تھا تو آپ اُسی دن بانٹ دیا کرتے تھے اور جو شخص بیوی والا ہوتا اُسے آپ دو حصے دیا کرتے تھے اور جسکے بیوی نہ ہوتی اُسے ایک حصہ دیا کرتے پھر میں بلایا گیا اور مجھے آنحضور نے دو حصے دئے کیونکہ میرے ہی بیوی تھی میرے بعد میں حضرت عمار بن یاسر کو بلایا اور انہیں ایک حصہ دیا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۶) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس جب کوئی چیز آتی تھی تو آپ پہلے آزاد کئے ہوؤں[1] کو دیا کرتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۷) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص ایک تھیلا لایا جس میں نگینے تھے آپ نے وہ نگینے آزاد بیبیوں اور لونڈیوں کو تقسیم کر دئے۔ حضرت عائشہ[2] فرماتی ہیں کہ میرے والد بھی آزاد مرد اور غلام پر تقسیم کیا کرتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۸) مالک بن اوس بن حدثان فرماتے ہیں کہ ایکروز حضرت عمر بن خطاب نے مال فئے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں اس مال کا تم سے زیادہ[3] حقدار نہیں ہوں اور نہ اسکا ہم میں سے کوئی کسی سے زیادہ حقدار ہے ہاں ہم اللہ عز و جل کی کتاب اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے تقسیم کرنے کی وجہ سے اپنے اپنے مرتبوں پر ہیں لہذا آدمی کے قدیم الاسلام ہونے اور (جہاد میں) اُسکے محنت و مشقت کھینچنے اور اسکے عیالدار ہونے

---

[1] یعنے جنہیں لوگوں نے آزاد کر دیا ہو اول انہیں دیتے تھے کیونکہ یہ بے ٹھکانے اور بے سہارے ہوتے ہیں اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ آزاد کئے ہوؤں سے مراد مکاتب ہیں اور بعضوں نے کہا وہ لوگ مراد ہیں جو خاص طاعت خداوندی ہی میں مستغرق رہتے تھے ۱۲

[2] مطلب حضرت عائشہ کا یہ ہے کہ حضرت نے ویسی ہی تخصیص کر لی تھی ورنہ نگینے عورتوں ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھے ۱۲

[3] یعنے یہ نہ سمجھنا کہ میں آنحضرت کا خلیفہ ہوں تو اسکا تم سے زیادہ حقدار ہوں نہیں بلکہ اسکا کوئی بھی زیادہ حقدار نہیں ہے ہاں ہر ایک کی حالت کا لحاظ ہوگا ۱۲

اور اسکے محتاج ہونے کا ضرور لحاظ کیا جائیگا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۹) حضرت مالک ہی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ (ترجمہ) بیشک زکوٰتیں فقیروں اور مسکینوں (وغیرہ) کیلئے ہیں اور جب عَلِيمٌ حَكِيمٌ تک پہنچے تو فرمایا کہ یہ زکوٰۃ انہیں لوگوں کے لئے ہی پھر پڑھا وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ (ترجمہ یاد رکھو کہ جو کچھ چیز تم لوٹو اسمیں سے پانچواں حصہ اللہ اور اسکے رسول کا ہے) اور جب وَابْنِ السَّبِيلِ تک پہنچے تو فرمایا کہ یہ پانچواں حصہ اللہ اور اسکے رسول اور ذوی القربیٰ ہی کے لئے ہے پھر یہ آیت مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ سے لِلْفُقَرَاءِ ۔ اور وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ تک پڑھکر فرمایا کہ اس آیت نے سب مسلمانوں کو گھیر لیا ہے[1] لہٰذا اگر میں آئندہ زندہ رہا تو چرواہا سرو حمیر[2] میں رہتا ہوگا اسکا حصہ اسے وہیں پہنچ جائیگا کہ جسکے کمانے میں اسکی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آیا ہوگا۔ یہ روایت شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۹۴۰) حضرت مالک بن اوس ہی فرماتے ہیں جن[3] باتوں سے حضرت عمر نے حجت پکڑی تھی اسمیں یہ بات بھی ہوئی تھی حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تین صفایا[4] تھیں بنو نضیر کا مال اور خیبر اور فدک اور البتہ بنو نضیر (کی آمدنی) تو بیشک حضور کی ضروریات کے لئے مقرر تھی لیکن رہی فدک وہ مسافروں کے لئے مقرر تھی اور خیبر کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تین حصے کیا کرتے تھے دو حصے مسلمانوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور ایک حصہ اپنی بیویوں کے خرچ کے لئے دیدیتے تھے اور جو بیویوں کے خرچ سے کچھ بچ جاتا تو فقراء مہاجرین میں بانٹ دیتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

ف۱ یعنے اس آیت میں سب مسلمانوں کو حصہ کا شریک ہے بخلاف پہلی دونوں آیتوں کے کہ ایک خاص اہل زکوٰۃ کے لئے ہے اور دوسری اہل خمس کے لئے اور حضرت عمر کی رائے یہ تھی کہ جیسے غنیمت میں سے خمس نکالتے ہیں ایسے فئے میں سے نہ نکالنا چاہئے بلکہ سب مسلمانوں کی مصلحتوں کیلئے رہنا چاہئے اور بحسب مراتب انکے لئے مقرر ہے اور اکثر ائمہ کا بھی یہی مذہب ہے ۱۲ ف۲ حمیر یمن کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے اور سرو متعلقات حمیر سے ایک موضع کا نام ہے اور خلاصہ حضرت عمر کے مطلب کا یہ ہے فرماتے ہیں کہ اگر میں آئندہ زندہ رہا اور فتوحات کثرت سے ہوتی رہیں تو مسلمان اگرچہ شہروں اور بستیوں میں دور ہی رہتے ہونگے مگر انکے حصے وہیں پہنچ جائیں گے اگرچہ انکے حاصل کرنے میں انہوں نے محنت و مشقت بھی نہ کی ہوگی ۱۲ ف۳ یعنے جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی فدک کا مقدمہ حضرت عمر کے پاس لیکر آئے تو انہوں نے چند باتیں بطور حجت بیان کیں انہیں میں یہ بھی بیان کیا جسے راوی کہتے ہیں ۱۲ ف۴ صفایا صفیہ کی جمع ہے اور صفیہ اسے کہتے ہیں جو امام مال غنیمت میں سے اسکے تقسیم ہونے سے پہلے اپنے لئے چھانٹ لے اور یہ بات خاص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے تھی ۱۲ مرقات

تیسری فصل

اور اسی میں سے لیکر رانڈ عورتوں کے نکاح میں بھی لگا دیا کرتے تھے اور حضرت فاطمہ زہرا نے آنحضور سے یہ درخواست کی تھی کہ فدک کو آپ انہیں کے نام کر دیں لیکن آپ نے اُنکے نام کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ یہ فدک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسی طرح رہا کہ اسکا کوئی مالک نہیں ہوا یہانتک کہ آنحضور اپنی عمر پوری کر گئے پھر جب حضرت ابوبکر حاکم ہوئے تو انہوں نے بھی انہیں اسی طرح کام کیا جسطرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کیا تھا یہانتک کہ وہ بھی اپنی عمر پوری کر گئے پھر جب حضرت عمر حاکم ہوئے تو انہوں نے بھی بعینہ اسیطرح کیا جسطرح پہلے دونوں صاحبوں نے کیا تھا یہانتک کہ وہ بھی اپنی عمر پوری کر گئے انکے بعد مروان نے یہ فدک (اپنے واسطے) جاگیر کر لیا تھا[۱] اسکے بعد وہی فدک اب عمر بن عبدالعزیز (یعنے میرے) واسطے ہو گیا اب میں نے وہ چیز اپنے لئے دیکھی جس سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو روکا تھا (یعنے انکی ملک نہیں کیا تھا لہذا) یہ میرا حق نہیں ہے اور بیشک میں تم سب کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسے اسی طرح پھر کر دیا[۲] جسطرح یہ پہلے تھا یعنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابوبکر کے اور حضرت عمر کے زمانہ میں تھا کہ کوئی بھی اسکا مالک نہ تھا اب بھی کوئی اسکا مالک نہیں ہے) یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

کتاب شکار[۳] اور ذبح کئے ہوئے جانوروں کا بیان

پہلی فصل

(۲۴۳۹) حضرت عدی بن حاتم کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب تم (شکار پر) کتا چھوڑو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو پھر اگر اس نے تمہارے لئے پکڑ رکھا اور تم نے اس شکار کو زندہ پالیا تو تم اسے ذبح کر کے کھا لینا اور اگر تم نے اسے مرا ہوا پایا اور تمہارے کتے نے اسمیں سے نہیں کھایا تب بھی تم کھا لینا اور اگر کچھ اس نے کھا لیا ہے تو پھر تم نہ کھانا کیونکہ یہ شکار گویا اس نے اپنے ہی لئے کیا ہے اور اگر تم اپنے کتے کے ساتھ اور کسی کا کتا دیکھو اور شکار مر گیا ہو تو تمہیں نہ کھانا چاہیے کیونکہ تمہیں

---

[۱] یعنے حضرت عثمان غنی کی خلافت میں اور یا اپنی بادشاہت میں ۱۲ [۲] اپنے تئیں غائب کر کے جو تعبیر کیا اس میں اشارہ ہی کہ میرا دل اس پر راضی نہیں تھا ۱۲ [۳] شکار کرنا سوائے حرم اور محرم کے مباح ہے اور امام مالک فرماتے ہیں کہ لہو و لعب کے لئے شکار کرنا مکروہ ہے اور بے قصد لہو و لعب کے مباح ہے اور یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بذات شریف شکار کیا ہو ہاں اسکی تقریر ثابت ہے ۱۲

معلوم نہیں ہے کہ کونسے[1] کتے نے مارا ہے اور جس وقت تم تیر سے شکار مارو اور بسم اللہ پڑھ لو بعد اسکے اگر ایکدن تک وہ تم سے غائب رہے اور اسمیں سوائے تیر کے زخم کے اور کوئی تکلیف معلوم نہ ہو تو اس شکار کو اگر تم چاہو کھالو (ورنہ خیر) و اگر اسے پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو تم نہ کھانا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۴۹) حضرت عدی بن حاتم ہی کہتے ہیں میں نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ہم سیکھے ہوئے کتوں کو (شکار پر) چھوڑ دیتے ہیں آپ نے فرمایا جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑیں اُسے کھالیا کرو میں نے عرض کیا اگرچہ شکار مر جائے فرمایا اگرچہ مر جائے میں نے پوچھا کہ ہم تیر کی ڈنڈی سے بھی شکار مار لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس شکار کو تیر زخمی کر دے (اور وہ مر جائے تو) اُسے کھالینا اور جو تیر کی ڈنڈی سے لگ کر مر جائے تو وہ وقیذ[2] کے حکم میں ہے اُسے نہ کھانا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۴۹) حضرت ابو ثعلبہ خشنی فرماتے ہیں میں نے (آنحضرت کی خدمت عالی میں) عرض کیا کہ یا نبی اللہ ہم لوگ اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں آیا ہم اُنکے برتنوں میں کھالیں یا نہیں علاوہ ازیں ہم ایسے جنگل میں ہیں جہاں شکار بکثرت ہے اور میں اپنی کمان اور بے سدھائے کتے یا سدھائے ہوئے کتے سے شکار کر لیتا ہوں اب ان میں سے کونسی چیز میرے واسطے درست ہے (فرما دیجئے) آنحضور نے فرمایا کہ اول جو تم نے اہل کتاب کے برتنوں کا ذکر کیا تھا سو اگر اُن کے برتنوں کے سوا اور برتن مل جائیں تو اُن میں نہ کھایا کرو[3] و اگر اور نہ ملیں تو انھیں دھو کر انھیں میں کھالیا کرو اور (شکار کی نسبت یہ ہے کہ) جو شکار تم اپنی کمان سے مارو اور مارتے وقت بسم اللہ پڑھ لو تو وہ شکار کھالو اور جو شکار تم سیکھے ہوئے کتے سے کرو اور (اُسے چھوڑتے وقت) بسم اللہ پڑھ لو تو وہ شکار بھی کھالو اور جو شکار تم بے سیکھے ہوئے کتے سے کرو تو اگر اسکے ذبح کرنیکی تمہیں گنجائش ملگئی (اور ذبح کر لیا تو اُسے کھالینا ورنہ نہیں) یہ حدیث متفق علیہ ہے

---

[1] یعنے اگر دوسرے کتے نے مارا ہو تو شاید کہ وہ سدھایا ہوا نہ ہو یا اُسکے چھوڑتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی ہو لہذا بغیر ذبح کے درست نہیں ہے ۱۲

[2] وقیذ اور موقوذ اس جانور کو کہتے ہیں جو تیز چیز کے سوا لاٹھی وغیرہ سے مار دیا جائے ۱۲

[3] برہادی نے لکھا ہے کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُن کے برتنوں کے سوا اور برتن ملیں تو اُنکے برتنوں میں دھو کر بھی نہ کھانا چاہیئے لیکن فقہا نے لکھا ہے کہ بعد دھونے کے اُن کے برتنوں کا استعمال بلا کراہت جائز ہے خواہ اور برتن ملیں یا نہ ملیں اور حدیث کے یہ معنے لئے جائیں گے کہ یہاں وہ برتن مراد ہیں جنمیں سور کا گوشت پکتا ہو یا شراب پیتے ہوں ۱۲

(۹۴۵) حضرت ابو ثعلبہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم شکار کے تیر مارا اور وہ (تیر کھاکر) تم سے غائب ہو گیا اور پھر تمہیں ملا تو جبتک اسمیں بدبو نہ ہوئی ہو کھالینا چاہیئے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۴۶) حضرت ابو ثعلبہ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور نے اُس شکار کی بابت جو (تیر کھاکر) تین روز کے بعد ملے فرمایا تہا کہ جب تک اسمیں بدبو نہ ہوئے کھالینا چاہیئے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۴۷) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہاں بہت سے لوگ نومسلم ہیں انسے ابھی شرک گیا ہے وہ لوگ ہمارے پاس گوشت لیکر آتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ اُن جانوروں پر (ذبح کرتے وقت) اہنوں نے بسم اللہ پڑہی یا نہیں آنحضور نے فرمایا کہ تم بسم اللہ پڑہکر کہالیا کرو۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۹۴۸) ابو الطفیل کہتے ہیں حضرت علی سے کسینے پوچھا کہ کیا تمہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص بات بتائی ہے اہنوں نے فرمایا کہ ہمیں ایسی کوئی خاص بات نہیں بتائی کہ جو اور لوگوں کو نہ بتائی ہو ہاں جو میرے اس تلوار کے میان میں ہے پھر اہنوں نے ایک کاغذ نکالا جسمیں (یہ لکھا تہا) کہ اللہ نے اُس شخص پر لعنت کی ہے جو اللہ کے سوا اور کسیکے نام پر کوئی جانور ذبح کرے اور اُس شخص پر بہی لعنت کی ہی جو زمین کے نشانات کو چرائے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو زمین کے نشانات کو بدلدے (اسپر لعنت کی ہے) اور اللہ نے اسپر بہی لعنت کی ہے جو اپنے باپ پر لعنت کرے اور ایسے شخص پر بہی لعنت کی ہے جو بدعتی کی حمایت کرے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۴۹) حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں مینے پوچھا تہا کہ یا رسول اللہ ہم عنقریب دشمن سے لڑنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھری نہیں ہے لہذا ہم بانس کی کھپچی سے ذبح کریں یا نہیں آپ نے فرمایا کہ جو چیز خون

لہ علماء نے کہا ہے کہ بدبودار گوشت کا نہ کہانا بطریق استحباب ہے ورنہ بدبو میں حرمت کا کوئی اثر نہیں ہے علاوہ ازیں یہ بہی منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی بدبودار گوشت کھایا ہے ۱۲ مرقات لہ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمہارا اسوقت بسم اللہ پڑہنا ذبح کے وقت کی بسم اللہ کو کافی ہو جائیگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ پڑھ لیتے ہونگے لہذا کہاتے وقت ہی بسم اللہ پڑھ لینی مستحب ہے ۱۲

سے یعنے شاید کہ ہمارے پاس چھریاں نہ ہوں ۱۲

بہادے اور (ذبح کرتے وقت) بسم اللہ پڑھ لی جائے تو وہ جانور کھا لینا چاہیے لیکن دانت اور ناخن سے ذبح نہ کیا ہو اور ابھی میں تم سے اسکی وجہ بھی بتائے دیتا ہوں دانت تو اسلئے کہ وہ ہڈی[۵۱] ہے (اور ہڈی سے ذبح کرنا نہیں چاہیئے) اور ناخن اسلئے کہ وہ حبشیوں کی چھری ہے اور رافع بن خدیج ہی کہتے ہیں کہ ایک لوٹ میں ہمارے ہاتھ اونٹ اور بکریاں لگی تھیں اور انہیں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا پھر ایک آدمی نے اس کے تیر مار کر اُسے روک دیا بعد اسکے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان اونٹوں کو بھی جنگلی جانوروں کی طرح آدمیوں سے نفرت ہوتی ہے لہذا جب کوئی تمہیں پریشان کردے تو تم بھی اسی طرح کرلیا کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۵۰) حضرت کعب بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ہمارا ریوڑ سلع[۵۲] پر چرا کرتا تھا اور ہماری لونڈی نے (جو کہ ریوڑ کو چراتی تھی) ہمارے ریوڑ میں سے ایک بکری مرتی ہوئی دیکھکر ایک پتھر توڑا اور اس بکری کو اُس سے وہیں ذبح کردیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکی بابت پوچھا[۵۳] آنحضور نے اس کے کھانے کی اجازت دیدی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۹۵۱) حضرت شداد بن اوس رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا لازم کردیا ہے لہذا جب تم کسیکو قتل کرو تو اچھی طرح قتل کردیا کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کیا کرو اور تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے (کہ ذبح کرنے سے پہلے) اپنی چھری تیز کرلے اور اپنے مذبوح جانور کو (جلدی سے) آرام[۵۴] دے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۵۲) حضرت ابن عمر کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ چوپایہ وغیرہ کو مارنے کے لئے نشانہ بنانے سے منع فرماتے تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۹۵۳) حضرت ابن عمر ہی سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے جو جاندار چیز کو مارنے کے لئے نشانہ بنائے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۵۱] امام نووی نے کہا ہے کہ علت منع فرمانے کی یہ ہے کہ جسوقت ہڈی سے ذبح کیا جائیگا تو وہ خون سے ناپاک ہو جائیگی اور ہڈی کو ناپاک کرنے سے آنحضرت نے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ جنات کی خوراک ہے ۱۲ [۵۲] سلع مدینہ منورہ کے اطراف میں ایک پہاڑ کا نام ہے ۱۲

[۵۳] یعنے کہ نے پوچھا کہ اسکا کھانا حلال ہے یا نہیں ۱۲

[۵۴] یعنے اُسے چھوڑدے تاکہ وہ مرجائے اور ٹھنڈا ہو جائے ۱۲

کہ آنحضرت سے کسی آدمی نے پوچھکر یہ کہا کہ (انکے) کھانوں میں ایک کھانے سے میں پرہیز کرتا ہوں آپنے فرمایا کہ تیرے دل میں ایسی باتیں نہ آنی چاہئیں کہ جن سے تو نصرانیۃ[۱] کے مشابہ ہو جائے - یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے -

(۹۶۶) حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجثمہ کے کھانے سے منع فرمایا ہے اور مجثمہ وہ ہے جسے باندھکر (نشانہ کی طرح) تیر سے ماریں - یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے -

(۹۶۷) حضرت عرباض بن ساریہ روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے درندوں میں ہر کچلی[۲] والے جانور کے کھانے سے اور پرندوں میں ہر پنجہ والے جانور کے کھانے سے (کہ جس سے وہ شکار کرکے کھائے) اور شہری گدہوں کے گوشت سے اور مجثمہ اور خلیسہ ان سبھوں کے کھانے اور حاملہ پکڑی عورتوں کے صحبت کرنے سے " اسوقت تک کہ جو کچھ اُنکے پیٹ میں ہے اُسے نہ جن لیں " منع فرمایا تھا محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ابو عاصم سے کسینے مجثمہ کو پوچھا (کہ کسے کہتے ہیں) انہوں نے فرمایا مجثمہ یہ ہے کہ پرند یا اور کسی شے کو باندھکر تیروں سے مارا جائے اور کسینے خلیسہ کو پوچھا انہوں نے فرمایا کہ بھیڑیا یا اور کوئی درندہ کسی بکری وغیرہ کو لیگیا ہو اور کسی آدمی نے اُسے دیکھکر چھڑالیا اور پھر وہ ذبح کرنے سے پہلے اُسکے ہاتھ ہی میں مرجائے (تو اُسے خلیسہ کہتے ہیں) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے -

(۹۶۸) حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شریطۂ شیطان سے منع فرمایا ہے ابن عیسیٰ نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ شریطۂ شیطان کا وہ ذبح کیا ہوا جانور ہے جسکی کھال[۳] کاٹ دی جائے اور رگیں نہ کاٹی جائیں پھر چھوڑ دیا جائے یہانتک کہ وہ (تڑپ تڑپ کر) مرجائے - یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے -

(۹۶۹) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہو اُسکی ماں کو ذبح

---

[۱] یعنے اس شک کرنے کی وجہ سے تم اہل مذہب نصرانیۃ کے تئیں مشابہ ہو جاؤ گے کیونکہ جب انکے دل میں شبہ واقع ہوتا ہے کہ یہ چیز درست ہے یا نہیں تو وہ اس سے پرہیز کیا کرتے ہیں اور خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تم پرہیز نہ کرنا اور بے دلیل شک شبہ میں مت پڑنا ۱۲

[۲] یعنے جو حیوان کہ کچلی سے پھاڑتا ہو مثل شیر اور بھیڑیئے اور ریچھ اور بندر وغیرہ کی ۱۲

[۳] اہل جاہلیت کی یہ عادت تھی کہ جانور کے گلے کی تھوڑی سی کھال کاٹ کر اُسے چھوڑ دیا کرتے تھے یہانتک کہ وہ تڑپ تڑپ کر مرجاتا تھا اُس سے آنحضور نے منع فرمایا ہے ۱۲

کر دینا اسکے ذبح کرنے کو کافی ہے ۔ یہ حدیث ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے ابو عبید سے نقل کی ہے

(۹۷۰) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں ہمنے پوچھا یا رسول اللہ ہم اونٹنی اور گائیں اور بکری کو ذبح کرتے ہیں اور پھر انکے پیٹوں میں بچے دیکھتے ہیں ان بچوں کو ہم پھینکدیں یا کھالیں آپ نے فرمایا اگر چاہو کھالو اور انکی ماں کا ذبح کر دینا انکے ذبح کر دینے کے لئے کافی ہے (یعنے انھیں ذبح کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے ۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے ۔

(۹۷۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی چڑیا یا اس سے بڑے جانور کو ناحق مار دے تو اللہ تعالے اس سے اسکے مارنے کی بابت سوال کریگا کسینے پوچھا یا رسول اللہ اسکا حق کیا ہے آپ نے فرمایا حق یہ ہے کہ اسے[51] ذبح کر کے کھالے اور اسکے سر کو نہ کاٹ دے تاکہ پھر اسے پھینکدے ۔ یہ حدیث امام احمد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے ۔

(۹۷۲) حضرت ابو واقد لیثی فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہاں کے لوگ اونٹوں کے کوہان اور دنبوں کی چکتیاں (کھانے کے لئے) کاٹ لیا کرتے تھے آنحضور نے فرمایا کہ جو[52] عضو کسی جانور کا کاٹ لیا جائے اور وہ جانور زندہ رہے تو یہ عضو مردار ہے اسے کھانا نہیں چاہیئے ۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے ۔

تیسری فصل (۹۷۳) حضرت عطاء بن یسار قبیلہ بنی حارثہ کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ احد پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں ایک اونٹنی چرایا کرتا تھا پھر (اتفاق سے) اسنے وہ اونٹنی مرتی ہوئی دیکھی لیکن اسکے ذبح کرنیکو کوئی چیز نہ ملی آخر کار ایک میخ اٹھی اسکو وہ اسکے سینہ کے اوپر چبھو دی یہانتک کہ اسنے خون بہا دیا پھر اسنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آنحضور نے اسکے کھانے کے لئے حکم دیدیا یہ روایت ابوداؤد اور امام مالک نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے عطاء کہتے ہیں کہ اسنے اسے ایک تیز لکڑی سے ذبح کر دیا ۔

---

[51] ابن ملک نے کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حیوان کا بلا کھانے کے فضول ذبح کرنا مکروہ ہے ۱۲

[52] اہل جاہلیت کی یہ عادت تھی کہ وہ اونٹوں کی کوہان اور دنبوں کی چکتیاں کاٹ کر کھا لیتے تھے اور انہیں اس تکلیف سے زندہ رکھتے تھے اسلئے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عضو زندہ جانور سے کاٹ لیا جائے تو وہ مردار ہے اس کا کھانا درست نہیں ۱۲

(۹۷۴) حضرت جابر کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسقدر جانور دریا میں ہیں سبھوں کو اللہ تعالےٰ نے اولادِ آدم کے لئے ذبح کر دیا ہے[1] - یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے -

باب[2] کتّے کا بیان

پہلی فصل (۹۷۵) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص سوائے مویشی کتے یا شکاری کتے کے اور کتا پالے تو ہر روز دو قیراط اسکے عمل میں سے کم کئے جائیں گے یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۹۷۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص سوائے کتے مویشی یا شکاری یا (حفاظت) کھیتی کے اور کتا پالے تو اسکے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوا کریگا یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۹۷۷) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے مار ڈالنے کا ہمیں حکم دیدیا تھا یہانتک کہ ایک عورت جنگل سے کتا لئے ہوئے آرہی تھی ہمنے اُسے بھی مار دیا پھر رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے مارنے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ خالص سیاہ کتّے دو نقطوں[3] والیکو ضرور مار دیا کرو کیونکہ وہ شیطان ہے - یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے -

(۹۷۸) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے مارنے کا حکم دیدیا تھا لیکن شکاری کتے یا بکریوں (کی حفاظت) کے کتے یا کھیتیوں کی حفاظت کے کتوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا - یہ روایت متفق علیہ ہے -

دوسری فصل (۹۷۹) حضرت عبداللہ بن مغفل نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ اگر کتے پہلی امتوں میں سے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان سبھوں کے مار دینے کا حکم کر دیتا لیکن اب بھی اُن میں سے بالکل سیاہ کتوں کو مار دیا کرو - یہ حدیث ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے - اور ترمذی اور نسائی نے یہ زیادہ بیان کیا ہے - (آنحضور فرماتے ہیں کہ) جس گھر والے کتے کو باندھ

[1] یعنے بغیر ذبح کے حلال ہیں اور انکا شکار کرنا اور دریا سے نکالنا ذبح کا حکم رکھتا ہے اور اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دریا میں جسقدر جانور ہیں سب حلال ہیں لیکن چونکہ اور روایتیں اس کے خلاف بھی آتی ہیں لہذا ان کی وجہ سے مچھلی کے حلال ہونے میں سب علماء کا اتفاق ہے اور اور جانوروں میں اختلاف ہے ۱۲ مرقات [2] یعنے اس باب میں یہ بیان ہے کہ کونسا کتا پالنا جائز ہے اور کسکا جائز نہیں اور کونسا مارنا ضروری ہے اور کسکا مارنا ضروری نہیں ۱۲

[3] یعنے جسکی آنکھ پر دو سفید نقطے ہوں اور چونکہ ایسا کتا بہت خبیث ہوتا ہے اور ایذا زیادہ پہنچاتا ہے اسلئے اسے شیطان فرمایا ۱۲

لیتے ہیں تو اُنکے عملوں میں سے ہر روز ایک قیراط[1] کم ہوتا رہتا ہے سوائے شکاری کتے یا کھیتی کی حفاظت کے یا بکریوں کی حفاظت کے۔

(۹۸۰) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چوپاؤں کے لڑانے[2] سے منع فرمایا ہے۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

باب اُن چیزوں کا بیان جنکا کھانا حلال[3] یا حرام ہے

پہلی فصل (۹۸۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۸۲) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی[4] والے درندے اور ہر پنجہ سے شکار کرنے والے پرند کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۸۳) ابو ثعلبہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پلے[5] ہوئے گدھوں کا گوشت حرام فرمایا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۴) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا تھا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دیدی تھی یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۹۸۵) حضرت ابوقتادہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک گورخر دیکھ کر اُسے مار لیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسکا کھانا درست ہے یا نہیں آپ نے پوچھا کہ اسکا گوشت تمہارے پاس ہے یا نہیں انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک ران ہے آنحضور نے اُسمیں سے لیکر کھالیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۸۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جنگل مر الظہران میں (شکار کرنے کے لئے) ہمنے ایک خرگوش بھگایا پھر میں اُسے پکڑ کر حضرت ابوطلحہ کے پاس لایا انہوں نے اُسے ذبح کیا اور اوسکا کولہ اور دونوں رانیں

---

[1] قیراط آدھے دانگ کو کہتے ہیں لیکن یہاں یہ مراد نہیں بلکہ یہاں کی مقدار اللہ ہی کو معلوم ہے ۱۲ [2] اور یہی حکم ہے پرند جانوروں کا جیسے مرغ اور لعل اور بٹیر وغیرہ بھی لڑانے منع ہیں اور بہت سے شہروں میں اب بھی رواج ہے لہذا ہرگز نہیں چاہیے ۱۲ [3] یعنے جو چیزیں کھانی حلال ہیں یا جو چیزیں کھانی حرام ہیں ۱۲ [4] یعنے جو دانت سے چیر پھاڑ کر کھائے جیسے شیر بھیڑیا وغیرہ ۱۲ [5] گھر کے پلے ہوئے گدھے تو یہی ہیں جو شہروں میں پھرا کرتے ہیں اور وحشی گدھا جسے گورخر کہتے ہیں وہ بالاتفاق حلال ہے ۱۲

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں (تاکہ اسکا حلال یا حرام ہونا معلوم ہوجائے) آنحضور نے وہ قبول[1] فرمالیں - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۹۸۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ گوہ کو نہ میں کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۹۸۸) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے اُنسے یہ بیان کیا وہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ حضرت میمونہ کے پاس گئے جو اُنکی اور ابن عباس دونوں کی خالہ تھیں اُنکی ہاں انہوں نے ایک گوہ[2] بھنی ہوئی دیکھی پھر حضرت میمونہ وہی گوہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو لیکر آئیں آنحضور نے اُسکے کھانے سے ہاتھ اٹھالیا پھر خالد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا گوہ حرام ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن چونکہ ہم لوگوں کے ملک میں نہیں ہوتی اسلئے میری طبیعت کو کراہیت معلوم ہوتی ہے خالد کہتے ہیں پھر مینے اُسے کاٹ کر کھائی اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ رہے تھے (منع نہیں فرمایا) یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۹۸۹) حضرت ابوموسے فرماتے ہیں مینے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مرغ کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۹۹۰) حضرت ابن ابی اوفی فرماتے ہیں ہمنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات بار جہاد کیا ہے ہم آپکی ہمراہ ٹڈیاں کھاتے تھے - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۹۹۱) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ لشکر خبط[3] کے سال مینے جہاد کیا ہے اور اُس دفعہ افسر ابوعبیدہ تھے اور جب ہمیں بہت ہی سخت بھوک لگی تو دریا نے ایک مری ہوئی مچھلی باہر ڈالدی کہ ویسی ہمنے کبھی

---

[1] یعنے آپ کے قبول فرمانے سے معلوم ہوا کہ اُسکا کھانا درست ہے کیونکہ اگر درست نہ ہوتا تو آنحضور ہرگز قبول کرتے بلکہ اوروں کو بھی منع فرمادیتے ۱۲ [2] گوہ کی حلت میں اختلاف ہے بعضے ائمہ اس حدیث کی وجہ سے اُسے حلال کہتے ہیں اور ایک حدیث آگے صفحہ ۲۶۷ میں آتی ہے اور یہ قصہ اُس سے پہلے کا ہے اسلئے اسکی وجہ سے بعض ائمہ اسکا کھانا درست نہیں فرماتے اور اس حدیث کو اس سے منسوخ فرماتے ہیں ۱۲ [3] خبط درختوں کے ان پتوں کو کہتے ہیں جو لاٹھی وغیرہ سے جھاڑ دیئے جاتے ہیں اور اس لشکر اور غزوہ کا نام خبط اسلئے رکھا گیا کہ اس غزوہ میں بسبب زیادتی بھوک کے صحابہ نے درختوں کے پتے کھائے تھے [illegible] ۱۲

نہیں دیکھی تھی (وہاں کے) لوگ اُسے عنبر کہتے تھے ہمنے اسمیں سے پندرہ روز کھایا پھر ابوعبیدہ نے اُسکی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی لیکر گاڑدی اُسکے نیچے سے سوار نکل جاتا تھا پھر جب ہم واپس آئے تو ہمنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آنحضور نے فرمایا کہ وہ رزق ہے کہ اللہ تعالے نے تمہارے واسطے نکالا تھا اور اگر تمہارے پاس کچھ ہو تو ہمیں (بھی) کھلاؤ جابر کہتے ہیں چنانچہ ہمنے کچھ اُسمیں سے آپ کی خدمت میں بھی بھیجا اور آپ نے کھالیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۹۲) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تمہارے کسی کے برتن میں مکھی گر جایا کرے تو تم اُسے ساری کو غوطہ دیکر پھر نکال کر پھینکدیا کرو کیونکہ اسکے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے (اور وہ بیماری والیکو پہلے غوطہ دیتی ہے) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۹۹۳) حضرت میمونہ نقل کرتی ہیں کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا تھا پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کسینے اسکی بابت مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ چوہے کو اور اُسکے گرداگرد سے گھی کو نکالکر پھینکدو اور باقی گھی کو کھالو۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۹۹۴) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ تم لوگ سانپوں کو مارڈالا کرو اور جس سانپ کی پشت پر دو سیاہ خط ہوں اُسے اور ابتر کو (ضرور ہی) ماردیا کرو کیونکہ یہ دونوں بینائی کھو دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں عبد اللہ کہتے ہیں میں ایک سانپ کے مارنے پر حملہ کرتا تھا کہ مجھے ابولبابہ نے پکار کر کہا کہ اسے نہ مارنا میںنے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کے مارنے کا حکم دیا ہے انہوں نے فرمایا کہ اسکے بعد آنحضور نے گھروں کے سانپ مارنے سے منع فرمادیا تھا کیونکہ وہ گھروں میں رہنے والے ہوتے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

لہ یہ حکم جمے ہوئے گھی کا ہے اور پتلا گھی سارا نجس ہوجاتا ہے اور اسکا کھانا سبکے نزدیک ناجایز ہے ۱۲

ٰٰٰ۲ ابتر اصل میں دم کٹے ہوئے سانپ کو کہتے ہیں اور ایک خاص سانپ کو بھی کہتے ہیں کہ جسکی دم چھوٹی کٹی ہوئی جیسی ہوتی ہے۔ ۳ یعنے آدمی بمجرد انکے دیکھنے کے اندھا ہوجاتا ہے بسبب خاصیت ان کے زہر کے جو ان میں رکھی ہے ۱۲

۴ یہاں حدیث میں لفظ عوامر ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ وہ آباد کرنے والے ہیں کہ ہمیشہ گھروں میں رہتے ہیں اور اُن کا نام عوامر اسلیئے بھی ہے کہ انکی عمریں بڑی ہوتی ہیں جنھیں ہندو بھوسیا کہتے ہیں۔ اور تورپشتی نے کہا ہے کہ عوامر جن ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں ۱۲

(۹۹۵) ابو سائب فرماتے ہیں ہم حضرت ابو سعید خدری کے پاس گئے اور ہم ابھی بیٹھے ہی تھے کہ اسی وقت اُن کے تخت کے نیچے سے ہمیں کچھ حرکت معلوم ہوئی ہمنے دیکھا تو یکایک وہاں ایک سانپ تھا میں اُسے مارنے کے لئے کود کر گیا اور ابو سعید نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ تم بیٹھ جاؤ خیر میں بیٹھ گیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اُسی مکان کی ایک کوٹھڑی کیطرف اشارہ کرکے کہنے لگے کہ اس میں ہمارا ایک نوجوان نیا بیاہا ہوا رہتا تھا کہتے ہیں پھر ہم سب خندق کی لڑائی میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے گئے اور یہ نوجوان دوپہر کے وقت آنحضور سے اجازت لیکر اپنے گھر واپس چلا آتا تھا[۱] پھر ایک روز جو اُسنے اجازت لی تو آنحضور نے فرمایا کہ تم اپنے ہمراہ ہتھیار لیکر جانا مجھے تم پر قریظہ[۲] کا اندیشہ ہے چنانچہ وہ شخص ہتھیار لیکر پھر اپنے گھر آیا تو وہاں کیا دیکھتا ہے کہ اُسکی بیوی اندر اور باہر دونوں دروازوں کے بیچ میں کھڑی ہے اِسے جو غیرت آئی تو اسنے مارنے کے لئے اُسپر نیزہ اوٹھایا اُسنے کہا کہ ذرا اپنے نیزہ کو روک کر گھر میں آؤ تاکہ اُسے تم بھی دیکھ لو جسنے مجھے باہر نکالا ہے چنانچہ وہ اندر گیا یکایک کیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ گنڈلی مارے ہوئے بچھونے پر پڑا ہے اُسنے اُسکے نیزہ مار کر اُسے نیزہ میں پرو لیا پھر باہر نکالکر نیزہ صحن میں گاڑ دیا اور اُس سانپ نے ہلکر اُسپر حملہ کیا اسکے بعد یہی دونوں مر گئے یہ بھی) معلوم نہ ہوا کہ کونسا پہلے مرا ہے سانپ پہلے مرا یا وہ جوان ابو سعید ہی کہتے ہیں پھر ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور آپ سے سارا ماجرا ذکر کیا اور ہمنے (یہ بھی) عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا[۳] کیجئے تاکہ وہ ہمارے اُس جوان کو زندہ کر دے آپ نے فرمایا تم اپنی ساتھی کے لئے دعاء مغفرت کرو پھر فرمایا کہ ان گھروں میں رہنا تم اہا کرتے ہیں لہٰذا جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین مرتبہ اُسے دہمکا دیا کرو اگر چلا جائے بہتر ہے ورنہ پھر مار دیا کرو کیونکہ وہ جن کافر ہوگا اور آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم جاکر اپنے ساتھی کو دفن کر دو اور ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے فرمایا کہ مدینہ میں جن ہیں (لیکن) وہ مسلمان ہوگئے ہیں لہٰذا جب تم اُن میں سے کسیکو دیکھو تو تین دن تک انہیں خبردار کرتے رہو اگر اسکے بعد بھی کوئی ظاہر ہو تو اُسے مار دیا کرو کیونکہ وہ شیطان ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے بسبب محبت دلہن کے گھر چلا آتا رات کو گھر میں رہتا صبح کو پھر جہاد میں آن شریک ہوتا ۱۲ [۲] قریظہ یہود میں سے ایک قبیلہ ہے اس غزوہ میں وہ قریش کے ساتھ ہو کر لڑنے کو آتے تھے ۱۲ [۳] علماء نے لکھا ہے کہ صحابہ کی ایسی عادت نہ تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات چاہیں گویا اُس وقت انکا یہ گمان ہوا کہ یہ حقیقی موت نہیں ہے بلکہ تاثیر زہر کی وجہ سے بیہوشی ہے اسلئے انہوں نے دعا کی خواہش کی ۱۲

(۹۹۶) اُمّ شریک روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے مارنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ پھونکتا تھا[1] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۹۷) سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے مارنیکا حکم دیا اور فویسق[2] (یعنے چھوٹا سا فاسق) اسکا نام رکھا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۹۹۸) ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گرگٹ کو پہلی چوٹ میں مار دے اُسکی سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری چوٹ میں (مارنے سے) اس سے کم اور تیسری چوٹ میں (مارنے میں) اس سے کم (نیکیاں لکھی جاتی ہیں) یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۹۹۹) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نبی کے ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا ان نبی نے حکم دیکر چیونٹیوں کے (سارے) بِل کو جلوا دیا اللہ برتر نے اُن نبی کے پاس وحی بھیجی کہ تیرے ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اور تو نے ایک جماعت کی جماعت جلا دی جو (ہماری) پاکی بیان کرتی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۱۰۰۰) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چوہا گھی میں گر پڑے تو گھی اگر جما ہوا ہو تو چوہے کو اور اسکے آس پاس کے گھی کو پھینکدو (اور باقی کو کھالو) اور اگر گھی پتلا ہو تو اُسکے قریب بھی نہ جاؤ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور دارمی نے ابن عباس سے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۱) سفینہ کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حُباری[3] کا گوشت کھایا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۲) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جلالہ[4] کے گوشت کھانے اور دودھ پینے

---

[1] مردود ملعون نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا تو گرگٹ خبیث بھی پھونکیں مارتا تھا کہ میں بھی جلکر آگ بھڑکیں تاکہ کچھ نہ بچا سکے حالانکہ اُسکی پھونک کوئی چیز نہ تھی تاہم اسکے اس خیال بد پر آنحضرت نے حکم دیا ہے کہ اسے مار دیا کرو ۱۲ [2] یعنے یہ بھی ان پانچ جانوروں کی طرح ہے جنکا مارنا حرم میں بھی جائز ہے اور تجربہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ جو چیز اسکے کھانے پینے میں آ جاتی ہے اسکے زہر کا بہت ضرر پہنچتا ہے ۱۲ [3] حباری ایک لمبی گردن کے جانور کا نام ہے جسکا خاکی رنگ ہوتا ہے اور چونچ کچھ لمبی ہوتی ہے اسکو تغدری بھی کہتے ہیں ۱۲ [4] جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو حلال ہو اور ہمیشہ نجاست کھاتا ہو اسکا گوشت کھانے اور دودھ پینے اور اسپر سوار ہونے میں اختلاف ہے اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ اسکا گوشت کھانا جائز نہیں ہے جبتک کہ تین روز تک اُسے بند کر کے پاک خوراک نہ کھلائے اور مرغی جو کبھی کبھی نجاست کھاتی ہے اسکا گوشت بلا کراہت جائز ہے ۱۲

منع فرمایا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جلالہ پر سوار ہونے سے بھی منع فرمایا ہے۔

(۱۰۰۳) عبدالرحمن بن شبل سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ[1] کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۴) جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلی کے (گوشت) اور بلی کی قیمت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۵) جابر ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن شہری گدھے اور خچر اور کچلیوں والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کا گوشت کھانا حرام کردیا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۰۶) خالد بن ولید نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے

(۱۰۰۷) خالد بن ولید ہی فرماتے ہیں جنگ خیبر کے دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لڑائی میں شریک تھا کہ یہود نے آکے یہ شکایت کی کہ لوگ ہماری کھجوریں جلد جلد توڑے لیتے ہیں (انہیں اور رسول خدا میں معاہدہ ہوچکا تھا) آپ نے مسلمانوں سے فرمایا یاد رکھو جن لوگوں سے عہد ہوگیا ہو انکا مال ناحق کھانا درست نہیں ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۸) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے دو مرے جانور اور دو خون حلال ہیں دو مری جانور تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ اور دار قطنی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۹) ابوالزبیر حضرت جابر سے نقل کرتے ہیں جابر کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مچھلی کو دریا باہر پھینکدے یا وہاں سے پانی پرے ہٹ جائے اُسے تم کھالیا کرو اور جو پانی ہی میں مرکر ابھر آئے[2] اُسکو نہ کھایا کرو یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور محی السنہ نے کہا ہے اکثر لوگ اسیر ہیں کہ یہ حدیث جابر پر موقوف ہے

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیثوں میں جو آیا ہے کہ گوہ نہیں کھاتا ہوں نہ اسے حرام کہتا ہوں وہ حکم پہلے تھا بعد ازاں آپ نے بالکل منع فرمادیا ۱۲

[2] اس حدیث سے طافی مچھلی کی حرمت نکلتی ہے یعنی جو مچھلی پانی ہی میں مرکر ابھر آئے اُسکا کھانا درست نہیں ہے یعنی رسول اللہ تک نہیں پہنچی ہے جابر ہی کا

(۱۰۱۰) حضرت سلیمان فرماتے ہیں کسی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کا حکم پوچھا آپ نے فرمایا ٹڈیاں خدا کا بہت بڑا لشکر ہے[ل] انہیں نہ میں کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور محی السنہ نے کہا ہے یہ حدیث ضعیف ہے۔

(۱۰۱۱) زید بن خالد کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مرغ کو برا کہنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بیشک مرغ نماز کیلئے (اذان دیتا یا) خبردار کرتا ہے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۰۱۲) حضرت زید بن خالد کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مرغ کو برا نہ کہا کرو کیونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۰۱۳) عبدالرحمن بن ابی لیلے کہتے ہیں (میرے والد) ابولیلی کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت سانپ گھر میں نکلے تو اس سے یہ کہدو ہم تجھ سے نوح[ک] اور سلیمان بن داؤد کے اقرار کے ذریعہ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں ایذا نہ دے پھر اگر وہ دوبارہ نکلے تو اسے مار ڈالو یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۴) عکرمہ ابن عباس سے نقل کرتے اور کہتے ہیں میں تو یہی جانتا ہوں کہ ابن عباس نے یہ حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ سانپوں کے مارنیکا حکم فرماتے تھے کہ جو کوئی انہیں بدلہ لینے[ک] کے ڈر سے چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۱۰۱۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے ہماری اور سانپوں[ک] کی لڑائی ہوئی ہے ہم نے ان سے صلح نہیں کی ہے اور جو کوئی انہیں سے کسی سانپ کو ڈر کر چھوڑ دیگا وہ ہم میں سے

ل جب خداوند کریم کسی قوم سے ناراض ہوتا ہے تو ان پر ٹڈیوں کا لشکر بھیجتا ہے ٹڈیاں اکر تمام اناج اور گھاس وغیرہ چاٹ جاتی ہیں اور اس قوم میں قحط پڑ جاتا ہے ۱۲ ک نوح علیہ السلام نے جب تمام جانوروں کو کشتی میں سوار کیا تھا اسوقت سانپ سے اقرار لے لیا تھا کہ انسان کو نستا ئیگا اور ایسے ہی حضرت سلیمان نے عہد لیا تھا جبکہ آپ تمام جانور اور جن اور انسان کے بادشاہ ہوگئے تھے ۱۲ ک بعض لوگ زمانہ جاہلیت میں یہ خیال کرتے تھے کہ سانپ کو مارد گے تو اسکا جوڑا ضرور بدلہ لیگا اس خیال سے اکثر لوگ نہیں مارتے تھے تو آپنے اس سے منع فرما دیا اور صاف کہدیا کہ جو کوئی ایسا اعتقاد کریگا وہ ہماری جماعت سے باہر ہے ۱۲ ک سانپ اور انسان میں پیدائشی عداوت ہے یا وہ عداوت مراد ہے جو حضرت آدم اور سانپ کے درمیان جنت سے نکلتے وقت خدا نے ڈالدی ہے اور یہ فرما دیا ہے تم سب نکل جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہوگے ۱۲

نہیں ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۶) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سانپوں کو مارا کرو اور جو کوئی اُن کے بدلہ لینے سے ڈریگا اور چھوڑ دیگا، وہ ہمارا (امتی) نہیں ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۷) حضرت عباس سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم چاہ زمزم کو صاف کرنا چاہتے ہیں اسمیں یہ جنان یعنے چھوٹے چھوٹے سانپ رہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مار ڈالنے کا حکم دیدیا یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۰۱۸) حضرت ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باریک سفید سانپ کے علاوہ جو چاندی کی چھڑی جیسا ہوتا ہے تمام سانپوں کو مار دیا کرو یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۰۱۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو اُسے ڈبو دیا کرو کیونکہ اُسکی ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں دوا ہے اور مکھی اسی پر کی طرف سے گرتی ہے جسمیں بیماری ہے اسلیے چاہیئے کہ اُسے ساری کو ڈبو دے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۰۲۰) ابوسعید خدری نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر مکھی کھانے میں گر پڑی تو اُسے ڈبو دیا کرو کیونکہ اُسکے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں دوا ہے اور وہ زہر والے پر کو آگے کر دیتی ہے اور دوا کے پر کو پیچھے رکھتی ہے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۰۲۱) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان چار جانوروں چیونٹی اور شہد کی مکھی اور ہدہد اور ممولے کے مارنے سے منع فرمایا ہے یہ حدیث ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۰۲۲) حضرت ابن عباس کہتے ہیں زمانہ جاہلیت کے لوگ کچھ چیزیں کھاتے تھے اور کچھ گھن کی وجہ سے نہیں کھاتے تھے بعد ازاں اللہ نے اپنی نبی کو بھیجا اور کتاب اُتاری اور اپنی حلال چیز کو حلال کر دیا اور حرام چیز کو حرام کر دیا۔ جو چیز اللہ نے حلال کر دی وہ حلال ہے اور جو چیز حرام کر دی وہ حرام ہے اور جس کا خدا نے بیان نہیں کیا وہ معاف ہے۔ پھر استدلالاً یہ آیت پڑھی

لہ اس حدیث میں آپ نے ان سانپوں کے مارنے کی اسوجہ سے اجازت دیدی تھی کہ چاہ زمزم کا صاف کرنا انکے مارے بغیر ممکن نہ تھا اسکے بعد دوسری حدیث میں انکے مارنے کی ممانعت ہے یہ جب ہے کہ انکے مارنے کی کچھ ضرورت نہ ہو ۱۲

لہ تاکہ زہر کا اثر جاتا رہے ۱۲

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً الآیہ۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲۳) ظاہر اسلمی کہتے ہیں میں ہنڈیا کے نیچے گدھے کا گوشت پکانے کو آگ جلارہا تھا کہ یکایک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تمہیں گدھوں کے گوشت (کھانے) سے منع فرماتے ہیں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲۴) ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے وہ اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی بیان کرتے تھے (آنحضرت نے فرمایا) جنات تین قسم کے ہیں ایک قسم کے پردار ہیں کہ ہوا پر اڑتے ہیں اور ایک قسم کے سانپ اور کتے ہیں اور ایک قسم ہے کہ گھروں میں رہتے ہیں اور سفر کرتے ہیں۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

باب عقیقہ[1] کا بیان

پہلی فصل (۱۰۲۵) سلمان بن عامر ضبی کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے لڑکے کے پیدا ہونے کے بعد عقیقہ کرنا (سنت) ہے تم اسکی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس کے سر کے بال دور کرو۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۱۰۲۶) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ بچوں کو لاتے تھے آپ انکے لئے دعاء برکت کرتے اور کھجور چبا کر انکے منہ میں دیدیتے تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲۷) اسماء بنت ابکر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر کا پیٹ انہیں مکہ میں رہا تھا اسماء کہتی ہیں میں مسجد قبا میں (وہ بچہ) جنی پھر میں اُسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیگئی اور اُسے آپ کی گود میں دیدیا آپ نے ایک کھجور منگا کر چبائی پھر اسکے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالدیا بعد ازاں آپ نے کھجور چبا کر اسکے منہ میں دیدی پھر آپ نے اسکے واسطے دعا کی اور اسکی مبارکباد دی اور عبداللہ سب سے پہلے بچے تھے جو زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۰۲۸) ام کرز کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے

---

[1] عقیقہ اسکو کہتے ہیں کہ پیدا ہوئے بچہ کے ساتویں دن سر کے بال منڈواتے ہیں اور بکری ذبح کرتے ہیں ۱۲

جانوروں کو اپنے گھونسلے پر بیٹھا رہنے دو[لہ] (ام کرز کہتی ہیں اور میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے لڑکے کی طرف سے
دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ذبح) کرنی چاہیئے اور بکری کا نر یا مادہ ہونا کچھ مضر نہیں ہے یہ
حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی اور نسائی کی روایت آپ کے اس فرمان سے لیکر کہ لڑکے کی
طرف سے (دو بکریاں ہیں) اخیر تک ہے (پرندوں کے نہ اڑانے وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے) اور ترمذی نے
کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

(۱۰۲۹) حضرت حسن (البصری) سمرہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا لڑکا عقیقہ نہ ہونے کی وجہ سے گروی رہتا ہے ساتویں دن اسکی طرف سے کچھ ذبح کرنا چاہیئے اور
اسی روز نام رکھو اور اسکا سر منڈائے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد
اور نسائی کی روایت میں مرتہن کے بدلے رہینۃ ہے (دونوں کے معنے گروی ہیں) اور امام احمد اور ابوداؤد
کی روایت میں نام رکھنے کی جگہ یہ ہے کہ عقیقہ کا خون بچہ کے سر پر لگے اور ابوداؤد نے کہا زیادہ صحیح یہی ہے[۲] کہ نام رکھے

(۱۰۳۰) محمد بن علی بن حسین[۳] حضرت علی بن ابو طالب سے روایت کرتے ہیں حضرت علی فرماتے تھے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے حسن کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی تھی اور فرمایا تھا اے فاطمہ اسکا سر منڈا دو
اور اسکے بالوں کے برابر چاندی صدقہ دیدو ہم نے بال تولے تو ایک درہم کے برابر یا کچھ کم تھے۔ یہ حدیث
ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند متصل نہیں ہے کیونکہ محمد بن علی
بن حسین حضرت علی بن ابیطالب سے نہیں ملے ہیں۔

(۱۰۳۱) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کے
عقیقہ میں ایک ایک[۴] دنبہ ذبح کیا تھا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور نسائی کے نزدیک دو دو دنبہ کرنیکا ذکر ہے

لہ زمانہ جاہلیت کی رسم تھی کہ جسوقت آدمی کو کوئی ضرورت پیش آتی تو جانوروں کو جا کر گھونسلوں میں سے اڑا دیتے اگر جانور اس آدمی
کی دائیں طرف اڑتا تو اس کام کو اچھا سمجھتے اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اسے برا سمجھتے آنحضرت نے اسکی ممانعت کر دی کہ تم بیچارے جانوروں
کو نہ ستایا کرو انہیں کچھ اثر نہیں ہے جو کچھ تمہاری قسمت میں ہوگا وہ ہو کر رہیگا ذرا بھی نہ ٹلیگا ۱۲ ۲ہ یعنے جسمیں خون ملنے کا ذکر ہے اس
روایت سے یہ روایت زیادہ صحیح ہے کہ جسمیں خون ملنے کی بجائے نام رکھنے کا ذکر ہے ۳ہ علی بن حسین امام زین العابدین کا نام ہے محمد انکے
بیٹے تھے محمد نے حضرت علی سے ملاقات نہیں کی ہے اسوجہ سے یہ حدیث مرسل ہے ۱۲ ۴ہ ان روایتوں میں اسطرح مطابقت ہوسکتی ہے
کہ ایک دنبہ پہلے دن ذبح کیا ہوگا اور ایک ساتویں دن کیا ہوگا اور ایک دنبہ آپ نے اپنے پاس سے کیا ہوگا ۱۲۔

(۱۰۳۲) عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عقیقہ کی بابت دریافت کیا آپ نے فرمایا اللہ عقوق[1] کو نہیں پسند کرتا راوی کہتے ہیں گویا کہ آپ کو یہ نام[2] برا لگا پھر فرمایا جسکے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ شخص بچہ کی طرف سے کچھ ذبح کرنا چاہتا ہے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کر دیا کرے ۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے ۔

(۱۰۳۳) ابورافع کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہ کے ہاں حسن بن علی پیدا ہوئے تو آپ نے اُنکے کان میں نماز کی اذان جیسی اذان دی یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔

تیسری فصل

(۱۰۳۴) حضرت بریدہ کہتے ہیں زمانہ جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تھا تو بکری ذبح کرکے اُسکا خون بچہ کے سر پر ملتے تھے جب زمانہ اسلام ہوا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے اور اُسکا سر منڈاتے تھے اور اسکے سر پر زعفران ملتے تھے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور رزین نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ اُسکا نام بھی (اُسی دن) رکھتے تھے ۔

کتاب کھانوں (کی قسموں اور کھانا کھانیکے آداب) کا بیان

پہلی فصل

(۱۰۳۵) عمر بن ابی سلمہ کہتے ہیں میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور بمقتضائے بچپن کے کھانا کھاتے وقت) میرا ہاتھ رکابی میں ہر طرف چلتا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا بسم اللہ پڑھ اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا یہ روایت متفق علیہ ہے ۔

(۱۰۳۶) حذیفہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اُسے شیطان حلال[3] سمجھتا ہے ۔

---

[1] کیونکہ جو شخص یہ چاہے کہ بڑی عمر میں بچہ میرا عاق یعنے نافرمان نہ ہو اُسے بچہ کا عقیقہ کرنا چاہیے ۱۲

[2] توریشتی نے کہا ہے یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں عقیقہ کا نام لیا ہے اگر یہ نام آپ کو برا معلوم ہوتا تو اتنی جگہہ ہرگز نام نہ لیتے بلکہ آپکی مراد یہ ہے کہ اللہ بر تر کو ماں باپ عق سے عقوق ناپسند ہے ۔ عقیقہ کرنا بہت اچھا ہے ۱۲

[3] یعنے اُسے شیطان کھا سکتا ہے اور جسپر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اُس کھانے پر شیطان قابو نہیں پا سکتا ۱۲

(۱۰۳۷) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت آدمی اپنے گھر میں آتا ہے اور گھر میں آتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے اس گھر میں نہ تمہارے رہنے کی جگہہ ہے اور نہ تمہارے لئے کھانا ہے اور جب کوئی آتا ہے اور آتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان اپنے ہمراہی چیلوں سے کہتا ہے کہ (اس گھر میں) تمہیں رات بسر کرنیکی جگہ مل گئی اور جب کھانا کھانیکے وقت آدمی اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان (از رہ مسرت) کہتا ہی تمہیں اس گھر میں ٹھکانا اور کھانا ملگیا یہ حدیث مسلم نے

(۱۰۳۸) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیئے اور جب پانی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۰۳۹) حضرت ابن عمر ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے اور نہ بائیں ہاتھ سے پانی پئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اسی ہاتھ سے پیتا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۴۰) کعب بن مالک کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھانا کھاتے تھے اور ہاتھ پونچھنے سے پہلے چاٹ لیتے تھے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۰۴۱) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور رکابیوں کے چاٹنے کا ارشاد فرمایا ہے اور کہا ہے تمہیں معلوم نہیں ہے کہ کونسے کھانے میں برکت ہے[1] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۴۲) حضرت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ کو چاٹے[2] یا چٹائے بغیر پونچھے نہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۰۴۳) جابر کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے شیطان آدمی کے ہر کام کے وقت موجود ہوتا ہے یہانتک کہ کھانے کے وقت بھی وہیں ہوتا ہے جب تم میں سے کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو اسمیں جو کچھ لگ گیا ہو اُسے دور کر کے کھا جائے اور اُسے شیطان[3] کے لئے نہ چھوڑ دے اور جب کھا چکے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ اُسے نہیں معلوم کہ کونسے کھانے میں برکت ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۴۴) ابو جحیفہ کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

---

[1] آیا برکت اُس کھانے میں ہے جو کھایا ہے یا اُسمیں ہے جو رکابی یا انگلیوں میں لگا رہگیا اسلئے کچھ نہیں چھوڑنا چاہیئے ۱۲

[2] یا خود چاٹ لے یا اور کسی بچے وغیرہ کو چٹا دے ۱۲

[3] اُسے ضائع نہ کرے اگر زیادہ ہی لگ گئی ہو تو بلی کتے کو کھلا دے پھینکے نہیں ۱۲

(۱۰۴۵) حضرت قتادہ حضرت انس سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم خوان پر اور طشتری میں کھانا نہیں کھاتے تھے اور نہ آپ کے لیے کبھی چپاتی پکائی گئی کسی نے قتادہ سے پوچھا پھر کس چیز پر کھاتے تھے وہ بولے دستر خوان پر (کھاتے تھے) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۶) حضرت انس فرماتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ برتر سے ملنے کے وقت تک چپاتی (کی صورت) نہیں دیکھی اور نہ کبھی اپنی آنکھ سے بکری دم پخت کی ہوئی دیکھی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے[1]

(۱۰۴۷) سہل بن سعد کہتے ہیں جس وقت سے اللہ نے رسول خدا کو پیغمبر بنا کر بھیجا وفات ہونے کے وقت تک آپ نے میدہ کبھی نہیں دیکھا اور کہتے تھے جب سے اللہ نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا وفات پانے کے زمانے تک آپ نے چھلنی نہیں دیکھی کسی نے پوچھا تم بن چھنے جو (کا آٹا) کیونکر کھاتے تھے وہ بولے ہم جو کو پیسکر پھونک لیتے تھے اس سے جو کچھ (بھوسی وغیرہ) اڑنی ہوتی اڑ جاتی اور جو کچھ باقی رہتا اُس ہم گوندھ لیتے اور (پکا کر) کھا لیتے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۱۰۴۸) ابو ہریرہ کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو کبھی بُرا نہیں سمجھا اگر کسی کھانے کو جی چاہتا تو کھا لیتے اور اگر اچھا نہ معلوم ہوتا تو چھوڑ دیتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۴۹) ابو ہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کھانا بہت کھاتا تھا پھر مسلمان ہو گیا تو کم کھانے لگا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا بیشک ایماندار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتوں میں کھاتا ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم نے ابو موسیٰ اور ابن عمر سے اتنی ہی حدیث بیان کی ہے۔ جو رسول اللہ کی طرف مسند ہے[2] (ایک شخص کا جو بہت کھاتا تھا ذکر نہیں ہے) اور مسلم کی دوسری روایت میں جو ابو ہریرہ سے منقول ہے یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک کافر مہمان آیا تو آپ نے ایک بکری کے دودھ دُہنے کو ارشاد فرمایا پھر اُس شخص نے وہ دو ہا ہوا دودھ پیا پھر آپ نے اور بکری کے دودھ دُہنے کو فرمایا اُسنے وہ بھی پی لیا پھر آپ نے اور بکری کے دودھ دُہنے کو فرمایا اُسنے وہ بھی پی لیا

[1] یعنے آپ نے پتلی معدی کبھی نہیں کھائی ہمیشہ موٹی روٹی کھاتے تھے اور جن والے بکری کے بال دور کر کے چمڑی سمیت بھونکر کھاتے تھے جیسے مرغی میں ہمیشہ اور دم پخت بکری کہتے ہیں آنحضرت نے اسطرح بھنی ہوئی بکری بھی نہیں کھائی ۱۲

[2] یعنے اتنی حدیث رسول خدا سے نقل کی گئی اور آگے مسلم کی دوسری روایت صرف ابو ہریرہ سے منقول ہے۔

۱۲ منہ

یہانتک کہ سات بکریوں کا دودھ پیا اور دودھ پی گیا پھر صبح ہوئی تو وہ شخص مسلمان ہو گیا سو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے واسطے ایک بکری کے دودھ دُہنے کا حکم دیا اُسنے وہ دودھ پی لیا پھر آپ نے دوسری بکری کے دودھ دُہنے کو فرمایا وہ شخص وہ سارا دودھ نہ پی سکا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک انتڑی میں پیتا ہے اور کافر سات انتڑیوں[1] میں پیتا ہے۔

(۱۰۵۰) ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کو کافی ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار[2] آدمیوں کو کافی ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے ؎

(۱۰۵۱) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو کافی ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار کو اور چار کا آٹھ آدمیوں کو کافی ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۲) حضرت عائشہ کہتی ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے تلبینہ[3] بیمار کے دل کو راحت پہنچانے والا ہے اور کچھ غم دور کرتا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۳) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بلایا جو اُسنے تیار کیا تہا انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میں[4] بھی گیا تہا اُسنے جو کی روٹی اور شوربا جسمیں کدو تھا اور خشک گوشت (پڑا ہوا) تھا آپ کے آگے لاکے رکھا مینے آنحضرت کو دیکھا کہ آپ پیالے کے کناروں میں سے کدو ڈھونڈھ کر کھاتے تھے اُسدن سے میں بھی کدو کو پسند کرتا ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۴) عمرو بن امیہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں بکری کا شانہ لئے ہوئے کاٹ (کر کھا) رہے تھے پھر نماز کے واسطے آپ کو بلایا گیا تو آپ نے اسے اور اُس چھری کو جس[5] سے گوشت کاٹ رہے تھے رکھکر کھڑے ہو گئے پھر (تازہ) وضو کئے بغیر نماز پڑھ لی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان کو اپنی حرص کم ہوتی ہے اور کافر کو زیادہ ہوتی ہے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ مسلمان کو صبر و قناعت کرنی لازم ہے اور معدہ کو خالی رکھنا چاہیے تاکہ دل میں صفائی اور نور پیدا ہو کافروں کی طرح تمام آنتوں کو کھانے ہی سے نہ بھرے ۱۲

[2] غرض یہ ہے کہ آدمیوں کو پیٹ بھرنے سے کم کھانے پر قناعت کرنی چاہیے اور دوسرے محتاجوں کو کھانے میں شریک کر لینا چاہیے ۱۲

[3] تلبینہ آٹے اور دودھ کا بنتا ہے جو حریرہ کی طرح ہوتا ہے ۱۲ [4] یا تو انس کی بھی دعوت ہوگی یا اس وجہ سے آنحضرت کے ساتھ چلے گئے کہ یہ آپ کے خادم تھے اور خادم اکثر ساتھ جایا کرتے ہیں ۱۲ [5] ضرورت کے وقت چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہے یعنے گوشت گلا نہ ہو یا بڑے بڑے ٹکڑے ہوں اور اگر ضرورت نہ ہو تو وہ مکروہ ہے ۱۲

(۱۰۵۵) حضرت عائشہ کہتی ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو میٹھی چیز اور شہد بہت پسند تھا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۶) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے روٹی کا سالن مانگا گھر والوں نے کہا ہمارے پاس تو سرکہ ہی ہے آپ وہی منگا کر کھانے لگے اور فرماتے تھے سرکہ سب سے اچھا سالن ہے سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۷) سعید بن زید کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی مَن کی قسم سے ہے[۱] اور اسکا پانی آنکھ کی دوا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ کھنبی اُس مَن میں سے ہے جو اللہ برتر نے موسیٰ علیہ السلام پر اُتارا تھا۔

(۱۰۵۸) عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ککڑی ملا کر کھا رہے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۹) حضرت جابر کہتے ہیں ہم رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موضع مرالظہران میں پیلو کے درخت کے پھل کھایا کرتے تھے آپ نے فرمایا تم اُسکا کالا پھل کھایا کرو کیونکہ وہ اچھا ہوتا ہے کسی نے پوچھا کیا آپ بکریاں چراتے تھے (کیونکہ یہ بات بکری چرانے والوں ہی کو معلوم ہوتی ہے) آپ نے فرمایا ہاں اور ایسا کونسا نبی ہے جسنے بکریاں نہیں چرائیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۰) حضرت انس فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اکڑوں بیٹھے ہوئے کھجوریں کھاتے دیکھا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ کھجوریں جلد جلد کھاتے تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۱) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم دو دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرماتے تھے جبتک کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ لے لے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] جو مَن کہ میدانِ تیہ میں حضرت موسیٰؑ کی قوم کے کھانیکو آسمان سے اترا تھا اور انہیں اُسکے حاصل کرنے میں کچھ مشقت نہ ہوتی تھی ایسے ہی کھنبی ہے کہ خود بخود زمین میں اُگ آتی ہے کسیکو بونے پانی دینے کی مشقت نہیں ہوتی ۱۲

[۲] پیلو کی جنگلی لوگوں اور بکری چرانے والوں کو بڑی پرکھ ہوتی ہے آنحضرت نے جو اس کی صفت بیان کی تو لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کو یہ بات کیونکر معلوم ہے اسے تو بکری چرانے والے خوب جانتے ہیں کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں آپ نے جواب دیا ایسا کوئی بھی نبی نہیں جسنے بکریاں نہ چرائی ہوں ۱۲

(۱۰۶۲) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں جنکے پاس کھجوریں ہوں وہ لوگ بھوکے نہیں رہ سکتے۔ ایک روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا اے عائشہ جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ گھر والے بھوکے ہیں یہ دو بار یا تین بار کہا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۳) حضرت سعد کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی صبح کو (نہار منھ) سات عجوہ[1] کھجوریں کھالے اُس دن اُسے کوئی زہر اور جادو ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۰۶۴) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موضع عالیہ[2] کی عجوہ کھجوروں میں شفا ہے اور انکا سویرے ہی کھانا تریاق (کی خاصیت رکھتا) ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۱۰۶۵) حضرت عائشہ ہی کہتی ہیں ہم پر ایک ایک مہینہ ایسا گزر جاتا تھا کہ اسمیں ہمارے ہاں آگ تک نہیں سلگتی تھی ہماری غذا پانی اور کھجوروں کے علاوہ کچھ نہ ہوتی تھی ہاں اگر کہیں سے کچھ تھوڑا سا گوشت آجاتا (تو وہ کھالیتے تھے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۶) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے کبھی دو دن برابر گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی ایکدن[3] ضرور کھجوریں ہی ہوتی تھیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۷) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ہمنے دو سیاہ[4] چیزیں (یعنے کھجور اور پانی) کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۸) حضرت نعمان بن بشیر فرماتے تھے کہ تمکو تو جو کچھ تم کھانا پینا چاہتے ہو (میسر ہے) اور تمہارے نبی کو میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے پاس خراب کھجوریں بھی اتنی نہ ہوتی تھیں جن سے آپکا پیٹ بھر جائے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۱۰۶۹) ابوایوب فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا آتا تو آپ کچھ کھالیتے اور بچا ہوا کھانا میرے پاس بھیجدیتے[5] تھے اور ایکدن آپنے میرے پاس ایک رکابی بھیجی کہ اسمیں سے کچھ نہیں کھایا تھا کیونکہ اُس میں

[1] عجوہ مدینہ کی ایک خاص قسم کی کھجوروں کو کہتے ہیں جو مائل بہ سیاہی ہوتی ہیں اور وہاں کی تمام کھجوروں سے اچھی ہوتی ہیں ۱۲

[2] عالیہ مسجد قبا کی طرف مدینہ شریف میں ایک مقام کا نام ہے ۱۲ [3] یعنے ایک دن اگر روٹی کھا لیتے تو دوسرے دن صرف کھجوریں ہی کھائی جاتی تھیں دو دن تک برابر روٹی کبھی نہیں کھائی ۱۲ [4] کھجور تو سیاہ ہوتی ہے اور پانی کو سیاہ بطور تغلیب کہدیا جیسے والد اور والدہ کو والدین اور شمس و قمر کو قمرین کہدیتے ہیں ۱۲ [5] یہ شاید اُس وقت کا ذکر ہے کہ جب آپ شروع ہی شروع میں مدینہ میں تشریف لے گئے تھے اور ابوایوب ہی کے مکان پر رونق افروز ہوئے تھے ۱۲

لہسن (پڑا ہوا) تھا میں نے آپ سے پوچھا کیا یہ حرام ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں اس کے بدبو کی وجہ سے بُرا سمجھتا ہوں (راوی کہتے ہیں) ابو ایوب بولے جسے آپ بُرا سمجھتے ہیں اُسے میں بھی بُرا سمجھتا ہوں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۰) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لہسن یا پیاز کھائے اُسے ہم سے دور رہنا چاہیئے یا آپ نے یہ فرمایا کہ ہماری مسجد سے دور رہنا چاہیئے یا اپنے گھر ہی میں بیٹھا رہے اور آنحضرت کی خدمت میں ایک ہانڈی لائی گئی جسمیں ہری ترکاریاں (پکی ہوئی) تھیں آپکو انہیں سے بدبو آئی تو آپ نے اپنے کسی صحابی کیطرف (منہ کرکے) فرمایا یہ (انہیں) دیدو اور (اُن سے) فرمایا تم کھالو کیونکہ میں ان سے[1] سرگوشی کرتا ہوں جن سے تم نہیں کرتے ہو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۷۱) مقدام بن معدیکرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا اپنے کھانے کو ماپ تولا کرو تمہارے واسطے اسمیں برکت ہوگی۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۱۰۷۲) ابو امامہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جس وقت دسترخوان اُٹھایا جاتا تو آپ یہ پڑھتے الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا[2]۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۱۰۷۳) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو ایک لقمہ کھا کر اسکا شکر کرتا ہے اور ایکبار پانی پیکر شکر کرتا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے[3] اور حضرت عائشہ اور ابو ہریرہ کی دو حدیثیں جنکا شروع یہ ہے کہ محمد کے گھر والوں نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور (ابو ہریرہ کی روایت کا شروع یہ ہے کہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لیگئے[4] خدا چاہے تو ہم فقیروں کی فضیلت کے باب میں ذکر کرینگے (جو کہ مصابیح میں اس جگہ مذکور ہیں)۔

دوسری فصل

(۱۰۷۴) حضرت ابو ایوب کہتے ہیں ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے) تھے کہ آپکے سامنے کھانا رکھا گیا میں نے اول کھانے کے وقت اُس کھانے سے زیادہ برکت والا کوئی کھانا نہیں دیکھا اور نہ آخر میں اس سے کم برکت والا کوئی کھانا دیکھا[5]۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی کیا وجہ تھی آپ نے فرمایا

---

[1] اس سے عام فرشتے اور خصوصاً جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں ۱۲ [2] ترجمہ سب تعریف بہت سی اور پاکیزہ برکت والی جو کبھی منقطع نہ ہو اور نہ جاتی رہے اور نہ اس سے کوئی بے پروائی کرے خدا ہی کے لئے ہے ۱۲ [3] یہ حضرت عائشہ کی حدیث کا سرا ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث کا سرا یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لیگئے ۱۲ [4] یعنی شروع میں اسمیں اسقدر برکت معلوم ہوئی کہ اس سے پہلے میں نے کبھی ایسی برکت کا کھانا نہیں دیکھا تھا اور آخر میں وہ کھانا اسقدر بے برکت ہوگیا کہ اس سے زیادہ میں نے کوئی بے برکت کا کھانا نہیں دیکھا ۱۲

پہلے کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لی تھی پھر ایک شخص بیٹھا کہ اُسنے کھایا اور بسم اللہ نہیں پڑھی اُسکے ساتھ شیطان نے بھی کھالیا (اسوجہ سے برکت جاتی رہی) یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۰۷۵) حضرت عائشہ کہتی ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھائے اور کھانے پر بسم اللہ پڑھنی بھول جائے تو (جب یاد آئے) یہ کہدے بسم اللہ اوّلہ وآخرہ (یعنے اسکی ابتدا وانتہا اللہ کے نام پر ہے)[۱] یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۰۷۶) اُمیہ بن مخشی فرماتے ہیں ایک شخص نے کھانا کھالیا تھا اور بسم اللہ نہیں پڑھی تھی جب اُس کھانے کا ایک ہی لقمہ رہگیا تو اُسے منہ کیطرف اٹھاتے وقت اُسنے کہدیا بسم اللہ اوّلہ وآخرہ۔ آنحضرت کو ہنسی آئی پھر فرمایا شیطان اُسکے ساتھ ساتھ کھاتا رہا جبکہ اسنے اللہ کا نام لیا تو شیطان کے جو کچھ پیٹ میں گیا) تھا سارا اُسنے نکالدیا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۷) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاچکتے تو الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین[۲] پڑھتے تھے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۱۰۷۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شکر گزار کھانے[۳] والا صبر کرنیوالے روزے دار کے برابر ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ اور دارمی نے اسے سنان بن سنہ سے اُسنے اپنے والد سے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۹) حضرت ابوایوب فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کھاتے یا پیتے تھے تو الحمد للہ[۴] الذی اطعم وسقی وسوغہ وجعل لہ مخرجا پڑھتے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۰) حضرت سلمان (فارسی) فرماتے ہیں میں نے توریت میں پڑھا تھا کہ کھانیکی برکت کھانے کے بعد وضو کرنے سے ہوتی ہے (جب میں مسلمان ہوا تو) میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کھانے میں برکت

---

۱ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ابتداء میں بسم اللہ کہنی نہ یاد رہے تو جس وقت یاد آئے اُسی وقت کہہ لے ۱۲

۲ ترجمہ اس خدا کا شکر ہے جسنے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا ۱۲

۳ یعنے جو کوئی کھانا کھا کر خدا کا شکر ادا کرے وہ ایسا ہے جیسے کسی نے روزہ رکھ کر صبر کیا ۱۲

۴ یعنے اُس خدا کا (ہزار ہزار) شکر ہے جسنے کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور آسانی کے ساتھ حلق سے اتارا اور اسکے نکلنے کا بھی راستہ بنایا

۵ اس سے کھانا [illegible] منظور ہے ۱۲

کھانے سے پہلے اور پیچھے وضو کرنے کے سبب سے ہوتی ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۱) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے آئے تو آپ کے سامنے کھانا رکھا گیا صحابہ نے عرض کیا کیا ہم آپ کے واسطے وضو کا پانی لے آئیں آپ نے فرمایا (نہیں) مجھے اسوقت وضو کرنیکا حکم ہوا ہے جب میں نماز پڑھنے کا ارادہ کروں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔

(۱۰۸۲) حضرت ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ثرید[۲] کی ایک رکابی آئی آپ نے فرمایا اسکے کناروں میں سے کھاؤ بیچ میں سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت اسکے بیچ ہی میں اترتی ہے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی شخص کھانا کھائے تو رکابی (یا پیالے) کے اوپر[۳] سے نہ کھائے بلکہ نیچے یعنی کنارے سے کھائے کیونکہ برکت کھانے کی اوپر کی طرف سے اترتی ہے۔

(۱۰۸۳) عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا اور نہ آپ کے پیچھے کبھی دو آدمی چلتے تھے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۴) عبداللہ بن حارث بن جزء فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبکہ آپ مسجد میں رونق افروز تھے کوئی شخص[۴] روٹی لایا آپ نے وہ روٹی کھائی اور آپ کے ساتھ ہمنے بھی کھائی پھر آپنے کھڑے ہو کے نماز پڑھی اور آپکے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی اور اس سے زیادہ ہمنے کچھ نہ کیا کہ اپنے ہاتھ کنکروں سے پونچھ لئے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۵) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص گوشت لایا اور آپکو دست کا گوشت (پکا ہوا) اٹھا کے دیا اور آپ کو دست کا گوشت بہت مرغوب تھا آپ نے اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۱۰۸۶) حضرت عائشہ کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گوشت چھری سے کاٹو کیونکہ یہ

[illegible] وضو کرنا مراد ہے [illegible] روٹی [illegible] بلکہ نیچے ہی [illegible] کھانے کی برکت جاتی رہتی ہے [illegible] لوگوں کا قاعدہ ہے کہ [illegible] پیچھے پیچھے چلا کرتے

عجمیوں کا فعل ہے اور دانتوں سے نوچ کر کھایا کرو کیونکہ اس طرح کھانا زیادہ اور خوشگوار ہوتا ہے - یہ حدیث
ابوداؤد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے اور دونوں نے کہا ہے - یہ حدیث قوی نہیں ہے -

(۱۰۸۷) ام منذر فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ
حضرت علی بھی تھے اور ہمارے ہاں خوشے کھجور کے لٹکے ہوئے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (وہ کھجوریں) کھانے لگے
اور آپ کے ساتھ حضرت علی بھی کھانے لگے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی یہ نہ
کھاؤ کیونکہ تم (ابھی بیماری سے اٹھے ہو اور) ناتوان[1] ہو ام منذر کہتی ہیں میں نے ان سب کے واسطے چقندر اور جو
تیار کئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی اس میں سے کھاؤ بیشک تمہارے بہت موافق ہے - یہ حدیث امام احمد
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے -

(۱۰۸۸) حضرت انس فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو نیچے کا کھانا[2] بہت پسند تھا یہ حدیث
ترمذی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے روایت کی ہے -

(۱۰۸۹) حضرت نبیشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پیالے (یا
رکابی) میں کھائے اور پھر اسے چاٹے تو وہ پیالہ اسکی بخشش کی دعا مانگتا ہے - یہ حدیث امام احمد اور ترمذی
اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے -

(۱۰۹۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رات کو سو رہے اور اسکے
ہاتھ میں چکنائی لگی ہو اور دھویا نہ ہو پھر اسے کچھ ایذا پہونچے تو وہ اپنے ہی تئیں ملامت کرے یہ حدیث ترمذی
اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے -

(۱۰۹۱) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سب کھانوں سے زیادہ روٹی کا ثرید
اور ملیدہ کا ثرید محبوب تھا - یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے -

(۱۰۹۲) ابو اسید انصاری کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیتون کا تیل کھایا کرو اور اسی کو
(بدن پر) ملا کرو کیونکہ وہ برکت والے درخت کا (تیل) ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے

[1] بیمار و ناتوان کو طاقت دار چیز کھانی مضر ہوتی ہے اسلئے تمہیں ہلکی غذا کھانی چاہئیے۔ [2] اس سے یہ مراد نہیں ہے
کہ آپ نہ دیگی کو پسند کرتے تھے بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ پہلے اور لوگوں کو کھلا دیتے تھے بعد پیچھے نیچے کا بچا ہوا خواہ شوربا ہو یا جو کچھ
[illegible]

(۱۰۹۳) ام ہانی فرماتی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو پوچھا کیا تیرے پاس کچھ ہے! میں نے عرض کیا خشک روٹی اور سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا لے آ جس گھر میں سرکہ ہو وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۰۹۴) عبداللہ بن سلام کے بیٹے یوسف فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑہ لیکر اس پر کھجور رکھی اور فرمایا یہ کھجور اس روٹی کے ٹکڑہ کا سالن ہے پھر آپ نے کھالیا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۰۹۵) حضرت سعد فرماتے ہیں میں سخت بیمار ہوا نبی صلے اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو آئے تو اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا یہاں تک کہ اسکی ٹھنڈک میرے دل پر معلوم ہوئی پھر آپ نے فرمایا بیشک تیرے دل میں بیماری ہے حارث بن کلدہ کے پاس جا جو قبیلہ ثقیف[۱] کا بھائی ہے کیونکہ وہ طب جانتا ہے (پھر فرمایا)[۲] مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں لینی چاہئیں اور انہیں گٹھلیوں سمیت کوٹنا چاہیے پھر انہیں تیرے منہ میں لگایا جاوے (تو ضرور آرام ہو جاویگا) یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۹۶) حضرت عائشہ نقل کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تربوز تازی کھجوروں کے ساتھ کھایا کرتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد نے زیادہ بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے کھجور کی گرمی تربوز کی ٹھنڈک[۳] سے اور تربوز کی ٹھنڈک کھجور کی گرمی سے ٹوٹ جاتی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے

(۱۰۹۷) حضرت انس فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص ایک پرانی کھجور لایا آپ اسے چیرنے لگے اور اسمیں سے کیڑے[۴] نکالنے لگے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۰۹۸) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص جنگ تبوک میں ایک پنیر کا ٹکڑہ لایا آپ نے چھری منگائی پھر بسم اللہ پڑھکر (اسے) کاٹا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۰۹۹) حضرت سلمان کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے گھی اور پنیر اور فرا[۵] (جنگلی گدھے) کا ...

---

[۱] یعنی قبیلہ ثقیف میں سے ہے ۱۲ [۲] یعنی آپ نے طبیب کے پاس جانیکو فرمایا پھر سوچا کہ یہ طبیب کے پاس کہاں جائیگا خود ہی دوا بتادی ۱۲ [۳] یعنی چونکہ تربوز بہت ہی ٹھنڈا ہوتا ہے اور کھجور گرم اسلئے دونوں ملکر معتدل ہو جاتے ہیں ۱۲

[۴] آپ نے پھینکا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز میں کیڑے ہو جاویں تو وہ نجس نہیں ہوتی کیڑے نکالکر کھانی درست ہے جیسے کھجور وغیرہ ... ۱۲ [۵] فرا سے مراد جانوروں کی کھال ہے یعنی پوستین وغیرہ جو کھال کو دباغت کئے بنا کر پہنتے تھے ۱۲

بابت دریافت کیا آپ نے فرمایا جو چیز اللہ برتر نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے وہ حلال ہے اور جو چیز اپنی کتاب میں حرام فرمادی ہے وہ حرام ہے اور جس کی بابت خاموشی اختیار کی (یعنے کچھ نہیں فرمایا) معاف درگزر کی گئی ہے یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے بعد صحیح تر روایت کی اعتبار سے یہ حدیث موقوف ہے (رسول اللہ تک نہیں پہنچی ہے)۔

(۱۱۰۰) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس سفید گجر گیہوؤں کی روٹی دودھ اور گھی میں بھیگی ہوئی ہو اُن میں سے ایک آدمی اٹھا اور اسی طرح کی روٹی پکوا کر آپ کے پاس لایا آپ نے پوچھا یہ گھی کس چیز میں تھا وہ بولا گوہ (کے چمڑے) کی کپی میں تھا آپنے فرمایا اسے اٹھالے (کیونکہ مجھے گھن آتی ہے) یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ اور ابوداؤد نے کہا ہے یہ حدیث منکر ہے۔

(۱۱۰۱) حضرت علی فرماتے ہیں آنحضور نے لہسن (پیاز) کھانے سے منع فرمایا مگر پکا ہوا یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۱۰۲) ابو زیاد کہتے ہیں کسی نے حضرت عائشہ سے پیاز کی بابت پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ سب سے اخیر جو کھانا آنحضرت نے کھایا ہے وہ کھانا تھا جس میں پیاز (پڑی ہوئی) تھی یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۰۳) بُسر کے دونو سُلمی بیٹے (عطیہ اور عبداللہ) کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے مکھن اور کھجوریں آپکے آگے رکھیں آپکو مکھن اور کھجوریں پسند بھی تھیں یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۱۰۴) عکراش بن ذویب فرماتے ہیں ہمارے پاس ایک بڑا پیالہ کوئی آدمی لایا جسمیں بہت سے روٹی کے ٹکڑے شوربے میں بھیگے ہوئے اور گوشت کی بوٹیاں تھیں میں پیالے میں چاروں طرف ہاتھ ڈالنے لگا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے آگے سے کھارہے تھے آنحضرت نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑ کے فرمایا اے عکراش ایک جگہ سے کھا کیونکہ یہ ایک طرح کا کھانا ہے پھر ہمارے پاس ایک شخص ایک طباق لایا جسمیں کئی طرح کی کھجوریں تھیں یا (رطبیں) اپنے آگے سے کھانے لگا اور آنحضرت کا ہاتھ طباق میں ہر طرف پھرتا تھا پھر آپ نے فرمایا اے عکراش جس طرف سے تیرا جی چاہے کھا کیونکہ یہ ایک طرح کا کھانا نہیں ہے پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنی ہتھیلیوں کی تری سے اپنا منھ اور دونوں ہاتھ اور سر پر مسح کر لیا اور فرمایا اے عکراش آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا اسطرح وضو کرنا ہے

ﻟﻪ یعنے بہت صحیح روایت یہی ہے کہ یہ حدیث سلمان کا قول ہے آنحضرت تک نہیں پہنچی ۱۲ ﻟﻪ کیونکہ اس سے بیان کی خواہش ظاہر کرنی آنحضرت کی شان اقدس سے بعید ہے ۱۲ ﻟﻪ یعنی [illegible]

یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۰۵) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے جب کسی کو بخار آتا تھا تو آپ انہیں حریرہ بنانے کو فرماتے تھے جب بن جاتا تو انہیں حکم دیتے کہ اسے پیئیں اور فرماتے تھے کہ بیشک حریرہ غمگین کے دل کو تقویت دیتا ہے اور بیمار کے دل کو سرور پہونچاتا ہے جیسے کہ تم پانی سے منہ کا میل دور کر کے خوش ہوتی ہو یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۱۰۶) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجوہ کھجور جنت کی ہے اور اسمیں زہر کی دوا ہے اور کھمبی مَنّ کی قسم سے ہے اور اسکا پانی آنکھ کی دوا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۱۰۷) مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک آدمی کے ہاں مہمان گیا آپ نے سینہ (کا گوشت بھونے) کو ارشاد فرمایا تو گوشت بھونا گیا پھر آپ چھری لیکر میرے واسطے اس سے گوشت کاٹنے لگے (اتنے میں) آپ کو نماز کی خبر کرنے بلال آئے اور آپ نے چھری پھینک فرمایا بلال کو کیا ہوا اسکے ہاتھ خاک آلودہ ہوں مغیرہ کہتے ہیں خیرہ کی (یعنی میری) لبیں بڑھی ہوئی تھیں آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا مسواک پر رکھ کر میں تیری لبیں کتر دوں یا یہ فرمایا کہ تو اپنی لبیں مسواک پر رکھ کر کتر لے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۰۸) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جب کسی کھانے میں حاضر ہوتے تھے تو جب تک پہلے رسولِ خدا اپنا ہاتھ کھانے میں نہ ڈالتے ہم اپنا ہاتھ نہیں ڈالتے تھے ایک دفعہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھانے پر بیٹھے تھے کہ ایک لڑکی (اسطرح) آئی جیسے کوئی اُسے دھکیلتا ہو اُسنے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی اسیطرح آیا کہ جیسے کوئی اُسے دھکیلتا تھا آپ نے اُسکا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا بیشک شیطان اُس کھانیکو اپنے واسطے حلال سمجھتا ہے جسپر خدا کا نام نہ لیا جاوے اور بیشک شیطان اس لڑکی کو اسلیئے لایا تھا کہ (یہ لڑکی بسم اللہ پڑھے بغیر کھانے میں ہاتھ ڈالدے تو) اس کھانے کو اپنے لئے حلال کر لے اسی واسطے میں نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا پھر شیطان اُس گنوار کو لایا تاکہ اسکی وجہ سے اسکو اپنے لئے حلال کر لے میں نے اسکا بھی ہاتھ پکڑ لیا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے بیشک شیطان کا ہاتھ

لہ اسی طرح حریرہ سے دل کا غم والم دور ہوتا ہے ۱۲ ع یہ بد دعا کا کلمہ ہے جیسے یہاں کہتے ہیں فلانے کی آنکھوں میں خاک یا اسکا حقیقی معنے مقصود نہیں بلکہ تنبیہ کرنا مقصود ہے ۱۲ ع یعنی جیسے کوئی پیچھے سے دھکے دیتا چلا آتا ہو سو شیطان دھکیلتا ہوا لیتا تھا جسکا آگے ذکر ہے ۱۲

اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں (پکڑا ہوا) ہے ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۰۹) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام خریدنا چاہا اور انکے آگے کھجوریں ڈالدیں اس نے بہت سی کھجوریں کھالیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کھانا [illegible] پھر آپ نے اسکے پھیر دینے کا حکم دیا یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۱۱۱۰) حضرت انس بن مالک کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری روٹی کا سب سے اچھا سالن نمک ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۱۱۱۱) حضرت انس ہی [illegible] سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے آگے کھانا رکھا جاوے تو جوتیاں اتار ڈالا کرو کیونکہ اس سے پیروں کو بہت آرام آتا ہے۔

([illegible]) اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ انکے پاس جب شوربے میں بھگوئے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کوئی لاتا تو انہیں ڈھانک کے رکھوادیتیں یہاں تک کہ اسکے سب بھاپ کا جوش جاتا رہتا اور یہ کہتی تھیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے یہ بہت بڑی برکت (کا سبب) ہے یہ دونوں حدیثیں دارمی نے روایت کی ہیں۔

(۱۱۱۳) حضرت نبیشہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پیالے (یا رکابی) میں کھا کے پھر اسے چاٹ لے تو پیالہ اس سے کہتا ہے خدا تجھے دوزخ سے چھڑائے جیسے تو نے مجھے شیطان (کے چاٹنے) سے بچایا یہ حدیث رزین نے روایت کی ہے۔

باب مہمانی کے آداب کا بیان

پہلی فصل (۱۱۱۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتا ہو اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے اور جسے خدا اور روز قیامت کا یقین ہو اسے

سلہ آپ نے فرمایا یہ غلام نامبارک ہے میں نہیں لیتا کیونکہ زیادہ کھانا اچھا نہیں ہے ۱۲

سلہ کیونکہ اس میں محنت کم ہے اور اس میں قناعت زیادہ پائی جاتی ہے یہ مراد نہیں ہے کہ اس سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اچھا سالن گوشت ہے ۱۲

سلہ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کھانا کھا کر برتن صاف نہیں کرتا اس برتن کو شیطان چاٹتا ہے اور اس شخص کے لئے بد دعا کرتا ہے اور جو خود چاٹ لیتا ہے اسکے لئے برتن دعا کرتا ہے ۱۲

چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے اور جو کوئی خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور ایک روایت میں پڑوسی کے (ذکر کے) بدلے یہ ہے کہ جو کوئی خدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۱۵) ابو شریح کعبی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُسے مہمان کی تعظیم لازم ہے مہمان کی خاطر کرنے کا زمانہ ایک رات دن ہے اور مہمانداری کے تین دن ہیں پھر اسکے بعد جو کچھ ہو وہ صدقہ ہے اور مہمان کو اسکے بعد وہاں رہنا درست نہیں ہے کیونکہ اُسے تکلیف ہوگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۱۶) عقبہ بن عامر کہتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمیں کہیں بھیجتے ہیں اور ہم کسی قوم میں اُترتے ہیں تو وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے ہم سے فرمایا اگر تم کسی قوم میں ٹھیرو اور وہ لوگ مہمانی کے لائق تمہیں دیدیں تو لیلو اور اگر وہ (اسطرح) نہ کریں تو اُنسے مہمانی کا مہمانوں کے لائق حق ہے لیلیا کرو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۱۷) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ دن کو یا رات کو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے تو راستہ میں حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ سے ملے آپنے اُن دونوں سے پوچھا اسوقت تم دونوں گھر سے کیوں نکلے ہو وہ دونوں بولے بھوک کی وجہ سے (ہم نکلے ہیں) آپنے فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں بھی اپنے گھر سے اسی وجہ سے نکلا ہوں جس وجہ سے تم دونوں اپنے گھروں سے نکلے ہو (خیر) اٹھو وہ آپکے ساتھ اٹھے اور ایک انصاری شخص کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے گھر میں نہیں جب اُسکی بیوی نے آنحضرت کو دیکھا تو بولی آپ خوب تشریف لائے اور اپنے گھر ہی میں تشریف لائے آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا فلاں شخص (یعنی تیرا خاوند) کہاں ہے وہ بولی ہمارے واسطے

ایک رات دن مہمان کی اچھی خاطر کرنی چاہیئے اور دو دن اور جو کچھ میسر ہو کھلائے تین دن کے بعد اگر مہمان رہے گا تو جو کچھ اسکو کھلائے گا وہ ایک خیرات کرنے کا ثواب ملیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لوگ مہمان کو نہ کھلائیں تو [illegible]

[illegible]

پانی لینے گیا ہے اتنے میں وہ انصاری آدمی بھی آگیا اور رسول خدا اور آپ کے دونوں دوستوں کو (بیٹھے ہوئے) دیکھ کر کہا خدا کا شکر ہے کہ میرے آج کے مہمانوں سے آج کے دن کسی کے مہمان زیادہ بزرگ نہیں ہیں۔ راوی کہتے ہیں پھر وہ شخص چلا اور آپ کو باغ میں لیگیا) اور پھر انکے پاس کھجوروں کا خوشہ لایا وہیں ادھکچری اور سوکھی اور تازی (سب طرح کی) کھجوریں تھیں آپ نے فرمایا تم سب اسمیں سے کھاؤ پھر اسنے (بکری ذبح کرنے کو) چھری اٹھائی آپ نے فرمایا دودھ والی بکری کاٹنے سے بچنا۔ پھر اسنے انکے واسطے بکری ذبح کی اور سب نے وہ بکری اور کھجوریں کھائیں پھر پانی پیا جب پیٹ بھر گیا اور پانی سے سیراب ہوگئے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کا سوال کیا جاویگا[1] بھوک کی وجہ سے تم اپنے گھروں سے نکلے تھے پھر تم گھر میں واپس جانے نہ پائے کہ تمہیں یہ نعمتیں مل گئیں۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور ابن مسعود کی حدیث جسکا سر یہ ہے کہ ایک انصاری مرد تھا ولیمہ کے باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل

(۱۱۱۸) مقدام بن معدیکرب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان آدمی کسی قوم میں مہمان جائے اور اسے صبح تک کچھ نہ ملے تو ہر مسلمان پر اسکی مدد کرنی[2] لازم ہے جبتک کہ مہمان اس قوم کے مال اور کھیتی میں سے اپنی مہمانی کے موافق نہ لیلے۔ یہ حدیث دارمی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے جو کوئی آدمی کسی قوم میں مہمان ہو کر آئے اور وہ لوگ اسکی مہمانی (کا حق) ادا نہ کریں تو مہمان کو اپنی مہمانی کے لائق اُن سے لے لینا درست ہے۔

(۱۱۱۹) ابوالاحوص جشمی اپنے والد (مالک بن نضلہ) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بتائیے کہ اگر میں کسی شخص کے پاس جاؤں اور وہ میری مہمانی نہ کرے اور میری ضیافت کا حق ادا نہ کرے پھر اسکے بعد وہ شخص میرے پاس آئے تو میں اسکی مہمانی کروں یا اس سے بدلہ[3] لوں آپ نے فرمایا (نہیں) بلکہ تو مہمانی ہی کر یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے خدا تعالے قیامت کے دن لوگوں سے پوچھیگا کہ ہم نے تمہیں ایسی ایسی نعمتیں دی تھیں تم نے اسکے شکر میں جا رہے لئے کیا کیا عمل کئے ۱۲

[2] مراد یہ ہے ہر ایک مسلمان اسکی امداد کرے کہ اُسے تھوڑا تھوڑا سب دیدیں یا یہ مراد ہے کہ سب مسلمان مدد کرکے اُسے اس قوم سے مہمانی کا حق دلائیں ۱۲

[3] کہ میں بھی اسے کچھ نہ کھلاؤں اور جسطرح اُسنے مجھے بھوکا رکھا تھا اسی طرح میں بھی بھوکا رکھوں ۱۲

(۱۲۰) حضرت انس یا کوئی اور نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر سعد بن عبادہ کے پاس آنیکی اجازت مانگی سعد نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور (اسطرح نہیں کہا کہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سنائی دیتا یہاں تک کہ آپ نے تین بار سلام کیا اور سعد نے تینوں دفعہ جواب دیا مگر آپ کو نہیں سنایا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم واپس چلے آئے آپکے پیچھے پیچھے سعد بھی چلے اور (آپکے پاس آکے) عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپنے جو سلام کیا میرے دونوں کانوں میں (رہو بچکیا) ہے اور واقعی میں نے بھی آپ کو جواب دیا مگر اس غرض سے آپ کو (پکار کر) نہیں سنایا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کے سلام اور دعائے برکت بہت سے لیلوں[۲] پھر سب کے سب سعد کے گھر میں گئے سعد نے آنحضرت کے آگے خشک انگور (لاکے) رکھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ انگور کھائے جب آپ کھا چکے تو فرمایا تمہارا کھانا نیک آدمیوں نے کھایا اور فرشتے تمہارے لئے دعا کرتے رہے اور روزے داروں نے تمہارے پاس روزہ کھولے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۲۱) ابوسعید نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایماندار اور ایمان کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو رسی میں بندھا ہوا ہو کہ وہ ادھر ادھر پھرتا ہے پھر اپنی رسی کے پاس آجاتا ہے اور بیشک (اسی طرح) مومن بھول جاتا ہے پھر اپنے ایمان کے پاس آجاتا ہے تم اپنے کھانے متقیوں کو کھلایا کرو اور اپنی خیرات ایمان داروں کو دیا کرو یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں نقل کی ہے

(۱۲۲) عبداللہ بن بسر فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک کٹھرا[۳] تھا اسے چار آدمی اٹھاتے تھے لوگ اسے غرا (یعنی روشن) کہتے تھے جب چاشت کا وقت ہوتا اور لوگ چاشت کی نماز پڑھ چکتے تو وہ کٹھرا لایا جاتا اور اسمیں روٹی کے ٹکڑے بھگوئے جاتے تھے اسکے اردگرد سب جمع ہو جاتے تھے جب بہت آدمی ہوتے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکڑوں بیٹھ جاتے ایک گنوار نے پوچھا یہ کیسی بیٹھک ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے مجھے عاجزی کرنے والا بندہ بنایا ہے مجھے سرکش ضدی نہیں بنایا پھر فرمایا اس کے اردگرد سے کھاؤ اور اوپر کا (یعنی بیچ کا) کھانا چھوڑ دو اسمیں برکت ہوگی یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے

---

[۱] آپکی عادت تھی کہ جس کے ہاں تشریف لیجاتے تھے دروازے پر کھڑے ہوکر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر فرماتے تھے کہ کیا میں بھی اندر آجاؤں اگر کوئی اجازت دیدیتا تو اندر چلے جاتے تھے ورنہ تین دفعہ کہکر واپس چلے آتے تھے ۱۲

[۲] یعنی آپ بار بار یہ کہے جائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۱۲

[۳] کٹھرا لکڑی کا لگن ہوتا ہے ۱۲

(۱۲۲۳) وحشی بن حرب اپنے والد سے وہ اُسکے دادا[1] سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں تو ہمارا پیٹ نہیں بھرتا آپ نے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو وہ بولے ہاں آپنے فرمایا تم کھانا ملکر کھایا کرو اور اللہ[2] کا نام لیا کرو اسمیں تمہارے لیے برکت ہوگی یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۲۲۴) ابوعسیب فرماتے ہیں ایک دفعہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کو باہر نکلے اور میرے پاس سے گزرے تو مجھے بلایا میں آپ کے پاس گیا پھر آپ ابوبکر کے پاس سے نکلے تو انھیں بلایا وہ بھی آپ کے پاس آگئے پھر حضرت عمر کے پاس سے نکلے تو انہیں بلایا وہ بھی آپ کے پاس آگئے پھر آنحضرت چلے اور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور باغ والے سے فرمایا ہمیں کھجوریں کھلاؤ وہ (فوراً) ایک کھجوروں کا خوشہ لایا اور آپ کے آگے لا کے رکھ دیا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے یاروں نے وہ کھجوریں کھائیں پھر آپ نے ٹھنڈا پانی منگوا کر پیا اور فرمایا قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کا سوال کیا جاویگا[3] حضرت عمر نے اُس خوشہ کو لیکر زمین پر اس طرح مارا کہ کچی کھجوریں آپ کے پاس بکھر گئیں پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے دن کیا ہم سے اسکا سوال ہوگا آپ نے فرمایا ہاں مگر تین باتوں[4] سے سوال نہ ہوگا) ایک اتنا کپڑا کہ جس سے آدمی اپنا ستر ڈھانکے دوسرے روٹی کا ٹکڑا جس سے بھوک جاتی رہے تیسرے سوراخ (یعنے گزارے کے لائق جگہ) جسمیں رہکر گرمی اور سردی سے بچے یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۵) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دسترخوان بچھایا جاوے تو کوئی آدمی دسترخوان اٹھنے سے پہلے ہرگز نہ اُٹھے اور جب تک سب نہ کھا چکیں تو کوئی آدمی اپنا ہاتھ کھانے سے نہ ہٹائے اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو اور (اگر اٹھے تو) عذر کر دینا چاہیے کیونکہ اس سے ساتھ[5] والے کو شرمندگی ہوگی اور وہ بھی ہاتھ روک لیگا اور شاید اُسے کھانے کی ضرورت ہو تو اسکی وجہ سے بھوکا رہیگا[6] یہ حدیث ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۶) امام جعفر بن امام محمد (باقر) اپنے والد (امام محمد باقر) سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] یعنے وحشی کے دادا اور اپنے والد سے روایت کی ہے وحشی کے دادا کا نام بھی وحشی تھا جنھے حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا بعد ازاں مسلمان ہوگیا تھا پھر مسیلمہ کذاب کو قتل کیا تھا ۱۲ [2] یعنے بسم اللہ پڑھکر کھایا کرو ۱۲ [3] یعنے تمام نعمتوں کا سوال ہوگا صرف ان تین باتوں کا کچھ سوال نہ ہوگا [4] ایک بدن ڈھکنے کے لائق کپڑا دوسرے بھوک روکنے کے لائق روٹی تیسرے گرمی جاڑے سے بچنے کے گزارہ کے موافق مکان ۱۲ [5] حالانکہ کھانے پر سے بھوکا اٹھنا منع ہے اور اس ممنوع کام کا سبب وہ شخص ہوگا جسنے پہلے ہاتھ اٹھالیا اسواسطے سب کے ساتھ کھاتا رہے جب سب اٹھیں اُسوقت اُٹھے ۱۲

جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے پیچھے تک کھاتے رہتے تھے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں مرسل نقل کی ہے (کیونکہ امام محمد باقر تابعی ہیں صحابی کا واسطہ چھوٹ گیا ہے)

(۱۱۲۷) اسماء بنت یزید کہتی ہیں کوئی شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا اور ہمارے روبرو رکھا ہم نے کہا ہمیں اسکی ضرورت نہیں ہے آپ نے فرمایا بھوک اور جھوٹ[1] کو تم لوگ جمع نہ کرو۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۱۱۲۸) حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ملکے کھایا کرو الگ الگ[2] کھایا کرو کیونکہ برکت جماعت ہی کے ساتھ (کھانے میں) ہوتی ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہمان کے ساتھ مکان کے دروازے تک جانا[3] سنت ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس سے نقل کی ہے اور کہا ہے اسکی سند میں ضعف ہے۔

(۱۱۳۰) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے کہ اونٹ کے کوہان پر چھری جلد چلتی ہے اس سے زیادہ اس گھر میں بھلائی بہت جلد پہونچتی ہے جسمیں (خدا کیواسطے) کھانا کھلایا جاتا ہے[4] یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

باب پہلے باب کے متعلقات کا بیان۔ یہ باب پہلی (اور تیسری) فصل سے خالی ہے یعنی اس میں پہلی (اور تیسری) فصل نہیں ہے۔

دوسری فصل (۱۱۳۱) فجیع عامری سے روایت ہے کہ انہوں نے آکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہمارے واسطے مردار کھانا حلال ہے (یا نہیں) آپ نے فرمایا تمہارا کھانا (روز) کتنا ہوتا ہے ہم نے کہا شام کو ہم ایک پیالہ دودھ پیتے ہیں اور ایک پیالہ صبح کو پیتے ہیں ابونعیم راوی حدیث کہتے ہیں عقبہ نے (جو میری شیخ ہیں) مجھے غبوق اور صبوح کی تفسیر میں ایک پیالہ دودھ کا صبح کو اور ایک پیالہ شام کو پینا بتایا ہے راوی کہتے ہیں آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنے باپ کی قسم[5] یہ تو بھوک ہی (میں داخل) ہے اس حالت میں آپ نے انکو مردار کھانے کی

---

[1] کہ بھوک بھی ہو اور پھر کوئی کھانا دے تو جھوٹ بولکر یہ کہدو کہ ہمیں بھوک نہیں ہے ۱۲ [2] الگ کھانے میں برکت نہیں ہوتی ۱۲
[3] یعنے دروازے تک پہنچانے جانا سنت ہے ۱۲ [4] یعنے جس گھر میں خدا کیواسطے کھانا کھلایا جاتا ہے اس گھر میں خدا کی طرف سے بھلائی ایسے جلد پہنچتی ہے جیسے اونٹ کی کوہان پر چھری جلد چلتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ پہنچتی ہے ۱۲ [5] یا تو یہ قسم آنحضرت کی زبان سے بھولے سے نکل گئی یا غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت ہونے سے پہلے کا ذکر ہے اور آپ نے انکے لئے مردار کھانا جس حالت میں اسلئے جائز کیا کہ دودھ کا ایک پیالہ ایک جماعت کو کافی نہیں ہوسکتا یہ کتنے آدمی تھے اور ایک پیالہ ملتا تھا اسوجہ سے بھوکے بھی رہتے تھے ۱۲

اجازت دی (کیونکہ ایک پیالے میں ایک جماعت کا پیٹ نہیں بھر سکتا) یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۳۳۲) ابو واقد لیثیؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کبھی ایسی جگہ ہوتے ہیں کہ (وہاں کچھ کھانیکو نہیں ملتا اور) ہمیں سخت بھوک لگی ہوتی ہے تو کیا ایسے وقت ہمیں مردار کھانا درست ہے آپنے فرمایا (ہاں) اسوقت ہے کہ نہ صبح کو کھانا ملے اور نہ شام کو ملے یا تمہیں ترکاری بھی نہ ملے تو اسوقت تمہیں مردار کھانا جائز ہے راوی کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ نہ تمہیں صبح کا کھانا ملے اور نہ سبزی کھانیکو ملے تو اسوقت مردار کھانا تمہیں درست[1] ہے۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

باب پینے کی چیزوں کا بیان

پہلی فصل (۲۳۳۳) حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین بار دم لیتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ آپ فرماتے تھے اسطرح پینا خوب سیراب کرنیوالا اور شفا دینے والا ہے اور یہ بہت جلد ہضم کرنیوالا ہے۔

(۲۳۳۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم مشک کے دہانے سے پانی پینے کو منع کرتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۳۳۵) حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مشک کے دہانے سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع کیا ہے ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ اسکی صورت یہ ہے کہ مشک کو ملٹ کر دہانہ[2] سے پانی پیئے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۳۳۶) حضرت انسؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳۳۷) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی

---

[1] مراد یہ ہے کہ جب جان بچنے کے لائق کھانے کو نہ ملے اسوقت مردار کھانا درست ہے ۱۲ [2] مراد یہ ہے کہ ہمیشہ ایسی عادت نہ رکھے ورنہ دوسری حدیث میں آگے آویگا کہ آنحضرت نے مشک کے دہانہ سے منہ لگا کر خود پیا ہے یا آپ نے اس وجہ سے منع کیا کہ جب مشک کو اونچا کر کر دہانہ سے پانی منہ میں ڈالیگا تو ایک دفعہ ہی بہت سا پانی منہ میں بھر جائے گا اور پینا دشوار ہوگا یا مشک میں کوئی سانپ وغیرہ ہوگا تو منہ میں آجاوے گا اور اس سے ایذا پہنچیگی ۱۲

نہ پینے پائے اور جو کوئی بھول (کر پی) جائے تو قے[۱] کر دینی چاہئیے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۱۳۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آب زمزم کا ایک ڈول (بھر کر) لایا آپ نے اُسے کھڑے ہی کھڑے پی لیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۳۹) حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کوفہ کے چبوترہ پر لوگوں کے فیصلے کرنے بیٹھے جبکہ عصر کی نماز کا وقت ہوا تو پانی کے پاس آئے پہلے پانی پیا پھر اپنا منھ اور ہاتھ دھوئے اور راوی نے سر اور پیر (دھونے کا بھی) ذکر کیا ہے پھر حضرت علی نے وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا پھر کہا بیشک لوگ کھڑے ہو کر پینے کو بُرا جانتے ہیں (یہ درست ہے) اور آنحضور نے بھی بیشک اسطرح کیا ہے جسطرح میں نے کیا (یعنے وضو کا بچا ہوا پانی آپ نے بھی کھڑے ہو کر پیا ہے) یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۱۱۴۰) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے پاس تشریف لیگئے اور آپکے ساتھ آپ کے یار (ابوبکر) بھی تھے آپ نے اس شخص کو سلام کیا اُسنے جواب دیا اور وہ اسوقت اپنے باغ میں پانی دے رہا تھا آنحضور نے اُس سے فرمایا اگر تیرے پاس پرانی مشک میں باسی پانی ہو (تو لے آ) ورنہ ہم (اسی پانی کو) منھ لگا کر پی لینگے[۲] اُسنے عرض کیا کہ مشک میں میرے پاس باسی پانی موجود ہے پھر وہ شخص اپنے جھپر میں گیا اور پیالے میں پانی لیکر اسپر گھر کی پلی ہوئی بکری کا دودھ[۳] ڈال دیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کے پاس لایا تو آپ) نے اُسے پی لیا پھر وہ دوبارہ لایا تو اُس شخص نے پیا جو آپ کے ہمراہ آیا تھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۴۱) حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیئے گا تو اس پینے کی وجہ سے (قیامت کے دن) اُسکے پیٹ[۴] میں دوزخ کی آگ بھڑکائی جاویگی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی چاندی یا سونے کے برتن میں پانی پئے گا یا کھانا کھائے گا (اُسکا یہی حال ہوگا)۔

(۱۱۴۲) حضرت حذیفہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حریر اور دیبا نہ پہنا کرو

---

[۱] آپ کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں ہے کہ قے کرنا لازم ہی بلکہ ادب سکھانے کے طور پر ہے کہ اگر کھڑے ہو کر پانی پی لے تو اُسے نکال ڈالنا ہی بہتر ہے۱۲ [۲] مراد یہ ہے جیسے چوپائے پانی میں منھ ڈالکر پانی پی لیتے ہیں ہم بھی یونہی پی لینگے۱۲

[۳] یعنے لسی بنا کر لایا۱۲

[۴] یعنے اُسے اس پانی پینے کے بدلے دوزخ کی آگ پانی کی جگہ دی جائیگی جسکی اُسے سخت تکلیف ہوگی۱۲

اور نہ سونے چاندی کے برتنوں میں پانی (وغیرہ) پیا کرو اور نہ سونے چاندی کی رکابیوں میں کھانا کھایا کرو کیونکہ یہ چیزیں کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت[1] میں ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۳) حضرت انس فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے گھر کی پلی ہوئی بکری کا دودھ دوہا گیا پھر اُسمیں اس کنوئیں کا پانی جو انس کے (بیچ میں) گھر میں تھا ملایا گیا پھر آنحضور کو کسی نے دودھ (یعنی لسّی) کا پیالہ دیا تو آپ نے پیا اُسوقت آپ کی بائیں طرف حضرت ابوبکر بیٹھے تھے اور دائیں طرف ایک گنوار بیٹھا تھا حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ (بچا ہوا دودھ) ابوبکر کو دیدیجئے آپ نے گنوار کو دیدیا جو آپ کی دائیں طرف بیٹھا تھا پھر فرمایا دائیں طرف والے کا حق ہے پھر اسکے برابر والے کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دائیں طرف والے (زیادہ مستحق ہیں) دائیں طرف والے ہی مقدم ہیں یاد رکھو دائیں طرف والے کو مقدم سمجھا کرو یہ حدیث متفق علیہ

(۱۱۴۴) سہل بن سعد فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص (دودھ کا) پیالہ لایا آپ نے اسمیں سے کچھ پیا اور آپکی دائیں طرف ایک لڑکا[2] سب سے چھوٹا بیٹھا تھا اور بائیں طرف بڑے بوڑھے بیٹھے تھے آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ یہ پیالہ بڑوں کو دیدوں وہ بولا یارسول اللہ آپ کا جھوٹا میں اپنے تئیں چھوڑ کر دوسرے کو دینا ہرگز پسند نہیں کرتا آپ نے پیالہ اُسی کو دیدیا روایت متفق علیہ ہے اور ابوقتادہ کی حدیث خدا چاہے معجزوں کے باب میں ذکر کرینگے۔

دوسری فصل (۱۱۴۵) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم چلتے پھرتے کھانا کھا لیتے تھے اور کھڑے کھڑے پانی بھی[3] پی لیتے تھے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۱۱۴۶) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے بیٹھے (دونوں طرح) پانی پیتے دیکھا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۴۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (پانی کے) برتن میں سانس لینے اور پھونکنے[4] سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

---

[1] تمہیں یہ سب چیزیں آخرت میں ملینگی ۱۲ [2] وہ لڑکے حضرت ابن عباس تھے ۱۲

[3] اور حدیثیں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسطرح کھانا پینا نہ چاہئیے لہذا اگر اسطرح نہ کرے تو اچھا ہے اور اگر کریگا تو خلاف اولیٰ ضرور ہے ۱۲

[4] یعنے پانی میں کوئی چیز پڑی ہو تو منھ سے پھونک مار کر نکالے بلکہ ہاتھ سے نکالے اور پانی پیتے وقت پانی کو پھونکے ۱۲

(۱۱۴۸) حضرت ابن عباس ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ کی طرح ایک دفعہ ہی پانی نہ پی جایا کرو بلکہ دو دو تین تین دفعہ (دم لیکر) پانی پیا کرو اور پیتے وقت تم بسم اللہ پڑھا کرو اور جب پانی سے منہ ہٹاؤ تو الحمد للہ کہا کرو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۱۴۹) ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے ایک شخص بولا یا رسول اللہ میں برتن میں (کبھی) کچھ پڑا ہوا دیکھتا ہوں آپ نے فرمایا اُسے پھینکدے وہ بولا میں ایک سانس پینے سے سیراب نہیں ہوتا آپ نے فرمایا پیالہ کو اپنے منھ سے الگ کر کے سانس لے لیا کر (برتن ہی میں سانس نہ لیا کر) یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۰) ابوسعید خدری ہی فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کی ٹوٹی جگہ سے پانی پینے اور پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۱۵۱) حضرت کبشہ کہتی ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو ایک لٹکی ہوئی مشک کے دہانہ سے کھڑے کھڑے آپ نے پانی پی لیا میں اٹھ کر اُس مشک کے دہانہ کو کاٹ لیا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

(۱۱۵۲) زہری حضرت عروہ سے وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پینے کی چیزوں میں سے سب سے زیادہ ٹھنڈی میٹھی چیز پسند تھی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے صحیح وہ روایت ہے جو زہری نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کی ہے۔

(۱۱۵۳) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو یہ پڑھ لے اللّٰھم بارک لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ اور جب کوئی دودھ پیئے تو یہ پڑھ لے اللّٰھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ ترجمہ یاالٰہی اسمیں ہمیں برکت دے اور اسے زیادہ کر (یہ نہ کہے کہ اس سے اچھی چیز ہمیں اور عطا کر کیونکہ اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہی) اسلئے کہ دودھ کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کھانے پینے دونوں کا کام دیے

---

۵۱ کیونکہ اُسے آنحضرت کا دہن مبارک لگا تھا اسلئے میں نے تبرک سمجھ کر کاٹ کے رکھ لیا۔

۵۲ یعنے جو چیز ٹھنڈی اور میٹھی ہوتی وہ آپکو بہت پسند تھی خواہ میٹھا پانی ہوتا یا کوئی شربت و شہد وغیرہ ہوتا ۱۲

۵۳ یاالٰہی اس میں ہمارے لئے برکت عطا کر اور اس سے بہتر ہمیں کھلا مگر دودھ وغیرہ کھا کر یہ نہ کہے کہ اس سے بہتر ہمیں کھلا بلکہ یہ کہے یہی اور زیادہ کھلا کیونکہ اس سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہے ۱۲

اور ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۱۵۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے سقیا سے میٹھا پانی لوگ لاتے تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ سقیا ایک چشمہ ہے کہ اسکے اور مدینہ کے درمیان دو دن کی مسافت کا فاصلہ ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۱۱۵۵) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سونے یا چاندی کے برتن میں یا ایسے برتن میں جسمیں کچھ سونا چاندی لگا ہو پانی پئے گا یہ پانی پینا اسکے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکائیگا۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے۔

باب نقیع اور نبیذوں کا بیان

پہلی فصل (۱۱۵۶) حضرت انس فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس پیالے میں ساری پینے کی چیزیں شہد اور نبیذ اور پانی اور دودھ پلایا ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۱۵۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک مشک میں نبیذ بنایا کرتے تھے اوپر کیطرف سے اسکا منہ باندھ دیا جاتا تھا اور اسکے نیچے کی طرف بھی دہانہ تھا صبح کو ہم کھجوروں کو بھگوتے تھے آپ شام کو پی لیتے اور شام کو ہم بھگوتے تو صبح کو آپ پی لیتے تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اول شام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے نبیذ بنایا جاتا تھا اور آپ اس دن کی صبح اور اگلی رات اور صبح اور اس سے اگلی رات اور صبح کی عصر تک اسے پیتے تھے پھر اگر کچھ رہتا تو اپنے غلام کو پلا دیتے یا کہکر اسے گرا دیتے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۹) حضرت جابر فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے مشک میں نبیذ بنایا جاتا تھا اگر مشک نہ ملتی تو پتھر کے برتن میں آپ کے واسطے نبیذ بنا لیا جاتا تھا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

لے یعنے اسے دوزخ کی آگ سے سخت تکلیف پہنچائی جائیگی ۱۲ ؎ نقیع یہ ہے کہ انگور یا کھجوریں پانی میں بھگو دیتے ہیں پکاتے نہیں اس پانی میں شیرینی آجاتی ہے اور شربت بن جاتا ہے اور مزیدار ہو جاتا ہے اور نبیذ بھی اسی طرح بنتا ہے مگر اسے دیر تک رکھ کر تیز کر لیتے ہیں کہ اگر اسے ایک دو دن اور رکھا جائے تو نشہ کرنے لگے ۱۲

؎ کیونکہ اس سے زیادہ دیر تک رہکر نشہ کرنے لگتا ہے ۱۲

(۱۱۹۰) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تونبے اور لاکھی اور رال ملے ہوئے اور لکڑی کے برتنوں میں نبیذ بنا کر پینے) سے منع کیا ہے اور دھوڑی کی مشکوں میں نبیذ بنانے کا حکم دیا ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۱۹۱) حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں (بعض برتنوں (میں نبیذ بنا کر پینے) سے منع کیا تھا اب بیشک برتن کسی چیز کو نہ حلال بناتا ہے اور نہ حرام کرتا ہے (لیکن تم ان برتنوں میں بنا لیا کرو) اور نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا میں نے تمہیں چمڑے کے برتنوں (یعنی مشکوں) کے علاوہ (اور برتنوں میں) شربت پینے سے منع کیا تھا اب ہر ایک برتن میں شربت پیا کرو ہاں نشہ لانے والی چیز (ہرگز) نہ پینا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

دوسری فصل (۱۱۹۲) حضرت ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے کچھ آدمی واقعی شراب پئیں گے اور اسکا نام اس نام کے علاوہ اور رکھ لینگے یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۱۹۳) عبد اللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز ٹھلیوں میں شیرہ[۱] بنا کر پینے سے منع فرمایا ہے میں نے پوچھا کیا ہم سفید میں پی لیا کریں فرمایا نہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

باب برتنوں وغیرہ کے ڈھانکنے کا بیان

پہلی فصل (۱۱۹۴) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اول شام ہو یا جب شام کا وقت ہو تو تم اپنے بچوں کو روکے رکھا کرو کیونکہ اسوقت شیطان نکلتے ہیں اور جب گھڑی بھر رات چلی جاوے تو انہیں چھوڑ دیا کرو اور (سوتے وقت) اللہ کا نام لیکر یعنے بسم اللہ پڑھ کر) دروازے بند کر لیا کرو واقعی شیطان (اللہ کے نام پر) بند کئے ہوئے دروازے کو نہیں کھولتا اور اللہ کا نام لیکر اپنی مشکوں کا منہ باندھ دیا کرو اور بسم اللہ پڑھکر اپنے برتن (پانی وغیرہ کے)

---

[۱] ان برتنوں میں شیرہ بنانے سے پہلے اسوجہ سے منع کر دیا تھا کہ ان برتنوں میں لوگ شراب بناتے تھے آپ نے سوچا کہ جب یہ برتن سامنے آویں گے تو شراب یاد آجاوے گی کہیں شراب نہ پینے لگیں جب یہ ڈر جاتا رہا تو آپ نے اجازت دیدی یہ دوسری حدیث میں صراحتہً مذکور ہے ۱۲ ۔ [۲] کیونکہ اسپر روغن ملا ہوا ہوتا ہے اور اسمیں شیرہ سخت اور خمار لانیوالا ہو جاتا ہے اسواسطے ٹھلیوں میں شیرہ بنانے سے منع فرمایا ۱۲

ڈھک دیا کرو (کچھ نہ ہو) تو اسپر کوئی چیز لکڑی (وغیرہ) ہی رکھ دیا کرو اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور بخاری[1] کی ایک روایت میں یہ ہے کہ برتن ڈھک دیا کرو اور مشکوں کے منھ باندھ دیا کرو اور دروازے اپنے (مکان) کے بند کر دیا کرو اور اپنے بچوں کو شام کے وقت اپنے پاس سے جدا نہ ہونے دیا کرو کیونکہ اسوقت جنات پھیل جاتے ہیں اور اُچک لیجاتے ہیں اور سوتے وقت چراغ گل کر دیا کرو کیونکہ چوہا کبھی بتی کھینچ لیجاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے آپ نے فرمایا (پانی وغیرہ کے) برتن ڈھک دیا کرو اور مشکوں کے منھ باندھ دیا کرو اور دروازے بند کر لیا کرو اور چراغ گل کر دیا کرو کیونکہ شیطان مشک کا منھ کھول نہیں سکتا اور نہ دروازے کھول سکتا ہے اور نہ برتن کا منھ ...... کھول سکتا ہے اور اگر کسی کو بجز اسکے اور کچھ نہ ملے کہ اسپر اللہ کا نام لیکر ایک ترچھی لکڑی ہی رکھ دے تو یہی ... کرے (اور چراغ گل کر دیا کرو کیونکہ چوہے (کبھی بتی لیجا کر گھر کو گھروالوں سمیت[2] جلا دیتے ہیں اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جب سورج چھپ جائے تو جب تک شام کا اندھیرا نہ جاتا رہے اپنے جانوروں اور بچوں کو نہ نکلنے دیا کرو کیونکہ سورج چھپنے سے شام کا اندھیرا جانے تک شیطان پھرتے رہتے ہیں اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے آپنے فرمایا برتن ڈھک دیا کرو اور مشک کا منھ باندھ دیا کرو کیونکہ برس دن میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جسمیں وبا اُترتی ہے اور جب ایسے برتن کے پاس سے گزرتی ہے[3] اُسپر ڈھکنا نہ ہو یا جس مشک کا بندھن نہ بندھا ہو اُس میں کچھ وبا ضرور اتر جاتی ہے۔

(۱۱۹۵) حضرت جابر ہی فرماتے ہیں ابوحمید جو ایک انصاری شخص ہیں موضع نقیع سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن لائے آپنے اُس سے فرمایا تو اُسے ڈھک کر کیوں نہ لایا (کچھ نہ تھا تو) اسپر ایک لکڑی ہی آڑی رکھدی ہوتی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۹۶) حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا سوتے وقت تم اپنے گھروں میں

---

[1] مصنف نے بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث ذکر کر کے آگے وہ روایتیں بیان کی ہیں کہ بخاری ومسلم کی روایتوں کے لفظ علیحدہ علیحدہ ہیں اور مضمون سب کا ایک ہے ۱۲

[2] یعنی جلتی بتی چراغ میں سے لیجاتے ہیں جسکی وجہ سے گھر میں آگ لگ جاتی ہے اور گھر کا تمام سامان اور سب آدمی جل جاتے ہیں ۱۲ [3] اور اسکا کوئی وقت مقرر نہیں ہے اسواسطے تم برتن روز ڈھک دیا کرو ۱۲

آگ (جلتی) نہ چھوڑ دیا کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۶۷) حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں مدینہ میں ایک گھر جلکر گھر والوں پر گر پڑا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسکا حال بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ آگ واقعی تمہاری دشمن ہے جب تم سویا کرو تو اُسکو بجھا دیا کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۱۱۶۸) حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم جسوقت کتوں کی یا گدھوں کی آواز رات کو سنا کرو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگا کرو کیونکہ یہ ان (شیاطین وغیرہ) کو دیکھتے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے اور جسوقت چلنا پھرنا بند ہو جاوے تو کم نکلا کرو بلکہ نکلا ہی نہ کرو) کیونکہ اللہ بزرگ و برتر رات کے وقت اپنی جونسی مخلوق کو چاہتا ہے زمین پر پھیلاتا ہے اور اپنے گھروں کے دروازے بند کر لیا کرو (اور بند کرتے وقت) بسم اللہ پڑھ لیا کرو بیشک شیطان اُس دروازہ کو نہیں کھولتا جو اللہ کا نام لیکر بند کیا جاوے اور مٹکے ڈھک دیا کرو اور برتن بھی ڈھک دیا کرو اور مشکوں کے منھ باندھ دیا کرو یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۱۶۹) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ایک چوہیا بتی کھینچتی ہوئی آئی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کپڑے پر جسپر آپ بیٹھے تھے بتی لا کر ڈالدی اسمیں سے ایک درہم کے برابر کپڑا جل گیا آپ نے فرمایا تم جب سویا کرو تو اپنے چراغ گل کر دیا کرو کیونکہ شیطان اس جیسے جانوروں کو ایسا کام بتا کر تمہیں جلوا دیتا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

کتاب لباس کا بیان

پہلی فصل

(۱۱۷۰) حضرت انس فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پہننے کے کپڑوں میں سب سے زیادہ یمنی چادر پسند تھی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۷۱) مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں کا رومی جبہ پہنا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

۱ اگر جلتی چھوڑ دوگی اور وہ بھڑک اٹھیگی تو سارا گھر اور تم سب جل جاؤ گے ۱۲

۲ اور انہیں دیکھ کر بھونکتے ہیں اسواسطے تم کتوں کی آواز سنکر شیطان سے بچنے کی دعا کیا کرو ۱۲

۳ یعنی تمہیں یہ بتاتا ہے کہ چراغ نہ بجھاؤ پھر چوہے سے بتی کھچوا کر تمہیں جلا دیتا ہے ۱۲

(۱۱۷۲) ابوبردہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ نے ہمارے لئے ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹا تہ بند نکالا اور کہنے لگیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی روح ان دونوں کپڑوں میں قبض کیگئی تھی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۷۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا بچھونا جسپر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اسکے اندر کھجور کا پوست بھرا ہوا تھا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۷۴) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا تکیہ جسپر آپ سہارا لگاتے تھے چمڑے کا تھا اسکے اندر کھجور کا پوست بھرا ہوا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۷۵) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں ہم دوپہر کی گرمی کے وقت اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر سے کہا وہ چادر سر پر ڈالکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم چلے آرہے ہیں یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

(۱۱۷۶) حضرت جابر نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ایک بچھونا مرد کا اور دوسرا عورت کا اور تیسرا مہمان کا ہوتا ہے اور چوتھا شیطان کا ہوتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷۷) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ برتر اس شخص کیطرف نظر رحمت نہیں کریگا جو ازار کو ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۷۸) حضرت ابن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جو کوئی اپنا کپڑا ازراہ تکبر کے گھسیٹتا چلیگا اللہ برتر قیامت کے دن اسکی طرف نظر رحمت نہیں کریگا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۷۹) حضرت ابن عمر ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی تکبر سے اپنی ازار گھسیٹتا تھا کہ زمین میں دھنسا دیا گیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائیگا یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکی ہو وہ دوزخ کی آگ میں (جلائی جائیگی) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۱) حضرت جابر فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور ایک جوتی پہنکر چلنے سے اور بدن پر اسطرح کپڑا لپیٹنے سے کہ ہاتھ بھی اندر ہوں یا ایک کپڑا باندھ کر گھٹنوں اسطرح بیٹھنے سے

ملہ یعنی اسے بیٹھے ہوئے پیٹھ کے پیچھے رکھتے تھے اور سوتے وقت سرہانے رکھتے تھے ۱۲ ملہ یعنی روئی کے بجائے تکیہ میں کھجور کے اندر کا پوست بھرا ہوا تھا ۱۲ ملہ یعنی سامان کو گھر میں زیب و زینت کی غرض سے زیادہ فرش و سامان رکھنا بہتر نہیں ہے ۱۲

ملہ اس سے ٹخنوں سے نیچے رکھنا مقصود ہے یعنی جو کوئی پائجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھیگا خدا تعالیٰ اس سے ناراض رہیگا ۱۲

کہ سنہ کھلا ہوا ہو منع کیا ہے - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے -

(۱۱۸۲) حضرت عمر اور انس بن مالک) اور ابن زبیر اور ابوامامہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو کوئی (مرد) دنیا میں ریشمی کپڑے پہنے گا اُسے آخرت میں ریشمی کپڑے پہننے کو نہیں ملیں گے - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۱۱۸۳) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشمی کپڑے وہی لوگ پہنتے ہیں جنھیں آخرت میں کچھ نہیں ملیگا - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۱۱۸۴) حضرت حذیفہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چاندی سونے کے برتنوں میں پانی پینے اور کھانا کھانے اور حریر و دیبا پہننے اور حریر و دیبا (کے فرش) پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۱۸۵) حضرت علی فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کسی نے ایک ریشمی جوڑا بطور تحفہ بھیجا آپ نے وہ جوڑا میرے پاس بھیجدیا میں نے اُسے پہن لیا پھر مجھے آپ کے چہرے پر رنج کے آثار معلوم ہوئے اور آپ نے فرمایا میں نے یہ جوڑا تیرے پاس پہننے کو نہیں بھیجا تھا میں نے تو تیرے پاس اسلئے بھیجا تھا کہ تو چادر کر عورتوں کو دوپٹے بنا دیگا - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۱۱۸۶) حضرت عمر نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیچ کی اور کلمے کی دو انگلیاں اُٹھا کر ملا کے فرمایا اس سے زیادہ ریشم پہننا منع ہے یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے مقام جابیہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا دو انگلیوں یا تین یا چار انگلیوں کی جگہہ کے اندازہ سے زیادہ حریر پہننے سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے

(۱۱۸۷) حضرت اسماء دختر ابوبکر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک طیلسانی[۲] کسروانی جُبّہ نکالا کہ اسکے گریبان اور دونوں چاکوں پر ریشمی سنجاف[۳] لگی ہوئی تھی پھر اسماء نے کہا یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا جُبّہ ہے جو حضرت عائشہ کے پاس تھا جب (میری بہن) عائشہ کا انتقال ہوگیا تو یہ جُبّہ میں نے لے لیا تھا اُسی نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کبھی کبھی) پہنتے تھے اور ہم بیماروں کی تندرستی کے واسطے اسے دہو کر پلا (تے ہیں - یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

ف[۱] انہوں نے جانا کہ آپ نے اسی لئے بھیجا ہوگا اس وجہ سے انہوں نے خود پہن لیا آنحضرت کو یہ بُرا معلوم ہوا ۱۲ ف[۲] طیلسان مجیلو کا ایک پہناوا ہے اُسکا بانا سیاہ ہوتا ہے اور تانا صوف کا ہوتا ہے اور کسروانی نوشیرواں کیطرف منسوب ہے اُسکا لقب کسریٰ تھا ۱۲ مرقاۃ

ف[۳] جس کپڑے میں چار انگل سے کم ریشمی سنجاف لگی ہو اُسی پہننا جائز ہے اور جسمیں چار انگل یا اس سے زیادہ لگی ہو وہ منع ہے جیسا کہ آگے ذکر آویگا ۱۲

(۱۱۸۸) حضرت انس فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور عبدالرحمن بن عوف کو کھجلی کی وجہ سے جو اِن دونوں کو تھی ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دیدی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ان دونوں نے جوؤں کی شکایت کی تھی آپ نے انہیں ریشمی کرتے پہننے کی اجازت دیدی۔

(۱۱۸۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسنبی رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے دیکھکر فرمایا بیشک یہ کافروں کے کپڑے ہیں تم یہ دونوں کپڑے نہ پہنا کرو ایک روایت میں ہے میں نے عرض کیا میں انہیں دھو ڈالوں آپ نے فرمایا (نہیں) بلکہ انہیں جلادو۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے اور حضرت عائشہ کی یہ حدیث کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کو باہر تشریف لیگئے (خدا چاہے تو) ہم عنقریب اہل بیت نبی کی مناقب کے بیان میں ذکر کریں گے۔

دوسری فصل

(۱۱۹۰) حضرت اُمّ سلمہ فرماتی ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سب کپڑوں میں کُرتہ زیادہ پسند تھا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۱) اسماء بنت یزید فرماتی ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستین پہنچے تک کی تھی یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے

(۱۱۹۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت کرتہ پہنتے تھے تو دائیں طرف سے (پہننا) شروع کرتے تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۱۹۳) ابوسعید خدری فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے مومن کی ازار نصف پنڈلیوں تک ہوتی ہے پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان (رکھے ٹخنے نہ ہونے) کا کچھ حرج نہیں ہے (بلکہ) جو ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ آتش جہنم میں جائے گا ۔ آپ نے تین بار فرمایا اور (فرمایا) قیامت کے دن اُس شخص کیطرف جو اترا کر ازار نیچے رکھیگا خدا نظر رحمت سے نہیں دیکھیگا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے

(۱۱۹۴) سالم اپنے والد (عبداللہ بن عمر) سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا

۱؎ یعنے ان دونوں کے بدن میں کھجلی تھی اس کے دفع کرنے کو آپ نے ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دیدی اس سے معلوم ہوا کہ سخت ضرورت کے وقت ریشم پہننا جائز ہے ۱۲

۲؎ کیونکہ ریشمی کپڑے میں جوں نہیں پڑتی ۱۲

۳؎ اگر ٹخنوں اور پنڈلیوں کے درمیان کھلا ہے تو کچھ گناہ نہیں بلکہ ٹخنوں سے نیچی ازار رکھنا حرام ہے ۱۲

اسبال[1] ازار اور کرتے اور عمامہ میں ہوتا ہے جو کوئی ان میں سے کسی کو اترانے کی غرض سے نیچا لٹکائے گا تو قیامت کے دن خداوند کریم اسکی طرف مہربانی کی نظر نہیں کریگا یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۵) ابوکبشہ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی آستینیں[2] یا ٹوپیاں فراخ یا سر سے چپکی ہوئی تھیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث منکر ہے۔

(۱۱۹۶) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ازار کے حد سے زیادہ لٹکانے کے گناہ) کا ذکر کیا تو یہ بولیں یا رسول اللہ عورت کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا (نصف پنڈلی سے) ایک بالشت نیچی رکھ لے اس سے زیادہ نیچی نہ کرے۔ یہ حدیث امام مالک اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی اور نسائی کی روایت میں جو ابن عمر سے مروی ہے یہ ہے کہ ام سلمہ نے عرض کیا اسطرح تو انکے قدم کھلے رہیں گے آپ نے فرمایا (خیر) عورتیں ہاتھ بھر نیچی ازار رکھ لیں اس سے زیادہ نہ رکھیں۔

(۱۱۹۷) معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے آپ سے بیعت کی تو اسوقت آپکی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں میں نے اپنا ہاتھ آپ کے کرتے میں ڈالکر مہر نبوت کو چھو لیا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۱۹۸) حضرت سمرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ پاکیزہ اور اچھے ہوتے ہیں اور انہیں میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۹) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت عمامہ باندھتے تھے اسکا شملہ دونوں مونڈھوں کے بیچ میں لٹکا دیتے تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۲۰۰) عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے پگڑی بندھوائی تو اسکا شملہ میرے آگے اور پیچھے[3] لٹکا دیا تھا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے صرف تہبند اور پاجامے ہی میں نہیں ہے بلکہ کرتہ اور عمامہ بھی جو حد مسنون سے زیادہ ہوگا اسبال میں داخل ہے اور اسبال یعنے حد شرعی سے کپڑے کا زیادہ بڑا نا گناہ ہے اسلئے کرتے کو اور عمامہ کے شملہ کو بھی زیادہ لٹکانا نہ چاہیے ۱۲ [2] یعنے آستین انکے کرتے کی کشادہ تھیں یا یہ معنے ہیں کہ ان لوگوں کی ٹوپیاں سر سے چپکی ہوئی تھیں اونچی اونچی نہیں تھیں ۱۲

[3] یعنے ایک سرے کو آگے اور ایک سرے کو پیچھے لٹکا دیا تھا ۱۲

(۱۲۰۱) حضرت رُکانہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہم میں اور مشرکوں میں ٹوپیوں کے اوپر عمامے باندھنے کا فرق ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے سنداس کی درست نہیں۔

(۱۲۰۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی عورتوں کے واسطے سونا اور ریشم (پہننا) حلال ہے اور میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۲۰۳) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہنتے تو اُسکا نام پگڑی یا کرتہ یا چادر (جو کچھ نام ہوتا) لیتے تھے پھر فرماتے یا الٰہی تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں جیسے کہ تونے مجھے یہ کپڑا پہنایا ہے میں تجھ سے اسکی بہتری اور جس چیز کے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہو اسکی بہتری چاہتا ہوں اور اُسکی بُرائی اور اُس چیز کی بُرائی جسکے لئے یہ بنایا گیا ہو تیری امان چاہتا ہوں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے

(۱۲۰۴) حضرت معاذ بن انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کھانا کھاکر یہ دعا پڑھے الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا الطعام ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ اُسکے سارے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد نے یہ زیادہ بیان کیا ہے اور جو کچھ پیچھے کریگا (وہ بھی معاف ہو جائیگا۔)

(۱۲۰۵) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ اگر تو مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیا (کے سامان) سے سوار کے توشہ کے برابر (سامان) کفایت کرنا چاہئے اور اپنے تئیں دولتمندوں کی ہم نشینی سے بچاتی رہنا اور کپڑے کو جبتک پیوند لگائے پرانا نہ سمجھنا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اسے ہم صرف صالح بن حسان کی سند سے جانتے ہیں۔ محمد بن اسمٰعیل (امام بخاری) نے کہا ہے صالح بن حسان کی حدیث نہیں مانی جاتی۔

(۱۲۰۶) ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں سنتے کیا تم نہیں سنتے کپڑے پرانا کرنا

لہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم ٹوپیوں کے اوپر عمامے باندھتے ہیں اور مشرک بغیر ٹوپیوں کے باندھتے ہیں اور عمامہ باندھنا سنت اور ثواب ہے ۱۲
ملہ ترجمہ اس خدا کا شکر ہے جسنے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بے مشقت و کوشش کے مجھے دیدیا ۱۲ ملہ یعنی جتنا سوار سفر میں جاتے وقت سامان لیجاتا ہے اتنا کافی ہے اور دنیا میں زیادہ دل لگانا اور سامان جمع کرنا بہتر نہیں ۱۲

ایمان کی نشانی ہے بیشک پرانے کپڑے ایمان کی نشانی ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دنیا میں کپڑے شہرت کے واسطے پہنے گا اُسے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن رسوائی کے کپڑے پہنائیگا یہ حدیث امام احمد ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۸) حضرت ابن عمر ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی قوم سے مشابہت[۱] کریگا وہ اُنہی میں سے ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۹) سُوید بن وہب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اچھے کپڑے اُسوقت پہننے چھوڑدے کہ اُسے پہننے کی قدرت ہو ایک روایت میں یہ ہے کہ جو عاجزی کے خیال سے چھوڑدے اُسے خداوند کریم بزرگی کا جوڑا پہنائیگا اور جو کوئی خدا تعالےٰ کی رضامندی کے خیال سے شادی کریگا خدا تعالےٰ اسکے سر پر شاہانہ تاج رکھیگا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسمیں سے کچھ یعنی لباس کی حدیث[۲] معاذ بن انس سے نقل کی ہے۔

(۱۲۱۰) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ برتر کو اپنی اس نعمت کا اثر جو بندہ کو دیا ہے ظاہر ہونا بہت پسند ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۱۱) حضرت جابر فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ملاقات کرنیکو تشریف لائے تو آپ نے ایک پراگندہ بالوں والے آدمی کو دیکھا کہ اُسکے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے سر کو سنوار سکے[۳] اور ایک دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا کیا اسے کوئی ایسی چیز (یعنے صابن وغیرہ) نہیں ملتی جس سے اپنے کپڑے دہو سکے۔ یہ حدیث امام احمد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے جو کوئی کسی قوم کے لباس میں یا [illegible] میں مشابہت کریگا وہ اسی قوم میں سے ہے ۱۲

[۲] یعنی ساری حدیث نہیں بیان کی ۱۲ [۳] کیا اسکے پاس کنگھی اور تیل وغیرہ نہیں ہے جو اسنے سر کے بال اسقدر پراگندہ کر رکھے ہیں اور کیا اس دوسرے کو صابون وغیرہ میسر نہیں ہے جو کپڑے دہو کر اُجلے کرے اس سے معلوم ہوا کہ میلے کچیلے بنا رہنا بھی اچھا نہیں اور بنا ٹھنا بھی اچھا نہیں ہے درمیانی رہنا چاہیئے ۱۲

(۱۲۱۲) ابوالاحوص اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس میں اس حال میں حاضر ہوا کہ میں خراب کپڑے پہنے ہوئے تھا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے پاس مال ہے میں نے عرض کیا ہاں آپ نے پوچھا کس قسم کا مال ہے میں بولا ہر طرح کا مال ہے بیشک مجھے اللہ نے اونٹ اور گائیں اور بکریاں اور گھوڑے اور غلام سب کچھ دیئے ہیں آپ نے فرمایا جب تجھے خدا نے مال دیا ہے تو تجھے خدا کی نعمت کا جو اُسنے تجھ دی ہے اور اسکی بزرگی کا[1] تجھ پہ اثر ظاہر کرنا چاہیئے۔ یہ حدیث نسائی نے روایت کی ہے اور شرح السنہ میں مصابیح کے لفظ منقول ہیں۔

(۱۲۱۳) عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں ایک شخص دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے نکلا تو اُسنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے (غصہ کے باعث) اُسے جواب نہ دیا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۲۱۴) حضرت عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرخ زین پوش (کی سواری) پر میں سوار نہیں ہوتا اور نہ کسنبی رنگ کا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ ایسا کرتہ پہنتا ہوں جس پہ ریشمی سنجاف[2] لگی ہو اور آپ نے (یہ بھی) فرمایا ہے یاد رکھو مردوں کی خوشبو زیادہ خوشبودار ہو اسمیں رنگ نہ پایا جاوے عورتوں کی خوشبو رنگدار ہونی چاہیئے زیادہ خوشبو نہ ہو یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۱۵) ابوریحانہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دس باتوں (یعنی) دانت تیز کرنے اور گودنے اور بال اکھیڑنے اور کپڑا بیچ میں حائل کئے بغیر مرد کے ساتھ سونے اور اسی طرح بغیر عورت کے ساتھ عورت کے سونے اور عجمیوں کی طرح کپڑوں کے نیچے حریر لگانے اور عجمیوں کی طرح مونڈھوں پر ریشمی کپڑا لگانے اور لوٹنے اور چیتے کے چمڑے کی زین پر بیٹھنے اور صاحب حکومت کے علاوہ اور کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۱۶) حضرت علی فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی اور قسی (یعنی کپڑے پہننے) اور سرخ زین پوشوں (کے استعمال کرنے) سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور

---

[1] یعنی خدا نے تو تجھے ہر طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں اور تو اس خراب خستہ حال میں رہکر ان نعمتوں کو چھپاتا ہے یہ اچھا نہیں ہے خدا کی نعمتوں کو ظاہر کرنا چاہیئے ۱۲

[2] یعنی جسمیں چار انگل یا چار انگل سے زیادہ ریشمی سنجاف لگی ہو ایسا کرتہ پہننا جائز نہیں ۱۲

[3] قس مصر کے علاقہ میں ایک شہر کا نام ہے وہاں کے کپڑے کو قسی کہتے ہیں جسمیں ریشمی دھاریاں ہوتی ہیں ۱۲

اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ ہے حضرت علی نے فرمایا کہ آنحضرت نے ارغوانی (یعنی سرخ) زین پوشوں سے منع فرمایا ہے۔

(۱۲۱۷) حضرت معاویہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خز پر جو ریشم اور سوت کا ہوتا ہے اور چیتے کی کھال کی زین پوش پر نہ بیٹھا کرو۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے

(۱۲۱۸) براء ابن عازب نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سرخ زین پوشوں سے منع فرمایا ہے۔ یہ شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۲۱۹) ابورمثہ تیمی فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس میں آیا تو آپ دو کپڑے سبز پہنے ہوئے تھے اور آپ کے (سر اور داڑھی کے) بال تھوڑے سے تھے اور ان پر بڑھاپا آیا ہوا تھا آپ کا بڑھاپا[1] سرخ تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ کے بال وفرہ[2] تھے اور ان میں مہندی کا اثر تھا

(۱۲۲۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار تھے آپ اسامہ سے سہارا لگا کر باہر تشریف لائے اور قطر کا کپڑا[3] آپ بدہی کی طرح ڈالے ہوئے تھے پھر مسجد میں جا کر صحابہ کو نماز پڑھائی۔ یہ حدیث شرح السنہ میں روایت کی ہے۔

(۱۲۲۱) حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم دو کپڑے قطری[3] موٹے پہنے ہوئے تھے جب وقت آپ بیٹھے اور پسینہ آجاتا تو وہ کپڑے آپ کو ناگوار معلوم ہوتے پھر فلانے یہودی کے پاس ملک شام سے کپڑا آیا تو میں نے عرض کیا اگر آپ اس کے پاس کسی کو بھیجیں اور اس سے دو کپڑے آمدنی[4] آنے کے وعدے پر خرید لیں (تو آپ اس تکلیف سے چھوٹ جائیں) آپ نے کسی کو اس یہودی کے پاس بھیجا اس نے کہا میں تمہارا مطلب سمجھ گیا تم صرف میرا مال لیجانا چاہتے ہو (قیمت دینی نہیں چاہتے) رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جھوٹا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ میں ان سب سے زیادہ متقی اور ان سب سے زیادہ امانت ادا کرنے والا ہوں۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۲) عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حال میں دیکھا

[1] یا تو وہ بال مہندی میں رنگے ہوئے تھے یا اصل سرخی تھے ۱۲ [2] وفرہ سر کے ان بالوں کو کہتے ہیں جو کانوں کی لو تک ہوں آپ کے بھی بال کانوں کی لو تک تھے اور مونڈھوں تک بھی درست ہے ۱۲ [3] یعنی چادر یمن کی قسم کا کپڑا ہوتا ہے ۱۲

[4] یعنے جب ہمارے پاس کچھ آویگا تو تیری قیمت دیدیں گے ۱۲

کہ میں کسم کا گلابی رنگا ہوا کپڑا اوڑھے ہوئے تھا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے میں آپ کے مکروہ سمجھنے کو تاڑ گیا اور جا کر اسے جلا دیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تونے اپنا کپڑا کیا کیا میں نے عرض کیا اُسے میں نے جلا دیا آپ نے فرمایا تونے اپنی کسی گھر کی عورت کو کیوں نہ پہنا دیا۔

(۱۲۲۳) ہلال بن عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خچر پر خطبہ پڑھتے اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ سرخ چادر اوڑھے ہوئے تھے اور آپ کے آگے حضرت علی لوگوں سے آپکی باتیں بیان کر رہے تھے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک سیاہ چادر بنائی گئی تو آپ نے اُسے پہنا جب آپ کو اُسمیں پسینہ آیا تو اسمیں سے صوف کی بو آنے لگی اسلئے آپنے اسے پھینکدیا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۲۲۵) حضرت جابر فرماتے ہیں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے حال میں آیا کہ آپ چادر میں لپٹے ہوئے بیٹھے تھے اور اسکے پلو آپ کے قدموں پر پڑے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۶) حضرت وحیہ بن خلیفہ فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص قباطی کپڑے لایا آپ نے ان میں سے ایک قبطی کپڑا مجھے دیدیا اور فرمایا اسکے دو ٹکڑے پھاڑ لے ایک ٹکڑے کا اپنا کرتہ بنا لے اور دوسرا اپنی بیوی کو دیدے کہ وہ اُسکی اوڑھنی بنا لے جب وہ مڑکر جانے لگا تو آپ نے فرمایا اپنی عورت سے یہ کہدینا کہ اسکے نیچے اور کپڑا لگالے تاکہ اُسکا بدن نہ ظاہر ہونے پائے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۷) حضرت ام سلمہ سے نقل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم انکے پاس تشریف لائے تو یہ اوڑھنی اوڑھے بیٹھی تھیں آپ نے فرمایا (سرپر) ایک پیچ (دے) دو پیچ نہ دی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۲۲۸) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے میرا گذر ہوا تو میرا تہبند لٹکا ہوا تھا آپ نے فرمایا اے عبد اللہ اپنا تہبند اونچا کر میں نے اونچا کرلیا پھر فرمایا اور زیادہ کر میں نے اور زیادہ اونچا کرلیا اسکے بعد میں ہمیشہ اونچا رکھنے کی کوشش کرتا ہوں کسی نے پوچھا تم کہاں تک اونچا کرتے ہو) وہ بولے نصف ساق تک (اونچا کرتا ہوں) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

لہ مجھے جب معلوم ہوا کہ آپ کو یہ کپڑا برا معلوم ہوتا ہے تو اُسے میں نے جلا دیا ۱۲ ؎ اس سے سرخ دھاریوں کی چادر مراد ہے ورنہ نری سرخ چادر اوڑھنے سے آپ نے منع فرمایا ہے اور نہ کبھی خود اوڑھی ہے ۱۲ ؎ قباطی مصر کے کپڑوں کی ایک قسم ہو جو سپید اور باریک ہوتے ہیں ۱۲ ؎ کیونکہ دو پیچ دینے میں دونوں کی مشابہت ہوجاتی کہ مردوں کا عمامہ معلوم ہونے لگے عورتوں کو مردوں کی مشابہت کرنے سے اور مردوں کو عورتوں کی مشابہت کرنے سے منع کیا گیا ہے

(۱۲۲۹) حضرت ابن عمرؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تکبر کے خیال سے اپنا کپڑا نیچا رکھیگا قیامت کے دن خدا تعالیٰ اُسکی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیگا۔ حضرت ابوبکرؓ بولے یا رسول اللہ میرا ہی تہبند لٹک جاتا ہے مگر میں اسے اونچا کر رہنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا جو لوگ ایسا تکبر سے کرتے ہیں تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے[1] یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۰) عکرمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا ہے وہ کبھی کبھی اسطرح تہبند باندھتے تھے کہ تہبند کو آگے کے طرف سے پشت قدم پر رکھتے تھے اور پیچھے سے اٹھا رکھتے تھے میں نے پوچھا کہ تم کبھی کبھی اسطرح تہبند کیوں باندھتے ہو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ بھی کبھی اسطرح تہبند باندھا کرتے تھے یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے[2]

(۱۲۳۱) حضرت عبادہؓ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم پگڑیاں باندھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے[3] اور انکی شملے اپنے پیچھے چھوڑا کرو

(۱۲۳۲) حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ (میری بہن) اسماءؓ حضرت ابوبکرؓ کی لڑکی رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئی تھیں آنحضرتؐ نے انکی طرف سے منہ پھیر لیا اور اپنے منھ اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اے اسماءؓ یاد رکھو کہ جب عورت کو ایام آجائیں (یعنے وہ جوان ہوجائے) تو اسکی اسکے اور اسکے (یعنے ہاتھ اور منھ کے) سوا اور کوئی چیز دیکھنی درست نہیں ہے (لہٰذا تم باریک کپڑے نہ پہنا کرو کیونکہ اس سے سارا بدن ظاہر ہوتا ہے)[4] یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۳) ابو مطرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے تین درہم کو ایک کپڑا خریدا اور جس وقت اُسے پہنا تو یہ پڑھا الحمد للہ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمل بہ فی الناس واواری بہ عورتی (ترجمہ) سب تعریفیں اُسی اللہ کے لئے ہیں جسنے مجھے زینت کے کپڑے نصیب کئے جسمیں لوگوں کے سامنے اپنی زینت کرتا ہوں اور اپنا ستر ڈھکتا ہوں) پھر فرمایا میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ بھی اسیطرح پڑھا کرتے تھے۔ یہ روایت امام احمدؒ نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۴) حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ (ترجمہ) سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جسنے مجھے ایسا کپڑا

---

[1] کیونکہ تیری عادت تکبر اور اترانے کی نہیں ہے اور چونکہ پھر بھی تو اونچا رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اسلئے تجھپر کچھ گناہ نہیں ہے ۱۲

[2] اس سے معلوم ہوا کہ ازار کا پیچھے سے اونچا رکھنا عدم اسبال کے لئے کافی ہے ۱۲ [3] یعنے بدر کی لڑائی کے دن جو فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے آئے تھے ان کی یہی علامت تھی کہ پگڑیاں باندھے ہوئے تھے ۱۲

[4] اس سے معلوم ہوا کہ جب عورت کا بدن باریک کپڑوں میں سے معلوم ہوتا ہو وہ برہنہ کا حکم رکھتا ہے ۱۲

پہنایا جس سے اپنا ستر ڈھکتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس سے اپنی زینت کرتا ہوں) پھر کہنے لگے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے نیا کپڑا پہنکر یہ پڑھ لیا الحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی) اور پھر پرانا کپڑا اٹھاکر اللہ کے واسطے دیدیا تو یہ شخص دنیا اور آخرت میں اللہ کی پناہ اور اسکی حفاظت اور اسکی (مغفرت کے) پردے میں رہیگا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۲۵) ابو علقمہ کے بیٹے علقمہ نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ عبدالرحمٰن کی بیٹی حفصہ[1] حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس گئیں اور یہ ایک باریک سی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھیں حضرت عائشہ نے وہ اوڑھنی پھاڑدی اور اسے ایک موٹی سی اوڑھنی اڑھادی۔ یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۳۲۶) ایمن کے بیٹے عبدالواحد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں گیا اور وہ ایک پانچ درہم قیمت کا کرتہ قطری[2] پہنے ہوئے تھیں انہوں نے مجھسے فرمایا کہ تم میری اس لونڈی کی طرف نگاہ اٹھاؤ اسے دیکھو کہ یہ گھر میں بھی ایسے کپڑے پہننے پر راضی نہیں ہوتی (چہ جائیکہ انہیں پہنکر باہر نکلے) اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میرے پاس اسی میں کا ایک کرتا تھا کہ مدینہ میں جو عورت (بیاہ شادی کے لئے) بناؤ سنگار کرتی تھی تو میرے پاس کسیکو بھیجکر ضرور ہی منگالیا کرتی تھی[3] یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۳۲۷) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایکروز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی قبا پہنی جو آپ کے لئے کسی نے سوغات میں بھیجی تھی بعد میں اسیوقت آپ نے اُتار کر وہ حضرت عمرؓ کے پاس بھیجدی کسی نے آنحضور سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ قبا آپ نے بہت ہی جلدی اتاردی آپ نے فرمایا کہ مجھے اسکے پہننے سے جبرئیل علیہ السلام نے منع کردیا ہے اور حضرت عمرؓ (یہ قصہ سنکر) اسی وقت ڈرتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ جس چیز سے آپ ناخوش

---

[1] یہ حفصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی بھتیجی ہیں حضرت عائشہ انہیں باریک اوڑھنی اوڑھے ہوئے دیکھکر خفا ہوئیں اور انہیں ادب سکھانے کی غرض سے اس اوڑھنی کے دو ٹکڑے کرڈالے اور اسکے بدلے موٹی اوڑھنی اوڑھادی [2] قطری ایک کپڑا ہے جو یمن سے یا بحرین سے بنکر آتا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ ضلع بحرین کی کسی بستی میں بنا جاتا ہے ۱۲ مرقات [3] مقصود حضرت عائشہ کا یہ تھا کہ باوجودیکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ابھی گذرا ہے کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے مگر زمانہ کی حالت اسقدر متغیر ہوگئی ہے کہ جسکا بیان نہیں ہوسکتا ۱۲ [4] سے معلوم ہوا کہ اسکا پہننا حرمت کے نازل ہونے سے پہلے تھا ۱۲

ہوتھے آپ نے مجھ کو بھیجی ہے اب میرا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لئے نہیں دی تھی بلکہ اسلئے دی تھی کہ تم اسے فروخت کردینا چنانچہ وہ انہوں نے دو ہزار درہم میں فروخت کردی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۳۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ واقعی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کے پہننے سے منع فرمایا ہے جو نرا ریشم کا ہو لیکن جو دھاری دار ہو اور تانا سوت کا ہو تو اسکے پہننے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۹) ابورجاء فرماتے ہیں کہ عمران بن حصین ہمارے پاس تشریف لائے اور اُن کے بدن پر خز کا مطرف تھا وہ کہنے لگے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسے اللہ تعالے نعمت دے تو بیشک اللہ تعالے یہ پسند کرتا ہے کہ اُسکی نعمت کا اثر اُسکے بندے پر معلوم ہو۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۰) حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ جبتک تم میں دو باتیں یعنی اسراف و تکبری نہ آئیں تو اتنے جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو۔ یہ روایت بخاری نے ترجمہ باب میں نقل کی ہے۔

(۱۲۴۱) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ جبتک اسراف اور تکبری نہ ہو تم (جو چاہو) کھاؤ اور پیو اور اللہ دو اور پہنو۔ یہ حدیث امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۲) حضرت ابو درداء کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہت اچھا لباس سفید کپڑا ہے جسے تم پہنکر اپنی قبروں میں اور مسجدوں میں اللہ سے ملتے ہو۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

باب انگوٹھی (وغیرہ پہننے) کا بیان

پہلی فصل

(۱۲۴۳) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی

لہ یعنے جسمیں ریشم بقدر چار انگشت کے دھاری دار ہو یا کا ہو تو اسکے پہننے میں کچھ حرج نہیں ۱۲ سے خز اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو نرا ریشم کا ہوتا ہے اور مطرف ایک کپڑا ہوتا ہے جسکے دونوں طرف پلّے ہوتے ہیں اور قاموس میں لکھا ہے کہ مطرف خز کی مربع دھاری دار چادر کو کہتے ہیں اس معنے پر خز فقط تاکید کیلئے ہوگا ۱۲ سے یعنے بقدر حاجت کھاؤ اور جو تمسے بچ جائے وہ للہ دیدو اور پہنو جبتک کہ اسراف وتکبر نہو ۱۲ سے یعنے مردوں پر سونے کے حرام ہونے سے پہلے آپ نے یہ انگوٹھی پہنی اور اسکی حرمت اترنے کے بعد پھینکدی امام محمد نے مؤطا میں لکھا ہے کہ مردوں کو سونے کی یا لوہے کی یا کانسی وغیرہ کی انگوٹھی پہنی جائز نہیں ہاں چاندی کی جائز ہے اور علمانے لکھا ہے کہ عورتوں کو چاندی کی پہنی بوجہ مشابہت مردوں کے مکروہ ہے لہذا حتی الوسع سونے کی پہنیں اگر نہ میسر ہو تو ملمع ہی کرالیں ۱۲

تھی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے اُسے داہنے ہاتھ (کی انگلی) میں پہن لیا تھا اُسے پھینک دی
بعد اُسکے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جسپر یہ نقش کھودا گیا تھا محمد رسول اللہ اور آنحضور نے فرما دیا تھا کہ کوئی
میری اس انگوٹھی جیسا نقش نہ کھودے اور آپ جب اُسے پہنتے تو اُسکے نگینہ کو ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے
یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۴۴) حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) ریشمی کپڑے پہننے اور کسمبی رنگے ہوئے کپڑے پہننے اور سونے کی انگوٹھی کے پہننے اور رکوع[۱] میں قرآن شریف کے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔
یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۵) حضرت عبد اللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا آپ نے اُسے فوراً نکالکر پھینکدیا اور فرمایا کہ کوئی تم میں سے آگ کی انگاری کو چاہتا ہے کہ اُسے اپنے ہاتھ میں لیلے اور جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (یہ فرما کے) چلے گئے تو بعد اُسکے کسی نے اُس آدمی سے کہا کہ تم اپنی انگوٹھی لیلو اُس سے کچھ اور فائدہ اُٹھا لینا وہ بولا ہرگز نہیں بخدا جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینکدی ہو میں اُسے کبھی نہیں اُٹھاؤنگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۶) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (شاہ فارس) اور قیصر یعنی (شاہ روم) اور نجاشی (یعنی شاہ حبشہ) کو خط لکھنا چاہا تو کسی نے بیان کیا کہ یہ لوگ تحریر کو بدون مہر کے قبول نہیں کرتے اسلئے آنحضور نے ایک انگوٹھی بنوائی جسکا چاندی کا چھلا تھا اور اسپر محمد رسول اللہ کھدا ہوا تھا یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ انگوٹھی کے نقش کی تین سطریں تھیں ایک سطر[۲] میں محمد دوسری میں رسول تیسری میں اللہ۔

(۱۲۴۷) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اُسکا نگینہ بھی چاندی کا تھا یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں چاندی کی

---

۱ ؎ اس عبارت کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ رکوع میں بجائے تسبیح رکوع کے قرآن شریف پڑھنے لگے دوسرے معنے یہ کہ قیام کی حالت میں قرأت تمام کئے بدون رکوع میں چلا جائے اور کچھ قرأت رکوع میں بھی پڑھے یہ دونوں نادرست ہیں ۱۲ ۲ ؎ یعنے اس شکل پر [اللہ / رسول / محمد] اور یہ انگوٹھی حضور انور کی بعد آپکے خلیفہ حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں رہی اُنکے بعد حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی اُنکے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی اور اُنکی اخیر خلافت میں معیقیب کے ہاتھ سے جو انکا خادم تھا اریس کے کنوئیں میں گر گئی ہرچند ڈھونڈی مگر نہ ملی علماء نے لکھا ہے کہ اُسکا گم ہونا ہی پریشانی و فساد و اختلاف کا باعث تھا

انگوٹھی پہنی تھی جسپر حبشی نگینہ تھا اور آنحضور اسکے نگینہ کو ہتھیلی کی طرف رکھا کرتے تھے ۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۲۴۹) حضرت انس ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ نبی صلے اللہ وسلم کی انگوٹھی اسمیں رہا کرتی تھی ۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۵۰) حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اِس انگلی میں یا اسمیں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے ۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے اپنے انگوٹھے اور اسکے پاس (یعنے شہادت) کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا ۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے ۔

دوسری فصل

(۱۲۵۱) حضرت عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ (کی انگلی)[1] میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے ۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے یہ حضرت علی سے نقل کی ہے

(۱۲۵۲) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بائیں ہاتھ (کی انگلی) میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے ۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے ۔

(۱۲۵۳) حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور کچھ سونا بائیں ہاتھ میں لیا پھر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں ۔ یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے ۔

(۱۲۵۴) حضرت امیر معاویہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چیتے کی کھالوں پر سوار ہونے اور سونے کے پہننے سے منع فرمایا ہے ہاں ذرا سے سونے کی اجازت[2] دی ہے ۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے ۔

(۱۲۵۵) حضرت بریدہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا کیا وجہ ہے کہ مجھے تم میں سے بتوں کی بدبو آتی ہے اُسنے (یہ سنتے ہی) وہ انگوٹھی پھینکدی اور لوہے کی انگوٹھی پہنکر آیا پھر آنحضور نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے بدن پر دوزخیوں[3] کا زیور دیکھتا ہوں اُسنے وہ (بھی) انگوٹھی پھینککر پوچھا کہ یا رسول اللہ اور کس چیز کی انگوٹھی بناؤں آپ نے فرمایا چاندی کی

---

[1] حدیث نمبر ۱۲۴۹ میں گذر چکا ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم انگوٹھی چھنگلیا ہی میں پہنا کرتے تھے اور یہ حکم مردوں ہی کے لیے ہے عورتوں کو جائز ہے کہ وہ چاہے جونسی انگلی میں یا سب میں پہنیں اور نووی نے لکھا ہے کہ مرد کو بیچ کی انگلی یا شہادت کی انگلی میں انگوٹھی پہننی مکروہ ہے [2] یہ اباحت تھوڑے سے سونے کی تھی پھر منسوخ ہو گئی [3] یعنی کافر جو دوزخی ہیں اُنمیں سے بعض دنیا میں لوہے کا زیور پہنتے ہیں

بنوا لینا اور وہ بھی ایک پورے[1] مثقال کی قیمت کی نہ بنوانا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور امام محی السنہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ سہل بن سعد سے مہر کے مقدمہ میں صحیح طور پر مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا (جو کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا تھا) کہ کوئی چیز ڈھونڈھ کر لے آؤ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو۔

(۱۲۵۶) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دس چیزوں کو مکروہ سمجھتے تھے زردی یعنے خلوق[2] ملنا اور (کالے بال کر نوالے خضاب سے) بڑھاپے کو بدلنا اور تہ بند کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانا اور سونے کی انگوٹھی پہننا (یہ حکم مردوں کے لئے ہیں اور عورت کا) بے جگہہ اپنی زینت ظاہر کرنا اور (مرد وعورت وسبھوں کے لئے) نرد وغیرہ سے کھیلنا اور سوائے معوذات کے اور چیزوں سے منتر کرنا اور کوڑیوں کا یا منکوں کا (بچوں کے گلے میں تعویذ سمجھکر) باندھنا اور غیر عورت سے صحبت کرنا اور (دودھ پلانے کی حالت میں عورت سے صحبت کرکے) بچے کو خراب کرنا (اور اس پچھلی بات کو) آپ حرام بھی نہیں فرماتے تھے یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۷) ابن زبیر سے روایت ہے کہ انکی ایک آزاد کی ہوئی لونڈی زبیر کی بیٹی کو حضرت عمر بن خطاب کے پاس لیگئی اور وہ پاؤں میں گھنگرو پہنے ہوئے تھی حضرت عمر نے وہ گھنگرو کاٹ ڈالے اور فرمایا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۲۵۸) عبدالرحمن بن حیان انصاری کی آزاد کی ہوئی لونڈی حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں تھی کہ یکایک انکے پاس ایک چھوٹی سی لڑکی آئی اور وہ بجتے ہوئے گھنگرو پہنے ہوئے تھی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اسکے یہ گھنگرو کاٹے بغیر اسے میرے پاس نہ لانا (کیونکہ) میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس گھر میں باجا ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے نہیں جاتے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۹) عبدالرحمن بن طرفہ سے روایت ہے کہ انکے دادا عرفجہ بن سعد کی ناک مقام کلاب[3] کی لڑائی میں

---

[1] یعنی ایک مثقال بھر سے کم ہو تو بہتر ہے ورنہ مثقال بھر کی بھی جائز ہے اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے [2] خلوق ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جو زعفران وغیرہ سے ملکر بنتی ہے اور یہ بھی خاص مردوں کے لئے ہے عورتوں کو اسکا لگانا درست ہے ۱۲ [3] کلاب ایک جگہہ کا نام ہے وہاں لڑائی ہوئی تھی اور عرفجہ کی ناک وہاں کٹ گئی تھی اور بسبب اس حدیث کے علماء نے سونے کی ناک بنوانیکو مباح کہا ہے اور اسی طرح دانت کو [illegible]

کٹ گئی تھی انہوں نے چاندی کی بنوا کر لگالی پھر اسمیں بدبو ہوگئی تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں یہ حکم دیا کہ وہ سونے کی ناک بنوالیں ۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے ۔

(۱۲۶۰) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنی محبوبہ (بیوی) کو آگ کی بالی پہنانا چاہے اُسے چاہیے کہ اُسے سونے کی بالی پہنادے اور جو شخص اپنی محبوبہ (بیوی) کو آگ کا کپڑا پہنانا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ اُسے سونے کا کپڑا پہنادے لیکن ہاں چاندی کا پہننا لازم رکھو اور اسیکا استعمال کیا کرو ۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے ۔

(۱۲۶۱) حضرت اسماء بنت یزید روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس عورت نے (یہاں) سونے کا ہار پہنا تو قیامت کے دن اُسکی گردن میں ویسا ہی ہار آگ کا پہنایا جائیگا اور جسنے (یہاں) اپنے کانوں میں سونے کی بالیاں پہنیں تو قیامت کے دن اُسکے کانوں میں ویسی ہی بالیاں آگ کی پہنائی جائینگی ۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے ۔

(۱۲۶۲) حضرت حذیفہ کی بہن روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت کیا تمہیں زیور بنانے کے لئے چاندی کافی نہیں ہے ۔ یہ بات یاد رکھو کہ تم میں سے جو عورت سونے[1] کا زیور پہنکر اسے (بے جگہ) ظاہر کریگی تو اُسے ضرور ہی عذاب دیا جائیگا ۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے ۔

تیسری فصل

(۱۲۶۳) حضرت عقبہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم زیور اور ریشم والوں کو ان دونوں کے پہننے سے منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر تم بہشتی زیور اور وہاں کا ریشم پہننا چاہو تو اسے دنیا میں مت پہنا کرو ۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے ۔

(۱۲۶۴) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اُسے پہنکر صحابہ سے فرمایا کہ آج تم سے مجھے اِسنے غافل کردیا تھا کہ کبھی اِسطرف دیکھتا تھا اور کبھی تمہاری طرف دیکھتا تھا پھر آپ نے وہ انگوٹھی[2] پھینکدی ۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے ۔

---

[1] یعنے سونے کی بالی پہنانے کی سزا یہ ہے کہ اسے آگ کی بالی پہنائی جائے ۱۲ [2] ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو خالص سونا پہننا منع اور باعث وعید ہے حالانکہ عورتوں کو چاندی سونا دونوں مباح ہیں لہذا علماء نے ان حدیثوں کی کئی طرح سے توجیہہ کی ہے اول یہ کہ ممنوعیت کا حکم پہلے تھا پھر منسوخ ہوگیا دوسری توجیہہ یہ کہ یہ حکم ان عورتوں کیلئے ہے جو سونے کے زیور کی زکوٰۃ نہ ادا کریں تیسری توجیہہ یہ کہ یہ حکم اس عورت کے لئے ہے جو سونے کا زیور پہنکر اجنبی مرد کے روبرو دکھائے ۱۲ [3] شاید یہ انگوٹھی سونے کی ہوگی جسکی بابت پہلے ہی یہ حکم گذار ہو ورنہ چاندی کی تو جائز

(۱۲۶۵) حضرت امام مالک فرماتے ہیں میں اس بات کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ لڑکوں کو کوئی چیز سونے کی پہنائی جائے کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے اور جب انگوٹھی منع ہوئی تو اور چیز بھی ضرور منع ہوگی) اسلئے میں اُسے بڑے آدمیوں اور چھوٹے بچوں سبھوں کے لئے مکروہ سمجھتا ہوں۔ یہ روایت امام مالک نے مؤطا میں نقل کی ہے۔

باب (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے) جوتوں کا بیان

(۱۲۶۶) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ ایسے جوتے پہنتے تھے کہ اپر بال نہ تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۷) حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جوتوں میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۸) حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک جہاد میں جانیکے وقت سُنا آپ فرماتے تھے کہ تم اپنے ہمراہ جوتے بہت سے لے لینا کیونکہ جبتک آدمی جوتے پہنے رہتا ہے تو وہ سوار[1] جیسا رہتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو چاہیئے کہ دائیں[2] پانوں سے شروع کرے اور جب نکالے تو بائیں سے شروع کرے غرضکہ پہننے میں دایاں پانوں اول ہونا چاہیئے اور نکالنے میں وہ آخر ہونا چاہیئے یہ حدیث متفق علیہ ہے یعنے بخاری و مسلم دونوں نے نقل کی ہے۔

(۱۲۷۰) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی فقط ایک جوتا پہنکر نہ چلا کرے[3] یا تو دونوں نکالدے یا دونوں کو پہن لے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۷۱) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کسیکے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتہ پہنکر نہ چلے بلکہ اپنا تسمہ درست کرلے اور نہ ایک جُراب پہنکر چلے اور نہ بائیں ہاتھ سے کھائے

---

[1] یعنے جلد چلنے اور پاؤں کے آفات سے سلامت رہنے میں سوار کی مانند ہوتا ہے ۱۲ منہ [2] قاعدہ اصل میں یہ ہے کہ جس امر میں فضیلت ہو اسے دائیں سے شروع کرنا مستحب ہے اور جسمیں کوئی فضیلت نہو اسے بائیں سے شروع کرے اور چونکہ جوتہ کا پہننا مسجد میں جانے اور عمل خیر کرنیکا باعث ہے لہذا دائیں سے شروع کرے اور اُتارنا اسکے خلاف ہے ۱۲ [3] یہ نہی تنزیہی ہے کیونکہ خلاف ادب اور مروت ہے علاوہ ازیں پانوں بھی پھسل جاتا ہے خاصکر جسوقت زمین ہموار نہ ہو ۱۲

اور نہ ایک کپڑے میں (اسطرح) گوٹ مار کر بیٹھے کہ اس کپڑے میں سے ستر پر کچھ نہ رہے) اور نہ ایک کپڑے کو سطرح اوڑھے کہ سارے بدن کو اسمیں لپیٹ لے اور ہاتھ پاؤں بھی اسمیں لپیٹ جائیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۲۷۲) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جوتہ میں دو تسمے تھے جو (انگلیوں میں) دوہرے پہنے جاتے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۷۳) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی کھڑا ہو کے جوتہ پہنے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ حضرت ابوہریرہ سے نقل کی ہے۔

(۱۲۷۴) قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ بعضے وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہی جوتہ پہنکر چلتے تھے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عائشہ (بھی) ایک جوتہ پہنکر چلی ہیں۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ (اخیر ہی کی روایت) زیادہ صحیح ہے۔

(۱۲۷۵) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہ بھی سنت ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو اپنے دونوں جوتے نکالکر انھیں اپنے ایک طرف رکھ لے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۷۶) بُریدہ کے بیٹے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو جرابیں سیاہ سادی بطور تحفہ کے بھیجیں تھیں آپ نے انھیں پہن لیا تھا یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے بُریدہ کے والد سے انہوں نے اپنے والد سے یہ زیادہ بیان کیا کہ پھر آنحضور نے وضو کر کے اُن دونوں پر مسح کیا۔

---

۱ یہ اس صورت میں ہے کہ کھڑے ہو کے جوتہ پہننے میں مشقت ہو یعنے ایسا جوتہ ہو کہ جسکے پہننے اور تسمہ باندھنے میں ہاتھ کی ضرورت ہو ورنہ مطلق جوتہ پہننے کا یہ حکم نہیں ہے ۱۲ ۲ پہلے چند حدیثوں میں یہ آیا تھا کہ آنحضور نے ایک جوتہ پہنکر چلنے سے منع فرمایا اور اس میں آیا کہ آپ خود چلے اول تو اسکی سند ضعیف ہے دوسرے اگر صحیح بھی ہو تو یا آپ فقط صحن ہی میں چلے ہوں گے اور یا اسلئے تاکہ لوگ اسطرح چلنے کو حرام نہ سمجھیں اور اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز ہمیں مکروہ تنزیہی ہے اُسے شارع علیہ السلام کا کرنا بیان اصل جواز کے لئے آیا ہے ورنہ نسبت شارع کے وہ فعل مکروہ نہیں ہوتا کیونکہ اسپر بیان جواز واجب ہے ۱۲ ۳ یعنے جوتے سمیت نہ بیٹھے بلکہ اُتار کے بیٹھے کیونکہ ادب اسی میں ہے اور حتی الوسع آگے نہ رکھے کیونکہ قبلہ کی تعظیم چاہیئے علے ہذا القیاس داہنی طرف بھی یہی وجہ اور پیچھے رکھنے میں چوروں کا کھٹکا ہے لہذا بائیں طرف رکھ لے تو بہتر ہے ۱۲ ۴ یعنے یہ تفتیش نہیں کی کہ یہ مُردار کے چمڑے کی ہیں یا مذبوح یا پکے چمڑے کی یا کچے کی اور اسی سے کوری کپڑے اور بوریئے اور شطرنجی اور فرش وغیرہ کا حکم معلوم ہو گیا کہ اگر ظاہر میں نجاست نہ ہو تو طہارت کا حکم ہے ۱۲

باب کنگھی کرنیکا بیان

پہلی فصل (۱۲۷۷) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں اپنی حالتِ ایام میں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سرِ مبارک میں کنگھی کر دیا کرتی تھی[1]۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۷۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پانچ چیزیں فطرت[2] میں ختنہ کرنا اور زیرِ ناف کے بال لینا اور لبیں لینی اور ناخن کٹوانے اور بغلوں کے بال کھیڑنے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۷۹) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم (حتی الوسع) مشرکوں کا خلاف کیا کرو (یعنے ڈاڑھیاں بڑھایا کرو اور لبیں کٹوا دیا کرو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ لبیں خوب کٹوایا کرو اور ڈاڑھیاں چھوڑ دیا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۰) حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہماری لبوں کے کتروانے اور ناخن کٹوانے اور بغلوں کے بال کھیڑنے اور زیرِ ناف کے بال مونڈنے میں وقت معین کر دیا گیا تھا کہ ہم چالیس روز سے زیادہ نہ چھوڑا کریں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۱) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے لہذا تم انکی مخالفت کیا کرو (یعنے خضاب کیا کرو) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۲) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ابوقحافہ (حضرت ابوبکر صدیق کے والد) لائے گئے اور انکا سر اور ڈاڑھی سپید ثغامہ[3] جیسی تھی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ انکی ڈاڑھی کا رنگ کسی اور رنگ سے بدل دو اور سیاہی سے پرہیز رکھنا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جس چیز میں (اللہ کی طرف سے) کوئی حکم نہیں ہوتا تھا تو آپ اس میں اہل کتاب کی موافقت کرنے کو پسند کیا کرتے تھے اور اہل کتاب (بدون مانگ نکالنے کے) یوں ہی بالوں کو چھوڑے رکھا کرتے تھے اور مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالا کرتے تھے چنانچہ اول نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بالوں کو (بدون مانگ کے) چھوڑے رکھا پھر بعد اسکے آپ نے مانگ نکالی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ ایام والی عورت کا بدن پاک ہے اور اس سے مخالطت جائز ہے ۱۲ [2] یعنے یہ پانچ چیزیں سب انبیاء صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم کی شریعت میں سنت تھیں ۱۲ [3] ثغامہ ایک گھانس کا نام ہے کہ اسکے شگوفے اور پھل سپید ہوتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب کرنا مکروہ ہے ۱۲۔

(۱۲۸۴) نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ قَزَع سے منع فرماتے تھے کسی نے نافع سے پوچھا کہ قزع کیا ہوتا ہے انہوں نے فرمایا (قزع یہ ہے کہ) لڑکے[1] کا تھوڑا سا سر مونڈ دیا جائے اور تھوڑا سا چھوڑ دیا جائے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور بعضوں نے اس تفسیر کو بھی حدیث ہی میں ملا دیا ہے

(۱۲۸۵) حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو دیکھا جسکا تھوڑا سا سر مونڈا گیا تھا اور تھوڑا سا ویسا ہی چھوڑ دیا گیا تھا آنحضرت نے لوگوں کو اس سے منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ یا تو سارا سر منڈوا دیا کرو اور یا سارا چھوڑ دیا کرو۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۶) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں سے اُن مردوں پر جو عورتوں کے مشابہ[2] ہوتے ہیں اور عورتوں میں سے اُن عورتوں پر جو مردوں کے مشابہ ہوتی ہیں لعنت فرمائی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تم انہیں اپنے مکانوں میں سے باہر نکال دیا کرو۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۷) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے تھے کہ اُن مردوں پر جو عورتوں کے مشابہ ہوتے ہیں اور اُن عورتوں پر جو مردوں کے مشابہ ہوتی ہیں اللہ تعالےٰ نے لعنت کی ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۸) حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالےٰ نے بال ملانے والی اور ملوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے گودنے والیوں اور گُدوانے والیوں اور منہ کے بال چننے والیوں اور دانتوں کو کُھلوانے والیوں (یعنے) جو حسن و زیبائش کے لئے اللہ کی پیدائش کو بدلنے والی ہیں سب پر لعنت فرمائی ہے اُسی وقت انکے پاس ایک عورت آکر کہنے لگی مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تمنے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے انہوں نے فرمایا مجھے کیا ہوا کہ میں ایسی عورتوں پر لعنت نہ کروں جنپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جو اللہ کی کتاب میں ہے (اس سے بھی اُنپر لعنت ثابت ہوتی ہے)

---

[1] لڑکوں کی تخصیص اسلئے ہے کہ عرب میں لڑکوں ہی کے سروں کو اسطرح منڈوایا کرتے تھے ورنہ یہ حکم چھوٹے بڑے سبھوں کے لئے ہے ۱۲ [2] حدیث میں یہاں لفظ مخنث کا ہے اور مخنث اس مرد کو کہتے ہیں جو لباس میں اور ہاتھ پاؤں رنگنے وغیرہ میں عورتوں کی مشابہت کرے اور اگر کسی عورت کے ڈاڑھی یا مونچھیں نکل آئیں تو انکا منڈانا مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے [illegible] باریک ہو [illegible] کشادگی ہو [illegible] پسند کرتے ہیں [illegible] عمر کی عورتوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ دانتوں میں کشادگی رہتی ہے اور جب بڑھاپا آتا ہے تو پھر دانت [illegible] اسلئے [illegible] عورتیں [illegible]

وہ بولی میں نے سارا کلام مجید پڑھا ہے لیکن تم جو کچھ کہتے ہو یہ حکم میں نے کہیں بھی انہیں نہیں دیکھا انہوں نے فرمایا اگر تو (اچھی طرح سمجھکر) پڑھتی تو بیشک تو یہ حکم دیکھ لیتی کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی مَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا (ترجمہ) جو تمہیں رسول دے اُسے لے لو (یعنے اس کام کو کرنے لگو) اور جس سے وہ منع کرے اس سے رک جاؤ وہ بولی کیوں نہیں میں نے پڑھی ہے انہوں نے فرمایا پس تو بیشک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۹۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نظر لگ جانی حق ہی اور آپ نے گودنے سے منع فرمایا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۹۱) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو گوندسے بال جمائے ہوئے دیکھا ہی یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۹۲) حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زعفران ملنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۹۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جو خوشبو مجھے اچھی ملتی تھی وہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لگا دیا کرتی تھی یہاں تک کہ خوشبو کی چمک آنحضرت کے سر اور ریش مبارک میں مجھے معلوم ہوا کرتی تھی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۹۴) حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمر جب دھونی لیتے تھے تو خالص اگر کی دھونی لیتے تھے اور یا کبھی اگر پر کافور بھی ڈال لیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسیطرح دھونی لیا کرتے تھی یہ روایت مسلم نے

دوسری فصل

(۱۲۹۵) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لبیں کترا یا کرتے تھے یا لے لیا کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی اسی طرح کرتے تھے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۹۶) حضرت زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی لبیں نہ کترے وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۹۷) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لــه یعنی اللہ تعالے نے اس میں خاصیت رکھی ہے کہ جادو کی طرح آدمی وغیرہ میں تاثیر کرتی ہے ۱۲ ملــه یعنی اپنے بالوں کو گوندسے جمادیا تھا کہ جوئیں نہ پڑیں اور غبار وغیرہ سے محفوظ رہیں ۱۲ ســه یعنی خواہ بدن کو ملیں یا کپڑوں کو کیونکہ یہ عورتوں کی عادت ~~[illegible]~~ ســه یعنی کبھی تو صرف اگر کی اور کبھی اسکے ساتھ کافور ملا کر ۱۲ ــه یہ بادی کا نشک ہی اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ لبوں کا کترانا قدیمی سنت ہی کہ حضرت ابراہیم بھی کترواتے تھے ۱۲

اپنی داڑھی کو عرض اور طول دونوں میں سے[1] لیا کرتے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۲۹۸) حضرت یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے کچھ خلوق[2] لگی ہوئی دیکھی آپ نے پوچھا کیا تمہاری بیوی ہے وہ بولے نہیں آپ نے فرمایا تو اسے دھو دو اسے دھو دو اسے دھو دو اور پھر آئندہ اسکا استعمال نہ کرنا یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۹۹) حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا جسکے بدن پر کچھ خلوق لگی ہوئی ہو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۰) حضرت عمار بن یاسر فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر کے لوگوں کے پاس اس حالت میں سفر سے آیا کہ میرے دونوں ہاتھ پھٹ گئے تھے اسلئے انہوں نے میرے زعفران کا لیپ کر دیا پھر صبح کو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور میں نے سلام کیا آپ نے مجھے جواب نہیں دیا اور یہ فرمایا کہ جاؤ اپنے بدن سے اسے دھو دو۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مردوں کے لئے عمدہ خوشبو وہ ہے جسمیں خوشبو زیادہ ہو اور رنگ کم ہو اور عورتوں[3] کے لئے عمدہ خوشبو وہ ہے جسمیں رنگ زیادہ ہو اور خوشبو کم ہو۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۲) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سُکّہ[4] تھی آپ اسی میں سے خوشبو لگا لیا کرتے تھے یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۳) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں اکثر تیل لگایا کرتے اور داڑھی میں اکثر کنگھا کیا کرتے تھے اور سر میں تیل لگا کر اوپر کپڑا رکھا کرتے تھے گویا وہ کپڑا تیلی کا کپڑا ہوتا تھا یہ روایت شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

---

[1] یعنی بڑھے ہوئے بالوں کو کتر کر ہر طرف سے درست اور برابر کر دیا کرتے تھے ۱۲ [2] خلوق ایک خوشبو کا نام ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے اور آنحضرت نے صحابی سے انکی بیوی ہونیکا اسلئے دریافت فرمایا کہ شاید انکی بیوی نے اپنے خوشبو لگائی ہو اور اسکے بدن سے انکے بدن یا کپڑے پر لگ گئی ہو اس حالت میں وہ معذور ہوتے ۱۲ [3] علماء نے لکھا ہے کہ یہ حکم اس عورت کے لئے ہے جو گھر سے باہر نکلے اور اگر اپنے خاوند کے پاس استعمال کرے تو جس طرح کی خوشبو چاہے ۱۲ [4] سُکّہ بھی ایک مرکب خوشبو کا نام ہے ۱۲

(۱۳۰۴) حضرت ام ہانی فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے اسوقت چار گیسو تھے۔ یہ روایت امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۵) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جسوقت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بالوں میں مانگ نکالا کرتی تو آپ کے تالو پر سے مانگ چیرتی اور پیشانی کے بالونکو دونوں آنکھوں پر چھوڑ دیتی۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۱۳۰۶) حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (ہر روز کے) کنگھا کرنیسے منع فرمایا ہے ہاں ایک بیچ میں چھوڑکر اگلے روز کرنے کی اجازت دی ہے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۷) عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے فضالہ بن عبید سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے میں تمہارے بال پراگندہ دیکھتا ہوں انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زیادہ[1] زینت کرنے سے منع فرمایا ہے اُسنے پوچھا اسکی کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں ننگے پاؤں دیکھتا ہوں انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کبھی کبھی ننگے پاؤں رہنے کیلئے بھی امر فرمایا تھا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۸) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کے بال ہوں اُسے چاہئے کہ اُنہیں اچھی[2] طرح رکھے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۹) حضرت ابو ذر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جن چیزوں سے بڑھاپا متغیر کیا جائے اُنیں سب سے اچھی مہندی اور وسمہ ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱۰) حضرت ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آنحضرت فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جو اس سیاہی سے (اپنی داڑھی وغیرہ میں ایسا) خضاب کرینگے جیسے کبوتروں کے پوٹے ہوتے ہیں وہ لوگ بہشت کی خوشبو تک نہیں سونگھیں گے۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱۱) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دباغت دیئے ہوئے چمڑے کے جوتے

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگرچہ تیل وغیرہ خود بھی لگاتے اور اوروں کو بھی رغبت دلاتے تھے لیکن بعض زاہدوں و اہل ریاضت کو اس کے خلاف بھی رکھتے تھے ۲ [2] یعنے اُنہیں دہوکر تیل وغیرہ لگایا کرے اور کنگھا کرتا رہے تاکہ وہ بکھرے نہ ہیں کیونکہ ستھرائی اور خوش ہیئتی محبوب ہے ۲

پہنتے تھے اور اپنی ریش مبارک کو ورسؔ[1] اور زعفران سے زرد کیا کرتے تھے (راوی کہتے ہیں) اور ابن عمر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۲) ۱۳۱ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی نکلا جسنے مہندی کا خضاب کر رکھا تھا آنحضور نے فرمایا کہ یہ کیا اچھا ہے پھر ایک آدمی نکلا جس نے مہندی اور وسمہ دونوں کا خضاب کیا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ اس سے بھی اچھا ہے پھر ایک تیسرا آدمی نکلا جس نے زرد کیا خضاب کیا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ سب سے اچھا ہے۔ یہ روایت ابو داؤد نے

(۱۳) ۱۳۱ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم (خضاب وغیرہ سے) بڑھاپے کو متغیر کر دیا کرو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کیا کرو[2]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور نسائی نے ابن عمر اور زبیر سے نقل کی ہے۔

(۱۴) ۱۳۱ عمرو بن شعیب نے اپنے والد شعیب سے اور شعیب نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سفید بالوں کو نہ چنا کرو کیونکہ یہ مسلمان کے لئے نورانیت[3] کا سبب ہیں جو شخص اسلام کی حالت میں بوڑھا ہو گیا تو بڑھاپے کی وجہ سے اسکے لئے اللہ تعالےٰ ایک نیکی لکھ دیگا اور ایک گناہ اس سے دور کر دیگا اور ایک درجہ اسکا بلند کر دیگا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۵) ۱۳۱ حضرت کعب بن مرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اسلام ہی کی حالت میں بوڑھا ہو گیا تو قیامت کے دن وہ بڑھاپا اسکے لئے نور ہو جائیگا۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۶) ۱۳۱ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے نہا لیا کرتے تھے اور آپ کے بال جمہ[4] سے بڑے ہوئے اور وفرہ سے کم تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۷) ۱۳۱ ابن حنظلیہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اسکے بال[5] زیادہ لمبے اور تہبند زیادہ لٹکا ہوا نہ ہوتا پھر جب خریم کو یہ بات پہنچی انہوں نے اسیوقت چھری لیکر دونوں کانوں تک اپنے بال کاٹ لئے اور نصف ساق تک اپنا تہبند

---

[1] ورس ایک زرد گھاس کا نام ہے جو یمن کے شہروں میں ہوتی ہے ۱۲ [2] یعنی یہود خضاب نہیں کرتے لہذا تم خضاب کیا کرو اور شاید یہ حکم خاص اہل جہاد کیلئے ہو کہ وہ دشمنوں کو خوف دلانے کیلئے اپنی قوت اور جوانی کا اظہار کریں ۱۲ [3] اس حدیث کی وجہ سے اکثر علماء نے سفید بال چننے کو مکروہ کہا ہے ۱۲ [4] سر کے بالوں کے تین نام ہیں ایک جمہ دوسرا وفرہ اور تیسرا لمہ۔ جمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو کندھوں تک ہوں اور وفرہ جو کان کی لو تک ہوں اور لمہ جو کانوں اور کندھوں کے بیچ میں ہوں یعنی کانوں سے نیچے اور کندھوں سے اوپر۔ اور بعض جگہ جمہ کا اطلاق مطلق بالوں پر ہو جاتا ہے ۱۲ [5] اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی بھائی مسلمان میں کوئی بات خلاف شرع ہو اور اسکا ذکر غائبانہ کرے تو جائز ہے جبکہ یہ جانے کہ وہ سنیگا تو اس سے رک جائیگا۱۲

اونچا کرلیا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱۸) حضرت انس فرماتے ہیں کہ میرے گیسو تھے اور میری والدہ مجھسے فرمایا کرتی تھیں کہ میں انہیں کبھی نہیں کاٹونگی (کیونکہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم انہیں پکڑ کر کھینچا کرتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱۹) حضرت عبداللہ بن جعفر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو (یعنے جب حضرت جعفر طیار کے شہید ہونے کی خبر آئی تو انپر رونیکی) تین دن کی مہلت دیدی تھی بعد اسکے آنحضورؐ انکے پاس آئے اور فرمایا کہ تم آجکے بعد میرے بھائی پر نہ رونا پھر فرمایا کہ میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلالاؤ چنانچہ ہم آپ کے پاس لائے گئے گویا کہ ہم چوزے ہیں (یعنے بہت چھوٹے بچے ہم آپ کے سامنے) اور کہتے تھے پھر فرمایا کہ میرے پاس حجام کو بلالاؤ اور آپ نے اُسے حکم دیا چنانچہ اُسنے ہمارے سر مونڈ دئیے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۰) اُم عطیہ انصاریہ نقل کرتی ہیں کہ ایک عورت مدینہ منورہ میں ختنہ کیا کرتی تھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا تو زیادہ جڑ انہ کاٹا کر کیونکہ تھوڑا کاٹنا عورت کو زیادہ لذت دیتا ہے اور مرد کو بہت محبوب معلوم ہوتا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکا راوی مجہول ہے۔

(۱۳۲۱) ہمام کی بیٹی کریمہ نقل کرتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ سے مہندی کا خضاب کرنیکی بابت پوچھا انہوں نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں لیکن مجھے مہندی اچھی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ میرے محبوب یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اسکی بو کو مکروہ سمجھا کرتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ عتبہ کی بیٹی ہند نے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کیا کہ یا نبی اللہ مجھے آپ مرید کر لیجئے آنحضورؐ نے فرمایا کہ جبتک تو اپنے دونوں ہاتھ رنگ نہ لیگی میں تجھے مرید نہیں کرونگا کیونکہ اس وقت یہ دونوں ہاتھ درندوں کے ہاتھ جیسے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۳) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں ایک عورت نے پس پردہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا اُسکے ہاتھ میں ایک خط تھا جو کہ اسنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (وہ خط لینے لینے) اپنے ہاتھ کو روک کر فرمایا میں نہیں جانتا کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا دہی

لہ جعفر ابوطالب کے بیٹے حضرت علی کے بھائی ہیں اسلئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہوئے اور اس سے معلوم ہوا کہ میت پر تین دن سے زیادہ رونا نہیں چاہیے ۱۲ تہ یعنے اتنی مہندی رنگا لیگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ہاتھوں میں مہندی لگانی مستحب ہے اور شباہت مردوں کے اسکا ترک کرنا مکروہ ہے یعنی تہ ہیں عورتوں کو مہندی لگانیکی استحباب کی تاکید ہے اور آداب کی کمال تعلیم ہے ۱۲

عورت بولی کہ مرد کا ہاتھ نہیں ہے بلکہ یہ عورت ہی کا ہے آپ نے فرمایا اگر تو عورت تھی تو اپنے ناخونکو سرخ کرلیتی یعنی مہندی لگالیتی ۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۴) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ بال ملانے والی اور ملوانے والی اور بال چننے والی اور چنوانے والی اور بدون کسی بیماری کے گودنے والی اور گودوانے والی ان سب عورتوں پر لعنت کی گئی ہے (حضرت نبی نے) یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۵) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر جو عورت کا پہناوا پہنے اور ایسی عورت پر جو مرد کا پہناوا پہنے دونوں پر لعنت کی ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۶) ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا کہ ایک عورت مردونکے سے جوتے پہنتی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر جو مردونکو ساتھ مشابہت کرے لعنت کی ہے یہ روایت ابوداؤد نے نقل

(۱۳۲۷) حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لیجاتے تو آپ سب گھر والوں سے پیچھے حضرت فاطمہ کے ہاں آتے اور جب سفر سے آتے تو سب سے پہلے بھی انہیں کے ہاں آتے ایک مرتبہ آپ کسی جہاد سے تشریف لائے اور حضرت فاطمہ نے اپنے دروازہ پر ایک ٹاٹ کا پردہ ڈالدیا تھا اور حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو دو کڑے چاندی کے پہنادیئے تھے آنحضور آئے لیکن مکان کے اندر نہیں گئے حضرت فاطمہ سمجھ گئیں کہ آپ ان چیزوں کو دیکھنے کے باعث اندر آنے سے رک گئے ہیں انہوں نے اسیوقت پردہ پھاڑ ڈالا اور دونوں صاحبزادوں کے کڑے اتار لئے بلکہ دونوں کے کڑوں کو توڑ ڈالا بعد میں وہ دونوں ان کڑوں کو لیکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے گئے کہ ہماری والدہ نے ہمارے کڑے توڑ ڈالے آنحضرت نے دونوں سے دو کڑے لیلئے اور فرمایا اے ثوبان تم یہ فلاں گھر والوں کے پاس لیجاؤ کیونکہ یہ میرے گھر والے ہیں ان کے لئے دنیا کی زندگی میں عمدہ چیزیں کھانا نہیں پسند کرتا اور اے ثوبان تم فاطمہ کے لئے عصب کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے دو کڑے خرید لانا یہ روایت امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۱۳۲۸) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم اصفہانی سرمہ لگایا کرو کیونکہ بینائی بڑھاتا ہے اور پلکوں کے بال اگاتا ہے اور ابن عباس نے یہ بھی فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے آپ ہر رات کو تین سلائیاں اس آنکھ میں لگاتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

سنہ ۵۱ یعنی اگر کسی تکلیف کی وجہ سے گودنے کی ضرورت ہو جائے تو جائز ہے اگر چہ نشان باقی رہیں ۱۲

سنہ ۵۲ یعنی زینت کے لئے کیونکہ اگر پردہ مکے لئے ہوتا تو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو ناگوار نہ معلوم ہوتا ۱۲

سنہ ۵۳ عصب ایک دریائی جانور کا دانت ہوتا ہے عرب میں اسکے دانت بنتے ہیں ۱۲

(۱۳۲۹) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے اصفہانی[1] سرمہ کی تین تین سلائیاں ہر آنکھ میں لگایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہاری سب سے اچھی دوا (یہ چار چیزیں ہیں) لدود[2] اور سعوط اور حجامت اور مشی اور تمہارے لئے سب سے اچھا سرمہ اصفہانی ہے کیونکہ وہ آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے اور (پلکوں کے) بال اُگاتا ہے اور تمہارے پچھنے لگوانے کے لئے سب سے بہتر دنوں میں ستر ہویں تاریخ اور اُنیسویں تاریخ اور اکیسویں تاریخ ہے اور بیشک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے نکلتے تھے وہ یہی کہتے تھے کہ تم پچھنے ضرور لگوایا کرنا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۳۳۰) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ (اول) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مردونکو اور عورتوں کو حماموں میں جا (کر نہا) نیسے منع فرمایا تھا پھر مردوں کو تہبند باندھکر جانیکی اجازت دیدی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۳۱) ابو الملیح فرماتے ہیں کہ اہل حمص[3] کی چند عورتیں حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں آئیں انہوں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئی ہو وہ بولیں کہ ملک شام سے اُنہوں نے فرمایا شاید تم اُسی بستی کی رہنے والی ہو جہاں کی عورتیں حماموں میں (نہانے کے لئے) جاتی ہیں وہ بولیں ہاں (بیشک ہم وہیں کی ہیں) حضرت عائشہ نے فرمایا بیشک میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس عورت نے اپنے خاوند کے مکان کے سوا اور کہیں اپنے کپڑے اتارے تو اُسنے بیشک وہ پردہ[4] جو اُسکے اور اللہ کے درمیان تھا پھاڑ ڈالا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس عورت نے اپنے گھر کے سوا اور کہیں اپنے کپڑے اتارے) تو اُسنے وہ (حیا و ادب کا) پردہ جو اُسکے اور اللہ بزرگ و برتر کے بیچ میں تھا پھاڑ ڈالا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۳۲) حضرت عبد اللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب تم ملک عجم کو فتح کرلوگے اور وہاں تم ایسے مکانات دیکھوگے جنھیں وہ لوگ حمام کہتے ہیں اُنمیں مردوں کو بدون تہبند باندھے

---

[1] حدیث میں اثمد کا لفظ ہے جسے بعضوں نے کہا کہ وہ یہی سرمہ ہے جسے لوگ لگاتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ اصفہانی سرمہ ہے جو آنسو اور زخموں کو خشک کرتا ہے اور آنکھوں کے پٹھوں کو قوت دیتا ہے خاصکر بڈھوں اور بچوں کو بہت مفید ہے ۱۲ [2] لدود اُس دوا کو کہتے ہیں جو بیمار کے منھ میں باچھکی طرف سے ٹپکائی جائے اور سعوط اس دوا کو کہتے ہیں جو ناک میں ٹپکائی جائے [illegible] کہتے ہیں اور مشی مسہل کے وزن پر دوا مسہل کو کہتے ہیں ۱۲ [3] حمص ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے ۱۲ [4] یعنی جو پردہ حیا و ادب کا تھا وہ پھاڑ ڈالا ۱۲

نہ جانا چاہیئے اور بیمار اور نفاس والی عورت کے علاوہ سب عورتوں کو وہاں جانے سے منع کر دینا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۳۳) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اُسے بدون تہبند باندھے حمام میں نہ جانا چاہیئے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ بھیجے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور ہو۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۳۳۴) ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت انس سے کسی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب کو پوچھا کہ آپ نے خضاب کیا ہے یا نہیں) انہوں نے فرمایا کہ جو سفید بال آنحضور کے سر مبارک میں تھے اگر میں انہیں گننا چاہتا تو گن سکتا تھا (یعنے چند بال سفید تھے اُنھیں آپ کیا خضاب کرتے) پھر فرمایا کہ آپ نے خضاب نہیں کیا اور ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ بیشک حضرت ابوبکر نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا ہے اور حضرت عمر نے خالص مہندی کا خضاب کیا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۳۵) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگ میں رنگ لیا کرتے تھے یہاں تک کہ اُنکے کپڑے بھی زردی میں بھر جاتے تھے کسی نے اُن سے پوچھا کہ تم زرد رنگ[۵] میں (ڈاڑھی وغیرہ) کیوں رنگ لیتے ہو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے رنگتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ کو اس رنگ سے زیادہ کوئی رنگ محبوب نہ تھا آپ اپنے سارے کپڑے یہانتک کہ پگڑی بھی اسی میں رنگ لیا کرتے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۳۶) حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہیں میں حضرت ام سلمہ کی خدمت میں گیا انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں چند بال رنگے ہوئے ہمیں نکالکر دئے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۳۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ ایک نانہ کو لائے جسنے اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو مہندی لگا رکھی تھی آپ نے فرمایا کہ اسکا کیا حال ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یہ عورتوں کی مشابہت کرتا ہے آنحضور نے اُسے نقیع[۵۲] کی طرف نکلوا دیا کسی نے کہا یا رسول اللہ ہم اسے قتل ہی نہ کر دیں

---

[۵] یہ زرد رنگ ورس کا ہوتا تھا جو زعفران کے مشابہ ایک گھاس ہوتی ہے اور کبھی کچھ اسمیں زعفران بھی ملا دیتے ہیں اور بیشتر علما کے نزدیک مختار یہ ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی بال رنگے ہیں اور اکثر نہیں ہی رنگے اور اسکا اثر کبھی کپڑوں پر ہو جاتا تھا ورنہ کپڑوں کو زعفرانی رنگ سے آپنے منع فرمایا ہے [۵۲] نقیع مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے ۱۲

آپ نے فرمایا کہ ہمیں نماز پڑھنے والوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۳۸) ولید بن عُقبہ کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح کر لیا تو اہل مکہ اپنے لڑکوں کو آنحضرت کی خدمت میں لائے اور آپ سے انکے لئے دعاء برکت کراتے تھے بعد میں آپ کے پاس کوئی مجھے لیگیا اور میرے خلوق لگی ہوئی تھی آنحضرت نے اس خلوق کی وجہ سے مجھے دست مبارک تک بھی نہیں لگایا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۳۹) حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے بال مونڈھوں تک ہیں کیا میں انہیں کنگھا کر لیا کروں آنحضرت نے فرمایا ہاں تم (انہیں تیل وغیرہ لگاکر) انہیں اچھی طرح رکھا کرو راوی کہتے ہیں کہ ابو قتادہ آنحضرت کے اسی فرمانے کی وجہ سے کہ "ہاں تم انہیں اچھی طرح رکھا کرو" بسا اوقات ایک دن میں دو دو مرتبہ تیل لگایا کرتے تھے۔ یہ حدیث امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۱۳۴۰) حجاج بن حسّان کہتے ہیں میں اور میرے گھر والے حضرت انس بن مالک کے پاس گئے اور میری بہن مغیرہ نے یہ بیان کیا (یعنے) فرمایا کہ تم ان دنوں میں چھوٹے سے بچے تھے اور تمہارے سر پر دو گیسو یا دو قصّے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور تمہارے واسطے دعاء برکت کی اور فرمایا کہ تم ان دونوں کو یا تو منڈوا دو اور یا کتروا دو کیونکہ یہ ہیئت یہود کی ہے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۴۱) حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر منڈوانے سے منع فرمایا ہے یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۴۲) حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے ایک آدمی سر اور داڑھی کے بالوں کو پراگندہ کئے ہوئے آیا حضور نے اپنے ہاتھ سے اسکی طرف اشارہ کیا گویا آپ سر اور داڑھی کے بالوں کو سنوارنے کیلئے ارشاد فرما رہے تھے چنانچہ اس نے بال سنوارے پھر جب وہ پلٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا کیا اب یہ تمہارے ایسے آدمی سے بہتر نہیں ہے جو سر کے بالوں کو کھولکر آئے گویا وہ شیطان ہے یہ حدیث امام مالک نے

---

۱ خلوق ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جو زعفران وغیرہ سے مرکب ہوتی ہے اور یہ خوشبو چونکہ زیادہ رنگدار ہوتی ہے اسلئے وہ عورتوں کیلئے ہے مرد لگائیں تو عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوگی اور مردوں کو یہ منع ہے ۱۲ ۲ غرض حجاج کی یہ ہے کہ چند لوگوں کے ساتھ حضرت انس کی خدمت میں جانا تو مجھے بھی یاد ہے لیکن کیفیت ملاقات کی اور تفصیل حال کی مجھے یاد نہیں ہے وہ مجھ سے میری بہن نے بیان کی ۱۲ طیبی ۳ یہ راوی کا شک ہے کہ دونوں میں سے کونسا لفظ کہا تھا اور قصّہ سر کے ان بالوں کو کہتے ہیں جو آگے کی جانب ہوتے ہیں ۱۲ ۴ عورت کے سر کے بال بمنزلہ مرد کی داڑھی کے ہیں لہٰذا عورت کو سر منڈانا مرد کی داڑھی منڈانے کی طرح حرام ہے ۱۲

(۱۳۴۳) ابن مسیب سے مروی ہے کہ یہ بات سنی گئی ہے آنحضرت فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ پاک ہے اور وہ پاکی کو پسند کرتا ہے اور وہ ستھرا ہے اور ستھرائی کو پسند کرتا ہے اور وہ کریم ہے اور کرم ہی کو پسند کرتا ہے اور وہ بہت بخشش والا ہے اور بخشش ہی کو پسند کرتا ہے لہٰذا تم لوگ صفائی رکھا کرو راوی کہتے ہیں میرے گمان میں ابن مسیب نے یہ کہا تھا کہ اپنے گھر کے صحنوں کو کوڑے کرکٹ سے صاف رکھا کرو اور یہود کی مشابہت نہ کیا کرو راوی کہتے ہیں پھر میں نے یہ حدیث مہاجر بن مسمار سے ذکر کی وہ کہنے لگے کہ مجھ سے عامر بن سعد نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث اسطرح نقل کی ہے مگر انہوں نے[ا] اتنا زیادہ کہا ہے کہ اپنے مکانوں کے صحنوں کو صاف رکھا کرو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۴۴) یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعید بن مسیب سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم اللہ کے دوست تھے انہوں نے سب لوگوں سے پہلے مہمان کی مہمان داری کی اور سب لوگوں سے پہلے اپنا ختنہ کیا اور سب سے پہلے اپنی لبیں کتریں اور سب لوگوں سے پہلے بڑھاپے کو دیکھا اور عرض کیا اے پروردگار یہ کیا چیز ہے اللہ بزرگ برتر نے فرمایا اے ابراہیم یہ عظمت و وقار ہے انہوں نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار پھر میرے وقار کو اور زیادہ کر یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے

باب تصویروں کا بیان

پہلی فصل (۱۳۴۵) حضرت ابو طلحہ کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس مکان میں کتا یا تصویریں ہوں اس میں فرشتے نہیں جاتے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنی بخاری و مسلم دونوں نے نقل کی ہے۔

(۱۳۴۶) حضرت ابن عباس حضرت میمونہ (یعنے اپنی خالہ) سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز صبح کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم غمگین اور خاموش اٹھے اور فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے رات کو ملاقات کرنیکا مجھسے وعدہ کر لیا تھا پھر بھی وہ مجھسے نہیں ملے اور بخدا انہوں نے مجھسے کبھی پہلے خلاف وعدہ نہیں کیا تھا (نہیں معلوم آج کیا بات ہے) بعد اسکے آپ کے دل میں یہ بات آگئی کہ میرے تخت کے نیچے کتے کا پلہ پڑا ہے (شاید اسی وجہ سے نہیں آئے ہونگے) پھر آپ نے حکم دیا چنانچہ وہ وہاں سے نکال دیا گیا آپ نے اپنے ہاتھ میں پانی لیکر اسجگہ چھڑکا جب شام ہوئی تو حضرت

لہ یعنے مہاجر کی روایت میں یہ لفظ کہ تم اپنے صحنوں کو صاف و ستھرا رکھو صریح مذکور ہے اسمیں گمان کو دخل نہیں ہے جیسا کہ ابن مسیب کی روایت میں تھا۔ لہ یعنے بڑھاپے میں آدمی لہو و لعب اور گناہوں کی باتوں سے چونکہ اکثر رک جاتا ہے اسلئے اسے وقار حاصل ہو جاتا ہے۔ لہ سب فرشتوں سے مراد اعمال لکھنے والے اور محافظت کرنے والوں کے سوا ہیں کیونکہ یہ فرشتے آدمی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے ہیں۔ لہ یعنی اپنی غمگینی کا سبب حضرت میمونہ سے یا اور کسی بیوی سے یا بطریق تعجب و تحیر کے اپنے دل میں کہا۔

جبرئیلؑ آپ سے ملے آپ نے پوچھا کہ تم نے تو گذشتہ شب میں ملنے کا مجھسے وعدہ کیا تھا انہوں نے فرمایا ہاں لیکن (بات یہ ہے کہ) جس مکان میں کُتا یا تصویر ہوتی ہے تو ہم اہیں نہیں جایا کرتے پھر اُسی روز صبح ہی کو آنحضورؐ نے تمام کتوں کے مارنے کا حکم دیدیا یہاں تک کہ جو چھوٹے باغوں[1] کی حفاظت کے لئے کُتے تھے وہ بھی مروا ڈالے اور جو بڑے باغونکی حفاظت کیلئے تھے وہ رہنے دئے ۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے ۔

(۱۳۴۷) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ جس مکان میں کوئی چیز تصویر کی ہوتی تھی اُسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم توڑے بدون نہیں چھوڑتے تھے ۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے ۔

(۱۳۴۸) حضرت عائشہ ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک تکیہ تصویروندار خرید لیا تھا جب وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ دروازہ ہی پر کھڑے رہے اندر نہ آئے حضرت عائشہ نے چہرہ مبارک سے ناخوشی پہچان لی فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ اور اُسکے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں مجھسے کونسا گناہ ہوگیا ہے (جو آپ آج اندر تشریف نہیں لاتے) آنحضورؐ نے فرمایا یہ تکیہ کہاں سے آیا ہے فرماتی ہیں میں نے کہا کہ میں نے آپ ہی کے لئے خرید لیا تھا تاکہ آپ اسپر سہارا لگاکر بیٹھیں آپ نے فرمایا یاد رکھو کہ ان تصویروں کے بنانے والونکو قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا اور یہ کہا جائیگا کہ جو تصویریں تم نے بنائی تھیں انہیں جان ڈالو اور فرمایا کہ جس مکان میں تصویر ہوتی ہے اُسمیں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔

(۱۳۴۹) حضرت عائشہ ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے طاق پر ایک پردہ تصویروں دار ڈال رکھا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے (دیکھتے ہی) پھاڑ ڈالا پھر حضرت عائشہ نے اُسمیں سے دو تکیے بنا لئے اور وہ دونوں تکیئے مکان میں تھے آنحضرت انپر (سہارا لیکر) بیٹھ جاتے تھے ۔ یہ روایت متفق علیہ ہے ۔

(۱۳۵۰) حضرت عائشہ ہی روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی جہاد میں تشریف لیگئے تھے ۔ (آپ کے جانے کے بعد) میں نے ایک کپڑا لیکر اپنے دروازے پر پردہ کے طور پر ڈالدیا ۔ جب آنحضورؐ تشریف لائے تو آتے ہی اُسیوقت کھینچ لیا بلکہ پھاڑ دیا اور فرمایا کہ ہمیں اللہ نے مٹی اور پتھروں کو کپڑے پہنانے کیلئے حکم نہیں کیا ۔ یہ روایت متفق علیہ ہے ۔

---

[1] یعنے جنہیں حفاظت کی زیادہ ضرورت نہیں تھی اور بڑے باغوں میں چونکہ حفاظت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اسلئے وہ کتے نہیں مروائے ۱۲ [2] یعنے انبیاء اور اولیاء بھی ایسے مکانوں میں نہیں جاتے ۱۲ [3] یہ حدیث بظاہر پہلی حدیث کے مخالف معلوم ہوتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تصویریں جاندار کی نہ تھیں یا آپنے یہ پردہ اسلئے پھاڑ دیا تھا کہ اگلی حدیث میں آتا ہے کہ مٹی پتھر کو کپڑے پہنانا [illegible]

(۱۳۵۱) حضرت عائشہ ہی رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اُن لوگوں کو ہوگا جو پیدائش میں اللہ کی برابری کرتے ہیں (جیسے تصویریں کھینچتے ہیں) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۵۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسے آدمی سے زیادہ کون ظالم ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح وہ بھی پیدا کرنا چاہتا ہے (جیسے بظاہر یہ دعویٰ کرتا ہے حالانکہ خود کچھ بھی نہیں کرسکتا اگر پورا دعویٰ ہے تو) اسے چاہیے کہ وہ ایک چیونٹی پیدا کردے یا ایک دانہ اور یا ایک جو ہی پیدا کردے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۵۳) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ کے سامنے سب لوگوں سے زیادہ مصوروں کو عذاب ہوگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۵۴) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہر مصور دوزخ کی آگ میں جائیگا اور ہر تصویر کے عوض جو اُسنے کھینچی تھی ایک شخص مقرر کردیا جائیگا وہ اسے دوزخ میں عذاب دیگا ابن عباس نے فرمایا اگر تمہیں ضرور ہی تصویر کھینچنی ہے تو درخت کی یا جو چیز جاندار نہ ہو اس کی تصویر کھینچ لیا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۵۵) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جسنے ایسے خواب کا دعویٰ کیا جو اُسنے دیکھا نہیں تھا تو (قیامت کے دن) اُسے دو جَو میں گرہ لگانے کی تکلیف دیجائیگی اور یہ ہرگز بھی نہیں دے سکیگا اور جو شخص ایسے لوگوں کی باتوں پر کان لگائے جو اس سے ناخوش ہوتے ہیں یا وہ اس سے بھاگتے ہیں تو قیامت کے دن اسکے دونوں کانوں میں سیسہ (پگلاکر) ڈالا جائیگا اور جسنے کوئی تصویر بنائی اُسے عذاب دیا جائیگا بلکہ اُسمیں روح پھونکنے (یعنے جان ڈالنے) کی بھی تکلیف دیجائیگی حالانکہ یہ ہرگز روح نہیں پھونک سکیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

لے یعنے جسطرح میں صورت پیدا کرتا ہوں اسیطرح وہ بھی پیدا کرنا چاہتا ہے ۱۲

لے اسپر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مصور سے مراد وہ ہے جو حیوانات کی تصویریں بنائے کیونکہ عرف میں مصور کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے اور جو درخت وغیرہ کی تصویریں بناتا ہے اُسے نقاش کہتے ہیں اور مجاہد نے باردار درخت کی تصویر کو بھی مکروہ کہا ہے اور محققین کے نزدیک یہ تمام بات کراہت سے خالی نہیں ہے بلکہ داخل لہو و لعب اور بالاعینی ہے ۱۱

(۱۳۵۶) حضرت بریدہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص نردشیر[۵۱] سے کھیلے تو گویا اُسنے اپنا ہاتھ سور کے گوشت اور خون میں رنگ لیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۳۵۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور کہنے لگے کہ میں شب گذشتہ کو تمہارے پاس آیا تھا اندر آنے سے فقط اسبات سے رک گیا کہ دروازے پر تصویریں تھیں اور مکان میں ایک رنگین کپڑے کا پردہ تصویردار تھا اور (علاوہ ازیں) مکان میں ایک کتا بھی تھا لہذا آپ حکم دیدیجئے کہ جو تصویریں دروازوں پر ہیں انکے سر کاٹ دئے جائیں اور وہ درختوں کی صورت کردی جائیں اور پردے کٹوا کر دو تکئے بنوا لیجئے جو نیچے پڑے رہیں اور پانوؤں سے ملے جائیں اور کتے کو (مکان میں سے) نکلوا دیجئے۔ چنانچہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سب اسیطرح کیا یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۵۸) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں سے ایک گردن[۵۲] نکلے گی جسکی دو آنکھیں ہونگی جن سے دیکھیگی اور دو کان ہونگے جن سے سنیگی اور زبان ہوگی جس سے بولیگی (یعنی) کہیگی کہ میں تین شخصوں پر مقرر کی گئی ہوں[۵۳] ایک وہ کہ جس ظالم نے حق سے عناد رکھا ہو دوسرے وہ کہ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پکارا ہو تیسرے جو تصویر کھینچنے والے ہوں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۵۹) حضرت ابن عباس رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے شراب کو اور جوا کھیلنے کو اور کوبہ[۵۴] کو حرام کردیا ہے اور فرمایا (بلکہ) ہر چیز نشہ لانیوالی حرام ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ کوبہ طبلہ ہوتا ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۱۳۶۰) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے اور جوا کھیلنے اور کوبہ بجانے اور غُبیرا پینے سے منع فرمایا ہے اور غُبیرا ایک شراب ہے جسے حبشہ کے لوگ چینہ سے بناتے ہیں (وہاں) اُسے سُکرکہ بولتے ہیں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۵۱] نردشیر ایک کھیل کا نام ہے جو فارسی کے بادشاہوں میں سے شاپور بن اردشیر بن بابک نے ایجاد کیا تھا ۱۲ [۵۲] اس سے معلوم ہوا کہ جب تصویر کا سر وغیرہ کاٹ کر اسکی شکل بدل جائے تو پھر اُسمیں کچھ قبح نہیں ہے ۱۲ مرقات [۵۳] یعنی آگ کا ایک ٹکڑا گردن کی صورت میں نکلیگا ۱۲ [۵۴] یعنی مجھ اللہ نے اسپر مقرر کیا ہے کہ ان لوگوں کو دوزخ میں داخل کروں ۱۲ [۵۵] کوبہ کے معنوں میں علماء کے تین قول ہیں نرد یا بربط یا طبل جیسا مصنف نے بھی حدیث کے بعض راویوں سے نقل کیا ہے طبل سے وہ طبل مراد ہیں جو لہو و لعب کے لئے ہوں نہ غازیوں کے طبل ۱۲ حنفیہ

(۱۳۶۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص نرد سے کھیلا اسنے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۲) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا وہ کبوتروں کے پیچھے لگا ہوا تھا آنحضور نے فرمایا یہ شیطان ہے شیطان[۱] کے پیچھے پڑ رہا ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۳۶۳) ابو الحسن کے بیٹے سعید فرماتے ہیں میں حضرت ابن عباس کے پاس تھا یکایک انکے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا ای ابن عباس میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ میری روزی میری دستکاری پر ہے اور بیشک (کام میرا یہ ہے کہ) میں تصویریں کھینچا کرتا ہوں حضرت ابن عباس نے فرمایا میں تجھ سے وہی بات بیان کرونگا جو مینے خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے مینے آپ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس شخص نے کوئی تصویر کھینچی تو بیشک سے اللہ تعالے اس پر عذاب نازل کیگا تا کہ وہ اسمیں جان ڈالدے اور رہا لانکہ وہ کبھی جان نہیں ڈال سکیگا (یہ سنتے ہی) اس آدمی نے ایک بہت[۲] بڑا سانس لیا اور اسکا چہرہ زرد ہوگیا حضرت ابن عباس نے فرمایا تیرا بھلا ہو اگر تجھسے اس کام کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تو ان درختوں کی اور جنمیں روح نہیں انکی تصویریں کھینچی اپنے اوپر لازم کرلے (یعنے ان کے سوا اور کسی کی نہ کھینچا کر) یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو (آپکی دلداری کے لئے) آپکی بعض بیویاں ایک گرجے کا ذکر کرنے لگیں جسکو ماریہ کہتے تھے اور (چونکہ) ام سلمہ اور ام حبیبہ حبشہ کے ملک میں گئیں تھیں تو ان دونوں نے اسکی خوبیاں اور جو اسمیں تصویریں تھیں انکا بھی ذکر کیا آنحضور نے اسی وقت سر مبارک اٹھایا اور فرمایا انکو نابیو الے۔ لاگ ہیں کہ جب انمیں کوئی اچھا نیک آدمی مرجاتا تھا تو اسکی قبر پر مسجد بنالیتے پھر اسمیں یہ تصویریں کھینچ لیتے تھے (یاد رکھو کہ) اللہ تعالے کی ساری مخلوق سے یہی لوگ برے[۳] ہیں

---

[۱] آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کبوتر کو شیطان اسلئے فرمایا کہ لہو ولعب کا باعث وہی تھا اور اس سے معلوم ہوا کہ کبوتر بازی حرام ہے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ اگر دل بہلانے کے لئے یا خط لیجانے کے لئے کبوتر پال لئے جائیں تو بلاکراہت جائز ہیں اور انکا اڑانا مکروہ ہے ۱۲

[۲] یعنے اس وعید شدید کی خوف اور اندیشہ سے وہ ڈر گیا اور اسکی یہ حالت ہوگئی ۱۲ [۳] یعنے قبروں پر مسجد بنانے اور تصویریں کھینچنے اور قبروں کی طرف نماز پڑھنے کے باعث سب سے زیادہ یہی لوگ برے ہیں ۱۲

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۶۵) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ عذاب اس آدمی کو ہوگا جسنے کسی نبی کو قتل کیا ہو یا نبی نے اُسے قتل کیا ہو یا کسینے اپنی والدین میں سے کسیکو قتل کیا ہو اور اُن لوگوں کو جو تصویریں کھینچتے ہیں اور اُن عالموں کو جنہوں نے اپنی علم سے نفع نہ اُٹھایا ہو۔

(۱۳۶۶) حضرت علی سے روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔

(۱۳۶۷) ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری فرماتے تھے شطرنج سے سوائے خطا کار کے اور کوئی نہیں کھیلتا۔

(۱۳۶۸) ابن شہاب ہی سے روایت ہے کہ اُنسے کسی نے شطرنج کھیلنے کو پوچھا انہوں نے فرمایا کہ یہ باطل ہے اور اللہ تعالےٰ باطل چیز کو پسند نہیں کرتا۔ یہ چاروں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۱۳۶۹) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے گھر میں جایا کرتے تھے اور اُنسے ورے ایک اور گھر تھا (آپ انہیں نہ جاتے تھے) اسلیئے اُس گھر والوں کو یہ بات بیجا معلوم ہوئی (کہ آپ اُنکے ہاں تشریف لیجاتے ہیں اور ہمارے ہاں تشریف نہیں لاتے) انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ فلاں گھر میں تشریف لیجاتے ہیں اور ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے آنحضور نے فرمایا کہ میں اسلئے نہیں آتا کہ تمہارے مکان میں کتا ہے وہ لوگ بولے کہ پھر اُن کے گھر میں بلی ہے (لہٰذا دونوں برابر ہیں) آپ نے فرمایا کہ بلی درندہ ہوتی ہے۔ یہ روایت دار قطنی نے نقل کی ہے۔

ف۱ اور یہ اسلیئے کہ وہ نبی کو قتل کرنا چاہتا تھا اور اس قتل کرنے سے مراد جہاد میں قتل کرنا ہے حد و قصاص میں قتل کرنا مراد نہیں ہے ۱۲ ف۲ انکا جوا یا تو حقیقۃً ہو اور یا صورۃً بہرحال انکے ساتھ تشبہ کرنا حرام ہے ۱۲

ف۳ یعنے بیشک بلی درندہ ہے لیکن جیسی نجاست اور بدی کتے میں ہوتی ہے کہ جہاں وہ ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتے بھی نہیں آتے یہ بات بلی میں نہیں ہوتی اور انبیاء بھی فرشتوں کی خصلت پر ہیں کہ جہاں وہ جاتے ہیں وہاں یہ بھی جاتے ہیں۔

مشکوٰۃ کی تیسری جلد ختم ہوئی

۹ ۱ ۱۸

مشکوٰۃ شریف اردو

چوتھی جلد

جدید با محاورہ ترجمہ

اس وضاحت اور خوبی سے آج تک مشکوٰۃ شریف کا

ترجمہ نہیں ہوا

باھتمام میرزا حیرت دہلوی مینجنگ ڈائرکٹر اسلامیہ

پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ دھلی

کرزن اسٹیم پریس دھلی میں طبع ہوا

ربیع الاول سنہ ۱۳۲۴ ہجری نبوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب طب کے اور منتروں کے بیان میں

پہلی فصل (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری اُتاری ہے اوس کے لئے شفا (یعنی علاج اور دوا) ضرور اُتاری ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر بیماری کی دوا ہے[۲] پس جسوقت دوا بیماری کی موافق پڑ جاتی ہے تو حکم الٰہی سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شفا تین چیزوں میں ہے پچھنے والی سینگی لگوانے میں یا شہد پینے میں یا آگ سے داغنے میں اور میں اپنی اُمت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم احزاب (یعنی جنگ خندق) میں حضرت اُبی بن کعب کے رگ

---

[۱] منتر قرآن شریف کی آیتوں اور اسماء الٰہی سے یا ایسے کلمات سے جنکے معنی معلوم ہوں اور وہ شریعت کے خلاف نہ ہوں بالاتفاق جایز ہے اور انکے سوا اور کسی کے ساتھ کرنا بالکل ناجایز ہے ۱۲

[۲] اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ دوا کرنی مستحب ہے اور مذہب صحابہ اور اکثر اہل علم کا یہی ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں کیونکہ دوا کرنی بھی تقدیر الٰہی سے ہے ۱۲-

...ت اندام پر تیر آلگا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے داغ دیدیا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے
۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ کی رگ ہفت اندام پر تیر لگ گیا تھا اوسپر
...صلعم نے اپنے ہاتھ سے تیر کی پیکان سے (گرم کرکے) داغ دیدیا پھر اُسمیں ورم ہوگیا تو آنحضور نے اوسپر دوبارہ
...اغ دیدیا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔
۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے حضرت اُبی بن کعب کے پاس اونکے علاج کیلئے
...طبیب بھیجا تھا اوس نے اُنکی ایک رگ کاٹکر اوس پر داغ دیدیا تھا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔
۷) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے سیاہ دانہ میں سوائے سام کے ہر بیماری کی شفا ہے ابن شہاب (جواس حدیث کے راویوں میں ہیں)
...ماتے ہیں کہ سام موت کو کہتے ہیں اور سیاہ دانہ کلونجی کو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
۸) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا
...ر عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست آرہے ہیں (لہذا کچھ علاج بتائیے) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شہد پلادو (اُسے
...بلاکر) پلادیا پھر آکر کہنے لگا کہ میں نے شہد اُسے پلایا تھا اور شہد سے تو دست اور زیادہ ہوگئے ہیں غرضکہ
...ین مرتبہ اُس نے (آآکر) کہا پھر چوتھے مرتبہ آیا تب بھی آپ نے یہی فرمایا کہ اُسے شہد پلاؤ وہ بولا کہ میں تو کئی
...مرتبہ) پلاچکا ہوں اور اس سے دست ہی زیادہ ہوتے جاتے ہیں اُسوقت آنحضور نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے سچ فرمایا[ف] ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ خراب ہوگیا ہے (جاؤ پھر شہد پلادو) چنانچہ اُس نے پلادیا
...وہ اچھا ہوگیا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو دوائیں تم کرتے
...ہیں بہت عمدہ دوا ... سینگی کچھوانا اور قسط[۲] بحری (یعنی کُٹ) ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
...) حضرت انس ہی کہتے ہیں ... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگ اپنے بچوں کو اُنکے

[ف] اس آیت میں فیہ شفاء للناس ... ادیکہ اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوئی کہ اگر یہ شخص شہد پئے گا
...دکی ...م ہوجائیگا۔ ۱۲

[۲] قسط دو قسم کی ہوتی ہے ... سیاہ اور بحری ہندی سے افضل ہوتی
...ہے اور اس میں اگ... ہوجاتی ہی ... تھے اور لئے سبب شفا ج...

حلق کے کوے کی وجہ سے انکا گلا دبا کر تکلیف نہ دیا کرو بلکہ قسط کا استعمال کیا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱) قیس کی والدہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (عورتوں سے) فرماتے تھے تم بچے کے گلا دبا کر کیوں تکلیف دیا کرتی ہو تم قسط استعمال کیا کرو کیونکہ اسمیں سات بیماریوں کی دوا ہے ان میں ذات الجنب بھی ہے (لہذا) گلا دکھنے کی وجہ سے قسط ناک میں ٹپکائی جائے اور ذات الجنب کے لئے حلق میں ڈالی جائے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور رافع بن خدیج دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ بخار دوزخ کی بھاپ ہے لہذا تم اسے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ۔

(۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے نظر کے لگجانے اور کسی ڈنک مارنے اور نملہ کی بیماری میں منتر کرانیکی اجازت دی ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی

(۱۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگجانے میں منتر پڑھوانیکا حکم دیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۵) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے انکے گھر میں ایک لونڈی کو دیکھا جسکے منہ پر زردی تھی آنحضور نے (اسے دیکھکر) فرمایا کہ تم اس پر منتر پڑھواؤ کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کرانے سے منع فرما دیا تھا تو عمرو بن حزم کے گھر والے آنحضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم ایک منتر جانتے ہیں جسے بچھو کے کاٹ لینے سے پڑھ لیا کرتے تھے اور اب آپ نے منتر کرنے سے منع فرما دیا ہے پھر انہوں نے آپ کے روبرو پڑھا آپ نے (سنکر) فرمایا کہ اسکے پڑھنے میں تو میں کچھ حرج نہیں سمجھتا لہذا تم

لے لڑکوں کے حلق میں جوش خون کی وجہ سے ایک بیماری پیدا ہو جایا کرتی جسے عربی میں عذرہ کہتے ہیں دفع کیلئے بچوں کے تالو کو انگوٹھے سے دباتی ہیں اس سے سیاہ خون نکل جاتا ہے اس سے آنحضور نے منع کیا اور فرمایا کہ اسکا کُٹ سے علاج کیا کرو ۱۲

لے منتر سے مراد دعائیں اور آیات قرآنی ہیں [illegible] طلب [illegible] ال کیا جائے اور نملہ ایک [illegible] پھنسیاں ہوتی ہیں جسمیں [illegible] بیمار ہو یہ معلوم ہوتا ہے جیسے چیونٹیاں [illegible]

جو کوئی اپنے بھائی (مسلمان) کو نفع پہنچانا چاہیئے وہ پہنچائے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۷) حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں منتر کیا کرتے تھے بعد میں ہم نے آنحضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ اس منتر کو کیسا سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا تم اپنا وہ منتر میرے سامنے پڑھو (اور یہ یاد رکھو کہ) جبتک کسی منتر[۵] میں شرک نہو تو اسکے کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۸) حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ نظر لگجانی حق ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر بڑھتی تو نظر بڑھجاتی اور جب کوئی تمہیں غسل کرانا چاہے تو تم غسل کرلیا کرو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۹) حضرت اسامہ بن شریک فرماتے ہیں لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا ہم دوا کرلیا کریں آپ نے فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو تم دوا کرلیا کرو کیونکہ اللہ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جسکی شفا نہ مقرر کردی ہاں ایک بیماری جو بڑھاپا ہے (اسکی دوا نہیں ہے)۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰) حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ تم اپنے مریضوں کو زبردستی نہ کھلایا کرو کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کھلا پلا دیتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے حضرت اسعد بن زرارہ کے سرخ بادہ (کی بیماری) کیوجہ سے داغ دیا تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۲) حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسلی کے درد کا علاج

---

[۵] علماء نے کہا ہے کہ جن الفاظ کے معانی معلوم نہ ہوں اونکے ساتھ منتر کرنا نچاہیئے مگر یہ کہ نقل صحیح شارع علیہ السلام سے آیا ہو اسپر بھی سب علماء کا اجماع ہے کہ قرآن شریف اور اسماء و صفات کے سوا اور چیز وںسے منتر کرنا مکروہ ہے ۱۲ [۶] یعنے آدمی میں ایسی تاثیر ہے کہ اسے اچھی جانکر نظر کرے اسمیں نظر کا اثر ہونا تقدیر الٰہی سے ثابت اور واقع ہے اور یہ خاصیت اللہ تعالیٰ نے جسمیں رکھی ہے ۱۲ [۷] لوگوں کی عادت تھی کہ نظر لگانے والے کے ہاتھ اور پاؤں اور تہبند کے اندر سے بدن دہلواتے تھے اور یہ دہوون جسکے نظر ہوجاتی تھی اسپر چھڑکا کرتے تھے اور اسے سبب شفا جانتے تھے آنحضور نے اسکی اجازت دیدی ۱۲

قسطا اور زیتون کے ساتھ کرنیکو فرمایا تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۳) حضرت زید ہی فرماتے ہیں کہ نبی صلعم پسلی کے درد کے لیئے زیتون اور ورس[ا] کی تعریف کرتے تھے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۴) عمیس کی بیٹی اسماء روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے پوچھا تم کس چیز کا جلاب لیتی ہو میں نے کہا شبرم[۲] کا آپنے فرمایا وہ تو بہت ہی گرم ہے کہتی ہیں پھر میں نے سنا کا جلاب لیا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی چیز میں موت کی دوا ہوتی تو سنا میں ضرور ہوتی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۵) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں اتار دی ہیں اور ہر بیماری کے واسطے دوا مقرر کر دی ہے لہذا تم دوا کیا کرو۔ لیکن حرام[۳] چیز کے ساتھ دوا نکیا کرو۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث[۴] دوا کرنے سے منع فرمادیا ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۷) حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ سلمٰے سے روایت ہے کہ جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سر کے درد کی شکایت لیکر آتا تو آپ فرما دیتے کہ تم پچھنے لگوالو اور جو پاؤں کے درد[۵] کی شکایت لاتا تو اُس سے فرمادیتے کہ تم اپنے مہندی لگالو یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے

[ا] ورس ایک قسم کی زرد گھانس مانند زعفران کے ہوتی ۱۲ [۲] شبرم ایک گھانس کا نام ہے جو دست آور ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ایک دانہ ہے کہ اُسے جوش دیکر اُس کا پانی پیتے ہیں ۱۲ [۳] حرام چیز دنسے دوا نکرنیکی حدیثیں خاصکر شراب بہت کثرت سے آئی ہیں اور یہانتک منقول ہے کہ حرام چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے شفا ہی نہیں رکھی اور بعضی روایات فقہیہ میں آیا ہے کہ اگر اطباء حاذق اتفاق کر کے یہ کہیں کہ اس بیماری کا علاج سوائے شراب وغیرہ کے اور نہیں ہے تو اُس وقت جائز ہے لیکن اطباء حاذقوں کا وجود اور انکا ایک دوا پر اتفاق کرنا نہایت ہی دشوار ہے لہذا اس کو بچنا ہی ۱۲ [۴] یعنی ناپاک اور حرام دوا کے استعمال سے یا خبیث سے مراد بدبو دار اور بدمزہ دوا ہے جسکے استعمال سے طبیعت متنفر ہو کر قے کرتی ہے کیونکہ ایسے طبیعت قبول نہیں کرتی اسلیئے نفع اُس سے بہی کم ہوتا ہے ۱۲ [۵] یعنی ایسے درد کی جو حرارت کی وجہ سے ہوتا اور یہ حدیث اگرچہ مرد و عورت سبھو نکیلئے ہے لیکن مرد اگر ناخونوں کو چھوڑ کر پاؤنوں پر مہندی لگائیں تو بہتر ہے تاکہ عورتوں کے ساتھ مشابہت نہو جائے ۱۲

(۲۸) حضرت سلمیٰ ہی فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو زخم یا چوٹ ہوتی تھی تو آپ مجھے اُسپر مہندی لگانیکے لئے فرما دیتے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۹) حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلعم نے اپنے سر مبارک اور دونوں مونڈھوں کے بیچ میں سینگی کھچوائی تھی اور آپ یہ فرماتے تھے کہ جو شخص اس طرح کچھ خون نکالدے تو وہ اگر کسی بیماری کی کچھ دوا نکرے تو اُسے کچھ ضرر نہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کولھے پر بسبب موچ کے جو آپکے پانوں مبارک میں آگئی تھی بھری سینگی کھچوائی تھی۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شب معراج کی خبروں میں سے یہ بھی بیان فرماتے تھے کہ آپ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے اُترتے وہ یہی کہتے تھے کہ آپ اپنی اُمت[۱] کو پچھنے لگوانے کا حکم کیجئے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۳۲) حضرت عبدالرحمن بن عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک طبیب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مینڈک کو دوا میں ڈالنے کی بابت پوچھا آنحضور نے اُسے مار کر دوا میں ڈالنے سے منع فرما دیا[۲]۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کی دونوں طرف کی رگوں پر اور دونوں مونڈھوں کے بیچ میں بھری ہوئی سینگی کھچوائی تھی۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ آنحضور نے سترھویں (۱۷) اور انیسویں (۱۹) اور اکیسویں (۲۱) تاریخ سینگیاں کھچوائیں تھیں۔

(۳۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سترھویں (۱۷) اور

---

[۱] یعنی آپکی اُمت میں سے جنہیں خون نکلوانیکی ضرورت پڑے ۱۲
[۲] قاضی نے کہا ہے شاید آنحضور نے اُسے اسلئے منع کر دیا ہو کہ آپ نے اس کے ساتھ دوا کرانی مناسب نہ سمجھی یا تو اسکی نجاست اور حرمت کیوجہ سے کیونکہ حرام چیزوں کے ساتھ دوا کرنی جایز نہیں ہے اور یا کراہیت طبیعت کیوجہ سے ۱۲ مرقات

اور انیسویں[۱۹] اور اکیسویں[۲۱] تاریخ پچھنے لگوانے کو پسند فرماتے تھے۔ یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۳۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول خدا صلعم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے سترہویں[۱۷] اور انیسویں[۱۹] اور اکیسویں[۲۱] تاریخ بھری ہوئی سنگیاں کھچوالیں تو اُسے ہر بیماری سے شفا ہوگی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۴۶) ابوبکرہ کی بیٹی کبشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے والد اپنے گھر کے لوگوں کو منگل کے دن سینگیاں کھچوانے سے منع کرتے تھے اور رسول خدا صلعم سے یہ بات نقل کرتے تھے کہ منگل کا دن خون (کے غلبہ) کا دن ہے اور اسمیں ایک ایسی ساعت ہے کہ اسمیں خون نکلوا لینے سے پھر) خون تھمتا بھی نہیں[۱] یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۴۷) زہری بطریق ارسال نبی صلعم سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے بدھ کے دن یا ہفتہ کے دن بھری سینگی کھچوائی پھر اوسے کوڑھ پہنچی تو اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہیئے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث سند سے بھی نقل کیگئی ہے لیکن وہ سند صحیح نہیں

(۳۴۸) حضرت زہری ہی بطریق ارسال کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ جسنے ہفتہ کے دن یا بدھ کے دن بھری ہوئی سینگی کھچوائی یا کوئی لیپ کیا تو پھر اوسے کوڑھ ہو[۲] جانے میں اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہیئے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۳۴۹) حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ (میرے خاوند) عبداللہ نے میرے گلے میں ایک تاگا (یعنے گنڈا پڑا ہوا) دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے میںنے کہا یہ تاگا ہے اور میں نے اپنے لئے اسپر منتر کرایا ہے اونھوں نے وہ اُسی وقت لیکر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے[۳]

---

[۱] یعنی اگر اس روز میں خون نکلوائے تو شاید اس ساعت کے موافق پڑے اور پھر آدمی خون نہ تھمنے کی وجہ سے ہلاک ہوجائے ۱۲ [۲] یعنی ان دو دنوں میں چونکہ ایسے علاج کرنے مبارک نہیں ہیں اسلیئے اگر مرض بڑھکر کوڑھ وغیرہ تک کی نوبت پہنچ جائے تو اُسے اپنے ہی تئیں شرمندہ ہونا چاہیئے کہ میں نے ایسے دنوں میں یہ علاج کیوں کیا تھا اور علاج اور علاج کرنے والے کی خطا نہیں ہے ۱۲ [۳] اُس زمانہ میں اکثر مشہور منتر زمانہ جاہلیت کے منتر تھے جنمیں شرک کے مضمون بھی ہوتے تھے اسلیئے حضرت عبداللہ بن مسعود نے انکے گنڈے کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے ۱۲

کر دیئے پھر فرمایا تم عبداللہ کے (یعنی میرے) گھر والے ہو تمہیں شرک سے بالکل ہی بچنا چاہیئے
میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بیشک منتر کرانا اور منکے باندھنے اور ٹوٹکے
کرانے سب شرک ہیں میں نے کہا تم ایسی باتیں کس طرح کہتے ہو میں قسمیہ کہتی ہوں کہ میری آنکھ (درد کی وجہ سے)
نکلی پڑا کرتی تھی اور میں فلانے یہودی کے پاس آیا جایا کرتی تھی جسوقت وہ اسپر منتر کردیتا اسیوقت آرام
آجایا کرتا تھا انھوں نے فرمایا کہ یہ بھی شیطان کا کام ہے وہ اس آنکھ میں اپنے ہاتھ سے چوکے مارتا ہے
جب اس پر کچھ منتر ہو جاتا ہے تو وہ ٹھیر جاتا ہے تمہیں وہ پڑھ لینا کافی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا
کرتے تھے کہ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ
سُقْمًا (ترجمہ) اے پروردگار سب لوگوں کے تو بیماری کو کھو دے اور شفا دے کیونکہ شفا دینے والا
تو ہی ہے تیری شفا دینے کے سوا اور کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔
یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے نشرہ[ل] کو پوچھا آپ نے
فرمایا کہ وہ شیطان کا عمل ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
آپ فرماتے تھے کہ اگر میں تریاق پیوں یا گلے میں منکا لٹکاؤں یا اپنی طرف سے کوئی شعر کہوں تو پھر میں
کسی عمل کے کرنیکی[۲ل] پروا نہیں کرتا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۲) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے داغ دلوایا یا منتر کرالیا
تو وہ توکل سے بیزار[۳ل] ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

ل نشرہ نون کے پیش اور شین کے سکون کے ساتھ ایک منتر کی قسم ہے جو آسیب زدہ کیلئے کرتے ہیں اور اسے
عمل شیطان اسلیئے فرمایا کہ یہ جاہلیت کے زمانہ کا منتر تھا کہ جسمیں بتوں اور شیاطینوں کے نام تھے ۱۲ ۲ل یعنی اگر ان
چیزوں میں سے ایک چیز بھی مجھسے صادر ہو جائیں تو ان لوگوں میں سے ہوں جو ہر جائز اور مشروع اور نامشروع کے
کرنے میں پرواہ نہیں کرتے مقصود آنحضور کا یہ ہے کہ ان چیزوں کا کرنا اور انکو موثر سمجھنا اس شخص کا کام ہے کہ جو
نامشروعات کرنے میں بلا قید اور بے پرواہ ہو تریاق میں سانپ کا گوشت اور شراب پڑتی ہے اسی لیئے آپ نے منع
کیا ۱۲ ۳ل یعنی داغ دلوانا اور منتر کرانا اگرچہ مباح ہیں لیکن توکل کا مرتبہ زیادہ ہے ۱۲

(۴۲) عیسیٰ بن حمزہ فرماتے ہیں میں حضرت عبد اللہ بن عُکیم کے پاس گیا اور انکے بدن پر سُرخ باد کی (سی) بیماری ہو رہی تھی میں نے اُنسے کہا کہ تم تعویذ کیوں نہیں باندھ لیتے اُنھوں نے فرمایا میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں (کیونکہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے تھے جو شخص کوئی چیز گلے میں لٹکائے وہ اُسیکی طرف سونپ دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۳) حضرت عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سوائے نظر لگجانے اور زہر دار[1] جانور کے ڈنک مارنے کے منتر کسی چیز میں اثر نہیں کرتا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے بریدہ سے نقل کی ہے۔

(۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سوائے نظر لگجانے اور کسی زہر دار جانور کے ڈنک مارنے یا (نکسیر کے) خون کے اور کسی چیز[2] میں منتر اثر نہیں کرتا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۵) عُمیس کی بیٹی حضرت اَسماء نے (آنحضور سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ حضرت جعفر کے بچوں کو بہت جلدی نظر ہو جاتی ہے کیا ہم اُنپر منتر کرا لیا کریں آپنے فرمایا ہاں کیونکہ یہ نظر ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر پر بڑھتی تو یہ ضرور بڑھ[3] جاتی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۶) عبد اللہ کی بیٹی حضرت شِفا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ کے ہاں تشریف لیگئے اور میں بھی وہیں تھی آنحضور نے (مجھسے) فرمایا کہ کیا تم حفصہ کو نملہ کا منتر

[1] یعنی بچھو یا اور زہریلے جانوروں کے ڈنک مارنے سے منتر کرانا جایز ہے ۱۲ [2] اس حدیث میں حصر سے مراد مبالغہ ہے اور مقصود یہ ہے کہ منتر بہ نسبت اور چیزوں کے تین چیزوں میں کرنا اولیٰ اور انفع اور لوگوں میں شایع اور متعارف ہے ۱۲ [3] یعنی یہ نظر امر عظیم ہے لہذا اسکیلئے منتر کرانا جائز ہے اور لکھا ہے کہ جیسے بعضی نظر بسبب حسد اور خُبثِ طبیعت کے لوگوں کو ضرر پہنچاتی ہے اسیطرح عارفوں کی اور اولیاؤں کی نظر نافع بھی ہوتی ہے کہ جاہل کو عالم اور کافر کو مومن کر دیتی ہے ۱۲ [4] نملہ چیونٹیوں کو بھی کہتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد ایک بیماری ہے کہ پہلو پر پھنسیاں نکلتی ہیں اور نہایت ہی تکلیف دیتی ہیں اور بیمار کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا چیونٹیاں چلتی ہیں ۱۲

نہیں سکھلا دیتیں جیسے کہ تم نے انہیں لکھنا سکھلا دیا ہے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۷) حضرت اُمامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عامر بن ربیعہ نے (میرے والد) سہل بن حنیف کو نہاتے ہوئے دیکھکر یہ کہدیا بخدا میں نے آج جیسا کبھی کسی پردہ نشین کا بدن نہیں دیکھا روای کہتے ہیں دانکے یہ کہتے ہی سہل زمین پر گر پڑے پھر انھیں لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے کسی نے آپ سے کہا یا رسول اللہ آپکو سہل بن حنیف کی خبر نہیں ہے قسم ہے خدا کی وہ تو (بجھ دنے سے) سر بھی نہیں اٹھاتے (آپ بھی سمجھ گئے کہ کسیکی نظر لگ گئی ہے) آپ نے پوچھا کیا تم ان پر کسیکی نظر لگجانے کا گمان کرتے ہو لوگوں نے کہا ہاں عامر بن سعد پر ہمارا گمان ہے آنحضور نے اُسیوقت عامر کو بلوایا اور انپر بہت ناراض ہوئے بلکہ یہ فرمایا کہ تم اپنے بھائی مسلمان کو کیوں قتل کیا کرتے ہو تم نے (انہیں دیکھکر) دعا و برکت[ل] کیوں نہ دی (جاؤ اپنی نظر) انکے لئے دھو چنانچہ عامر نے انکیلئے اپنا منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں کہنیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی اونگلیاں اور اپنے تہبند کے اندر کا بدن سب ایک پیالہ میں دھو دیا پھر یہ پانی سہل پر چھڑکا گیا تو وہ فوراً اٹھکر لوگوں کے ساتھ ایسے چلنے لگے کہ انہیں گویا کوئی تکلیف نہ تھی۔ یہ حدیث شرح السنہ میں اور امام مالک نے نقل کی ہے اور انکی روایت میں یہ زیادہ ہے آنحضور نے فرمایا کہ نظر لگجانی سچ ہے تم انکیلئے وضو کرو چنانچہ انہوں نے وضو کر دیا۔

(۴۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جونسی اور آدمیوں کی ٹوک سے پناہ مانگا کرتے تھے یہانتک کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوگئیں تو آپ نے انہیں پڑھنا شروع کر دیا انکے سوا اور سب چھوڑ دیا۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کیا تم میں مُغَرَّبُون دکھلائی دیتے ہیں میں نے پوچھا مغربون کون لوگ ہوتے ہیں آپ نے فرمایا جنمیں

[ل] یعنے تم نے یہ لفظ کیوں نہ کہدیئے بارک اللہ علیک تاکہ اسمیں تمہاری ٹوک اثر نکرتی۔ اور قاضی عیاض نے لکھا ہے جب کوئی شخص نظر لگانے میں مشہور ہو تو اُس سے پرہیز کرنا لازم ہے اور حاکم کو لازم ہے کہ اسے لوگوں کے آنے جانے سے بند کرے بلکہ یہ حکم کر دے کہ وہ اپنے گھر ہی میں رہا کرے اگر محتاج ہو تو اُسکیلئے کچھ مقرر بھی کر دے کیونکہ اسکی نظر جذامی کی ضرر سے بھی بڑھکر ہوتی ہے

جن شریک ہوتے ہیں۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور حضرت ابن عباس کی حدیث (جسکا مرا یہ ہے "تمہارے لئے بہتر دوا" گنگھا کرنیکے باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

تیسری فصل

(۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آدمی کا معدہ سارے بدن کا حوض ہے اور ساری رگیں (رطوبت لینے کے لئے) اسکی طرف آئی ہوئی ہیں اس لئے جب معدہ اچھا تندرست ہوتا ہے تو وہ رگیں (عمدہ رطوبت یعنے) سبب صحت لیکر پھرتی ہیں اور جس وقت معدہ خراب ہو جاتا ہے تو یہ رگیں (خراب رطوبت یعنے) سبب بیماری لیکر پھرتی ہیں۔

(۵۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رات کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے آپنے جو اپنا ہاتھ زمین پر رکھا ایک بچھو نے کاٹ لیا اور آپنے اپنے جوتے سے اسے وہیں مار دیا جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ اللہ بچھو پر لعنت کرے کہ یہ نمازی اور بے نمازی یا نبی اور بے نبی کسی کو ڈکاٹے بدون نہیں چھوڑتا پھر آپنے کچھ نمک اور پانی منگوا کر ایک برتن میں ڈال لیا پھر (دونوں کو ملاکر) اپنی انگلی پر جہاں بچھو نے کاٹا تھا ڈالتے رہے اور انگلی کو ملتے رہے اور اوسپر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے رہے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۵۳) عثمان بن عبداللہ بن موہب کہتے ہیں مجھے میرے گھر والوں نے ایک پیالہ میں پانی دیکر حضرت ام سلمہ کی خدمت میں بھیجا اور یہ لوگوں کی عادت تھی کہ جب کسیکو نظر یا کوئی بیماری ہوجاتی تو حضرت ام سلمہ کے پاس ایک بڑا پیالہ بھیجتا تھا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال نکالتی تھیں اور انہوں نے بالوں کو چاندی کی نلکی میں رکھ چھوڑا تھا وہ بال بیمار کے لئے ذرا پانی میں ہلا دیا کرتی تھیں پھر مریض اسے پی لیتا تھا بیٹے جھانک کر اس نل کی کو دیکھا

لہ یعنی جو لوگ اپنی بیوی سے صحبت کرنیکے وقت ذکر الہی کو ترک کر دیتے ہیں تو اس سببسے اونکے نطفے اور اونکی اولاد میں جن شریک ہو جاتے ہیں یعنے اونکا اثر ہو جاتا ہے ۱۲ ۵۲ یہ راوی کا شک ہے ۱۲

۵۳ یہاں چاندی کا برتن فقط تعظیم کے لئے تھا جیسے کہ خانہ کعبہ پر ریشم ڈالتے ہیں ۱۲ طیبی ؒ

تو مجھے چند بال سرخ[1] معلوم ہوئے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابیوں نے آنحضور کی خدمت عالی میں عرض کیا کہ کھنبی (شاید) زمین کی چیچک ہوتی ہے آنحضور نے فرمایا نہیں بلکہ کھنبی تو من[2] کی قسم سے ہے اور اوس کا عرق آنکھوں کے لئے دوا ہے اور عجوہ بہشت کی کھجور ہے اور وہ زہر کی دوا ہے ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین یا پانچ یا سات کھنبیاں لیں اور انھیں نچوڑ کر ان کا عرق ایک شیشی میں رکھ لیا پھر ایک چندھی ہوئی آنکھ میں سرمہ کی طرح لگایا اسکی آنکھ اچھی ہو گئی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولخدا صلعم فرماتے تھے کہ جو شخص ایک مہینہ میں تین روز صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے تو اُسے کوئی بڑی بیماری نہیں[3] ہوگی۔

(۵۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلعم فرماتے تھے کہ تم دو شفا کی چیزوں یعنے شہد اور قرآن کو لازم کر لو۔ یہ دونوں حدیثیں ابن ماجہ نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں اور بیہقی نے کہا ہے صحیح بات یہ ہے کہ اخیر کی حدیث حضرت ابن مسعود ہی پر موقوف ہے۔

(۵۷) حضرت ابو کبشہ انماری روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلعم نے ایک بکری زہر دار کھانے کی وجہ سے اپنے سر مبارک پر پچھنے لگوائے تھے معمر (جو اس حدیث کے راویوں میں ہیں) فرماتے ہیں میں نے اسیطرح اپنے سر پر بغیر زہر کھانیکے پچھنے لگوائے تھے اس سے میرے حافظہ کی خوبی ایسی جاتی رہی کہ مجھے نماز دیڑھنے میں بھی لوگ الحمد سکھلاتے ہیں۔ یہ روایت رزین نے نقل کی ہے۔

[1] آنحضور کے سرخ بال یا تو بوجہ آمد بڑھاپے کے ہورہے تھے اور یا خوشبو کی وجہ سے متغیر ہو گئے تھے اور یا مہندی میں رنگے ہوئے تھے ۱۲ [2] یعنے اللہ تعالی کی بخششوں میں سے ہے اُسنے اپنے بندوں پر یہ احسان کیا کہ بلا مشقت بونے اور پانی دینے کے زمین سے نکال دی اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ آنحضور نے اُس من کے مشابہت دی ہے جو حضرت موسیٰ کی قوم پر اترتی تھی یعنے جیسے وہ بلا محنت ہوتی تھی ویسی ہی یہ بھی ہے ۱۲ [3] یعنے شہد کی خاصیت اور برکت سے بڑی بیماری بھی رفع ہو جائیگی اور تھوڑی بیماری کی تو حقیقت کیا ہے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر ایسی علت کے جو خوف

(۵۸) نافع کہتے ہیں حضرت ابن عمر نے (مجھسے) فرمایا اے نافع میرا خون جوش کہا گیا لہذا تم کسی سینگی والیکو میرے پاس بلالاؤ اور جوان آدمی کو لانا جو خون اچھی طرح کھینچے بوڑھے یا بچے کو نہ لانا نافع کہتے ہیں اور حضرت ابن عمر نے (اُسی وقت یہ بھی) فرمایا کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آنحضور فرماتے تہے کہ نہار مُنہ بھری سینگی کھچوانی بہتر ہے اور یہ عقل اور حافظہ کو بھی بڑہاتی ہے لہذا جو شخص بھری سینگی لگوانی چاہے تو جمعرات کے روز اللہ کا نام لیکر لگوالیا کرے اور تم سبکو چاہیئے کہ جمعہ کے روز اور ہفتہ کے روز اور اتوار کے روز بھری سینگی لگوانے سے بچتے رہو ہاں پیر کے روز اور منگل کے روز سینگی لگوایا کرو اور بدہ کے روز بھی سینگی لگوانیسے بچتے رہو کیونکہ یہ وہی دن ہے جسمیں حضرت ایوب بیماری میں پڑے تہے۔ اور جذام اور کوڑہ بھی بدہ ہی کے دن یا رات کو شروع ہوا کرتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۵۸) حضرت معقل بن یسار کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے کہ مہینہ میں سترویں تاریخ منگل کے روز بھری سینگی کھچوالینی سال بھر کی بیماری کیلئے دوا ہے۔ یہ حدیث حرب بن اسمٰعیل کرمانی امام احمد کے مصاحب نے نقل کی ہے اور اس حدیث کی سند کچھ ایسی قوی نہیں ہے اسیطرح منتقی میں ہے اور رزین نے اسی طرح حضرت ابوہریرہ سے نقل کی ہے۔

باب فال اور طیرہ کے بیانمیں

پہلی فصل

(۵۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے فال اُس سے اچھی ہے صحابہ نے پوچھا اور فال کیا ہوتی ہے آپنے فرمایا کہ کوئی تم میں سے اچھی بات (اپنے مقصود کیموافق کہیں سے)

نکالنے کا محتاج کرے سر میں سے خون نکلوانا حافظہ کی خرابی کا باعث ہے ۱۲ فوائد صفحہ ہذا

لہ ظاہر عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوب کا بیماری میں مبتلا ہونا بدہ کے دن پچھنے لگوانیکی وجہ سے تہا مفسرین نے اسکی بابت اور بہی اسباب ذکر کئے ہیں شاید پہلے بہی انہیں اسباب میں سے ہو ۱۲ لہ منگل کے پچھنے لگوانے میں روایتیں مختلف ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت اسدن نہ لگوانیسے ضرور ہی پرہیز رکھے ۱۲ لہ فال کا استعمال اکثر نیکی میں ہوتا ہے جیسے کوئی بیمار اسباب کے تصور کیوقت کہیں تندرست ہونگا یا نہیں یہ سُنے اے سالم کسی سے کا طالب یہ سُنے اے واجد اور کبھی فال کا استعمال بد میں بہی ہوتا ہے اور طیرہ فال بد کو کہتے ہیں اور کبھی بمعنی مطلق فال کے بھی آتا ہے نیک ہو یا بد ۱۲

سُن لے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلعم (مجھسے) فرماتے تھے کہ نہ بیماری کا لگنا کوئی چیز ہے اور نہ بدشگونی اور نہ ہامہ[1] اور صفر کوئی چیز ہے ہاں جذام والے سے تم ایسے بھاگنا جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نہ بیماری لگنا کوئی چیز ہے اور نہ ہامہ اور صفر کوئی چیز ہے ایک گنوار بولا کہ یا رسول اللہ پھر اونٹوں کا کیا حال ہے کہ ریگستان میں ایسے پھرتیلے ہوتے ہیں گویا واقعی وہ ہرن ہیں اور جب کوئی خارشتی اونٹ اُن کے پاس سے نکل جاتا ہے تو وہ اُنہیں بھی خارشتی کر دیتا ہے آنحضور نے پوچھا کہ پھر پہلے اونٹ کو کسنے خارشتی کیا تھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نہ بیماری لگنا کوئی چیز ہے اور نہ ہامہ اور نوء[2] اور صفر کوئی چیز ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کسیکی بیماری کسیکو نہیں لگتی اور نہ صفر اور غول[3] کوئی چیز ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] ہامہ تخفیف میم کے ساتھ اصل میں تو کھوپری کو کہتے ہیں لیکن یہاں ایک جانور مراد ہے اہل عرب کا یہ خیال تھا کہ میت کے ہڈیوں سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اُسے ہامہ کہتے ہیں اور بعضے عرب کہتے تھے کہ مقتولوں کے سر میں سے ایک جانور نکل کر اُڑتا پھرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے پانی پلادو یعنے میرے قاتل سے میرا بدلہ لیلو جبتک کہ اوسکا بدلہ نہ لیا جائے یہی کہتا پھرتا ہے اور صفر سے مراد بعضوں کے نزدیک تو یہ مہینا ہے جو بعد محرم کے آتا ہے اسے عوام الناس محل نزول بلا و آفات جانتے تھے اور یہ اعتقاد باطل ہے اور بعضے صفر سے مراد ایک سانپ لیتے ہیں کہ جو بزعم عرب وقت بھوک کے کاٹتا ہے بھوک کے وقت اُسکی تکلیف ہوتی ہے اور یہ ایک دوسرے میں سرایت کر جاتی ہے ان سب عقیدوں سے آنحضور نے منع فرمادیا ۱۲ [2] نوء چاند کی منزل کو کہتے ہیں اور یہ منزلیں اٹھائیس ہیں اہل عرب نزول بارش انہیں کیطرف نسبت کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ بارش کے ہونیکی علت یہ ہے کہ ان منزلوں میں سے کسی میں چاند چلا جائے بغیر اسکے بارش نہیں ہو سکتی اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ اصل میں نوء ہی کوئی چیز نہیں ہے چہ جائیکہ نزول بارش میں اُسکا مؤثر ہونا بلکہ فقط حکم الٰہی سے بارش ہوتی ہے اور کوئی بات نہیں ۱۲ [3] غول غین کے پیش کیساتھ ایک قسم ہے جن و شیاطین کی اہل عرب کا یہ خیال تھا کہ یہ شیاطین

(۶۵) عمرو بن شرید نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ثقیف کی جماعت میں (جو آنحضور صلعم سے بیعت ہونے آئے تھے) ایک آدمی جذامی تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے پاس کسیکو (یہ کہلا کر) بھیجا کہ بیشک ہمنے تجھے بیعت کر لیا ہے لہذا تو واپس چلا جا (یعنے ہمارے پاس نہ آنا) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۶۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فال لیتے تھے اور بدشگونی نہیں لیتے تھے اور فال لینے میں اچھے نام کو پسند کیا کرتے تھے۔ یہ روایت شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۶۷) قطن بن قبیصہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عیافہ اور طرق اور طیرہ شیطان (کے افعال) سے ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آنحضور نے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ بدشگونی کرنی شرک ہے اور (فرمایا کہ) ہم میں سے وہی شخص (اچھا) ہے جسکے دل میں بدشگونی کا خیال آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے توکل کرنیکی وجہ سے اسے دفع کر دیا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی کہتے ہیں میں نے محمد بن اسمٰعیل (یعنی بخاری) سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ سلیمان بن حرب کہتے تھے کہ یہ عبارت "اور ہم میں سے وہی شخص ہے جسکے دلمیں بدشگونی کا خیال آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکے توکل کرنیکی وجہ سے اُسے دفع کر دیا" اس حدیث میں میرے نزدیک حضرت ابن مسعود ہی کا قول ہے۔

(۶۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذامی

جنگل بیابان میں مختلف شکلوں کے ساتھ لوگوں کو نظر آجاتے ہیں بلکہ انہیں راستہ بتا دیتے ہیں اگر موقعہ پاتے ہیں تو مار ہی ڈالتے ہیں اس خیال سے آنحضور نے منع فرما دیا اور علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ منع فرمانے سے فقط یہ مقصود ہے کہ وہ خود کسیکو نہیں مارتے یا راستہ بتاتے نہیں بغیر حکم خداوندی کے باقی اُنکے ہونے سے آپنے انکار نہیں فرمایا شاید ہوتے ہوں جیسے یہاں بھی غول بیابانی کہتے ہیں ۱۲ ۵ ل عیافہ پرندہ کے اُڑانیکو کہتے ہیں اسطرح کر اپنے مقصود کو دلمیں سمجھکر کسی جانور کو اُڑائے اگر ادھر اُڑے تو سمجھے کہ مجھے ہدایت ہوگی ایسے ہی اور جانور وغیرہ اور طرق سنگریزے مارنیکو کہتے ہیں اہل عرب کی عورتوں کی عادت تھی کہ فال لینے کے وقت سنگریزے مارا کرتی تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ ریت میں خط کھینچا کرتی تھیں جیسے کہ رمل والے کھینچتے ہیں اس سے آنحضور نے منع فرمادیا ۱۲

فوائد صفحہ ۱۵ / فوائد صفحہ ۱۶

کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالہ میں ڈال لیا یعنے کھانے میں شریک کر لیا، اور فرمایا کھاؤ میں اللہ پر بھروسا اور توکل رکھتا ہوں۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۹) حضرت سعد بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہ ہامہ کوئی چیز ہے اور نہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے اگر بدشگونی اور بدفالی کسی چیز میں ہوا کرتی تو گھر میں[۱] اور گھوڑے میں اور عورت میں ہوتی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت کبھی کسی ضرورت کیلئے باہر تشریف لیجاتے تو آپ اے راشد اے نجیح سننے سے بہت ہی خوش ہوا کرتے تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی شے سے بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے اور جب آپ کسی عامل کو بھیجتے تو اوس سے اوس کا نام پوچھتے اگر اوس کا نام آپکو اچھا معلوم ہوتا تو آپ خوش ہو جاتے اور اسکی خوشی آپکے چہرہ پر معلوم ہوتی اور اگر اُس کا نام آپکو برا معلوم ہوتا تو اسکی برائی[۲] آپکے چہرہ پر معلوم ہوتی اور جب آپ کسی بستی میں جاتے تو اس کا نام پوچھتے اگر اُس کا نام آپکو اچھا معلوم ہوتا تو آپ خوش ہو جاتے اور یہ خوشی (بھی) آپکے چہرہ پر معلوم ہوتی اور اگر اُس کا نام آپکو برا معلوم ہوتا تو یہ برائی آپکے چہرہ پر معلوم

[۱] یعنے اگر بدفالی کا وجود فرض کر لیا جائے تو ان تین چیزوں میں ہوگی اور مقصود علی وجہ المبالغہ یہ ہو کہ بدفالی کسی چیز میں نہیں ہے ۱۲ مرقات [۲] ابن ملک نے کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے بیٹے اور خادم کیلئے اچھا نام اختیار کرنا سنت ہے اس لئے کہ برے نام کبھی تقدیر کے موافق ہو جاتے ہیں جیسے کسی نے اپنے لڑکے کا نام نقصان وغیرہ رکھا اور اسکے ہوتے ہوئے اتفاق سے نقصان ہی ہوتا رہا تو سب لوگ یہی جانینگے کہ یہ نقصان اسکی وجہ سے ہے اور اُسے منحوس سمجھکر اُس سے کنارہ کشی اختیار کرینگے لہذا اس کو سمجھنا چاہیئے ۱۲ [۳] یہ تطیر نہ تھا کیونکہ اس کی وجہ سے آپ رکتے نہ تھے اور اس کام کے کرنے سے باز نہ آتے تھے لیکن اُسکی برائی کا اثر چہرہ پر اسلیئے معلوم ہوتا تھا کہ بھلائی برائی کو خوشی ناخوشی میں طبعی تاثیر ہے تطیر اور تفاؤل کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہے ۱۲

ہوتی۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی کہنے لگا یارسول اللہ (یہ کیا بات ہے) کہ ہم ایک گھر میں تھے تو ہمارے گھر کے لوگ اور مال بہت زیادہ ہوگئے تھے اور اب ہم اور گھر میں چلے آئے ہیں تو ہمارے گھر کے آدمی اور مال بھی کم ہو گئے ہیں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اُس گھر کو چھوڑ دو[۱] وہ بُرا ہے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۴) یحیٰ بن عبداللہ بن بحیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے ایسے شخص نے بیان کیا ہے جسنے حضرت فروہ بن مسیک سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے مینے (آنحضور سے) پوچھا تھا کہ یارسول اللہ ہمارے پاس ایک زمین ہے جسے لوگ اَبْیَنْ کہتے ہیں اور اس زمین میں ہماری زراعت اور غلّہ وغیرہ ہوتا ہے لیکن وہاں بیماری بہت سخت ہے آنحضور نے فرمایا اُسے چھوڑ دو کیونکہ بیماری کے قریب ہونے سے بربادی ہوا کرتی ہے[۲]۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۷۵) حضرت عُروہ بن عامر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کسینے بدشگونی کا ذکر کیا آنحضور نے فرمایا کہ اُس سے اچھی فال ہوتی ہے اور کسی مسلمان کو بدشگونی (کے خیال) سے رکنا نہیں چاہیئے اور جب تم میں سے کوئی بُری چیز[۳] دیکھے تو اُسے یہ دُعا پڑھ لینی چاہیئے اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیات الا انت ولاحول ولاقوۃ الا باللہ (ترجمہ) یاالٰہی تیرے سوا نیکیوں کو کوئی نہیں لاسکتا اور تیرے ہی سوا برائیوں کو کوئی نہیں روک سکتا اور گناہوں سے پھرنے کی قوت اور نیکیوں کے کرنیکی طاقت اللہ کی مدد بغیر نہیں ہوسکتی۔ یہ روایت ابوداؤد نے ارسال کے طور پر نقل کی ہے۔

باب کہانت کا بیان

پہلی فصل (۷۶) حضرت معاویہ بن حکم فرماتے ہیں مینے (آنحضور کی خدمت بابرکت

---

[۱] شاید اس مکان کی آب و ہوا خراب ہوگی جو آنحضور نے اُسے چھوڑنے کو فرمادیا ۱۲ [۲] یعنے اسلیئے کہ وہ بمنزلہ شہر طاعون کے ہے جسمیں حکم شریعت کا یہ ہے کہ نہ وہاں جانا چاہیئے اور نہ وہاں سے آنا چاہیئے ۱۲ [۳] دیکھو صفحہ ۱۹

ہیں، عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں بہت سی باتیں کیا کرتے تھے (ایک تو یہ کہ) ہم کاہنوں کے پاس (غیب کی باتیں پوچھنے کیلئے) جایا کرتے تھے آپ نے فرمایا اب اُون کے پاس نہ جایا کرو کہتے ہیں میں نے کہا ہم بدشگونی بھی لیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ ایسی بات ہے کہ تم لوگوں کے دلمیں پیدا ہو جاتی ہے لہذا تم اسکی وجہ سے اپنے کام سے نہ رکا کرو۔ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ ہم میں بعضے لوگ کچھ خط کھینچکر غیب کی باتیں معلوم کرتے ہیں آپ نے فرمایا پہلے ایک نبی تھے وہ خط کھینچا کرتے تھے اب جس کا خط اسکے موافق ہو جائے تو یہ مباح ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے کاہنوں کا حال دریافت کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک وہ لوگ کچھ نہیں ہیں (انکی کسی بات کا یقین نکرو) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کبھی تو وہ لوگ واقعی کوئی ایسی بات بیان کرتے ہیں جو سچی ہوتی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بات خدا کی طرف سے ہوتی ہے جنات اُسے اُچک لاتے ہیں اور اپنے دوستوں کے کانوں میں مرغ کیطرح ڈالتے ہیں پھر وہ لوگ اُسمیں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملاکر لوگوں کو سنا دیتے ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بیشک فرشتے عِنان یعنی ابر میں اُترتے ہیں اور اُن امور کا ذکر کرتے ہیں جنکا آسمان میں حکم کیا جاتا ہے شیاطین چوری سے کان لگاکر اُسے سن لیتے ہیں اور کاہنوں کو اُسکی خبر

یعنی وہ چیز جس سے اور لوگ بدشگونی لیتے ہیں اور خلجان اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں تو اسکا یہ دعا علاج ہے ۱۲

وہ حضرت دانیال یا حضرت ادریس تھے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ اُنکے خط کیسے ہوتے تھے اسلئے خط کھینچ کر بات نکالنی مطلقاً منع ہے۔ ۱۲ کہانت فال گوئی کو کہتے ہیں اور کاہن فال گو کو کہتے ہیں اور منقول ہے کہ شیطان آسمان پر سے احکام الٰہی کو سن آتے اور پھر کاہنوں سے کہہ دیتے اور وہ اُن میں کچھ باتیں جھوٹی زیادہ کرکے لوگوں کو سنا دیتے وہ انہیں مان لیتے جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو آسمان پر شیطانوں کا جانا بند ہو گیا اس لئے کہانت بھی باطل ہو گئی اب یہ سب افعال حرام ہیں ۱۲ یعنے جیسے مرغا مرغی سے جفتی کرتے وقت نطفہ ڈالتا ہے اسی طرح جنات اپنے یاروں کے دلمیں بات ڈالتا ہے۔

پہنچا دیتے ہیں پھر وہ اپنی طرف سے اُسکے ساتھ سو جھوٹ باتیں ملا دیتے ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۹) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کاہن اور نجومی کے پاس (غیب کی باتیں پوچھنے) آئیگا اور اس سے کچھ پوچھیگا اُس شخص کی چالیس دن کی نماز قبول نہوگی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۰) زید بن خالد جہنی فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے موضع حدیبیہ میں مینہ برستے میں جو کہ رات سے برس رہا تھا ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا ہے (کہا ہے) صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپنے فرمایا یہ ارشاد کیا ہے میرے بعض بندے صبح کو مجھپر ایمان رکھتے ہیں اور بعضے کافر ہوتے ہیں سو جسنے یہ کہا کہ خدا کے فضل و مہربانی سے ہمپر بارش ہوئی ہے وہ شخص مجھپر ایمان رکھنے والا اور ستاروں کا منکر ہے اور جسنے یہ کہا کہ ہمپر فلاں فلاں ستارے کی تاثیر سے مینہ برسا ہے یہ شخص میرا منکر اور[۱] ستاروں پر ایمان لانیوالا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا اللہ برتر آسمان سے جو کوئی برکت اُتارتا ہے صبح کو ایک جماعت آدمیوں کی اُس کے سبب سے کافر ہو جاتی ہے اللہ برتر مینہ برساتا ہے لوگ کہتے ہیں یہ مینہ فلان فلان ستارے کی تاثیر سے (برسا) ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۸۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کچھ علم نجوم سیکھا اُسنے[۲] اُسیقدر جادو سیکھ لیا اور جسقدر نجوم زیادہ

---

[۱] جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اُسکے کافر ہونے میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ اسطرح انسان منکر خدا ہو جاتا ہے اور ایمان بالکل جاتا رہتا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے کفران نعمت مراد ہے کیونکہ اسی ہوا ایک نعمت کو منسوب خدا کیطرف کرنا تھا اسنے غیر کیطرف منسوب کیا مگر یہ جبکہ اُس کا اعتقاد حقیقتاً خدا ہی پر ہو ۱۲ اور اس بات سے وہ کافر ہو جاتے ہیں ۱۲

[۲] جسنے جسقدر علم نجوم سیکھا گویا اُسنے اُسیقدر جادو سیکھا ۱۲۔

حاصل کی اُسیقدر اُسنے جادو زیادہ حاصل کیا یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۸۳) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کاہن کے پاس آیا اور اوسکی بات کی تصدیق کی یا اپنی بیوی سے حالت حیض میں صحبت کی یا اپنی عورت سے پچھلے ستر میں بد فعلی کی وہ شخص اوس چیز سے بیزار[۱] ہو گیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہے یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی حکم جاری کرتا ہے فرشتے اُسکے حکم[۲] کے خوف سے اپنے پر[۳] مارتے ہیں گویا کہ پتھر پر زنجیر کی آواز ہوتی ہے جب فرشتوں کے دلوں سے خوف جاتا رہتا ہے تو آپسمیں پوچھتے ہیں (ہمارے) تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے وہ فرشتے پوچھنے والے فرشتوں سے کہتے ہیں جو کچھ پروردگار نے فرمایا ہے حق ہے اور اللہ تعالیٰ بلند قدر و بلند مرتبہ ہے اُس بات کو (شیاطین) چوری سے کان لگا کر سُن لیتے ہیں اور چوری سے کان لگانیوالے ایک دوسرے پر اس طرح[۴] ہو جاتے ہیں سفیان (راوی حدیث) نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اِسطرح اسکی کیفیت بیان کی کہ اونگلیونکو ٹیڑھا کیا اور اونگلیونمیں فرق رکھا (سفین کہتے ہیں کہ اوپر والا) بات سُنکر اپنے سے نیچے والیکو بتا دیتا ہے پھر دوسرا اپنے سے نیچے والیکو بتا دیتا ہے پھر (اسیطرح پہنچاتے پہنچاتے) جادوگر یا کاہن کو بتا دیتے ہیں بہت دفعہ بتانے سے پہلے ہی اُس کو آگ کا شعلہ لگ جاتا ہے کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور بہت دفعہ شعلہ لگنے سے پہلے بتا دیتا ہے پھر کاہن اوس کے ساتھ سو جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں کو سُنا دیتا ہے پھر لوگ کہتے ہیں کیا فلاں فلاں دن نجومی نے فلاں فلاں بات نہیں کہی تھی (جو سچی ثابت ہوئی) پھر اسی بات کے سچ ہونے کی وجہ سے جو آسمان سے سُنی ہوئی ہوتی ہے نجومی کی لوگ تصدیق کرتے ہیں یہ حدیث بخاری نے

---

[۱] یعنے اُسنے قرآن کا انکار کیا اور منکر قرآن کا فر ہے ۱۲ [۲] یعنے اس خوف سے کہ کہیں یہ حکم غضب کا نہ ہو ڈر کے مارے پر مارنے لگتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے ایک پر ایک اِسطرح ہوتے ہیں جیسے ایک انگلی دوسری پر ہوتی ہے۔

نقل کی ہے۔

(۸۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابیوں میں سے ایک انصاری آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک رات کو صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک ستارا ٹوٹا اور بہت روشن ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا زمانہ جاہلیت میں جب اس طرح ستارہ ٹوٹتا تھا تو تم کیا کہا کرتے تھے صحابہ بولے کہ (حقیقت حال تو) اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے ہم تو یہ کہتے تھے کہ آج کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا کوئی بڑا آدمی مرا ہے[۱] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ شعلہ کسی کے مرنے جینے سے نہیں پھینکا جاتا بلکہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ جس وقت ہمارا پروردگار جس کا نام بابرکت ہے کسی کام کا حکم دیتا ہے تو عرش کے اٹھانیوالے فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں پھر اس آسمان والے فرشتے تسبیح کہتے ہیں جو اُن فرشتوں کے قریب ہوتے ہیں یہانتک کہ اس ورلے آسمان والے فرشتوں تک تسبیح پہنچ جاتی ہے پھر وہ فرشتے جو حاملان عرش کے متصل ہیں حاملانِ عرش سے پوچھتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے وہ انہیں بتا دیتے ہیں جو کچھ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور اسیطرح ایک آسمان والے دوسرے آسمان والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں یہاں تک کہ اس ورلے آسمان تک خبر پہنچ جاتی ہے جنات اُسے (چوری سے) کان لگا کر اچک لیتے ہیں اور اپنے دوستوں (یعنے کاہنوں اور نجومیوں) کو بتاتے ہیں اور (یہ ستارے) انہیں مارے جاتے ہیں[۲] لہٰذا جو خبر کہ کاہن اسیطرح (جسطرح سنیں) بیان کر دیں تو سچی ہوتی ہے مگر وہ تو اسمیں جھوٹ ملا کر زیادہ کر دیتے ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۶) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ بزرگ برتر نے ان ستاروں کو تین باتوں کے لیے پیدا کیا ہے ایک یہ کہ آسمان کی زینت کیلئے پیدا کیا دوسرے شیطانوں کے مارنے کے لیے تیسرے نشانی کیواسطے جنسے لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں اب جو کوئی ان (تین[۳]) کے سوا

---

[۱] یعنے کسی کے مرنیکے غم یا پیدا ہونیکی خوشی میں تارا ٹوٹتا ہے ۱۲ [۲] یعنے ان ستاروں سے جنات کو مارا جاتا ہے ۱۲ [۳] ان تین کی علاوہ جو کچھ نجومی انکی تاثیریں بتاتے ہیں اگر کوئی اُنکا حقیقتاً معتقد ہو تا کافر ورنہ گنہگار (دیکھو صفحہ ۲۲)

بیان کریگا اُسنے خطا کی اور اپنا حصہ (عمر کا) برباد کردیا اور ایسی بات میں تکلیف اُٹھائی جو اسے معلوم نہیں ہو سکتی یہ حدیث بخاری نے بلا سند نقل کی ہے اور رزین کی روایت میں یہ ہے کہ اُسنے ایسی بات میں تکلیف اُٹھائی جسمیں اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے اور اُس کا اسے کچھ حال معلوم نہیں اور اُس کے علم سے نبی اور فرشتے بھی عاجز ہیں اور ربیع سے بھی اسیطرح منقول ہے ربیع نے یہ زیادہ بیان کیا ہے (کہ آپنے فرمایا) بخدا اللہ نے کسی ستارے میں کسی کے مرنے جینے اور رزق کی تاثیر نہیں رکھی ہے یہ لوگ اللہ پر محض جھوٹ باندھتے ہیں (ستاروں کو (ناحق) کسی بات کا سبب بتاتے ہیں۔

(۸۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی علم نجوم کی ایک قسم بھی اُن کے علاوہ جو خدا نے ذکر کی ہیں حاصل کریگا اُسنے (گویا کہ) جادو سیکھ لیا نجومی کاہن (کا حکم رکھتا) ہے اور کاہن جادوگر (کا حکم رکھتا) ہے اور جادوگر کافر ہے یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۸۸) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ مینہ اپنے بندوں سے پانچ برس تک روکے رکھے اور پھر برساوے تب بھی لوگوں کی ایک جماعت کافر ہی رہے (اور) یہ کہیں کہ ہمپر (چاند کی) مجدح[1] منزل کیوجہ سے مینہ برسا ہے یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

کتاب خوابوں کا بیان

پہلی فصل (۸۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نبوت کے اثر و نمیں صرف خوشخبری دینے والے خواب باقی رہ گئے ہیں لوگوں نے پوچھا خوشخبری دینے والے خواب کیا (چیز) ہیں آپنے فرمایا اچھے خواب ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور امام مالک نے عطاء بن یسار کی روایت میں یہ زیادہ بیان

حقیقۃ معتقد نہ بھی ہو تو اس وقت بھی بدعت ہے اور علماء سلف کے طریق کے مخالف ہے ۱۲ لمعات

[1] مجدح چاند کی ایک منزل کا نام ہے ۱۲

کیا ہے کہ جسے مسلمان آدمی خود دیکھتا ہے یا اور کوئی اسکے حق میں دیکھتا ہے۔

(۹۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۱) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے مجھے خواب میں دیکھا اُسنے واقعی مجھی کو دیکھا اسلیئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں ہو سکتا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۲) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جسنے مجھے (خواب میں) دیکھا اُسنے سچ مجھی کو دیکھا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جاگتے میں بھی دیکھیگا اور شیطان میری صورت میں نہیں ہو سکتا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۴) حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب خدا کیطرف سے (ہوتا) ہے اور بد خوابی شیطان کیطرف سے (ہوتی) ہے تم میں سے جو کوئی اچھا خواب دیکھے تو اُسے ایسے ہی شخص سے بیان کرے جسے یہ دوست جانتا ہو اور جب بُرا خواب دیکھے تو اُس خواب کی بُرائی اور شیطان کی بُرائی سے خدا کی پناہ مانگے اور تین دفعہ تھتکارے اور اسکو کسی سے بیان نکرے (ورنہ جو کوئی جیسی تعبیر دیگا تو ویسی ہی بات واقع ہو جائیگی) پھر یہ خواب اُسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت

ف۱ یعنے خوشخبری دینے والا وہ اچھا خواب ہی جو مسلمان خود دیکھے یا کوئی دوسرا اُسکے حق میں دیکھے ۱۲

ف۲ آپکی نبوت کا زمانہ تیئیس سال تک رہا ہے جسمیں وحی آتی تھی اور اول چھ ماہ تک آپ خواب دیکھتے رہے اس حساب سے اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوا ۱۲ ف۳ انسان کی خواہیں جو کوئی شخص دکھائی دیتا ہے تو اکثر شیطان بشکل انسان خواب میں آجاتا ہے مگر شیطان سرور عالم کی شکل بنکر نہیں آسکتا اسلیئے جسنے سرور عالم کو خواب میں دیکھا اُسنے واقعی آنحضور کو دیکھا ۱۲

تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اُسے بُرا معلوم ہو تو چاہیئے کہ تین دفعہ بائیں طرف تھتکاری اور تین دفعہ شیطان کی بُرائی سے خدا کی پناہ مانگے اور وہ کروٹ بدلدے جسپر (سوتا تھا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمانہ نزدیک[1] ہوگا مومن کا خواب جھوٹا ہرگز نہ ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو بات نبوت کی ہے وہ جھوٹ نہیں ہو سکتی محمد بن سیرین فرماتے ہیں میں کہتا ہوں خواب تین قسم کے ہوتے ہیں ایک دل کے خیالات دوسرے شیطان کا ڈرانا اور تیسرے خدا کی طرف کی بشارت۔ اب جو کوئی خواب میں ایسی چیز دیکھے جو اُسے بُری معلوم ہو تو اُسے کسی سے بیان نہ کرے[2] اور (بلکہ) اُٹھ کر نماز پڑھ لے محمد بن سیرین محدث راوی حدیث) کہتے ہیں آنحضرت خواب میں طوق دیکھنا بُرا سمجھتے تھے اور قید دیکھنی آپ کو اچھی معلوم ہوتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ قید دیکھنے (کی تعبیر دین پر قایم رہنا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے امام بخاری کہتے ہیں اس حدیث کو قتادہ اور یونس اور ہشیم اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے اور یونس کہتے ہیں کہ (قید کی تعبیر وغیرہ میں) میرا گمان ہے کہ یہ تعبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے منقول ہے اور امام مسلم نے کہا ہے میں نہیں جانتا کہ یہ (مضمون) حدیث میں ہے یا ابن سیرین کا قول ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں بھی اسیطرح ہے اور (مسلم نے کہا ہے کہ) راوی نے اپنا یہ قول کہ "طوق دیکھنا میں بُرا سمجھتا ہوں" کلام ختم ہونے تک حدیث میں داخل کردیا ہے[3]

(۹۷) حضرت جابر فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکے عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میرا سر کٹ گیا

---

[1] بعض نے کہا ہے اس سے قرب قیامت مراد ہے اور بعض نے کہا ہے موسم بہار مراد ہے کیونکہ اسمیں رات دن برابر ہوتے ہیں ۱۲ [2] کیونکہ پھر جو کچھ کوئی تعبیر دیگا وہ وقوع میں آجائیگی اسلئے اسکا بیان کرنا ہی مناسب ہے ۱۲ [3] مسلم کی غرض یہ ہے کہ یہ روای کا قول ہے آنحضور کا قول نہیں ہے راوی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ یہ قول بھی حدیث میں داخل معلوم ہوتا ہے ۱۲ [4] طیبی نے کہا ہے شاید آپنے وحی کے ذریعہ سے معلوم کرلیا ہوگا کہ یہ خواب شیطان کیطرف سے ہے اگر تعبیر بتانیوالے تو اسکی تعبیر یہ بتاتے ہیں کہ اس سے کوئی نعمت جدا ہوتی ہے یا دسکے کاروبار میں تغیر آتا ہے اور اگر غلام ہو تو آزاد ہو جاتا ہے بیمار ہو تو تندرست ہو جاتا ہے ۱۲

جابر کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا شیطان جسوقت خواب میں تم میں سے کسی کھیلے تو اُسے لوگوں سے بیان نکرنا چاہیئے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات مینے خواب میں دیکھا گویا کہ ہم عقبہ میں رافع کے گھر میں بیٹھے ہیں اور ہمارے پاس کچھ (وہ کھجوریں جنھیں ابن طاب کی کھجوریں دکھتے ہیں) لائی گئیں مینے یہ تعبیر لی کہ رافع کی تعبیر یہ ہے کہ ہماری دنیا میں رفعت ہے اور عقبہ کی تعبیر یہ ہے کہ آخرت میں ہماری اچھی عاقبت ہے اور ابن طاب کی تعبیر یہ ہے کہ ہمارا دین اچھا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۹) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا مینے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسے ملک کیطرف ہجرت کرتا ہوں جسمیں کھجور کے درخت ہیں میرا خیال اُسطرف گیا کہ وہ زمین یمامہ ہے یا ہجر ہے پھر معلوم ہوا وہ مدینہ ہے یثرب تھا اور مینے اپنے اس خواب میں یہ بھی دیکھا تھا کہ مینے اپنی تلوار ہلائی تو اُس کا سرا ٹوٹ گیا اسکی تعبیر وہ ہے جو جنگ احد کے دن مسلمانوں کو مصیبت پہنچی پھر دوبارہ مینے اُسے ہلایا تو جیسی پہلے تھی اُس سے اچھی ہو گئی اسکی تعبیر وہ ہے جو اللہ نے فتح دی اور مسلمانوں کی جمعیت کر دی یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایکدفعہ میں سوتا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں دو سونیکے کنگن رکھے گئے وہ مجھے ناگوار معلوم ہوئے تو مجھے حکم دیا گیا کہ میں اُن دونوں کو پھونک ماروں مینے اُن دونوں کو پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے مینے اُن دونوں سے وہ دو جھوٹے شخص تعبیر لئے جن دونوں کے بیچ میں ہوں (ایک) صنعاء والا (دوسرا) یمامہ والا یہ روایت متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں یہ کہا جاتا ہے ایک مسیلمہ یمامہ والا ہے دوسرا عنسی صنعاء والا ہے (صاحب مشکوۃ کہتے ہیں) یہ روایت مینے صحیح بخاری صحیح مسلم میں نہیں پائی اور جامع اصول والے نے اسے ترمذی سے روایت کیا ہے۔

لے کیونکہ رافع رفعت سے مشتق ہے جسکے معنے بلندی مرتبہ ہیں اور طاب کے معنے اچھے ہونیکے ہیں اور عقبہ یعنی انجام کی بہتری کو ہے ۱۲ سلے یمامہ مکہ کیطرف سے مدینہ سے دو ۱۶ منزل پر مشرق کیطرف مقام ہے اور ہجر یمن میں ایک مقام کا نام ہے ۱۲

(۱۰۱) ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے خواب میں عثمان بن مظعون کیواسطے ایک بہتا چشمہ دیکھا پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے بیان کیا تو آپ نے فرمایا وہ اُسکے عمل ہیں جو اُسکے واسطے جاری ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ چکتے تھے تو ہماری طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے اور پوچھتے تھے کیا آجکی رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے سمرہ کہتے ہیں اگر کوئی دیکھتا تو وہ خواب آپ سے بیان کر دیتا پھر جو کچھ خدا کو منظور ہوتا آپ اُسکی تعبیر بتا دیتے[ل] تھے ایک دن ہم سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ہمنے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا (تمنے تو نہیں دیکھا) مگر آجکی رات میں نے دو آدمیوں کو دیکھا ہے کہ میرے پاس آئے اور دونوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے زمین مقدسہ کیطرف لیگئے (تو راستہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور ایک شخص کھڑا ہے اُسکے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے کہ اُس (بیٹھے ہوئے) کی باچھ میں ڈالکر اُسے اُتنا چیرتا ہے کہ اُس کا چیرا گُدی تک پہنچ جاتا ہے پھر اسیطرح دوسری باچھ کو چیرتا ہے اور (اتنی دیر میں) وہ کلّا اچھا ہو جاتا ہے پھر وہ شخص دوبارہ اسیطرح کرتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے وہ دونو بولے (ابھی خاموش رہو) آگے چلو پھر ہم چلے تو ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو اوندھا گُدی کے بل پڑا تھا اور ایک شخص اُسکے سرہانے ایک اتنا بڑا پتھر جس سے ہاتھ بھر جائے یا بڑا سا[ب] پتھر لیئے کھڑا ہے اُس پتھر سے اُسکا سر کچل رہا ہے جسوقت اُسکے پتھر مارتا ہے تو پتھر اُسکے پرے لڑھکا[ج] دیتا ہے پھر وہ شخص پتھر لینے جاتا ہے تو اس آدمی تک واپس نہیں آنے پاتا کہ اِس کا سر ثابت ہو جاتا ہے اور جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے وہ شخص دوبارہ اُسکے پاس آکر وہ پتھر مارتا ہے میں نے پوچھا یہ (کیا ماجرا) ہے وہ دونو بولے (اور آگے) چلو۔ پھر ہم چلے یہانتک کہ ایک ایسے گڑھے کے پاس پہنچے جو تنور کیطرح اوپر سے تنگ اور نیچے سے کشادہ تھا اُسکے

ل یعنے جو کچھ خدا کی اُس خواب دکھانے سے غرض ہوتی اُسے آپ بیان فرما دیتے تھے ۱۲ ب یعنے بڑا سا پتھر آپ نے فرمایا یا یہ فرمایا اتنا بڑا پتھر کہ اُسے کوئی ہاتھوں میں لے تو اُسکے ہاتھ میں پتھر اُٹھا لینے کے بعد دوسری چیز لینے کی گنجایش نہ رہے ۱۲ ج یعنے پتھر اُسکے ایسا لگتا ہے جس سے وہ آدمی لُڑھک کر پرے جا پڑتا ہے ۱۲۔

نیچے آگ جل رہی تھی جسوقت آگ اونچی ہوتی تو وہ آدمی بھی (جو آگ کے اندر تھے) اسقدر
اونچے ہو جاتے کہ اس تنور سے نکلنے کے قریب ہو جاتے تھے اور جب آگ نیچے ہو جاتی تو وہ بھی
نیچے کو ہو جاتے اور اسمیں کتنے مرد اور عورت ننگے تھے مینے پوچھا یہ کیا ہے وہ دونوں بولے اور
آگے چلو پھر ہم اور آگے چلے اور خون کی ایک نہر پر پہنچے اسمیں ایک شخص بیچوں بیچ کھڑا تھا اور
نہر کے کنارے پر ایک (اور) آدمی تھا اسکے آگے پتھر رکھے ہیں۔ وہ شخص جو نہر میں تھا
آگے آیا اور جب نکلنے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے (جو کنارے پر تھا) اسکے منہ پر ایک پتھر
مارا اور جہاں وہ شخص تھا وہیں[1] اسے پھیر دیا جسوقت وہ نکلنے کے ارادے سے آتا تھا یہ شخص
اسکے منہ پر پتھر مار کر وہیں لوٹا دیتا تھا جہاں پہلے وہ تھا مینے پوچھا یہ کیا ہے وہ دونوں بولے اور
آگے چلو پھر ہم چلے یہانتک کہ ایک سبز باغ میں پہنچے اسمیں ایک بہت بڑا درخت تھا اسکی نیچے
ایک بڑے میاں اور بچے بیٹھے تھے پھر ناگہاں (کیا دیکھتے ہیں کہ) درخت کے قریب ایک اور
شخص بیٹھا ہے جسکے سامنے[2] آگ رکھی ہے وہ اسے سلگا رہا ہے پھر وہ دونوں میرے ساتھی
مجھے اس درخت پر لیکر چڑھ گئے اور مجھے ایک گھر میں لیگئے جو درخت کے بیچ میں تھا اور اس گھر
سے اچھا گھر مینے کبھی نہیں دیکھا اسمیں کتنے بوڑھے مرد اور جوان اور عورتیں اور بچے تھے پھر
مجھے وہ دونوں اس گھر سے باہر لائے اور مجھے درخت کے اوپر لیگئے اور ایک اور گھر میں لیگئے
جو اس (پہلے) گھر سے بہت اچھا اور افضل تھا اسمیں بڈھے اور جوان ہی تھے مینے ان دونوں
سے کہا بیشک تمنے مجھے آجکی رات بہت پھرایا اب جو کچھ مینے دیکھا اس کا حال تو مجھسے بیان
کرو وہ دونوں بولے ہاں (لو سنو ہم بیان کرتے ہیں) جس شخص کے تمنے کلّے چیرے جاتے
دیکھے ہیں وہ شخص جھوٹا ہے کہ جھوٹی باتیں کرتا تھا اسکی جھوٹی باتیں لوگ سنکر زمین میں
چاروں طرف پہنچاتے تھے جو کچھ (اس کا حال) تمنے دیکھا یہ معاملہ اسکے ساتھ[3] قیامت تک
کیا جاویگا اور جس شخص کو تمنے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا ہے وہ شخص ہے جسے اللہ نے قرآن

---

[1] وہ پتھر مار کر اسے پیچھے ہٹا دیا ۱۲۔
[2] ان سبکی حقیقت آگے اسی حدیث میں آئیگی ۱۲۔
[3] چونکہ اس منہ سے وہ جھوٹ بولتا تھا اسلئے اسکے کلّے چیرے جا رہے ہیں ۱۲۔

سکھایا تھا اور یہ شخص رات کو قرآن سے (غافل) سوجاتا[1] تھا اور دن کو اُسکے احکام پر عمل نہیں کرتا تھا جو کچھ تمنے دیکھا یہ اسکے ساتھ قیامت تک کیا جاویگا جنہیں تمنے تنور میں دیکھا وہ زناکار (عورت و مرد) ہیں اور جسے تمنے خون کی نہر میں دیکھا وہ بیاج کھانیوالا ہے اور چمن بڑے میاں کو تمنے درخت کی جڑ میں دیکھا وہ حضرت ابراہیم ہیں اور اُنکے گرد کے بچے لوگوں کے بچے ہیں[2] اور جو شخص آگ سلگا رہا تھا دوزخ کا دارو غہ مالک تھا اور پہلا گھر جسمیں آپ تشریف لیگئے تھے عام ایمانداروں کا گھر تھا اور یہ گھر شہیدوں کا ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ (دوسرے) میکائیل ہیں (پھر کہا) اپنا سر اٹھاؤ میں نے اپنا سر اونچا کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر ابر سا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ سفید تہ برتہ ابر کی طرح تھا وہ دونوں بولے وہ تمہارا مکان ہے میں نے کہا مجھے تم چھوڑ دو تاکہ میں اپنے مکان میں چلا جاؤں انہوں نے جواب دیا کہ ابھی تمہاری کچھ عمر باقی ہے جسے تمنے پورا نہیں کیا جب تم اسے پورا کر لوگے تو اپنے گھر میں آجاؤگے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور عبداللہ بن عمر کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں خواب دیکھنے کی باب حرم مدینہ میں بیان ہو چکی۔

دوسری فصل (۱۰۳۴) ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور خواب پرند جانور کے پاؤں پر ہوتا ہے[3] جبتک اُسے بیان نہ کرے جب اُسے بیان کرتا ہے تو واقع ہو جاتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ آپنے فرمایا خواب کسی دوست یا عقلمند کے علاوہ اور کسی کے آگے بیان نہ کیجیو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ خواب پرند جانور کے پاؤں پر ہوتا ہے جبتک اسکی تعبیر نہیں دیجاتی پھر جس وقت اسکی تعبیر دیجاتی ہے تو (اکثر وہی تعبیر) واقع ہو جاتی ہے[4] اور میں خیال کرتا ہوں کہ آپنے فرمایا کہ خواب کسی دوست یا عقلمند کے علاوہ کسی کے آگے بیان کرنا نہیں چاہیئے۔

---

[1] یعنی نہ انکو اسکے پڑھنے کا کچھ خیال کرتا تھا نہ دن کو اسپر کچھ عمل کرتا تھا ۱۲ [2] حضرت ابراہیم ان بچوں کو تربیت سکھاتے ہیں اور جو بچہ ننھا سا مر جاتا ہے وہ انکے سپرد کر دیا جاتا ہے ۱۲ [3] یعنی خواب کی جبتک کسی سے تعبیر نہ پوچھے اُس وقت تک وہ اس چیز کی طرح معلق ہوتا ہے جیسے کوئی چیز کسی پرند جانور کے پاؤں پر ہو اگر وہ اڑ جائے تو وہ چیز بھی گر پڑتی ہے یہی خواب کا حال ہے جو کچھ کوئی تعبیر دے دی وہی ہو گی

(۱۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے واقعہ (بن نوفل) کا حال پوچھا (آنحضور کے جواب دینے سے پہلے) حضرت خدیجہ نے آپ سے فرمایا بیشک انہوں نے آپکی تصدیق کی تھی ولیکن آپکی نبوت ظاہر ہونے سے پہلے فوت ہو گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں انھیں سفید کپڑے پہنے ہوئے دیکھا ہے اگر وہ جہنمی ہوتے تو اسکے علاوہ انکا اور کچھ لباس ہوتا (یہ جنتی لباس نہوتا) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵) خزیمہ بن ثابت کے بیٹے اپنے چچا ابو خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا ہے پھر انہوں نے آپ سے بیان کیا تو آپ اُنکے لئے لیٹ گئے اور فرمایا اپنے خواب کو سچا کرلے چنانچہ انہوں نے یعنے (میرے چچا نے) آپکی پیشانی پر سجدہ کرلیا یہ حدیث شرح سنت میں نقل کی ہے اور ابو بکرہ کی یہ حدیث کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اُتری" (خدا چاہے تو) ہم عنقریب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے مناقب کے باب میں ذکر کرینگے۔

تیسری فصل

(۱۰۶) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابیوں سے اکثر یہ پوچھا کرتے تھے کیا تم میں سے کسی نے کچھ خواب دیکھا ہے جس سے خدا کو کچھ بیان کرانا منظور ہوتا وہ شخص آپ سے بیان کرتا ایکدن صبح کیوقت ہمسے آپنے فرمایا کہ آجکی رات میرے پاس دو شخص آئے تھے اور اُن دونوں نے مجھے اُٹھایا اور مجھسے کہا چلو اور میں اُنکے ساتھ روانہ ہوا پھر سمرہ نے اُس لمبی حدیث کیطرح جو پہلی فصل میں ذکر ہوچکی ہے (قصہ) بیان کیا اور اسمیں کچھ زیادہ ہے جو حدیث مذکورہ میں نہیں ہے اور وہ یہ ہے

ف۱ یہ حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے لوگوں نے حضور انور سے پوچھا کہ وہ مومن تھے یا کافر تھے حضرت خدیجہ نے اشارۃً سوال و جواب میں فرمایا کہ انہوں نے تو یا رسول اللہ آپکی تصدیق کی تھی مومن ہونے چاہئیں آپنے فرمایا واقعی حال تو خدا کو معلوم ہے مگر مجھے اپنے خواب کے ذریعہ سے تو وہ جنتی اور ایماندار ہی معلوم ہوتے ہیں ۱۲ ف۲ آنحضور کی پیشانی سجدہ گاہ تھی قبلہ یا مسجود نہ تھی جیسے مصلّے پر سجدہ کرتے ہیں اسیطرح اُن باقسمت صحابی نے آنحضرت کی پیشانی اطہر پہ سر لگا کر خدا کو سجدہ کیا ۱۲۔

کر آنحضرت نے فرمایا پھر ہم ایک اندھیرے[1] باغ میں پہنچے اُسمیں موسم بہار کی ہر طرح کی کلیاں تہیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ اُس باغ کے بیچ میں ایک ایسے لمبے شخص ہیں کہ درازی کے سبب سے انکا سر مجھے آسمان میں نہیں دکھائی دیتا اور اُن شخص کے گرد بہت سے بچے ہیں کہ اتنے میں نے کبھی نہیں دیکھے اُن دونوں سے میں نے پوچھا یہ کون ہیں اور یہ بچے کون ہیں آنحضرت فرماتے ہیں اُن دونوں نے مجھسے فرمایا ابھی آگے چلو پھر ہم چلے اور ایک بڑے باغ کے پاس پہنچے کہ اُس سے بڑا باغ اور اُس سے اچھا باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا حضرت فرماتے ہیں اُن دونوں نے مجھ سے کہا اسمیں چڑھو پھر ہم اُسمیں گئے تو ایک ایسے شہر کے پاس پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں کا بنا ہوا تھا پھر ہم نے اُس شہر کے دروازے پر آکے دروازہ کھلوایا تو ہمارے واسطے دروازہ کہولدیا گیا ہم اُسکے اندر گئے تو اُسمیں ہمیں بہت سے ایسے آدمی ملے جنکے آدھے بدن بہت اچھے تھے جو کہ تم دیکھتے ہو اور آدھے بہت ہی برے تھے جیسے کہ تم دیکھتے ہو آنحضرت فرماتے ہیں اُن لوگوں سے اِن دونو نے کہا تم جاکے اُس نہر میں گر پڑو آنحضور فرماتے ہیں (میں) کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چوڑی نہر بہ رہی ہے پانی اُسکا دودھ جیسا خالص سفید ہے وہ لوگ جاکر اُسمیں گر پڑے پھر ہمارے پاس واپس آئے تو اُنکی وہ بُرائی جاتی رہی تھی اور وہ لوگ بہت خوبصورت ہو گئے اور اس روایت کی زیادہ عبارت کی تفسیر میں آنحضرت نے یہ ذکر کیا کہ وہ لمبے شخص جو باغ میں تھے وہ حضرت ابراہیم تھے اور جو بچے اُنکے آس پاس بیٹھے تھے وہ وہ بچے تھے جو فطرت[2] پر مر گئے راوی کہتے ہیں بعضے مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (کیا) مشرکوں کی اولاد بھی (اُنہیں کے پاس ہے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) مشرکوں کی اولاد بھی اُنہیں کے پاس ہے) اور وہ لوگ جو آدھے اچھے اور آدھے بدصورت تھے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

---

[1] کثرت سبزی کیوجہ سے اُس باغ میں اندھیرا ہو رہا تھا اور ہر طرح کی موسم بہار کی کلیاں کھل رہی تھیں ۱۲

[2] یعنے نابالغ مر گئے اور اپنی پیدایشی حالت جو بچے کے اندر اسلام قبول کرنیکی ہوتی ہے مر گئے ہوشیار ہو کر مذہب کفر کے عمل نہیں کیئے وہ بچے حضرت ابراہیم کے سپرد ہیں ۱۲ کیونکہ اُن کا مشرک ہونا بھی جبھی معلوم ہوتا جب وہ سن بلوغ کو پہنچتے اسوقت تو وہ بھی فطرت ہی پر مرے فطرت ایک قوت کا نام ہے جو انسان کے اندر پیدا ہوتے وقت اسلام قبول کرنیکی قوت ہوتی ہے ۱۲

اچھے عمل اور برے عمل ملادیئے تھے اُنسے اللہ نے درگذر کی (اور معاف کردیا) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جھوٹ اور بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ بات دکھائے[1] جو دیکھی نہو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸) حضرت ابو سعید رضی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا صبح کا خواب بہت سچا ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

کتاب آداب کا بیان، سلام کا بیان

پہلی فصل (۱۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنی[2] دیا آدم ہی کی صورت پیدا کیا تھا قد انکا لمبان میں ساٹھ ہاتھ (یعنے تیس گز) کا تھا جب خدا نے انھیں پیدا کیا تو فرمایا جا ان لوگوں کو سلام کر اور وہ فرشتوں کی جماعت تھی جو بیٹھے تھے (پھر فرمایا اے آدم) جو کچھ وہ تجھے جواب دیں اُسے سنیو کیونکہ وہ تیری اور تیری اولاد کیلئے سلام کا جواب ہے آدم علیہ السلام نے جا کے کہا السلام علیکم (ترجمہ تمپر اللہ کی امان ہو) انھوں نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ (ترجمہ تمپر بھی اللہ کی امان اور رحمت ہو) آنحضور فرماتے ہیں فرشتوں نے ورحمۃ اللہ (جواب میں) بڑہا دیا (لہذا تم بھی بڑہا کر جواب دیا کرو) آنحضور فرماتے ہیں جو کوئی جنت میں جائیگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اُس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا آدم علیہ السلام کے بعد لوگونکے قد گھٹتے گھٹتے یہاں تک پہونچ گئے (جواب ہیں) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[1] یعنے یہ کہے کہ مینے یہ خواب دیکھا ہے اور دیکھا نہو کما نیسے مراد یہ ہے کہ دکسی بن دیکھی بات کو جھوٹ کہے مینے دیکھی ہے ۱۲ [2] اس میں علماء کا بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں اس کے معنے یہ ہیں کہ خداوندکریم نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے پھر یہ مضمون اُن صفات میں سے بتایا ہے جنپر ایمان لانا ضرور اور بحث کرنی منع ہے اکثر علماء کہتے ہیں اسکے معنے یہ ہیں کہ آدم کو آدم کی دیکھو صفحہ ۳۳

(۱۱۰) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا اسلام (والوں کا طریقہ) اچھا ہے آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور اس سے سلام علیک کرنی جسے تم جانتے ہو یا نہ جانتے ہو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن[۱] کے لئے دوسرے مومن پر چھ باتیں لازم ہیں مومن کی عیادت کرے جبکہ بیمار ہو اور[۲] جب مرجاوے تو اسکے جنازے میں حاضر ہو اور[۳] جب کوئی اسکی دعوت کرے تو قبول کرے اور[۴] جب مومن سے ملے تو اسے سلام کرے اور[۵] جب چھینکے تو اسے (یرحمک اللہ کہکر) جواب دے اور[۶] اسکے پیچھے اور سامنے اسکی خیر خواہی کرے یہ روایت میں نے صحیح بخاری صحیح مسلم میں نہیں پائی اور نہ حمیدی کی کتاب میں (پائی)، ہاں جامع اصول والے نے اسے نسائی کی روایت سے نقل کیا ہے۔

(۱۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان لائے بغیر تم جنت میں ہرگز نجا سکوگے اور تم ایماندار نہ ہوگے جبتک آپسمیں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھوگے کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتادوں کہ جب تم اسے کروگے تو آپسمیں محبت کہنے لگوگے تم آپسمیں[۵] سلام کرتے رہا کرو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

پیدا کیا تھا یعنے جتنا ان کا قد و قامت تھا اسی طرح اول دفعہ پیدا کیا تھا اسطرح نہیں پیدا کیا جیسے اب اول نطفہ ہوتا ہے پھر ماں کے پیٹ میں پرورش پاکے بچہ پیدا ہوتا ہے پھر بچہ جوان ہوتا ہے اور جوان بوڑھا ہوتا ہے بلکہ آدم کو اول ہی پورا انسان بناکر پیدا کیا تھا اور اسی طرح کئی قول اور ہیں مناسب یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ خداوند کریم نے آدم کو اپنی صفات کا مظہر بناکر بھیجا ہے اور خاص اپنی طرف اس لئے منسوب کیا تاکہ آدم کی بزرگی ظاہر ہوجائے جیسے کعبہ کو خدا کا گھر کہتے ہیں ۱۲ [۱] ایک مومن کے دوسرے پر چھ حق ہیں اول بیمار مسلمان کی عیادت کرنی دوسرے مومن مرجائے تو اسکے جنازہ کے ساتھ ساتھ جائے تیسرے کوئی دعوت کرے تو اسکی دعوت کھانے جائے چوتھے جب ملے تو سلام علیک کرے پانچویں جسے چھینک آئے تو اسے یرحمک اللہ کہے چھٹے مومن کی آگے پیچھے خیر خواہی میں لگا رہے ۱۲ [۲] واقع میں باہمی سلام علیک کرنے سے محبت بڑھتی ہے ۱۲۔

(۱۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیادے کو سلام کرے اور پیادہ پا چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہت سوں کو سلام کریں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے کو اور تھوڑے بہت سونکو سلام کریں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند لڑکوں کے پاس سے نکلے تو آپ نے انھیں سلام کیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہود و نصاریٰ کو پہلے سلام نکیا کرو اور جب تم انھیں سے کسی سے راستہ میں ملا کرو تو انھیں تنگ راستہ کیطرف پہنچ دیا کرو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی جب تمسے سلام کیا کرتے ہیں تو وہ السَّامُ علیکَ ہی کہا کرتے ہیں[۱] تم بھی وعَلیکَ کہدیا کرو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تمسے سلام کیا کریں تو تم وعَلیکُم کہدیا کرو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہودیوں کی ایک جماعت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (آپکے پاس آنیکی) اجازت مانگی اور اندر آکر السَّامُ علیکم کہا میں نے کہا بل وعَلیکم السَّامُ واللعنۃ آنحضور بولے اے عائشہ اللہ نرم ہے تمام باتوں میں نرمی کو

---

[۱] اس حدیث سے جو پہلے سلام کرے اسکی بزرگی ثابت ہوتی ہے ۱۲ [۲] وہ یہ کہتے ہیں تمہیں موت آئے تم بھی وعلیک کہدیا کرو یعنے تمہیں کو موت آئے ۱۲ [۳] حضرت عائشہ نے جیسا انہوں نے سلام کہا اُس سے بڑھکر جواب دیا کہ تم ہی پر ہلاکت اور لعنت ہو آنحضور بولے اے عائشہ سختی اور زیادتی خدا کو ناپسند ہے صرف وعلیکم کہدینا کافی تھا ۱۲

پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا کیا آپ نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا تھا آپ نے فرمایا دیں نے سنا تھا اور میں نے بھی وعلیکم کہدیا تھا[لہ] اور ایک روایت میں ہے علیکم (کہدیا کرو) واؤ کو ذکر نہیں کیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ چند یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہا السام علیک آپ نے فرمایا وعلیکم اور حضرت عائشہ نے (بجواب یہودی کہا السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم (ترجمہ موت ہو تمپر اور خدا تمپر لعنت کرے اور تمپر خدا کا غضب ہو) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عائشہ سے) فرمایا اے عائشہ چھوڑو تمہیں[لہ] نرمی کرنی چاہیئے اور سختی اور بُری باتو سے بچنا چاہیئے حضرت عائشہ بولیں کیا آپ نے نہیں سنا جو کچھ انہوں نے کہا ہے آپ نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ میں نے کہا ہے اور جو میں نے جواب دیا ہے حالانکہ انکے حق میں میری دعا قبول ہوتی ہے اور میرے حق میں انکی دعا قبول نہیں ہوتی اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اے عائشہ تو بیحیا نہ ہو واقعی اللہ تعالیٰ بیحیائی اور زبردستی بے حیا بننے کو پسند نہیں کرتا۔

(۱۲۰) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزر ہوا جسمیں مسلمان اور بت پرست مشرک اور یہود ملے جلے بیٹھے تھے آپ نے انہیں سلام کیا (اور دل میں مسلمانوں کو سلام کرنیکی نیت کرلی) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۱) حضرت ابوسعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم راستوں میں بیٹھنے سے بچتے رہا کرو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں اپنے راستہ کی مجلسوں میں بیٹھے بغیر کچھ بن نہیں[لہ] آتا کہ وہاں ہم (معاملات دنیا وغیرہ کی) باتیں کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم بیٹھے بغیر نہ رہو تو راستہ کا حق ادا کیا کرو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ راستہ

لہ جو انکے سلام کا پورا جواب ہو گیا پھر زیادہ کہنے کی ضرورت نہ رہی ۱۲ لہ کیونکہ ہم لوگوں کے دل پر جانیکا آتے ہیں لوگو انکو اپنے پاس سے دور بھگانیکو نہیں آئے ۱۲ لہ کیونکہ ہمارے کاروبار اس کے بغیر چل نہیں سکتے ۱۲۔

کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا آنکھوں کا بند رکھنا (یعنے حرام چیزوں کو نہ دیکھنا) اور ایذا دینے سے رکے رہنا اور سلام کا جواب دینا اور بھلی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے لوگوں کو منع کرنا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس (اوپر کے) قصہ میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور راستہ بتانا یہ حدیث ابو داؤد نے اسی طرح ابو سعید خدری کی حدیث کے پیچھے نقل کی ہے۔

(۱۲۳) حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مظلوم کی فریاد رسی کرنی اور بھولے کو رستہ بتانا (یہی رستہ کے حق میں داخل ہے) یہ حدیث ابوداؤد نے ابو ہریرہ کی حدیث کے بعد اسی طرح نقل کی ہے اور ان دو روایتوں کو میں نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں پایا (نہ معلوم مصابیح والے نے پہلی فصل میں کیوں درج کردیا)

دوسری فصل (۱۲۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کے مسلمان پر چھ عمدہ حق ہیں جب ایک دوسرے سے ملے تو اسے سلام کرے۔ اور جب کوئی دعوت کرے تو قبول کرے اور جب کسی کو چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہکر اسے جواب دے اور جب کوئی بیمار ہو تو اسکی خبر پوچھے اور جب کوئی مرجاوے تو اسکے جنازے کے ساتھ جائے اور اسکے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور السلام علیکم کہا آپ نے اسے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسکی) دس نیکیاں (لکھی گئیں) پھر دوسرے نے آکے کہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ آپ نے اسے جواب دیا پھر وہ بھی بیٹھ گیا آپ نے فرمایا (اسکی) بیس نیکیاں لکھی گئیں پھر ایک اور

لہ یعنے بھولے ہوؤں کو راستہ بھی بتایا کرو یہ بھی رستہ کا حق ہے ۱۲ ؎ جیسے یہاں ابو ہریرہ کی حدیث کے بعد مذکور ہے اسیطرح ابوداؤد میں ہے اور صاحب مصابیح نے اسے پہلی فصل میں لکھدیا ہے جسمیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں

نوٹ: [illegible]

آیا اور اُسنے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا آپنے اُسے جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا آپنے فرمایا (اسکی تیس[۵۱] نیکیاں لکھی گئیں) یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶) معاذ بن انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی[۵۲] صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمعنی روایت کی ہے اور یہ زیادہ (بیان) کیا ہے پھر ایک اور آیا اور اُسنے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہا آپنے فرمایا (اسکی چالیس[۴۰] نیکیاں لکھی گئیں) اور فرمایا اسی طرح ثواب زیادہ ہوتا جاتا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک سب سے زیادہ خدا کا مقرب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس سے گذرے تو انہیں سلام کیا یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔

(۱۲۹) حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں جسوقت کہ ایک جماعت کہیں جائے تو ایک آدمی کا انمیں سے سلام کرنا سبکی طرف سے کافی ہے اور بیٹھے ہوؤں میں سے ایک کا جواب[۵۳] دینا سب کی طرف سے کافی ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی نقل کی ہے اور ابوداؤد نے نقل کرکے کہا ہے اسے حسن بن علی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے اور یہ حسن بن علی ابوداؤد کے شیخ ہیں (امام حسن نہیں ہیں)۔

(۱۳۰) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا

---

۵۱ خلاصہ یہ کہ نیک کام جتنا زیادہ ہوگا اُسیقدر ثواب زیادہ ہوگا ۱۲۔ ۵۲ یعنے اوپر والی حدیث معاذ بن انس نے بھی نقل کی ہے جس کے لفظ اور ہیں اور مطلب یہی ہے صرف اتنا زیادہ ہے کہ پھر ایک اور آیا اور اُس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہا اُس کی آپ نے چالیس نیکیاں لکھی گئی فرمائیں ۱۲ ۵۳ یعنے سب کو جواب دینا ضرور نہیں ہے ہاں اگر ایک بھی جواب نہ دیگا تو سارے گنہگار ہونگے ۱۲۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے غیروں سے مشابہت[1] کرے تم یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مشابہت نہ کیا کرو (یاد رکھو) یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے[2] سے ہوتا ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتیلیوں کے اشارہ سے ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے اسکی سند ضعیف ہے۔

(۱۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرنا چاہیئے اگر ان کے بیچ میں کوئی درخت یا دیوار یا پتھر ہی حائل ہو اور پھر اس سے ملے تو بھی اسے سلام[3] کرنا چاہیئے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲) حضرت قتادہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کیا کرو اور جب تم نکلو تو گھر والوں کو سلام کرکے رخصت ہوا کرو یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں مرسل نقل کی ہے۔

(۱۲۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا اے میرے بچے[4] جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جایا کرے تو سلام کیا کر۔ اس سے تجھ پر اور تیرے گھر والوں پر برکت ہوگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیئے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔ اور کہا ہے یہ حدیث منکر ہے۔

---

[1] یہ مشابہت خواہ لباس میں ہو خواہ عادات میں ہو خواہ کھانے پینے میں ہو جس بات میں جسکی مشابہت پسند کریگا اُس کا انہیں لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن حشر ہوگا ۱۲ [2] اگر سلام میں تم اُنکی مشابہت کروگے تو خدا کے ہاں پکڑے جاؤگے تم منہ سے السلام علیکم کہا کرو ۱۲ [3] یعنے اگرچہ تھوڑی ہی سی اوٹ میں کیوں نہو جب ملے سلام کرے ۱۲ [4] یہ بات آپ نے از راہ مہربانی اور نرمی کے فرمائی علاوہ ازیں یہ کہ خدمتی آدمی اولاد سے زیادہ ہوتا ہے ۱۲۔

(۱۳۵) حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں ہم زمانہ جاہلیت میں (ملاقات کے وقت) یہ کہا کرتے تھے خدا تیرے سے (تیرے دوستوں کی) آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور تو صبح کے وقت نعمت میں خوش رہے جب اسلام (کا زمانہ) آیا تو اس سے ہمیں منع کر دیا گیا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶) غالب کہتے ہیں ہم حسن بصری کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک مرد نے آکے کہا مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد نے انہوں نے میرے دادا سے یہ حدیث نقل کی ہے وہ کہتے تھے میرے والد نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھے بھیجا تو کہا انکے پاس جاکر میری طرف سے سلام کہیو وہ کہتے تھے میں آنحضور کی خدمت میں گیا اور عرض کیا میرے والد نے آپکو سلام کہا ہے آپ نے فرمایا علیک و علیٰ ابیک السلام (ترجمہ تجھپر اور تیرے والد پر بھی سلام ہو) یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۷) ابو العلاء حضرمی نقل کرتے ہیں کہ علاء حضرمی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے جسوقت یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خط لکھتے پہلے اپنی[۱] طرف سے شروع کرتے تھے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت تم میں سے کوئی شخص خط لکھے تو اس پر ذرا سا ریتہ ڈالدے کیونکہ یہ حاجت[۲] برلانیکو بہت اچھا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث منکر ہے۔

(۱۳۹) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں گیا کہ آپکے سامنے ایک منشی بیٹھا تھا میں نے سنا کہ آپ فرمارہے تھے قلم کان پر رکھ لے کیونکہ اس سے مطلب خوب یاد آتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اسکی سند میں ضعف[۳] ہے۔

---

[۱] یعنے یہ لکھتے تھے یہ خط علاء حضرمی کیطرف سے ہی جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اسکے بعد مضمون لکھتے تھے اسیطرح آنحضور بھی لکھا کرتے تھے ہر ایک مسلمان کو خط اسی طرح لکھنا بہتر ہے کیونکہ یہ بھی حضور انور کی سنت ہے۔ [۲] یعنی تواضع اور عاجزی پائی جاتی ہے۔ [۳] دوسری سندوں سے یہ حدیث قوی ثابت ہوئی ہے لہذا قلم کان پر رکھنی بھی سنت ہے۔

(۴۰ ا) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے سُریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے مجھے یہودیوں کی کتاب سیکھنے کو ارشاد فرمایا تھا اور فرمایا تھا مجھے خط و کتابت میں یہودیوں کا اعتبار نہیں ہے زید بن ثابت کہتے ہیں مجھ پر آدھا مہینہ نہ گزرنے پایا کہ میں نے سیکھ لیا بعد ازاں جسوقت آپ یہودیوں کو خط لکھتے تھے تو میں لکھتا تھا اور جسوقت یہود آپکو خط لکھتے تھے تو میں اُنکے خط آپکو سُناتا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۱ ا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں جائے تو اُسے سلام کر لیا کرے پھر اگر اُسے بیٹھنا مناسب معلوم ہو تو بیٹھ جائے پھر جسوقت کھڑا ہو تو سلام کرے کیونکہ پہلا سلام پچھلے سے کچھ زیادہ[۱] نہیں ہے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۲ ا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستے میں بیٹھنے والوں کے لئے بہتری نہیں ہے ہاں جو کوئی دکھیولوں کو راستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور نگاہ نیچی رکھے اور بوجھ اُٹھانے[۲] میں مدد کرے (اُسے کچھ گناہ نہیں) یہ حدیث شرح سنت میں نقل کی ہے اور ابو جریؓ کی حدیث صدقہ کی فضیلت کے باب میں بیان ہو چکی۔

تیسری فصل (۴۳ ا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اُن (کے جسم) میں روح پھونکی اور انھیں چھینک آئی تو آدم علیہ السلام نے الحمد للہ کہا اور اللہ ہی کے حکم سے اللہ کی تعریف بیان کی اِنکے جواب میں پروردگار نے یرحمک اللہ فرمایا (اور کہا) اے آدم ان فرشتوں کی جماعت کیطرف جو بیٹھے ہیں جا اور السلام علیکم کہہ۔ آدم علیہ السلام نے (جاکے

---

[۱] اس سے آپکی غرض یہ تھی کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ پہلے آتے وقت سلام کر لیا تو اب سلام کی ضرورت نہ رہی پچھلی دفعہ سلام کرنا بھی ویسا ہی ہے جیسے شروع میں سلام کرنا لازم تھا دونوں میں کچھ کمی و زیادتی نہیں ہے

[۲] مزدوروں کے بوجھ اُٹھوا دیا کرے اور غیر عورت کو نہ دیکھے۔

اسلام علیک کہا فرشتوں نے علیک السلام ورحمۃ اللہ کہا پھر آدم علیہ السلام اپنے پروردگار کے پاس واپس آئے تو فرمایا تیری اور تیری اولاد کے آپسمیں یہی دعا ہے[۱] پھر آدم علیہ السلام سے اللہ برتر نے اس حال میں کہ دونوں ہاتھ اللہ کے بند تھے[۲] ارشاد فرمایا اے آدم ان دونوں میں سے جو نسا چاہے اختیار کرلے آدم بولے میں نے اپنے پروردگار کا دایاں ہاتھ پسند کیا حالانکہ پروردگار کے دونوں ہاتھ سیدھے ہیں اور بابرکت ہیں پھر اللہ نے اُسے کھولا تو کیا دیکھتے ہیں اسمیں آدم اور اُنکی اولاد تھی آدم علیہ السلام نے پوچھا اے رب یہ کون لوگ ہیں اللہ برتر نے فرمایا یہ تیری اولاد ہے آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ہر ایک شخص کی عمر دونوں آنکھوں کے بیچ میں لکھی ہوئی ہے اور اُنھیں ایک شخص بہت روشن (چہرہ) تھا[۳] آدم علیہ السلام نے پوچھا اے رب! یہ کون ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا داؤد ہے اور اسکی عمر میں نے چالیس برس کی لکھی ہے آدم علیہ السلام نے فرمایا اے پروردگار انکی عمر زیادہ کردے خدا تعالےٰ نے فرمایا میں تو اتنی ہی لکھ چکا ہوں آدم بولے اے پروردگار میں اپنی عمر میں سے ساٹھ برس سے دیدیئے خدا تعالیٰ نے فرمایا اسکا تجھے اختیار رہے آنحضرتؐ نے فرمایا پھر آدم علیہ السلام بہشت میں رہے جبتک خدا کو منظور تھا پھر وہاں سے نکالدیئے گئے اور آدم علیہ السلام اپنی عمر گنتے جاتے تھے جب اُنکے پاس ملک الموت آئے تو آدم علیہ السلام نے اُنسے فرمایا تم جلدی آگئے میری عمر تو ہزار برس کی مقرر ہوچکی ہے (اور ابھی ہزار برس نہیں ہوئے) فرشتہ نے کہا ہاں (سچ ہے) مگر تم نے اپنے بیٹے داؤد کو ساٹھ برس دیدیئے ہیں آدم علیہ السلام نے انکار کیا (اسیوجہ سے) انکی اولاد بھی انکار کرتی ہے اور آدم علیہ السلام بھول گئے تھے اور اُنکی اولاد بھی بھول جاتی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اُسی دن سے ہیں لکھنے اور گواہ کرنیکا حکم دیا گیا ہے[۴] یہ حدیث ترمذی

---

[۱] جب تم اور تمہاری اولاد ایک دوسرے سے ملیں تو یہ دعا دیا کریں ۱۲ [۲] یہ بات اُن متشابہات میں سے ہے جنپر ایمان لانا واجب اور بحث کرنی منع ہے نہ معلوم خدا کے ہاتھ کیسے ہیں اور وہ بند کیونکر تھے ہیں صرف مثال کے طور پہ بتایا گیا ہے ۱۲ [۳] یعنے یہ تیری اولاد میں سے ہے اسکا نام داؤد ہے اور یہ نبی ہوگا ۱۲ [۴] یعنے جو کچھ ہم باہم اقرار وعہد اور باہم لین دین کریں اُس کا کاغذ لکھا کر گواہی کرالیا کریں ۱۲-

نے نقل کی ہے۔

(۹۴) اسماء بنت یزید فرماتی ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں کے پاس سے
گذرے تو ہمیں سلام کیا یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۹۵) طفیل بن اُبیؓ بن کعب سے روایت ہے کہ یہ ابن عمر کے پاس آتے تھے اور صبح کو ان کے
ساتھ بازار جاتے تھے جب ہم بازار میں جاتے تھے تو عبداللہ بن عمرؓ جس بساطی اور جس خرید
و فروخت کرنے والے اور جس مسکین اور جس کسی کے پاس سے گذرتے اُسے سلام کرتے تھے
طفیل کہتے ہیں ایک دن میں عبداللہ بن عمر کے پاس آیا تو وہ مجھے بازار لیجانے لگے مینے کہا تم بازار
میں جا کر کیا کرتے ہو حالانکہ نہ تم بیچنے (کی جگہ) پر ٹھہرتے[۹۱] ہو اور نہ تم کسی چیز کو پوچھتے ہو اور
نہ کسی چیز کو چکاتے ہو اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہو (پھر بازار جانے میں کیا فائدہ ہے)
ہمارے ساتھ یہیں بیٹھ جائیے ہم باتیں کرینگے طفیل کہتے ہیں مجھ سے عبداللہ بن عمر نے
کہا اے بڑے پیٹے! ہم تو (بازار میں) صرف (لوگوں سے) سلام کرنے جاتے ہیں کہ جو ہمسے
ملتا ہے اُسے سلام کرتے ہیں (راوی) کہتے ہیں طفیل بڑے پیٹ[۹۲] والے تھے یہ حدیث
امام مالک نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۹۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں آیا اور عرض کیا میرے باغ میں فلاں شخص کا کھجور کا درخت ہے اور اُسکے درخت سے
مجھے ایذا پہنچتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اُسکے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ اس سے
کہو) اپنا کھجور کا درخت میرے ہاتھ بیچڈال وہ بولا (میں) نہیں بیچتا) آپنے فرمایا (اچھا) میرے
واسطے ہبہ کردے وہ بولا نہیں آپنے فرمایا (اچھا) اُسے جنّت کے درخت کے بدلے میرے
ہاتھ بیچڈال اُسنے کہا نہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مینے ایسا شخص نہیں
دیکھا جو اس سے زیادہ کنجوس ہو ہاں جو شخص سلام کرنے میں بخل[۹۳] کرتا ہے (وہ اس سے

---

[۹۱] یعنی نہ تم کچھ خریدنے جاتے ہو مگر کچھ سودا نہیں پٹتا ہم تو جانتے ہیں آپ یونہی بیفائدہ جاکر تھکتے ہیں ۱۲
[۹۲] عبداللہ بن عمر نے عیب گیری کے طور پر نہیں کہا تھا محض پتہ دیکر فرمایا تھا ۱۲ [۹۳] اس سے معلوم ہوا کہ
سلام نہ کرنے والا اُس شخص سے بھی زیادہ کنجوس ہے جسنے جنت کے بدلے اپنا ایک کھجور کا درخت حضورؐ کو نہیں

زیادہ کنجوس ہے) یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۷) حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا پہلے سلام کرنیوالا تکبر سے پاک ہے، یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب اجازت مانگنے کا بیان

پہلی فصل (۱۴۸) ابو سعید خدری فرماتے ہیں ابو موسیٰ نے ہمارے پاس آکر کہا کہ حضرت عمر نے میرے پاس پیغام بھیجا تھا کہ میں اُنکے پاس حاضر ہوں میں اُن کے دروازے پر گیا تو تین دفعہ سلام کیا کسی نے مجھے جواب نہ دیا پھر میں واپس چلا آیا بعد ازاں حضرت عمر نے کہا (اے ابو موسیٰ) تجھے ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے روک دیا میں نے کہا میں تو آیا تھا اور تمہارے دروازے پر تین دفعہ سلام کیا مجھے تم نے جواب نہ دیا تو میں واپس چلا آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمادیا ہے جب تم میں سے کوئی شخص تین دفعہ اجازت مانگے اور اُسے اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے (یہ سنکر) حضرت عمر نے کہا اسکی دلیل قائم کر[۱] ابو سعید کہتے ہیں میں ابو موسیٰ کے ساتھ اُٹھا اور حضرت عمر کے پاس جاکر میں نے گواہی دی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ میرے پاس آنیکی تیرے لئے یہ اجازت ہے کہ تو پردہ[۲] اُٹھا لیا کر اور میری خفیہ باتیں سن لیا کر جبتک میں تجھے منع نہ کروں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے قرض (کے مقدمہ) میں جو میرے والد کو دینا تھا حاضر ہوا اور آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا

---

[۱] یعنے گواہ لا اب میں تمہیں بلانے آیا ہوں کہ تم چلکر اس بات کی گواہی دو کہ رسول خدا نے اسطرح فرمایا ہے یا نہیں فرمایا ۱۲ [۲] اس سے مراد یہ ہے کہ تو بے تامل میری پاس آجایا کر اس سے عبداللہ بن مسعود کی کمال بزرگی ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اِن کا مرتبہ حضور انور کے ساتھ اہل بیت کے برابر تھا ۱۲۔

آپ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں آپ نے فرمایا میں تو میں ہوں[۱] گویا کہ آپکو یہ برا معلوم ہوا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپکے یا سعد بن عبادہ کے مکان میں گیا تو آپکے پاس ایک دودھ کا پیالہ آیا آپنے فرمایا اے ابوہر جا کے اہل صفہ[۲] کو میرے پاس بلالا میں انھیں کے بلا کر لیگیا انھوں نے آکے اجازت مانگی آپنے انھیں اجازت دیدی اور وہ اندر آگئے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۵۲) کلدہ بن حنبل نقل کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ یا ہرن کا بچہ[۳] اور آریئے بھیجا اور اسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی اونچی طرف (ٹھیرے ہوئے) تھے کلدہ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو نہ مینے سلام کیا اور نہ اجازت مانگی (یونہی اندر چلا گیا) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور یہ کہہ کر (آ) السلام علیکم! کیا میں (بھی) آؤں یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت تمہیں کوئی بلائے اور تم بلانیوالے کے ساتھ آؤ تو اسکے لئے وہی (بلوانا) اجازت ہے (دوسری اجازت کی ضرورت نہیں) یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک شخص کا کسی کے پاس قاصد بھیجنا ہی اجازت (میں داخل) ہے۔

(۱۵۴) عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے پر آتے تھے تو دروازے کیطرف منہ کرکے نہیں کھڑے ہوتے تھے ولیکن اسکے دائیں یا بائیں دروازے کیطرف کھڑے ہوتے تھے اور السلام علیکم السلام علیکم کہتے تھے اور اس (طرح کھڑے ہونیکی) وجہ یہ تھی کہ اسوقت تک دروازوں پر پردے نہیں ہوتے

---

[۱] آپکو میں میں کہنا برا معلوم ہوا کیونکہ اس سے غرور کی بو پائی جاتی ہے اسواسطے چاہیئے کہ جب کوئی پوچھے تو اپنا نام لیکے کہے فلاں شخص ہوں ۱۲ [۲] اہل صفہ چند طالب علم تھے جو محض توکل پر پڑے ہوئے تھے اور حضور انور سے کلام مجید پڑھتے تھے صفہ مسجد کے باہر ایک چبوترا بنا ہوا تھا اسپر یہ لوگ رہتے تھے ۱۲ [۳] یہ راوی کا شک ہے کہ دودھ اور آریئے بھیجے یا ہرن کا بچہ اور آریئے بھیجے ۱۲

تھے یہ حدیث ابو داود نے نقل کی ہے۔ اور حضرت انس کی حدیث کہ "آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے السلام علیکم و رحمۃ اللہ" کہا باب الضیافت میں بیان ہو چکی۔

تیسری فصل (۱۵۵) عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا اپنی ماں سے بھی میں اجازت مانگوں آپ نے فرمایا ہاں وہ شخص بولا میں تو اسکے ساتھ ہی گھر میں رہتا ہوں آپ نے فرمایا (پھر بھی) اس سے اجازت مانگ پھر وہ شخص بولا میں اس کا خدمتگار ہوں آپ نے فرمایا اس سے اجازت مانگ کیا تجھے یہ پسند ہو کہ تو اسے ننگی دیکھے وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا (بس تو) اس سے اجازت مانگا کر[۵۱] یہ حدیث امام مالک نے مرسل نقل کی ہے۔

(۱۵۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں میرے واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک[۵۲] دفعہ رات کو جانا اور ایک دفعہ دن میں جانا مقرر تھا (کہ میں ضرور جاتا تھا) جسوقت میں رات کو جاتا تھا تو آنحضرت میرے (اذن) کے واسطے کھنکارتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پہلے سلام نہ کرے اسے (اندر آنیکی) اجازت نہ دیا کرو یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب مصافحہ[۵۳] اور معانقہ کا بیان

پہلی فصل (۱۵۸) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس سے پوچھا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں میں مصافحہ (کا طریقہ جاری) تھا انس بولے ہاں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

---

[۵۱] کیونکہ شاید وہ ننگی کھلی بیٹھی ہو اور تو ایک دفعہ ہی چلا جائے تو ننگی پر تیری نظر پڑ جائے ۱۲ [۵۲] یعنی یہ مقرر کر رکھا تھا کہ ایک دفعہ دن کو اور ایک دفعہ رات کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور جاتا تھا ۱۲ [۵۳] مصافحہ ہاتھ سے ہاتھ ملانیکو اور معانقہ گلے ملنے کو کہتے ہیں مصافحہ کرنیکا قاعدہ سب سے پہلے یمن والوں نے نکالا تھا ۱۲ (مرقاۃ)

حسن بن علی کو پیار کیا تو اقرع بن حابس آپکے پاس بیٹھے تھے اقرع نے کہا میرے دس بچے ہیں میں تمیں سے ایک کو بھی پیار نہیں کرتا آپنے اُسے گھورا پھر فرمایا جو کوئی (چھوٹوں پر) رحم نہیں کرتا اُسپر اللہ بھی رحم نہیں کرتا یہ روایت متفق علیہ ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث (جسکا سرا یہ ہے) اَثَمَّ لُکَعُ (ترجمہ کیا وہاں لکع نام بچہ ہے) خدا چاہے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت کے مناقب میں ذکر کرینگے اور ام ہانی کی حدیث امان کے باب میں بیان ہو چکی۔

دوسری فصل (۱۶۰) براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان ملتے اور مصافحہ کرتے ہیں اُنکے الگ ہونے سے پہلے خدا اُنہیں بخشدیتا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ آپنے فرمایا جسوقت دو مسلمان ملکر مصافحہ کرتے ہیں اور خدا کی حمد بیان کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی اُس سے بخشش چاہتے ہیں اُن دونوں کے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں

(۱۶۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اُسکے واسطے جھک جائے[1] آپ نے فرمایا نہیں اُسنے کہا کیا اُسے گلے لگاکے بوسہ لے آپنے فرمایا نہیں اُسنے پوچھا کیا اُسکا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرلے آپنے فرمایا ہاں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۲) ابو امامہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیمار کی پوری عیادت[2] کرنی یہ ہے کہ تم اسکی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھکر پوچھو تیرا کیا حال ہے اور تمہارا ایک دوسرے سے پورا سلام اور مصافحہ کرنا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

(۱۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں زید بن حارثہ مدینہ میں تشریف لائے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ پھر زید اُنکے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا

---

[1] کیونکہ خدا کے علاوہ دوسرے کیواسطے جھکنا منع ہے لوگو نکو چاہئیے کہ سلام کرتے اور ملتے وقت کسی کے واسطے نہ جھکیں ۱۲ [2] یعنی عیادت کا حق پورا اسطرح ہوتا ہے کہ بیمار کے سر پر ہاتھ رکھکر پوچھنا چاہئیے تیرا مزاج کیسا ہے ۱۲

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے طرف[۵] ننگے بدن (یعنے بے کرتے) اپنی چادر وغیرہ کھینچے ہوئی چلے بخدا مینے اس سے پہلے اور پیچھے کبھی آپکو ننگے بدن نہیں دیکھا پھر آپنے انھیں گلے لگا یا اور بوسہ لیا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۴) ایوب بن بشیر نے قبیلۂ بنی عنزہ کے ایک آدمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مینے ابوذر سے پوچھا کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تمسے ملتے تھے مصافحہ کرتے تھے وہ بولے مین جب کبھی آپسے ملا ہوں آپ نے مجھسے (ضرور) مصافحہ کیا ہے اور ایکدن آپنے کسی کو میرے پاس بھیجا تھا تو میں اپنے گھر میں نہیں تھا جب میں آیا تو گھر والوں نے مجھسے بیان کیا او رمیں آنحضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اُسوقت آپ تخت پر بیٹھے تھے آپنے مجھے گلے سے لگا لیا اور یہ (مصافحہ سے) بہت اچھا تھا یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵) عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جسدن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپنے فرمایا اُس سوار کو جو (اللہ و رسول کیطرف) ہجرت کرکے آیا ہے مبارکی ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶) اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک انصاری آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ انصاری مرد ایک دفعہ قوم سے باتیں کر رہے تھے اور انکی مذاق کی عادت تھی لوگونکو ہنساتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی کوکھ میں (خوش طبعی سے) لکڑی چبھو دی وہ بولے (یا رسول اللہ) مجھے بدلا دیجئے آپ نے فرمایا لے بدلا لیلے اُنھوں نے کہا آپ (کے بدن پر) تو کرتہ ہی اور میرے (بدن) پر کرتہ نہیں تھا آنحضور نے اپنا کرتہ اُٹھا لیا اُس شخص نے آنحضور کو بغل میں پکڑ کر آپکے پہلو کا بوسہ لے لیا اور کہا یا رسول اللہ مینے اس بات سے صرف یہ ارادہ کیا تھا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷) شعبی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جعفر بن ابو طالب سے ملے تو انہیں بھینچا اور اُنکی آنکھوں کے بیچ میں پیار کیا یہ حدیث ابوداؤد نے اور شعب الایمان میں

---

[۵] اس سے زید بن حارثہ کے ساتھ آپکی کمال محبت پائی جاتی ہے کہ اُنکی آواز سنکر کرتہ پہنے بغیر دروازے کیطرف دوڑے گئے ۱۲۔

بیہقی نے مرسلاً نقل کی ہے اور مصابیح کے بعضے نسخوں اور شرح السنہ میں یہ حدیث بیاضی[1] سے متصل منقول ہے۔

(۱۶۸) جعفر بن ابی طالب اپنے ملک حبش سے واپس آنیکے قصہ میں کہتے تھے ہم حبش سے روانہ ہو کر مدینہ میں آگئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے تو مجھے گلے لگایا پھر فرمایا میں نہیں جانتا کہ مجھے فتح خیبر کی زیادہ خوشی ہوئی یا جعفر کے آنے کی[2]۔ اور یہ فتح بھی فتح خیبر کے وقت ہوا ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۶۹) زارع جو عبدالقیس کے قافلہ میں تھے کہتے ہیں جب ہم مدینہ پہنچے تو اپنی سواریوں سے کودنے لگے اور ہم دوڑنے لگے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۷۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں فاطمہ سے زیادہ میں نے کسی کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صورت اور سیرت اور شکل میں مشابہ نہیں دیکھا[3] ایک روایت میں ہے اور بات میں اور گفتگو میں بھی نہیں دیکھا حضرت فاطمہ جب آپ کے پاس آتی تھیں آپ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے پاس جاتے تو وہ آپکی تعظیم کو کھڑی ہو جاتی تھیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر چومتی تھیں اور اپنی جگہ آپ کو بٹھاتی تھیں[4] یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۷۱) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اول ہی اول جب میں مدینہ میں آیا تھا حضرت ابوبکر کے ساتھ ان کے مکان میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں ان کی بیٹی حضرت عائشہ لیٹی ہوئی ہیں

---

[1] بیاضی عامر بن زریق کی طرف منسوب ہے یہ کسی کا نام نہیں ہے بلکہ عبداللہ بن جابر کا لقب ہے ۱۲ [2] گویا کہ آپ نے جعفر کے آنیکی کمال مسرت ظاہر فرمائی ۱۲ [3] یعنے حضرت فاطمہ کی صورت اور عادت اور شکل حضور انور سے بہت ہی ملتی جلتی تھی ان سے زیادہ کسی کی صورت آنحضور سے نہیں ملتی تھی ۱۲ [4] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور کو حضرت فاطمہ سے بہت ہی محبت تھی ۱۲۔

بخار چڑھا ہوا ہے ابو بکر نے آتے ہی اُنکے پاس آ کے پوچھا اے بچی تیرا کیا حال ہے پھر انکے رخسار کا بوسہ لیا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۷۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچے کو لایا آپ نے اُسے پیار کیا اور فرمایا اور رکھو یہ اولاد آدمی کو بخیل[1] اور نامرد بنانے والی ہے اور بیشک یہ بھی اللہ کے نعمت بھی ہیں یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۷۳) حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حسنؓ اور حسینؓ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑتے ہوئے آئے آپ نے انہیں بغل میں لے لیا اور فرمایا واقعی اولاد بخیل اور نامرد بنادیتی ہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۷۴) حضرت عطاء خراسانی نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مصافحہ کیا کرو تمہاری باہمی عداوت جاتی رہیگی اور ایک دوسرے کو سوغات بھیجا کرو تم میں باہم محبت پیدا ہوگی اور عداوت جاتی رہیگی یہ حدیث امام مالک نے مرسل نقل کی ہے

(۱۷۵) حضرت براء بن عازب کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دوپہر سے پہلے چار رکعتیں[2] پڑھ لے اُسنے گویا یہ رکعتیں شب قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو انکا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا سب گر جاتے ہیں یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب استقبال کیلئے کھڑے ہونیکا بیان

پہلی فصل (۱۷۶) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں جب بنو قریظہ سعد بن معاذ کے حکم پر چلے آئے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو سعد کے بلانے کو بھیجا سعد وہاں سے قریب ہی (اُترے ہوئے) تھے سعد ایک گدھے پر بیٹھکر آئے جب

[1] یعنی اولاد کیوجہ سے آدمی بخیل ہو جاتا ہے سخاوت کرنے سے رک جاتا ہے اور نامرد ہو جاتا لڑائی میں اس خوف سے نہیں جاتا کہیں مارا گیا تو بچے لاوارث رہجائینگے ۱۲ [2] یعنے ان چار رکعتوں کا پڑھنے کا اتنا ثواب ہے جیسے شب قدر میں نماز پڑھی ۱۲۔

مسجد کے قریب پہنچے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو یہ روایت متفق علیہ ہے اور یہ حدیث لمبی قیدیوں کے حکم کے باب میں گزر چکی ہے۔

(۱۷۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کوئی شخص دوسرے شخص کو اسکی جگہ سے اسلیئے نہ اٹھائے کہ (وہاں) پھر آپ بیٹھ جائے ہاں (یہ کہدے کہ) کھلکر بیٹھ جاؤ اور جگہ دیدو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۷۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنی جگہ سے کھڑا ہو پھر وہیں آجائے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۷۹) حضرت انس فرماتے ہیں صحابہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص پیارا نہ تھا پھر بھی وہ جب آپ کو دیکھتے تھے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضور کو یہ (کھڑا ہونا) برا معلوم ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۸۰) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے یہ اپنے واسطے لوگوں کا کھڑا ہونا اچھا معلوم ہوتا ہو اسے چاہیئے کہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا ڈھونڈ لے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۸۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عصا پر

ا؎ جو لوگ تعظیماً کھڑے ہونیکو جائز کہتے ہیں وہ اس حدیث کو استدلالاً پیش کرتے ہیں اور جو لوگ کھڑے ہونے کو منع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں سعد کے ہاتھ میں زخم تھا سواری سے اتر نہ سکتے تھے اسوجہ سے آپ نے فرمایا انکے اتارنیکو کھڑے ہو اور ان کو گونکی دلیل میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ۱۲ ۵۲؎ یعنی کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ پر نہ بیٹھے ۱۲ ۵۳؎ بھلا جو بات حضور انور کی ناپسند ہو پھر اسے کون سا مسلمان پسند کرسکتا ہے ۱۲ ۵۴؎ کیونکہ یہ متکبروں کا شیوہ ہے ۱۲۔

سہارا لگائے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم آپکی تعظیم کیوا سطے کھڑے ہوگئے آپنے فرمایا تم کھڑے نہ ہوا کرو جیسے کہ عجمی لوگ ایک دوسرکی تعظیم کو کھڑے ہوتے ہیں یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔

(۱۸۲) سعید بن ابوالحسن (حسن بصری کے بھائی) کہتے ہیں ابو بکرہ ایک گواہی میں ہمارے پاس آئے تو ایک آدمی ان (کی تعظیم) کیوا سطے اپنی جگہہ سے کھڑا ہوگیا (ابو بکرہ نے وہاں بیٹھنے سے انکار کردیا[۱] اور کہا بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے اور اس شخص کے کپڑے سے اُسنے کپڑا نہ پہنایا ہو ہاتھ پونچھنے کو منع کیا ہے[۲] یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۸۳) حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت بیٹھتے تھے تو ہم بھی آپکے ادہر ادہر بیٹھ جاتے تھے پھر آپ کھڑے ہوتے اور آپ کا واپس آنے کا ارادہ ہوتا تو اپنی جوتی اتار کر یا اور کچھ جو آپکے پاس ہوتا اُس جگہہ رکھدیتے تھے آپکے صحابی اس سے (آپکے واپس آنیکا ارادہ) معلوم کر لیتے اور بیٹھے رہتے تھے[۳] یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(   ) حضرت عبداللہ بن عمرو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کسی مسلمان کو بے اجازت دو آدمیوں میں چیر (کر بیٹھ جا) نادرست نہیں ہے[۴] یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۸۵) عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا (عبداللہ) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے اجازت دو آدمیوں کے بیچ میں

---

[۱] یعنے یہ کہا میں یہاں نہیں بیٹھتا کیونکہ یہ لوگ سنت کے خلاف تعظیماً خیال کرتے ہیں ۱۲ [۲] یعنے جو کوئی اسکا خادم وغیرہ نہو اُسکے کپڑے سے ہاتھ نہ پونچھے ہاں جو خادم وغیرہ اسکے کپڑے پہنے ہوا سکے کپڑے سے ہاتھ پونچھے ۱۲ [۳] اُٹھ کر کہیں جاتے نہیں تھے اسلئے کہ حضور انور کی اس بات سے معلوم ہو جاتا تھا کہ اب آپ ضرور واپس آئینگے ۱۲ [۴] کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچے گی اور مسلمان کو ایذا پہنچانی منع ہے ۱۲۔

(سرگرم) نہ بیٹھنا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۸۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر ہمسے حدیثیں بیان کیا کرتے تھے جس وقت آپ کھڑے ہو جاتے تو ہم بھی اتنی دیر تک کھڑے رہتے تھے جبتک ہم یہ نہ دیکھ لیتے کہ آپ کسی بیوی کے مکانمیں چلے گئے۔

(۱۸۷) حضرت واثلہ بن خطاب فرماتے ہیں ایک شخص رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے وقت میں آیا کہ آپ مسجد میں بیٹھے تھے اُسکے واسطے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کچھ سرک گئے اُس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ جگہ میں (تو بہتیری) گنجائش ہے[۵۱] نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان کا (دوسرے پر) یہ حق ہے کہ جب اُسے مسلمان بھائی (آتے) دیکھے تو اُسکے واسطے سرک جائے یہ دو نوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب بیٹھنے اور سونے اور چلنے پھرنے کا بیان

پہلی فصل (۱۸۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مینے دیکھا کہ آپ کعبہ کے صحن میں دونوں ہاتھ (پنڈلیوں پر) رکھے ہوئے اُکڑوں بیٹھے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۸۹) حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں ایک قدم دوسرے قدم پر رکھے ہوئے چت لیٹے دیکھا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۹۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت پر (لیٹنے چت) لیٹنے کی حالت میں ایک پاؤں دوسرے پاؤں سے اونچا کرنے کو[۵۲]

---

[۵۱] آپ کیوں سرکے آپنے جواب دیا ایک مسلمان پر دوسرے کا یہ حق ہے کہ جب کوئی مسلمان آئے تو ذرا سرک جائے ۱۲

[۵۲] کیونکہ اس صورت میں ستر کھل جاتا ہے اور پیر پر پیر رکھنے سے ستر نہیں کھلتا ۱۲

منع کیا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۹۱) حضرت جابر ہی نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی شخص تم میں سے چت لیٹکر ایک پاؤں دوسرے پانوں پر نہ رکھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۹۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسوقت کہ ایک شخص دو دھاری دار کپڑے پہنکے اترا کر چل رہا تھا اور اُسے اپنا آپ اچھا معلوم ہو رہا تھا وہ شخص زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہوا چلا جائیگا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۹۳) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر بیٹھے دیکھا ہے جو تکیہ آپکی بائیں طرف تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۹۴) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھکر اکڑوں[۵۲] بیٹھتے تھے یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۱۹۵) قیلہ دختر مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بہیئت قرفصاء[۵۳] بیٹھے ہوئے دیکھا ہے قیلہ کہتی ہیں جب مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح عاجزانہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں ڈر کے مارے کانپ گئی یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۹۶) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھکر اچھی طرح سورج نکلنے تک چارزانو بیٹھے رہتے تھے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

۵۱ یہ شخص قارون تھا جو دھاری دار جوڑہ پہنکر اتراتا ہوا چل رہا تھا اور اپنے تئیں اچھا سمجھ رہا تھا ۱۲

۵۲ یعنے دونوں ہاتوں سے گھٹنوں پر حلقہ کرکے اکڑوں بیٹھتے تھے جسے گوٹ مار کر بیٹھنا کہتے ہیں ۱۲

۵۳ قرفصاء ایک طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں اُسکی صورت یہ ہے کہ کولوں پر بیٹھ کر دونوں رانیں پیٹ سے ملا لے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لے یا دونوں ہاتھ بغل میں دبا لے ۱۲

(۱۹۷) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سفر میں) جب رات سے آرام کرنے کو اُترتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے تھے اور جب صبح سے تھوڑی دیر پہلے اُترتے تو اپنا پہنچا کھڑا کر کے اپنی ہتیلی پر سر رکھتے تھے (تاکہ نیند غفلت کی نہ آجائے) یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۹۸) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے کوئی شخص کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا اُس کپڑے کے برابر تھا جو آپکی قبر شریف میں رکھا گیا[ف۱] اور مسجد آپکے سر کے پاس تھی یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ پر لیٹے دیکھکر فرمایا اس طرح لیٹنے کو اللہ برتر پسند نہیں کرتا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۲۰۰) یعیش بن طخفہ بن قیس غفاری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں جو کہ اصحاب صفہ میں سے تھے وہ کہتے تھے ایک دفعہ میں درد سینہ کیوجہ سے اپنے پیٹ پر لیٹا ہوا تھا کہ ایک شخص نے میرا پاؤں ہلا کر کہا بیشک اسطرح لیٹنے کو خدا تعالیٰ ناپسند رکھتا ہے میں نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۰۱) علی بن شیبان کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مکان کی چھت پر سوئے اور اسپر پردہ نہو اور ایک روایت میں (پردہ کے بدلے) حجار[ف۲] ہے اُس سے میری ذمہ واری جاتی رہی یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور خطابی کی معالم سنن میں حجا ہے (اسکے معنے بھی پردہ ہیں)

(۲۰۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو منع

ف۱ اور وہ چھوٹا سا کپڑا تھا جسے سب لوگ جانتے تھے ۱۲۔

ف۲ حجار پتھر کو کہتے ہیں اس جگہ پتھروں کی دیوار وغیرہ مقصود ہے

سونے سے منع فرمایا ہے جسپر پردہ[۵۱] نہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۰۳) حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص حلقہ کے بیچ میں بیٹھے اُسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی لعنت کی گئی ہے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھی مجلس وہ ہے جو زیادہ فراخ[۵۲] ہو یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰۵) حضرت جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپکے صحابی بیٹھے ہوئے تھے آپنے فرمایا کیا وجہ ہے جو میں تمہیں متفرق بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰۶) حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سایہ میں ہو اور اُسکے پاس سے سایہ ہٹ جاتے اور وہ کچھ دھوپ میں اور کچھ سایہ میں رہجائے تو اُسے کھڑا ہو جانا چاہیئے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں ابو ہریرہ ہی سے منقول ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں جب تم میں سے کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ اُس سے پرے ہٹ جائے تو اُسے کھڑا ہو جانا چاہیئے کیونکہ وہ شیطان کی جگہ[۵۳] ہے یہ حدیث معمر نے بھی اسی طرح موقوفاً نقل کی ہے۔

(۲۰۷) حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جب آپ مسجد سے باہر نکل رہے تھے اور راستہ میں مرد عورتیں

---

[۵۱] کیونکہ سوتے وقت کسی کو خبر نہیں رہتی کہ کونسا عضو کھلتا ہے اور کونسا ڈھکا رہتا ہے اسواسطے اُس کو چھت پر نہ سوئے جسکے اوپر پردہ کی دیوار نہو کیونکہ اور لوگوں کا سامنا ہوگا ۱۲

[۵۲] تاکہ تنگی کی وجہ سے لوگوں کو ایذا نہ پہنچے ۱۲

[۵۳] یا تو اس سے یہ مراد ہے کہ شیطان اُس جگہ موجود ہوتا ہے یا یہ مطلب کہ وہ تکلیف کی جگہ ہے جیسے شیطان سے آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح کچھ دھوپ میں اور کچھ سایہ میں بیٹھنے سے تکلیف ہوتی ہے ۱۲

ملے ہوئے جا رہے) تھے تو آپنے عورتوں سے یہ فرمایا (اے عورتوں) تم پیچھے ہو جاؤ کیونکہ تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ رستہ[۵۱] کے بیچ میں چلو تمہیں راستے کے کنارے کنارے (چلنا) چاہیئے پھر عورتیں دیوار سے اسقدر لگ کر چلتی تھیں کہ ان کا کپڑا دیوار میں اٹک جاتا تھا یہ حدیث ابو داود نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۲۰۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو دو عورتوں کے بیچ میں چلنے سے منع فرمایا ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰۹) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں ہم جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تھے جسے جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتا تھا[۵۲] یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور عبداللہ بن عمرو کی دو حدیثیں قیام کے باب میں ذکر ہو چکیں اور حضرت علی اور ابو ہریرہ کی دو حدیثیں خدا چاہے تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں اور صفتوں کے باب میں ذکر کرینگے۔

تیسری فصل (۲۱۰) عمرو بن شرید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے ہوا تو میں اسی طرح بیٹھا ہوا تھا اور اپنا بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے رکھے ہوئے تھا اور اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والے گوشت کے سہارے[۵۳] سے میں بیٹھا تھا آپنے فرمایا کیا تو ان لوگوں کی بیٹھک بیٹھتا ہے جنپر خدا کا غضب کیا گیا ہے[۵۴] یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۲۱۱) حضرت ابو ذر فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا تو میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا آپنے میرے لات مار کر فرمایا اے جندب[۵۵] اس طرح دوزخی لیٹتے ہیں یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

---

[۵۱] کیونکہ بیچ میں چلنے سے مردوں سے مشابہت ہو جائیگی ۱۲ [۵۲] کسی کو چیرتا پھلانگتا نہیں جاتا تھا ۱۲ [۵۳] یعنے گھائی کے پاس والے گوشت کے سہارے سے بیٹھا تھا ۱۲ [۵۴] اس سے یہودی مراد ہیں ۱۲ [۵۵] جندب ابو ذر کا نام ہے ۱۲۔

باب چھینک اور جمائی کا بیان

پہلی فصل

(۲۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ چھینکنے کو پسند رکھتا ہے اور جمائی لینے کو بُرا سمجھتا ہے جب تم میں سے کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے ہر ایک مسلمان پر جو الحمد للہ سُنے یہ لازم ہے[۱] کہ اس کے واسطے یرحمک اللہ کہے (ترجمہ خدا تمپر رحم کرے) اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اُسے روکے کیونکہ تم میں سے جب کسی کو جمائی آتی ہے تو شیطان اُس سے ہنستا ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے جب تم میں سے کوئی ہا کہتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

(۲۱۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسیکو چھینک آئے تو چاہیئے الحمد للہ کہے اور اسکے بھائی یا دوست کو یرحمک اللہ کہنا چاہیئے اور جب وہ اُسے یرحمک اللہ کہے تو اسے کہنا چاہیئے[۲] یھدیکم اللہ ویصلح بالکم (ترجمہ خدا تمہیں ہدایت کرے اور تمہارا حال درست کرے) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی ایک کو آپنے جواب دیا اور دوسرے کو نہیں دیا وہ شخص بولا یا رسول اللہ اُسے تو آپنے جواب دیا اور مجھے نہیں دیا آپ نے فرمایا اسنے[۳] اللہ کی حمد بیان کی تھی اور تونے اللہ کی حمد بیان نہیں کی (اس لئے مینے بھی تجھے جواب نہیں دیا) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۱۵) حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ سے سُنا آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور الحمد للہ کہے تو اُسے جواب[۴] دو اور اگر الحمد للہ نہ کہے تو اُسے جواب نہ دو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے چھینک کا جواب ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے جواب نہ دیگا تو گنہگار ہوگا ۱۲ [۲] یہ جواب دینا مستحب ہے اگر جواب دیگا ثواب ہوگا نہ دیگا ثواب نہوگا ۱۲ [۳] یعنے اُسنے الحمد للہ کہا تھا اور تونے الحمد للہ نہیں کہا اور یرحمک اللہ اُسی کیواسطے کہنا لازم ہے جو الحمد للہ کہے ۱۲ [۴] یعنے اُسے یرحمک اللہ کہو ۱۲

(۲۱۶) سلمہ بن اکوع سے روایت ہے انہوں نے اُس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جبکہ آپ کے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی تو آپ نے اُسے یرحمک اللہ کہا پھر اُسے دوبارہ چھینک آئی آپ نے فرمایا یہ شخص زکامی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے تیسری[۱] دفعہ اُسے یہ فرمایا تھا کہ اسے زکام ہے۔

(۲۱۷) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اُسے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے بیشک[۲] شیطان اُسکے منہ میں چلا جاتا ہے (جس کا منہ کھلا رہتا ہے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۲۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تھی تو اپنے ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھک لیتے تھے اور اُسکی آواز کو پست کر لیتے تھے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲۱۹) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ علی کل حال[۳] کہنا چاہیے اور اُسے جواب دینے والے کو یرحمک اللہ کہنا چاہیے پھر اُسے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم[۴] کہنا چاہیے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۲۲۰) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود کو چھینک آتی تو یہود یہ چاہتے تھے کہ آپ انہیں یرحمک اللہ کہیں آپ فرماتے تھے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] ایک مجلس میں تین دفعہ جواب دینا لازم ہے اور پھر جواب دینے یا نہ دینے کا اختیار ہے اگر دیگا تو جب بھی ثواب ہوگا ہاں تین دفعہ کے بعد اگر جواب نہ دیگا تو گنہگار نہیں ہوگا ۱۲ [۲] اس سے یا حقیقتہً اندر چلا جانا مقصود ہے یا یہ مراد ہے کہ وہ دل میں وسوسہ ڈالنے پر قادر ہو جاتا ہے ۱۲ [۳] ہر حال میں خدا کا شکر و احسان ہے ۱۲ [۴] ترجمہ خدا تمہیں (دین اسلام کی) ہدایت کرے اور تمہارا حال سنوار دے ۱۲۔

(۲۲۱) ہلال بن[1] یساف فرماتے ہیں ہم سالم بن عُبَید کے پاس بیٹھے تھے کہ قوم میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی اور اُسنے کہا السلام علیکم سالم نے اُسکے جواب میں کہا وعلیک وعلیٰ امک (ترجمہ تجھپر اور تیری ماں پر بھی سلام ہو) وہ شخص اس سے اپنے جی میں ناراض ہوا سالم بولے یاد رکھ میں نے وہی جواب (تجھے) دیا ہے جو آنحضور نے دیا تھا جبکہ آپکے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی اور اُسنے السلام علیکم کہا تو آپنے وعلیک[2] وعلیٰ امک فرمایا تھا (آگاہ ہو) جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اُسے الحمد للہ رب العالمین کہنا لازم ہے اور جواب دینے والیکو یرحمک اللہ کہنا چاہیئے (پھر اُسکے جواب میں چھینکنے والا) یغفر اللہ لی ولکم کہے (ترجمہ خدا میری اور تیری بخشش کرے) یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۲۲) عبید بن رفاعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا چھینک والے کو تین دفعہ جواب دے اگر تین سے زیادہ ہوں تو چاہے جواب دے اور چاہے نہ دے یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنے بھائی (مسلمان) کو تین دفعہ چھینک کا جواب دے اور اگر زیادہ چھینکیں آویں تو وہ زکام ہے (اُسے چاہے جواب دے اور چاہے نہ دے) یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے اور شاگرد ابو ہریرہ نے کہا ہے میں تو یہی جانتا ہوں کہ ابو ہریرہ نے یہ حدیث آنحضور تک پہنچائی ہے۔

تیسری فصل

(۲۲۴) حضرت نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص کو چھینک آئی تو اُسنے الحمد للہ والسلام علیٰ رسول اللہ کہا ابن عمر بولے میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ والسلام علیٰ رسول اللہ (کہنا اچھا ہے) مگر اس موقع پر درست نہیں ہمیں رسول اللہ[3]

---

[1] ہلال بن یساف کوفہ کے رہنے والے ایک تابعی ہیں ۱۲ [2] ان لفظوں سے اسطرف اشارہ ہے کہ تونے لوگوں سے دین کی باتیں نہیں سیکھیں ماں کی گود ہی میں کچھ سیکھ لیا پھر جاہل کا جاہل ہی رہا اور بعض لوگوں نے کہا ہے اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ تجھپر اور تیری ماں پر افسوس ہے کہ تونے مردوں کے ادب نہ سیکھے اور تیری ماں نے تجھے کچھ نہیں سکھایا [3] کیونکہ یہ دعا ہے اور دعا جتنی حدیث میں آئی ہو اتنی ہی پڑھنی چاہیئے زیادہ پڑھنی منع ہے اگرچہ وہ زیادتی عمدہ ہو جیسے کہ اذان میں لا الٰہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ نہیں ہے ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھایا ہے کہ ہم الحمد للہ علی کل حال کہا کریں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے ۱؎۔

باب ہنسنے کا بیان

پہلی فصل (۲۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خوب ہنستے ہوئے اس طرح کبھی نہیں دیکھا کہ میں نے آپ کا کوا ۱؎ دیکھ لیا ہو آپ فقط مسکراتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۲۶) حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے ۲؎ میں مسلمان ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے پاس بلانے سے) مجھے کبھی نہیں روکا اور جب مجھے دیکھتے مسکراتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۲۷) جابر بن سمرہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جہاں صبح کی نماز پڑھتے تھے وہاں سے سورج نکلنے سے پہلے نہیں اُٹھتے تھے اور جب سورج نکل آتا آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور لوگ باتیں کرتے اور جاہلیت کی باتیں ۳؎ کرنی شروع کرتے اور ہنستے تھے اور آنحضرت مسکراتے تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ صحابہ شعر پڑھتے تھے۔

دوسری فصل (۲۲۸) عبداللہ بن حارث بن جزء فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں نے کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۲۲۹) حضرت قتادہ فرماتے ہیں ابن عمر سے کسی نے پوچھا کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہنستے تھے وہ بولے ہاں حالانکہ اُنکے دل میں ایمان ۴؎ پہاڑ سے

۱؎ حلق میں ذرا سا گوشت اُبھرا ہوا ہوتا ہے اُسے کوا کہتے ہیں ۱۲ ۲؎ جب میں نے پاس جانیکی اجازت مانگتا فوراً بلا لیتے ۱۲ ۳؎ جاہلیت کی باتوں کی مذمت کیا کرتے تھے ۱۲ ۴؎ مراد یہ ہے کہ وہ اس طرح نہیں ہنستے تھے جیسے غافل ہنستے ہیں اور انکے دل مرجاتے ہیں اور انکا نورِ ایمان بجھ جاتا ہے بلکہ اُنکا ایمان بھی قوی تھا اور ہنستے بھی تھے ۱۲۔

زیادہ بڑا تھا اور بلال بن سعد فرماتے ہیں صحابہ کو میں نے دیکھا کہ تیروں کے نشانوں[۱] کے درمیان دوڑتے تھے اور ایک دوسرے کیطرف (متوجہ ہو کر ہنستا) تھا اور جب رات ہوتی تو خدا سے ڈر نیوالے ہوتے تھے یہ حدیث شرح سُنت میں نقل کی ہے۔

باب ناموں کا بیان (کہ کون سا نام اچھا ہے)

پہلی فصل (۲۳۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے کہ ایک آدمی نے پکارا اے ابو القاسم! نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی طرف مُڑے تو اُس نے کہا میں نے تو اُسے پکارا تھا (آپکو نہیں پکارا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرا نام رکھ لیا کرو میری کنیت کسی کی نہ رکھا کرو (حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرا نام[۲] رکھ لیا کرو اور میری کنیت[۳] اپنی کنیت نہ رکھا کرو بیشک قاسم میں ہی بنایا گیا ہوں کہ تُم میں (علم اور مال غنیمت) تقسیم کرتا ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۳۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ناموں میں سے اللہ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن (نام) سب سے زیادہ پسند ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳۳) سمُرہ بن جُندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُم اپنے بچّے (یا غلام) کا ایسا نام نہ رکھا کرو اور نہ[۳] یسار اور نہ رباح اور نہ نجیح اور نہ افلح (رکھا کرو) کیونکہ اگر تو پوچھے گا اس جگہ وہ ہے اور وہ نہو گا تو (جواب دینے والا) کہے گا نہیں (اور یہ بدفالی ہے) یہ حدیث

---

[۱] یعنے تیراندازی کیوقت دوڑتے اور ہنستے تھے، درپردہ بہت خدا سے آگے ڈرتے اور روتے تھے اُنکا وہ دوڑنا اور ہنسنا بھی بیکار غفلت سے نہ تھا لڑائی کی ورزش کرتے تھے ۱۲ [۲] یعنے اپنے بچوں کا نام محمدؐ رکھدیا کرو ابوالقاسم کنیت نہ رکھا کرو ۱۲ [۳] یسار کے معنی آسانی اور رباح کے معنی فائدہ اور نجیح کے معنی فتحمندی اور افلح کے معنی مُراد پانی اور نافع کے معنی نفع پہنچانیوالا ہے یہ نام اسوجہ سے منع ہیں کہ اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ گھر میں فلاں یعنے رباح (فائدہ وغیرہ) ہے اور وہ نہو تو جواب میں یہی کہا جائیگا نہیں ہے اور یہ جواب نامبارک ہے ۱۲۔

مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے آپنے فرمایا کہ تم اپنے غلام کا رباح نام نہ رکھا کرو اور نہ یسار اور نہ افلح اور نہ نافع (رکھا کرو)

(۲۳۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یعلی اور برکت اور افلح اور یسار اور نافع وغیرہ نام رکھنے سے منع کرنیکا ارادہ کیا تھا پھر میںنے آپکو دیکھا کہ آپ منع کرنے سے خاموش ہو رہے یہانتک کہ آپ کی وفات ہوگئی اور آپنے اس سے منع نہیں کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے برا نام والا وہ شخص ہے جس کا بادشاہوں کا بادشاہ[1] نام ہو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم کی روایت میں یہ ہے آپنے فرمایا قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے زیادہ ناخوش اور سب سے زیادہ ناپاک نام کا وہ شخص ہے جیسکا نام بادشاہونکا بادشاہ ہو (کیونکہ خدا کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

(۲۳۶) حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرا نام برّہ[2] رکھا گیا تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے نفسوں کی تعریف نکیا کرو اللہ خوب جانتا ہے کہ نیکوکار تم میں سے کون ہیں اس کا نام زینب رکھدو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۲۳۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جویریہ کا نام برّہ تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا نام بدلکر جویریہ رکھدیا اور آپکو یہ برا معلوم ہوتا تھا کہ آپکو کوئی کہے برّہ کے پاس سے چلے گئے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر کی ایک بیٹی تھی لوگ اُسے عاصیہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام جمیلہ رکھدیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳۹) حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کوئی شخص منذر بن ابی اُسید کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جبکہ وہ پیدا ہوئے تھے آپنے انہیں اپنی ران پر بٹھاکر فرمایا اس کا

---

[1] جیسے شاہنشاہ یا شاہ جہاں یا جہاں شاہ ۱۲ [2] کیونکہ برّہ کے معنی نیکبخت ہیں ۱۲۔

کیا نام ہے لانیوالے نے کہا فلاں[1] نام ہے آپنے فرمایا نہیں اس کا نام منذر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم (کسی کو) اپنا بندہ اور بندی نکہاکرو تم سارے خدا کے بندے ہو اور تمہاری ساری عورتیں خدا کی بندیاں ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیئے یہ میرا غلام اور لونڈی اور خادم اور چھوکری ہے اور غلام بھی (آقا) کو اپنا رب نہ کہے بلکہ یہ کہے وہ میرا سردار ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ کہنا چاہیئے وہ میرا سردار اور مولی ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کوئی غلام اپنے سردار کو مولی نہ کہے کیونکہ تمہارا مولی خداوند کریم ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا تم (انگور کو) کرم[2] نہ کہاکرو کیونکہ کرم مومن کا دل ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں وائل بن حجر سے منقول ہے (آپنے فرمایا تم (انگور کو) کرم نہ کہاکرو بلکہ عنب اور حبلہ کہاکرو۔

(۲۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم انگور کا کرم نام نہ لیاکرو اور یہ نہ کہاکرو ہائے زمانہ کی خرابی[3]! کیونکہ زمانہ خدا ہی (کے اختیار میں) ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۴۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص زمانہ کو برا نہ کہے کیونکہ زمانہ اللہ ہی (کے اختیار میں) ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۴۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا جی برا[4] ہو گیا لیکن یہ کہے میرا جی متلاتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

[1] جو کچھ اُس کا نام تھا وہ آپکو بتایا آپنے اسے بدلدیا ۱۲ [2] عربی میں انگور کو کرم بھی کہتے ہیں اکثر لوگ یہی کہا کرتے تھے آپنے فرمایا تم انگور کو کرم نکہاکرو ۱۲ [3] یعنے برائی جبلاں زمانہ کیطرف منسوب کیا کرے جو کچھ ہے خدا ہی کے اختیار میں ہے ۱۲ [4] کیونکہ دلکا برا ہونا گنہگار ہونے کی علامت ہے تو کوئی شخص اپنے منہ سے ایسا لفظ نہ نکالے جو گناہ پر قائم رہنے کو ثابت کرے بلکہ کسی کی طبیعت

اور ابوہریرہ کی حدیث (جس کا سرا یہ ہے) کہ ابن[ف۱] آدم مجھے ستاتا ہے باب الایمان میں گذر چکی۔

دوسری فصل (۲۴۵) حضرت شریح بن ہانی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ اپنی قوم کے ہمراہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آنحضور نے سُنا کہ وہ لوگ انہیں ابوالحکم نام سے[ف۲] پکارتے ہیں رسولِ خدا نے انہیں بلا کے فرمایا حکم کرنیوالا خدا ہی ہے اور اُسی کی طرف حکم (منسوب) ہے پھر تیری ابوالحکم کیوں کُنیت ہے وہ بولے میری قوم کے لوگ جب کسی بات میں جھگڑتے ہیں میرے پاس آتے ہیں میں اُن کا تصفیہ کرتا ہوں تو میرے حُکم سے دونوں فریق راضی ہوجاتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (فیصلہ کرنا) بہت اچھا ہے تیری اولاد کیا کیا ہے وہ بولے میرے (بیٹے) شریح اور مسلم اور عبداللہ ہیں آپنے فرمایا اُن میں سب سے بڑا کون ہے) ہانی کہتے ہیں مینے عرض کیا (سب سے بڑا) شریح ہے آپنے فرمایا (بس تو تو ابو شُریح ہے یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۴۶) حضرت مسروق فرماتے ہیں میں حضرت عمر سے ملا تو اُنھوں نے پوچھا تو کون ہے مینے کہا مسروق بن الاجدع ہوں حضرت عمر بولے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے سُنا ہے آپ فرماتے تھے اجدع شیطان (کا نام ہے) یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۴۷) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تمہیں تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائیگا لہذا تم اپنے نام اچھے رکھا کرو یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی آپکے نام اور کُنیت کو ملاکر اپنا نام محمدؐ ابوالقاسم رکھے[ف۳]

ف۱ اس سے عام لوگ مراد ہیں کیونکہ تمام آدمی آدم علیہ السلام ہی کی اولاد میں ہیں ۱۲ ف۲ یعنے سب انہیں ابوالحکم کہتے ہیں ۱۲

ف۳ یعنے آپنے محمدؐ اور ابوالقاسم ملاکر نام رکھنے سے منع فرمایا۔ یہ آپکی حالت حیات تک تھا کیونکہ اسوقت اگر کوئی دوسرے محمدؐ ابوالقاسم کو پکارتا تو آپکو یہ شبہ ہوجاتا تھا کہ شاید مجھے پکار رہے ہیں اسکی دلیل حضرت علی کی آئندہ روایت ۲۵۱ سے بخوبی ثابت ہوتی ہے ۱۲

ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۴۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میرے نام پر اپنا نام رکھو تو میری کنیت اسکے ہمراہ نہ رکھو یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ جو اپنا نام میرے نام پر رکھے وہ میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھے اور جو کوئی میری کنیت پر اپنی کنیت رکھے وہ میرے نام پر اپنا نام نہ رکھےؔ[1]

(۲۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک بچہ جنی ہوں اس کا نام میں نے محمد رکھا ہے اور کنیت اسکی ابو القاسم رکھی ہے مجھ سے کسی نے ذکر کیا ہے کہ آپ اسے برا سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کون ہے جو میرے نام کو جائز کہتا ہے اور میری کنیت کو حرام کہتا ہے یا فرمایا کیا چیز ہے جس نے میری کنیت کو حرام کیا اور میرے نام کو حلال کیا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور امام محی السنۃ نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے،

(۲۵۱) حضرت محمد بن حنفیہ اپنے والد حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی فرماتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بتائیے اگر آپکے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو کیا اس کا نام آپکا سا نام اور اسکی کنیت آپکی سی کنیت رکھدوں آپ نے فرمایا ہاں یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۵۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ساگ چننے کیوجہ سے میری کنیت (ابو حمزہ) رکھدی تھی[2] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے، یہ حدیث ہمیں بجز اس اسناد کے اور سند سے معلوم نہیں ہوئی اور مصابیح میں اسے صحیح کہا ہے۔

---

[1] تاکہ شبہ نہ پڑے ۱۲ [a] مراد یہ ہے کہ میرا نام اور کنیت ملا کر کبھی مطلقاً حرام نہیں ہیں بلکہ مکروہ ہیں ۱۲

[2] کیونکہ حمزہ کے معنے ساگ ہیں چونکہ میں اکثر ساگ چنتا تھا اس واسطے آپ نے میرا لقب ابو حمزہ رکھدیا جیسے بلیاں پالنے کیوجہ سے حضرت ابو ہریرہ کا ابو ہریرہ لقب رکھدیا تھا انکا اصلی نام ابو ہریرہ نہ تھا ۱۲

(۲۵۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم بُرے نام کو بدلدیتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۵۴) حضرت بشیر بن میمون اپنے چچا اُسامہ بن اُخدری سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جسے لوگ اَصرَم کہتے تھے اُس جماعت میں تھا جو رسول اللہ کے پاس آئی تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا کیا نام ہے وہ بولے اَصرَم ہے آپ نے فرمایا نہیں) بلکہ تو زرعہ ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے انحضور نے عاص اور عزیز اور عتلہ اور شیطان اور حکم اور غُراب اور حباب اور شہاب نام بدلدیئے تھے اور (ابو داؤد نے) کہا ہے انکی سندیں مینے اختصار کیواسطے چھوڑ دی ہیں۔

(۲۵۵) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے ابو عبداللہ سے یا ابو عبداللہ نے ابو مسعود سے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تمنے (لفظ) زعموا میں کیا فرماتے سُنا ہے وہ بولے مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ یہ (لفظ زعموا) مرد کی بُری سواری ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے ابو عبداللہ حذیفہ (کی کنیت) ہے۔

(۲۵۶) حضرت حذیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم یہ نہ کہا کرو کہ خدا اور فلاں چاہیگا (تو یہ کام یوں ہوگا) اور بلکہ اگر تم کسی دوسرے کو ملانا چاہو تو) یوں کہا کرو کہ اگر خدا چاہے پھر فلاں آدمی چاہے یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ایک منقطع روایت میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا تم یہ نہ کہا کرو جو کچھ خدا اور محمدؐ چاہے (وہی ہوگا) بلکہ یہ کہا کرو جو کچھ اکیلا خدا چاہے گا (وہی ہوگا) یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

---

۵۱ چونکہ اَصرَم کے معنے کاٹنا ہے اور یہ لفظ نا مبارک ہے اس لئے آپ نے اسکے بدلے زرعہ نام رکھدیا جسکے معنی کھیتی ہیں کیونکہ کھیتی خیر و برکت اور بخشش کا وسیلہ ہے ۱۲ ۵۲ یعنے جیسے بُری سواری سے آدمی کو مصیبت و تکلیف پہنچتی ہے ایسے ہی یہ لفظ نامناسب اور بُرا ہے = زعموا کے یہ معنی ہیں کہ وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں بجائے اسکے قالوا یعنے وہ لوگ یہ کہتے ہیں، کہنا چاہیئے ۱۲

(۲۵۷) حضرت حذیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تم منافق کو سردار مت کہا کرو کیونکہ اگر وہ سردار[1] ہی، ہو تب بھی اسکے سردار کہنے کیوجہ سے تمہارا پروردگار تمسے ناراض ہوگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

تیسری فصل

(۲۵۸) عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ فرماتے ہیں میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے مجھسے یہ بیان کیا کہ انکے دادا حزن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آنحضور نے انسے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے انہوں نے عرض کیا میرا نام حزن ہے (جسکے معنے غم کے ہیں) آپنے فرمایا (یہ نہیں) بلکہ تمہارا نام سہل ہے (جسکے معنے نرمی کے ہیں) انہوں نے عرض کیا کہ میرا جو نام میرے والدنے رکھدیا ہے اب میں اسے بدل نہیں سکتا (یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے) ابن مسیب فرماتے ہیں کہ پھر بعد میں (اس نام کی نحوست کیوجہ سے ہمیشہ ہمارے خاندان میں غمگینی رہی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۵۹) حضرت ابو وہب جشمی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ انبیاء کے ناموں پر اپنے نام رکھا کرو اور اللہ کے نزدیک سب ناموں سے اچھے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب میں سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور سب میں بُرے نام حرب اور مرہ ہیں (جنکے معنے لڑائی اور تلخی کے ہیں)۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے اگر وہ کسی غلام یا لونڈی کا مالک بھی ہو اور تم اسے تعظیم کے لفظ سے پکارو تو تم گنہگار ہوگے کیونکہ وہ لائق تعظیم نہیں ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور فاسق بھی اسی حکم میں ہوں اور آنحضور نے خاص منافق کو اسلئے ذکر کیا کہ منافق کا کفر چونکہ پوشیدہ ہوتا ہے لہذا اسکی تعریف اور خاطر داری کرنیکا احتمال تھا ۱۲ [2] یعنے تمہارا نام حزن رکھنا مناسب نہیں ہے کیونکہ حزن غم اور سخت زمین کو کہتے ہیں بلکہ میں نے تمہارا نام سہل رکھدیا جسکے معنی آسانی اور نرم زمین کے ہیں اور چونکہ انہوں نے آنحضور علیہ السلام کا پسند کیا ہوا نام نہ رکھا بلکہ بُرا ہی نام رہنے دیا اسلئے اسکی بدبختی سے انکے خاندان میں بھی سختی اور غمگینی رہی اور یہ اسوقت کا قصہ ہے کہ حزن پوری طرح سے مشرف نہوئے تھے اور نئے آئے ہوئے تھے ۱۲ اشعۃ اللمعات دیکھو

باب خوش بیانی اور شعر کا بیان

پہلی فصل

(۲۶۰) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ مشرق کی طرف سے دو آدمی آئے تھے انہوں نے آپس میں (فصاحت و بلاغت کے ساتھ) کچھ ایسی گفتگو کی کہ لوگوں کو انکی خوش بیانی سے تعجب ہوا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعضے بیان سحر یعنی جادو کا اثر ہوتا ہے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۶۱) حضرت ابی بن کعب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعض شعر حکمت ہوتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۶۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ فرمایا کہ جو لوگ اشعار میں اور کلام میں مبالغہ کرنے والے تھے وہ برباد ہو گئے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے ہیں سب سے سچا مصرعہ جو کسی شاعر نے کہا ہے ایک لبید کا (یہ مصرعہ) ہے۲ الا کل شیء ما خلا اللہ باطل (ترجمہ) یاد رکھو سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز فانی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۶۴) عمرو بن شرید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر (آپ) کے پیچھے سوار تھا آنحضور نے مجھ سے پوچھا کہ امیہ بن ابو صلت کے شعروں میں سے کوئی شعر تمہیں یاد ہے میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا پڑھو میں نے ایک بیت پڑھی آپ نے فرمایا اور پڑھو پھر میں نے ایک اور بیت پڑھی آپ نے فرمایا اور پڑھو یہاں تک میں نے سو بیتیں پڑھیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

بقیہ صفحہ ۶۷ ۵۳ یعنے واقع کے مطابق ہیں کیونکہ حارث کے معنی کمانیوالا اور ہمام کے معنی قصد کرنیوالے کے ہیں اور ان دونوں باتوں سے کوئی آدمی خالی نہیں ہے ۱۲ ۵۴ یعنی تمام شعر برے نہیں ہوتے بلکہ بعضے انمیں سے فائدہ کی بھی ہوتی ہیں ۱۲ ۵۵ اسکا دوسرا مصرعہ ترمذی کی بعض روایت میں یہ ہے و کل نعیم لا محالۃ زائل ۱۲ ۵۶ یہ امیہ بن ابو صلت زمانہ جاہلیت میں قبیلہ ثقیف کا ایک آدمی تھا اہل کتاب سے اسنے دین سیکھا تھا اور اشعار حکمت آمیز اور نصیحت کے کہتا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے اشعار کا سننا جنمیں حکمت اور نصیحت ہو سنت ہے اگرچہ انکا کہنے والا

(۲۷۶۵) حضرت جندب روایت کرتے ہیں کہ کسی لڑائی[۱] (یعنے غزوہ احد) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں سے خون نکل آیا تھا اسوقت آنحضور نے (یہ شعر) پڑھا هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ (ترجمہ) تو فقط ایک انگلی ہے کہ راہ خدا میں تو زخمی ہو گئی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۷۶۶) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قریظہ[۲] کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت [illegible] (اشعار میں) مشرکوں کی ہجو کرو اور بیشک جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں اور آنحضور [illegible] (یہ بھی) فرماتے تھے کہ تم [illegible] الٰہی تو جبرئیل سے حسان [illegible] کر۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۷۶۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے شاعروں سے) فرماتے تھے کہ تم (کفار) قریش کی ہجو کرو کیونکہ یہ ہجو انکے تیر لگنے سے بھی زیادہ کاری لگتی ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۷۶۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ حسان سے فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ اور اسکے رسول کیطرف سے (مشرکوں کا) مقابلہ کرتے ہو ہمیشہ تمہاری مدد پر حضرت جبرئیل رہتے ہیں اور فرماتی ہیں میں نے آنحضور سے (یہ بھی) سنا ہے فرماتے تھے کہ حسان نے مشرکوں کی ہجو کی تھی چنانچہ سب مسلمانوں کا اور اپنا انہوں نے دل خوش کیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۷۶۹) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن رسول خدا صلی اللہ

---

[۱] جب غزوہ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی زخمی ہو گئی تو آپنے انگلی کو خطاب کرکے یہ فرمایا اور اسمیں امت کو تلقین ہے کہ اگر راہ خدا میں کوئی زخم وغیرہ پہنچ جائے تو اسپر صبر کریں اور آپنے قصداً یہ شعر نہیں پڑھا تھا بلکہ بطور رجز کے فرما دیا تھا ۱۲ [۲] قریظہ کے دن قریظہ یہود میں سے ایک فرقہ اور قبیلہ کا نام ہے بعد غزوہ خندق کے آنحضور نے مدینہ منورہ کی ایک طرف انکا محاصرہ کر لیا تھا اور حسان بن ثابت مدنی صحابی بڑے شعرائے اسلام میں سے ہیں ایک سو بیس برس کی انکی عمر ہوئی جسمیں سے ساٹھ برس حالت کفر میں گذرے اور ساٹھ برس حالت اسلام میں گذرے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کی اور دشمنان دین کی ہجو کرنی جایز ہے لیکن یہ چاہیئے کہ جب وہ مسلمانوں کی ہجو کر لیں تب مسلمان انکی کریں ۱۲۔

علیہ وسلم مٹی اٹھا کر پھینک رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا پیٹ بھی مٹی میں بھر گیا تھا اور آپ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے واللہ لولا اللہ ما اھتدینا ✦ ولا تصدقنا ولا صلینا ✦ فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا ✦ ان الاولی قد بغوا علینا ✦ اذا ارادوا فتنۃ ابینا (ترجمہ) قسم ہے اللہ کی اگر اللہ (کا رحم) نہ ہوتا تو نہ ہم ہدایت پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ یا الٰہی اگر ہم دشمنانِ دین سے لڑیں تو ہم پر آرام اور آہستگی کو نازل فرما اور ہمارے قدم ثابت رکھ۔ یا الٰہی پہلے ہم پر کفار مکہ نے زیادتی کی ہے جب وہ فتنہ کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کر دیتے ہیں) اور لفظ ابینا ابینا کو آپ پکار کر کہتے تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۷۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے کہ مہاجر اور انصار خندق کھودتے ہوئے اور مٹی اٹھاتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے نحن الذین بایعوا محمداً ✦ علی الجہاد ما بقینا ابداً ✦ (ترجمہ) ہم وہ لوگ ہیں کہ جبتک باقی رہینگے ہمیشہ جہاد کرینگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمنے بیعت کر لی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو جواب میں پڑھتے تھے اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ ✦ فاغفر الانصار والمہاجرۃ ✦ (ترجمہ) یا الٰہی آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں ہے[۱] اور تو انصار اور مہاجروں کی بخشش کر یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۷۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آدمی کا پیٹ ایسی پیپ سے بھرنا جو اسے خراب کر دے اس سے بہتر ہے کہ وہ پیٹ اشعار سے بھرے[۲] یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۲۷۲) حضرت کعب بن مالک[۳] (شاعر) سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شعر گوئی کی جو کچھ برائی نازل فرمائی ہے

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فرمانے سے صحابہ کرام کو تکلیفوں پر صبر کرنیکے لئے تسلی دیتے تھے کہ یہ دنیا ہیچ ہے لہذا گھبرانا نہیں ۱۲

[۲] یعنے جن اشعار میں فحش اور لغویات ہوں اور انکے مضامین ناشائستہ ہوں یا جو شخص فن شاعری میں ایسا مستغرق رہے کہ علم دین اور تلاوت قرآن کی خبر بھی نہ ہو تو اسکے لئے ہر شعر اسی حکم میں ہے ۱۲

[۳] علماء نے لکھا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں تین شاعر مسلمان بہت مشہور تھے حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک اور ہر ایک کا طرز مضمون علیحدہ تھا کعب بن مالک تو انکو لڑائی جہاد سے ڈراتے تھے اور حسان انہیں نسب میں طعنے دیا کرتے تھے اور عبداللہ بن رواحہ

فرما ہی دی ہے (اور ہم سے کچھ ادر ہو نہیں سکتا دیکھئے ہمارا کیا حال ہو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن آدمی تلوار سے (بھی) جہاد کرتا ہے اور زبان سے (بھی کرتا ہے قسم ہے اس ذات کی جسکی مٹھی میں میری جان ہے کہ گویا تم یہ شعر کہکر کفار کو تیروں کے ساتھ مارتے ہو یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور استیعاب میں ابن عبد البر سے یوں مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ شعر گوئی کو کیسا سمجھتے ہیں آپنے فرمایا بیشک مسلمان آدمی اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے۔

(۲۷۳) حضرت ابو امامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ حیا اور بری بات سے زبان کو روکنا ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش گوئی اور بکواس نفاق کی دو شاخیں ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۷۴) حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک قیامت کے دن میرے نزدیک تم سب میں زیادہ محبوب اور قریب وہ لوگ ہونگے جو تم سب میں خوش اخلاق ہیں اور میرے نزدیک برے اور دور وہ لوگ ہونگے جو تم سب میں زیادہ بداخلاق ہیں کہ بیفائدہ بولنے والے اور ناحق بکواس کرنے والے متفیہقون رہیں یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ترمذی نے اسیطرح حضرت جابر سے نقل کی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ثرثارون[۱] اور متشدقون کو تو ہم جانتے ہیں اور متفیہقون کون لوگ ہیں آپنے فرمایا جو تکبر کرنے والے ہیں۔

(۲۷۵) حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ اسوقت تک قیامت قایم نہیں ہو گی جبتک کہ ایسے لوگ نہ پیدا ہونگے جو اپنی زبانوں کے وسیلوں[۲] سے کھائینگے جیسکہ گائیں (وغیرہ) اپنی زبانوں کے وسیلوں سے کھاتے ہیں۔ یہ حدیث امام احمدؒ نے نقل کی ہے۔

---

[۱] ثرثارون بیفائدہ بولنے والے کو کہتے ہیں اور متشدقون ناحق بکواس بکنے والیکو کہتے ہیں جنکی معنی ترجمہ حدیث میں ہیں ۱۲ [۲] یعنے جھوٹی مذمت و تعریف کرکے اپنی زبان کو کھانیکا وسیلہ بنائینگے ۱۲۔

(۲۷۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے ایسے آدمی کو دشمن سمجھتا ہے جو (باتوں میں) مبالغہ کرنیکے لئے اسطرح زبان کو پھیرے جسطرح گائے (چارہ کھاتے ہوئے) زبان کو پھیرتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۷۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ معراج کی رات کو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جنکے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جاتے تھے میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے فرمایا یہ آپکی امت کے واعظ ہیں جو اور لوگوں کو نیک باتیں بتاتے ہیں اور خود نہیں کرتے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۷۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص باتوں کی ہیر پھیر سیکھے تاکہ لوگوں کے یا آدمیوں کے (یہ راوی کا شک ہے) دل کو قابو میں لائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اسکی نفلیں قبول کریگا اور نہ فرض قبول کریگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۷۹) حضرت عمرو بن عاص نے ایک روز ایسے وقت کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر بہت ہی کچھ بیان کیا تھا یہ فرمایا کہ اگر یہ شخص (اپنی تقریر میں) میانہ روی کرتا تو اسکے لئے بہتر تھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہوا ہے یا فرمایا تھا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تقریر میں اختصار کیا کروں کیونکہ اختصار ہی کرنا بہتر ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

ف نیک باتوں کے بتانے میں کچھ برائی نہیں ہے بلکہ برائی فقط خود کے نہ کرنے میں ہے چنانچہ امر بالمعروف میں خود کا کرنا شرط نہیں ہے اگر کریں تو بہتر ہے لیکن ہاں بغیر کیئے امر بالمعروف میں تاثیر نہیں ہوتی ۱۲ ف یہ فقط راوی کا شک ہے کہ اس طرح فرمایا تھا یا اس طرح مطلب دونوں کا ایک ہے ۱۲۔

(۲۸۰) صخر بن عبد اللہ بن بُرَیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد عبد اللہ سے انہوں نے اُنکے دادا (یعنے اپنے والد بُرَیدہ) سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بعض کے بیان میں جادو کا اثر ہوتا ہے اور بیشک بعض علم جہل سے ہوتا ہے[۱] اور بعض شعر فائدہ مند ہوتا ہے اور بعضی گفتگو وبال ہوجاتی ہے ۔ یہ حدیث ابو داود نے نقل کی ہے ۔

تیسری فصل

(۲۸۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسّان کے لئے مسجد میں منبر رکھوادیا تھا وہ اُس پر کھڑے ہوکر آپکی طرف سے فخر یا مقابلہ کیا کرتے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل سے حسان کی مدد کراتا ہے جبتک کہ یہ (میرے یعنے) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقابلہ یا فخر کرتے رہتے ہیں ۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے ۔

(۲۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک آدمی حُدی[۲] کہنے والا تھا جسے اَنجَشَہ کہا کرتے تھے اور وہ بہت خوش آواز تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا اے اَنجَشَہ اونٹوں کو آہستہ ہانک اور شیشو نکو مت توڑ قتادہ (اسکی تفسیر میں) کہتے ہیں یعنے نرم دل عورتونکو مت پریشان کر یہ روایت متفق علیہ ہے ۔

(۲۸۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کسینے ایک شعر پڑھا اور یہ دریافت کیا کہ یہ کیسا ہے آنحضور نے فرمایا کہ شعر کلام ہے جو اسمیں اچھا ہے وہ اچھا ہی ہے اور جو بُرا ہے وہ بُرا ہی ہے[۳] ۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور امام شافعی نے عُروہ سے ارسال کے طور پر نقل کی ہے ۔

---

[۱] اسکے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک تو یہ کہ بعضے علوم کا پڑھنا بیفائدہ ہے جیسے نجوم اور فلسفہ لہذا انکا پڑھنا بھی جہل ہے دوسرے یہ کہ جو کوئی اپنے علم پر عمل نکرے وہ جاہل ہے ۱۲ [۲] حُدی خوش آوازی سے اونٹوں کو ہانکنے کو کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کا گانا ہو لیکن بالاتفاق مباح ہے کسیکو انکار نہیں اہل عرب کی عادت ہے کہ جب اُنکے اونٹ تھک جاتے ہیں تو وہ خوش آواز سے حدی کہتے ہیں اونٹ گرم دست ہوکر تیز چلنے لگتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے مدار مضمون پر ہے اگر شعر کا مضمون اچھا ہو تو وہ شعر بھی اچھا ہے اور اگر مضمون بُرا ہے تو وہ شعر بھی بُرا ہے ۱۲ ۔

(۲۸۴) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ موضع عرج[1] میں جارہے تھے کہ یکایک آپکے روبرو ایک شاعر[2] نے (آنکر) شعر پڑھا آپنے فرمایا اس شیطان کو پکڑو یا فرمایا کہ اس شیطان کو جانے نہ دو بیشک آدمی کا پیٹ پیپ سے بھرنا اس سے بہتر ہے کہ (ایسے) شعر سے بھرے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۸۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ راگ[3] (گانا اور سننا) دل میں نفاق کو اسطرح جما دیتا ہے جیسے پانی کھیتی کو جما دیتا ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۲۸۶) حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں راستہ میں حضرت ابن عمر کے ساتھ تھا یکایک انہوں نے نی (کی آواز) سنی اسیوقت انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں کہلیں اور راستہ سے ایک طرف ہو کر بہت دور چلے گئے پھر بعد دور چلے جانیکے مجھسے پوچھا کہ اے نافع کیا تمہیں کچھ آواز اب بھی آتی ہے مینے کہا نہیں اسوقت انہوں نے دونوں انگلیاں اپنے کانوں سے اٹھائیں (اور) فرمایا کہ (ایکمرتبہ) میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا آپنے (کہیں سے) نی[4] کی آواز سنکر اسیطرح کر لیا تھا کہ جسطرح اب مینے کیا تھا۔ نافع کہتے ہیں کہ میں اسوقت بچہ تھا (اسیلئے مجھے سننے سے انہوں نے منع نہ کیا) یہ روایت امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

باب زبان کی (بری باتوں سے) محافظت کرنے اور غیبت کرنے اور برا کہنے (کی برائی) کا بیان

پہلی فصل

(۲۸۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ

[1] عرج ایک بستی کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے اٹھتر میل کے قریب ہے اور مکہ معظمہ کے راستہ میں پڑتی ہے ۱۲

[2] یہ شاعر اشعار کا نہایت ہی شوقین اور بے ادب بے حیا تھا اور اسکے اشعار کا مضمون بھی اچھا نہ تھا اسیلئے آنحضور نے اسے شیطان فرمایا

[3] امام نووی نے اپنی کتاب روضہ میں کہا ہے کہ آدمی کا گانا بلا باجے وغیرہ کے بھی مکروہ ہے اور غیر عورت سے سننا تو اور بھی زیادہ مکروہ بلکہ حرام ہے اور ستار وغیرہ سے گانا یہ شرابیوں کا شیوہ ہے اسطرح گانا اور سننا سب حرام ہے ۱۲ [4] نیز کوئی یہ نہ سمجھنا کہ یہ نہی

علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کی محافظت کرنے کا مجھ سے عہد کرلے تو میں اسکے لئے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (بعض اوقات) بندہ ایسی بات[۱] بولتا ہے کہ اسمیں اللہ کی رضامندی ہوتی ہے اسے اس بات کی خبر بھی نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجے بلند کردیتا ہے اور (بعض اوقات) بندہ ایسی بات بولتا ہے جسمیں اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے اور اُسے اسکی خبر بھی نہیں ہوتی وہ اسے دوزخ میں جھونک دیتی ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور بخاری و مسلم دونوں کی ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ اُسے دوزخ میں ایسی جگہ ڈالتی ہے جسکی ابتداء اور انتہاء کے مسافت مشرق و مغرب کے بیچ کی مسافت کے برابر ہے۔

(۲۸۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُس کا مار ڈالنا کفر[۲] ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۹۰) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب آدمی نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہدیا تو یہ کفر کا کلمہ اُن[۳] دونوں میں سے ایک پر ضرور ہی پڑیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۹۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص کسی پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے اگر جسپر اسنے تہمت لگائی ہے وہ ایسا نہو تو یہ تہمت اسی پر پھر آتی ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[۱] خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی منہ سے بات نکالنی آسان نہ سمجھے کیونکہ بہشت و دوزخ میں لیجانے کا یہی باعث ہوجاتی ہے لہذا سوچ سمجھکر باتیں کیا کرو ۱۲ [۲] یعنے جو شخص کسی کے مارنے کو اس کے مسلمان ہونیکے سبب سے مباح اور حلال سمجھے تو یہ کفر ہے ۱۲ لمعات [۳] یعنے یا تو اس کلمہ کا کہنے والا اور یا کہ جسکے حق میں کہا ہے کیونکہ اگر سچ کہا ہے تو وہ شخص خود پہلے ہی کافر ہے اور اگر وہ شخص کافر نہ تھا بلکہ مومن تھا تو یہ کہنے والا کافر ہوگا کہ اس نے مومن کو کافر اور ایمان کو کفر سمجھا اور امام نووی نے اس حدیث کو مشکلات میں گنا ہے کیونکہ اسکے معنے ظاہری مراد نہیں لہذا اسمیں سکوت بہتر ہے ۱۲ مختصر مرقات۔

(۲۹۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسیکو کافر یا اللہ کا دشمن کہکر پکارے حالانکہ وہ ایسا نہو تو یہ کہنا اسی پر پھر آتا ہے۔[۱] یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۹۳) حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دو لڑنے والوں نے جو کچھ آپسمیں برا کہا ہو تو جبتک مظلوم حد سے نہ گذرے دونوں کے برا کہنے کا وبال لڑائی کے شروع کرنے والے پر ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے صدیق[۲] کو یہ لایق نہیں کہ وہ بہت لعنت کرنے والا ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۹۵) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بہت لعنت کرنے والے لوگ قیامت کے دن نہ گواہی دینے اور نہ سفارش کرنے والے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کسی آدمی نے یہ کہا[۳] کہ لوگ برباد ہو گئے تو انہیں اسینے برباد کیا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے دن سب سے برے لوگ تم انہیں پاؤ گے جو دو منہ والے ہیں کہ انکے پاس کسیطرح[۴] اور انکے پاس کسیطرح آتے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] یعنے خدا کا دشمن اور کافر آپ ہو جاتا ہے ۱۲ [۲] یعنے جو بہت ہی سچا ہو اور صوفیہ کے اصطلاح میں صدیق مقام نبوت سے پہلے ایک مقام کا نام ہے ۱۲ [۳] یعنے حقارت اور عیب جوئی اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہو کر یہ کہا اور غمخواری نہ کی تو اس کا وبال اسیکے ذمہ ہے ۱۲۔ [۴] یعنے ہر جماعت سے بباعث خوشامد ایسی باتیں کرتا ہے کہ انکے موافق ہوں اور حق بات کا خیال نہیں کرتا جیسیکہ منافقوں کا حال تھا ۱۲۔

(۲۹۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قتات بہشت میں نہیں جائیگا یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں (قتات) کی جگہ نمام ہے (اور دونوں کے معنے چغل خور کے ہیں)۔

(۲۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم سچ بولا کرو کیونکہ سچ بولنا بھلائی کی طرف پہنچاتا ہے اور بھلائی بہشت میں پہنچا دیتی ہے اور (بعض آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ ہی بولنے کی کوشش کرتا ہے یہانتک کہ وہ اللہ کا دوست لکھدیا جاتا ہے اور تم اپنے تئیں جھوٹ بولنے سے بچانا کیونکہ جھوٹ بولنا فسق و فجور کی طرف پہنچا دیتا ہے اور فسق و فجور دوزخ میں پہنچا دیتے ہیں اور بعض آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی بولنے کی کوشش کرتا ہے یہانتک کہ خدا کے نزدیک بڑا جھوٹا[۱] لکھدیا جاتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضور نے فرمایا سچ بولنا بھلائی ہے اور بھلائی بہشت کی طرف پہنچا دیتی ہے اور جھوٹ بولنا گناہ ہے اور گناہ دوزخ کیطرف پہنچا دیتا ہے۔

(۳۰۰) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ وہ آدمی جھوٹا نہیں ہوتا جو دو آدمیوں کے بیچ میں صلح کرادے اور اچھی باتیں کہے اور اچھی باتیں پہنچائے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۰۱) حضرت مقداد بن اسود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم (اپنے روبرو) تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو انکے منہ میں خاک[۲] بھر دیا کرو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے دفتر اعمال میں ملاء اعلیٰ کے نزدیک اس کا نام جھوٹا لکھدیا جاتا ہے یا یہ کہ لوگ اپنی کتابوں وغیرہ میں اسکا نام کذاب لکھنے لگا کرتے ہیں اور مقصود یہ ہے کہ وہ اس برے نام سے ساری مخلوق میں مشہور ہوجاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اسکی وقعت نہیں رہتی ۱۲ [۲] یعنے جو مال لینے کی غرض سے تعریف کریں یا مبالغہ کریں بعضوں نے اس حدیث کے ظاہری معنے لئے ہیں کہ تھوڑی سی مٹی لیکر انکے منہ میں ڈالدے اور بعضوں نے کہا ہے تھوڑا مال دیدینا مقصود ہے اور مال چونکہ بہ نسبت اسباب کے حقیر ہوتا ہے اسلئے آپ نے اسے مٹی فرمایا ۱۲ مرقات۔

(۳۰۲) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک آدمی کی تعریف کی آنحضورؐ نے تین مرتبہ (اُس سے) فرمایا افسوس تمنے اپنے بھائی (مسلمان) کی گردن کاٹ دی (یا ورکھو) جس شخص کو تم ہیں سے کیسکی ضروری تعریف کرنی ہو اور یہ اُسے اچھا نیک گمان کرتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ یوں کہدے کہ میں فلانے کو ایسا گمان کرتا ہوں حالانکہ حقیقتِ حال اللہ جانتا ہے اور اللہ پر قطعی[۱] حکم نہ لگائے - یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۰۳) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) پوچھا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُسکا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں آپنے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی مسلمان کا ایسا ذکر کرو جو اُسے بُرا معلوم ہو کسی نے پوچھا کہ جو بات میں کہوں اگر میرے بھائی میں وہی ہو آپنے فرمایا اگر اُسمیں تمہارے کہنے کے موافق وہ بات ہو تب ہی تو تمنے اُسکی غیبت[۲] کی ہے اور اگر اُسمیں تمہارے کہنے کے موافق نہیں ہے تو تمنے اُسپر (ناحق کا) بُہتان باندھا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تمنے اپنے بھائی کی (اُسکے پیچھے) ایسی بات ذکر کی جو اُسمیں تھی تو تمنے غیبت کی اور جسوقت تم نے ایسی بات کہی جو اُسمیں نہیں تھی تو تمنے اُسپر بہتان باندھا۔

(۳۰۴) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنیکی اجازت چاہی آپنے صحابہ سے فرمایا کہ تم اُسے اجازت دیدو اور فرمایا کہ یہ اپنے لوگوں میں سب سے بُرا ہے اور جب وہ (آنکر) بیٹھ گیا تو آنحضرت اُسکے سامنے خوب کشادہ پیشانی سے پیش آئے اور اُس سے میٹھی باتیں کیں پھر جب وہ آدمی چلا گیا تو میں (یعنے) عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپنے تو[۳] اُسکے حق میں ایسا ایسا فرمایا تھا پھر اُسکے

---

[۱] یعنے کیسکو یقیناً یہ نہ کہدے کہ فلانا بلاشبہ ایسا ہی ہے بلکہ تعریف کرنیمیں بہت احتیاط کرے ۱۲ [۲] یعنے غیبت تو یہی ہے کہ کسیکا سچا عیب کسی سے کہو اگر سچ نہ کہو تو پھر افترا اور بہتان ہے ۱۲ [۳] یہ شخص جو آنحضورؐ کی خدمت میں آیا تھا عُیینہ بن حُصین تھا اور یہ اُسوقت پورا مومن نہیں ہوا تھا چنانچہ بعد رحلت فرمانے حضور انورؐ کے مرتد ہو گیا تھا بعد میں (دیکھو صفحہ ۹ھ)

روبرو آپ خوب خوشی اور کشادہ پیشانی سے پیش آئے اور میٹھی باتیں کیں آنحضور نے فرمایا کہ تم نے مجھے فحش اور بری باتیں کرنے والا کب دیکھا تھا یاد رکھو کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برے مرتبہ کا وہ آدمی ہوگا جسے لوگوں نے اسکی برائی سے بچنے کیوجہ سے چھوڑ دیا ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جسے برا کہنے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۰۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری ساری امت کی خطائیں معاف کردی جاتی ہیں سوائے ان لوگوں کے جو (بے پروائی سے اپنے گناہوں کو) ظاہر کرنیوالی ہیں اور ایک بے پروائی یہ ہے کہ آدمی نے رات کو کوئی عمل (بد) کرکے صبح کی حالانکہ اللہ نے اسکی پردہ پوشی کردی تھی (لیکن) یہ خود ہی لوگوں سے کہتا ہے کہ اے فلانے میں نے آجکی رات ایسا ایسا کام کیا تھا اور باوجودیکہ رات بھر اسکے پروردگار نے اسکی پردہ پوشی کی تھی اور صبح کرتے ہی اسنے اس کا پردہ کھول دیا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث (جس کا شروع یہ ہے) جس شخص کا اللہ پر ایمان ہو" یہ ضیافت کے باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل

(۳۰۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص ناحق کا جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو اسکے واسطے بہشت کے کنارہ پر ایک محل بنا دیا جائیگا اور جو شخص حق پر ہو کر جھگڑا چھوڑ دے تو اسکے واسطے بہشت کے بیچ میں محل بنا دیا جائیگا اور جو اپنی عادت اچھی کرلے تو اسکے واسطے بہشت کے اوپر محل بنا دیا جائیگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن ہے اور اسیطرح شرح السنہ میں اور مصابیح میں کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۰۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ زیادہ لوگوں کو بہشت میں کونسی چیز داخل کردیگی (یاد رکھو وہ یہ دو چیزیں ہیں) اللہ سے ڈرنا اور خوش اخلاقی کیا تم جانتے ہو کہ زیادہ لوگوں کو دوزخ میں کونسی چیز داخل کریگی (وہ بھی دو

بقیہ صفحہ ۷۸ حضرت ابو بکر کے زمانہ میں اسے قید ہوگئی تب یہ دوبارہ مسلمان ہوا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاسق کی غیبت جایز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جسکی فحش گوئی کا اندیشہ ہو اسکے مدارات کرنی جایز ہے ۱۲ ؎ یہ قید اس لئے لگائی کہ بعض جگہ جھوٹ بولنا جایز ہے جیسے کہ لڑائی میں لیکن بشرطیکہ اسمیں عہد شکنی نہو ۱۲ ؎ یعنے اگرچہ حق بجانب اسکے تھا لیکن یہ ازراہ تواضع وخاکساری جھگڑا کھو نیکے لئے خاموش ہو رہا تو اس کا یہ درجہ ہے ۱۲۔

دو چیزیں ہیں منہ اور شرمگاہ۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۰۸) حضرت بلال بن حارث کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعض آدمی ایک بات بھلائی کی بولتا ہے جسکی قدر یہ خود نہیں جانتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اُسکے باعث اسکیلئے اپنی رضامندی قیامت تک کیلئے لکھدیتا ہے اور بعض آدمی ایک ایسی بُرائی کی بات بولدیتا ہے کہ یہ اُسکی قدر کو نہیں جانتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اُسکے باعث قیامت تک کیلئے اپنا غصہ اسپر لکھدیتا ہے۔ یہ حدیث شرح السُنّۃ میں نقل کی ہے اور امام مالک اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسیطرح نقل کی ہے۔

(۳۰۹) بھزبن حکیم نے اپنے والد حکیم سے انہوں نے انکے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایسے آدمی کی خرابی ہے کہ جو بات کہتا ہو اور جھوٹ بولے[۱] تاکہ اُس سے لوگوں کو ہنسائے خرابی ہو اسکیلئے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے

(۳۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعضا بندہ کوئی بات کہتا ہے اور وہ فقط لوگوں کے ہنسانے ہی کے لئے کہتا ہے تو یہ بات اسے (دوزخ کی) ایسی مسافت (اور گھرائی) میں ڈالیگی جو زمین و آسمان کے بیچ کی مسافت سے بھی زیادہ ہوگی اور بیشک آدمی جتنا اپنے پاؤں سے پھسلتا ہے وہ اپنی زبان سے اُس سے بھی زیادہ[۲] پھسل جاتا ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۳۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص (بُری باتوں سے) خاموش رہا اُسنے نجات پائی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۳۱۲) حضرت عُقبہ بن عامر فرماتے ہیں میں (ایکروز) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور میں نے پوچھا کہ (دنیا اور آخرت میں) نجات کس چیز سے ہوسکتی ہے آپ نے فرمایا تم اپنی زبان کو

---

[۱] اس قید سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی اپنے یاروں کے خوش کرنیکے لئے سچی بات کہے تو کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ یہ مضمون بعض حدیثوں میں بھی آئیگا جنسے معلوم ہوتا ہے کہ سچی باتوں سے گاہ گاہ خوش طبعی کرنا مسنون ہے اور اسکی عادت اور پیشہ نہ ہونا چاہئیے ۱۲

[۲] یعنے پاؤں سے پھسلنا اسقدر ضرر نہیں دیتا جسقدر زبان سے جھوٹ وغیرہ بولکر پھسلنا ضرر دیتا ہے ۱۲

تو بویں کہو اور اپنے مکان کو وسیع سمجھو اور اپنے گناہ پر روتے رہو۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۳/۱۳) حضرت ابو سعید نے یہ حدیث آنحضرت تک پہنچائی ہے کہ آپ فرماتے تھے جب اولاد آدم صبح کو اٹھتی ہے تو اُسکے سارے اعضاء زبان کے روبرو عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہمارے حق میں خدا سے ڈر یو کیونکہ ہم (بھی) تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہیگی تو ہم بھی سیدھے رہینگے واگر تو ٹیڑھی ہو جائیگی تو ہم ٹیڑھے ہو جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴/۱۳) حضرت علی بن حسین کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی ایک یہ بھی ہے کہ جو چیز بیفائدہ ہو اُسے چھوڑ دے۔ یہ حدیث امام مالک اور امام احمد نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں علی بن حسین اور ابو ہریرہ دونوں سے نقل کی ہے۔

(۱۵/۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابیوں میں سے ایک آدمی کا انتقال ہو گیا تھا ایک اور آدمی نے (اُنکی طرف خطاب کر کے) کہا تمہیں بہشت مبارک ہو اُسیوقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا خبر ہے شاید اسنے کوئی بیفائدہ بات کی ہو یا جس چیز سے اسکے یہاں کمی نہ آتی اُسمیں بخیلی کی ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶/۱۳) حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ میرے حق میں آپکو کونسی بات کا زیادہ اندیشہ ہے آنحضور نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا کہ اِس کا (مجھے تم پر بہت اندیشہ ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے اسے صحیح کہا ہے۔

(۱۷/۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اُس سے بدبو آنیکی وجہ سے (حفاظت کرنے والا) فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ یہ

لہ یعنے اپنے گھر میں بیٹھکر عبادت میں مشغول رہو اور وہاں بیٹھنے سے تنگ دل نہو کیونکہ یہ فتنہ و فساد سے بچانیکا سبب ہے لہذا تم اسمیں بیٹھنے کو غنیمت سمجھو ۱۲ ۔ اگرچہ اصل اور مدار تمام اعضاء کا دل ہے لیکن چونکہ زبان اُسکی طرف سے بیان کرنیوالی اور خلیفہ ہے لہذا اُس کا حکم بھی گویا وہ دل ہی کا حکم ہے جو دل سوچتا ہے زبان اُسے بیان کر دیتی ہے اور اعضا اُس پر عمل کرتے ہیں ۱۲ ۔ یعنے تمہارے حق میں اس کے شر سے بہت ڈرتا ہوں کیونکہ زیادہ تر گناہ زبان ہی سے سرزد ہوتے ہیں لہذا اس کی احتیاط رکھنا ۱۲۔

حدیث ترمذی سند روایت کی ہے۔

(۳۱۸) اسد حضرمی کے بیٹے حضرت سفیان کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے بڑی بات خیانت کی یہ ہے کہ تم اپنے بھائی (مسلمان) سے کوئی ایسی بات کہو کہ وہ اسمیں تمہیں سچا سمجھے اور تم اس سے جھوٹ بولو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۱۹) حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص دنیا میں دورویہ رہا تو قیامت کے دن اسکے دو زبانیں آگ کی ہونگی۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۳۲۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ طعنے دینے والا اور لعنت کرنیوالا اور فحش بکنے والا اور بیہودہ بکنے والا آدمی پورا ایماندار نہیں ہوتا۔ یہ حدیث ترمذی نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور بیہقی کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ نہ فحش اور بیہودہ بکنے والا پورا ایماندار ہوتا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۲۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کامل مومن بہت لعنت کرنیوالا نہیں ہوتا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ مومن کو بہت لعنت کرنیوالا ہونا مناسب نہیں ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۲۲) حضرت سمرہ بن جندب کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم آپسمیں اللہ کی لعنت اور اسکے غصہ اور دوزخ کی ایک دوسرے کو بددعا نہ دیا کرو۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ (دوزخ کی) آگ کی بددعا نہ دیا کرو۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۳۲۳) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب بندہ کسی پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمانکی طرف چڑھ جاتی ہے اور آسمانکے

ف یعنے جھوٹ بولنا تو ہر حال میں اور ہر آدمی سے برا ہے لیکن خاصکر ایسے آدمی سے جو تمسے نیک اعتقاد رکھتا ہو اس سے جھوٹ بولنا بہت ہی برا اور خیانت ہے ۱۲ ف دورویہ اسے کہتے ہیں کہ دو شخصوں میں عداوت ہے اور یہ ہر ایک کے پاس جاکر ایسی باتیں کرتا ہے کہ انمیں سے ہر ایک اسے اپنا دوست اور غمخوار سمجھتا ہے یعنے ہر ایک کے پاس جاکر دوسرے کو برا کہتا ہے اور اسکی محبت ظاہر کرتا ہے ۱۲ ف یعنے مطلق مومن کو بھی بہت لعنت کرنے والا ہونا مناسب نہیں ہے اور مومن کامل کا تو درجہ بہت ہی بڑا ہے ۱۲۔

دروازے اس (کے پہنچنے) سے پہلے ہی بند ہو جاتے ہیں پھر وہ زمین کیطرف اترتی ہے اور اس کے بھی دروازے اس (کے پہنچنے) سے پہلے ہی بند ہو جاتے ہیں پھر یہ دائیں بائیں (جگہ) لیتی پھرتی ہے اور جسوقت کوئی راستہ نہیں ملتا تو جسپر لعنت بھیجی گئی تھی اسکی طرف چلی جاتی ہے اگر وہ اس لائق ہوتا ہے (توخیر) ورنہ جسنے لعنت بھیجی تھی اسیکی طرف پھر جاتی ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی چادر ہوا نے اڑا دی تھی اسنے اس پر لعنت کی اسیوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے لعنت نکرو کیونکہ یہ تو محکوم ہے (یعنے اسے اسیطرح حکم ہے) اور یاد رکھو کہ جو شخص کسی ایسے کو لعنت کرے جو لعنت کے لائق نہو تو وہ لعنت اسی پر پھر آتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۲۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری صحابیوں میں سے کوئی کسیکی بات مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سے صاف[ف۱] ہی دل کی حالت میں چلا جاؤں۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۲۶) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ صفیہ (کو چھوڑ دینے کے لئے اُن) کا ایسا ایسا عیب یعنے کوتاہ قد ہونا آپکے لئے کافی ہے آپنے فرمایا واقعی تم نے اسوقت ایسی بات کہی ہے کہ اگر یہ دریا میں ملا دیجائے تو اُسے بھی خراب[ف۲] کر دے۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۲۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس آدمی میں سخت کلامی ہوتی ہے وہ اُسے عیب دار کر دیتی ہے اور جسمیں حیاء ہوتی ہے وہ اُسے زینت دار کر دیتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

ف۱ یعنے میری یہ آرزو ہے کہ میں دنیا سے اس حالت میں جاؤں کہ سب صحابہ سے راضی اور خوش ہوں اور اس میں اپنی اُمت کو تعلیم ہے کہ کسیکو نہ چاہیئے کہ کسی امیر یا بزرگ کے سامنے کسیکی برائی کرے تا کہ باعث عداوت و کینہ ہو جائے ۱۲ ف۲ یعنے باوجودیکہ دریا اسقدر بڑا ہوتا ہے لیکن جب یہ اسے خراب کر دے گی تو تو تمہارے اعمال کا کیا حال ہوگا اور اس سے معلوم ہوا کہ حقارت کی نظر سے کسیکا اس قدر عیب ظاہر کرنا کہ وہ کوتاہ قد ہے یہ بھی غیبت ہے ۱۲ مرقات ۱۲۔

(۳۲۸) حضرت خالد بن معدان نے حضرت معاذ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ پر عار دلائے یعنی ایسے گناہ پر جس سے اُسنے توبہ کرلی ہو تو[۱] عار دلانے والا اُسے کیئے بغیر نہیں مریگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند متصل نہیں کیونکہ خالد معاذ بن جبل سے نہیں ملے۔

(۳۲۹) حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم کسی (مسلمان) بھائی کے بلا میں پڑنے سے اپنی اُسپر خوشی نہ ظاہر کیا کرو (اگر ایسا کروگے) تو اللہ تعالیٰ اُسپر رحم کردیگا اور تمہیں مبتلا کردیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۳۳۰) حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں اس قدر مال ملنے کے عوض بھی کسی کی نقلیں[۲] نکالنے کو پسند نہیں کرتا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے

(۳۳۱) حضرت جُندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک گنوار آیا اور اُسنے اپنی اونٹنی بٹھا کر اُس کا پانوں باندھ دیا پھر مسجد میں جاکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی جب سلام پھیر چکا تو اپنی اونٹنی کے پاس آنکر اُس کا پانوں کھولا پھر سوار ہو کر پکار کر یہ دعا پڑھی اللھم ارحمنی ومحمدا ولا تشرک فی رحمتنا احدا (ترجمہ) یا الٰہی مجھپر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر اور رحمت میں ہمارے اور کسیکو شریک نہ کر) اُسیوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے ناراض[۳] ہوکر (صحابہ سے) فرمایا تم کیا کہتے ہو کہ یہ گنوار زیادہ جاہل ہے یا اس کا اونٹ تمنے سُنا نہیں کہ یہ کیا کہتا تھا انہوں نے عرض ہاں (ہمنے بھی سُنا ہے)۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے) آدمی کو جھوٹ بولنے کیلئے یہ کافی ہے" باب الاعتصام کی پہلی فصل میں مذکور ہو چکی ہے

تیسری فصل

(۳۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی فاسق کی تعریف کرتا ہے تو پروردگار پر بہت غصہ ہوتا ہے بلکہ اس تعریف کی

---

[۱] و اگر توبہ نہ کی ہو اور اس گناہ میں گرفتار ہو تو اُسے نصیحت کی غرض سے عار دلانا جائز ہے تاکہ وہ اُس سے رک جائے لیکن تحقیر و تکبر کے ارادہ سے نہ ہو ۱۲ [۲] کسیکی نقل نکالنی خواہ قولی ہو یا فعلی حرام ہے اور غیبت محرمہ میں داخل ہے لہذا اس سے بچنا چاہیئے ۱۲ [۳] یعنے چونکہ اُسنے رحمت واسعہ کو تنگ کیا اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر خفا ہوئے کہ دعا میں تنگی کرکے یہ نہ کہنا چاہیئے کہ یہ چیز ہمارے ہی لئے ہو اور کیلئے نہو بلکہ تمام مسلمانوں کو شامل کرنا چاہیئے ۱۲۔

وجہ سے عرش الٰہی) کانپ جاتا ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۳۳۳) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن آدمی سوائے خیانت اور جھوٹ کے سب عادتوں پر پیدا کیا جاتا ہے[1]۔ یہ حدیث امام احمد نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں سعد بن ابی وقاص سے نقل کی ہے۔

(۳۳۴) حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مومن بھی بزدل ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں اور کسی نے پوچھا کیا مومن بخیل بھی ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر کسی نے پوچھا کیا مومن کذاب (یعنی بہت ہی جھوٹا بھی) ہوتا ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ روایت امام مالک نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ارسال کے طور پر نقل کی ہے۔

(۳۳۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان کبھی کبھی ایک آدمی کی صورت میں ہو کر لوگوں کے پاس آتا ہے اور ان سے جھوٹی بات بیان کرتا ہے (جسکی وجہ سے) پھر لوگ جدے جدے ہو جاتے ہیں انہیں میں سے ایک آدمی کہتا ہے میں نے (یہ بات) ایک ایسے آدمی سے سنی جسکی صورت میں پہچانتا ہوں اور نام نہیں جانتا وہ (اس طرح) بیان کرتا تھا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۳۶) عمران بن حطان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت ابو ذر کی خدمت میں گیا تھا میں ان سے مسجد میں ملا وہ تنہا ایک کالی کملی سے گوٹ مارے ہوئے بیٹھے تھے میں نے پوچھا اے ابو ذر یہ کیسی تنہائی ہے وہ کہنے لگے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ برے ہمنشین سے تنہائی بہتر ہے[2] اور نیک آدمی کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے اور نیکی کا سکھلانا چپ رہنے سے بہتر ہے اور چپ رہنا برائی سکھلانے سے بہتر ہے۔

(۳۳۷) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آدمی کا قائم

---

[1] یعنے مومن کامل میں یہ دو خصلتیں نہیں ہوتیں بلکہ اس میں ان کے عوض اور دو خصلتیں ہوتی ہیں جو ایمان و تصدیق کے موافق ہیں یعنے سچائی اور امانت اور مقصود آنحضور کا اس سے یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان دو صفتوں کے ساتھ میں ہرگز متصف ہونا نہیں چاہیئے ۱۲

[2] یعنے چونکہ اسوقت میرے وہ خاص دوست جن پر مجھے نیکی اور صلاحیت کا اعتماد ہے موجود نہیں ہیں اس لئے میں تنہا بیٹھا ہوں کیونکہ بروں کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔

چپ رہنے کے باعث ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہوتا ہے۔

(۸۳۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں گیا (راوی کہتے ہیں) پھر ابوذر نے بہت لمبی حدیث ذکر کی یہانتک کہ یہ کہنے لگے میں نے آنحضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ اللہ سے ڈرنا تمہارے سب کاموں کو سنوار دیگا میں نے کہا کچھ اور نصیحت فرمائیے آپ نے فرمایا تم قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ بزرگ برتر کا ذکر ضرور کرتے رہا کرنا کیونکہ یہ تمہارا ذکر آسمان میں تمہارا ذکر ہونیکا باعث[۱] ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے (باعث) نور ہوگا میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپ نے فرمایا تم زیادہ تر خاموش رہا کرنا کیونکہ یہ خاموشی شیطان کیلئے (باعث) دفع ہے اور تمہاری (اس کے باعث) امر دین پر مدد ہے میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپ نے فرمایا تم اپنے تئیں زیادہ ہنسنے سے بچانا کیونکہ یہ دل کو مردہ[۲] کر دیتا ہے اور چہرہ کی رونق کھو دیتا ہے میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپ نے فرمایا تم حق بات کہنا اگرچہ وہ (تمہیں یا اور لوگوں کو) کڑوی (معلوم) ہو میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپ نے فرمایا تم اللہ (کے احکام ظاہر و بیان کرنے) میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈرنا میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپ نے فرمایا تم اپنے اندر کے عیبوں کو دیکھکر لوگوں (کے عیب ظاہر کرنے) سے رک جانا۔

(۸۳۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے ابوذر کیا میں تمہیں ایسی دو خصلتیں نہ بتا دوں کہ دونوں ذکر نیوالے کی پشت پر بہت آسان ہوں اور میزان عمل میں بہت بھاری ہوں میں نے عرض کیا ہاں فرمائیے آپ نے فرمایا زیادہ تر چپ رہنا اور خوش خلقی اور قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ان دونوں جیسا ساری مخلوق نے (بھی کوئی) عمل نہیں کیا۔

(۸۴۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم (میرے والد حضرت) ابوبکر کے پاس سے گذرے اور وہ اپنے کسی غلام پر لعنت کر رہے تھے آنحضور نے انکی طرف متوجہ ہو کر

---

[۱] یعنے اگر تم تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کرو گے تو تمہیں رحمت و بھلائی کے ساتھ آسمان میں فرشتے یاد کرینگے بلکہ بموجب اس آیت کے فاذکرونی اذکرکم اللہ تعالیٰ بھی یاد کریگا اور وہ اس عالم سفلی میں باعث ظہور نور معرفت ہوگا ۱۲۔

[۲] یعنے زیادہ ہنسنے کی وجہ سے دل پر غفلت اور سختی آجاتی ہے جسکے سبب سے علم معرفت کا نور کہ جسمیں حیات دل ہے بجھ جاتا ہے لہٰذا دل مردہ کی مانند ہوتا ہے اور یہ بات ضرور ہے کہ جب دل مرتا ہے تو منہ بھی بے نور ہو جاتا ہے کیونکہ بدن کی تروتازگی حیات حسی اور معنوی کے ساتھ ہے ۱۲۔

(تعجب سے) فرمایا کیا تمنے لعنت کرنیوالوں اور صدیقوں کو دیکھا ہے (یعنے ایسا آدمی جسمیں دونوں صفتیں جمع ہوں) پھر فرمایا قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی کہ اسطرح ہرگز نہیں ہوسکتا پھر اسی روز ابوبکر نے اپنا ایک غلام آزاد کردیا بعد اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میں آئندہ ایسا نہیں کرونگا یہ پانچوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۳۴۱) حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس گئے وہ اپنی زبان کو گویا نکال ڈالنے کیلئے کھینچ رہے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رہنے دو خدا تمہارے گناہ معاف کردیگا حضرت ابوبکر نے انسے فرمایا کہ اسنے مجھے بہت سی ہلاکت کی جگہوں میں ڈالا ہے یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۳۴۲) حضرت عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم اپنی جانوں (کے نفع) کیلئے میرے روبرو چھ باتوں کے ضامن اور متکفل ہوجاؤ میں تمہارے لئے بہشت (دلانے) کا ضامن ہوتا ہوں (اور وہ چھ باتیں یہ ہیں کہ) جسوقت کوئی بات کہو سچ بولو اور جب وعدہ کرلو تو اسے پورا کرو اور جب تمہارے پاس کوئی امانت رکھے تو تم (وقت پر اسے) ادا کردو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنی نگاہیں نیچی رکھا کرو[2] اور (حرام و مکروہ کے کرنیسے) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھا کرو۔

(۳۴۳) حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید دونوں روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ کے سب سے بہتر بندے وہ ہیں کہ جب انہیں لوگ دیکھیں تو خدا یاد آجائے[3] اور اللہ کے سب سے برے بندے وہ ہیں جو چغل خوری کرنیکے لئے مجلسوں میں جاتے ہیں (یعنے) دوستوں کے بیچ میں جدائی کراتے ہیں (اور) اچھے لوگوں میں فتنہ فساد کرانا چاہتے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں امام احمدؒ نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

---

[1] مقصود آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تھا کہ صدیقیت اور لعانیت دونوں ایک آدمی میں جمع نہیں ہوتیں لہذا تمہارے ساتھ تو ہرگز جمع ہونی نہیں چاہئیں ۱۲ مرقات [2] یعنے جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں ہے جیسے نامحرم اور ستر وغیرہ انہیں نہ دیکھو اگر کہیں موقع ہوجائے تو تم نیچے نگاہ کرلو ۱۲ [3] یعنے وہ لوگ کہ تقرب الہی میں اس مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں کہ جسکے آثار و انوار انکے احوال اور اطوار سے ظاہر ہیں کہ اگر ان کے جمال پر نظر پڑتی ہے تو خدا تعالی یاد آجاتا ہے ۱۲۔

(۴۴۴۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزے سے بھی تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے (تو انسے) فرمایا کہ تم دونوں وضو اور اپنی نمازیں لوٹا لو اور اپنا یہ روزہ پورا کرکے دوسرے دن اسکے قضا کرنا انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیوں کس وجہ سے آپنے فرمایا تمنے فلاں آدمی کی غیبت[۱] کی تھی۔

(۴۴۵) حضرت ابو سعید اور حضرت جابر دونوں کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ غیبت زنا سے زیادہ بری ہے صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ غیبت زنا سے بری کسطرح زیادہ ہے آپنے فرمایا اس لئے کہ آدمی زنا کرتا ہے (اور کرکے) پھر توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخشدیتا ہے اور غیبت کرنیوالے کی بخشش نہیں ہوتی جبتک جسکی غیبت کی ہے وہ نہ بخشدے اور انس کی روایت میں یوں ہے کہ زنا کرنیوالے کی تو توبہ ہو سکتی ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ ہی نہیں ہو سکتی یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جسکی غیبت کی ہے اسکے[۲] لئے استغفار کرے (یعنے اسطرح دعا پڑھے) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ (ترجمہ) یا الٰہی ہمیں سبکو اور اسے بخشدے۔ یہ حدیث بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کرکے کہا ہے کہ اسکی سند میں ضعف ہے۔

باب وعدہ کا بیان

پہلی فصل (۴۴۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے اور حضرت ابو بکر کے پاس علاء بن حضرمی کے پاس سے مال آیا تو حضرت ابو بکر

[۱] یعنے اور غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے اکثر علماء اسطرف ہیں کہ آنحضورؐ نے اسوقت انہیں دھمکانے کیلئے اعادۂ وضو و روزہ کیلئے فرمادیا تھا ورنہ غیبت سے وضو اور روزہ نہیں ٹوٹتا بہر تقدیر اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ غیبت کی برائی اس درجہ کی برائی ہے کہ بعد از وقوع غیبت احتیاطاً اور اتقاءً تازہ وضو کرلے تو بہتر ہے

[۲] یہ دعاء کرنا اسوقت پورا کام دیسکتا ہے کہ جسکی غیبت کی ہو اُسے اسکی خبر نہ پہونچی ہو اگر پہونچ گئی ہو تو اول اس سے معافی مانگنی چاہیے کیونکہ یہ حق العباد ہے بغیر اسکے معاف کئے معاف نہیں ہوگا۔۱۲

نے فرمایا جو شخص ایسا ہو کہ اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض ہو یا آپنے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے (ہم آپکی طرف سے ادا کر دینگے) جابر کہتے ہیں میں نے کہا کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دینے کا وعدہ کیا تھا (راوی کہتے ہیں کہ) حضرت جابر نے تین مرتبہ ہاتھ پھیلا کر یہ کہا تھا جابر فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر نے ایک لپ بھر کر دی[۱] میں نے اُنہیں گنا تو وہ پانسو تھے پھر ابوبکر نے فرمایا کہ دو ایسے ہی اور لیلو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۳۴۸) حضرت ابو جُحَیْفَہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے[۲] دیکھا ہے آپ کے بال سفید تھے (یعنے آپ بوڑھے ہو گئے تھے) اور حسن بن علی آپ کے ہمشکل تھے آنحضور نے ہمیں تیرہ اونٹنیاں جوان دینے کے لئے فرمایا اور اسنے ہم انہیں لینے کیلئے جاتے رہے آپکی وفات کی خبر ہمارے پاس پہنچ گئی اور آپنے ہمیں (تا ہنوز) کچھ نہیں دیا حضرت ابوبکر خلیفہ ہو گئے تو انھوں نے فرمایا کہ جس کسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کر لیا ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے (ہم آپکا وعدہ پورا کر دینگے) اسیوقت میں کھڑا ہوا اور میں نے اُنسے (سارا قصہ) بیان کیا انھوں نے ہمیں وہ اونٹنیاں دلا دیں یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۴۹) ابو الحَمْسَاء کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے پہلے آپ سے کچھ خریدا تھا اور کچھ دام (میرے ذمہ) آپکے باقی رہ گئے تھے میں نے آپ سے وعدہ کر لیا کہ یہ دام میں آپ کے پاس اسی جگہ لاؤنگا (آپ ٹھیرے رہیئے اتفاق سے) پھر میں بھول گیا اور تین دن کے بعد میرے یاد آیا (میں لیکر گیا) تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اُسی جگہ (بیٹھے ہوئے) تھے۔ فرمایا کہ تم نے مجھے بہت ہی مشقت میں ڈالا کہ میں اسی جگہ تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۵۰) حضرت زید بن ارقم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جب کسی آدمی

---

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ میت کیطرف سے اس کا قرض ادا کرنا یا اسکے وعدہ کو پورا کرنا اسکے خلیفہ کیلئے مستحب ہے اور خلیفہ خواہ وارث ہو یا کوئی اجنبی ہو ۱۲ [۲] یہ ابو جُحَیْفَہ سب صحابہ میں چھوٹے ہیں یہ بالغ نہیں ہوئے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تھی لہذا اپنی صحبت آنحضور سے ثابت کرنیکیلئے یہ آپکا حلیہ بتا رہے ہیں کہ میں نے آپکو خوب دیکھا ہے ۱۲ [۳] اسماء الرجال کی کتابوں میں مذکور ہے کہ صواب ابو الحمساء کی جگہ ابو الحمساء تقدیم میم کیساتھ ہے اسلیئے علماء نے لکھا ہے کہ یہ غلطی صاحب مصابیح سے ہوئی تھی اور صاحب مشکوٰۃ

اپنے بھائی (مسلمان) سے کوئی وعدہ کرلیا اور اسکی نیت یہ تھی کہ اُسے پورا کر دیگا اور (کسی عذر کیوجہ سے) پورا نکر سکا اور نہ وعدہ کا وقت آیا تو اُسکے ذمہ کچھ گناہ[1] نہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۵۱) حضرت عبداللہ بن عامر کہتے ہیں ایکروز مجھے میری والدہ نے بلایا اور (اُسوقت) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے میری والدہ نے مجھسے فرمایا ادھر آ میں تجھے کچھ دونگی اُسیوقت آنحضرت نے اُنسے پوچھا کہ تمنے کیا چیز دینے کا ارادہ کرلیا ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ اسے کھجور دینے کا ارادہ کیا ہے آپنے اُنسے فرمایا یاد رکھو کہ اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو یہ جھوٹ تمہارے ذمہ لکھدیا جاتا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۳۵۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی سے (ایک جگہ ملنے کا) وعدہ کرلیا پھر ایک اُن میں سے نماز کے وقت تک (وہاں) نہ آیا اور جو آگیا تھا وہ نماز پڑھنے چلا گیا تو اُسکے ذمہ کچھ گناہ[2] نہیں۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے

باب خوش طبعی کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۳۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اسقدر خوش طبعی کیا کرتے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی (عُمَیر) سے فرمایا کرتے اے عُمَیر تمہارا لعل کیا ہوا۔ عمیر نے اپنے کھیلنے کیلئے ایک لعل پالا تھا پھر وہ مرگیا تھا اسلئے آپ ہنسکر اُس سے پوچھا کرتے تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

دوسری فصل

(۳۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ نے (آنحضور کی خدمت میں) عرض[3] کیا یا رسول اللہ آپ ہمسے خوش طبعی کیا کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ میں (خوش طبعی میں بھی) سچ ہی بات کہا کرتا ہوں۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسینے وعدہ وفائی کی نیت کرلی تھی اگرچہ وفا نکری تو گنہگار نہیں ہوتا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر کسیکی نیت وعدہ وفائی کی نہ تھی تو اول ہی سے گنہگار ہوگا ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ وعدہ کا پورا کرنا واجب شرعی نہیں ہے بلکہ خوش خلقی کیوجہ سے اُسکا پورا کرنا ضروری ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ بلا عذر کے وعدہ کا خلاف کرنا حرام ہے اور وعدہ کا پورا کرنیکا حکم پہلی شریعتوں میں بھی تھا ۱۲ لمعات [3] شاید صحابہ کے دریافت کرنیکا باعث یہ تھا کہ آنحضور نے پہلے صحابہ کو مذاق کرنیسے منع فرمایا تھا اسلئے انہوں نے پوچھا کہ آپ تو مذاق کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ میں مذاق میں بھی سچ بات ہی کرتا ہوں اور تم لوگوں سے ایسی احتیاط ہونی دشوار ہے ۱۲۔

(۳۵۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی آپ نے فرمایا میں تمہاری سواری کیلئے اونٹنی کا بچہ دیدوں گا وہ بولا کہ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کرونگا آپ نے فرمایا اونٹ[۵۱] کو بھی تو اونٹنی ہی جنا کرتی ہے (لہٰذا وہ بھی اونٹنی کا بچہ ہے)۔ یہ حدیث ترمذی نے اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۵۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا اے دو کانوں والے۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۵۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے ایک بوڑھیا سے فرمایا کہ بہشت میں کوئی بڑھیا نہیں جائیگی وہ بولی کیوں ان سے کیا خطا ہوئی اور یہ بڑھیا قرآن شریف پڑھی ہوئی تھی آنحضور نے اس سے فرمایا کیا تم نے قرآن شریف (میں یہ حکم) نہیں پڑھا اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (ترجمہ) بیشک ہم بہشت کی عورتوں کو دوسری مرتبہ پیدا کرکے ان سبھوں کو کنواریاں کردینگے۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں مصابیح کے لفظوں کی طرح منقول ہے۔

(۳۵۸) حضرت انس ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی باہر کے رہنے والے کا نام زاہر بن حرام تھا اور وہ باہر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کچھ سوغات[۵۲] لایا کرتا تھا اور جسوقت جانیکا ارادہ کرتا تو آپ بھی اسکیلئے سفر کا سامان کردیتے تھے پھر (ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس کے حق میں) فرمایا کہ زاہر ہمارا باہر کا گماشتہ ہے (کیونکہ وہ باہر سے ہمارے واسطے چیزیں لاتا ہے) اور ہم اُس کے لئے شہر کے گماشتہ ہیں (کیونکہ ہم اُسے شہر کی چیزیں دیدیتے ہیں) اور آپ کو اُس سے بہت ہی محبت تھی حالانکہ وہ بدشکل تھا پھر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اُسکے پاس بازار میں) تشریف لیگئے وہ اپنا مال بیچ رہا تھا آنحضور نے (چپکے سے جاکر) پیچھے سے اُسکی کولی بھرلی[۵۳] (اور اُسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے) کہ وہ آپکو دیکھتا نہ تھا اس لئے اُسنے کہا یہ کون ہے مجھے چھوڑدے پھر زاہر نے کن انکھیوں سے دیکھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور جسوقت آپکو

---

۵۱ یعنے اگر تم ذرا تامل کرتے تو بات کو سمجھ لیتے غرضکہ اس فرمان عالی میں باوجود خوش طبعی ہونیکے اسطرف بھی اشارہ ہے کہ بات سُننے والیکو اسمیں تامل کرلینا چاہیئے بغیر غور کئے کسیکی بات کو رد نہ کردے ۱۲ ۵۲ یعنے ایسی چیزیں جو باہر ہوتی ہیں مثل ساگ اور پھول وغیرہ ۱۲ ۵۳ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ اُسکی بغلوں کے نیچے سے نکالکر آنکھوں پر رکھدیئے تاکہ زاہر پہچان نہ سکے ۱۲

پہچان لیا پھر تو اپنی پشت آپکے سینہ مبارک سے خوب اچھی طرح رگڑنی شروع کر دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مذاق کے طور پر لوگوں سے) فرمایا کہ کوئی اس غلام کو خریدتا ہے زاہر نے کہا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی اسوقت تو آپ مجھے بہت ہی کم قیمت کا پائینگے آپ نے فرمایا (کہ دنیا کے اعتبار سے تم بڑے کم قیمت ہو) لیکن اللہ کے نزدیک تو تم کم قیمت نہیں ہو یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۳۵۹) حضرت عوف بن مالک اشجعی فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں گیا آپ (اسوقت) ا چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے میں نے سلام عرض کیا آپ نے مجھے جواب دیا اور فرمایا کہ اندر آجاؤ میں نے (ہنستے ہوئے) کہا یا رسول اللہ میں سارا ہی آجاؤں (فرمایا ہاں تم سارے ہی چلے آؤ) پھر میں اندر چلا گیا۔ عثمان بن ابی العاتکہ (جو اس حدیث کے راویوں میں ہیں فرماتے ہیں کہ عوف بن مالک نے خیمہ (کا دروازہ) چھوٹا ہونیکی وجہ سے یہ کہا تھا کہ کیا میں سارا ہی اندر آجاؤں۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۶۰) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کی اجازت مانگی اور اسوقت حضرت عائشہ کے زور سے بولنے کی آواز سنی اور جب اندر گئے تو انکے تمانچہ مارنیکے لئے انہیں پکڑا اور فرمایا یاد رکھنا کہ آئندہ میں تجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو زور سے بولتے ہوئے نہ دیکھوں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو روک دیا چنانچہ حضرت ابو بکر غصہ ہوتے ہوئے باہر آگئے اور جسوقت یہ باہر نکل گئے تو آنحضور نے (حضرت عائشہ سے) فرمایا کہ تم نے مجھے دیکھا ہی کہ میں نے تمہیں اس شخص سے کسطرح چھڑا لیا عائشہ فرماتی ہیں پھر ابو بکر (غصہ کے مارے) کئی روز تک (ہمارے ہاں) نہ آئے بعد میں (ایکروز) اجازت لیکر آئے تو (ہم) دونوں کو صلح سے بیٹھے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں مجھے اپنی صلح میں (بھی) شریک کرلو جیسا کہ تم نے مجھے اپنی لڑائی میں شریک کر لیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ بہت اچھا) ہم نے کر لیا ہم نے کر لیا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۳۶۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھی بے تکلفی کے وقت صحابہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہنسی کر لیا کرتے تھے ۲؎ آنحضور نے حضرت عائشہ صدیقہ سے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تمہیں تمہارے والد ابو بکر سے چھڑا لیا بلکہ خوش طبعی کیلئے یہ فرمایا کہ میں نے تمہیں اس آدمی سے چھڑا لیا ۱۲ ۳؎ یعنی حضرت عائشہ پر خفا ہونیکی وجہ سے یا آنحضرت سے شرمندہ ہونیکے باعث سے ۱۲

فرماتے تھے کہ تم اپنے بھائی (مسلمان) سے جھگڑا کرو اور نہ (ایسا) مذاق کیا کرو (جو باعث تکلیف ہو) اور نہ ایسا وعدہ کرو جو خلاف کرنا پڑے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

باب ایک دوسرے پر اترانے اور حمایت کرنے کا بیان

پہلی فصل

(۴۷۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب میں زیادہ کونسا آدمی عزت دار ہے آپ نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت دار وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے یہ بات نہیں پوچھتے آپ نے فرمایا پھر سب آدمیوں سے زیادہ عزت دار یوسف ہیں[۱] نبی اللہ کے بیٹے ہیں نبی اللہ کے پوتے ہیں اللہ کے دوست کے پڑپوتے انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ بھی نہیں پوچھتے آپ نے فرمایا پھر اب تم مجھ سے عرب کی ذاتیں پوچھتے ہو انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں جس وقت کہ وہ سمجھ بوجھ سے کام لیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۷۵۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شریف شریف کے بیٹے شریف کے پوتے شریف کے پڑپوتے حضرت یوسف ہیں حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت اسحاق کے پوتے اور حضرت ابراہیم کے پڑپوتے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۴۷۵۳) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ (جنگ حنین کے دن ابو سفیان بن حارث آپ کی خچر یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی باگ پکڑے ہوئے تھے اور جب آپ کو مشرکوں نے گھیر لیا تو آپ نیچے اتر کر[۲] یہ پڑھنے لگے **شعر** أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ✤ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (ترجمہ) میں وہ نبی ہوں جس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور میں عبد المطلب کی اولاد میں ہوں) براء کہتے ہیں اس دن آپ سے زیادہ بہادر قوی لوگوں نے

---

۱ یعنے حضرت یوسف علیہ السلام میں طرح طرح کی خوبیاں جمع ہوئی تھیں کہ خود بھی نبی ہیں اور انکی تین پشتوں تک بھی نبی ہیں اور انکے پردادا ایسے ہیں جنہیں خلیل اللہ کا لقب ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خالص دوست بنایا تھا ۱۲ ۲ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شجاعت اور جوانمردی کی دلیل ہے کیونکہ اس جنگ میں عرب کے بہت سے قبیلے یعنے قبیلہ ہوازن وغطفان وغیرہ سب کے سب جمع تھے اور مسلمانوں کو شکست کی صورت ہوگئی تھی اور آنحضور اس وقت خچر پر سوار تھے اور کفار حملہ کرنا چاہتے تھے جب انہوں نے گھیر لیا تو آپ پیادہ پا ہوگئے اور دشمنوں کے لشکر کو قدرت الٰہی سے اسوقت بھگا دیا اور فخر کرنے سے اگرچہ آپ نے منع فرمایا ہے لیکن لڑائی کے نزدیک فخر کرنا درست ہے

کسی کو بھی نہ دیکھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۶۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور (آپ سے) کہنے لگا اے مخلوق کے بہترین! اُسی وقت آپ نے فرمایا کہ ایسے تو ابراہیم علیہ السلام تھے[1]۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۶۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم تعریف میں مجھے ایسا نہ بڑھانا کہ جیسے نصاریٰ نے مریم کے بیٹے کو بڑھا دیا ہے بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں لہذا تم (بھی مجھے) اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول کہا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۶۷) حضرت عیاض بن حمار مجاشعی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ وحی بھیجی ہے کہ تم خاکساری سے رہا کرو کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۳۶۸) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے واقعی لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے اُن باپ دادوں پر جو مر گئے ہیں اترانے سے باز آئیں کیونکہ بیشک وہ لوگ دوزخ کے کوئلے ہیں یا (تو باز آجائیں ورنہ) بیشک یہ لوگ اللہ کے رو برو اُس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہونگے جو ناک کے ذریعہ سے نجاست کو دھکیلتا ہوا لیجایا کرتا ہے بیشک اللہ نے تم سے جاہلیت کی بڑائی اور باپ دادوں پر اترانے کو کھو دیا ہے اب یا تو آدمی[2] مومن پرہیزگار ہوگا یا فاجر بدکار ہوگا (یاد رکھو) سب لوگ حضرت آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہوئے تھے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۶۹) حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے میرے والد نے فرمایا کہ میں بھی بنی عامر کی جماعت کے ساتھ (بطور ایلچی کے) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں گیا اور ہم سبھوں نے (وہاں جاکر آنحضور سے) عرض کیا کہ آپ ہمارے سردار ہیں آپنے فرمایا سردار تو اللہ ہی ہے پھر

---

[1] احادیث صحیحہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ آنحضور ساری مخلوق سے افضل ہیں پھر آپکا یہ فرمانا یا تو بطور خاکساری اور عاجزی کے تھا اور یا یہ کہ اُس وقت تک آپکے پاس ساری اولاد آدم کی سردار ہونیکی وحی نہ آئی ہو ۱۲ [2] یعنے آدمی میں ان دو باتوں کے سوا تیسری نہیں ہوتی لہذا اگر وہ متقی ہے تو خود ہی عزیز ہوگا اُسے باپ دادوں کے ساتھ فخر کرنیکی کیا حاجت ہے اور اگر کوئی فاجر گنہگار ہے تو وہ اللہ کے نزدیک ذلیل ہے اُسے تکبر و بڑائی کرنا فضول ہے ۱۲۔

ہمنے کہا کہ آپ ہمسے افضل اور ہم سب سے بڑے ہیں فرمایا (ہاں) یہ کہو یا اس سے[۱] بھی کم اور (ایسی بات سے بچتے رہو کہ) شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ کرلے[۲]۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۰) حضرت حسن نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسب مال (سے ہوتا) ہے اور بزرگی پرہیزگاری سے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۷۱) حضرت اُبی بن کعب کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص (زمانہ) جاہلیت کے اترانے کی طرح اترائے تو تم اُس سے اُسکے باپ کا ہن[۳] کٹوایا کرو اور کنایہ سے نہ کہا کرو۔ یہ حدیث شرح السُنہ میں نقل کی ہے۔

(۳۷۲) حضرت ابو عُقبہ کے بیٹے عبد الرحمٰن نے ابو عُقبہ سے روایت کی ہو اور یہ ابو عقبہ ابن فارس کے غلام تھے وہ کہتے ہیں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جنگ احد میں تھا) مینے ایک مشرک آدمی کو مار کر (اُس سے یہ) کہا کہ لے تو مجھسے یہ ایک چوٹ لیلے اور میں پارسی غلام ہوں اُسیوقت آنحضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھکر فرمایا تمنے یہ کیوں نہ کہا کہ تو یہ چوٹ مجھسے لیتا جا اور (مینا) انصاری غلام ہوں۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۳) حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی قوم کی ناحق مدد کرے تو وہ اُس اونٹ جیسا ہے جو کنوئیں میں گرجائے اور پھر دُم پکڑ کے کھینچا جائے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۴) حضرت واثلہ بن اسقع کہتے ہیں مینے (آنحضور سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ حمایت کیا چیز ہے آپنے فرمایا (حمایت) یہ ہے کہ تم اپنی قوم کی ظُلم پر مدد کرو۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۵) حضرت سُراقہ بن مالک بن جعشم کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سُنایا اور

---

[۱] یعنے میری تعریف میں ایسی چیز سے مبالغہ نکرو جو خدا تعالیٰ کے لائق ہو اور تعریف اس سے بھی کم کرو تو بہتر ہے کیونکہ احتیاط اسی میں ہے ۱۲ [۲] یعنے اپنے خیال کے ایسے مُطیع نہ بنجاؤ کہ تمہیں شیطان اپنا وکیل سمجھکر جو چاہے تمہارے مُنہ سے نکلوادے ۱۲ [۳] ہن ہ کے زیر اور نون کے جزم سے بُری چیز کو کہتے ہیں کہ جسکا نام نہ لے سکیں اور اسے مرد و عورت کے ستر پر بھی بولدیتے ہیں مقصود آنحضور کا یہ ہے کہ تم ستر کا نام صریح لے دیا کرو کنایہ سے نہ کہا کرو ۱۲۔

یہ فرمایا کہ تم سب میں بہتر وہ آدمی ہے جو اپنی قوم سے ظلم کو دفع کرتا رہے جب تک کہ گنہگار نہ ہو یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۶) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے وہ شخص ہمارے طریقہ پر نہیں جو لوگوں کو حمایت کیلئے بلائے اور نہ ہم میں سے وہ شخص ہے جو حمایت کے سبب سے جنگ کرے اور نہ ہم میں سے وہ شخص ہے جو حمایت پر مرے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۳۷۷) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا یا بہرا کر دیتی ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۳۷۸) حضرت عبادہ کثیر شامی فلسطین کے رہنے والے اپنے لوگوں کی ایک عورت سے جسے فسیلہ کہا کرتے تھے نقل کرتے ہیں وہ کہتی تھی میں نے اپنے والد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا یعنی میں نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ کیا یہ بھی حمایت ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت کرے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ حمایت میں سے یہ ہے کہ اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۷۹) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ تمہارے نسب ایک دوسرے کو برا کہنے کے لئے نہیں ہیں تم سب کے سب آدم علیہ السلام کی اولاد ایسی ہو جیسے ایک صاع دوسرے صاع کے برابر ہوتا ہے کہ اسے تم بھر نہیں سکتے کسی کو کسی پر سوائے دین اور پرہیزگاری کے اور کوئی فوقیت نہیں ہے آدمی کو (برائی کیلئے) یہ کافی ہے کہ وہ زبان دراز فحش بکنے والا اور بخیل ہو۔ یہ حدیث امام احمد نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب بھلائی کرنے اور سلوک کرنیکا بیان

پہلی فصل (۳۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ

لہ یعنی ظلم کو اتنا اور ایسے اسطرح دفع کرے کہ دفع کرنے میں خود گنہگار نہ ہو جائے مثلاً اگر زبان سے دفع کر سکتا ہو تو اسے ہاتھ سے نہ دفع کرے۔۱۲

لہ حاصل یہ ہے کہ جو حمایت باطل پر اور بطریق ظلم ہو وہ شرع میں بالکل ناجائز ہے۔۱۲ سلہ یعنی غلبۂ محبت کی وجہ سے اپنی محبوب چیز کے عیب کو نہ دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے اگر کچھ عیب دیکھتا ہے تو وہ بھی اچھا معلوم ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی فحش سنتا ہو تو اسے اچھا جانتا ہے۔۱۲

میرے سلوک کا زیادہ مستحق کون ہے آپنے فرمایا تمہاری والدہ اُسنے کہا پھر کون آپ نے فرمایا تمہاری والدہ اُسنے کہا پھر کون آپنے فرمایا تمہاری والدہ اُسنے پوچھا پھر کون آپنے فرمایا تمہارے والد اور ایک روایت میں یوں ہے آپنے فرمایا تمہاری والدہ (زیادہ مستحق ہے) پھر تمہاری والدہ پھر تمہاری والدہ پھر تمہارے والد پھر جو قریب[1] قریب ہوں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(٣٨١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایکروز) رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اس کی ناک خاک میں بھرے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کس کی آپنے فرمایا جو شخص اپنے والدین کو اُنکے بڑھاپے کے وقت میں دیکھے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (اُنکی خدمت کرکے بہشت میں نجائے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(٣٨٢) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اسمآء فرماتی ہیں کہ قریش سے صلح کے زمانہ میں میری والدہ میرے پاس (مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں) آئیں اور وہ مشرکہ تھیں میں نے (آنحضرت سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ (دین اسلام سے) پھری ہوئی ہیں کیا میں اُن کے ساتھ سلوک کروں آپنے فرمایا ہاں تم اُن کے ساتھ سلوک کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(٣٨٣) حضرت عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ ابو فلاں[2] کے گھر والے میرے دوست نہیں ہیں کیونکہ میرے دوست تو اللہ اور نیک مسلمان لوگ ہیں لیکن چونکہ اُنکا مجھسے رشتہ ہے اسلیئے میں اُن کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(٣٨٤) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی کرنے اور جیتی لڑکیونکو گاڑنے اور بخل کرنے اور فقیری (پیشہ) کرنیکو تمپر حرام کردیا ہے اور تمہاری خرافات اور زیادہ مانگنے اور (فضول) مال ضایع کرنیکو بُرا فرمایا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[1] یعنے بعد ماں باپ کے اور قرابتیوں میں قرب ترتیب معتبر ہے کہ جو زیادہ قریب ہے وہی احسان کا زیادہ مستحق ہے اور جو دور کا رشتہ دار ہے اُسکا بعد میں درجہ ہے ١٢ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ماں باپ کافر بھی ہوں تب بھی اُن کے ساتھ سلوک واحسان کرنا چاہیئے اور اسی قیاس پر اور اقربا کا بھی حکم ہے ١٢ لمعات

[2] علماء نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانے کے نام کی تصریح کی تھی لیکن راوی نے بباعث فتنہ و فساد صراحۃً نام نہیں لیا بلکہ اشارہ کردیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ابو فلاں سے مراد ابو لہب ہے اور بعضوں نے کہا ہے ابوسفیان اور بعضوں نے کہا کہ حکم بن عاص واللہ اعلم ١٢ لمعات

(۳۸۵) حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا بھی کبیرہ گناہ ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ بھلا والدین کو کوئی گالی دیا کرتا ہے آپ نے فرمایا ہاں[۱] (یہ سمجھو کہ) ایک آدمی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے اور وہ (جواب میں) اسکے والد کو گالی دیتا ہے اور (ایسے ہی) ایک کسی کی والدہ کو گالی دیتا ہے وہ اسکی والدہ کو دیتا ہے (تو اسطرح گویا اپنے ہی والدین کو گالی دینا ہوتا ہے) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۸۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر آدمی اپنے باپ کے مرنیکے بعد اسکے دوستوں کے ساتھ سلوک کرے تو یہ سب (احسانوں) سے اچھا احسان ہے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی روزی میں برکت اور مرنے میں تاخیر کرانی چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کیا کرے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (اول) اللہ تعالی نے مخلوق پیدا کی اور جب اس سے فارغ ہوا تو رحم (یعنے تعلق رشتہ داری) کھڑا ہوا اور اللہ پاک کی کمر پکڑلی[۲] اللہ نے پوچھا کیوں کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ تمسے رشتہ توڑنے والے سے پناہ لینے والیکے کھڑے ہونیکی جگہ یہی ہے (لہذا میرا اطمینان کیجیے) فرمایا کیا تو اسپر راضی نہیں ہے کہ جو تجھے رکھیگا (یعنے سلوک اور صلہ رحمی کریگا) تو اسکے ساتھ میں سلوک اور صلہ رحمی کرونگا اور جو تجھے توڑیگا اسے میں توڑ دونگا (یعنے سزا دونگا) اسنے عرض کیا کیوں نہیں اے میرے پروردگار (میں راضی ہوں) فرمایا تو بس یہی ہوگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] مقصود آنحضرت کا یہ ہے کہ کبھی گالی حقیقۃً ہوتی ہے اور اکثر مجازاً بھی ہوتی ہے جسے تم لوگ گالی نہیں سمجھتے چنانچہ جو آپ نے بیان فرمادیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی باعث فتنہ وفساد کا ہوتا ہے تو وہ بھی فاسق اور گنہگار ہوتا ہے ۱۲ [۲] یہاں حدیث میں لفظ حقو ہے جسکے معنے تہبند و تہبند باندھنے کی جگہ کے ہیں اللہ تعالی ان دونوں باتوں سے پاک ہے اور یہ کلام محاورہ عرب کے طرز پر ہے وہاں کے لوگوں کی عادت ہے کہ جب کوئی کسی سے پناہ چاہتا ہے تو اسکا دامن یا تہبند کا پلہ پکڑ لیتا ہے اور اگر زیادہ اضطرار ہوتا ہے تو تہبند باندھنے کی جگہ ہاتھ رکھدیتا ہے تاکہ وہ تنگ ہو کر جلد پوچھے کہ تیرا کیا مقصد ہے ۱۲

(۳۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لفظ رحم (جسکے معنے تعلق اور رشتہ داری کے ہیں) رحمٰن سے لیا گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمادیا ہے کہ جو شخص تیری رعایت کریگا میں اسکی رعایت کرونگا اور جو شخص تجھے توڑیگا اسے میں (اپنی رحمت سے دور رکھونگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۳۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ رحم عرش الٰہی میں لٹکا ہوا ہے[۱] (لوگوں کو خبردار کرنیکے لئے) کہتا ہے کہ جو میری رعایت کریگا اللہ اسپر رحم فرمائیگا اور جو شخص مجھے توڑیگا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کردیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۹۱) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ رشتہ توڑنے والا بہشت میں نہیں جائیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۹۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (پورا) صلہ رحمی کرنیوالا آدمی وہ نہیں ہے جو (احسان میں) برابر رہے ہاں (پورا) صلہ رحمی کرنیوالا وہ ہے کہ جبوقت رشتہ ٹوٹ جائے تب[۲] بھی صلہ رحمی کرے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۳۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ہیں میں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھسے بدسلوکی کرتے ہیں اور میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں ان سے درگذر کرتا ہوں وہ مجھے برا کہتے رہتے ہیں حضور نے فرمایا کہ جیسا تم نے بیان کیا ہے اگر تم (واقعی) ایسے ہو تو گویا تم انہیں گرم[۳] راکھ پھنکاتے ہو اور جب تک تم اس عادت پر رہوگے تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارا کوئی مددگار رہیگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۳۹۴) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ

---

[۱] یعنے عرش کو پکڑے ہوئے ہے اور قطع رحمی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے اور جو کچھ اسنے اللہ سے سنا ہے اسے وہ بیان کرتا ہے

[۲] علماء نے لکھا ہے کہ آدمی قابل تعریف وہ ہے جو اپنا حق کسی سے نہ مانگے اور اُن کا حق بے ایراد اکرتا ہو ۱۲ [۳] یعنے چونکہ وہ تمہارا احسان وصلہ کا شکریہ ادا نہیں کرتے تو تمہاری دی ہوئی چیزیں انہیں کو ماں آگ اور گرم راکھ کا حکم رکھتی ہیں کیونکہ وہ انپر حرام ہیں اور بعضوں نے اُسکے یہ معنے کہے ہیں کہ چونکہ وہ تمہارا احسان نہیں جانتے تو تم گویا انکا الامنہ کرتے ہو جیسے گرم راکھ ہوتی ہے ۱۲۔

تقدیر[ل] الٰہی کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں پھیر سکتی اور عمر کو سوائے بھلائی کرنے کے اور کوئی چیز زیادہ نہیں کر سکتی اور بیشک آدمی گناہ کرنیکی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (جس وقت) میں بہشت میں گیا تو میں نے وہاں پڑھنے کی آواز سنی میں نے (فرشتوں سے) پوچھا کہ یہ کون شخص ہے انہوں نے کہا نعمان کا بیٹا حارثہ ہے (اور بیشک) بھلائی کرنیکی فضیلت اسیطرح ہوتی ہے نیکی کرنیکی فضیلت اسیطرح ہوتی ہے اور وہ حارثہ اپنی والدہ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ احسان کیا کرتے تھے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ایک روایت میں اسکے بدلے کہ میں بہشت میں گیا یہ ہے آپ فرماتے تھے میں سو گیا تھا میں نے اپنے تئیں بہشت میں دیکھا۔

(۳۹۶) حضرت عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ والد کے راضی رکھنے میں اللہ کی رضا مندی ہے۔ اور والد کے ناراض رکھنے میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۹۷) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی انکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی ہے اور میری والدہ اسے طلاق دینے کے لئے مجھے حکم کرتی ہیں اور ابو درداء نے اُس سے فرمایا میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بہشت کے بہت اچھے دروازہ (میں سے جانیکا سبب) والد[ع] کی رضا مندی ہے لہذا اگر تو چاہے تو اس دروازہ کی حفاظت کر لے ورنہ کھو دے۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۹۸) بہز بن حکیم نے اپنے والد سے انہوں نے (اپنے والد یعنی) بہز کے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے (آنحضور سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ میں (اول) بھلائی کسکے ساتھ کروں آپ نے

ل تقدیریں دو قسم کی ہیں ایک معلق دوسری مبرم معلق یہ ہے کہ اُسکے رد ہونیکیلئے اللہ تعالیٰ نے دعا وغیرہ کو سبب کر دیا ہو اور یہ سبب کر دینا بھی تقدیر ہی ہے چنانچہ سبب طبی دوا کو نکا ہی حکم ہو دوسری تقدیر مبرم جو کسیطرح رد نہیں ہو سکتی ع اس حدیث سے حضرت ابو درداء نے والدہ کا حکم اسطرح نکالا کہ آنحضور نے جب والد کے حق میں یوں فرمایا تو اللہ کا حق بیٹے پر اور بھی زیادہ ہے چنانچہ اکثر حدیثوں میں آتا ہے لہذا اسکے لیے یہ حکم بطریق اولیٰ ثابت ہوگا اور یا والد سے مراد وہ ہے کہ جو جننے میں سبب ہو اور اسمیں والد اور والدہ دونوں ہیں ۱۲

فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ میں نے پوچھا پھر کس کے ساتھ آپ نے فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ میں نے پوچھا پھر کس کے ساتھ آپ نے فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ آپ نے فرمایا اپنے والد کے ساتھ پھر جو جو قریب[1] رشتہ دار ہوں یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۹۹) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے میں ہی اللہ ہوں اور میں ہی رحمن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا اور میں نے ہی اُسے اپنے نام میں سے نکالا ہے[2] اب جو شخص اسکی رعایت کریگا میں اسکی رعایت کرونگا اور جو شخص اُسے دور کریگا میں اُسے اپنی رحمت سے دور کردونگا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۰۰) حضرت عبداللہ بن ابو اوفیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جن لوگوں میں کوئی رشتہ توڑنے والا ہوتا ہے انپر رحمت الٰہی نازل نہیں ہوتی۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۰۱) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جن گناہوں کی وجہ سے اُسکے کرنیوالیکو اللہ تعالیٰ جلدی سے دنیا ہی میں عذاب دیدیتا ہے باوجودیکہ اُسنے اپنے لئے آخرت میں بھی ذخیرہ کر رکھا ہو انمیں زنا اور رشتہ داری کے توڑنے سے زیادہ بڑا[3] کوئی نہیں ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۰۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ احسان جتانیوالا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا بہشت میں نہیں جائینگے یہ حدیث نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے بعد ماں باپ کے جو قریب ہوں انکے ساتھ احسان کر جیسے بھائی اور بہن پھر جو انکے بعد رشتہ میں قریب ہو چچا اور ماموں اسی ترتیب پر چچا کی اور ماموں کی اولاد ۱۲ [2] یعنے جیسے مصدر سے صیغہ نکالا جاتا ہے مثلاً ضَرَبَ سے ضرب اور آمدن سے آمد نکلا ہے ویسی رحمٰن سے رحم نکلا ہے ۱۲ [3] یعنے ان دو گناہوں پر دنیا میں بھی عذاب ہوتا ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا اگرچہ ایسے گناہ اور بھی ہیں لیکن یہ بہت ہی بڑے ہیں ۱۲—

(۴۰۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اپنے رشتہ داروں کو معلوم کرو (یعنے اُنکے نام وغیرہ یاد رکھو) تاکہ تم اُنکے ساتھ سلوک کرو کیونکہ رشتہ داروں میں سلوک کرنا گھر والوں میں محبت (ہونیکا باعث) ہے اور مال میں (اس سے) برکت ہوتی ہے اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۰۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھسے بہت ہی بڑا گناہ سرزد ہوگیا ہے (آپ یہ فرمائیے) کہ اب میری توبہ قبول ہوجائیگی یا نہیں آپ نے پوچھا کیا تمہاری والدہ زندہ ہے وہ بولا نہیں آپ نے پوچھا کیا تمہاری خالہ ہے وہ بولا ہاں آپنے فرمایا تو اُسکے ساتھ سلوک کرو[۱]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۰۵) حضرت ابو اُسید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں تھے ناگہاں قبیلہ بنی سلمہ کا ایک آدمی آیا اور (آنحضورؐ سے) کہنے لگا کہ یا رسول اللہ کیا مجھے اپنے والدین کے ساتھ ابھی احسان وسلوک کرنا باقی ہے جو میں اب اُنکے مرنیکے بعد میں اُنکے ساتھ کروں آپنے فرمایا ہاں اُنکے لئے دعا کرنی اُنکے لیے استغفار پڑھنا اُنکے بعد میں اُنکی وصیت کو پورا کرنا اور جن لوگوں کے ساتھ انہیں کے وسیلہ سے سلوک کیا جاتا تھا اب بھی اُنکے ساتھ سلوک کرنا اور اُنکے دوستوں کی تعظیم کرنی (باقی ہے) یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۰۶) حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موضع جعرانہ[۲] میں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بانٹتے ہوئے دیکھا ہے کہ (اُسوقت) ناگہاں آپکی طرف ایک عورت[۳] آئی جب آپکے پاس پہنچگئی تو آپنے اُسکیلئے اپنی چادر مبارک بچھادی چنانچہ وہ اُسپر بیٹھ گئی پھر میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون عورت ہے انہوں نے کہا حضرت کی والدہ ہیں جنہوں نے آپکو دودھ پلایا تھا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے تاکہ تمہارا گناہ بخشا جائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خالہ بھی ماں کا حکم رکھتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صلہ رحمی گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے اگرچہ گناہ کبیرہ بھی ہو ۱۲ [۲] جعرانہ مکہ معظمہ سے ایک منزل پر ایک جگہ کا نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین فتح ہونے کے بعد سولہ[۱۶] روز تک وہاں ٹھیرے رہے تھے اور مال غنیمت بھی وہیں تقسیم کردیا تھا ۱۲۔

[۳] یہ عورت حلیمہ دائی تھیں اور شروع میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے بھی دودھ پلایا تھا اور ان دونوں کے اسلام لانے میں اختلاف ہے ۱۲۔

تیسری فصل (۴۰۷) حضرت ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تین آدمی اکٹھے جارہے تھے کہ انپر بارش بکثرت ہونے لگی وہ تینوں (بھیگنے کیوجہ سے) پہاڑ کی ایک غار میں جا گھسے اسیوقت اس غار کے منہ پر پہاڑ کا ایک پتھر آپڑا اور انہیں اس میں بند کردیا پھر ان میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم اپنے نیک عملوں کو دیکھو جو تمنے خاص خدا کیلئے اچھے عمل کئے ہوں پھر انہیں وسیلہ بناکر اللہ سے دعا مانگو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غار کے منہ کو کھولدے چنانچہ انہیں سے ایک نے یہ دعا کی کہ یاالٰہی میں وہ ہوں کہ میرے ماں باپ بہت ہی بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں ان سبھونکی (پرورش کیلئے بکریاں چرایا کرتا تھا اور جسوقت شام کو ان کے پاس آتا تو میں اوّل دودھ دُہکر اپنے بچوں سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلایا کرتا تھا اور ایکروز میاں میں بکریاں چرانے کیلئے گیا) وہ درخت (ہمارے گھر سے) بہت دور تھے مجھے آتے آتے (راستہ میں) شام ہوگئی اور مینے (گھر آنکر) اپنے ماں باپ کو سوتے ہوئے پایا اور جیسے میں ہمیشہ دودھ دوہا کرتا تھا ویسے ہی دُہکر دودھ انکے پاس لایا اور انکے سرہانے کھڑا رہا مینے انہیں (کچی نیندمیں) جگانا بھی برا سمجھا اور یہ بھی برا سمجھا کہ ان سے پہلے اپنے بچونکو پلادوں اور (اے بادشاہ حقیقی میرے) بچے[1] (بھوک کے مارے) میرے قدموں میں روتے چلّاتے پھرتے تھے پھر میرا اور ان کا ساری رات یہی حال رہا کہ والدین سوتے رہے اور میں دودھ لئے کھڑا رہا) یہانتک کہ صبح ہوگئی اب (اے بادشاہ) اگر تم یہ جانو کہ مینے یہ کام فقط تمہاری ہی رضامندی کیلئے کیا تھا تو (اسکے وسیلے سے) ہمارے اوپر سے اس پتھر کو اسقدر ہٹادو کہ ہم آسمان تو دیکھہ لیں اسیوقت اللہ تعالیٰ نے انکے اوپر سے اسقدر کھول دیا کہ انہوں نے آسمان کو دیکھلیا پھر دوسرے نے دعا کی کہ یاالٰہی میں وہ ہوں کہ میرے چچا کے ایک بیٹی تھی اور مجھے اس سے اسقدر زیادہ محبت تھی کہ جیسے مرد عورتوں سے بہت محبت رکھا کرتے ہیں مینے اسے صحبت کرنیکے لئے بلایا اسنے اس وقت تک انکار کردیا جبتک کہ میں اسے سَو دینار لاکر نہ دیدوں چنانچہ مینے (بہت ہی) کوشش کرکے سَو دینار جمع کئے پھر میں اسے وہ دینار دیکر ملا اور جب میں اسکے دونوں پاؤں کے بیچ میں (جماع کرنیکیلئے) بیٹھ گیا تو وہ یہ بولی کہ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور (امانت کی) مُہر نکھول (یعنی میرا کنوارا پن نہ کھو) اسیوقت میں اس خوف کیوجہ سے کھڑا ہوگیا یاالٰہی اگر تم یہ جانو کہ مینے یہ کام خاص تمہاری ہی

[1] یعنی باوجود بچوں کے رونے کی مینے انہیں دودھ نہیں پلایا۔ گویا ان لوگونکی شریعت میں ماں باپ کا حق اولاد سے مقدم تھا یا یہ کہ برابر تھا لیکن اس شخص نے انکی تعظیم کے سبب سے مقدم کردیا تھا ۱۲۔

رضامندی کیلئے کیا تھا تو ہمارے اوپر سے اس پتھر کو ہٹا دو چنانچہ اللہ نے کچھ اور کھول دیا پھر تیسرے نے دعاء کی کہ یاالٰہی تو جانتا ہے کہ میں نے ایک فرق[1] پر ایک مزدور کو مزدوری پر رکھا تھا جب اُسنے وہ کام پورا کر دیا تو اُسنے کہا کہ مجھے میرا حق (یعنی مزدوری) دیجئے میں نے اُس کا حق اُسکے سامنے کر دیا اُسنے وہ وہیں چھوڑا اور منہ پھیر کے چلدیا پھر میں انہیں چاولوں کی ہمیشہ زراعت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے انہیں چاولوں سے بیل اور اُن کے چرانے والے جمع کر لئے پھر وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ سے ڈرا اور مجھ پر ظلم نہ کر بلکہ میرا حق مجھے دیدے میں نے کہا کہ یہ سارے بیل اور انکے چرانے والے سب لیجا (کیونکہ یہ سب تیرا ہی حق ہے) وہ بولا کہ تو اللہ سے ڈر اور مجھ سے ہنسی مت کر میں نے کہا کہ میں واقعی تجھ سے ہنسی نہیں کرتا تو یہ بیل اور اُنکے چرانے والے سب لیجا (یہ تیرا ہی حق ہے) چنانچہ وہ اُنہیں لیکر چلا گیا اب (اے بادشاہ) اگر تم یہ بات جانتے ہو کہ میں نے یہ کام فقط تمہاری ہی رضامندی کیلئے کیا تھا تو جتنا پتھر باقی ہے سب ہٹا دو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بالکل کھول دیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۰۸) جاہمہ کے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں گئے اور آپ سے پوچھا کہ یارسول اللہ میں جہاد کیلئے جانا چاہتا ہوں اور آپ کے پاس مشورہ لینے کو آیا ہوں آپنے پوچھا کیا تمہاری والدہ زندہ ہے انہوں نے کہا ہاں آپنے فرمایا تو تم انہیں کے پاس ہو کیونکہ بہشت اُنکے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ روایت امام احمد اور نسائی نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۰۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت میرے نکاح میں تھی اور میں اُسے بہت ہی چاہتا تھا اور میرے والد حضرت عمر اُس سے ناخوش رہتے تھے اسلئے اُنہوں نے مجھے فرمایا کہ اسے طلاق دیدے میں نے انکار کر دیا حضرت عمر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور آپ سے یہ سارا قصہ ذکر کیا آنحضور نے مجھ سے فرمایا کہ تم اُسے طلاق دیدو۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

[1] فرق رَ کے زبر اور جزم سے مدینہ منورہ میں ایک پیمانہ کا نام ہے جو سولہ[16] رطل کا ہوتا ہے یعنی آٹھ سیر کے قریب اسمیں کلا آتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سختی کی حالت میں نیک اعمال کے ساتھ وسیلہ پکڑنا مستحب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وسیلہ سے اُنکی دعائیں قبول کر لی تھیں علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مقام تعریف میں انکا ذکر کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندے کے بلاء اور مصیبت میں مبتلا ہو نیکے بعد بھی اُسکی دعا مقبول ہو جاتی ہے اور یہ

(۴۱۰) حضرت ابو امامہ روایت کرتے ہیں ایک آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا وہ دونوں تمہارے لئے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی ہیں۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ [۱]

(۴۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس بندہ کے ماں باپ مرجائیں یا انمیں سے ایک مرجائے اور یہ انکی نافرمانی کرتا تھا پھر بعد انکے مرنیکے یہ ہمیشہ انکے لئے دعا اور استغفار کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے نیک آدمی لکھدیگا۔

(۴۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے صبح کو اپنے ماں باپ کے حق میں اللہ کی فرمانبرداری کی تو اسکے واسطے صبح ہی کو بہشت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اگر ایک (زندہ) ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھولدیا جاتا ہے اور جس نے اپنے ماں باپ کے حق میں شام اللہ کی نافرمانی کی تو اسکے واسطے دوزخ کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور اگر ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھولدیا جاتا ہے ایک آدمی بولا اگرچہ ماں باپ اسپر ظلم کریں تو آپ نے (تین دفعہ) فرمایا اگرچہ وہ اسپر ظلم کریں اگرچہ وہ اسپر ظلم کریں اگرچہ وہ اسپر ظلم کریں۔

(۴۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو نیک لڑکا اپنے ماں باپ کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے تو اللہ اسکے ہر ایک دفعہ دیکھنے کے بدلے ایک مقبول حج (کا ثواب) لکھدیتا ہے صحابہ نے پوچھا کہ اگرچہ ایک دن میں سو مرتبہ دیکھے آپ نے فرمایا ہاں اللہ تو بہت بڑا اور پاک ہے۔ [۲]

(۴۱۴) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سب گناہوں میں سے جسقدر اللہ تعالیٰ چاہیگا بخشدیگا سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے کہ اسکے کرنیوالے کو جلد ہی (یعنی) مرنے سے پہلے زندگی ہی میں سزا دیگا۔

---

[۱] یعنے اگر تم انکی خدمت کروگے اور انھیں راضی رکھوگے تو وہ تمہارے بہشت میں جانے کے لئے سبب ہوجائینگے اور اگر انھیں ناراض رکھوگے تو تمہارے دوزخ میں جانے کے لئے سبب ہوجائینگے ۱۲ [۲] یعنے اگر ماں باپ اپنے بیٹے سے ناراض مرے ہوں اور یہ انکے حق میں دعا کرتا رہے تو اللہ دعا کی برکت سے انہیں اس سے خوش کردیگا غرضکہ اسکو دعا سے فائدہ ضرور ہوگا ۱۲ [۳] یعنے تمہارے خیال میں جو یہ ہے کہ ہر بار کے عوض حج مقبول کا ثواب کیونکر ہوگا لہذا یہ خیال نہیں چاہئے اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اسے اسقدر ثواب دینا کچھ مشکل نہیں ہے ۱۲

(۴۱۵) حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے پر ایسا ہے جیسا باپ کا بیٹے پر ہوتا ہے۔ یہ پانچوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب مخلوق (خدا) پر شفقت کرنے اور مہربانی کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۴۱۶) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نکرے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۱۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دیہقانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کیا آپ بچوں کو پیار کرتے ہیں اور ہم تو انہیں پیار نہیں کرتے آنحضرت نے فرمایا کہ میرے کیا اختیار میں ہے اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں سے رحم کو نکال لیا ہے[۵۱]۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۱۸) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت اپنے ساتھ اپنی دو لڑکیوں کو لئے ہوئے آئی جسے اسنے سوال کیا لیکن اسے میرے پاس سے سوائے ایک کھجور اور کچھ نہیں ملا میں نے وہی کھجور اسے دیدی وہ اسنے اپنی بیٹیوں کو بانٹ دی اور اسمیں سے خود نہ کھائی پھر اٹھکر باہر چلی گئی اسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تھے آپ سے یہ قصہ بیان کیا آپنے فرمایا جس کسیکو ایک یا دو بیٹیاں دیکر آزمایا جائے اور وہ انکے ساتھ اچھی طرح سے برتاؤ کرے تو یہ اسکیلئے دوزخ کیطرف سے پردہ بنجائینگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں کو ملاکر فرماتے تھے جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کردے تو قیامت کے دن میں اور وہ اسطرح آئینگے[۵۲] (یعنے دونوں اکٹھے ہونگے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

۵۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اسے دھمکانا تھا اور اسطرف اشارہ کرنا تھا کہ دلوں میں نرمی و محبت اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اگر تیرے دل میں نہ ہو تو کوئی اور پیدا نہیں کرسکتا ۱۲ ۵۲ یعنے جسطرح تم ان دو انگلیوں کو ملی ہوئی دیکھتے ہو قیامت کے دن اسیطرح میرا اور وہ بہشت میں یا حشر میں ہم ہونگے ۱۲

(۴۲۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اندوہ ساز اور مسکین کی خبر گیری رکھنے والا راہ خدا میں کوشش کرنیوالے کی برابر ہے (راوی کہتے ہیں اور میرے گمان میں آپنے یہ بھی فرمایا کہ وہ اُس نماز پڑھنے والے جیسا ہے جو تھکتے نہیں اور اُس روزے رکھنے والے جیسا ہے جو رکھتے کبھی چھوڑتے نہیں - یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۴۲۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی دونوں کو اُٹھا کر اور اُن دونوں میں کچھ کشادگی[۱] کرکے فرمایا کہ میں اور یتیم کا کفیل خواہ وہ یتیم اُس کا ہو یا کسی غیر کا ہو دونوں بہشت میں اِس طرح (اکٹھے) ہونگے - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۲۲) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ تم مسلمانوں کو باہم مہربانی کرنے اور دوستی کرنے اور نرمی کرنے میں مثل[۲] ایک بدن کی دیکھو گے کہ جب ایک عضو میں درد ہوجاتا ہے تو بیداری اور بخار میں سارا بدن اسکی موافقت کرتا ہے - یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے

(۴۲۳) حضرت نعمان ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سارے مسلمان مثل ایک آدمی کی ہیں کہ اگر اُسکی آنکھ دُکھنے لگتی ہے تو اُس کا بدن دکھنے لگتا ہے واگر سر درد کرتا ہے تو تب بھی سارا بدن دُکھنے لگتا ہے - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۲۴) حضرت ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے انگلیوں میں[۳] انگلیاں دیکر فرمایا کہ مسلمان مسلمانوں کے واسطے ایک عمارت کے حکم میں ہیں کہ بعض کو بعض سے مضبوطی رہتی ہے - یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۲۵) حضرت ابو موسیٰ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپکے پاس جب کوئی سائل یا حاجتمند آتا تو آپ (صحابہ سے) فرماتے کہ تم سفارش کرکے ثواب حاصل کیا کرو اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو چاہتا ہے حکم کرادیتا ہے - یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں انگلیوں کے درمیان قدرے کشادگی رکھی اس سے اسطرف اشارہ تھا کہ نبوت کا مرتبہ بلند ہے اور اُسکے بعد ہی حروت کا مرتبہ ہے ۱۲ [۲] مقصود آنحضرت کا یہ ہے کہ مسلمانوں کو یک تن ہونا چاہئے کہ اگر انمیں سے ایک کو تکلیف ہوجائے تو رنج میں سادے شریک ہوں ۱۲ [۳] یعنے آپنے تمثیل بیان کرنیکے لئے انگلیوں میں انگلیاں دیں کہ مسلمانوں کو اسطرح ہونا چاہئے کہ ایک دوسرے کا مددگار رہے لیکن مددگاری حق بات میں ہو کیونکہ حرام یا مردہ میں ہوگی تو موجب گناہ ہوگی ۱۲۔

(۴۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اپنے بھائی کی مدد کیا کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو ایک آدمی بولا یا رسول اللہ مظلوم کی تو میں مدد کر دونگا اور میں ظالم کی کس طرح مدد کروں آپ نے فرمایا اسے ظلم سے روکدیا کرو تمہارا اسکے ساتھ مدد کرنا یہی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۲۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مسلمان مسلمان کا دینی بھائی ہے (لہذا) نہ وہ اسپر ظلم کرے اور نہ دشمنوں کے قبضہ میں چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی حاجت (روائی) میں رہیگا اللہ تعالےٰ اس کی حاجت روائی میں رہیگا اور جو شخص کسی مسلمان کی سختی دور کریگا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی سختیوں میں سے اسکی ایک سختی کو دور کر دیگا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی پردہ پوشی کریگا۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۲۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے (لہذا اسے چاہیئے کہ نہ وہ اسپر ظلم کرے اور نہ اسکی مدد کرنی چھوڑے اور نہ اسے ذلیل سمجھے اور آپنے اپنے سینہ مبارک کیطرف اشارہ کرکے تین مرتبہ یہ فرمایا (یاد رکھو کہ) پرہیزگاری اسجگہ ہے اور آدمی کو برائی میں یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ہر مسلمان کا مسلمان پر اس کا خون کرنا اور اس کا مال لوٹنا اور اسکی آبروریزی کرنی حرام ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۲۹) حضرت عیاض بن حمار کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہشتی لوگ تین قسم کے ہونگے ایک[1] وہ حاکم جو منصف ہو لوگوں پر احسان کرتا ہو نیک کاموں کی اسے توفیق ہو دوسرے[2] وہ آدمی جو (سب ہی پر) مہربان ہو اپنے رشتہ داروں اور سب مسلمانوں پر نرم دل ہو تیسرے[3] وہ عیال دار آدمی کہ (گناہوں سے) بچتا ہو اور (مانگنے سے) پرہیز کرتا ہو اور دوزخی لوگ پانچ قسم کے ہیں ایک[1] تو وہ ضعیف جو بے عقل ہو وہ جو تم لوگوں میں تابع ہیں (کسی کی غرض سے) تمہارے خادم رہیں نہ وہ گھر بسانا چاہتے ہیں اور نہ مال چاہتے ہیں دوسرے[2] وہ بددیانت جسکی حرص پوشیدہ نہ رہے (یعنے) اگرچہ تھوڑی چیز بھی ہو اسمیں بھی بددیانتی کر دے تیسرے[3] وہ آدمی جو ہمیشہ صبح اور شام کو تمہارے گھر اور مال میں تمہیں دھوکا

---

[1] یعنی یہ لوگ امیر لوگوں کے دروازوں پر پھرتے ہیں لیکن مدنظر انہیں اپنا پیٹ بھرنا ہے خواہ کسی طرح ہاتھ آئے حرام وجہ سے یا حلال وجہ سے ہو ۱۲۔

ہی دیتا رہتا ہے (راوی کہتے ہیں پھر آنحضورؐ نے بخیل اور جھوٹے[1] اور بدخلق فحش گو کا ذکر کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۳۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جبتک آدمی اپنے بھائی (مسلمان) کیلئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو اسوقت وہ (پورا) مومن نہیں ہوتا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۳۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اللہ کی ایماندار نہیں ہوتا قسم ہے اللہ کی ایماندار نہیں ہوتا قسم ہے اللہ کی ایماندار نہیں ہوتا کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کون شخص (ایماندار) نہیں ہوتا آپ نے فرمایا جسکا ہمسایہ اسکی تکلیفوں سے امن میں نہ رہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۴۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسکا ہمسایہ اسکی برائیوں سے امن میں[2] نہ رہے وہ بہشت میں نہیں جائیگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۳۳) حضرت عائشہ اور ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام ہمسایہ کے حق میں مجھے ہمیشہ نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث[3] کر دینگے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۳۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت تم تین آدمی ہو تو دو ملکر تیسرے بغیر سرگوشی مت کیا کرو تاکہ اُسے رنج نہ ہو یہانتک[4] کہ تم بہت سے آدمی ملجاؤ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۳۵) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے ہمنے پوچھا کسکی خیر خواہی چاہیئے آپنے فرمایا اللہ کی اور اُسکی کتاب (یعنے قرآن) کی اور اُس کے

---

[1] راوی نے بخیل اور کاذب نہیں کہا بلکہ بخل اور کذب کہا مقصود اس سے یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعینہ لفظ فرمائے ہوئے یاد نہیں رہے بلکہ آپنے کچھ ایسا ذکر کیا تھا کہ جسکے معنے بخل اور کذب کے سمجھے جاتے تھے ۱۲ [2] اسمیں مبالغہ ہے کہ جسکی برائیوں سے لوگونکو اطمینان نہو تو اُسکی یہ سزا ہے کہ وہ بہشت میں نہیں جائیگا اب ظاہر ہے کہ جس سے لوگوں کو برائی اور تکلیف پہونچ جائے تو اُس کا کیا حال ہوگا ۱۲ [3] یعنے اللہ کی طرف سے یہ وحی لائینگے کہ ایک ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کا وارث ہوا کرے ۱۲ [4] یعنے اگر بہت سے آدمی ملنے کے بعد میں دو آدمی علیحدہ سرگوشی کریں تو پھر کچھ مضائقہ نہیں ہے ہاں جس وقت تین ہی آدمی ہوں اُس وقت دو کو ملکے نکرنی چاہیئے کیونکہ تیسرے کو رنج اور بدگمانی ہوگی کہ مجھسے یہ بات کیوں چھپائی ۱۲

رسول کی اور مسلمان اماموں کی اور (علاوہ انکے) سب لوگوں کی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۳۶) حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے پڑھنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور سب مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۴۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابوالقاسم یعنی صادق المصدوق ...... علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ سوائے بدبخت کے اور کسی سے رحمت نہیں چھینی جاتی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۳۸) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو لوگ رحم کرنے والے ہیں انپر رحمان رحم کرتا ہے (لہذا) جو شخص زمین پر ہے تم اسپر رحم کرو تمپر جو آسمان میں ہے وہ رحم کریگا یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۳۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص چھوٹوں پر رحم نہ کھائے اور بڑوں کی تعظیم نکرے اور لوگوں کو اچھی بات بتائے اور خود بری بات سے نہ باز آئے تو یہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کسی جوان نے کسی بوڑھے کی خدمت اسکے بوڑھا ہونیکی وجہ سے کی تو اللہ تعالیٰ اسکے بڑھاپے کے وقت ہی کوئی ایسا آدمی ضرور مقرر کردیگا جو اسکی خدمت کرے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۴۴۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسی بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنی اور حافظ قرآن کی تعظیم کرنی کہ نہ وہ اسمیں زیادہ غلو کرتا ہو اور نہ اس سے (ایسا) دور رہتا ہو اور حاکم منصف کی تعظیم کرنی یہ سب اللہ کی تعظیم میں داخل ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے

ف۱ بدبخت سے مراد یا تو کافر ہے اور یا فاسق ہے ۱۲ ف۲ یعنی عام لوگوں پر خواہ نیک ہوں خواہ بد ہوں اور بدوں پر رحم کرنا یہ ہے کہ انہیں بدی سے روک دے ۱۲ ف۳ یعنی باعتبار لفظ کے یا معنے کے حد سے نہ گذرے جیسا کہ بعضے شکی اور ریاکار لوگ الفاظ کے نکالنے میں مبالغہ کیا کرتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ غلو کرنیوالے سے مراد وہ ہے جو بہت ہی جلد پڑھے کہ معانی سمجھ میں نہ آئیں اور دور رہنے والا وہ ہے جو تلاوت قرآن شریف سے اور اسپر عمل کرنے سے اعراض کرے ۱۲

(۴۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب میں اچھا گھر وہ ہے جسمیں کوئی یتیم ہو (اور اُس گھر والے) اُسپر احسان کرتے ہوں اور مسلمانوں کے گھروں میں سب میں بُرا گھر وہ ہے جسمیں کوئی یتیم ہو (اور اس گھر والے) اُسکے ساتھ بُرائی کریں۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۴۳) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فقط اللہ ہی واسطے پھیر اٹھانوا سے ہر بال کے عوض جسپر اس کا ہاتھ پھرا اسکو نیکیاں ملینگی اور جس شخص نے کسی یتیم لڑکی یا بچے پر جو اسکی پرورش میں تھا احسان کیا تو میں اور وہ بہشت میں اسطرح ہونگے (اور یہ فرما کر) آپنے اپنی دو انگلیاں ملائیں۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۴۴) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی یتیم کو کھانے پلانے کیلئے بٹھالیا تو اللہ تعالیٰ نے بیشک اسکیلئے بہشت واجب کر دی ہاں اگر یہ کوئی ایسا گناہ کرے جو بخشا نجائے اور جسنے تین بیٹیوں کی یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کی پھر انہیں ادب سکھلایا اور انپر نرمی کرتا رہا یہانتک کہ اللہ نے انہیں بے پروا (یعنے جوان) کر دیا تو اسکیلئے بھی اللہ نے بہشت واجب کر دی ایک آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یا دو لڑکیاں ہوں آپنے فرمایا یا دو لڑکیاں یہانتک کہ اگر صحابہ ایک کے لئے کہتے تو آپ بھی ایک ہی کیلئے (یہ حکم) فرما دیتے (پھر فرمایا) کہ جس شخص کی اللہ تعالیٰ دو نوں پیاریاں لیلے تو اسکیلئے بہشت واجب ہے کسی صحابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ دو پیاریاں اسکی کیا ہیں آپنے فرمایا اُسکی دو نوں آنکھیں۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہیں۔

(۴۴۵) حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آدمی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنیسے بہتر ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ

۱؎ اگر یتیم کو پڑھانے یا ادب دینے کیلئے تنبیہ کیجائے یا مارا جائے تو یہ احسان ہی میں داخل ہے ۱۲ ۲؎ یعنے جیسے شرک ہے یا بندوں کی حقوق کہ انکا گناہ بغیر توبہ یا ادائیگی حق کے معاف نہیں ہوتا خلاصہ یہ ہے کہ سوا شرک کے اللہ تعالیٰ کے جو گناہ کیے ہیں سب بخشدیئے جاتی ہیں ۱۲ ۳؎ مقصود امام ترمذی کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اسبات پر تمام علماء متفق ہیں کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کرنا جائیز ہے اور یہاں ادب سے مراد ادب شرعی ہے ادب دنیاوی مراد نہیں ہے ۱۲

حدیث غریب ہے اور (اس حدیث کی سند میں) ناصح راوی محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

(۴۴۶) ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے وہ انکے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے باپ بیٹے کو اچھے ادب سکھانے سے زیادہ کوئی افضل چیز نہیں دے سکتا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث مرسل ہے۔

(۴۴۷) حضرت عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں اور کالے رخساروں والی عورت قیامت کے دن مثل ان دونوں کی ہونگی اور یزید بن زریع نے (یہ کہکر بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا کہ اسطرح ہونگے اور وہ) وہ عورت ہے جو مال والی اور جمال والی رانڈ ہوگئی لیکن اُسنے اپنے یتیم بچوں کی پرورش کرنیکیلئے اپنے تئیں روکے رکھا[۱] یہانتک کہ وہ (جوان ہوکر) جدے ہوگئے یا مرگئے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۴۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کسی کے کوئی بیٹی یا بہن تھی کہ نہ اسنے اُسے زندہ کو قبر میں گاڑا اور نہ اُسے ذلیل رکھا اور نہ اپنے بچے یعنے لڑکے کو اسپر ترجیح دی تو اسے اللہ تعالیٰ بہشت میں پہنچا دیگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۴۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص کسی کے سامنے اُسکے بھائی مسلمان کی غیبت کرے اور یہ اُسکی مدد کرنے پر قادر ہو اور مدد کردے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُسکی مدد کریگا اور جسنے مدد نہ کی حالانکہ وہ مدد کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُسکی مدد نہ کریگا۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۴۵۰) حضرت اسماء بنت یزید کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کے پیٹھ پیچھے گوشت[۲] (کھانے) سے کسیکو منع کردے تو اللہ تعالیٰ پر اُسے دوزخ کی

---

[۱] یعنے نکاح نکیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر طلاق دی ہوئی یا رانڈ عورتیں نکاح نکریں بقصد صلاح وعفت کیساتھ صبر اختیار کریں اور زیب وزینت نہ کیا کریں اور اپنے یتیم بچوں کی پرورش میں مشغول رہیں تو یہ بہت ہی بڑی فضیلت رکھتی ہیں کہ ایسی عورتیں بخشی جائینگی ۱۲

[۲] گوشت کھانے سے یہاں مراد غیبت ہے چنانچہ غیبت کرنیکو اپنے بھائی مردہ کا گوشت کھانا اللہ تعالے نے قرآن شریف میں بھی فرمایا ہے ۱۲

آگ سے بچا دینا ضروری ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۵۱) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جو مسلمان آدمی کسی اپنے بھائی (مُسلمان) کو آبروریزی سے بچائے تو اللہ تعالیٰ پر ضروری ہے کہ اُسے قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بچائے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (ترجمہ) اور ہم پر مسلمانوں کی مدد کرنی ضروری ہے۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۴۵۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو مسلمان آدمی کسی مسلمان آدمی کی ایسی جگہ مدد نکرے جہاں اُسکی ہتک حرمت ہوتی ہو یا اُسکی آبرو میں فرق آتا ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے ایسی جگہ رسوا کریگا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہو اور جس مسلمان آدمی نے کسی مسلمان آدمی کی ایسی مدد کی ہو جہاں اُسکی آبرو میں فرق آتا تھا یا ہتک حرمت ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ اُسکی ایسی جگہ مدد کریگا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہو۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۵۳) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی کا عیب دیکھکر اُسے چھپالے تو وہ اُس آدمی جیسا[۱] ہوگا جیسے کسی نے زندہ گڑی ہوئی لڑکی کو زندہ کر دیا ہو۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اُسے صحیح بھی کہا ہے۔

(۴۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر آدمی اپنے بھائی کا آئینہ ہے لہٰذا اگر کوئی اُسمیں بُرائی دیکھے تو اُسے اُس سے دفع کر دینی چاہیئے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے ضعیف کہا ہے اور ترمذی اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ مومن مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی (بھی) ہے کہ اُسکی تکلیف کو اُس سے دفع کر دیتا ہے اور اُسکی پیٹھ پیچھے اُس (کے حق) کا خیال رکھتا ہے۔

---

[۱] ان دونوں میں وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جسکے عیب یا بُرائی پر کوئی مطلع ہو جاتا ہے تو وہ حیا و شرم کیوجہ سے کبھی اپنے تئیں مرجانے کو پسند کیا کرتا ہے کہ اگر میں مرجاتا تو بہتر تھا تاکہ یہ میرا عیب اسپر ظاہر نہوتا تو یہ شخص گویا مردہ ہی کے حکم میں ہوتا ہے جیسے کوئی زندہ لڑکی قبر میں گاڑ دیجائے تو وہ بھی قبر میں مرنیکے قریب ہو جاتی ہے جب کسی نے اُسکی پردہ پوشی کر دی تو گویا اُس سے اُسکی شرمندگی رفع کر دی کہ جس سے وہ بمنزلہ مردے کے تھا اُسنے اسے زندہ کرکے قبر سے نکالدیا ۱۲ [۲] یعنی جیسے چہرہ کی بُرائی کو آئینہ بتلاتا ہے ایسے ہی ہر مسلمان کو چاہیئے کہ مسلمان کے عیب کو اُسپر ظاہر کردے تاکہ دوسروں کے روبرو ذلیل نہو اور دوسروں سے نہ بیان کرے ۱۲

(۴۵۵) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی مسلمان کو منافق (کی تکلیفوں) سے بچائے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ (اسکے پاس) ایک فرشتہ کو بھیجدیگا تاکہ وہ دوزخ کی آگ سے اسکے گوشت کو جلنے سے بچائے اور جو شخص کسی مسلمان کو کسی چیز سے مارے جسکی وجہ سے اسکی اہانت منظور ہو تو اسے اللہ تعالیٰ دوزخ کے پل پر قید کردیگا یہانتک جو کچھ اسنے (مارا یا) کہا تھا اس کی سزا بھگت لے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۵۶) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سب سے بہتر دوست اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے دوستوں سے اچھی طرح رہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے اچھے ہمسایہ وہ ہیں جو اپنے ہمسائیوں سے اچھی طرح رہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۵۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ میں اپنے تئیں نیک کار ہونے یا بدکار ہونیکو کسطرح پہچان سکتا ہوں آپنے فرمایا جب تم اپنے ہمسایوں کو اپنے حق میں اچھا کہتے ہوئے سنو تو تم اچھے ہوا ورجس وقت تم انہیں اپنے حق میں برا کہتے ہوئے سنو تو تم برے ہو۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۵۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم ہر آدمی کو اسکے مرتبہ پر رکھا کرو۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۴۵۹) ابو قراد کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز وضو کیا اور آپکے صحابیوں نے آپکے وضو کا پانی (اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ) ملنا شروع کیا آنحضور نے انسے فرمایا کہ تمہیں اس کرنے پر کسنے ابھارا وہ بولے کہ اللہ اور اسکے رسول کی محبت نے! آپنے اسوقت فرمایا کہ جسے اللہ اور اسکے رسول کی محبت پسند آئے یا یہ پسند آئے کہ اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہیئے کہ جب بات کہے سچ کہے اور جب کوئی اسکے پاس امانت رکھے تو اسے وقت پر ادا کردے

ا؎ لیکن یہ حکم اسوقت ہے کہ ہمسائے اہل حق اور منصف ہوں ورنہ اس سے بہت محبت رکھتے ہوں اور ورنہ دشمنی ۱۲ ۲؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے فرمانے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی محبت کا دعویٰ فقط ایسی باتوں سے کرنا کچھ مشکل نہیں ہے پورا نہیں ہو سکتا بلکہ اسکے بجالانے میں یہ ضرور ہے کہ سچا اور دینی بریں پیدا ہو کہ انہیں پورا نکلے اور بندوں کے حقوق اگر اسکے قبضہ میں آجائیں تو انہیں وقت ہی پر ادا کردے اور انہیں بچی تاخیر نہ ہو ۱۲ لمعات

اور جسکی ہمسائیگی میں رہتا ہے اپنے اس ہمسایہ کے ساتھ احسان کرتا رہے۔

(۴۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ (پورا) مسلمان وہ نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ اُسکے پہلو میں بھوکا رہے۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۴۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے (آنحضور سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ فلاں عورت کا لوگ ایسا ذکر کرتے ہیں کہ نماز اور روزہ اور صدقہ خیرات بہت کچھ کرتی ہے سوائے اس بات کے کہ وہ اپنے ہمسایہ کو زبانی تکلیف (بھی) دیتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائیگی وہ بولا کہ یا رسول اللہ اور فلاں عورت کا لوگ ایسا ذکر کرتے ہیں کہ وہ روزے اور صدقہ خیرات اور نماز کچھ کم کرتی ہے اور بیشک وہ پنیر کے چند ٹکڑے خیرات کر دیتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے تکلیف بالکل نہیں دیتی آپنے فرمایا یہ بہشت میں جائیگی۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (آنکر) کھڑے ہوگئے اور فرمایا کیا میں تمہیں یہ نہ بتادوں کہ تم میں کون آدمی اچھا ہے اور کون بُرا ہے راوی کہتے ہیں سب لوگ خاموش رہے[ل] (کوئی نہ بولا) پھر آپنے تین[۳] مرتبہ یہی فرمایا تب ایک آدمی بولا کہ ہاں یا رسول اللہ (فرمائیے) ہم میں کونسا آدمی اچھا ہے اور کونسا بُرا ہے آپنے فرمایا تم سب میں اچھا وہ شخص ہے جسکی بھلائی کی لوگ اُمید کریں اور اُسکے بُرائی سے مطمئن ہوں اور تم سب میں بُرا وہ ہے جس سے بھلائی کی اُمید نہو اور اُسکی بُرائی سے کسیکو اطمینان نہ ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۶۳) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے تمہارے اندر رزق بانٹ دیا ہے ویسے ہی تمہارے اندر اخلاق (بھی) بانٹ دئیے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ دنیا (ہر شخص کو) دیدیتا ہے جس سے محبت رکھتا ہے (اُسے بھی) اور جس سے محبت نہیں رکھتا ہو (اُسے بھی) اور دین اُسی شخص کو دیتا ہے کہ جس سے محبت رکھتا ہے لہذا جس شخص کو اللہ نے دین دیا ہے بیشک اُسے اللہ نے اپنا دوست بنالیا ہے قسم ہے اُس ذات کی کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جبتک

ل یعنے سب اسلیئے خاموش ہو گئے کہ اگر ہم کسیکو متعین کرکے بتادینگے تو اُسکی ذلت و فضیحت ہوگی ۱۲

بندہ دل[1] اور زبان سے مسلمان نہیں ہوتا اتنے وہ (پورا) مسلمان ہی نہیں ہوتا اور جبتک کہ اُس کا ہمسایہ اُسکی بُرائیوں (اور تکلیفوں) سے امن میں نہیں ہوتا اتنے وہ (پورا) مومن نہیں ہوتا۔

(۴۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مومن محل[2] الفت ہوتا ہے اور ایسے شخص میں بھلائی نہیں ہوتی جو کسی سے محبت نکرے اور نہ کوئی اُس سے محبت کرے۔ یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے (اپنے مؤطا میں) اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۶۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی میرے اُمتی کی کوئی حاجت روائی کردی اور اُس سے وہ اُسے خوش کرنا چاہتا تھا تو گویا اُسنے مجھے خوش کردیا اور جسنے مجھے خوش کردیا اُسنے اللہ کو خوش کردیا اور جسنے اللہ کو خوش کردیا اللہ اُسے بہشت میں داخل کردیگا۔

(۴۶۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے کسی مظلوم کی فریاد رسی کی اللہ تعالیٰ نے اُسکے واسطے تہتر بخششیں لکھدیں جنمیں ایک بخشش ایسی ہے جس سے اسکے سارے کاموں کی صلاحیت ہوجاتی ہے اور بہتر (کے بدلے) قیامت کے دن اس کے لیئے درجات ہونگی۔

(۴۶۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ دونوں کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ[3] ہے اور اللہ کو ساری مخلوق سے زیادہ وہ آدمی پیارا ہے جو اُس کے باقی کنبے پر (یعنے بھائی مسلمانوں) پر احسان کرے۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

---

[1] دل سے مسلمان ہونا یہ ہے کہ اُسے عقائد باطلہ سے پاک کرے اور زبان سے مسلمان ہونا یہ ہے کہ فحش گفتگو سے جسمیں کوئی فائدہ نہو اُس سے باز رہے ۱۲ طیبی [2] یعنی الفت کا منشاء ہوتا ہے کہ وہ اوروں سے محبت کیا کرتا ہے اور اُس سے محبت کیا کرتے ہیں مقصود حدیث یہ ہے کہ مسلمانوں کو آپسمیں نہایت ہی محبت سے رہنا چاہیئے کیونکہ یہ تو منشاء محبت ہیں ۱۲ [3] یہاں حدیث میں لفظ عیال کا ہے اور آدمی کی عیال وہ لوگ ہیں جنکی یہ پرورش کرے اور کھانے کو دے اور ہر طرح کا خرچ اُٹھائے اور چونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ پرورش کرتا ہے لہذا یہ نسبت اللہ تعالیٰ کے حقیقی معنے ہیں اور یہ نسبت اوروں کے مجازی ۱۲۔

(۴۶۸) حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے دو جھگڑنے والے دو ہمسائے ہونگے[۱]۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۴۶۹) حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی سخت دلی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آنحضور نے اس سے فرمایا کہ تم یتیم بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۴۷۰) حضرت سُراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بہتر صدقہ کرنا نہ بتادوں (یاد رکھو تمہارا صدقہ) تمہاری ایسی بیٹی پر جو پھر کر تمہارے گھر آن پڑی ہو اور اسکا کمانیوالا سوائے تمہارے اور کوئی نہ ہو (سب صدقوں سے بہتر ہے[۲])۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب اللہ سے محبت کرنے اور اُسکے باعث (اوروں) سے محبت کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۴۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (روزِ اول میں) اسب روحیں لشکر کی طرح جمع تھیں[۳] اور بعد (دنیا) میں (آ نیکے) جنہیں سے انہیں جان پہچان تھی انہوں نے آپس میں محبت کی اور جو انجان تھیں وہ مختلف رہیں۔ یہ حدیث بُخاری نے نقل کی ہے اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کی ہے۔

(۴۷۲) حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب

---

[۱] یعنے جو لوگ ایسے ہیں کہ ایک نے دوسرے کے حقوق پوری طور سے ادا نہیں کئے اور اسی کی وجہ سے دونو پر گناہ لازم آگیا ہے تو انہیں اول یہ دو شخص جھگڑینگے جو دُنیا میں ایک دوسرے کے ہمسائے تھے اور اول ایسے مقدمات میں انہیں کا فیصلہ کیا جائے گا ۱۲۔ [۲] یعنے یا تو رانڈ ہو گئی ہو اور یا اسکے خاوند نے طلاق دیدی ہو اور نہ اُس کے بیٹا ہو کہ وہ اُس کی خدمت کرے اور نہ اُس کا کوئی اور خبر گیراں ہو ناچار وہ تمہارے گھر آن پڑی ہو تو اُس پر خرچ کرنیکا بہت ہی ثواب ہوگا ۱۲۔ [۳] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روح ایک شے قائم بالذات ہے عرض نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ روحیں بدن سے پہلے موجود تھیں لیکن اتنی بات سے اُنکا قدیم ہونا لازم نہیں آتا ۱۲ مختصر لمعات۔

اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت[۵۱] کرتا ہے تو جبرئیل کو پکار کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں لہذا تو بھی محبت رکھ آنحضور نے فرمایا چنانچہ جبرئیل بھی اس سے محبت رکھتے ہیں پھر وہ آسمان میں پکار کے کہتے ہیں کہ فلانے بندہ سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے لہذا تم سب اس سے محبت رکھو چنانچہ آسمان والے (بھی) اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں پھر بھی قبولیت زمین (والوں کے دلوں میں) رکھدی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے بغض رکھتا ہے تو جبرئیل کو پکار کر فرماتا ہے کہ میں فلانے بندہ سے بغض رکھتا ہوں لہذا اس سے تو بھی بغض رکھ آنحضور نے فرمایا کہ جبرئیل (بھی) اس سے بغض رکھنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان میں پکارتے ہیں کہ فلانے بندہ سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے لہذا تم سب اس سے بغض رکھو چنانچہ وہ بھی سب اس سے بغض رکھنے لگتے ہیں پھر بغض زمین (والوں کے دلوں) میں اتار دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ میری بزرگی کیوجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے کہاں ہیں آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دونگا کہ جو ایسا دن ہے کہ سوائے میری ذات کے سایہ کے کسی چیز کا سایہ نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی سے ملنے کو جاتا تھا اسکے راستہ پر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ منتظر بٹھا دیا فرشتے نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں جانا چاہتا ہے وہ بولا میں اسی بستی میں اپنے بھائی سے ملنے جانا چاہتا ہوں اسنے پوچھا کیا اس کا تیرے ذمہ کوئی حق ہے کہ تو اسے دینے جاتا ہے وہ بولا نہیں فقط اتنی بات ہے کہ میں اس سے اللہ (کیلئے) محبت رکھتا ہوں فرشتہ نے کہا میں اللہ کا بھیجا ہوا تیرے[۵۲] پاس یہ بات سنانے کیلئے آیا ہوں کہ جیسے تو اللہ کیلئے اس سے محبت رکھتا ہے ویسے ہی اللہ تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۵) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا

---

۵۱ یعنے جب اللہ کسی بندہ کیواسطے اپنی محبت ظاہر کرنی چاہتا ہے تو اس طرح سبھوں کو ظاہر کر دیتا ہے ۱۲

۵۲ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اللہ تعالیٰ اولیاء کے پاس فرشتوں کو بھیجدیتا ہے اور وہ انسے کلام کرتے ہیں اور ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلی امتوں کا خاصہ تھا کیونکہ اب نبوت ختم ہو چکی ہے ۱۲۔

رسول اللہ آپ ایسے آدمی کی بابت کیا فرماتے ہیں جو ایک قوم (یعنے علماء وغیرہ) سے محبت رکھتا ہے اور انکے مرتبہ کو نہیں پہنچتا آنحضور نے فرمایا کہ آدمی جس سے محبت رکھے (قیامت کے دن) اُسیکے ساتھ ہوگا[۱]۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضور سے پوچھا کہ یا رسول اللہ قیامت کب آئیگی آپنے فرمایا تیرا ناس ہو جائے تو نے اُسکیلئے کیا تیار کر رکھا ہے وہ بولا میں نے اُسکیلئے اور تو کچھ نہیں تیار کیا فقط اتنا ہے کہ میں اللہ اور اُسکے رسول سے محبت رکھتا ہوں آپنے فرمایا تو جس سے محبت رکھتا ہے (قیامت کے دن) اُسیکے ساتھ ہوگا حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو کسی چیز سے ایسا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جیسے انہیں اس سے خوش ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۷۷) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نیک آدمی اور بدآدمی کے پاس بیٹھنے والے کی مثال مشک رکھنے والے اور بھٹی پھونکنے والے جیسی ہے کہ وہ مشک رکھنے والا یا تو تمہیں کچھ یونہی دیدیگا اور یا اس سے تم خرید لیلوگے ورنہ اسکی اچھی عمدہ خوشبو تو تمہیں ضرور ہی آجائیگی اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دیگا اور یا تم اس سے بدبو سونگھ لوگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۴۷۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میری محبت ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہے جو میری رضامندی کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں اور میرے ہی لئے آپس میں ملکر بیٹھتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں خرچ کرتے ہیں یہ حدیث امام مالک نے نقل کی ہے اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے آنحضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں تو قیامت کے دن ان کے واسطے نور کے ایسے ممبر ہونگے کہ جنپر انبیاء اور شہدا بھی رشک کریں گے حضرت عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے بعضے بندے ایسے لوگ ہیں کہ وہ

---

[۱] اس میں ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو علماء اور صلحاء سے محبت رکھتے ہیں امید ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگ انہیں کے زمرہ میں اٹھینگے اور انشاء اللہ تعالیٰ انہیں کے ساتھ ہونگے ۱۲ [۲] حدیث میں یہاں لفظ ویلک ہے جسکے معنے ہلاکت کے ہیں لیکن یہ محاورہ کا ہے اس سے بددعا مقصود نہیں ہوتی ۱۲۔

انبیاء نہیں اور نہ وہ شہداء ہیں لیکن قیامت کے دن جو مرتبہ انہیں اللہ کیطرف سے ملیگا اسپر انبیاء اور شہداء رشک[1] کرینگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں بتا دیجئے کہ وہ کون لوگ ہیں آپنے فرمایا وہ لوگ ہیں جو کلام[2] اللہ کیوجہ سے آپسمیں محبت رکھتے ہیں نہ آپس کی کسی رشتہ داری اور مال لینے دینے کیوجہ سے قسم ہے اللہ کی ان لوگوں کے منہ نورانی ہونگے اور یہ نور ہی پر کھڑے ہونگے اور جب لوگ ڈرینگے تو یہ کسی بات سے نہیں ڈرینگے اور جسوقت اور لوگ غمگین ہونگے تو یہ کسی بات کا غم نہیں کرینگے اور آنحضور نے (استدلالاً) یہ آیت پڑھی اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (ترجمہ) یاد رکھو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کسی بات کا خوف ہوگا اور نہ وہ کسی بات سے غمگین ہونگے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور شرح السنۃ میں مصابیح کے الفاظ کے موافق مع کچھ زیادتی ہونے کے ابو مالک سے نقل کی ہے اور اسیطرح شعب الایمان میں (نقل کی) ہے۔

(۴۷۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر سے پوچھا کہ اے ابو ذر ایمان کا کونسا دستہ[3] زیادہ مضبوط ہے وہ بولے کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں آپنے فرمایا کہ اللہ کے واسطے دوستی رکھنی اور اللہ کے واسطے محبت رکھنی اور اللہ کے واسطے (کسی سے) بغض رکھنا (ایمان کے دستہ کو بہت ہی مضبوط کر دیتا ہے)۔ یہ روایت بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی مسلمان اپنے بھائی (مسلمان) کی عیادت کیلئے جاتا ہے یا اس سے ملاقات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری زندگانی (بھی) اچھی ہوگئی اور تیرا چلنا (بھی) اچھا ہو گیا اور تو نے بہشت میں ایک بڑی عمدہ اپنی جگہ بنالی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

---

[1] یہاں پر رشک کے اصلی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ انبیاء اور شہداء بھی اسے اچھا جانینگے اور اسکی تعریف کرینگے اور وجہ ان معنے لینے کی یہ ہے کہ انبیاء پر کسی غیر انبیاء کو فوقیت نہیں ہو سکتی ۱۲ [2] یعنی آپسمیں انکی محبت کا باعث فقط قرآن شریف یعنے دین اسلام ہے کوئی اور غرض نہیں ہے یا یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف چونکہ آپسمیں محبت رکھنے کا مسلمانوں کو حکم کرتا ہے لہٰذا گویا محبت کا باعث یہی ہوا ۱۲ [3] حدیث میں یہاں لفظ عُریٰ ہے جو عُروہ کی جمع ہے اور عروہ ڈول کے پھندے کو کہتے ہیں یعنی جسمیں رسی بندھی رہتی ہو جسکے ذریعہ ڈول کھنچکر آجاتا ہے گویا اسیطرح اللہ واسطے محبت کرنی بھی گویا ایمان کا کڑا اور دستہ ہے ۱۲ مرقات۔

(۴۸۱) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جبوقت کوئی شخص اپنے بھائی (مسلمان) سے محبت رکھے تو اسے بتا دینا چاہیئے[۱] کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا اور آپکے پاس (اور بہت سے) لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو لوگ آپکے پاس بیٹھے تھے انمیں سے ایک نے کہا کہ میں للہ اس سے محبت رکھتا ہوں آنحضور نے پوچھا کیا تم نے اسے خبر (بھی) کر دی ہے وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تم جاؤ اور اسے خبر کرو چنانچہ وہ اسکے پاس گیا اور اسے خبر کر دی اسنے (جواب میں) کہا تجھسے خدا کرے وہ محبت کرے جسکی وجہ سے تو نے مجھسے محبت کی ہے پھر وہ واپس آگیا آپنے اسکے جواب کو پوچھا تو جو کچھ اسنے کہا تھا اسنے آپ کو بتا دیا آنحضور نے فرمایا کہ تم جس سے محبت رکھو گے اسیکے ساتھ ہوگے اور تمہیں تمہاری نیت کا ثواب ملیگا یہ روایت بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ آدمی جس سے محبت کریگا قیامت کے دن اسیکے ساتھ ہوگا اور جو اسنے کمایا ہے وہی اسے ملیگا۔

(۴۸۳) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میںنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آنحضور (مجھسے) فرماتے تھے کہ سوائے مسلمان کے تم کسیکے ساتھ نہ رہا کرو اور تمہارا کھانا سوائے پرہیزگار[۲] کے اور کوئی نہ کھائے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۴۸۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (اکثر) آدمی اپنے دوست کے دین پر[۳] ہوتا ہے لہذا (جب کوئی کسی سے محبت کرے تو) ہر ایک کو غور کر لینا چاہیئے کہ وہ کس سے (محبت اور) دوستی کرتا ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور نووی نے کہا ہے کہ اسکی سند صحیح ہے

---

[۱] کیونکہ اگر وہ سن لیگا تو اسے بھی محبت ہو جائیگی اور ہر ایک حقوق محبت ادا کریگا اور ہر ایک دوسرے کا خیرخواہ اور مددگار رہیگا ۱۲ سید [۲] یعنے تمہارا کھانا حلال طریقہ کا ہونا چاہیئے کہ وہ متقیوں کے کھانے قابل ہو اور یہ بھی معنے ہیں کہ تم اپنا کھانا متقیوں ہی کو کھلانا تاکہ اسکے کھانے سے انمیں قوت عبادت بڑھے اور زیادہ عبادت کریں تو تمہیں بھی ثواب ہو اور بدکاروں کو نہ کھلانا تاکہ انمیں قوت گناہ بڑھیگی ۱۲ [۳] علما نے کہا ہے چونکہ انسان کی طبیعت تشبہ اور اقتدا پر پیدا کیگئی ہے اسلئے ایک کا دوسرے پر ضرور ہی اثر ہو جاتا ہے ۱۲

(۴۸۵) حضرت یزید بن نعامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص کسیکو بھائی بنائے تو اُس سے اُس کا نام اور اُسکے باپ کا نام اور یہ کہ وہ کس خاندان کا ہے سب پوچھ لے کیونکہ اس سے اور بھی زیادہ محبت ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۴۸۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایکروز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب عملوں سے زیادہ پیارا (اور پسندیدہ) کونسا عمل ہے ایک نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ ہے اور ایک نے کہا کہ جہاد ہے (پھر) آنحضور نے فرمایا یاد رکھو سب سے زیادہ پیارا عمل اللہ کے نزدیک اللہ کے واسطے محبت رکھنی اور اللہ کے واسطے بغض رکھنا ہے۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور ابو داؤد نے اخیر ہی جملہ[۱] نقل کیا ہے۔

(۴۸۷) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس بندہ نے کسی بندہ سے اللہ واسطے محبت رکھی تو پروردگار بزرگ و برتر اُسکی ضرور ہی تعظیم کریگا۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی

(۴۸۸) حضرت یزید کی بیٹی اسماء سے روایت کہ اُنھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ (صحابہ سے) فرماتے تھے کیا میں تمہیں سب سے بہتر لوگ نہ بتادوں صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (فرمائیے) آپنے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں کہ جب اُنہیں لوگ دیکھیں تو اللہ یاد آجائے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر دو بندے اللہ بزرگ و برتر کے سبب سے آپس میں محبت کریں حالانکہ ایک مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کر دیگا[۲] (پھر ہر ایک سے) فرمائیگا یہ وہی شخص ہے جس سے تو میرے سبب سے محبت رکھتا تھا۔

(۴۹۰) حضرت ابو رزین سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کیا میں تمہیں اِس امر (دین) کی اصل نہ بتادوں جسکے باعث تمہیں دنیا اور آخرت کی بھلائی ملجائے (وہ یہ کہ) تم ہمیشہ

---

[۱] یعنی یہی جملہ نقل کیا ہے کہ سب سے اچھا عمل اللہ کیلئے محبت اور بغض رکھنا ہے اور پہلے جو سوال و جواب مذکور ہوا ہے وہ نقل نہیں کیا ۱۲

[۲] یعنے ایک کو دوسرے کی سفارش کے لئے یا یہ کہ دونوں کو ساتھ بہشت میں داخل کرنے کیلئے اور فرمائیگا یعنے فرشتوں کی زبانی یا بلا واسطہ ہی فرمائیگا ۱۲

ذکر لوگوں کے پاس بیٹھا کرو اور جس وقت تنہا ہو تو جسقدر تم سے ہو سکے یاد الہی میں زبان ہلاتے رہا کرو اور اللہ ہی کے لیئے کسی سے محبت رکھو اور اللہ ہی کیلئے کسی سے بغض رکھو اے ابو رزین کیا تم جانتے ہو کہ جس وقت کوئی آدمی اپنے گھر سے اپنے بھائی (مسلمان) کی ملاقات کرنیکے لیئے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اسکے پیچھے پیچھے چلتے ہیں سب کے سب اسکے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار بیشک اسنے تیرے ہی وجہ سے ملاپ کیا ہے لہذا تو اسے (اپنی رحمت میں) ملالے (اے ابو رزین) اگر تم میں اس بات کی طاقت ہو کہ تم اپنا بدن اس کام میں لگا سکو تو اسے ضرور کرو۔

(۴۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا آنحضور نے فرمایا کہ بہشت میں یاقوت کے ستون ہونگے انکے اوپر زمرد کے بالاخانے بنے ہوئے ہونگے اُن بالاخانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہونگے وہ بالاخانے ایسے چمکینگے جیسے بہت روشن ستارہ چمکتا ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ انمیں کون لوگ رہینگے آپ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے لئے آپسمیں محبت رکھتے ہیں اور اللہ ہی کیلئے آپسمیں ہمنشینی کرتے ہیں اور اللہ ہی کے لیئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب آپسمیں کنارہ کشی کرنے اور دوستی چھوڑنے اور (دوسروں کے) عیبوں کے ڈھونڈنے کے ممنوع ہونیکا بیان

پہلی فصل (۴۹۲) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسی آدمی کیلئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی (مسلمان) کو تین[۳] دن[۱] چھوڑے رکھے کہ (اگر کہیں) دونوں ملجائیں تو وہ اس سے منہ پھیرتا ہے اور یہ اس سے منہ پھیرتا ہے اور ان دونوں میں اچھا[۲] وہ آدمی ہے جو پہلے سلام علیک کرلے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] اس تین دن کے قید سے سمجھ میں آتا ہے کہ تین دن تک ترک ملاقات حرام نہیں ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ لوگوں کی طبیعتوں میں چونکہ حمیت اور غصہ بیٹھا ہوا ہے اس لئے اس قدر معاف کردی گئی ۱۲۔ [۲] اس سے اسطرف اشارہ ہے کہ ترک ملاقات کا گناہ سلام علیک سے جاتا رہتا ہے اور اس سے کم کافی نہیں ہوسکتا لہذا اسلام علیک ضرور کرلینی چاہیئے تاکہ حق مسلمانی ہاتھ سے نہ جائے ۱۲۔

(۴۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اپنے تئیں بدگمانی سے بچایا کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے[۱] اور نہ تم ایک دوسرے کے عیب ڈھونڈا کرو اور نہ جاسوس بنا کرو اور نہ بھاؤ بڑھا کر دھوکا دیا کرو اور نہ آپس میں بغض رکھا کرو اور نہ ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے بُرائی کیا کرو اور تم سب اللہ کے بندے (آپس میں) بھائی بنے رہو اور ایک روایت میں یوں ہے اور نہ تم حرص کیا کرو۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پیر اور جمعرات کے دن بہشت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں[۲] اور ہر ایک بندے کیلئے جسنے اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا ہو بخشش کردی جاتی ہے سوائے اُس آدمی کے کہ اُسکے اور اُسکے بھائی (مسلمان) کے درمیان کچھ دشمنی ہو اور ان دونوں کے حق میں کہدیا جاتا ہے کہ انہیں (ایسے ہی) چھوڑے رکھو یہانتک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کرلیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۹۵) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ہفتہ[۳] میں لوگوں کے عمل دو مرتبہ اللہ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں (یعنے) پیر کے دن اور جمعرات کے دن اور ہر مسلمان بندہ کی مغفرت کردیجاتی ہے سوائے اُس بندے کے کہ اُسکے اور اُسکے بھائی (مسلمان) کے درمیان دشمنی ہو انکی بابت کہدیا جاتا ہے کہ جبتک یہ دونوں دشمنی سے باز نہ آئیں انہیں چھوڑے رکھو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۴۹۶) عقبہ بن ابو معیط کی بیٹی ام کلثوم کہتی ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جھوٹا وہ شخص نہیں ہوتا جو لوگوں میں صلح کرادے اور اچھی بات کہے اور اچھی بات پہنچائے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم نے یہ زیادہ بیان کیا ہے ام کلثوم کہتی ہیں میں نے آنحضور یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی نہیں سُنا کہ کسی بات میں لوگوں کو جھوٹ بولنے کی اجازت دیتے ہوں سوائے جنگ[۴] کے اور لوگوں

---

[۱] اسلئے کہ جب کوئی کسی پر بدگمانی کرلیتا ہے تو خود اُسکے موافق اُسپر حکم کرلیتا ہے کہ ضرور ایسا ایسا ہوگا اور چونکہ وہ درحقیقت ایسا نہیں ہوتا لہٰذا اُس کا حکم جھوٹ ہو جاتا ہے ۱۲ [۲] یعنے ان دونوں دنوں میں چونکہ نزول رحمت اور باعث مغفرت زیادہ ہوتا ہے اسلئے بہشت کے بالاخانے اور درجے کھولدیئے جاتے ہیں ۱۲ [۳] اس حدیث میں لفظ جمعہ کا ہے چونکہ ہفتہ جمعہ پر تمام ہوتا ہے اسلئے عرب میں ہفتہ کا اطلاق جمعہ ہی پر کردیتے ہیں ۱۲ [۴] یعنے جنگ میں کوئی ایسی باتیں کہے جس سے مسلمانوں کی قوت ظاہر ہو اور مسلمانوں کے لشکری لوگوں کے دل قوی ہوں اور دشمن فریب میں آجائے اگرچہ بات جو کہی ہے درحقیقت خلاف ہی ہو ۱۲ -

میں صلح کرانیکے اور (صلح ہی کے لئے) مرد کی اُسکی بیوی سے اور بیوی کی اُسکے خاوند سے بات کہنے کے اور حضرت جابرؓ کی حدیث "(جسکا شروع یہ ہے) کہ شیطان بیشک نا اُمید ہوگیا ہے" وسوسہ کے باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۴۹۷) یزید کی بیٹی حضرت اسماؓ کہتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جھوٹ بولنا (کسی جگہ) درست نہیں ہے ہاں تین موقعوں میں (ایک تو) مرد کا جھوٹ بولنا اپنی بیوی سے اُسے راضی کرنیکیلئے اور (دوسرے) جہاد میں جھوٹ بولنا اور (تیسرے) لوگوں کے درمیان صلح کرانیکیلئے جھوٹ بولنا (یہ درست ہیں) یہ حدیث امام احمدؒ اور ترمذیؒ نے نقل کی ہے۔

(۴۹۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسی مسلمان کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ (اپنے بھائی) مسلمان کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے بلکہ جس وقت اُس سے ملے تو اُسے تین مرتبہ سلام علیک کرے اگر وہ ہر مرتبہ اُسے جواب نہ دیگا تو وہ گناہ[۱] لیکر پھریگا۔ یہ حدیث ابوداؤدؒ نے نقل کی ہے۔

(۴۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسی مسلمان کیلئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ (اپنے بھائی (مسلمان) کو تین دن سے زیادہ[۲] چھوڑے رکھے اور جس شخص نے تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھا اور مرگیا تو وہ دوزخ میں جائیگا یہ حدیث امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے نقل کی ہے۔

(۵۰۰) حضرت ابوخراش سُلمیؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جس شخص نے اپنے بھائی (مسلمان) کو ایک سال چھوڑے رکھا تو وہ مثل[۳] خون کرنیکے گنہگار ہے یہ حدیث ابوداؤدؒ نے نقل کی ہے۔

(۵۰۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کے لئے کسی مسلمان کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھنا درست نہیں ہے اگر اُسپر تین دن گذر گئے تو اُسے چاہیئے کہ اُس سے ملاقات کرے اور سلام علیک کرے اگر اُس نے اسے سلام کا جواب دیدیا تو ثواب[۴] میں دونوں شریک

---

[۱] یعنے جسنے سلام کا جواب نہیں دیا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جسنے سلام علیک کرلی وہ ترک ملاقات کے گناہ سے بچ گیا اور جسنے جواب بھی نہیں دیا اسکا گناہ بلکہ اُس دوسرے کا بھی گناہ اسکی گردن پر رہا ۱۲ [۲] یعنے اگرچہ ایک ساعت ہی ہو اور پھر وہ مرجاتا تو یہ کیفیت ہے تو یہ دوزخ میں جائیگا ۱۲ [۳] یعنے ترک ملاقات کا گناہ اور خون کرنیکا گناہ دونوں قریب قریب ہیں ۱۲ [۴] یعنے ثواب ملجانے میں دونوں شریک ہوگئے پہلا تو اس لئے کہ اُسنے غصہ کو چھوڑکر اول سلام علیک کی اور دوسرا اسلئے کہ اُسنے سلام علیک قبول کرکے اسکا جواب دیدیا ۱۲۔

ہو گئے اور اگر اُس نے سلام کا جواب دیا تو وہ گناہ لیکر پھرا اور یہ سلام کرنیوالا ترک ملاقات کے گناہ سے نکل گیا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۰۲) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کیا میں تمہیں روزے اور صدقہ اور نماز سے درجہ میں بڑھی ہوئی کوئی چیز نہ بتادوں ابودرداء کہتے ہیں ہمنے کہا ہاں فرمایئے آپنے فرمایا کہ وہ آپسمیں صُلح کرانی ہے اور آپسمیں فساد کرنا یہ مونڈنے والا (یعنے نیکیوں کو کھو دینے والا) ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

(۵۰۳) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تمسے پہلی اُمتوں کی بیماریاں (یعنے) حسد اور بغض تمہاری طرف چلی آئی ہیں (یاد رکھو کہ) وہ مونڈنے والی ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہیں بلکہ وہ دین کو مونڈ دیتی ہیں[۱]۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۰۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ تم اپنے تئیں حسد سے بچانا کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تم اپنے تئیں آپسمیں بُرائی ڈالنے سے بچاتے رہنا کیونکہ یہ دین کو برباد کر دینے والی ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۵۰۶) حضرت ابوصرمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسیکو ضرر دے تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرر دیگا اور جو شخص کسی پر مشقت ڈالے اللہ تعالیٰ اُسپر مشقت ڈالیگا۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۰۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص کسی مسلمان کو ضرر دے یا اسکے ساتھ مکر کرے تو وہ ملعون ہے[۲]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

---

[۱] یعنے جیسے کہ اُسترہ بالوں کو جڑ سے مونڈ دیتا ہے اسیطرح آپسمیں فساد کرنا بھی دین کو جڑ سے کھو دیتا ہے مقصود آنحضور کا اس سے دفع فساد اور صُلح کرانے پر رغبت دلانی ہے اور آپسمیں فساد ڈالنے سے نفرت دلانی ہے ۱۲ [۲] یعنے ایسا شخص رحمت الٰہی اور قُرب درگاہ سے بہت دور ڈالدیا جاتا ہے جو ظاہر و باطن میں لوگوں کو ضرر پہنچائے۔ ۱۲

(۵۰۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا اے اُن لوگوں کی جماعت جو زبانی مُسلمان ہیں اور اُنکے دل تک ابھی ایمان نہیں پہنچا ہے تم پکے مسلمانوں کو تکلیف مت دیا کرو اور نہ انہیں عار دلایا کرو اور نہ انکے عیبوں کے پیچھے پڑا کرو اسلیئے کہ جو شخص کسی اپنے بھائی مسلمان کے عیب کے پیچھے پڑیگا تو اللہ تعالیٰ اُسکے عیب کے پیچھے پڑیگا[۱] اور جس شخص کے عیب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑ گیا تو وہ اُسے ذلیل کر دیگا اگرچہ وہ شخص (لوگوں سے چھپا ہوا) اپنے گھر ہی میں کیوں نہو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۵۰۹) حضرت سعید بن زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ مسلمان کی آبرو ریزی میں ناحق زبان درازی کرنی سب سے بڑا[۲] سود ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے

(۵۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جنکے ناخن تانبے کے تھے وہ اُن سے اپنے مونہوں اور سینوں کو نوچتے تھے میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ وہی لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں[۳] اور انکی آبروریزی میں پڑے رہتے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۱۱) حضرت مستورد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے جس شخص نے کسی مسلمان آدمی (کی غیبت کرنے) کے سبب سے ایک لقمہ کھا لیا تو بیشک اللہ تعالیٰ اُسے اُسیقدر دوزخ کی آگ کھلائیگا اور جو شخص کسی مسلمان آدمی (کی اہانت کرنے) کے سبب سے کسیکو کوئی کپڑا پہنائے تو بیشک اللہ تعالیٰ اُسے اُسیقدر دوزخ کی آگ کا کپڑا پہنائیگا اور جو شخص کسیکے سُنانے یا دکھلانے[۴] کیلئے کسی جگہ کھڑا ہو گا تو بیشک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی (برائیاں) سُنانے اور دکھلانے کے لئے کھڑا ہو گا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۵۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نیک گمان عبادات حسنہ سے ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۱۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ (راستہ میں ایک تبہ) حضرت صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا

---

[۱] یعنے آخرت میں اللہ تعالیٰ اُسکی عیبوں کو ظاہر کر دیگا لہذا اس سے بچنا چاہیئے [۲] یعنے بہ نسبت اور سودوں کی حرمت اور گناہ میں یہ سب سے بڑا سود ہے اور ناحق کی قید اسلیئے ہے کہ بعض اوقات آبروریزی میں زبان درازی کرنی مباح بھی ہوتی ہے جیسے کہ کسیکا کوئی حق نہ دیتا ہو تو وہ اُسے ظالم کہہ سکتا ہے ۱۲ لمعات [۳] یعنے انکی غیبت کرتے اور برا کہتے تھے اور اس کے سبب سے انکی آبروریزی کرتے ہیں ۱۲ [۴] یعنے اپنی تعریف کرنے اور خوبیاں دکھانے کے لیئے کھڑا ہوتا کہ لوگ اُسے بڑا آدمی سمجھکر اُسکے معتقد ہوں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کریگا ۱۲

تھا اور حضرت زینبؓ کے پاس سواری زیادہ تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ سے فرمایا کہ تم انہیں ایک اونٹ دیدو وہ (تعجب سے) بولیں کیا میں اس یہودیہ[1] کو دیدوں آنحضور (یہ سنکر بہت) ناراض ہوئے اور ماہ ذی الحجہ اور محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک انہیں چھوڑے رکھا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور حضرت معاذ بن انس کی حدیث "جس کا شروع یہ ہے کہ جس شخص نے مومن کی حمایت کی" شفقت و رحمت کے باب میں مذکور ہو چکی ہے

تیسری فصل

(۵۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عیسیٰ بن مریم نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے اس سے فرمایا کہ تو نے چوری کی ہے وہ بولا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے (میں نے) ہرگز (چوری) نہیں (کی) حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ کی (قسم کھانے کی وجہ سے تیری بات کی) تصدیق کرتا ہوں اور اپنے تئیں جھٹلاتا ہوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (بعضا) فقر کفر ہونے کے قریب ہو جاتا ہے اور (بعضا) حسد تقدیر پر غالب[2] آنے کے قریب ہو جاتا ہے۔

(۵۱۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی اپنے بھائی (مسلمان) سے عذر خواہی کرے اور وہ اسے معذور نہ سمجھے یا اس کا عذر قبول نہ کرے تو اسے محصول لینے والے کے برابر گناہ ہوگا۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں اور کہا ہے کہ مکاس عشر لینے والے کو کہتے ہیں۔ (اور یہ لوگ بہت ظلم کرتے ہیں)

باب بچنے اور کاموں میں تحمّل کرنے کا بیان

پہلی فصل

(۵۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] حضرت صفیہ حیی بن اخطب یہودی کی بیٹی تھیں جو بنی اسرائیل میں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا حضرت صفیہ اول کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں رہیں جب وہ جنگ خیبر میں مارا گیا اور یہ پکڑی ہوئی آئیں تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسے نکاح کر لیا تھا ازواج مطہرات انسے کچھ کنارہ کشی سے رہتی تھیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زجر و توبیخ کے لئے تین دن سے زیادہ بھی ترک ملاقات کرنی جایز ہے ۱۲

[2] یعنے اگرچہ غالب نہیں آسکتا لیکن بالفرض اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آتی اور اسے بدل دیتی تو وہ حسد ہوتا اور بعضوں نے یہ معنے بھی کہے ہیں کہ حاسد کا گمان یہ ہوتا ہے کہ حسد عنقریب تقدیر کو بدل دیگا ۱۲ مجمع

فرماتے تھے کہ مسلمان کو ایک سوراخ میں سے کوئی (سانپ اور بچھو وغیرہ) دو مرتبہ نہیں کاٹ سکتا[1]۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۱۸) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ عبدالقیس کے سردار) اشج سے فرمایا تھا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ بھی پسند کرتا ہے۔ ایک بردباری دوسرے (کام کرنے میں) دیر کرنی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۵۱۹) حضرت سہل بن سعد ساعدی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (کاموں میں) دیر کرنی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور جلدی کرنی شیطان کی طرف سے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور بعض محدثین نے (اس حدیث کے) راوی عبدالمہیمن بن عباس کے حق میں باعتبار اُن کے حافظے کے گفتگو کی ہے (کہ انکا حافظہ اچھا نہ تھا)۔

(۵۲۰) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بردبار لغزش ہی والا ہوتا ہے اور حکیم تجربہ ہی والا ہوتا ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۲۱) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے وصیت کیجئے آپ نے فرمایا تم ہر کام کا انجام سوچ کر اسے شروع کیا کرو اگر اسکے انجام میں بھلائی دیکھو تو کر لیا کرو اور اگر کچھ گمراہی کا اندیشہ ہو تو اُس سے رُک جایا کرو۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۵۲۲) مصعب بن سعد نے اپنے والد سعد سے نقل کی ہے اعمش (اس حدیث کے) راوی فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے منقول ہونی ہی سمجھتا ہوں (کہ آنحضور نے) فرمایا ہے سوائے عمل آخرت کے ہر کام میں آہستگی کرنی بہتر ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۲۳) حضرت عبداللہ بن سرجس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نیک چلنی اور (ہر کام میں) آہستگی کرنی اور میانہ روی کرنی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ہر ایک ایک حصہ ہے

---

[1] یعنے مسلمانوں کو اپنے ہر کام میں ہشیار رہنا چاہیئے خاصکر امر دین میں کہ اگر ایک جگہ سے کوئی تکلیف وغیرہ پہنچ جائے تو پھر اُسکے پاس ہی نہ جائے ۱۲ یعنے جو شخص گناہ میں پڑا ہوا اور امور قلات شرعیہ اُسنے کئے ہوں تو وہ اس بات کو پسند کریگا کہ لوگ اُسکی باتیں چھپائیں اور معاف کریں اور معاف کیجئے پھر خود ہی عادہ کرکے بردباری اختیار کریگا ۱۲ یعنے جو کام تم شروع کرنا چاہو تو پہلے اُسکا انجام سوچ لو تب شروع کرو ۱۲۔

یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے —

(٥٢٤) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو کہ نیک عادت[١] اور نیک چلنی اور میانہ روی (انمیں سے) ہر ایک نبوت کا پچیسواں حصہ ہے — یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے —

(٥٢٥) حضرت جابر بن عبد اللہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جسوقت کوئی شخص کوئی بات (پوشیدہ کرنے کے قابل) کہے اور پھر چلا جائے تو وہ امانت[٢] ہے (تم بھی کسی سے نہ ذکر کرو) یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے —

(٥٢٦) حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو الہیثم بن تیہانؓ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے وہ بولے نہیں آپ نے فرمایا کہ جسوقت ہمارے پاس غلام آئیں تو تم ہمارے پاس آجانا پھر کوئی شخص دو غلاموں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اسیوقت آپکے پاس ابو الہیثم بھی آگئے آنحضور نے اُن سے فرمایا تم ان دونوں میں سے چھانٹ لو انھوں نے کہا یا نبی اللہ میرے لئے تو آپ ہی چھانٹ دیجئے آپ نے فرمایا (چونکہ) جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار (کی طرح) ہوتا ہے (پس میں کہتا ہوں کہ) تم یہ غلام لیلو کیونکہ میں نے خود اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے (لہذا یہ مسلمان ہے تمہیں فائدہ دیگا) اور تم اسکے حق میں احسان کرنیکی بھی وصیت قبول کرلو (یعنے اسکے ساتھ احسان کرتے رہنا) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے —

(٥٢٧) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجلسوں کی باتیں امانت سے رکھنی چاہئیں مگر تین مجلسوں کی (تین باتیں) ایک حرام خونریزی دوسرے زنا کاری تیسرے[٣] ناحق کسی کا مال لوٹنا (انکا قاضی کے روبرو چھپانا گناہ ہے) — یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے — اور حضرت ابو سعید کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے) کہ سب سے بڑی امانت مباشرت کے باب کی پہلی فصل میں مذکور ہو چکی ہے —

تیسری فصل

(٥٢٨) حضرت ابو ہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں

---

[١] نیک عادت اور نیک چلنی میں یہ فرق ہے کہ نیک عادت احوال باطنہ سے تعلق رکھتی ہے اور نیک چلنی احوال ظاہرہ سے اور دونوں طریقت میں ایسی ہیں جیسے شریعت میں ایمان اور اسلام ہیں اور ان دونوں کا جمع ہونا نور علی نور ہے اور انہیں سے حقیقت تمام ہو جاتی ہے ١٢ [٢] یعنے بہ نسبت مجلس والوں کے جنہوں نے وہ بات سنی ہے اسکا حکم امانت جیسا ہے لہذا انہیں چاہیئے کہ اسکی حفاظت کریں اور خیانت کرکے اسکی شہرت نہ دیں [٣] یعنے اگر کوئی شخص مجلس میں کسی کو ارادہ کرتے ہوئے دیکھے یا سنے تو چاہیئے کہ [illegible] لوگوں کو ضرور پہنچادے تاکہ وہ بچ جائیں اور اسکا انتظام کریں ١٢

آپ فرماتے تھے کہ جب وقت اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کر لیا تو اس سے فرمایا کھڑی ہو وہ کھڑی ہو گئی پھر اس سے فرمایا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی پھر اس سے فرمایا آگے بڑھ وہ آگے بڑھ گئی پھر فرمایا کہ بیٹھ وہ بیٹھ گئی پھر اس سے فرمایا کہ میں نے ایسی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی کہ وہ تجھ سے بہتر ہو اور نہ تجھ سے کوئی افضل ہے اور نہ کوئی تجھ سے اچھی ہے تیری ہی وجہ سے میں مواخذہ کرونگا اور تیری ہی وجہ سے میں بخشش کرونگا اور تیری ہی وجہ سے مجھے مخلوق پہچانیگی اور تیری ہی وجہ سے میں غصہ ہونگا اور تیری ہی وجہ سے ثواب ہوگا اور تجھ ہی پر عذاب ہوگا۔ اس حدیث میں بعضے علماء نے کچھ گفتگو کی ہے۔

(۵۲۹) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک آدمی نمازی اور روزہ دار اور زکوٰۃ دینے والا اور حج اور عمرہ کرنے والا ہوتا ہے (راوی کہتے ہیں) یہاں تک کہ آنحضور نے بھلائی کی تمام قسمیں ذکر کر دیں اور فرمایا لیکن قیامت کے دن اسے اسکی عقل[1] ہی کے موافق ثواب دیا جائیگا۔

(۵۳۰) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ اے ابوذر (ہر کام کی) تدبیر[2] (سوچنے) کی برابر کوئی عقل نہیں اور (سوال سے) رکنے کی برابر کوئی پرہیزگاری نہیں ہے اور خوش خلقی کی برابر اور کوئی فضیلت نہیں ہے۔

(۵۳۱) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خرچ کرنے میں میانہ روی کرنی نصف زندگانی (کا سرمایہ) ہے اور لوگوں سے دوستی کرنی نصف عقل ہے اور اچھی طرح سوال کرنا نصف علم ہے۔ یہ چاروں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب مہربانی کرنے اور حیا کرنے اور خوش خلقی کرنے کا بیان ـ پہلی فصل

(۵۳۲) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ظاہر حدیث سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ عقل مجسم پیدا کی گئی ہے جیسے موت بھی مینڈھے کی صورت کر کے بہشت و دوزخ کے درمیان ذبح کر دی جائیگی ۱۲ مرقات [1] وجہ اسکی یہ ہے کہ اس نے عقل ہی کی وجہ سے ہر کام کو موقعہ مناسب پر کیا ہے کیونکہ عقلمند بسا اوقات ایک رکعت ایسی پڑھ لیتا ہے کہ وہ ایک ہی رکعت ہزار رکعتوں کے برابر ثواب میں ہو جاتی ہے کہ اگر اور وقت میں ہزار رکعتیں پڑھتا تب اتنا ثواب ملتا ۱۲ اسید [2] اصل میں تدبیر معنے ہر کام کے انجام کو دیکھنے کے ہیں مطلب اس جملہ کا یہ ہے کہ جس عقل میں یہ صفت ہو کہ وہ کام کے انجام کو دیکھے تو وہ سب عقلوں سے بہتر ہے ۱۲

فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ مہربان ہے[1] وہ مہربانی کرنیکو پسند کرتا ہے[2] اور مہربانی کرنیکی وجہ سے اسقدر دیتا ہے کہ سختی پر اور اسکے سوا اور چیز پر اتنا نہیں دیتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضرت نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تم اپنے اوپر نرمی کرنی لازم رکھنا اور اپنے تئیں سختی اور بیحیائی سے بچانا کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسکو زینت دار کر دیتی ہے اور جس چیز میں سے یہ نکل جاتی ہے اسی کو عیب دار کر دیتی ہے۔

(۵۳۳) حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص نرمی (اور مہربانی) کرنے سے محروم رہتا ہے وہ تمام بھلائی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۳۴) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو حیا (کے چھوڑنے) کے لئے نصیحت کر رہا تھا آنحضرت نے (اس سے) فرمایا کہ اسے چھوڑ کیونکہ حیا تو ایمان کا جزو ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۳۵) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حیا (والے سے) بھلائی ہوتی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حیا کی سب قسمیں بہتر ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۳۶) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کچھ پہلے انبیاء کا کلام جو لوگوں کو ملا ہے (وہ یہ مصرع) اِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ہے (ترجمہ) جب تجھے حیا نہ رہے تو تو جو چاہے کر۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۳۷) حضرت نواس بن سمعان کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کو پوچھا آپنے فرمایا نیکی خوش خلقی ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور اسپر لوگوں کے مطلع ہونیکو تم برا سمجھو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے اپنے بندوں پر آسانی چاہتا ہے سختی یا دشواری نہیں چاہتا اور ایسے کام کی تکلیف نہیں دیتا جو ان سے ہو نہ سکیں [2] اور مہربانی کرنیکو پسند کرتا ہے یعنے بندوں کے آپس میں مہربانی کرنے سے راضی اور خوش ہوتا ہے ۱۲ [3] یعنے یہ کہتا تھا کہ زیادہ حیا نہ کرنی چاہئیے کیونکہ اس کیوجہ سے آدمی رزق اور علم سے رک جاتا ہے چنانچہ یہ مضمون ایک روایت میں بھی آیا ہے آنحضرت نے اس سے منع فرمایا کہ یہ سمجھنا اچھا نہیں ہے ۱۲ [4] یعنے بغیر تغیر و تبدیل کے جو لوگوں کو پہونچا ہے اور اسکا حکم تا ہنوز باقی ہے وہ یہ مصرع ہے اور مقصود اس مصرع سے خبر ہے یعنے جب کسی کی حیا جاتی رہتی ہے تو وہ جو چاہے کیا کرتا ہے یا یہ کہ امر کا صیغہ ڈرانے کیلئے فرمایا ۱۲ [5] یہ حکم اس شخص کیلئے ہے جسکا سینہ خدا تعالےٰ نے اسلام کیلئے کھولدیا ہو اور اس مسئلہ میں انکار شارع نہ ہو اور علماء کے اقوال مختلف ہوں۔

(۵۳۸) حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے نزدیک تم میں پیارا وہ آدمی ہے جو تم سب میں خوش اخلاق ہو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۳۹) حضرت عبداللہ بن عمروؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سب میں بہتر وہ آدمی ہے جو تم سب میں خوش اخلاق ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۵۴۰) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو (اللہ کی طرف سے) کچھ نرمی کا حصہ دیدیا گیا ہو تو (گویا) اُسے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا حصہ دیدیا گیا اور جو شخص اس نرمی کے حصہ سے محروم رہا تو وہ (گویا) دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصہ سے محروم رہا۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۵۴۱) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (بُرے کاموں سے) شرم رکھنی ایمان کی جز ہے اور ایمان (دار آدمی) بہشت میں جائیگا اور فحش بکنا (یعنے بیحیائی) ظلم کا جزو ہے اور ظلم (کرنیوالا) دوزخ میں جائیگا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۴۲) قبیلہ مزینہ کا ایک آدمی کہتا ہے کہ صحابہ نے (آنحضورؐ سے) پوچھا یا رسول اللہ انسان کو جسقدر چیزیں ملی ہیں اُنمیں سب سے بہتر کیا چیز ہے آنحضورؐ نے فرمایا خوش خلقی۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور شرح السنہ میں اسامہ بن شریک سے نقل کی ہے۔

(۵۴۳) حضرت حارثہ بن وہبؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہشت میں جواظ اور جعظری نہیں جائینگے راوی کہتے ہیں کہ جواظ سخت عادت[1] کو کہتے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے اپنی سنن میں نقل کی اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور جامع الاصول والے نے اپنی کتاب میں حضرت حارثہ سے نقل کی ہے اور اسیطرح حارثہ سے شرح السنہ میں نقل کی ہے اس طرح کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ جواظ جعظری بہشت میں نہیں جائیگا لوگ جعظری (بھی) سخت عادت[2] ہی کو کہتے ہیں اور مصابیح کے نسخوں میں عکرمہ بن وہب سے منقول ہے اور اسکے الفاظ یوں ہیں راوی کہتے ہیں اور جواظ وہ

---

[1] یعنے اللہ کی اطاعت اور بندوں کے حقوق پورے طور سے ادا کرتا ہو ۱۲ [2] یعنے جو جواظ کے معنے ہیں وہی جعظری کے معنے ہیں۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جواظ اور جعظری دونوں کے معنے ایک ہی ہیں اور بعضی روایتوں سے دونوں کے معنوں میں فرق معلوم ہوتا ہے حاصل یہ کہ یہ دونوں لفظ معنوں میں قریب ہیں ۱۲۔

شخص ہے جو مال جمع کرے اور اوروں کو نہ دے اور جعظری سخت عادت (والے آدمی) کو کہتے ہیں۔

(۴۳۹ ۵) حضرت ابو درداء نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن سب سے بھاری چیز جو مومن کی ترازو میں رکھی جائیگی وہ خوش خلقی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ فحش بیہودہ بکنے والے سے دشمنی رکھتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداؤد نے پہلا ہی جملہ نقل کیا ہے۔

(۴۴۰ ۵) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کامل مومن خوش خلقی کی وجہ سے رات کو نماز پڑھنے والے اور دنکو روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۴۶ ۵) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم جہاں رہو اللہ سے ڈرتے رہنا اور گناہ کے بعد میں نیکی (ضرور) کر لینا تاکہ یہ اُس گناہ کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے معاملہ کرنا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۴۴۷ ۵) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتادوں کہ (جسکا) آگ پر (جلنا) حرام ہوا اور ایسا شخص کہ اُس پر آگ (جلنی) حرام ہو (یاد رکھو) ہر ایک ایسے آدمی پر جو نرم طبیعت ہو لوگوں سے ملنے جلنے والا ہو نرم عادت ہو اُس پر آگ حرام ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۴۸ ۵) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ مومن بھولا سخی ہوتا ہے اور فاجر دغا باز بخیل ہوتا ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

ف۵ دوسرا جملہ اسکے مقابلہ میں لانے سے معلوم ہوا کہ بدخلقی میزان اعمال میں بہت ہی ہلکی ہوگی ۱۲۔

ف۵ سہل جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ حسن خلق کا ادنےٰ درجہ یہ ہے کہ لوگوں کی تکلیف برداشت کرے اور اُن سے بدلہ نہ لے بلکہ ظالم سے بھی درگزر کرکے اُسکے لیے استغفار کرے اور اسکے عوض اُسپر نرمی کرے غصہ بالکل نہ ہو ۱۲ ف۵ یعنے باوجود ملے جلے رہنے کے لوگوں سے نرمی اور خوش اخلاقی کے ساتھ رہے ۱۲۔

(۵۴۹) حضرت مکحول کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان نرم دل اور نرم عادت مثل[1] اونٹ مہار دار کے ہوتے ہیں کہ اگر اسے کھینچو تو کھینچ آئے اور اگر بٹھلاؤ تو پتھر پر (بھی) بیٹھ جائے۔ یہ حدیث ترمذی نے ارسال کے طور پر نقل کی ہے۔

(۵۵۰) حضرت ابن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ وہ مسلمان جو لوگوں سے[2] ملتا ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے اس شخص سے بہتر ہے جو لوگوں سے نہ ملے اور نہ ان کی تکلیفوں پر صبر کرے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۵۱) حضرت سہل بن معاذ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنا غصہ جاری کر دینے پر قادر ہو کر اسے روک لے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے روبرو اسے بلائیگا[3] اور یہ اختیار دیدیگا کہ حوروں میں سے جون سی چاہے پسند کر لے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں سوید بن وہب سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی اولاد میں سے ایک آدمی سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے کہ آنحضور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اسکے دل کو امن ایمان سے بھر دیگا اور حضرت سوید کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے) جسنے خوبصورتی کے کپڑے پہننے چھوڑ دئیے "کتاب اللباس" میں گذر چکی ہے۔

تیسری فصل

(۵۵۲) حضرت زید بن طلحہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر دین میں ایک صفت ہوا کرتی ہے اور اسلام میں عمدہ صفت حیا ہے۔ یہ حدیث امام مالک نے ارسال کی طور پر نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے حضرت انس اور حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے۔

(۵۵۳) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں جب ان میں سے ایک اٹھا دیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے اور حضرت ابن عباس کی

---

[1] یعنے مومن احکام شرع پر اونٹ مہار دار کی طرح چلتا ہے کہ اپنا کچھ اختیار نہیں رکھتا اور تکلیفوں کو برداشت کیا کرتا ہے ۱۲ [2] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے ملے رہنا گوشہ نشینی سے بہتر ہے اور بہت سی روایتیں ایسی بھی آئی ہیں جن میں تنہا رہنے کی فضیلت ہے علماء کرام نے کہا تحقیق بات یہ ہے کہ یہ حکم اختلاف زمانوں کے اور مکانوں کے اور لوگوں کی وجہ سے مختلف ہے کہ کبھی تنہا رہنا افضل ہوتا ہے اور کبھی لوگوں سے ملے رہنا افضل ہوتا ہے ۱۲ [3] یعنے لوگوں میں اسکی شہرت دیگا اور سب کے سامنے اسکی تعریف کر کے فخر کریگا اور اختیار دینے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اسے بڑا مرتبہ دیکر بہشت میں داخل کر دیگا ۱۲

روایت میں یوں ہے کہ جب ان میں سے ایک دور کیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اسکے پیچھے چلا جاتا ہے - یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے -

(۵۵۳) حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں نے (یمن جانیکے لیئے) اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو سب سے آخر وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کی اور فرمایا اے معاذ تم لوگوں کے لیئے اپنی عادت اچھی رکھنا (تیز نہ کرنا) - یہ حدیث امام مالک نے نقل کی ہے -

(۵۵۴) حضرت امام مالک کو یہ بات پہونچی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں اچھی عادتوں کو پورا کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں - یہ حدیث امام مالک نے مؤطا میں نقل کی ہے اور حضرت امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کی ہے

(۵۵۶) حضرت امام محمد باقر کے بیٹے جعفر نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو یہ پڑھتے الحمد للہ الذی حسن خلقی وخُلُقی وزان منی ما شان من غیری (ترجمہ) سب تعریفیں اسی اللہ کیلئے ہیں جسنے میری خلقت اور عادت اچھی بنائی اور میری وہ چیزیں زینت دار بنائیں جو میرے سوا اوروں کی عیب دار بنائیں - یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں ارسال کے طور پر نقل کی ہے -

(۵۵۷) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے اللّٰھم احسنت خلقی فاحسن خلقی (ترجمہ) یا الٰہی تو نے میری پیدائش اچھی بنائی ہے میری عادت بھی اچھی رکھ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے -

(۵۵۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کیا میں تمہیں تم میں سب سے بہتر لوگ نہ بتادوں انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (فرمائیے) آپ نے فرمایا تم میں بہتر

ف : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا اور بھیجتے وقت بہت سی نصیحتیں کی تھیں اور انکو سوار کر کے تھوڑی دور تک پہنچانے کے لیئے آپ پیادہ پا تشریف لے گئے اسی وقت یہ بھی نصیحت کی تھی جیسے حضرت معاذ بیان کرتے ہیں ۱۲ ف : یعنے بعضے آدمیوں میں بعض چیزیں ناقص بنا دی ہیں کسی کے ایک ہاتھ نہیں کسی کے ایک پاؤں نہیں علی ہذا القیاس اور مجھے ان عیبوں سے صحیح و سالم رکھا ۱۲ -

فرمایا تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جنکی عمریں[۱] زیادہ ہوں اور عادتیں اچھی ہوں۔ یہ حدیث امام احمدؒ نے نقل کی ہے۔

(۵۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایمان کے اعتبار سے سب سے کامل مسلمان وہ ہے جو سبھوں سے زیادہ خوش اخلاق ہو یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابوبکر کو بُرا کہنے لگا اور اُسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم (بھی) وہیں بیٹھے ہوئے تعجب[۲] سے مسکرا رہے تھے جب اُس آدمی نے بہت ہی زیادتی کی تو حضرت ابوبکر نے اُسکی بعضی باتوں کا جواب[۳] دیدیا اُسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوکر کھڑے ہوگئے (یعنے وہاں سے چلدیئے) حضرت ابوبکر آپکے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ مجھے بُرا کہتا رہا تو آپ بیٹھے رہے اور جب میں نے اُسکی بعضی باتوں کا جواب دیدیا تو آپ غصہ ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے آپنے فرمایا (کہ جسوقت تک تم نے اُسے جواب نہیں دیا تھا تو) تمہارے ساتھ فرشتہ تھا وہ اُسے جواب دے رہا تھا اور جسوقت تم نے اُسے جواب دیدیا تو شیطان بیچ میں آن بڑا پھر فرمایا اے ابوبکر تین باتیں ہیں وہ سب کی سب حق ہیں (ایک تو یہ کہ) جس بندہ پر کوئی ظلم کرے اور وہ اس سے اللہ بزرگ و برتر کی رضامندی کیلئے چشم پوشی کر جائے تو اللہ تعالیٰ اِسکے سبب سے اُسکی مدد ضرور ہی زیادہ کریگا اور (دوسرے یہ کہ) جس شخص نے بخشش کا دروازہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنیکے ارادہ سے کھولا تو اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُس کا مال ضرور ہی زیادہ کریگا اور جس شخص نے سوال کرنیکا دروازہ فقط اپنا مال بڑھانے کے ارادہ سے کھولا تو اللہ تعالیٰ اِسکے باعث اسکے ہاں ضرور ہی کمی کر دیگا۔ یہ حدیث امام احمدؒ نے نقل کی ہے۔

(۵۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جس گھر والوں کے ساتھ مہربانی کرنا چاہتا ہے تو انہیں اسکے باعث نفع دیدیتا ہے اور جنھیں اس سے محروم کرنا چاہتا ہے تو انہیں اسکے باعث تکلیف دیدیتا ہے۔ یہ حدیث بیہقیؒ نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب غصّہ اور تکبر کرنے کا بیان

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ عمر دراز مسلمان کو مبارک ہے اور حقیقت میں عمر درازی وہی ہے جو کار خیر میں مشغول رہے ورنہ بوجہ زیادتی گناہوں کے اور زیادہ سزا ملیگی ۱۲ [۲] یعنے اُس شخص کی بیحیائی اور بُرا کہنے کے سبب سے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تعجب کرتے تھے یا حضرت ابوبکر کے صبر کرنیکی وجہ سے تعجب کرتے تھے ۱۲ [۳] یعنے اُسکے مقابلہ میں کچھ حضرت ابوبکر نے بھی بُرا کہا ۱۲۔

پہلی فصل (۵۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا تم غصہ نہ ہوا کرنا اُسنے تین مرتبہ مکرر سکرر پوچھا آپنے یہی فرمایا کہ[1] تم غصہ نہ ہوا کرنا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۶۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پچھاڑنیکی وجہ سے کوئی پہلوان نہیں ہوتا پہلوان وہی ہے جو غصہ کیوقت اپنے تئیں قابو میں رکھے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۶۶) حضرت حارثہ بن وہب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کیا میں تمہیں بہشتی آدمی نہ بتادوں (یاد رکھو) وہ ضعیف آدمی جسے لوگوں نے بھی ضعیف[2] وحقیر سمجھ رکھا ہو اگر وہ اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اسے پوری کردے اور کیا میں تمہیں دوزخی آدمی نہ بتادوں (یاد رکھو) ہر بدعادت جھگڑالو بخیل تکبر کرنیوالا دوزخی ہے۔

(۵۶۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دوزخ میں ایسا کوئی آدمی نہیں جائیگا جسکے دلمیں رائی کے دانہ کی برابر ایمان ہو اور بہشت میں ایسا کوئی آدمی نہیں جائیگا جسکے دلمیں رائی کے دانہ کی برابر تکبر ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۶۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہشت میں ایسا کوئی شخص نہیں جائیگا جسکے دلمیں ایک ذرہ کی برابر تکبر ہو اُسیوقت ایک آدمی نے[3] پوچھا کہ ہر آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اُسکا کپڑا اچھا ہو اور اُسکا جوتہ اچھا ہو (تو اب تکبر سے کون خالی ہوگا) آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے تکبر (یہ نہیں ہے جو تم سمجھے بلکہ تکبر) حق کو باطل سمجھنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہی تھی کہ ہر سائل کو اُسکے موافق جواب دیتے تھے اور ہر ایک کے درد کا اُسکے مناسب علاج کرتے تھے چنانچہ آپنے اس شخص کے حق میں غصہ سے رکنا ہی مناسب سمجھا یہی ہر مرتبہ فرماتے رہے ۱۲ [2] یہاں ضعیف سے مراد وہ ہے جو نہایت خاکساری اور عاجزی سے رہتا ہو اور متکبر بالکل نہ ہو خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ بہشت کے اکثر لوگ اسی قسم کے ہونگے اور دوزخی اکثر اُس قسم کے جو آگے مذکور ہیں ۱۲ [3] یعنے آنحضور سے سوال کیا شاید اس شخص کے سوال کرنیکی وجہ یہ ہے جو طیبی نے لکھی ہے کہ جب اس آدمی نے تکبر کرنیوالوں کی عادت یہ دیکھی کہ وہ بہت عمدہ قابل فخر کپڑے وغیرہ پہنتے ہیں تو یہ سمجھا کہ متکبر ان کپڑوں ہی سے ہوتے ہیں اسلیئے اُسنے پوچھا ۱۲ مرقات۔

(۵۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین آدمی ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ گفتگو نہیں کریگا اور نہ انکی تعریف کریگا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ نہ انکی طرف (نظر رحمت سے) دیکھیگا بلکہ اُنکے لئے بہت تکلیف دینے والا عذاب ہوگا (وہ تین آدمی یہ ہیں) ایک زانی بڈھا دوسرے بادشاہ جھوٹا تیسرے تنگدست تکبر کرنیوالا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بڑائی میری چادر ہے اور بزرگی میرا تہبند ہے اب جو شخص ان دونوں میں سے ایک بھی مجھ سے چھینیگا تو میں اُسے دوزخ میں داخل کرونگا اور ایک روایت میں یوں ہے میں اُسے دوزخ میں ڈال دونگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۵۷۰) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعض آدمی (بڑائی کے مارے) ہمیشہ اپنے تئیں کھینچتا رہتا ہے یہانتک کہ وہ ظالموں میں لکھدیا جاتا ہے اور جو تکلیف (دُنیا و آخرت میں) جو انہیں پہنچتی ہے وہی اُسے پہنچتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۷۱) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے شعیب اپنے دادا سے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تکبر کرنیوالے لوگ قیامت کے دن آدمیوں کی صورت میں چیونٹیوں کی مانند اُٹھائے جائینگے ہر طرف سے حقارت و ذلت انہیں ڈھانک لیگی وہ ایک قید خانہ کیطرف دوزخ میں (جانیکیلئے) ہانک دیئے جائینگے جسکا نام بولس ہے (وہاں) سب آگوں سے بڑھی آگ انھیں گھیر لیگی (پھر وہاں) انہیں دوزخیوں کا نچوڑ جسکا نام طینۃ الخبال ہے) پلایا جائیگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

۵۱ یعنے باوجود اس کے کہ بڑاپے میں شہوت کم ہو جاتی ہے لیکن وہ پھر بھی ایسے قبیح فعل کا مرتکب ہو تو یہ اس کے حق میں نہایت ہی بُرا ہے ایسے ہی جبار بادشاہ ہو کر جھوٹ بولے کیونکہ اُسے کوئی ضرورت جھوٹ بولنے کی نہیں ہے ۱۲ ۵۲ یعنے یہ دونوں صفت میرے لئے ایسی ہیں جیسے دو کپڑے پہنے رہتا ہے کہ پہنے ہوئے کپڑے انکو کوئی نہیں لے سکتا لہٰذا ان دونوں صفتوں میں بھی اور کسی تیسرے کو ہرگز شریک نہ ہونا چاہیئے ۱۲ ۵۳ یعنے اُنکی صورتیں آدمیوں کی سی ہونگی اور بدن چیونٹیوں جیسے ہونگے ۱۲ ۵۴ طینۃ الخبال یعنے دوزخیوں کا خون اور کچ لہو اور پیپ جو اُن کے بدن سے بہے گی وہ اُن بولس کے رہنے والوں کو پلائی جائیگی ۱۲۔

(۵۷۲) حضرت عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور بیشک شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور واقعی آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے لہٰذا جب کسی کو غصہ آئے اُسے وضو کر لینا چاہیئے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۷۳) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کو کھڑے ہوئے غصہ آ گئے تو اُسے بیٹھ جانا چاہیئے اگر غصہ رفع ہو جائے فبہا ورنہ پھر لیٹ جانا چاہیئے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۷۴) حضرت عُمیس کی بیٹی اسماء کہتی ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو اپنے تئیں اور لوگوں سے (اچھا) خیال کرے اور تکبر کرے اور بزرگ بلند قدر (یعنے اللہ) کو بھول جائے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو سرکشی کرے اور (سرکشی میں) حد سے گذر جائے اور بڑے جبار کو بھول جائے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو کار دین کو بھول جائے اور کار دنیا میں مشغول رہے اور قبر و ں کو اور (انمیں بدن کی) بوسیدگی کو بھول جائے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو فساد پھیلائے اور حد سے زیادہ بڑھ جاوے اور اپنی ابتداء اور انتہاء کو بھول جائے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو دُنیا کو دین پر پسند کرے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو اپنے دین کو شبہات کی وجہ سے خراب کر لے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جسے خواہشیں ذلیل کر دیں۔ یہ حدیث ترمذی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے اور دونوں نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے اور ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل

(۵۷۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر کے نزدیک اُس بندہ سے بہتر کسی نے کوئی گھونٹ نہیں پیا جسنے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے غصہ کا گھونٹ پی لیا ہو (یعنے اُسے روک لیا ہو) یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

ف۱ اور بعض حدیثوں میں غصہ کھونیکی ترکیب اسطرح بھی آئی ہے کہ جس وقت آدمی کو غصہ آوے تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اگر جاتا رہے فبہا ورنہ پھر وضو کرکے دو رکعت نفل اللہ واسطے پڑھے ضرور ہی غصہ جاتا رہیگا ۱۲ ف۲ یعنے قبر والوں کو کہ انہیں یاد کرکے عبرت حاصل کرنا اور پا قبروں سے موت کی طرف اشارہ ہے یعنے موت کو بھول گیا اسلئے نیکی کا سامان درست نہیں کیا

(۵۷۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس قول (کی تفسیر) میں اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (ترجمہ) تم (برائی کو) اس چیز سے دفع کرو جو سب سے اچھی ہے" فرماتے ہیں کہ یہاں غصہ کے وقت صبر کرنا اور برائی کے وقت معاف کر دینا مراد ہے[۱] جس وقت لوگ ایسا کرینگے تو اللہ تعالیٰ انہیں (ہر طرح کی آفات سے) محفوظ رکھیگا اور ان کے دشمن ان کے سامنے پست ہو جائینگے گویا وہ انکے بڑے گاڑھے قریبی دوست ہیں یہ حدیث بخاری نے بطور تعلیق کے نقل کی ہے۔

(۵۷۷) بہز بن حکیم نے اپنے والد سے انہوں نے انکے دادا سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ غصہ ایمان[۲] کو اسطرح خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

(۵۷۸) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) منبر پر کھڑے ہوئے فرماتے تھے اے لوگو تم آپس میں عاجزی سے رہا کرو کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص اللہ کی رضامندی کیلئے عاجزی سے رہیگا تو اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کر دیگا پس وہ اپنی نظروں میں حقیر ہے اور لوگوں کی نظروں میں بڑے مرتبہ کا آدمی ہے اور جو شخص تکبر کریگا اللہ تعالیٰ اسے پست[۳] کر دیگا وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا اور اپنے نظر میں بڑے مرتبہ کا ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کے نزدیک وہ کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔

(۵۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ اے میرے پروردگار تیرے سارے بندوں میں تیرے نزدیک زیادہ عزت دار کون ہے فرمایا وہ شخص کہ جس وقت وہ (بدلہ لینے پر) قادر ہو تو معاف[۴] کر دے۔

(۵۸۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے اپنی زبان (بیہودہ باتوں سے) بند رکھی تو اللہ تعالیٰ اسکے عیب کو چھپا لیگا اور جس نے اپنے غصہ کو روک لیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لیگا اور جو شخص اللہ سے عذر خواہی

---

[۱] یعنے اگر کوئی تمہارے ساتھ برائی کرے تو تم اسے معاف کر دیا کرو اور اسکے عوض اسکے ساتھ احسان کیا کرو ۱۲۔

[۲] یعنے کمال ایمان کو یا اسکے نور کو اور کبھی غصہ ایمان کو باطل ہی کر دیتا ہے نعوذ باللہ من ذالک ۱۲ [۳] یعنے اگرچہ وہ اپنے تئیں بڑا اور بزرگ سمجھے لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ حقیر ہے بلکہ لوگوں کے نزدیک بھی وہ ذلیل ہی رہتا ہے اور عاجزی سے رہنے والا اسکے خلاف ہوتا ہے ۱۲ [۴] اس میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف اشارہ ہے کہ تم بھی معاف کرتے رہا کرو کیونکہ حضرت موسیٰ کے مزاج میں بہت جلال تھا ۱۲۔

کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کر لیتا ہے۔

(۵۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے تھے کہ تین چیزیں نجات دینے والی اور تین چیزیں برباد کر دینے والی ہیں اور جو نجات دینے والی ہیں وہ یہ ہیں کہ ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور غصہ اور خوشی میں حق بات کہنی اور تنگدستی اور امیری میں میانہ روی اختیار کرنی اور جو برباد کرنے والی ہیں (وہ یہ ہیں) اول خواہش نفس کی جس کی پیروی کی جائے دوسرے بخل جس کی موافقت کی جائے تیسرے آدمی کا اپنے تئیں اچھا سمجھنا اور یہی سب سے برا ہے۔ یہ پانچوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب ظلم کرنے کا بیان

پہلی فصل (۵۸۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ظلم (کے سبب سے) قیامت کے دن بہت سے اندھیرے ہونگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۸۳) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے یہانتک کہ جسوقت اُسے پکڑ لیتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں پھر آنحضرت نے (استدلالاً یہ آیت) پڑھی وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ (ترجمہ) اور تیرے پروردگار کی پکڑ ایسی ہی ہے جسوقت کسی ظالم بستی والوں کو پکڑتا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۸۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر[۵] سے گذرے تو صحابہ سے فرمایا ایسے لوگوں کے مکانوں میں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم توڑا ہے ہرگز نجاؤ ہاں اگر اس ڈر سے روتے ہوئے جاؤ کہ کہیں جو کچھ انہیں مصیبت پہنچی تمہیں نہ پہنچ جائے (تو خیر) پھر آپ اپنا منہ ڈھانک کر جلد جلد چلے یہانتک کہ اُس جگہ سے نکل گئے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکے ذمہ اپنے مسلمان بھائی کی آبرو ریزی (وغیرہ) کا یا اور کچھ حق ہو اُسے چاہیئے کہ اس دن (کے آنے) سے

۵[۱] یعنے کسی سے راضی ہو خواہ ناراض ہو سوائے سچی اور واقعی بات کے اور نہ کہنا ۱۲ ۵[۲] یہ مقام مدینہ سے تبوک کے راستے میں واقع ہے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں قوم ثمود اور قوم صالح رہتی تھی یہ واقعہ جنگ تبوک میں جاتے وقت کا ہے ۱۲

پہلے اس سے معاف کرالے کیونکہ[۱] دینار ہوگا نہ درہم ہوگا اگر اسکے پاس نیکیاں ہونگی تو اس شخص کے حق کے بدلے اس سے نیکیاں لیلی جاوینگی اور اگر اسکی نیکیاں نہ ہونگی تو اس کے (لین دار) ساتھی کی برائیاں لیکر اس پر لاد دی جاوینگی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے صحابہ بولے ہم میں مفلس وہ ہے جسکے پاس نہ درہم ہو اور نہ کچھ سامان ہو آپنے فرمایا (نہیں) بیشک میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لیکے حاضر ہوگا اور اس حال میں آویگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسیکو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھالیا ہوگا اور کسی کا ناحق خون کیا ہوگا اور کسی کو ناحق مارا ہوگا پھر اسکی نیکیاں ان (سب) کو دیدیجاوینگی[۲] اور اگر انکے ذمہ کے حق ادا ہونیسے پہلے اسکی نیکیاں ختم ہو جائینگی تو ان لوگوں کی خطائیں لیکر اسپر ڈالدیجائینگی پھر اسے آگ میں ڈالدیا جاویگا - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۸۷) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن تم میں سب حق والوں کے حق ادا ئے جائینگے یہانتک کہ سینگوں والی بکری[۳] سے سینگ ٹوٹی بکری کو بدلا دلایا جائیگا (جبکہ اسنے دنیا میں سے مارا ہوگا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور حضرت جابر کی حدیث (حسن کا سرایہ ہے) ظلم سے بچتے رہا کرو' خرچ کرنیکے باب میں ذکر ہو چکی۔

دوسری فصل[۴]

(۵۸۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تابع دوسرونکی بات پر چلنے والے نہ ہو جاؤ کہ یہ کہنے لگو اگر لوگ بھلائی کرینگے تو ہم بھی بھلائی کرینگے اور اگر لوگ ظلم کرینگے تو ہم بھی ظلم کرینگے ولیکن تم اپنے تئیں اسپر قایم رکھو کہ اگر لوگ بھلائی کریں تو تم بھی بھلائی کرو اور اگر وہ برائی کریں تو تم ظلم نکرو - یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] کیونکہ اگر درہم و دینار ہو تو شاید کوئی درہم و دینار لیکر بخشدے جب وہاں کچھ نہوگا تو ناچار نیکیاں دینی پڑینگی اسواسطے انسان کو لازم ہے کہ ان دن کے آنے سے پہلے لوگوں سے معاف کرالے ۱۲ [۲] حقیقی مفلس یہ ہوا کیونکہ مفلس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی تونگر محتاج ہو جائے اور اس سے بڑھکر کوئی تونگر نہیں جسکے پاس روزہ نماز زکوٰۃ وغیرہ جیسا مال ہوا اور اسکے جاتے رہنے سے زیادہ کوئی مفلسی نہیں ہو سکتا ۱۲ [۳] سینگوں والی بکری کے سینگ توڑ دیئے جاوینگے اور سینگوں والی کو سینگ دیدیئے جاویں تاکہ وہ اپنا بدلہ لیلے ۱۲

(۵۸۹) حضرت معاویہ سے روایت ہے انھوں نے حضرت عائشہ کو لکھا تھا کہ آپ مجھے ایک خط لکھیے اور اسمیں مجھے (کچھ) نصیحت کریئے (مگر) مختصر ہو حضرت عائشہ نے (اس مضمون کا خط لکھا السلام علیک اما بعد واضح ہو یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی لوگوں کی خفگی میں خدا کی رضامندی تلاش کریگا اللہ لوگوں کی محنت سے اُسے بچا لیگا اور جو کوئی خدا کی خفگی میں لوگوں کا راضی کرنا چاہیگا اُسے خدا لوگوں کے سپرد کردیگا[۱] اور باقی تم پر سلام ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۵۹۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم[۲] نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر یہ شاق گذرا اور بولے یا رسول اللہ ہم میں ایسا کون ہے جسنے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اس سے یہ مراد نہیں ہے اس سے تو صرف شرک مراد ہے کیا تمنے لقمان کی بات جو اُسنے اپنے بیٹے سے کہی تھی نہیں سُنی یا بنیّ لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم (ترجمہ اے میرے ننھے سے بچے خدا کے ساتھ شرک نکر واقعی شرک بہت بڑا ظلم ہے) ایک روایت میں یہ ہے (کہ آپنے فرمایا) جیسے تم گمان کرتے ہو یہ اسطرح نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد وہ بات ہے جو کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۹۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن سب سے بُرے مرتبہ والا وہ بندہ ہوگا جسنے غیر دنکی دنیا کیواسطے اپنی آخرت کھو دی۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نامۂ اعمال تین (طرح کے) ہونگے ایک نامۂ اعمال ایسا ہوگا (کہ جو کچھ اُسمیں لکھا ہوگا) اُسے خدا نہیں بخشیگا اور وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک مقرر کرنا ہے (جو ہرگز معاف نہوگا) اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ (ترجمہ خدا اپنے ساتھ شرک کرنیکو نہیں بخشیگا) اور ایک نامۂ اعمال ایسا ہوگا کہ اُسے خدا یونہی نہیں چھوڑیگا اسمیں بندوں کے باہمی ظلم ہونگے انکا ایک دوسرے سے بدلہ ضرور لیگا یا خدا انہیں سے معاف کرادیگا

[۱] یعنے لوگوں کے راضی کرنیکو کوئی کام خلاف خدا و رسول کریگا سے خداوند کریم بندوں کے سپرد کرکے ہلاک کرادیگا۔

[۲] ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی ملونی نہ کی (انکے لئے بہتری ہے) صحابہ نے جانا اسکا مطلب یہ ہوا جسنے کچھ ظلم کیا وہ مومن نہیں ہے اس سے انہیں بڑا رنج ہوا اہر حضور انور سے پوچھا تو آپنے فرمایا ظلم سے شرک مراد ہے ۱۲۔

اور ایک نامۂ اعمال ایسا ہوگا جسکی خدا پرواہ نہیں کریگا اسمیں بندوں کے اپنے اور خدا کے درمیان ظلم ہونگے[۱] اسکا خدا کو اختیار ہے چاہے اسے عذاب دے اور چاہے معاف کردے۔

(۵۹۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم اپنے تئیں مظلوم کی بددعا سے بچاتے رہنا کیونکہ وہ (بددعا کرتے وقت) خدا سے اپنا حق مانگتا ہے اور بیشک خدا کسی حقدار کا حق نہیں روکتا۔

(۵۹۴) حضرت اوس بن شرحبیل سے روایت ہے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی ظالم کے ساتھ اسکی مدد کرنیکو گیا حالانکہ اسے معلوم ہو کہ یہ ظالم ہے تو وہ (دائرۂ) اسلام سے باہر نکل گیا۔

(۵۹۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کہ بیشک ظالم اپنی جان کے سوا کسی چیز کو ضرر نہیں پہنچا سکتا ابوہریرہ بولے نہیں بلکہ خدا کی قسم حباری بھی ظالم کے ظلم کیوجہ سے اپنے گھونسلے میں (پیاسے) سوکھ سوکھ کر مرجاتا ہے[۲]۔ یہ چاروں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب بھلی باتوں کے حکم کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۵۹۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا ہے جو کوئی تم میں سے کوئی بری بات دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے مٹادے اگر اسکی طاقت نہ رکھے تو زبان سے[۳] بدلدے اور اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (برا سمجھے) اور یہ (یعنی) بہت ضعیف الایمان کا درجہ ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے اس میں ایسے گناہ ہوں گے جو بندے نے خداوند کریم کے کئے ہونگے ان کا اسے اختیار ہے چاہے بخشدے چاہے انکے بدلے عذاب دے ۱۲ [۲] اس شخص کی مراد یہ تھی کہ ظالم کو ظلم کی برائی آخرت میں اپنے ہی تئیں پہنچیگی ابوہریرہ یہ سمجھ گئے کہ اسنے عمداً کہا ہے اسواسطے انہوں نے جواب دیا یہ بات نہیں ہے بلکہ ظالم کے ظلم کی برائی سے مینھ رک جاتا ہے اور مینھ نہ پہنچنے سے جانور گھونسلوں میں ہلاک ہوجاتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے اس کی زبان سے برائی بیان کرے ۱۲۔

(۵۹۷) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حدود خدا میں سستی کرنیوالوں اور اُسمیں پڑے ہوئے لوگونکی مثال اُن لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی پر قرعہ[1] ڈالا پھر کچھ لوگ اُنمیں سے کشتی کے نیچے کے درجے میں اور کچھ اوپر کے درجے میں ہو گئے پھر نیچے والا پانی لیکر اوپر والوں کے پاس سے جاتا اور انہیں اس سے تکلیف پہنچی اسلئے انہوں نے اُسے اوپر آنے سے منع کیا تو نیچے والوں نے ایک بسولہ لیکر کشتی کے نیچے سوراخ کرنا شروع کر دیا پھر اوپر والوں نے آکے کہا تجھے کیا ہوا وہ بولا تمہیں میری وجہ سے ایذا پہنچی ہو اور میرا پانی بغیر گزارا نہیں ہو سکتا (اسوجہ سے میں یہ کر رہا ہوں) اب یہ لوگ اگر اُس کا ہاتھ پکڑ لینگے تو اُسے اور اپنی جانوں کو چھڑا لینگے اور اگر اُسے یونہی چھوڑ دینگے تو اُسے اور اپنے تئیں ہلاک کر دینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۹۸) حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک آدمی حاضر کیا جائیگا اور آگ میں ڈال دیا جائیگا پھر جلدی سے اُسکی انتڑیاں آگ میں نکل پڑینگی اور وہ انہیں اسطرح پھرائیگا جیسے کہ پن چکی کا گدھا اپنی چکی کو گھماتا ہے پھر سب دوزخی اُسکے پاس جمع ہو کر کہینگے اے فلانے تیرا کیا حال ہے کیا تو ہمیں بھلی باتوں کا حکم نہیں کرتا تھا اور کیا بری باتوں سے ہمیں منع نہیں کرتا تھا وہ کہیگا میں تمہیں اچھی باتوں (کے کرنے) کا حکم کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور تمہیں بری باتوں سے منع کرتا تھا اور خود وہی کام کیا کرتا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۵۹۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے یا تو تم بھلی باتوں (کے کرنے) کا حکم کرو اور بری باتوں سے لوگوں کو روکو ورنہ عنقریب خداوند کریم اپنے پاس سے تم پر عذاب بھیجدیگا پھر تم اُس سے دُعا مانگوگے اور قبول نہ ہوگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۰۰) حضرت عرس بن عمیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا ہے جس زمین پر کوئی گناہ کیا جاتا ہے جو کوئی وہاں موجود ہو اور اُسے بُرا سمجھے وہ ایسا ہے جیسے کہ وہاں سے

---

[1] یعنے یہ قرعہ ڈالا کہ اوپر کے درجہ میں کون بیٹھے اور نیچے کے درجہ میں کون بیٹھے قرعہ نکلنے کے بعد کچھ لوگ اوپر کے درجے میں اور کچھ نیچے کے درجے میں بیٹھ گئے اور پانی دونوں درجوں والوں کا اوپر کے درجہ میں تھا اوپر والوں کو انکا آنا جانا بُرا معلوم ہوا اسوجہ سے نیچے والوں نے اوپر جانا چھوڑ دیا اور نیچے کیطرف کشتی میں سوراخ کرنے لگے یہ گنہگاروں اور گناہ سے روکنے

غائب تہا اور جو کوئی اسوقت غائب ہو اور انکو اچہا جانے وہ ایسا ہے جیسے کہ اُس گناہ میں[۱] حاضر تہا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۰۱) حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا اے لوگو! تم یہ آیت پڑہتے ہو یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ترجمہ اے ایمان والو تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو جسوقت تم خود ہدایت پر ہوگے تو کسی گمراہ کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچائیگی) (اور اس آیت[۲] کو عام سمجھکر اچھی باتوں کا حکم نہیں کرتے اور بُری باتوں سے منع نہیں کرتے ہو) مینے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تہے بیشک لوگ جسوقت بُری بات دیکہیں اور اُسے نہ بدلیں (یعنے لوگو نکو منع نہ کریں) تو قریب ہے کہ خدا اُنہیں اپنے عذاب میں پکڑ لے یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے، ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے اور ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ جس وقت لوگ ظالم کو (ظلم کرتے) دیکہیں اور اُسکے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ خدا اُنہیں اپنے عذاب میں پکڑے اور ابو داؤد کی دوسری روایت میں یہ ہے جس قوم میں گناہ کے کام کئے جاتے ہیں اور لوگ اُنکے بدلنے پر قادر ہوں اور پہر بہی نہ بدلیں تو قریب ہے کہ خدا اُنہیں عذاب میں پکڑے اور ابو داؤد ہی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جس قوم میں گناہ کے کام کئے جاتے ہیں اور یہ (نکرنیوالے) بُرے کام کرنیوالوں سے زیادہ ہوں (اور پہر بہی منع نکریں تو خدا اُنہیں عذاب میں پکڑ لیگا)

(۶۰۲) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تہے جو کوئی آدمی کسی قوم میں ہو اور اُنمیں گناہوں کے کام کرتا ہو اور وہ لوگ اُسکے بدل دینے پر قادر ہوں اور وہ نہ بدلیں[۳] اُنہیں مرنے سے پہلے خداوند کریم عذاب جیسے عذاب میں مبتلا کر دیگا۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے جو کوئی دوسرے کو گناہ کرتے دیکہکر گناہ کو بُرا سمجہے وہ اُسکے وبال سے بچا رہیگا خواہ وہاں موجود ہی کیوں نہو اور جو اُسے اچہا سمجہیگا وہ بہی اُسکے گناہ میں شریک رہیگا اگرچہ وہاں موجود نہو ۱۲ [۲] یعنے تمنے اس آیت کا یہ مطلب سمجہ لیا ہے کہ لوگونکو خود اچہا ہونا لازم ہے دوسرونکو چاہے نصیحت کریں یا نہ کریں حالانکہ تمہارا یہ خیال محض غلط ہے اس آیت کا حکم تو اُسوقت ہے جب کہ نیک لوگ ضعیف اور دبے ہوئے ہوں اور بُرے زبردست ہوں اور اُنہیں بُرے دنوں سے تکلیف پہنچنے کا ڈر ہو تو خاموشی کرنی کچہ ضرر نہیں ہوگی ۱۲ [۳] یعنے باوجودیکہ اُس سے بُرا کام چھڑانے پر قادر ہوں اور پہر بہی نہ چھڑائیں تو اسپر خاموش رہنا اُنکو جائز نہیں ۱۲

(۵۰۴۳) حضرت ابو ثعلبہ خشنی سے اللہ برتر کے اس قول علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم کی تفسیر میں منقول ہے فرماتے تھے یاد رکھو اخدا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی بابت دریافت کیا تھا آپ نے فرمایا (اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم لوگوں کو بھلی باتوں کا حکم نکرو اور بری باتوں سے منع نکرو) بلکہ تم اچھی باتوں (کے کرنے) کا حکم کرتے رہو بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہو یہانتک کہ جب تم ایسا بخل دیکھو کہ لوگ اسکی فرمانبرداری کرتے ہوں اور ایسی خواہش نفس دیکھو جسکی لوگ پیروی کرتے ہوں اور لوگ دنیا کو پسند کرتے ہوں اور سارے عقلمند اپنی عقل کو اچھا سمجھتے ہوں (یعنے بالکل نکما زمانہ ہو) اور تو کوئی ایسا کام دیکھے کہ اس سے تو بچ نہیں سکتا (اگر تو انمیں رہے) اس حال میں تو اپنے نفس کو نگاہ رکھ اور عام لوگوں کے حکم کرنے باز آ[1] بیشک تمہارے بعد ایسے دن ہونگے جنمیں صبر کرنا لازم ہے جو کوئی انمیں صبر کریگا گویا کہ اسنے اس کام کرنیکے لیے انگارہ ہاتھ میں اٹھالیا اسکے لیے پچاس دیوں کا اجر ہے جو اس جیسا عمل کرتے ہوں صحابہ بولے یارسول اللہ اسے اسی قوم کے پچاس آدمیوں کا اجر ملیگا دیا اور لوگوں کا آپ نے فرمایا اسے تم میں کے پچاس[2] آدمیوں کا اجر ملیگا) یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۰۴۴) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد میں خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو قیامت قائم ہونے تک ہوگی مگر سب ذکر کردیں اسے یاد رکھا جسے یاد رہا اور بھولگیا جو کوئی بھولگیا اور آپکی فرمائی ہوئی باتوں میں یہ بات بھی تھی کہ دنیا واقعی شیریں اور سبز ہے اور خدا تمہیں دنیا میں خلیفہ[3] بنانیوالا ہے اور یہ دیکھنے والا ہے کہ تم کیسے کام کرتے ہو یاد رکھو تم دنیا سے بچتے رہنا اور عورتوں (کے شر) سے بچتے رہنا اور ذکر کیا کہ قیامت کے دن ہر ایک عہدشکنی کرنیوالیکے لیے اسکی عہدشکنی کرنیکے موافق جھنڈا ہوگا اور عام لوگوں (کے مشورہ سے بدون مشورہ خاص لوگوں[4] کے امیر (بنجانے والے) سے بڑا کوئی عہدشکن نہیں ہے اس کا جھنڈا اس کے سرین کے پاس گاڑا جاویگا

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ جسوقت بہت ہی ضعیف زمانہ ہو خاموشی اختیار کرنیکا حکم اسوقت ہے ۱۲ [2] باوجودیکہ تم میری صحبت اور مجھ سے علم حاصل کرنیکا شرف رکھتے ہو مگر ایسے شخص کو تم جیسے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملیگا ۱۲ [3] یعنے تمہیں اس کا مالک کرنیوالا ہے اور پھر تمہارا امتحان لیگا کہ تم پھر کیسے عمل کرتے ہو تو خدا کیواسطے کہیں دنیا کے جھگڑوں میں نہ پھنس جانا ۱۲ [4] یعنے جو کوئی عام لوگوں کے مشورہ سے امیر بنجاوے اور خاص لوگوں کا مشورہ نہ لیا گیا ہو تو وہ امیر بھی عہدشکنی کرنیوالوں میں داخل ہے ۱۲۔

آپ نے فرمایا لوگونکی دہشت سے کہیں تم حق بات کہنے سے نہ رک جانا جبکہ تم اُسے جانتے ہو اور ایک روایت میں ہے جو
اگر بُری بات دیکھے تو اُسے مٹا دے پھر ابو سعید رونے لگے اور کہنے لگے بیشک ہمنے بری بات دیکھی اور لوگونکی دہشت نے
ہمیں انمیں گفتگو کرنے سے روکدیا پھر آپنے فرمایا یاد رکھو آدم کی اولاد کتنے مرتبوں پر پیدا ہوئی ہے یعنے بعضے مسلمان
پیدا ہوتے ہیں اور مسلمان ہی زندہ رہتے ہیں اور مسلمان ہی مرتے ہیں اور بعضے کافر پیدا ہوتے ہیں اور حالت کفر ہی
میں زندہ رہتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں اور بعضے مسلمان پیدا ہوتے ہیں اور مسلمان ہی زندہ رہتے ہیں اور کفر پر
مرتے ہیں اور بعضے کافر پیدا ہوتے ہیں اور کافر ہی زندہ رہتے ہیں اور مسلمان مرتے ہیں ابو سعید کہتے ہیں پھر آپنے
غصہ کا ذکر کیا اور فرمایا بعضے وہ لوگ ہیں جنہیں غصہ جلدی سے آجاتا اور جلدی سے چلا جاتا ہے ان دونوں عادتوں
میں سے ایک دوسریکا بدلہ ہے اور بعضے انمیں سے وہ ہیں جنہیں دیر میں غصہ آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے ان دونوں
عادتوں میں سے بھی ایک دوسریکا بدلہ ہے اور تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جنہیں دیر میں غصہ آئے اور جلدی سے چلا جائے
اور بُرے وہ لوگ ہیں جنہیں جلدی غصہ آجائے اور دیر میں جائے آپنے فرمایا کہ تم لوگ غصہ سے بچتے رہا کرو کیونکہ
وہ اولاد آدم کے دل پر ایک انگارہ کیطرح ہوتا ہے کیا تم اس شخص کی رگوں کے پھولنے اور اُسکی آنکھوں کے سرخ ہونیکو
نہیں دیکھتے جسے اس (غصہ) میں سے کچھ (غصہ آتا) معلوم ہو تو چاہیئے کہ لیٹ جائے اور اپنے تئیں زمین سے
لگا دے فرماتے ہیں پھر حضور نے قرض کا ذکر کرکے فرمایا بعضے تم میں سے قرض ادا کرنے میں اچھے ہوتے ہیں اور جب انکا کسی پر
قرض ہو تو مانگنے میں بُرے ہوتے ہیں ان دونوں عادتوں میں سے ایک دوسریکا بدلہ (ہو جاتی) ہے اور بعضے انمیں
سے ایسے ہوتے ہیں جو قرض ادا کرنے میں بُرے ہوتے ہیں اور جو انکا کسی پر قرض ہو تو اچھی طرح مانگتے ہیں ان
دونوں عادتوں میں سے ایک دوسرے کا بدلہ ہے اور تم میں اچھے وہ لوگ ہیں کہ جب اُنپر قرض ہو تو اچھی طرح ادا کریں
اور اگر ان کا کسی پر قرض ہو تو اچھی طرح طلب کریں اور تم میں بُرے وہ لوگ ہیں کہ اگر انکے ذمہ قرض ہو تو بُری طرح
ادا کریں اور اگر ان کا کسی پر قرض ہو تو بُری طرح طلب کریں (حضور انور عرصہ تک یہ بیان کرتے رہے) یہانتک

لہ اس سے حجاج وغیرہ کی بُری باتیں مُراد ہیں جنکے بیان کرنے سے ابو سعید قاصر تھے ۱۲ ؎ آنحضرت نے چار قسمیں بیان کیں حالانکہ بلحاظ
قیاس عقلی دو قسمیں اور نکلتی ہیں ایک وہ جو مسلمان پیدا ہوا اور کافر زندہ رہے اور مسلمان مرے دوسرے وہ کہ کافر پیدا ہوا اور حالت
زندگی میں مسلمان رہے پھر کافر ہی ہو کر مرے شاید حضور انور نے صرف ابتدا و انتہا کا خیال کیا ہوگا ۱۲ ؎ یعنے بُری اور اچھی عادت
ایک دوسریکا بدلہ ہو جاتی ہیں نہ کچھ برائی کا وبال اسکے ذمہ رہتا ہے نہ نیکی کا کچھ ثواب ملیگا ۱۲ ؎ جو کہ آگ کی حرارت کا صریح نشان ہے
؎ یعنے تقاضہ کرنیمیں قرضداروں کو طرح طرح کی تکلیف پہنچاتے ہیں ۱۲۔

کہ جب سورج کہجوروں کے درختوں کی چوٹی اور دیواروں کے کنارہ پر پہنچگیا (یعنے عصر کا وقت ہو گیا) تو فرمایا یاد رکھو بہ نسبت گزرے ہوئے زمانہ کے اب دنیا کا زمانہ صرف اتنا باقی رہگیا ہے جتنا کہ تمہارا آج کا دن بہ نسبت گزرے ہوئے وقت کے اسوقت باقی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۰۵) (سعید بن فیروز) ابو البختری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگ اسوقت تک ہرگز ہلاک نہ ہونگے جبتک انکے گناہ بکثرت[1] نہ ہونگے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۰۶) عدی بن عدی کندی کہتے ہیں ہمارے آزاد کئے ہوئے غلام نے ہمسے حدیث بیان کی کہ اسنے میرے دادا سے سنا وہ کہتے تھے مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ بر تر عام لوگونکو بعضے[2] لوگوں کے عملوں پر عذاب نہیں کرتا یہانتک کہ اگر لوگ اپنے درمیان برے کام (کرنیوالوں) کو دیکھیں اور انہیں انکے بدلنے پر قدرت ہو اور پھر بھی وہ نہ بدلیں جب لوگ اسطرح کرینگے تو اللہ عام اور خاص لوگوں (سب) کو عذاب کریگا۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۶۰۷) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں گرفتار ہوگئے تو انکے عالموں نے انہیں منع کیا اور وہ باز نہ آئے پھر عالم انکی مجلسوں میں انکے ساتھ[3] بیٹھتے رہے اور انکے ساتھ کہاتے پیتے رہے پھر اللہ نے انکے ایک دوسرے کے دل ملادیئے[4] اور حضرت داؤد اور عیسی بن مریم کی زبانی انپر لعنت کی اور یہ انکی نافرمانی اور زیادتی کرنیکے سبب سے ہوا عبد اللہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے آپ اٹھکہ بیٹھے اور فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے تم ہرگز نجات نپاؤگے جبتک کہ انہیں منع نکرو یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں بخدا تم بھلی باتوں (کے کرنے) کا حکم کرو اور بری باتوں سے منع کرو اور ظالم کے ہاتھ پکڑو اور اسے روک کر حق بات کیطرف مائل کرو اور اسے حق بات پر روکدو (یعنے حق بات چھوڑنے نہ دو) ورنہ خداوند کریم تم میں سے بعضوں کے دل بعضوں سے ملادیگا پھر

---

[1] یعنے جسوقت لوگ بہت گناہ کرنے لگیں گے تو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونگے ۱۲ [2] یعنے تھوڑے لوگونکے گناہ پر سب کو نہیں پکڑیگا ۱۲ [3] یعنے انسے علیحدگی اختیار نکی جو کہ عالموں پر لازم ہے کیونکہ عالمونکو برے لوگوں سے الگ رہنا اور انہیں نصیحت کرنی فرض ہے ۱۲ [4] یعنے انکی برائی کا کچھ اثر عالموں پر بھی پڑگیا ۱۲

پھر تم پر بھی لعنت کریگا جیسے اُنپر لعنت کی۔

(۶۰۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اُس رات (یعنے شب معراج) میں مینے کتنے آدمیونکو دیکھا کہ انکے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے مینے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں جبرئیل بولے یہ لوگ آپکی اُمت کے واعظ ہیں جو لوگونکو بھلی باتوں کا حکم کرتے تھے اور اپنی جانوں کو بھول جاتے (یعنے خود عمل نکرتے) تھے یہ حدیث (مصابیح والے نے) شرح سنت میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ایک روایت میں ہے جبرئیل بولے یہ آپکی وہ اُمتی ہیں جو اچھی باتیں کہتے او رخود نہیں کرتے تھے اور خدا کی کتاب پڑھتے تھے اور اُس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔

(۶۰۹) حضرت عمار بن یاسر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے روٹی اور گوشت[۱] کا دسترخوان اُتارا گیا تھا اور یہ حکم دیا گیا تھا کہ خیانت نکرنا اور نہ کل کے واسطے ذخیرہ کرنا پھر اُن لوگوں نے خیانت کی اور ذخیرہ کرنے لگے اور کل کے واسطے اُٹھا رکھا پھر اُنکی صورتیں بندروں اور سوروں کی سی ہوگئیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۶۱۰) حضرت عمر بن الخطاب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اخیر زمانہ میں میری اُمت کو اپنے بادشاہ کیطرف سے سختیاں پہنچینگی اور اُس[۲] میں تین آدمی کے علاوہ جسنے دین خدا کے امور سیکھے اور اُسکی ترقی کے لئے اپنی زبان اور ہاتھ اور دل سے اُسنے جہاد کیا کوئی آدمی نجات[۳] نہیں پائیگا یہ وہ شخص ہے کہ اُسے کمال پہلے پہنچا اور ایک وہ آدمی ہے جسنے خدا کا دین پہچانا اور اُسکی تصدیق کی اور ایک وہ شخص ہے جسنے خدا کا دین سیکھا اور خاموشی اختیار کی پھر جسے اچھا کام کرتے

---

[۱] حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم کے کہنے سے دُعا کی تھی کہ یا الٰہی ہمارے واسطے آسمانی دسترخوان اُتار دے تاکہ ہم روز مرہ تیری دی ہوئی روزی کھالیا کریں حضرت عیسٰی کی دعا جناب الٰہی میں مقبول ہوئی مگر یہ ہدایت کردیگئی کہ اسمیں نہ خیانت کرنا اور نہ بعض بچا کر دوسرے دن کیواسطے اُٹھانا لیکن اُس قوم نے یہ بات نہیں مانی اور انجام کار خود مسخ ہوگئے ۱۲۔

[۲] یعنی جو لوگ دینی علم سیکھے اور بُرے کاموں کو زبان سے بُرا کہے اور دل سے بُرا سمجھے اور بس چلے تو ہاتھ سے روک دے ۱۲ [۳] تمام لوگ اُس عذاب میں گرفتار ہونگے مگر ایسے لوگوں کو کچھ ضرر نہیں پہنچے گا ۱۲۔

دیکھتا ہے اُس سے محبت کرتا ہے اور جیسے بُرے کام کرتے دیکھتا ہے اُس سے دشمنی رکھتا ہے یہ شخص اپنی اُن باتوں کے پوشیدہ رکھنے پر نجات پائیگا۔

(۶۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ فلاں فلاں شہر معہ بستی والوں کے اُلٹ دے جبرئیل بولے اے پروردگار اُنمیں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جسنے ایک پل بھر تیری نافرمانی نہیں کی حضور فرماتے ہیں اللہ برتر نے جواب دیا اُس بستی کو معہ اُس شخص اور سارے آدمیوں کے پلٹ دے کیونکہ اس کا چہرہ میرے لیے ایک گھڑی بھی کبھی متغیر نہیں ہوا

(۶۱۲) حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ بزرگ و برتر قیامت کے دن بندہ سے بطور سوال فرماویگا تجھے کیا ہوا تھا جب تو بُری بات دیکھتا تھا تو اُسے بُرا نہیں کہتا تھا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اُسے اُسکی حجت سکھلا دی جاویگی وہ کہیگا اے پروردگار میں لوگوں سے ڈرتا اور تجھ سے اُمید رکھتا تھا یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۶۱۳) حضرت ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے بیشک قیامت کے دن بھلے اور بُرے عمل بصورت آدمی بنجاوینگے اور لوگوں کے واسطے کھڑے کئے جاوینگے اچھے عمل تو اپنے کرنیوالوں کو خوشخبری سناوینگے اور بھلائی کا اُن سے وعدہ کرینگے اور بُرے عمل کہینگے مجھسے الگ رہو الگ رہو اور وہ لوگ اُسکے ساتھ لپٹے رہنے کے علاوہ (جُدا ہونیکی) کچھ طاقت نہ رکھینگے یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

کتاب دل کو نرم کرنیوالی باتوں کے بیان میں

پہلی فصل

(۶۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نعمتیں ہیں کہ اُنمیں بہت سے آدمی فریب کھائے ہوئے ہیں ایک تندرستی دوسرے فارغ البالی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

پہلی بستی سے تو کس جرم میں ہلاک کرتا ہے ۱۲ ؎ مراد یہ ہے کہ لوگوں کے بُرے کام دیکھکر اُس کا غصہ میرے لیے کبھی نہیں آیا ۱۲ ؎ یعنے پھر خداوند کریم ہی کیطرف سے جواب نہیں ہو جاویگا تو وہ جواب دیگا ۱۲ ؎ کیونکہ جیسے جیسے عمل اچھے یا بُرے کئے ہونگے وہ ہرگز اُنسے جدا نہ ہو سکیگا ۱۲۔

(۶۱۴) مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بخدا آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال صرف ایسی ہے جیسے کوئی تم میں سے دریا میں اپنی انگلی ڈالدے پھر اسے دیکھے کہ وہ انگلی کیا چیز لیکے پلٹتی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۱۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک کان کٹے بکری کے مرے ہوئے بچے کے پاس سے نکلے تو فرمایا تم میں سے کونسا آدمی پسند کرتا ہے کہ اسے یہ مرا ہوا بچہ بکری کا ایک درہم کے بدلے ہی ملجاوے وہ بولے ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہمیں کسی ذراسی چیز کے بدلے بھی ملجاوے آپ نے فرمایا خدا کی قسم جیسے تمہارے نزدیک یہ ذلیل ہے خدا کے نزدیک دنیا اس سے زیادہ ذلیل ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۶۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا ایماندار کیواسطے قیدخانہ اور کافر کے واسطے بہشت ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۱۷) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ کسی مومن کی نیکی کا اجر ضایع نہیں کرتا دنیا میں بھی اسکے بدلے کچھ دیا جاتا ہے اور آخرت میں اسے اسکی جزا ملیگی ولیکن کافر کو ان نیک عملوں کے بدلے جو دنیا میں وہ خدا کیواسطے کرتا ہے رزق دیا جاتا ہی جب وہ آخرت میں پہنچیگا تو اسکی کوئی نیکی نہوگی جسکی اسے جزا دیجاوے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ خواہشوں سے ڈھنکی ہوئی ہے اور جنت تکلیفوں سے ڈھنکی ہوئی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے مگر مسلم کے نزدیک حجبت کے بدلے حفت ہے (یعنے ڈھنکی ہوئی ہے کی بجائے گھری ہوئی لکھا ہے)

(۶۱۹) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار اور درہم اور چاندی کے بدلے ہلاک ہوں کہ انہیں اگر کچھ دیا جاوے تو راضی ہیں اور اگر نہ دیا جاوے تو ناراض ہیں وہ ہلاک ہوں اور سرنگوں ہوں اور جب انکے کانٹا چبھے تو کوئی نہ نکالے اور اس بندہ کو جو راہ خدا میں اپنے گھوڑے

لہ جتنا پانی دریا میں سے انگلی پر لگ آئے دنیا آخرت کے مقابلہ میں اتنی ہی نہیں ہے ۱۲ ۲ہ ہم اسے حقیر چیز کے بدلے بھی لینا پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ مردار اور بیکار ہے ۱۲ ۳ہ خواہ مسلمان دنیا میں کیسا ہی آرام سے ہو مگر جو آرام اسے جنت میں ملیگا اسکے مقابلہ میں دنیا قیدخانہ ہی ہے اور کافر اگرچہ دنیا میں کیسی ہی تکلیف میں ہو مگر دوزخ کی تکلیف کے مقابلہ میں یہ تکلیف جنت کے برابر ہے ۱۲ ۴ہ اسکے سارے بھلے کاموں کی جزا دنیا ہی میں ملجاتی ہے ۱۲ ۵ہ جو کوئی خواہشوں اور لذتوں میں رہیگا وہ دوزخ میں جائیگا اور جو تکلیفیں سہیگا وہ جنت میں جائیگا ۱۲

کی باگ پکڑے ہوئے ہو اور اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے اور پیر خاک آلودہ ہوں مبارکبادی ہو جو کہ اگر (لشکر کی) حفاظت میں ہوتا ہے تو اچھی طرح حفاظت میں رہتا ہے اور اگر لشکر کے بیچ میں ہوتا ہے تو بیچ میں رہتا ہے اگر کہیں جانے کی اجازت مانگتا ہے[۱] تو کوئی اسے آنے نہیں دیتا اور اگر سفارش کرتا ہے تو کوئی اسکی سفارش قبول نہیں کرتا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۲۰) حضرت ابو سعید خدری نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جس چیز کا میں تم پر خوف کرتا ہوں وہ وہ ہے جو دنیا کی تازگی و زینت تمہیں نصیب ہوگی ایک شخص بولا یا رسول اللہ کیا بھلائی برائی کو لائیگی آپ خاموش ہو رہے یہانتک کہ ہم نے جانا کہ آپ پر وحی اتر رہی ہے ابو سعید کہتے ہیں پھر آپ نے اپنا پسینہ پونچھا اور فرمایا سائل کہاں ہے گویا آپ نے اسکی تعریف کی پھر فرمایا واقعی بھلائی برائی کو نہیں لاتی اور بیشک ان چیزوں میں سے جو تم بہار میں اُگتی ہیں بعض وہ چیزیں ہیں جو کھانیوالے کو مار ڈالتی یا قریب ہلاک کے کر دیتی ہیں ہاں جو کوئی سبزی (یعنے گھانس) کھانیوالا یہانتک کھائے کہ اسکی کوکیں تنجائیں پھر سورج کی ٹکیا کے سامنے بیٹھے اور (دھوپ میں بیٹھکر) بیٹا لگے پر کیا اور پیشاب کیا پھر دوبارہ آکے کھالیا اسے کچھ ضرر نہیں ہوتا[۲] یہ مال سبز شیریں ہے جو کوئی اسکے حق سے لیگا اور اُسے اُسی حق (جگہ) میں رکھیگا وہ مال بہت اچھا مددگار ہے اور جو کوئی اسے اسکے حق سے نہ لیگا وہ اُس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا جاتا ہے اور اُس کا پیٹ نہیں بھرتا اور قیامت کے دن مال اُس (کی حرص) پر گواہ ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۲۱) حضرت عمرو بن عوف کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں تم پر فقیری (آنے) سے نہیں ڈرتا[۳] لیکن مجھے تم پر دنیا کی اسقدر فراخ ہونیکا خوف ہے جیسے کہ اُن لوگوں پر فراخ ہوئی تھی جو تم سے پہلے تھے پھر کہیں تم بھی اُسکی رغبت کرنے لگو جیسے اُنہوں نے رغبت کی تھی پھر دنیا ہی تمہیں ہلاک کردے جیسے اُنہیں ہلاک کردیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی یاالٰہی اولاد محمدؐ کی روزی بقدر قوت[۴] (لایموت) کردے اور ایک روایت میں ہے بقدر کھانے پینے

---

[۱] یعنے لوگوں کی نظروں میں ایسا حقیر ہوتا ہے کہ کوئی اسے اپنے پاس آنے نہیں دیتا اور کوئی اسکی بات بھی نہیں سنتا ۱۲ [۲] وہ نہیں ہلاک ہوگا یہ اُس شخص کی مثال ہے جو کبھی گناہ کر لیتا ہے تو فوراً نادم ہوکر توبہ کر لیتا ہے ۱۲ [۳] مجھے اسکا کچھ ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد فقیر ہو جاؤگے بلکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں دنیا تمہیں اسقدر نہ ملجائے کہ تم بہلوں کی طرح اُسکی محبت میں مبتلا ہوکر ہلاک ہو جاؤ ۱۲ [۴] یعنے اسقدر کھانیکو دیدے جس سے آدمی زندہ رہے بھوک کے مارے مرے نہیں ۱۲

کے (کردے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمان ہوگیا اور اسے کھانے پینے کے موافق رزق دیا گیا اور اسے خدا کے دئیے ہوئے پر قناعت کی اُسنے عذاب خدا سے نجات پالی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کہتا ہے کہ میرا مال ہے میرا مال ہے بیشک جو کچھ اُسکے پاس مال ہے وہ تین قسم کا ہے ایک جو کچھ کہا کے تمام کر دے دوسرے جو کچھ پہن کے پرانا کر دے تیسرے کسی کو کوئی چیز دیدی ہو اور آخرت کے لئے جمع کر دی ہو اور اسکے علاوہ جو کچھ ہے وہ جانے والا ہے اور بندہ اُسے لوگوں کے واسطے چھوڑ جانیوالا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۲۵) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین چیزیں مردے کے ساتھ جاتی ہیں پھر دو چلی آتی ہیں اور ایک اُسکے ساتھ رہتی ہے اُسکے ساتھ اُسکے گھر والے اور اُسکا مال اور عمل جاتا ہے پھر گھر والے اور مال تو چلے آتے ہیں اور اُسکا عمل ساتھ رہتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۲۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں ایسا کون ہے جسے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو وہ بولے یا رسول اللہ ہم میں ایسا کوئی نہیں ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو آپنے فرمایا ہر شخص کا مال وہی ہے جو وہ آگے بھیجدے اور وارث کا مال وہ ہے جو وہ پیچھے چھوڑ جائے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۶۲۷) مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ رہے تھے (ترجمہ مال کی بہتایت نے تمہیں آخرت سے غافل کردیا) آنحضور نے اس کے بیان میں فرمایا آدم زاد کہتا ہے میرا مال ہے میرا مال ہے پھر فرمایا اے آدم زاد تیرا مال وہی ہے جو چیز تو نے کہا کر خرچ کر دی یا پہن کے پہاڑ دی یا صدقہ کر کے اپنی آخرت کے واسطے چھوڑ دی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۶۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تونگری مال کی کثرت سے نہیں[۱]

---

[۱] انہیں یہی کہانا اور پہننا دنیا ہی کیلئے ہے اور خدا کیواسطے دنیا ہمیشہ کے گھر کیواسطے جمع کرنیکو ہے ۱۲ منہ کیونکہ آدمی کو اپنے مال کا ہر طرح خرچ کرنے اور تصرف کرنیکا اختیار ہوتا ہے چاہے باپ یا بیٹا ہی کیوں نہو کچھ اختیار نہیں ہوتا ۱۲ منہ کیونکہ آدمی کتنا ہی مالدار ہو دل تونگر نہوا ہے تو تونگر نہیں کہتے سعدی شیرازی گلستاں میں فرماتے ہیں تونگری بدل است نہ بمال۔ بزرگی بعقلست نہ بسال ۱۲

ہوتی اصل تونگری دل کی تونگری ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۶۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کون ہے جو مجھ سے یہ چند کلمے حاصل کرے پھر انپر عمل کرے یا ایسے لوگوں کو سکھادے جو اُسپر عمل کریں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گن کر بتائیں[۱] کہ حرام چیزوں سے تو بچتا رہ پھر تو بڑا عابد ہو جاویگا اور جو کچھ[۲] خدا نے تیری قسمت کا تجھے دیا ہو اُسپر راضی رہ پھر تو سب سے زیادہ تونگر ہو جاویگا اور[۳] اپنے پڑوسی کیساتھ احسان کر اس سے تو مسلمان (کامل) ہو جاویگا اور[۴] لوگوں کے واسطے وہی بات پسند کر جو تو اپنے واسطے پسند کرتا ہو پھر تو سچا مسلمان ہو جاویگا اور[۵] زیادہ نہ ہنسا کر کیونکہ زیادہ ہنسا دل کو مار دیتا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ برتر ارشاد فرماتا ہے کہ اے آدم زاد تو میری عبادت کیواسطے اپنا دل فارغ کرلے[۲] میں تیرے سینے کو تونگری سے بھر دونگا اور تیری فقیری دور کردونگا اور اگر تو یہ نکریگا تو میں تیرے ہاتھ کو دُنیا کے دھندوں سے بھر دونگا اور تیری احتیاج پوری نہیں کرونگا۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کی عبادت اور مشقت کا اور دوسرے آدمی کی پرہیزگاری کا ذکر کیا گیا آنحضرت نے فرمایا اسے (یعنے زیادہ عبادت کو) تم پرہیزگاری یعنے تقوے کے برابر نہ سمجھو[۳] پرہیزگاری اُس عبادت سے بدرجہا افضل ہے جسکے ساتھ تقویٰ نہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۲) حضرت عمرو بن میمون اودی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ ان پانچ (حالتوں) کو پانچ (حالتوں) سے پہلے غنیمت گنا کر ایک جوانی کو اپنی بڑھاپے سے پہلے اور[۲] اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے اور[۳] اپنی تونگری کو فقیری سے پہلے اور[۴] فارغ البالی کو شُغلوں سے پہلے اور[۵] زندگی کو مرنے سے پہلے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک ایسی تونگری کا جو گنہگار رکھنیوالی ہو یا ایسی غریبی کا جو خُدا کو بُھلا دینے والی ہو یا ایسی بیماری کا جو بدن کی

---

[۱] جیسے کہ اکثر لوگ انگلیوں پر گنکر باتیں بتاتے ہیں ۱۲ [۲] یعنے میری عبادت میں دل لگا کے رکھ ۱۲ [۳] کیونکہ اگر تقویٰ نہ ہوگا تو محض عبادت نماز روزہ کچھ کام نہ آئیگا کیونکہ تقویٰ جزو ایمان ہے ۱۲۔

بگاڑنیوالی ہو یا ایسے بڑھاپے کا جو بے عقل کر دینے والا ہو یا ناگہاں آجانیوالی موت یا دجّال کا انتظار کرتا ہے[۱] (حالانکہ یہ سب بُری چیزیں ہیں) اور دجّال چھپی ہوئی شر ہے جسکا لوگ انتظار کرتے ہیں یا قیامت کا انتظار کرتے ہیں) حالانکہ قیامت بہت سخت اور کڑوی ہے یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۴) حضرت ابوہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو کہ دُنیا پر لعنت کیگئی ہے خدا کے ذکر اور خدا کے دوستوں اور عالم اور علم سیکھنے والے کے علاوہ جو کچھ دُنیا میں ہے[۲] سب پر پھٹکار ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۳۵) حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خدا کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر بھی دنیا (کی حقیقت) ہوتی تو اُسمیں سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۳۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دنیا کا سامان اختیار نکرنا کہیں تم دُنیا (کی محبت) میں نہ مبتلا ہو جاؤ یہ حدیث ترمذی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۷) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اپنی دنیا (یعنے امور دنیا) سے محبت کی اُسنے اپنی آخرت خراب کر دی اور جو کوئی آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دُنیا کو خراب کر دیتا ہے لہٰذا تم باقی کو فانی پر اختیار کیا کرو[۳] یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۸) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ دینار اور درہم کے بندے پر[۴] لعنت کیگئی ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۹) حضرت کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ یعنے ہر ایک تم میں سے ایسی باتونکا منتظر ہے جو اسکے حق میں مضر ہیں کوئی تونگری کا منتظر ہے جو گنہگاری کا سبب ہے کوئی مفلسی کی خواہش کرتا ہے حالانکہ زیادہ مفلسی خدا کو بھلا دیتی ہے کوئی بیماری یا بڑھاپے کا انتظار کرتا ہے جو کہ بدن بگاڑنے اور عقل کھونے والے ہیں اور ایسی ہی ناگہانی موت اور دجّال اور قیامت کا انتظار کرنا بُرا ہے ۱۲ ۲؎ یعنے دنیا کی ساری چیز و نپر پھٹکار ہے صرف خدا کا ذکر اور خدا کے دوست اور علماء اور طالبعلم اس سے مستثنیٰ ہیں اور طالبعلم سے علم کی باتیں سیکھنے والے لوگ مراد ہیں ۱۲ ۳؎ یعنے دُنیا فنا ہونیوالی اور آخرت کی نعمتیں ہمیشہ رہنی والی ہیں لہٰذا تم آخرت پر دُنیا کو پسند نکیا کرو ۱۲ ۴؎ یعنے جو کوئی درہم و دینار کی محبت میں گرفتار ہے وہ خدا کی رحمت سے دور رہیگا ۱۲

نے فرمایا جو دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں وہ اُن بکریوں میں اسقدر خرابی کرنیوالے نہیں ہیں جو کہ مال و جاہ پر حرص کرکے اپنے دین میں خرابی کرتا ہو۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۶۴۰) حضرت خباب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مومن جو کچھ خرچ کریگا اُس کا اُسے اجر ملیگا مگر خاک میں خرچ کرنیکا کچھ اجر نہ ملیگا (یعنے مکان بنانے میں کچھ ثواب نہیں ہوگا) یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب جگہ خرچ کرنا راہ خدا میں خرچ کرنا ہے رہا مکان بنانا اسمیں کچھ بہتری نہیں ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۴۲) حضرت انس ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے تو ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے آپ نے ایک اونچا گنبد دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے آپکے صحابیوں نے فرمایا یہ فلانے انصاری آدمی کا گنبد ہے آپ چپ ہو رہے اور اُسے اپنے دل میں رہنے دیا یہاں تک کہ جب اُس کا مالک آیا تو اُسنے اور لوگوں کے سامنے آپ کو سلام کیا آپنے اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا آپنے کئی دفعہ اسیطرح کیا یہانتک کہ اس شخص نے آپکی ناراضگی اور اپنے طرف سے آپ کا منہ پھیر لینا پہچان لیا اور اپنے دوستوں سے اسکی شکایت کی اور کہا بخدا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ناراض معلوم ہوتے ہیں (نہ معلوم اسکی کیا وجہ ہے) لوگوں نے کہا حضور انور باہر تشریف لیگئے تھے تو تیرا گنبد دیکھا تھا (شاید اِس وجہ سے ناراض ہیں) اُس نے جاکے وہ گنبد ڈھا دیا اور زمین کے برابر کردیا ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پھر تشریف لیگئے تو اُسے نہ دیکھا آپنے پوچھا کہ وہ گنبد کیا ہوا اصحاب نے عرض کیا ہمسے اُس گنبد والے نے آپکے منہ پھیر لینے کی شکایت کی تھی ہمنے اُسے سبب بیان کیا تو اُسنے اسے ڈھا دیا بعد ازاں آپنے فرمایا یاد رکھو بیشک ہر عمارت اپنے بنانیوالے کیلئے حق میں وبال ہے مگر جو بیفائدہ نہو اور اُسکی از حد ضرورت ہووے (وہ وبال نہیں ہے) یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۴۳) حضرت ابوہاشم بن عتبہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی (یعنے یہ) کہا تھا تجھے مال جمع کرنیکیلئے صرف[۳] ایک خدمت گار اور راہ خدا میں جانیکو ایک سواری کافی ہے۔ یہ حدیث امام احمد

---

[۱] یعنے اتنے بھوکے بھیڑیوں سے بکریوں کے ریوڑ میں خرابی نہیں آتی جتنی کہ مال و جاہ پر حرص کرنیوالے آدمی کے دین میں حرص سے خرابی آتی ہے ۱۲ [۲] یعنے جو ضرورت سے زیادہ ہو مگر ہاں بقدر ضرورت مکان بنانے میں کچھ حرج نہیں ہے ۱۲ [۳] یعنے ایک خدمتگار خدمت کرنیکو اور ایک سواری راہ خدا میں یعنے جہاد یا حج یا علم پڑھنے جانیکو جسکے پاس ہو اُسے اتنا ہی مال جمع کرنا کافی ہے زیادہ بیکار ہے ۱۲

اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ اور مصابیح کے بعضے نسخوں میں ابو ہاشم بن عُتبہ سے منقول ہے تے کے بدلے وال (یعنے عُتبہ کے بدلے عُتبد) ہے اور یہ غلط ہے۔

(۴۴۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم زاد کا ان تین چیزوں کے علاوہ اور کچھ حق نہیں ہے ایک گھر جس میں رہتا ہو دوسرے کپڑا جس سے اپنا ستر ڈھانکے تیسرے خشک روٹی اور پانی (جس سے بھوک پیاس رک جائے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۴۴) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے آکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ جسے میں وہ عمل کروں تو خدا مجھسے محبت کرنے لگے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں آپ نے فرمایا دُنیا سے الگ ہو جا خدا تجھے چاہنے لگیگا اور لوگوں کے مال وجاہ کی خواہش نکر لوگ تجھسے محبت کرنے لگینگے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۴۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر سو کر اٹھے اور آپکے بدن مبارک پر نشان پڑ گئے تھے ابن مسعود نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم آپکے لئے بچھونا بچھا دیں اور آپکے لئے (عمدہ سامان) تیار کر دیں تو کیا اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا مجھے دنیا سے کچھ غرض نہیں ہے میری اور دنیا کی مثال صرف اس سوار جیسی ہے جو درخت کے نیچے سایہ میں ٹھہر گیا اور اس درخت کو چھوڑ گیا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۴۴) ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میرے دوستوں میں سے سب سے زیادہ رشک کیا جانے کے قابل میرے نزدیک وہ ایماندار شخص ہے جو سبکبار ہو اور نماز سے بہرہ مند ہو اپنے پروردگار کی عبادت اچھی کرتا ہو اور پوشیدگی میں (بھی) اسکی فرمانبرداری کرتا ہو اور لوگوں میں وہ گمنام ہو کوئی اسکی طرف انگلی سے اشارہ نکرتا ہو اور اس کا

ف۱ خلاصہ یہ ہے کہ دُنیا کے جاہ و جلال پر خیال نہ کر خدا اور تمام لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے ۱۲۔

ف۲ ایسے ہی ہمیں دُنیا سے تعلق رکھنا چاہیئے کہ دُنیا کو درخت کا سایہ تصور کر کے تھوڑی دیر آرام لے لیں اُسے قیامگاہ نہ تصور کریں کیونکہ آخر میں اُسے چھوڑتا ہے اور ہمیشگی کے گھر میں جاتا ہے ۱۲ ف۳ یعنے جو اہل و عیال اور دُنیا سے جو سبک اور ہلکا ہو اور نماز اچھی طرح پڑھتا ہو وہ شخص پکا ایماندار ہے اور وہ اس قابل ہے کہ لوگ اُس سے رشک کریں اور مُراد رشک سے یہ ہے کہ لوگ اُسکے اچھے کام دیکھکر یہ خواہش کریں کہ ہم بھی ایسے ہو جاویں یہ مقصود نہیں ہے کہ لوگ اُس سے حسد کریں اور یہ چاہیں کہ یہ بات اسکی جاتی رہے ۱۲۔

رزق بقدر ضرورت ہوا ور اُسپر صبر کرے پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے[۱] چٹکی بجا کر فرمایا اُسے موت جلد آتی ہے اور اُسکی رونیوالی عورتیں کم ہوتی ہیں اُس کے وارث بھی کم ہوتے ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۶۴۸) حضرت ابو اُمامہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پروردگار نے مجھ سے یہ ظاہر کیا کہ تیرے لیئے مکہ کے کنکر سونے کے ہو جاویں میں نے عرض کیا کہ اے پروردگار نہیں (میں نہیں چاہتا) لیکن میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں تاکہ جسوقت بھوکا رہوں تو تیرے آگے عاجزی وزاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جسوقت میرا پیٹ بھر جائے تو تیری تعریف اور تیرا شکر (ادا) کروں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۶۴۹) عبید اللہ بن محصن کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم میں سے اپنے گھر[۲] ہو (یا) اپنے مکان میں صبح کو امن وامان اور اپنے جسم کی عافیت سے[۳] اُٹھے اور اُسکے پاس اُسدن کی خوراک ہو گویا کہ اُسکے پاس ساری دُنیا جمع ہو گئی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۵۰) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے[۴] زیادہ بُرا نہیں بھرا آدم زاد کو چند لقمہ جو اُسکی سٹیہ کو سیدھا رکھیں کافی ہیں پھر اگر اُسے پیٹ بھرنا ضرور ہو تو تہائی پیٹ کھانے سے اور تہائی پانی سے بھرے اور ایک حصہ سانس لینے کو خالی رکھے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۶۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ڈکاریں لیتے سُنا تو فرمایا اپنی ڈکاریں کم کر کیونکہ قیامت کے دن وہ شخص سب سے زیادہ بھوکا ہو گا جو دنیا میں زیادہ[۵] پیٹ بھرتا ہو گا یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے اور اسی طرح ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۶۶۲) حضرت کعب بن عیاض فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے بیشک ہر ایک امت کیواسطے آزمائش ہے اور میری امت کی آزمائش مال[۶] ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

[۱] یعنے چٹکی بجا کے یہ جتایا کہ اُسے ایسے جلد جیسے چٹکی بجاتے ہیں موت آجاتی ہے ۱۲ [۲] اس سے گذارے کے لایق چھوٹا سا مکان مُراد ہے اور یہ لفظ سرب کا ترجمہ ہے اسکے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو کوئی اپنے بال بچوں میں امن وامان کے ساتھ صبح کو اُٹھے ۱۲ [۳] یعنے آدمی جو برتن کسی چیز سے بھرتا ہے اُنمیں پیٹ سے زیادہ کوئی بُرا نہیں ہے جیسے آدمی کھانے سے بھرتا ہے ۱۲ [۴] چونکہ ڈکاریں اکثر پیٹ بھرنیکے بعد آتی ہیں اس خیال سے آپ اس سے فرمایا کہ زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھا کیونکہ زیادہ کھانیوالا قیامت کے دن بھوکا ہوگا ۱۲ [۵] یعنے میری اُمت کو مال دیکر آزمایا ۱۲ [۶]

جاوے گا زیادہ مال ملنے کے بعد خدا کا شکر کرتے ہیں یا نافرمانی کرنے لگیں گے ۱۲

(۶۶۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا قیامت کے دن آدم کی اولاد اسطرح لائی جاویگی جیسے کہ بکری کا بچہ ہوتا ہے اور وہ خداوند کریم کے سامنے کھڑے کئے جاوینگے اُن سے خدا تعالیٰ پوچھیگا میںنے تمہیں (صحت وغیرہ) عطا کی تھی اور سامان دیا تھا اور طرح طرح کی نعمتیں دی تھیں پھر تمنے (اُنکے شکریہ میں) کیا کام کیا وہ کہینگے اے پروردگار ہمنے اُسے جمع کیا اور بڑھایا اور جسقدر تھا اُس سے بہت زیادہ میں چھوڑ آیا تو مجھے (دنیا میں) دوبارہ بھیجدے میں وہ سارا مال تیرے پاس لے آؤنگا پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا مجھے دکھلا تو کیا لایا ہے وہ کہیگا اے پروردگار ہمنے مال کو جمع کیا اور اسے بڑھایا اور جسقدر تھا اُس سے بہت زیادہ چھوڑ آیا تو مجھے دوبارہ بھیجدے میں وہ سارا مال تیرے پاس لے آؤنگا۔ باربار یہی سوال وجواب ہوگا جسوقت (یہ ظاہر ہوگا) کہ اُس بندہ نے کوئی نیک عمل آگے نہیں بھیجا تو اسے جہنم میں بھیجدیا جاویگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے ضعیف کہا ہے

(۶۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس نعمت کا سوال کیا جاویگا[1] وہ یہ ہے کہ اُس سے پوچھا جاویگا کیا ہمنے تیرے بدن کو تندرستی نہیں عطا کی تھی اور کیا ہمنے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۶۵) حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا قیامت کے دن آدمی کے قدم اُسوقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹینگے جبتک پانچ باتوں کا سوال کر لیا جاویگا ایک (یہ کہ) اپنی عمر کو کس کام میں صرف کیا دوسرے اپنی جوانی[2] کو کاہے میں پرانا کیا اور یہ کہ اپنا مال کہاں سے[3] کمایا اور کسمیں خرچ کیا اور اپنی سیکھی ہوئی[4] باتوں میں سے کیا عمل کیا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل

(۶۶۶) حضرت ابو ذر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا اے ابوذر تو کالے اور سرخ رنگ والوں سے اچھا نہیں ہے جبتک تو اُن سے تقوے میں نہ بڑھا ہوا ہو[5] یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

---

[1] کیونکہ تندرستی اور ٹھنڈا پانی بھی خدا کی نعمت ہے سب سے پہلے سوال ہوگا انکا کیا شکریہ ادا کیا ۱۲ [2] جوانی بمنزلہ ایک عمدہ نئے کپڑے کے ہے جو تھوڑے سے زمانہ میں پرانا ہوجاتا ہے ایسی ہی جوانی کا زمانہ بھی جلد چلا جاتا ہے آدمی کو اُسکی قدر کرنی چاہیئے اور برے کاموں میں نہ صرف کرے ۱۲ [3] حلال طور سے کمایا یا حرام سے اور اچھی جگہ خرچ کیا یا بری جگہ صرف کیا ۱۲ [4] یعنی [5] اچھا ہونا صورت اور شکل کے اچھے ہونے پر موقوف نہیں ہے اچھا آدمی وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہے ۱۲

([illegible]) حضرت ابوذر ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے نے دنیا سے بے پروائی کی اسکے دل میں خداوند کریم نے حکمت اگادی ہے اور اس حکمت کے ساتھ اسکی زبان کو گویا کر دیا اور اسے دنیا کے عیب اور اسکی بیماریاں اور ان کا علاج (سب کچھ) دکھا دیا اور اسے دنیا سے سلامتی کے گھر[1] کیطرف سالم پہنچا دیا یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

([illegible]) حضرت ابوذر ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے نجات پالی جسکا دل خدا نے ایمان کے واسطے خالص اور اس کا دل (بغض و حسد سے) سالم کر دیا اور اسکی زبان سچی اور دل مطمئن اور اسکی طبیعت سیدھی بنا دی اور اسکے کان کو حق بات کا سننے والا اور اسکی آنکھ کو دیکھنے والا بنایا لیکن کان تو قیف[2] ہیں اور آنکھیں اس چیز کی حفاظت کرنیوالی ہیں جسے دل نے یاد کیا ہے اور واقعی اس شخص نے نجات پالی جسے یاد کرنیوالا دل عطا ہوا یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۶۶۹) عقبہ بن عامر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب تم دیکھو کہ اللہ بزرگ و برتر کسی بندہ کو باوجود اسکے گناہوں کے دنیا کے ایسے سامان دیرہا ہے جو اسے پسند ہوں تو یہ صرف استدراج[3] (یعنے درجہ بدرجہ چڑہانا) ہے پھر رسول خدا نے (استدلالاً) یہ آیت پڑہی فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ (ترجمہ جبکہ کافر بہول گئے جو کچھ انہیں سمجہایا گیا تہا ہمنے انپر ہر چیز کے دروازے کہولدیئے یہانتک کہ جب وہ اپنی ملی ہوئی چیز و نپر خوش ہوئے ہمنے یکایک انہیں پکڑ لیا پہر نا گہاں وہ حیران رہگئے) یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۶۷۰) حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک شخص مر گیا اور وہ ایک دینار چہوڑ گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک داغ[4] ہے ابو امامہ کہتے ہیں پہر ایک اور مر گیا اور دو دینار چہوڑ گیا حضور انور نے فرمایا یہ دو داغ ہیں یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۶۷۱) حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے ماموں ابو ہاشم بن عتبہ کے پاس انکی مزاج پرسی

---

[1] سلامتی کے گھر سے جنت مراد ہے واقعی حقیقتہً کامل و تمام سلامتی بہشت ہی میں ہے ۱۲ [2] جیسے قیف سے بوتل وغیرہ میں کچھ ڈالتے ہیں اسی طرح کانوں کے راستہ سے ہر طرح کی بات دل میں جاتی ہے ۱۲ [3] جو سیڑہی کے ایک ڈنڈے سے دوسرے ڈنڈے پر نمبر بہ نمبر چڑہتے ہیں اسے استدراج کہتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ انہیں انکی خواہشوں کے موافق دیئے جاتا ہے پہر ایک دفعہ ہی پکڑ لیگا ۱۲ [4] یعنے اسکے بدلے اسکے ایک داغ لگایا جاویگا چونکہ وہ مسکین نہیں تہے جنہیں لوگ صدقہ و زکوٰۃ دیتے تہے اور جسکے پاس کہانیکو موجود ہو [illegible]

کیطرح (چمکتا) ہوگا اور جو کوئی دنیا کو حلال طریقہ سے مال بڑہانے اور فخر کرنے اور[1] لوگوں کے دکہانیکواسطے طلب کریگا وہ خداوند تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ خدا تعالیٰ اُس سے ناراض ہوگا یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں نقل کی ہے۔

(۶۷۶) حضرت سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ نیک کام خزانے ہیں اور ان خزانوں کی کنجیاں بھی ہیں اُس بندے کے لئے خوشحالی ہو جسے خدا تعالیٰ نے بھلائی کی کنجیاں اور بُرائی کے روکنے کا سبب بنا دیا اور اُس بندے کے لئے ہلاکت ہو جسے خدا نے برائی کی کنجی اور دروازۂ خیر کے بند ہونیکا سبب بنا دیا یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۷۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ کے مال میں برکت نہیں دیجاتی[2] تو وہ اُسے پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے۔

(۶۷۸) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمارتوں میں حرام (مال خرچ کرنے) سے بچتے رہاکرو کیونکہ وہ بربادی کی جڑ ہے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں

(۶۷۹) حضرت عائشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپنے فرمایا کہ دنیا ان لوگونکا گھر ہے جنکا آخرت میں گھر[3] نہیں ہے اور اُن لوگونکا مال ہے جنکا آخرت میں مال نہیں ہے اور اُسے وہی جمع کرتا ہے جسے عقل نہیں ہے یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۶۸۰) حضرت حذیفہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ خطبہ میں فرمارہے تھے کہ شراب گناہوں کا مجمع ہے اور عورتیں شیطان کی رسیاں[4] ہیں اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے حذیفہ کہتے ہیں اور مینے سُنا آپ فرماتے تھے کہ عورتونکو پیچھے رکھاکرو اسلئے کہ اللہ نے اُنہیں[5] پیچھے رکھا ہے یہ

---

[1] یعنے جسکی غرض دنیا حاصل کرنیسے مال جمع کرنا اور کثرت مال کیوجہ سے لوگوںپر فخر کرنا اور اُنہیں دکہانا ہو اُس سے قیامت کے دن خداوند کریم ناراض ہوگا کیونکہ اس سے تکبر لازم آتا ہے ۱۲ [2] مراد برکت نہونے سے یہ ہے کہ راہ خدا میں خرچ نہیں ہوتا یعنے جب بندہ کا مال نیک جگہ صرف نہیں ہوتا تو بندہ بیکار جگہوں پر خرچ کرتا ہے جیسے حاجت سے زائد مکان بنانا وغیرہ ۱۲ [3] یعنے دنیا کو اپنا گھر وہی جانتا ہے جسکے لئے عقبیٰ میں گھر نہو کیونکہ دنیا فنا ہو جانیوالی ہے اور آخرت کے عیش ہمیشہ رہنے والی ہے پھر جو کوئی اُن عیشوں پر دنیا کو پسند کرے اُسے عقبیٰ میں وہ عیش نصیب نہونگی ۱۲ [4] جیسے رسیونکے جال سے مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں ایسے ہی عورتوں کے جال سے شیطان مردونکو پکڑتا ہے لفظ حبال کے معنی رسیاں اور جال ہیں ۱۲ [5] اللہ نے تمام باتوں میں عورتونکو مردوں سے پیچھے رکھا ہے اسلئے تم بھی انکا مرتبہ ہر بات میں مردونسے مؤخر رکھاکرو ۱۲۔

حدیث رزین نے نقل کی ہے اور بیہقی نے یہ حدیث شعب الایمان میں اس ساری حدیث میں سے حسن بصری سے مرسلا اتنی نقل کی ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل یعنے سرداد ہے ۔

(۶۸۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک سب سے زیادہ جس بات کا میں اپنی امت پر خوف کرتا ہوں خواہش نفس ہے اور امید ونکی درازی ہے خواہش نفس تو حق سے روکتی ہے اور امید ونکی درازی آخرت کو بھلا دیتی ہے اور یہ دنیا کوچ کرکے چلی جانیوالی ہے اور یہ آخرت کوچ کرکے آنیوالی ہے اور ہر ایک (یعنے دنیا و آخرت) کی اولاد ہے اگر تم سے ہو سکے کہ تم دنیا کی اولاد میں شامل نہ ہو تو تم یہ کرو کیونکہ تم آجکے دن عملوں کے گھر میں ہو اور کچھ حساب نہیں ہے اور کل آخرت کے گھر میں ہو گے اور عمل نہیں ہو گا یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے ۔

(۶۸۲) حضرت علی فرماتے ہیں دنیا پیٹھ پھیر کر کوچ کرتی ہے اور آخرت سامنے سے آتی ہوئی کوچ کرکے آتی ہے اور انمیں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں لہذا تم آخرت کے بیٹوں میں شامل ہو جانا دنیا کے بیٹوں میں نہ ہونا کیونکہ آج عمل ہے اور حساب نہیں ہے اور کل (قیامت کے دن) حساب ہو گا عمل نہ ہو گا یہ حدیث بخاری نے ترجمۃ الباب میں نقل کی ہے

(۶۸۳) حضرت عمرو سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اور خطبہ میں یہ فرمایا یاد رکھو دنیا عارضی سامان ہے اسمیں سے نیک اور برے سب کھاتے ہیں یاد رکھو بیشک آخرت کی سچی مدت مقرر ہوئی ہے اور اسدن بادشاہ خود مختار فیصلہ کریگا یاد رکھو بیشک ساری نیکیاں تمہارے ساتھ جنت میں ہونگی یاد رکھو تمام برائیاں دوزخمیں ہونگی خبردار تم عمل کئے جاؤ اور تم اللہ سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو کہ بیشک تمہارے عمل تمہارے سامنے پیش کئے جائینگے پھر جو کوئی ذرہ بھر نیکی کریگا اسے دیکھے گا اور جو ذرہ بھر برائی کریگا وہ اسے دیکھے گا یہ حدیث امام شافعی نے نقل کی ہے ۔

(۶۸۴) حضرت شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اے لوگو! واقعی دنیا موجودہ سامان ناپائدار ہے اسمیں سے نیک اور بدکار کھاتے ہیں اور آخرت کا وعدہ سچا ہے اسمیں منصف قدرت والا بادشاہ حکم کریگا اسدن حق بات کو ثابت اور ناحق کو باطل کریگا تم آخرت کے

---

۱ یعنے مجھے اپنی امت کے حق میں سب سے زیادہ خواہش نفس اور امید ونکی درازی کا ڈر ہے کہ کہیں میرے امتی اسمیں مبتلا ہو کر حق ڈر کر جادیں اور آخرت کو نہ بھول جائیں ۱۲ ۲ یعنے اسکی طرف متوجہ نہ ہو ملکہ آخرت کے طالب ہو ۱۲ ۳ یعنے برائی کی تمام قسمیں دوزخمیں پہنچا دینے کا سبب ہیں اور بھلائی کی تمام قسمیں جنت میں پہنچا دینیکا سبب ہیں ۱۲ ۴ جیسے جیسے عمل کرو ہونگے اسکی جزا و سزا تمہارے روبرو موجود ہو گی ۱۲

(۶۹۰) حضرت امام مالک فرماتے ہیں مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ کسی نے حکیم لقمان[1] سے کہا کہ اس بڑے مرتبہ پر جو ہم تم کو دیکھتے ہیں تمہیں کس چیز نے پہنچا دیا لقمان بولے سچی بات برتنے اور امانت ادا کرنے اور بیفائدہ بات چھوڑنے نے پہنچایا ہے (یہ حدیث انہوں نے مؤطا میں نقل کی ہے)۔

(۶۹۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اعمال آوینگے تو نماز آکے کہیگی[2] اے پروردگار میں نماز ہوں اللہ برتر فرماویگا تو بھلائی پر ہے پھر صدقہ آکے کہیگا اے پروردگار میں صدقہ ہوں اللہ برتر فرماویگا تو بھی بھلائی پر ہے پھر روزہ آکے کہیگا اے پروردگار میں روزہ ہوں اللہ برتر فرماویگا تو بھی بھلائی پر ہے پھر اسی طرح سب عمل آوینگے تو اللہ برتر فرماویگا بیشک تو بھلائی پر ہے پھر اسلام آکے کہیگا اے پروردگار تیرا نام السلام ہے اور میں اسلام ہوں اللہ برتر فرماویگا بیشک تو بھلائی پر ہے آج کے دن تیرے ہی سبب سے میں مواخذہ کرونگا اور تیرے ہی وجہ سے میں ثواب دونگا اللہ برتر نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (ترجمہ جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین ڈھونڈیگا اس کا کوئی عمل قبول نہوگا اور وہ آخرت میں نقصان اور گھاٹے والوں میں سے ہوگا)

(۶۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمارے ہاں ایک (دروازے یا دیوار کا) پردہ تھا جس میں پرند جانوروں کی تصویریں (بنی ہوئی) تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اسے بدل ڈال کیونکہ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا یاد آجاتی ہے۔

(۶۹۳) ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے اور مختصر کیجئے آپ نے فرمایا جب تو اپنی نماز کو کھڑا ہو تو اسطرح نماز پڑھ جیسے کوئی سارے (دنیا کو خدا کے سوا) رخصت[3] کرنیوالا ہوتا ہے ورنہ ایسی بات کر جس سے دوسرے دن عذر کرنا پڑے اور جو کچھ لوگوں کے قبضہ میں ہو اس سے نا امید ہو جا۔

---

[1] حکیم لقمان کو بعض لوگ کہتے ہیں نبی تھے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ حکیم اور ولی تھے حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے اور تخمیناً ایک ہزار پیغمبروں کی خدمت میں رہے ہیں پہلے ایک شخص کے غلام تھے صورت ان کی بہت کالی تھی عقل ان میں بہت بڑی تھی ۱۲ [2] مراد یہ ہے کہ ایک ایک کرکے سارے نیک عمل آدمی کی سفارش کرینگے خدا انہیں نرمی سے رخصت کردیگا بعد ازاں اسلام آکے سفارش کریگا جو کہ اصل اور جامع اعمال ہے تو اسکی سفارش منظور ہوگی ۱۲ [3] یعنے اسطرح نماز پڑھ کہ دنیا سے بالکل اپنا خیال دور کرلے اور خدا کیطرف متوجہ ہو جا ۱۲۔

(۶۹۴) حضرت معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ جب اُسے (یعنے مجھے) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کیطرف روانہ کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وصیت کرتے ہوئے ساتھ ساتھ روانہ ہوئے معاذ تو سوار تھے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم معاذ کی سواری کے نیچے[1] پیادہ پا چل رہے تھے جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ بیشک تو اس سال کے بعد مجھ سے نہیں ملیگا اور شاید تو میری اس مسجد میں یا میری قبر پر آویگا (یہ سنکر) معاذ رسولِ خدا کی جدائی کے غم میں رونے لگے پھر آنحضرت نے مڑکر مدینہ کیطرف اپنا منہ پھیر کر فرمایا سب سے زیادہ میرے مقرب[2] پرہیزگار لوگ ہیں جو کوئی بھی ہوں اور جہاں کہیں ہوں یہ چاروں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۶۹۵) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فَمَن يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (ترجمہ جسے خدا ہدایت کرنی چاہتا ہے اُس کا سینہ اسلام کیواسطے کھول دیتا ہے) پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک نور جب سینہ میں جاتا ہے تو سینہ فراخ ہو جاتا ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ کیا اسکے لئے کوئی ایسی نشانی ہے کہ جس سے وہ پہچانی جاوے آپنے فرمایا ہاں (ہے) غرور کے گھر[3] سے الگ رہنا اور ہمیشہ کے گھر کیطرف خواہش کرنا اور موت آنے سے پہلے موت کے واسطے آمادہ رہنا۔

(۶۹۶) حضرت ابوہریرہ اور ابو خلاد روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اُسے دنیا میں بے رغبتی اور کم بولنا عطا ہوا ہے تو اُس سے قربت حاصل کیا کرو کیونکہ اُسے حکمت سکھائی گئی ہے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب فقیروں کی فضیلت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گذراوقات کا بیان

پہلی فصل (۶۹۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] معاذ کو حضورؐ نے نیچے اُترنے سے منع کر دیا تھا ورنہ معاذ نے بار بار عرض کیا یا رسول اللہ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیے ورنہ مجھے بھی اُتر لینے دیجئے آپنے فرمایا نہیں معاذ تم سوار ہی رہو اور میں اسواسطے پیدل چل رہا ہوں کہ راہ خدا میں جو کچھ میرے پیروں پر خاک پڑ جائے اُسے میں اس غیر وقت میں غنیمت سمجھتا ہوں۔ یہ آنحضرتؐ کی وفات سے دوڈھائی ماہ پہلے کا قصہ ہے ۱۲ [2] یعنے مقرب متقی ہیں جس خاندان اور جس قوم کے ہوں کسی قوم کی خصوصیت نہیں ہے اور نہ کسی مقام کی تخصیص ہے خواہ کہیں ہوں اور کوئی ہوں پرہیزگار ہوں ۱۲ [3] غرور کا گھر دنیا ہے جو کوئی دنیا سے الگ رہا اور غرور کیساتھ موت کیواسطے آمادہ رہا اور اُسے برا نہ سمجھے اُس کا دل اسلام کیواسطے کھلا ہوا ہے اور یہ معاملہ اُس نور کا [illegible] ۱۲

بہت سے لوگ جنکے سر کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلودہ ہوتے ہیں اور دروازوں سے دھکیل دیئے جاتے ہیں ایسے ہوتے ہیں اگر اللہ پر قسم کھا لیں[1] تو اللہ اُنکی قسم پوری کر دے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۹۸) حضرت مصعب بن سعد فرماتے ہیں کہ سعد نے یہ گمان کیا کہ اپنے سے کم درجے کے لوگوں پر مجھے بزرگی[2] ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں مدد اور روزی ضعیفوں ہی کی وجہ سے ملتی ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۶۹۹) اُسامہ بن زید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (معراج کی رات) جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عام لوگ جو اسمیں داخل ہیں فقیر ہیں اور دولتمند (میدان محشر میں) رُکے ہوئے ہیں رہے دوزخی اُنہیں دوزخ کیطرف (جانیکا) حکم دیدیا گیا ہے اور پھر دوزخ کے دروازے پر میں کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُسکی اکثر رہنے والی عورتیں[3] ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۰۰) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں جھانکا تو اُسکے اکثر رہنے والے فقیر دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اُسکی اکثر رہنے والی عورتیں دیکھیں[4] یہ روایت متفق علیہ ہے

(۷۰۱) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مہاجرین فقیر قیامت کے دن دولتمندوں سے چالیس[5] برس پہلے جنت میں جائینگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۰۲) حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلا تو آپ نے اپنے نزدیک والے ایک آدمی سے پوچھا اس آدمی کے حق میں تیری کیا رائے ہے وہ بولا یہ اشراف آدمیوں میں سے ایک آدمی ہے بخدا یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا کہیں پیغام بھیجے تو نکاح کر دیا جاوے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو سفارش مان لیجاوے سہل کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے پھر ایک اور آدمی نکلا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کے حق میں تیری کیا رائے ہے وہ بولا یا رسول اللہ یہ فقیر مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہے یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو کوئی نکاح نکرے اور اگر کسی کی

---

[1] یعنے جنہیں کوئی اپنے دروازے پر کھڑا بھی ہونے نہیں دیتا وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اگر کسی ایسی بات پر خدا کی قسم کھا لیں جو اُنکے اختیار میں نہو پھر بھی خداوند کریم اُنکی قسم سچی کر دیتا ہے ۱۲ [2] یعنے جو لوگ مجھ سے مال میں کم ہیں وہ سخاوت وغیرہ نہیں کر سکتے وہ کم درجہ کے ہیں حضور انور نے فرمایا یہ خیال غلط ہے بلکہ تمہیں بھی اُنہیں کے طفیل سے روزی ملتی ہے ۱۲ [3] یعنے دوزخمیں عموماً عورتیں تھیں اور جنت میں عموماً محتاج تھے جنہیں دنیا میں لوگ حقیر سمجھتے ہیں ۱۲-

[4] کیونکہ عورتوں کی عادت اکثر ناشکری کرنے اور دوسروں سے حسد رکھنے اور غیبت کرنیکی ہوتی ہے اور یہ باتیں نہیں دوزخ میں پہنچا دیتی ہیں

سفارش کریں تو کوئی اُسکی سفارش نہ قبول کرا اور اگر وہ کوئی بات کہے تو اُسکی بات کوئی نہ سُنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص (جسے تو نے حقیر بتایا) اُس جیسے زمین بھر کے[۱] ہوؤں سے بہتر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے دو روز متواتر کبھی جو کی بھی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہانتک کہ آپکی وفات[۲] ہوگئی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۰۴) سعید مقبری ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ کا ایک ایسی قوم کے پاس گزر ہوا جنکے آگے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی انہوں نے ابو ہریرہ کو کھانے کے لئے بلایا ابو ہریرہ نے کھانے سے انکار کیا اور کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اسطرح تشریف لیگئے کہ جو کی روٹی سے بھی کبھی پیٹ[۳] نہیں بھرا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۰۵) حضرت انس سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کی روٹی اور بدبودار چربی لیگئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ایک یہودی[۴] کے پاس اپنی زرہ گروی رکھکر اپنے گھر والوں کے واسطے اُس سے جو قرض لے رکھے تھے راوی کہتے ہیں میں نے حضرت انس سے سُنا وہ کہتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس کبھی شام کو ایک صاع گیہوں کا نہ ہوتا تھا اور نہ دانوں کا اور کسی غلہ کے دانوں کا صاع ہوتا تھا حالانکہ آپکے نو بیویاں تھیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۰۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کھجور کے بوریئے پر لیٹے ہوئے ہیں آپکے اور بوریئے کے بیچ میں کچھ بچھونا نہ تھا آپکے پہلو میں بوریئے کے نشان پڑگئے ہیں آپ ایک ادھوڑی کا تکیہ سرہانے رکھے ہوئے تھے جسکے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ خدا سے دعا کیجئے تاکہ وہ آپکی اُمت پر فراخی کردے کیونکہ

---

[۱] یعنے اگر اُس پہلے جیسے آدمیوں سے زمین بھری ہو تو یہ ایک آدمی اُن سب سے بہتر ہے ۱۲ [۲] یعنے آپکی وفات تک ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دو دن لگاتار جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی ہو ہمیشہ یہی حال رہا کہ ایک دن کھایا تو ایک دن فاقہ ہے اور ایک دن روٹی کھالی تو دوسرے دن کھجوروں ہی پر گذارہ کرلیا ۱۲ [۳] اب آپ کے بعد ہم ایسے ویسے کھانے کیونکر اور کس دل سے کھائیں ۱۲ [۴] آپ نے یہودی سے یا تو اسوجہ سے جو قرض لئے کہ مسلمانوں سے میرا حال چھپا رہے اسوجہ سے لئے کہ اگر میں مسلمانوں سے قرض لونگا تو مجھے کوئی قرض نہ دیگا یونہی دیدیگا کہیں دس بیس دفعہ دینے کے بعد گھبرا نہ جائیں یا اُنسے لینا کہیں میری تبلیغ کی اُجرت نہ ہو جائے الا کہیں علی اللہ ملان بیلمہ راہوں ما اسئلکم علیہ من اجر (ترجمہ میں تم سے کچھ اصلی اجر ۱۲

فارس و روم (والوں) پر تو فراخی کی ہوئی ہے حالانکہ وہ خدا کی عبادت بھی نہیں کرتے آپ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا تو ابھی اسی خیال میں ہے وہ ایک قوم ہے جنکے لئے انکی نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی کی زندگانی میں جلد ملگیا ہے اور ایک روایت میں ہے کیا تو خوش نہیں ہے کہ انکے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۷۰۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ واقعی میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا ہے انمیں کوئی ایسا شخص نہ تھا جسکے (تہبند کے اوپر چادر ہو[1] یا تو صرف تہبند تھا یا کملی تھی کہ وہ اپنی گردنوں میں باندھے رہتے تھے بعض ایسی ہوتی تھی جو نصف پنڈلیوں تک ہوتی تھی اور بعض ایسی ہوتی تھیں جو ٹخنوں تک پہنچی ہوتی تھیں پھر ستر دکھائی دینے کے خوف سے اسے ہاتھ سے سمیٹ لیتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۰۸) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کوئی تم میں سے ایسے آدمی کو دیکھے جسے تم سے مال اور صورت میں زیادتی دی گئی ہو تو اسے چاہیے کہ ایسے آدمی کیطرف دیکھے جو اس سے کم درجہ ہو یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا تم اپنے سے کمتر شخص کیطرف دیکھا کرو اور اپنے سے زیادہ مرتبہ والیکی طرف نہ دیکھا کرو اور یہی زیادہ مناسب ہے، تاکہ تم اللہ کی نعمت کو جو تمہیں ملی ہے حقیر نہ سمجھو[2]

دوسری فصل

(۷۰۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقیر دولتمندوں سے پانسو برس[3] پہلے جنت میں جائیں گے جو کہ آدھا دن ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی

(۷۱۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا الٰہی تو مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی ہی میں مجھے اٹھا اور مسکینوں ہی کے گروہ میں میرا حشر کر تو حضرت عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا بیشک وہ لوگ امیروں[4] سے پانسو برس پہلے جنت میں جائیں گے اے عائشہ کسی مسکین کو خالی نہ پھیرو (کچھ نہ کچھ دیدیجیو) اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی ہو اے عائشہ فقیروں سے محبت

[1] یعنے اصحاب صفہ میں کوئی ایسا آدمی نہ تھا جسکے پاس تہبند اور چادر دونوں ہوں کسی کے پاس تہبند اور کسی کے پاس صرف چادر ایسی ہوتی تھی کہ اسے گلے میں باندھ کر پنڈلیوں تک لٹکا دیتے تھے ۱۲ [2] کیونکہ جب تم اپنے سے زیادہ خوشحال کو دیکھو گے تو یہ خیال کرو گے کہ اسکے مقابلہ میں ہمیں کچھ بھی نہیں دیا گیا اور ناشکری کا کلمہ ہے اور اپنے سے کمتر آدمی کو دیکھو گے تو یہ خیال کرو گے کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہمیں اس بندے سے زیادہ دے رکھا ہے ۱۲ [3] کیونکہ آخرت کا ایکدن ایکہزار برس کا ہوگا اس حساب سے پانسو برس کا آدھا دن ہوا ۱۲ [4] یعنے میں یہ دعا اسلئے کرتا ہوں کہ مسکین جنت میں امیروں سے پانسو برس پہلے جاوینگے

اور انہیں اپنا قریب سمجھو بیشک قیامت کے دن خدا تجھے اپنا مقرب بنالیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے مسکینوں کے گروہ میں حشر کرنے تک روایت کی ہے۔

(۷۱۱) حضرت ابو درداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے (یعنے میری رضامندی) مسکینوں (کی رضامندی) میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں اپنے فقیروں کی برکت سے روزی یا مدد ملتی ہے۔[ف]

(۷۱۲) حضرت امیّہ بن خالد بن عبد اللہ بن اُسید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر فقیروں کے وسیلہ سے کفار پر فتح کی دعا مانگتے تھے یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے

(۷۱۳) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کسی برے آدمی کی نعمت پر جو اُسے ملی ہوئی ہو رشک نہ کیا کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اُسے مرنیکے بعد کیا کیا پیش آنیوالا ہے[ف] بیشک اُسکے لئے خدا کے پاس ہلاک کرنیوالی یعنی آگ ہے اور وہ وہاں مرنیکا نہیں (ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیگا) یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۷۱۴) حضرت عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا مسلمان کے حق میں قید خانہ اور قحط ہے جب مسلمان دنیا سے جدا ہو جاتا ہے تو قید خانہ اور قحط سے چھوٹ جاتا ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۷۱۵) حضرت قتادہ بن نعمان روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی بندے کو چاہتا ہے اُسے دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جیسے کہ کوئی تم میں سے اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۱۶) حضرت محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزوں کو آدمی برا سمجھتا ہے حالانکہ موت مسلمان کیلئے فتنہ سے بہتر ہے اور مال کی کمی کو برا سمجھتا ہے حالانکہ مال کی کمی کیوجہ سے[ف] حساب بہت کم ہوگا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

ف یعنی روزی اور دشمنوں پر مدد مسکینوں ہی کے طفیل سے ملتی ہے ۱۲ ف یعنے تم کسی برے آدمی کو خوشحال دیکھکر یہ نہ خیال کیا کرو کہ یہ آرام میں ہے اور ہم باوجود مطیع خدا و رسول ہونیکے تکلیف میں ہیں کیونکہ آخرت میں انہیں بڑی بڑی تکلیفیں پیش آئینگی اور تم چین سے ہوگے ۱۲ ف یعنے جسکے پاس دنیا میں مال کم ہوگا اُسے قیامت میں حساب کم دینا پڑیگا ۱۲

(۷۱۷) حضرت عبداللہ بن مُغفّل فرماتے ہیں ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے عرض کیا کہ میں آپکو چاہتا ہوں آپنے فرمایا دیکھ تو کیا کہتا ہے وہ بولا خدا کی قسم میں آپکو چاہتا ہوں تین بار (یہی کہا) آپنے فرمایا اگر تو سچا ہے تو فقیری پر صبر کرنیکے لیئے تیار ہو جا البتہ مجھسے محبت رکھنے والیکو فقیری اس سے جلد پہنچتی ہے جیسے کہ نالہ اپنے انتہا کیطرف جاتا ہے[1] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقعی مجھے خدا کے کاموں میں سخت خوف[2] درپیش آئے ہیں حالانکہ اور کسی کو اسقدر خوف درپیش نہیں آئے اور مجھے راہ خدا میں ایسی ایذا دیگئی ہے جو کسی کو نہیں دیگئی تھی اور مجھپر تیس رات دن ایسے آچکے ہیں کہ میرے اور بلال کے کہانیکو اتنا کہانا نہ تہا جسے کوئی جاندار کہا سکے صرف اتنا تہا جو بلال کی بغل میں چہپا ہوا تہا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بہاگ کر باہر گئے تو بلال آپکے ہمراہ تھے بلال کے پاس صرف اتنا کہانا تہا جو کہ وہ اپنی بغل میں لیئے ہوئے[3] تھے۔

(۷۱۹) حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمنے بہوک کی شکایت کی اور ہمنے اپنے پیٹ سے ایک ایک پتہر (بندہا ہوا) کہولکر دکہا اور رسول خدا نے اپنے پیٹ سے دو پتہر کہولکر[4] دکہا دیئے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۲۰) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ صحابہ کو فاقہ ہوا تو رسول خدا نے انہیں ایک ایک کہجور دی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۲۱) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ دو عادتیں ایسی ہیں کہ جسمیں وہ دونوں ہوں اُسے خدا شکر گزار صبر کرنیوالا لکہدیتا ہے

---

[1] یعنے جیسے نالا اپنے منتہی کی طرف جلد جلد بہتا ہوا پہنچتا ہے ایسے ہی میرے چاہنے والیکو اس سے زیادہ جلد فقیری پہنچتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کے چاہنے والے دنیا میں تکلیف سے گزر کرتے ہیں اور آخرت میں چین سے بسر کرینگے

[2] یعنے خدا کے کاموں میں مجھے بڑے بڑے خوف درپیش آئے ہیں جو اور کسی کو نہیں آئے ہیں ۱۲ [3] یعنے تہوڑا سا کہانا تہا اگر زیادہ ہوتا تو کندہے یا پیٹھ پر رکہتے ۱۲ [4] معدہ کی حرارت بند کرنے اور پیٹ کے دبانے کے واسطے حالت شدت بہوک میں پتہر باندہ لیتے ہیں سب نے آپ کو اپنے پیٹ سے پتہر بندہا ہوا دکہایا کہ آپ کچھ کہلائیں آپ نے بہی اپنا پیٹ کہولکر دکہا دیا آپکے پیٹ پر دو پتہر بندہے ہوئے تھے ۱۲۔

جو کوئی اپنے دین میں اپنے سے بڑھیا کیطرف نظر کرے اور اُسکی پیروی کرے اور اپنی دنیا کے امور میں اُس شخص پر نظر کرے جسپر خدا نے اسے بزرگی دی[۱] ہو اُسے خدا شکر گزار صبر کرنیوالا لکھدیتا ہے اور جو کوئی اپنے (امور) دین میں اپنے سے گھٹیا پر اور دنیا میں اپنے سے بڑھیا پر نظر کریگا اور جو چیز دنیا کی جاتی رہی ہوگی اُسپر افسوس کریگا اُسے خدا شکر گذار اور صبر کرنیوالا نہیں لکھیگا[۲] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابو سعید کی حدیث (جسکا سرا یہ ہے) اُے مہاجر فقیروں کی جماعت تمہیں خوشخبری ہو" اُس باب میں ذکر ہو چکی جو فضائل قرآن کے باب کے پیچھے ہے۔

تیسری فصل

(۷۲۲) حضرت ابو عبد الرحمٰن حبُلی کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عمرو سے اُسوقت سُنا جبکہ اُن سے ایک آدمی نے سوال کیا تہا کہ کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں عبد اللہ نے اُس سے پوچہا کہ کیا تیری بیوی ہے جسکے پاس شب کو رہتا ہو وہ بولا ہاں (ہے) عبد اللہ نے پوچہا کیا تیرا کوئی مکان ہے جسمیں تو رہتا ہو وہ بولا ہاں (ہے) عبد اللہ نے کہا پہر تو تو تونگر ہے وہ بولا میرا تو ایک خدمتگار بہی ہے عبد اللہ نے فرمایا تو تو بادشاہ ہے[۳] (ابو) عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ تین آدمی عبد اللہ بن عمرو کے پاس آئے اُسوقت میں اُنکے پاس بیٹہا ہوا تہا اُن لوگوں نے (عبد اللہ سے) کہا اے ابو محمد خدا کی قسم ہمیں کوئی چیز میسر نہیں ہے خرچ نہ جانور نہ سامان عبد اللہ نے اُنسے کہا تم کیا چاہتے ہو اگر تم کچہہ (مجہسے مانگنا) چاہتے ہو تو پہر آنا میں تمہیں جو کچہہ خدا تمہارے واسطے میسر کریگا دیدونگا اور اگر تم چاہو تو میں بادشاہ (وقت امیر معاویہ) سے تمہارے حال کا ذکر کردوں[۴] اور اگر تم چاہو تو صبر کرو (یہ بہُت بہتر ہے) کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تہے کہ بیشک فقراء مہاجرین قیامت کے دن جنت میں مالداروں سے چالیس[۵] برس پہلے جائینگے وہ بولے ہم صبر کرتے ہیں ہم (کسی سے کچہہ نہیں) مانگینگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے جو اپنے سے کم مرتبہ کا آدمی ہو اُسپر غور کرکے یہ کہے کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہمیں اس سے بہتر بنایا ہے ۱۲ [۲] کیونکہ اُس نے اپنے پاس کی موجود چیز پر خدا کا شکر نہیں کیا اور نہ گئی ہوئی چیز پر صبر کیا ۱۲ [۳] کیونکہ خدمت گار بادشاہوں کے پاس ہوتے ہیں پہر باوجودیکہ تیرے پاس خدمت گار بہی ہے تو فقیر کیونکر ہو سکتا ہے ۱۲ [۴] وہ میرے کہنے سے تمہیں جتنا چاہینگے دیدینگے اور اگر تم کسی سے نہ لو اور صبر کرو تو بہُت بہتر ہے قیامت کے دن تم امیروں سے چالیس برس پہلے جنت میں چلے جاؤ گے ۱۲

(۲۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد میں اور فقراء مہاجرین کا ایک حلقہ بیٹھا تھا کہ یکایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم آکے اُنکے پاس بیٹھ گئے میں بھی اُنکے پاس اُٹھ کر چلا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء مہاجرین کو ایسی بات کی خوشخبری ہو جس سے اُنکے چہرہ خوش ہو جاوینگے واقعی وہ لوگ مالداروں سے چالیس[۱] برس پہلے جنت میں جاوینگے عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ اُنکے رنگ (خوشی سے چمکنے لگے اور فرماتے ہیں یہانتک کہ مینے آرزو کی کہ اگر میں بھی اُن کے ساتھ یا[۱] اُنمیں سے ہوتا (تو اچھا ہوتا) یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۲۲۴) حضرت ابوذر فرماتے ہیں میرے دلی دوست[۲] نے مجھے سات کاموں کے کرنیکا حکم دیا ہے مسکینوں سے دوستی رکھنے اور اُن سے قربت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے اپنے سے کمتر کیطرف دیکھنے اور اپنے سے بڑھیا کیطرف نہ دیکھنے کا حکم دیا ہے اور صلہ رحمی کرنیکا مجھے حکم ہوا ہے اگرچہ دوسرے (مجھ سے) بھاگیں اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں کسی سے کچھ نہ مانگوں اور مجھے بات کہنے کا بھی حکم دیا گیا ہے اگرچہ کڑوی ہی کیوں نہو اور مجھے حکم ہوا ہے کہ خدا (کے کاموں) میں کسی ملامت کرنیوالیکی ملامت سے نہ ڈروں اور مجھے اکثر لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ عرش کے نیچے کے خزانہ[۳] میں سے ہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۲۲۵) حضرت عائشہ فرماتی ہیں دنیا کی چیزوں میں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں پسند تھیں کھانا اور عورتیں اور خوشبو آنحضور کو دو چیزیں تو (بافراغت) ملیں اور ایک نہیں ملی (یعنی عورتیں اور خوشبو تو ملگئی کھانا (بافراغت) نہیں ملا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۲۲۶) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے عورتیں اور خوشبو اچھی معلوم ہوتی ہیں اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ حدیث امام احمد اور نسائی کے نقل کی ہے اور ابن جوزی نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ دنیا کی چیزوں میں سے (یہ چیزیں مجھے پسند ہیں)

(۲۲۷) حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول خدا نے جب انہیں یمن کیطرف (حاکم بنا کر) روانہ کیا تو فرمایا کہ اپنے تئیں آرام دینے سے بچائیو کیونکہ اللہ کے (خاص) بندے آرام میں نہیں ہوتے

[۱] جبکہ فقیر چالیس برس پہلے جنت میں جاوینگے تو مینے آرزو کی کہ میں بھی فقیر ہوتا تو بہت اچھا ہوتا ۱۲ [۲] یعنی جناب سرور دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات امر کا کرنیکا حکم دیا ہے ۱۲ [۳] جہاں سے فیض اور برکتیں نازل ہوتی ہیں ۱۲ [۴] بلکہ آرام و راحت دنیا میں کافر اور بدکار اور غافل اور جاہل لوگوں کے حصے ہے ۱۲

یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۲۷) حضرت علی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی خدا کے تھوڑے سے رزاق پر راضی ہو جائیگا خدا اُسکے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جائیگا۔[۱]

(۷۲۸) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھوکا ہو یا محتاج ہو اور اُسے لوگوں سے چُھپائے تو اللہ برتر پر[۲] اُسے ایک سال کا حلال رزق دینا لازم ہے۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۷۲۹) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ برتر اپنے مومن[۳] بندے محتاج سوال کرنے سے بچنے والے عیالدار سے محبت کرتا ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۳۰) زید بن اسلم فرماتے ہیں حضرت عمر نے ایک دن پانی مانگا تو کوئی شخص شہد ملا ہوا پانی لایا حضرت عمر نے فرمایا بیشک یہ اچھا ہے لیکن میں سُنتا ہوں کہ اللہ نے لوگوں کی خواہشوں پر عیب گیری کی ہے اور فرمایا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا (ترجمہ تم نے اپنی نیکیاں دُنیا میں لیلیں اور اُنسے فائدہ اُٹھالیا) مجھے یہ ڈر ہے کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ جلد دُنیا ہی میں نہ ملجائے اور حضرت عمر نے وہ پانی شہد ملا ہوا نہ پیا یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۷۳۱) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں خیبر فتح ہونے سے پہلے ہمنے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب آرزو رکھنے اور حرص کرنے کا بیان

پہلی فصل

(۷۳۲) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مُربع شکل بنائی (جو چار خطوں سے گھری ہوتی ہے) پھر اُسکے بیچ میں ایک لکیر کھینچی جو اس سے باہر نکل گئی تھی پھر چھوٹی چھوٹی لکیریں بیچ والے خط پر اُس کی اندرونی جانب کیطرف سے کھینچیں اور فرمایا یہ انسان ہے

---

[۱] جسقدر جسے خدا روزی دے جو کوئی اُسپر شکر کرے خداوند کریم اُسکے تھوڑے سے عمل سے بھی راضی ہو جائیگا ۱۲ [۲] یعنے جو کوئی اپنی محتاجی اور بھوکے ہونیکو لوگوں سے چُھپائیگا اُسے خداوند کریم ضرور ایک سال کی حلال روزی عطا کریگا ۱۲ [۳] یعنے جو مومن بندہ محتاج اور عیالدار ہو اور لوگوں سے سوال کرنے سے پرہیز کرتا ہو اُس سے اللہ برتر محبت کرتا ہے ۱۲۔

اور یہ اسکی موت[ف۱] ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ نکلی ہوئی لکیر اسکی امید ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں آفتیں اور بلائیں ہیں اگر ایک آفت نہ پہنچی تو دوسری پہنچتی ہے اور اگر یہ نہیں پہنچتی تو اور دوسری پہنچتی ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لکیریں کھینچکر فرمایا یہ آدمی کی آرزو ہے اور یہ اسکی موت ہے آدمی اسی فکر میں ہوتا ہے کہ ناگاہ اسسے زیادہ قریب والا (موت کا) خط آجاتا ہے[ف۲] یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۲۵) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی بڈھا ہو جاتا ہے اور اسکی دو چیزیں[ف۳] جوان ہو جاتی ہیں ایک مال کی حرص دوسرے درازئ عمر کی حرص یہ روایت متفق علیہ ہے

(۷۲۶) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا بڈھے کا دل ان دو باتوں (یعنے) دنیا کی محبت اور امیدوں کی درازی میں جوان رہتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۲۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس بندے کیلئے عذر کی گنجایش ہی نہیں چھوڑی جسکی اجل میں اتنی ڈھیل دی[ف۴] کہ اسے ساٹھ برس (کی عمر) تک پہنچادیا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۲۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر آدمی کے پاس دو جنگل بھرے ہوئے بھی مال کے ہوں پھر بھی وہ تیسرے (جنگل) کی تلاش کریگا اور اولاد آدم کا بجز خاک دمیں جانے کسی چیز سے پیٹ نہیں بھرتا اور اللہ اس شخص کی جو توبہ کرے توبہ قبول کرلیتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۲۹) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا لعضا جسم (یعنے مونڈھا)

ف۱ یعنے یہ بیچ والی لکیر انسان ہے اور یہ چاروں طرف سے گھیری ہوئی لکیر موت ہے جو انسان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور باہر نکلی ہوئی لکیر آدمی کی آرزو ہے باین صورت ۱۲

ف۲ یعنے موت کا وقت آجاتا ہے اور آدمی انہی فکروں میں رہتا ہے ۱۲

ف۳ یعنے آدمی جوں جوں بڈھا ہوتا ہے اسکی حرص بڑھتی جاتی ہے اور مال اور عمر دراز ہونے کی زیادہ حرص ہوتی جاتی ہے ۱۲

ف۴ یعنے جسے ساٹھ برس کی عمر تک ڈھیل دی اسکے لئے عذر کرنے کی گنجایش باقی نہیں رکھی ۱۲۔

پکڑ کے فرمایا تو دنیا میں ایسا ہو جا جیسے تو مسافر ہے یا رستہ چلنے والا ہے اور تو اپنے تئیں قبر کا مردہ تصور کرلے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۵۳۷) حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں ہمارے پاس سے گزرے جبکہ میں اور میری ماں کچھ لیپ رہے تھے آپنے پوچھا اے عبداللہ یہ کیا ہے میں نے کہا ایک چیز (یعنے دیوار وغیرہ) ہے اُسے ہم درست کر رہے ہیں آپ نے فرمایا (خدا کا) حکم (یعنے پیغام موت) اس سے بھی زیادہ جلد آنیوالا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۴۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے تھے تو مٹی سے تیمم کر لیتے تھے میں کہتا یا رسول اللہ پانی تو آپکے قریب ہے (آگے چلکے وضو ہی کر لیجئیگا تیمم کرنیکی کیا ضرورت ہے) آپ فرماتے تھے کہ مجھے کیونکر معلوم ہو کہ میں پانی تک پہنچونگا شاید میں پانی تک نہ پہونچ سکوں[۱]۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں نقل کی ہے۔

(۷۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اولاد آدم ہے اور یہ اسکی امید ہے اور آنحضور نے اپنا ہاتھ گُدّی کے پاس رکھا پھر ہاتھ کو پھیلا کر فرمایا کہ اس جگہ آدمی کی آرزو ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۴۲) حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے ایک لکڑی گاڑی اور ایک اور اپنے پہلو کیطرف اور ایک اور بہت دور گاڑی پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا چیز ہے صحابہ بولے اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپنے فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اسکی موت ہے ابو سعید کہتے ہیں میں گمان کرتا ہوں کہ آپنے فرمایا یہ (دور والی لکڑی) آدمی کی آرزو ہے آدمی اسکے حاصل کرنے (کے ارادہ) میں رہتا ہے کہ اُسے آرزو (پوری ہونی)

---

[۱] اور رستہ چلنے والا رستہ میں کسی قسم کا سامان نہیں تیار کرتا ۱۲ [۲] اور یہ وضو ہی مرجاؤں اسلیے پہلے تیمم کر لیتا ہوں پھر پانی پر پہنچکر وضو بھی کر لیتا ہوں ۱۲ [۳] اسکے پاس کی لکڑی آدمی کی مثال ہے اور قریب والی موت کی مثال ہے اور دور والی انسان کی آرزو کی مثال ہے انسان کی آرزو پوری ہونے نہیں پاتی کہ اُسے موت آجاتی ہے ۱۲۔

سے پہلے موت آجاتی ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۷۴۳) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میری اُمت کی عمر ساٹھ برس سے ستر برس تک ہوگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

(۷۴۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہونگی اور ایسے بہت کم ہونگے جو اس سے بڑھ جاوینگے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور عبداللہ بن شخیر کی حدیث بیمار کی مزاج پرسی کی باب میں گزر چکی۔

تیسری فصل (۷۴۵) عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اُمت کی پہلی بہتری یقین کرنا[۱] اور زہد کرنا ہے اور پہلی خرابی کنجوسی اور آرزویں کرنی ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۷۴۶) حضرت سُفیان ثوری فرماتے ہیں دنیا سے کنارہ کشی موٹے اور سخت کپڑے پہننے اور خشک روٹی کھانے سے نہیں ہوتی دنیا سے کنارہ کشی صرف[۲] اُمید و ںکی کوتاہی کرنے سے ہوتی ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۷۴۷) حضرت زید بن حسین فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سُنا اُنسے کسی نے پوچھا تھا کہ دنیا میں زہد کیا ہے آپنے فرمایا حلال کمائی اور آرزو کو تاہ کرنی زہد ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے

باب عبادت خدا کے لئے مال اور عمر سے محبت رکھنے کا بیان

پہلی فصل (۷۴۸) حضرت سعد کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ برتر پرہیزگار دولتمند گوشہ نشین بندے سے محبت کرتا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

---

[۱] یعنے یہ یقین کرنا کہ اللہ ہی روزی دینے والا اور تو ہی رزق کا کفیل ہے یہ اس امت کی بہتری کی نشانی ہے ۱۲ [۲] یعنے جبتک اُمید اور خواہشیں نہ ترک کرے موٹے کپڑے پہننے اور خشک روٹی کھانے سے زاہد نہیں ہو سکتا ۱۲۔

اور ابن عمر کی یہ حدیث کہ حسد دو ہی باتوں میں ہوتا ہے" قرآن کی فضیلتوں کے باب میں گزر چکی ہے۔

دوسری فصل (۴۰) حضرت ابوبکرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ سب سے زیادہ بہتر کونسا آدمی ہے آپنے فرمایا جسکی عمر بڑی ہو اور عمل اچھے ہوں اُسنے پھر عرض کیا کہ سب سے زیادہ بُرا آدمی کونسا ہے آپنے فرمایا جسکی عمر دراز ہو اور عمل اُسکے بُرے ہوں یہ حدیث امام احمد و ترمذی اور دارمی نے نقل کی۔

(۴۱) حضرت عبید بن خالد نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں میں بھائی چارہ کر دیا تھا اُن میں سے ایک راہ خدا میں شہید ہو گیا پھر اُس سے ایک ہفتہ کے بعد یا قریب ہفتہ کے دوسرا مر گیا صحابہ نے اُسکی نماز جنازہ پڑھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمنے (نماز میں) کیا پڑھا تھا وہ بولے ہمنے خدا سے یہ دعا کی تھی کہ خدا اسے بخشدے اور اُسپر رحم کرے اور اُسے اپنے ساتھی سے ملادے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس پہلے شہید کی نماز وں کے بعد کی اسکی نمازیں کہاں گئیں اور اسکے عملوں کے بعد کے اسکے عمل کہاں گئے یا یہ فرمایا اُس کے روزوں کے بعد کے اسکے روزے کہاں گئے بیشک اُنکے درجوں میں آسمان و زمین کا فرق ہے یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۴۲) حضرت ابو کبشہ انماری سے روایت ہے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ تین باتیں ہیں جن کے حق ہونے پر میں قسم کھاتا ہوں اور میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اُسے یاد رکھنا جن باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں وہ یہ ہیں کہ بیشک صدقہ دینے سے بندہ کا مال کم نہیں ہوتا اور جس بندے پر کچھ ظلم کیا گیا اور اُس ظلم پر اُسنے صبر کر لیا اسکی وجہ سے خدا اُسکی عزت بڑھاتا ہے اور جس بندے نے مانگنے کا دروازہ کھولا خدا تعالیٰ اُسپر فقیری کا دروازہ کھولدیتا ہے اور وہ حدیث جو میں تم سے بیان کرتا ہوں اور تم اُسے یاد رکھنا یہ ہے (پھر آپنے) فرمایا دنیا صرف ان چار آدمیوں کے لئے ہے ایک وہ بندہ کہ جسے خدا نے مال اور علم دیا اور وہ بندہ اپنے پروردگار سے اُس مال (کے خرچ کرنے) میں

۱؎ یعنے حسد کرنا دو ہی باتوں میں زیبا ہے حسد سے مراد رشک کرنا ہے یہ مراد نہیں ہے کہ دوسرے کی نعمت کے زائل ہونیکی آرزو کرے ۱۲
۲؎ کیونکہ جس قدر عمر ہوگی اچھے عمل زیادہ ہونگے اسلیئے وہ سب سے اچھا ہے اور جسکی عمر بڑی ہوگی اور عمل بُرے ہونگے تو اُسکے اسیقدر بُرے عمل زیادہ ہونگے اسلیئے وہ سب سے بُرا ہے ۱۲ ۳؎ یعنے اسنے جو پیچھے تک زندہ رہکر پہلے سے زیادہ عمل کیئے تو وہ کیا اکارت جائینگے ان عملوں کا بھی تو درجہ اسے پہلے سے زیادہ ملیگا پھر وہ دونوں ایک جگہہ کیونکر رہ سکتے ہیں ۱۲ ۴؎ یعنے میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ وہ تینوں حق ہیں ۱۲ ۵؎ جو کوئی مانگنے کا پیشہ اختیار کرتا ہے اُسے خدا فقیر کر دیتا ہے ۱۲۔

ڈرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور خدا کیواسطے مال کے حقوق بجالاتا ہے یہ بندہ مرتبہ میں بہت اچھا ہے اور ایک وہ بندہ ہے جسے خدا نے علم دیا اور اُسے مال نہیں دیا وہ بندہ سچی نیت[۵۱] والا ہے کہتا ہے کاشکہ میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص کیطرح مالی (نیک) کام کرتا ان دونوں بندوں کا اجر برابر ہے اور ایک بندہ وہ ہے جسے خدا نے مال دیا ہے اور علم نہیں دیا وہ بے علم ہونیکی وجہ سے مال (کے خرچ کرنیکے طریقوں) میں بہکتا ہے اور مال (کے خرچ کرنے) میں اپنے پروردگار سے نہیں ڈرتا اور نہ رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور نہ اُسکے حقوق بجالاتا ہے یہ شخص مرتبہ میں سب سے بُرا ہے (چوتھا) وہ بندہ ہے جسے خدا نے نہ مال دیا ہے اور نہ علم دیا وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کیطرح (دُنیا کا کام) کرتا یہ شخص بُری نیت[۵۲] والا ہے اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

(۴۳) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ برتر جس بندہ کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو اُس سے نیک کام کرواتا ہے کسیقدر پوچھا یا رسول اللہ اُس سے نیک کام کیونکر کرواتا ہے آپ نے فرمایا کہ مرنے سے پہلے نیک عمل کرنیکی توفیق دیدیتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۴۴) شداد بن اوس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو (خدا کے احکام کا) تابعدار رکھے اور مرنیکے بعد کیواسطے نیک عمل کرے اور عاجز[۵۳] وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں کا تابعدار رکھے اور خدا سے (بخشنے اور بہشت میں بھیجنے کی) آرزو کرے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

تیسری فصل

(۴۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی شخص فرماتے ہیں ہم ایک محفل میں بیٹھے تھے کہ یکایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آگئے اور آپکے سر پر پانی کا نشان تھا ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکو خوش دل دیکھتے ہیں آپنے فرمایا ہاں۔ راوی کہتے ہیں پھر لوگ دولتمندی کے ذکر میں مشغول ہوگئے آپنے فرمایا اس شخص کے حق میں دولتمندی[۵۴] کا کچھ ڈر نہیں ہے جو اللہ بزرگ و برتر

[۵۱] کیونکہ اگرچہ اُسکے پاس مال نہیں ہے لیکن بمقتضائے علم کے اُسکی نیت سچی ہے ۱۲ [۵۲] کیونکہ اُسکی نیت دنیا کے کاموں میں ہے اور علم سے اُسے کچھ بہرہ نہیں ہے جو خدا سے ڈرے اسلئے اُسکی نیت بُری ہے ۱۲

[۵۳] عاجز وہ نہیں ہے جسکے پاس درہم یا دینار نہو یا جسے دنیا کی باتیں نہ آتی ہوں ۱۲ [۵۴] دولتمندی صرف اُس شخص کیلئے بُری ہے جو خدا سے نہ ڈرے اور جو خدا کا خوف کرتا ہو اُسکے حق میں دولتمندی بھی منجملہ اور نعمتوں کے ایک نعمت ہے ۱۲

سے ڈرے اور ڈرنے والے کیلئے تندرستی دولتمندی سے بہتر ہے اور خوشدلی بھی نعمتوں میں سے (ایک نعمت) ہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۵) حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں زمانہ گزشتہ میں لوگ مال کو برا سمجھتے تھے اور اس زمانہ میں تو مال مسلمان کی ڈہال ہے پھر فرمایا اگر اشرفیاں (وغیرہ) نہ ہوتیں تو یہ بادشاہ ہمیں اپنا رومال بنالیتے[۱] پھر فرمایا جسکے پاس اس مال میں سے قدرے مال ہو اُسے چاہیئے کہ اُسکی اصلاح کرے (یعنے بڑہانے کی کوشش کرے)[۲] کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو تو وہ سبسے پہلے اپنا دین برباد کردیگا پھر فرمایا حلال مال میں فضول خرچی نہیں ہوسکتی یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۵۶) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن منادی پکاریگا کہ ساٹھہ برس (کی عمر) والے کہاں ہیں اور یہ وہ عمر ہے کہ خداوند کریم نے اس آیت میں فرمایا ہے اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ[۳] یہ حدیث شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے

(۵۷) حضرت عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں کہ قبیلۂ بنی عذرہ کے تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے مسلمان ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کون ہے جو انکی خبرگیری (کو اپنے ذمہ) میرے[۴] سے لیلے (تاکہ مجھے انکی خبر گیری کی حاجت نہ رہے) طلحہ بولے میں ہوں! پھر یہ تینوں طلحہ کے پاس رہتے رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا تو ایک اُن میں سے اُس لشکر کے ساتھہ جاکر شہید ہوگیا پھر آپنے لشکر بھیجا تو اُس لشکر میں دوسرا شخص گیا وہ بھی شہید ہوگیا پھر تیسرا آدمی بھی اپنے بچھونے پر مرگیا راوی کہتے ہیں طلحہ فرماتے ہو کہ میں نے خواب میں ان تینوں کو جنت میں دیہرتے چلتے) دیکھا اور جو شخص اپنے بچھونے پر مرا تھا اُسے تو ان کا امام دیکھا اور جو پیچھے[۵] شہید ہوا تھا وہ اُسکے قریب تھا اور جو پہلے شہید ہوا وہ اس دوسرے متصل تھا اس سے میرے دلمیں کچھہ (شبہ) آیا پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کا (اور اپنے شبہ کا) ذکر کیا آپنے فرمایا تو نے اسمیں سے کس چیز کو برا سمجھا اُس مسلمان سے زیادہ بلند مرتبہ خدا کے نزدیک کوئی نہیں ہے

---

[۱] یعنے ہمیں بیقدر اور ذلیل سمجھنے لگتے ۱۲ [۲] اس لئے تجارت وغیرہ کرکے اپنی مالی حالت بھی درست رکھے تاکہ باطمینان رہے ۱۲ [۳] ترجمہ کیا ہم نے تمہیں ایسی عمر نہیں دی جسمیں جسے نصیحت حاصل کرنی ہوتی نصیحت حاصل کرلیتا حالانکہ تمہارے پاس ڈرانیوالا (یعنی پیغمبر یا قرآن) بھی آیا تھا (پھر تمنے کیوں نصیحت نہ مانی) ۱۲ [۴] یعنے انکی خبرگیری جو میرے ذمہ لازم ہے ایسا کوئی ہے جو اپنے ذمہ لیلے ۱۲ [۵] کہ جو سب سے پہلے شہید ہوا وہ تو مرتبہ میں سب سے کم ہے اور جو سب سے پیچھے اپنی موت مرا وہ امام بنا ہوا ہے ۱۲

جسے خدا نے حالت مسلمانی میں نیکی پاکی اور بڑائی اور وحدانیت بیان کرنیکے لئے (بڑی) عمر دی ہو۔

(۵۸ ـ) حضرت محمدؓ بن ابی عمیرہ جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں فرماتے تھے واقعی بندہ اگر پیدا ہونیکے دن سے بوڑھے ہو کر مرنے تک منہ کے بل خدا کی عبادت میں پڑا رہے اُسدن (یعنی قیامت) بندہ خود اسے حقیر سمجھے گا اور یہ آرزو کریگا کاش کہ مجھے دنیا میں واپس بھیجدیا جاوے تاکہ (میں نیک عمل زیادہ کروں اور) مجھے اجر اور ثواب زیادہ ملے۔ یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

باب خدا پر بھروسہ کرنے اور صبر کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۵۹ ـ) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری اُمت کے ستّر ہزار آدمی جنّت میں حساب دیئے بغیر چلے جائینگے اور وہ وہ لوگ ہیں کہ نہ منتر کرتے ہیں اور نہ شگون لیتے ہیں صرف اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۰ ـ) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو فرمایا میرے روبرو سب اُمتیں پیش کیگئیں اور سب نبی (میرے آگے سے) گزرنے لگے کسی کے ساتھ ایک آدمی اور کسی نبی کے ساتھ دو آدمی اور بعضے نبی کے ساتھ ایک جماعت تھی اور بعضے نبی کے ساتھ ایک بھی نہ تھا پھر مینے ایک بہت بڑی بھیڑ دیکھی جس نے آسمان کے کنارے تک بھر دیئے تھے مینے آرزو کی کہ یہ میری اُمّت ہو مجھے جواب ملا کہ یہ موسٰی علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم کے ساتھ ساتھ ہیں پھر مجھسے کہا گیا ادھر دیکھو مینے دیکھا تو ایک بہت بڑی بھیڑ ہے جسنے آسمان کا کنارہ تک روک رکھا ہے پھر مجھسے کہا گیا کہ ادھر ادھر دیکھو مینے پھر دیکھا کہ ایک بہت بڑی بھیڑ دکھائی دی جسنے آسمان کے کنارے تک گھیر رکھے تھے پھر کسی نے مجھسے کہا کہ یہ تمہاری اُمت ہے اور ان لوگوں کے ساتھ آگے آگے ستّر ہزار ایسے آدمی ہونگے جو بے حساب جنّت میں چلے جائینگے اور وہ وہ لوگ ہیں جو نہ شگون لیتے ہیں اور نہ منتر کرتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں صرف اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں عکاشہ بن محصنؓ نے اُٹھ کے عرض کیا آپ دُعا کیجئے کہ خداوند کریم مجھے بھی اُنہیں سے

---

۱ یعنے جس دن سے پیدا ہوا ہے اس دن سے مرتے دم تک منھ کے بل سجدہ میں پڑا رہے قیامت کے دن کے انعامات دیکھکر پھر یہی آرزو کریگا کہ اگر دوبارہ مجھے دنیا میں بھیجدیا جاوے تو میں اور زیادہ عمل کروں ۱۲ ۲ یعنے جو لوگ خدا ہی پر بھروسہ کرتے ہیں نہ منتر کرتے ہیں نہ بیماری کا علاج کرتے ہیں نہ نیک اور بدشگونی لیتے ہیں وہ لوگ جنت میں بے حساب چلے جائینگے

کردے آپ نے دعا کی یا الٰہی اسے بھی انہیں سے کردے پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہی میں سے کردے آپ نے فرمایا اس دعا میں عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا[۵۱] (اب تیرے لئے نہیں کر سکتا) یہ روایت متفق علیہ ہے

(۵۲ ۷) حضرت صہیب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے حال پر تعجب ہے کہ اسکے سارے حال بہتر ہیں بجز مومن کے اور کسی کیواسطے یہ بات نہیں ہے اگر اسے خوشی ہوتی ہے اور وہ شکر کرتا ہے تو اسکے واسطے بہتری ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے اور صبر کرتا ہے[۵۲] تو اسکیلئے تب بھی بہتری ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۳ ۷) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کو مسلمان نیکیوں کی طاقت رکھنے والا کمزور مسلمان سے زیادہ بہتر اور پیارا ہے اور بہتری سب ہی میں موجود ہے[۵۳] تو ایسی چیز کی حرص کر جو تجھے آخرت میں نفع پہنچائے اور اللہ ہی سے مدد مانگ اور عاجز مت بن اور اگر تجھے کچھ مصیبت پہنچے تو تو یہ نہ کہہ کہ اگر میں اس اس طرح کرتا تو اچھا ہوتا ولیکن کہا کر کہ اللہ نے یہی مقرر کیا تھا وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے (اور آرزو نہ کیا کر کیونکہ لفظ لو کے ساتھ (آرزو کرنی) سے شیطان کے کام کھلجاتے ہیں (یعنے شیطان کی باتیں دل میں آنے لگتی ہیں) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۵۴ ۷) حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کاش کہ تم خدا پر پورا بھروسہ کرتے تو وہ تمہیں اسطرح کھلاتا جیسے پرند جانوروں کو کھلاتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے آتے ہیں یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۵ ۷) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جونسی بات ایسی ہو کہ تمہیں جنت کے قریب پہنچاوے اور دوزخ سے دور کردے انکا میں تمہیں حکم کرچکا ہوں اور جو بات ایسی ہے کہ تمہیں دوزخ کے قریب اور جنت سے دور کر دے ان سے میں تمہیں منع کرچکا ہوں اور بیشک روح الامین (جبرئیل) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے (یعنے میرے پاس وحی لائے ہیں) کہ کوئی شخص نہیں

[۵۱] یہ آپ نے صرف دوسرے شخص کی دلجوئی کیواسطے فرمادیا ورنہ آپکو کسی طور سے معلوم ہوگیا تھا کہ عکاشہ ان لوگوں میں سے ہے حاضرین میں سے اور کوئی نہیں ہے یا یہ بات ہوگی کہ آپکو ایک آدمی کیواسطے دعا کرنیکی اجازت دیدی گئی ہوگی زیادہ کیواسطے نہوگی ۱۲ [۵۲] تو تکلیف اور آرام دونوں حالتوں میں مسلمان کیلئے بہتری ہے ۱۲ [۵۳] یعنے مسلمان سارے اچھے ہیں لیکن جسے نیک عمل کرنیکی طاقت ہو وہ ان لوگوں سے خدا کو زیادہ پیارا ہے جنہیں نیک عمل کرنیکی طاقت نہو ۱۲۔

مرتا جبتک کہ اپنی روزی پوری نہ لیلے ایک روایت میں (روح الامین کی بجائے) روح القدس ہے پادر کھو اللہ سے ڈرتے رہو اور روزی کی طلب میں میانہ روی اختیار کرو اور کہیں ایسا نہو کہ روزی کی دیر ہوتی تمہیں اسپر ابھارے کہ تم خدا کی نافرمانی کے ساتھ روزی طلب کرنے لگو (یعنے روزی کی طلب میں حرام وحلال کا خیال رکھو) کیونکہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ چیزیں اُسکی فرمانبرداری کیئے بغیر نہیں ملتیں[۱]۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۵۶ ح) حضرت ابوذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ دنیا میں زاہد بننا یہ نہیں ہے کہ حرام کو حلال کرلے اور نہ مال ضایع کرنا زہد ہے بلکہ ترک دنیا اور زہد یہ ہے کہ تجھے اپنے ہاتھ کی چیزوں پر اُن چیزوں سے زیادہ اعتماد نہو جو خدا کے قبضہ میں ہیں اور یہ کہ جب تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو تو اُس مصیبت کے ثواب میں بہت رغبت کرنیوالا ہو کہ کاش یہ مصیبت[۲] تیرے لئے باقی رکھی جائے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور عمرو بن واقد راوی حدیث منکر ہے۔

(۵۷ ح) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سوار) تھا آپنے فرمایا اور لڑکے تو خدا (کے امر ونہی) کی حفاظت کر خدا تیری نگہبانی کریگا تو خدا کے حقوق کی حفاظت کر پھر تو اُسے اپنے روبرو پاویگا[۳] اور جب تو سوال کرے خُدا ہی سے مانگ اور جب تو مدد مانگے خدا ہی سے مدد مانگ اور جان لے اگر سارے آدمی تجھے کچھ نفع پہنچانے پر جمع ہوجاویں تو تجھے اُس چیز کے علاوہ جو خدا نے تیرے واسطے (روز ازل میں) لکھدی ہے اور کچھ نفع نہ پہنچا سکینگے اور اگر تجھے کچھ نقصان پہنچانے پر سب جمع ہوجاویں تو اُس چیز کے علاوہ جو خدا نے تیرے لئے لکھدی ہے اور کچھ ضرر نہ پہنچا سکینگے قلم اُٹھا لیگئی[۴] اور صحیفے خشک ہوگئے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۸ ح) حضرت سعد کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا اُس چیز پر جو خدا نے اُسکے لئے مقرر کردی ہے راضی رہنا نیکبختی میں داخل ہے اور اولاد آدم کا خدا سے بھلائی کی دُعا کرنی چھوڑ دینی

---

[۱] یعنی جبتک خدا کی فرمانبرداری نہ کریگا اُسکی نعمتوں سے محروم رہیگا ۱۲ [۲] یعنے اُس مصیبت کے باقی رہنے کو غنیمت سمجھے اور یہ خیال کرے کہ جبتک میں اس مصیبت میں ہوں میرے لئے ثواب لکھا جارہا ہے ۱۲ [۳] یعنے اس کا مشاہدہ کریگا اور خدا کے سوا تمام باتوں سے نظر پھیرے گا ۱۲ [۴] یعنے اب قلم کچھ نہیں لکھ سکتی اور قضاو قدر کے احکام کے کاغذات سوکھ گئے اب اُنمیں کچھ گھٹانا بڑھانا نہیں ہوسکتا ۱۲

بدبختی میں داخل ہے اور اس چیز سے جو خدا نے اسکیلیے مقرر کر دی ہے ناراض ہوتا اولاد آدم کی کم نصیبی ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل

(۷۵۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کیطرف جہاد میں گئے تھے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو یہ بھی آپکے ساتھ واپس آئے وہ پھرنے سونیکا وقت انہیں ایک جنگل سے کانٹوں دار درختوں کے جنگل میں ہو گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں) ٹھیر گئے اور تمام لوگ درختوں کا سایہ تلاش کرنیکو الگ الگ ہو گئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک کیکر کے بڑے درخت کے نیچے اترے اور اسمیں اپنی تلوار لٹکا دی اور ہم کچھ لوگ سو رہے پھر یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلا رہے ہیں اور ایک اعرابی (گنوار) آپکے پاس موجود تھا آپنے فرمایا واقعی اسنے مجھپر میری تلوار کھینچ لی تھی اور میں سو رہا تھا میں بیدار ہوا تو یہ اپنے ہاتھمیں تلوار سونتے ہوئے کھڑا تھا یہ بولا مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے میںنے تین دفعہ کہا خدا (بچا سکتا ہے) آپنے اُسے کچھ سزا نہ دی (اُسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی) پھر وہ بیٹھ گیا یہ روایت متفق علیہ ہے اور ابو بکر اسمٰعیلی کی صحیح روایت میں یہ ہے کہ اُسنے کہا مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے آپنے فرمایا خدا! (بچا سکتا ہے) پھر اُسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور رسول خدا نے وہ تلوار اُٹھالی اور فرمایا (اب بتا) تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے وہ بولا آپ بہتر پکڑنیوالے ہو جاؤ[۱] (یعنے معاف کردو) آپنے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے[۲] کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں وہ بولا نہیں لیکن میں آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ نہ میں آپ سے لڑونگا اور نہ اُن لوگوں کا شریک ہونگا جو آپ سے لڑینگے آپنے اُسے چھوڑ دیا پھر وہ اپنے دوستوں کے پاس آیا تو کہا میں تمہارے پاس اُس شخص کے پاس[۳] سے آیا ہوں جو تمام لوگوں سے بہتر ہے کتاب حمیدی اور ریاض (الصالحین) میں اسی طرح ہے۔

(۷۶۰) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مجھے ایک آیت معلوم ہے اگر لوگ اُسپر عمل کریں تو وہ آیت انہیں کافی ہے (اور وہ یہ ہے) وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ

---

[۱] یعنے آپ اُن لوگوں میں سے ہو جائیے جو تلوار پکڑنے میں بہتر ہوں کہ لوگوں کے مارنے میں نرمی اور ملاطفت برتتے ہیں چنانچہ آپنے اُسکی خطا سے درگزر کی اور معاف کر دی ۱۲ [۲] یعنے کیا تو خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کرتا ہے وہ بولا یہ تو اقرار میں نہیں کرتا مگر یہ اقرار کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی لڑائی نہیں کرونگا اور نہ آپ سے مقابلہ کرنیوالوں کی شرکت کرونگا ۱۲ [۳] یعنے محمد عربی کے پاس سے آیا ہوں ۱۲

يَجْعَل لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے وہ اسکیلئے (دنیا و آخرت کے غموں سے) نکلنے کی جگہ (یعنے صورت) کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اُسے روزی پہنچاتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا[۱] یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۶۱) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں رسول خدا نے مجھے یہ آیت پڑھائی تھی اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِیْن (ترجمہ بیشک میں رزق دینے والا مضبوط زور آور ہوں) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا جاتا تھا اور دوسرا کام کاج کرتا تھا کام کرنے والے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی کہ یہ نہ میرا ہاتھ بٹاتا ہے نہ کچھ کام کرتا ہے اس کا خرچ بھی میرے ذمہ ہے آپنے فرمایا شاید اسی کی برکت سے تجھے بھی روزی ملتی ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث صحیح غریب ہے

(۷۶۳) حضرت عمرو بن عاص کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد آدم کا دل ہر ایک (غم و فکر) کے جنگل میں ایک شاخ[۲] ہے جو کوئی اپنے دل کو ساری شاخوں کے پیچھے لگائے رکھیگا اسکی خدا کچھ پروا نہ کریگا چاہے جونسے جنگل میں ہلاک ہو جاوے اور جو کوئی خدا پر بھروسہ کریگا وہ اُسے سب شاخوں (یعنے محنتوں) سے کفایت کریگا (یعنے بچالیگا) یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۶۴) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا پروردگار عزیز و برتر فرماتا ہے اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کریں تو میں رات کو اُنپر مینہ[۳] برساؤں اور دن کو اُنپر دھوپ نکالے رکھوں اور اُنہیں آواز گرجنے کی (بھی) نہ سناؤں یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۶۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں ایک شخص اپنے گھر میں آیا جب کہ اُسنے اُنکی (کھانیکی) حاجت معلوم کی تو جنگل کیطرف روانہ ہوا اُسکی بیوی نے جب یہ دیکھا تو چکی اٹھاکے بچھا دی اور تنور گرم کر دیا پھر کہا یا الٰہی ہمیں رزق دے پھر عورت نے نگاہ کی تو کیا دیکھتی ہے چکی کا گرنڈ آٹے سے بھرا ہوا ہے

۱ یعنے اُسے تمام غموں اور فکروں سے نجات دیتا ہے ۱۲ ۲ یعنے اُنکے دل میں رزق کی طرف سے طرح بہ طرح کے فکر ہوتے ہیں جو کوئی اُن فکروں کے پیچھے رہیگا اُسکی خدا کو کچھ پروا نہیں چاہے جس فکر میں ہلاک ہو جائیں ۱۲ ۳ یعنے اُنہیں آرام میں رکھوں اور تکلیف اتنی بھی نہ پہنچاؤں کہ وہ گرجنے کی آواز بھی سننے پا دیں ۱۲

راوی کہتے ہیں پھر وہ تنور کے پاس گئی تو اُسے (روٹیوں سے) بھرا ہوا پایا کہتے ہیں پھر اُسکا خاوند آیا تو پوچھا کیا میرے پیچھے تمہیں کچھ ملا ہے اُسکی بیوی بولی ہاں اپنے پروردگار کیطرف سے (ہمیں ملا ہے) وہ مرد چکی کے پاس (دیکھنے) گیا پھر کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپنے فرمایا بیشک اگر وہ اُسے نہ اٹھاتا تو قیامت تک وہ چکی یونہی پھرتی رہتی[۵۱] یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۶۶) حضرت ابو درداء کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک رزق بندے کو تلاش کرتا ہے جسطرح موت تلاش کرتی ہے یہ حدیث ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کی ہے۔

(۷۶۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کے نیچے پھر رہے ہیں جبکہ آپ ایک نبی[۵۲] کا ذکر کر رہے تھے جسے اُسکی قوم نے مارا تھا اور اُسے لہولہان کیا تھا اور وہ نبی اپنے چہرہ سے خون پونچھتا اور یہ کہتا جاتا تھا یا الٰہی میری قوم کو بخشدے بیشک یہ لوگ (میرے حال سے) واقف نہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

بابِ دکھانے اور سنانے کا بیان

پہلی فصل (۷۶۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۶۹) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ برتر فرماتا ہے کہ میں سب شریکوں کی شرکت سے بے پرواہ ہوں جو کوئی ایسا کام کریگا جسمیں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک کریگا میں اُسے اُسکے شریک سمیت چھوڑ دیتا ہوں ایک روایت میں ہے میں اُس سے بیزار ہوں وہ عمل اُسی کے لئے ہے جسکے (دکھانے کے) لئے کیا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۷۰) حضرت جندب کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی (کوئی کام کرکے) لوگوں کو

---

[۵۱] یہ صبر کرنے اور توکل کرنیکی برکت سے ہوا ایسے ہی جو کوئی صبر و توکل کریگا اسے اسیطرح روزی ملیگی کہ اُسے اپنے تئیں نہ معلوم ہوگا کہ یہ کہاں سے کہاں آیا ۱۲ [۵۲] وہ پیغمبر حضرت نوح تھے یا خود حضور انور تھے لیکن غور کرنیسے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوح نہ تھے کیونکہ وہ بڑے غصہ والے نبی تھے یہ حضور کی کیفیت تھی کہ قوم ستاتی اور آپ اُنکے لئے دعا کرتے تھے آپنے اپنے تئیں غائب کرکے قصہ بیان کر دیا ۱۲۔

سُنائیگا اللہ تعالیٰ اُسے یعنے (اسُ کا عیب) لوگونکو سُنائیگا اور جو کوئی دکہانیکو کچہ کام کریگا (قیامت کے دن) خدا اُسے ریاکارونکی سزا دیگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۷۱) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بتائیے کہ ایک آدمی کام کرتاہے اور لوگ اُسکی تعریف کرتے ہیں ایک روایت میں ہے اسپر لوگ اسُ سے محبت کرتے ہیں آپنے فرمایا یہ مسلمان کے حقمیں جلدیکی خوشخبری ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۷۷۲) ابو سعید بن ابو فضالہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا قیامت کے دن جب خداوند کریم لوگوں کو اسدن کے لئے جمع کریگا جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں ہے ایک پکارنیوالا پکاریگا جسنے خداکیواسطے کوئی عمل کیا ہو اور اُسمیں کسی کو شریک کیا ہو تو اُسے چاہئے کہ اسُ کا ثواب اسُی (شریک) سے جو خدا کے سوا ہے مانگ لے کیونکہ اللہ سب شریکوں کی شرکت سے بڑا بے پرواہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۷۳) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے کہ جو کوئی اپنے عمل لوگوں کے سُنانے کو کریگا (قیامت کے دن) خدا اُسے (یعنے اُسکے عیب) لوگوں کے کانوں کو سُنائیگا اور اُسے ذلیل ورسوا کریگا یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۷۷۴) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی نیت طلب آخرت کی ہوگی خدا اسُ کے دل میں بے پرائی ڈالدیگا اور اُسکے پراگندہ کام درست کردیگا اور دُنیا کی چیزیں جو اُسکی قسمت میں ہونگی اُسے حاصل ہونگی اور دنیا (اُسکے نزدیک) حقیر ہوگی اور جسکی نیت دنیا طلب کرنیکی ہو خدا اسُ کے سامنے محتاجی اور فقیری موجود کردیتاہے اور اسُ کے سب کام پراگندہ کردیتاہے اور اُسے بجز اُن چیزوں کے جو اسکے لیئے لکہی ہوتی ہیں اور کچہ نہیں ملتا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور امام احمد اور دارمی نے ابان سے اُسنے زید بن ثابت سے نقل کی ہے۔

ف قیامت کے دن لوگون کے سامنے اُسکے عیب ظاہر کریگا ۱۲ ف آیا یہ بات اسکے حق میں اچہی ہے یا بُری ہے آپ نے جواب دیا اسمیں کچہ بُرائی نہیں ہے یا اُسے دنیا کی دنیا میں خوشخبری ملگئی ہے اور جس کی غرض یہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں وہ داقع میں ریاکرنیوالوں میں شامل ہے ۱۲ ف ان عملوں کی جزا خدا ہرگز نہ دیگا ۱۲ ف یعنے جو کچہ دنیا میں ملنا ہوگا وہی ملیگا آخرت میں کچہ نہ ملے گا ۱۲

(۷۷۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس وقت کہ میں اپنے مکان میں اپنے مُصلّے پر تھا کیا دیکھتا ہوں کہ یکایک ایک آدمی میرے پاس آیا مجھے اپنا وہ حال اچھا معلوم ہوا جس پر اُس نے مجھے دیکھا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ خدا تجھ پر رحم کرے تیرے واسطے دو اجر ہیں ایک ثواب پوشیدہ (عمل کرنے کا) دوسرا ظاہر کرنے کا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۷۶) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں کتنے آدمی ایسے نکلینگے جو دین کے بدلے دنیا طلب کرینگے لوگوں کے (دکھانیکو اسطے) دنبوں کی کھالوں کے کپڑے پہنینگے[ف۱] زبانیں اُنکی شکر سے زیادہ میٹھی ہونگی اور دل اُنکے بھیڑیوں کے سے ہونگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرے (نہ پکڑنے) پر دھوکا کھاتے ہیں یا میری مخالفت کی جُرأت کرتے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ میں اُنپر ایسی بلائیں بھیجونگا کہ جو اچھے عقلمند کو حیران (کرکے) چھوڑ دینگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۷۷) حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا بیشک اللہ بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے میں نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جنکی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں اور اُنکے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ میں اُنپر فتنہ اتارونگا جو کہ اُنمیں عقلمند سے عقلمند کو حیران (کرکے) چھوڑ دیگا کیا وہ لوگ میری (پکڑ نہ کرنے[ف۲]) پر دھوکہ کھاتے ہیں یا مجھ پر دلیری کرتے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۷۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک چیز کے لئے زیادتی ہے اور ہر ایک زیادتی کے لئے سستی ہے پھر اس کا صاحب اگر میانہ روی کرے اور میانہ روی کے قریب رہے تو تم اُس (کے مطلب یاب ہونے) کی اُمید رکھو اور اگر اُسکی طرف انگلیوں[ف۳] سے اشارہ ہونے لگا اُسے تم کچھ شمار نہ کرو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۷۹) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا آدمی کو اتنی بُرائی کافی ہے کہ وہ دین یا دنیا (کے کسی اچھے کام) میں لوگ اُسکی طرف انگلیوں سے اشارہ کرنے لگیں ہاں جسے خدا بچاوے

[ف۱] یعنے ظاہر میں زاہد اور شیریں زبان ہونگے اور باطن میں بھیڑیوں سے زیادہ سخت دل ہونگے ۱۲ [ف۲] یعنے یہ لوگ ایسا جو کرتے ہیں تو کیا اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ میں جو اُن کے بُرے کاموں پر انہیں نہیں پکڑتا یا جان بوجھکر میرے سے لڑنے پر دلیری و جرأت کرتے ہیں ۱۲

[ف۳] یعنے جیسے لوگ فسق و فجور کے ساتھ انگشت نما کرنے لگیں اسے تم کچھ نہ سمجھو باطن میں جو کچھ معاملہ خداوند کریم اور اُسکے درمیان ہوگا وہ خود سمجھ لیگا

(وہ اچھا ہے) یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۸۰ ے) حضرت ابو تمیمہ فرماتے ہیں میں صفوان اور اُنکے یاروں کے پاس موجود تھا جبکہ جندب انہیں نصیحت کر رہے تھے وہ بولے راے جندب اکیا تمنے کچھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اُنہوں نے جواب دیا (ہاں) میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے جو کوئی لوگونکو (اپنے عمل) سُنائیگا خدا قیامت کے دن اُسکے عیب لوگونکو سُنائیگا اور جو کوئی (اپنے تئیں یا کسی اور کو) مشقت میں ڈالیگا خداوندکریم قیامت کے دن اُسے مشقت میں ڈالیگا وہ لوگ بولے ہمیں کچھ نصیحت کرو فرمایا سب سے پہلے جو چیز آدمی کی سڑتی ہے وہ پیٹ ہے اب جسے یہ طاقت ہو کہ حلال کھانیکے علاوہ کچھ نہ کھائے تو یہ کرنا چاہئیے اور جس سے ہو سکے کہ اُسکے اور جنّت کے بیچ میں ہتیلی بھر خون جو اسنے گرایا ہو حائل نہو تو یہ کرنا چاہئیے۔[۱] یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۱ ے) حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ یہ ایکدن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی طرف گئے تو معاذ بن جبل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کے پاس روتے پایا پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے رولار کھا ہے وہ بولے مجھے اُس چیز نے رولار کھا ہے جو میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے میں نے آنحضرت سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تھوڑا اساد کھلاوا بھی شرک (میں داخل) ہے[۲] اور جسنے اللہ کے کسی ولی سے عداوت کی اُسنے خدا سے جنگ و مقابلہ کیا بیشک اللہ نکوکاروں پرہیزگاروں[۳] پوشیدہ حالوں کو چاہتا ہے جو کہ جسوقت غائب ہوتے ہیں تو کوئی نہیں پوچھتا اور اگر موجود ہوتے ہیں تو کوئی نہیں بلاتا اور نہ کوئی انہیں پاس بٹھاتا ہے اُنکے دل ہدایت کے چراغ ہیں ہر ایک اندھیری زمین سے (انہیں روشنی سے) نکل جاتے ہیں یہ حدیث ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۸۲ ے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جو بندہ جب ظاہر انماز پڑھتا ہے تو اچھی طرح پڑھتا ہے اور جب پوشیدہ پڑھتا ہے تو بھی اچھی طرح پڑھتا ہے

---

[۱] یعنے کسی کا خون کرنا قاتل اور جنت کے درمیان حائل ہوجاتا ہے تمہیں لازم ہے کہ کسی کا چلو بھر خون بھی نہ گراؤ تاکہ جنت میں جانے سے نہ رو کے جاؤ ۱۲ [۲] یعنے جس کے دل میں ذرا سی بھی ریا ہو وہ مشرک ہے اور اب ہم لوگوں میں ریا موجود ہے اسلئے میں روتا ہوں ۱۲ [۳] یعنے جو لوگ نیک بخت اور پرہیزگار ہیں اور اُنکے حال سے کوئی واقف نہیں ہے اُنسے خداوند عالم محبت کرتا ہے ۱۲۔

اللہ برتر فرماتا ہے یہ میرا سچا بندہ ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۸۳ ؎) حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جو ظاہر میں دوست اور باطن میں دشمن ہونگے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوگا آپنے فرمایا یہ لبعضونکی بعضوں سے[۱] رغبت کرنے اور بعضونکی بعضوں سے ڈرنیکی وجہ سے ہوگا۔

(۸۴ ؎) شداد بن اوس فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی دکھاوے کی نماز پڑھیگا وہ مشرک ہے اور جو کوئی دکھاوے کا روزہ رکھیگا وہ مشرک ہے اور جسنے دکھانیکو صدقہ دیا اُسنے شرک کیا یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۸۵ ؎) حضرت شداد بن اوس ہی سے روایت ہے کہ یہ روئے تو کسی نے پوچھا تمہیں کس چیز نے رولایا وہ بولے (جسنے مجھے رولایا) وہ ایک بات ہے جو میں نے رسول خدا سے سنی آپ فرماتے تھے مجھے وہ بات یاد آگئی جس سے مجھے رونا آگیا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے میں اپنی اُمت پر شرک اور چھپی ہوئی خواہش سے خوف کرتا ہوں شداد کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپکے بعد آپکی اُمت شرک کرنے لگے گی آپنے فرمایا ہاں یاد رکھو وہ لوگ سورج اور چاند اور پتھر اور بتونکی پوجا نہیں کرینگے ولیکن وہ اپنے عملونمیں ریا کرینگے اور چھپی ہوئی خواہش یہ ہے کہ کوئی تم میں سے صبح کو روزہ سے ہو پھر اُسے کوئی خواہش پیش آئے تو روزہ توڑ دے یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۸۶ ؎) حضرت ابو سعید فرماتے ہیں (ایک دفعہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (اپنے مکان سے) باہر تشریف لائے تو ہم مسیح[۳] دجال کا ایک دوسرے سے ذکر کر رہے تھے آپنے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہارے حق میں میرے نزدیک مسیح دجال سے زیادہ خوفناک ہے ہمنے کہا یا رسول اللہ ہاں (بتائیے) آپنے فرمایا وہ شرک خفی ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اگر کوئی دیکھتا ہے[۴] ہو تو دکھانے کو زیادہ نماز پڑھتا ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے جن سے کچھ غرض یا حاجت ہوگی انسے رغبت کرینگے اور بعض لوگ کسی وجہ سے ایک دوسرے سے ڈرتے ہونگے اس وجہ سے ظاہرا محبت برتتے ہونگے خدا کیواسطے کوئی محبت نہیں رکھینگے ۱۲ [۲] کیونکہ جو خدا کیواسطے کام تھا وہ اور لوگوں کے دکھانیکیواسطے کیا تو اُن لوگوں کو خدا کا شریک سمجھا ۱۲ [۳] دجال کو مسیح اسلیئے کہتے ہیں کہ اُسکی ایک آنکھ کا نشان تک نہیں ہے اور مسیح کے معنے ہاتھ پھیرے ہوئے کے ہیں ۱۲ [۴] یعنے لوگوں کے دکھانیکو بہت اچھی طرح پڑھتا ہے ۱۲

(۷۸۷) حضرت محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے تمہارے اوپر ڈر ہے وہ چھوٹا شرک ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ چھوٹا شرک کیا چیز ہے آپ نے فرمایا ریا کاری یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ جس دن بندوں کے عملوں کا بدلہ دیگا اُن سے کہیگا تم اُن لوگوں کے پاس جاؤ جنکے دکھانے کو تم دنیا میں کام کرتے تھے دیکھو اُن کے پاس کچھ بدلہ یا بھتری ہے (یا نہیں)

(۷۸۸) حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر آدمی ایک بڑے پتھر کے اندر کوئی عمل کرے جس کا نہ دروازہ ہو اور نہ روشندان ہو وہ عمل جو کچھ ہوگا قیامت کے دن لوگوں کے روبرو نکل آویگا۔

(۷۸۹) حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسکی اچھی خصلت ہو یا بری ہو خدا اُسکی ایک چادر[۱] (یعنے علامت) ظاہر کریگا جس سے لوگ اُسے پہچان لینگے۔

(۷۹۰) حضرت عمر بن الخطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا میں اپنی اس اُمت پر صرف اُن منافقوں کے شر سے ڈرتا ہوں جو حکمت سے بات کرتے ہیں اور ظلم کے کام کرتے ہیں یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۷۹۱) حضرت مہاجر بن حبیب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ برتر فرماتا ہے کہ میں ہر ایک حکمت سے کلام کرنیوالے کی بات قبول نہیں کر لیتا ولیکن میں[۲] اُس کا قصد اور خواہش قبول کرتا ہوں پھر اگر اُس کا قصد اور خواہش میری فرماں برداری میں ہوتا ہے تو میں اُسکے چپ رہنے کو بھی اپنی حمد اور بزرگی بیان کرنے کے برابر سمجھتا ہوں اگرچہ منہ سے نہ نکالے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

باب رونے اور ڈرنے کا بیان

پہلی فصل

(۷۹۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[۱] اُس کی عادت کی ایک علامت ظاہر کریگا جس سے لوگ پہچان لینگے کہ دنیا میں اس کی اچھی عادت تھی اور اس کی بری تھی ۱۲ [۲] یعنے جو کچھ اُس کی خواہش اور نیت ہوتی ہے میں اُس پر غور کرتا ہوں زبانی انہیں مانتا ۱۲

ہے اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے جو کچھ مجھے معلوم ہے اگر تم جان لو تو تم بہت رویا کرو اور تھوڑا ہنسا کرو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(٦٩٣) حضرت ام علاء انصاریہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے باوجودیکہ میں خدا کا رسول ہوں بخدا میں نہیں جانتا بخدا میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ[٢] کیا کیا جاویگا اور نہ (یہ جانتا ہوں کہ) تمہارے ساتھ کیا ہوگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(٦٩٤) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے روبرو آگ یعنے دوزخ پیش کیگئی تو اُسمیں میںنے ایک بنی اسرائیل کی عورت کو دیکھا جسے اپنی ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا اُسنے باندہ رکھا تھا اور نہ اُسے کھلاتا کھلایا اور نہ اُسے چھوڑا تاکہ زمین کے (چوہے وغیرہ) کھاتی یہانتک کہ وہ بھوکی مرگئی (اُسکی وجہ سے وہ پکڑی گئی ہے) پھر میںنے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ اپنی آنتیں دوزخ کی آگ میں کھینچ رہا تھا اور سبسے پہلے اسی نے سانڈنی چھوڑنیکی رسم جاری کی تھی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(٦٩٥) حضرت زینب دختر حجش روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن میرے ہاں گھبرائے ہوئے تشریف لائے تو یہ فرما رہے تھے خدا کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں ہے عرب والوں کیلئے اُس بُرائی سے افسوس ہے جو قریب آنیوالی ہے پھر اپنی دو انگلیوں یعنے انگوٹھے اور اُسکی برابر والی انگلی کا حلقہ بناکے فرمایا آج کے دن یاجوج ماجوج کی دیوار میں سے اسکے برابر کھل گیا[٣] ہے زینب کہتی ہیں میںنے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جاوینگے باوجودیکہ ہم میں نیکبخت لوگ ہوں آپ نے فرمایا ہاں اُسوقت فسق و فجور بہت ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(٦٩٦) ابو عامر یا ابو مالک اشعری کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے البتہ میری اُمت میں سے ایسے لوگ ہونگے جو خز اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو حلال سمجھینگے اور البتہ بہت لوگ (اونچے اونچے) پہاڑوں کے پہلو میں اُترینگے اُنکے مویشی رات کے وقت اُن کے پاس آئینگے

---

[١] یعنے اگر تمہیں قیامت کے خوف اور خدا کے عذاب کا حال معلوم ہو جاوے تو ہنسنا چھوڑ دو اور ہر وقت روتے رہو اور آپکی ہنسنے سے منع کرنا ہے ١٢ [٢] اپنے حق میں آپکا یہ کہنا بطور اظہار عجز و انکساری تھا ورنہ آپکو تو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ قطعی معصوم ہیں ہاں لوگوں کے انجام کا علم حقیقت میں آپکو قطعاً معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ عالم الغیب صرف خداوند عالم ہے ١٢ [٣] یعنے جتنا انمیں سوراخ ہے اسقدر اُس دیوار میں روزن ہو گیا ہے ١٢

اور لوگ اُن کے پاس اپنی حاجت کیواسطے آئینگے یہ کہینگے ہمارے پاس کل آنا ہے کو خدا اُنپر عذاب بھیجدیگا اور پہاڑ کو (اوٹھاکر اُنکے اوپر) ڈال دیگا اور بعضونکو قیامت تک سے بندر اور سور بنادیگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مصابیح کے بعضے نسخوں میں خز کی بجائے حر[۱] لیعنے عورت کی شرمگاہ) ہے (خ اور ز کے بدلے) ح اور ر مہملہ ہیں اور یہ غلطی ہے وہ خ اور ز معجمی ہے اسی طرح حمیدی اور ابن اثیر اس حدیث میں بیان کیا ہے اور حمیدی کی کتاب میں بخاری سے بھی اسی طرح ہے اور اسیطرح بخاری کی شرح میں جو خطابی کی ہے لکھا ہے۔

(۷۹۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو جسقدر لوگ اُس قوم میں ہوتے ہیں وہ سبھونکو[۲] پہنچ جاتا ہے پھر سب اپنے اپنے اعمال کے مطابق اُٹھائے جاتے ہیں یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۷۹۸) حضرت جابر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر بندہ اُسی (عقیدے اور حال) پر اُٹھایا جاتا ہے جسپر[۳] وہ مرا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۷۹۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نے (دوزخ کی) آگ جیسی (خوفناک چیز) کوئی نہیں دیکھی (مگر تعجب یہ ہے) کہ اس سے بھاگنے والے سوتے[۴] ہیں اور نہ (فرحت کی چیز یعنی) بہشت جیسی کوئی چیز دیکھی مگر افسوس ہے کہ اسکے طالب سوتے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۸۰۰) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک میں ایسی چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور ایسے (اسرار) سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان (فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے) چرچراتا ہے اور چرچرانا ہی اُسے لائق بھی ہے (کیونکہ) قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسپر کوئی چار انگل کی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں فرشتے اللہ کو سجدہ کرنیکے لئے اپنی

---

[۱] اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ عورتونکی شرمگاہونکو حلال سمجھینگے لیکن یہ روایت درست نہیں ہے ۱۲ [۲] لیعنے خواہ نیک ہو یا بد ہو دُنیا کا عذاب سبھونکو شامل ہوجاتا ہے اور آخرت میں ہر ایک کو اپنے اپنے عمل کے موافق ثواب یا عذاب ملیگا ۱۲ [۳] لیعنے اگر کافر ہوتا تو اُسی حالت پر اُٹھایا جائیگا اور اگر مسلمان ذاکر و شاغل تھا تو اُسی حالت پر اُٹھایا جائیگا ۱۲ [۴] مطلب یہ ہے کہ جسوقت کسی کے پیچھے کوئی زبردست دشمن آئے تو وہ ہوشیار ہو کر جہانتک اُس سے بھاگا جاتا ہے بھاگتا ہے مگر یہاں عجیب بات ہے کہ باوجود دوزخ کے ایسے خوفناک ہونیکے اُس سے غفلت کرتے ہیں اپنی جانونکو اُس سے نہیں بچاتے اور ایسے ہی بہشت ایسی عمدہ چیز سے غفلت کرتے ہیں ۱۲

پیشانی نہ رکھے ہوئے ہوں بخدا اگر تم وہ (احوال) جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے بہت اور عورتوں کے ساتھ بچھونوں پر تم لذتیں (بھی نہ) اٹھاتے بلکہ تم اللہ سے فریاد کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے راوی کہتے ہیں ابوذر بولے کہ اگر میں ایسا درخت ہوتا جسے لوگ کاٹ دیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا[۱] - یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۸۰۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص (دشمن کے لوٹنے سے) ڈرا کرتا ہے تو وہ اول ہی راتمیں چل پڑتا ہے اور جو اول ہی رات میں چل پڑتا ہے تو وہ منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے یاد رہے کہ اللہ کا مال بہت مہنگا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اللہ کا مال بہشت ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۲) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جس کا ذکر بزرگ ہے (قیامت کے دن) فرمائیگا کہ دوزخ کی آگ میں سے ایسے شخص کو نکال لو جنے مجھے ایک دن یاد کیا ہو یا کسی جگہ مجھسے ڈرا ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے اور کتاب البعث والنشور میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (ترجمہ) اور جو لوگ کچھ دیتے ہیں تو وہ اسطرح پر دیتے ہیں کہ اُن کے دل (خوف الٰہی سے ڈرتے ہیں) کا مطلب پوچھا کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں[۲] آپنے فرمایا اے صدیق کی بیٹی یہ لوگ مراد نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو روزے رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور للہ دیتے ہیں اور وہ اسبات سے ڈرتے ہیں کہ اُن کا صدقہ وغیرہ مقبول نہ ہو یہی وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۸۰۴) حضرت اُبیّ بن کعب فرماتے ہیں کہ جسوقت دو تہائی رات چلی جاتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نماز تہجد کے لئے) اُٹھتے اور فرماتے اے لوگو اللہ کو یاد کرو اللہ کا ذکر کرو کیونکہ اول پہلا نفخہ یعنے زلزلہ آئیگا اُسکے بعد میں (دوسرا نفخہ) پیچھے آنیوالا آئیگا موت یقیناً اُن احوال کے ساتھ[۳] آئیگی جو اُسمیں ہیں

[۱] یعنے اگر میں درخت ہوتا اور لوگ مجھ کو کاٹ ڈالتے تو میں ویسی ہی جاتا رہتا اور حساب وکتاب مجھسے نہوتا۔ یہ ابوذر اُن صحابہ میں ہیں جنکے بہشتی ہونیکی آنحضور نے دنیا ہی میں خبر دیدی تہی ہائے افسوس کہ ہم لوگ اس حال سے بے خبر ہیں۔ ۱۲ [۲] یعنے کیونکہ اکثر وہی لوگ زیادہ ڈرا کرتے ہیں جو گنہگار ہوں آپنے فرمایا کہ آیت میں یہ لوگ مراد نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو ہر طرح کی خوبیاں ہی حاصل کرتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے جو چیزیں موت کے وقت یا بعد موت کے واقع ہوتی ہیں سب ضرور واقع ہونگی اور نفخوں کا ذکر کرنے سے آنحضور کی یہ مراد ہے کہ سوتا شل پہلے نفخہ کی ہوکہ اسمیں تمام آدمی وغیرہ

موت بیشک اُن احوال کے ساتھہ آئیگی جو تمہیں ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۵) حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نماز کیلئے نکلے اور لوگوں کو دیکھا کہ گویا وہ ہنسی مذاق کر رہے ہیں آپ نے فرمایا یاد رکھو بیشک اگر تم لذتوں کی کھونے والی یعنے موت کو زیادہ یاد رکھا کرتے تو وہ تمہیں ایسی باتوں سے روک دیتی جواب میں دیکھ رہا ہوں لہذا تم لذتوں کی کھونے والی یعنے موت کو زیادہ یاد رکھا کرو کیونکہ قبر پر جو دن گذرتا ہے تو وہ ہر روز یہ بولتی ہے یعنے کہتی ہے کہ میں غریب[۱] کا گھر ہوں میں تنہائی کا اور مٹی کا اور کیڑوں[۲] کا گھر ہوں (لہذا اس کا انتظام کرتے آنا) اور جسوقت کوئی مسلمان بندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر اُس سے کہتی ہے کہ تو فراخ مکان میں اور اپنی جگہ آگیا ہے (لہذا خوش رہو) اور یاد رکھ کہ جسقدر لوگ میری پُشت پر سے چلتے ہیں تو مجھے سب سے پیارا تھا اور آج جو میں تجھپر حاکم کر دیگئی ہوں اور تو میرے سامنے مجبور کر دیا گیا ہے تو اب تو اپنے ساتھہ میری کارروائی دیکھ (راوی کہتے ہیں) آنحضور نے فرمایا کہ پھر جہانتک اُس بندہ کی نظر جاتی ہے وہیں تک قبر فراخ ہو جاتی ہے اور بہشت کیطرف (سے) ایک دروازہ اسکیلئے کھول دیا جاتا ہے اور جسوقت کوئی گنہگار بندہ یا کافر دفن کر دیا جاتا ہے تو اُس سے قبر کہتی ہے کہ نہ تو فراخ جگہ میں آیا اور نہ اپنی جگہ میں آیا یاد رکھ کہ جسقدر لوگ میری پشت پر سے گذرتے ہیں تو میرے نزدیک سب سے بُرا ہے اور آج کہ اسوقت میں تجھپر حاکم کر دیگئی ہوں اور تو میرے سامنے مجبور ہو گیا ہے تو تو اپنے ساتھہ آج میری کارروائی دیکھ حضور انور نے فرمایا کہ پھر وہ قبر اُسپر بھنچ جاتی ہے یہاں تک کہ اُسکی پسلیاں ادہر کی اُدھر نکل جاتی ہیں ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے یعنے بعض انگلیوں کو بعضوں میں دیکر فرمایا کہ اسطرح پسلیاں نکل جاتی ہیں) اور فرمایا کہ ستر اژدہے اُسپر ایسے مقرر کر دئے جاتے ہیں کہ اگر انمیں سے ایک بھی زمین پر پھنکار مار دے تو جبتک دنیا باقی رہے زمین پر کوئی چیز نہ اُگے پھر یہی اژدہے اُسے ڈستے ہیں اور نوچتے ہیں جبتک کہ اُسے حساب کیلئے نہ لیجایا جائے ابو سعید کہتے ہیں اور

---

[۱] یعنے تنہائی کا گھر ہوں کہ جو مجھہ میں آیا وہ اپنے رشتہ داروں وغیرہ سے دور ہو جائیگا لہذا اول دنیا ہی میں غریب بننا چاہیئے ۱۲ [۲] بعض علماء نے لکھا ہے کہ قبر کے اندر بدبو کیوجہ سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور آدمی کے سب اعضاء کو وہ کھا جاتے ہیں پھر بعد اسکے جسوقت اور کچھ کھانیکو نہیں رہتا تو ایک دوسرے کو کھانے لگتا ہے یہانتک کہ ایک کیڑا باقی رہ جاتا ہے پھر وہ بھی بھوک کی وجہ سے مر جاتا ہے اور انبیاء اور اولیاء اور شہداء کے بدن قبر میں ویسے ہی رہتے ہیں ۱۲۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بھی) فرمایا کہ بیشک قبر(۱) (نیک بندوں کے لئے) بہشتوں کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا (بدکاروں کے لئے) دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۶) حضرت ابو جُحَیفَہ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں آپنے فرمایا کہ مجھے سورہ ہود اور اسی جیسی(۲) اور سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۷) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے (آنحضور سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں آپنے فرمایا کہ سورہ ہود اور سورہ واقعہ اور سورہ مرسلات اور عَمَّ یَتَسَاءَلُونَ اور اِذَا الشَّمسُ کُوِّرَت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے کہ) آگ میں نہیں داخل ہو گا" کتاب الجہاد میں مذکور ہو چکی ہے۔

تیسری فصل

(۸۰۸) حضرت انس نے (لوگوں سے) فرمایا کہ تم اب ایسے عمل کرتے ہو کہ وہ تمہاری نظروں میں بال سے بھی زیادہ باریک(۳) ہیں اور ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انہیں مُوبِقَات یعنے برباد کرنیوالی چیزوں میں شمار کیا کرتے تھے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۰۹) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھسے) فرمایا کہ اے عائشہ اپنے تئیں اُن گناہوں سے بچانا جنہیں لوگ حقیر اور چھوٹے سمجھتے ہیں کیونکہ اُنکا خدا کیطرف سے مطالبہ ہو گا یہ حدیث ابن ماجہ اور دارمی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۸۱۰) حضرت ابو بُردہ بن ابو موسیٰ کہتے ہیں مجھسے حضرت عبداللہ بن عمر نے پوچھا کیا تمہیں خبر ہے کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا ابو بُردہ کہتے ہیں مینے کہا (مجھے یاد) نہیں انہوں نے فرمایا کہ میرے والد نے تمہارے والد سے یہ کہا تھا کہ اے ابو موسیٰ تمہیں بھی یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے (میرا خیال یہ ہے) کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہمارا مسلمان ہو جانا اور ہمارا

---

۱ یعنے کوئی قبر ان دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو باغیچہ بن جائیگی اور یا دوزخ کا ایک گڑھا ہو جائیگی ۱۲۔

۲ یعنے جن میں قیامت اور عذاب کا ذکر ہے کہ جنکے مضمون سُننے دیکھنے سے غم ہوتا ہے اُنہوں نے میرا یہ حال کر دیا ہے مجھے یہ خیال ہے کہ دیکھئے میری اُمّت کا کیا حال ہو ۱۲ ۳ یعنے تم اُنہیں چھوٹے اور حقیر سمجھتے ہو اور اُنہیں بکر و بات جان کر اُن کے کرنے سے نہیں ڈرتے حالانکہ وہ نفس الامر میں بڑے ہیں لہٰذا اُن سے بچنا چاہیئے ۱۲۔

آپکے ساتھ ہجرت کرنا اور آپکے ساتھ جہاد کرنا اور سب عمل جو ہمنے آپکے ساتھ (یعنے سامنے) کئے ہیں وہ تو باقی رہیں[1] اور ایسے کل عمل جو ہمنے آپ کے بعد کئے ہیں اُنہیں ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں (کہ نہ ہمیں ثواب ملے اور نہ عذاب ہو اسکے جواب میں) تمہارے والدنے میرے والد سے یہ کہا کہ (میں تو خوش نہیں (ہوں کیونکہ) قسم ہے خدا کی ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں (بہت سے) جہاد کئے ہیں اور نمازیں پڑھی ہیں اور روزے رکھے ہیں اور بہت سے نیک عمل کئے ہیں اور ہمارے ہاتو پر بہت سے آدمی مسلمان ہوئے ہیں لہذا بیشک ہم توانسے (ثواب کی) اُمید سے رکھتے ہیں میرے والد نے یہ کہا (خیر تم جانو) لیکن میں تو قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمر کی جان ہے بیشک یہ بات دوست رکھتا ہوں کہ ہمارے وہ عمل تو (ثواب کیلئے) باقی رہیں اور وہ سب عمل جو ہمنے آپ کے بعد کئے ہیں اُنکی وجہ سے برابر سرابر چھوٹ جائیں (کہ نہ ثواب ملے اور نہ عذاب ہو) ابو بُردہ کہتے ہیں) مینے کہا بخدا بیشک تمہارے والد میرے والد سے بہت[2] ہی بہتر تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۱۱) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے میرے پروردگار نے نو باتوں کا حکم کیا ہے (وہ یہ ہیں) کہ پوشیدگی اور ظاہر میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور غصہ اور خوشی کیحالت میں انصاف سے بولنا اور تنگی اور فراخی میں میانہ روی رکھنا اور جو مجھسے ناتہ رشتہ قطع کرے اُسکے ساتھ سلوک کرنا اور جو مجھے محروم رکھے اُسے دینا اور جو مجھپر ظلم کرے اُسے معاف کردینا اور میرا خاموش رہنا (آخرت وغیرہ کیلئے) فکر ہو اور میرا بولنا ذکر (الٰہی) ہو اور میری نظر عبرت ہو اور میں[3] عرف (یعنے نیک) باتوں کا حکم کروں اور بعضوں نے عرف کی جگہ معروف کہا ہے (معنے ایک ہیں) یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۸۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس مسلمان

---

[1] یعنے وہ عمل ہمارے گناہوں کے معاوضہ میں نہ جاتے رہیں بلکہ سب وہ باقی رہیں تاکہ اُنکی وجہ سے ہمیں آخرت میں ثواب ہو اور حصول درجات کے باعث ہوں ۱۲ [2] یعنے تمہارے والد باوجود اتنے نیک اعمال اور فضائل کرنے کے بھی خوف و دہشت ہی کے مرتبہ میں رہے تو تمہارے والد میرے والد سے بہتر ہوئے اور اُن کا مرتبہ بڑھا ہوا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کار آخرت بہت نازک ہے ۱۲ [3] یہ بات پہلی نو باتوں مذکورہ سے زائد ہے اور یہ بطریق اجمال تمام بھلائیوں کو اور تمام طاعات کو شامل ہے جو پہلے تفصیل سے مذکور ہو چکی ہیں۔

بندہ کی دونوں آنکھوں میں خوف خداوندی کی وجہ سے کچھ آنسو نکلیں اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں پھر کچھ آنسو اسکے خوبصورت چہرہ پر لگجائیں تو اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ جلانا حرام کر دیتا ہے - یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے -

باب لوگوں کے (حالت) بدلنے کا بیان

پہلی فصل (۸۱۳) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو کہ آدمی اُن سَو اونٹوں جیسے ہیں جنمیں سواری کے قابل تمہیں ایک بھی نہ ملے[1] یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۸۱۴) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اصحابہ سے) فرماتے تھے بیشک تم لوگ اپنے سے پہلوں کی سب کاموں میں پوری متابعت کروگے یہانتک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں جائینگے تب بھی تم اُنکے پیچھے چلوگے کسینے پوچھا یا رسول اللہ (کیا) یہود اور نصاریٰ کی متابعت کرینگے آپ نے فرمایا ہاں اور کسکی - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۸۱۵) حضرت مرداس اسلمی کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اول اول نیک لوگ مرتے رہینگے اور بدکار نالائق لوگ جو یا کھجور کی بھوسی جیسے باقی رہجائینگے[2] انکی اللہ تعالیٰ بھی کچھ پروا نہیں کریگا - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے -

دوسری فصل (۸۱۶) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبوقت میری اُمت تکبر کی چال چلنے لگے گی اور بادشاہوں کی اولاد یعنے (شاہ) فارس اور روم کی

---

[1] یعنے آدمی تو اونٹوں کی طرح کثرت سے ہیں لیکن جیسے سواری کے قابل اونٹ کم ہوتے ہیں ویسے ہی آدمیوں میں بھی نبی کی صحبت میں رہنے اور حق صحبت ادا کرنے کے لئے لائق اور قابل کم ہیں اور اس حدیث سے بعضوں نے قرون ثلثہ کے بعد جو لوگ ہوئے وہ مراد لئے ہیں مطلب یہ ہے کہ تمام صفات میں پسندیدہ لوگ ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں ۱۲ [2] یعنے جیسے اُنہوں نے بدعتیں اختیار کرلیں تھیں ویسے ہی تم لوگ بھی اختیار کرلوگے ۱۲ [3] یعنے اُنہیں تکلیف اور عذاب دینے میں اللہ تعالیٰ بھی اُنکی کچھ قدر و اعتبار نہیں کریگا کیونکہ وہ بھوسی جیسے ناکارہ لوگ ہوگئے ۱۲

اولاد انکی خدمت کرنے لگے گی تو اللہ تعالیٰ انہیں سے بدکار لوگوں کو نیکوں پر (حاکم) مقرر کر دیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۸۱۷) حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ تم لوگ اپنے بادشاہ کو قتل کردو گے اور آپسمیں اپنی تلواروں سے کٹو مروگے اور تم میں سے بُرے بدکار آدمی دنیا کے وارث ہو جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۱۸) حضرت حذیفہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ سب لوگوں سے نصیب ور آدمی احمق احمق کا بیٹا ہو جائے یہ حدیث ترمذی نے اور دلائل النبوۃ میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۸۱۹) حضرت محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں مجھسے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جسنے حضرت علی بن ابوطالب سے سُنا تھا وہ فرماتے تھے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک ہمارے پاس مُصعَب بن عُمیرؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے جسمیں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے آئے جسوقت انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو چونکہ وہ پہلے آسائش میں تھے اور آج وہ اس تنگدستی میں ہیں آنحضور کو رونا آگیا پھر آپ نے (صحابہ سے) فرمایا اُسوقت تم کیا کروگے کہ جب بعض تم میں سے صبح کو ایک جوڑا پہنیگا اور شام کو دوسرا اور ایک طباق سامنے رکھا جائیگا اور دوسرا اٹھایا جائیگا اور تم اپنے مکانوں پر اسطرح پردے ڈالو گے جسطرح خانہ کعبہ پر ڈالے جاتے ہیں صحابہ بولے یارسول اللہ ہم آجکل سے اُس زمانے میں بہتر ہونگے کہ عبادت کے لئے فارغ (دل) ہونگے اور محنت و مشقت سے چھٹے ہوئے ہونگے آپ نے فرمایا نہیں تم آجکل ہی اُس زمانہ سے بہتر ہو یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۲۰) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لوگوں پر ایک ایسا

---

۵ یہ واقعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہو چکا ہے کیونکہ جسوقت ملک فارس اور روم فتح ہو گئے اور ان بادشاہ کی اولاد پکڑی ہوئی آئی تو انسے برابر خدمت لیگئی پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنی کے قتل کرنے والوں کو انپر مسلط کر دیا چنانچہ انہوں نے انہیں قتل کر دیا اور بنی ہاشم پر بنی اُمیّہ کو مسلط کر دیا اور خوب خونریزی ہوئی ۲ یعنے جسوقت میں روپیہ وغیرہ کے اعتبار سے ایسا آدمی نصیب ور ہو جائے جسکے احمق ہونا پشتوں سے چلا آرہا ہو تو اُسوقت قیامت

زمانہ آئیگا کہ سب لوگوں میں اپنے دین پر قایم رہنے والا آدمی ایسا ہوگا جیسا[1] کوئی مٹھی میں چنگاری لیئے ہوتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث سند کی رو سے غریب ہے۔

(۸۲۱) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس وقت تمہارے حاکم تم سے بہتر ہوں اور تمہارے دولتمند آدمی سخی ہوں اور تمہارے سب کام آپس کے مشورہ سے ہوں تو تمہارا زمین کے اوپر رہنا زمین کے اندر رہنے سے (یعنے مرنے سے جیتا رہنا) بہتر ہے اور جس وقت تمہارے حاکم تم سے (بہی) بُرے ہوں اور تم میں دولتمند آدمی بخیل ہوں اور اور تمہارے سب کام عورتوں کے سپرد ہوں[2] تو اُس وقت تمہارے لیئے زمین کے اندر رہنا اوپر رہنے سے (یعنے مرنا جینے سے) بہتر ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۸۲۲) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب (گمراہ) جماعتیں تمہیں (لڑائی کے لئے) بلائینگی جیسے کہ کوئی کہانے والی جماعت کسیکو اپنے پیالہ کیطرف بلاتی ہے کسی صحابی نے پوچھا کہ کیا یہ کیفیت اُس زمانہ میں ہمیں ہماری کمی کی وجہ سے ہوگی فرمایا (نہیں) بلکہ اُس زمانہ میں تو تم لوگ بہت ہو گے لیکن تم (کم ہمتی اور ناطاقتی میں) ایسے جھاگ ہو گے جیسے کسی نالہ کے جھاگ ہوتے ہیں اور تمہارے دشمنوں کے دلوں میں سے اللہ تعالیٰ تمہارا خوف نکال دیگا (وہ تم سے بالکل نڈر ہو نگے) اور تمہارے دلوں میں الدوہن ڈالدیگا کسی نے پوچھا یا رسول اللہ وہن کیا چیز ہے آپنے فرمایا دُنیا کی محبت اور موت سے کراہیت[3] یہ حدیث ابو داؤد نے اور دلائل النبوۃ میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۸۲۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جن لوگوں میں خیانت ظاہر

---

[1] یعنے جیسے آگ کو مٹھی میں لینا دشوار اور مشکل ہے اسی طرح اخیر زمانہ میں بوجہ فسق و فجور زیادہ ہونے کے دین پر ثابت قدم رہنا مشکل ہو جائے گا ۱۲ [2] یعنے اُن سے مشورہ لیکر کام کریں اور یہ غلطی ہے کیونکہ وہ ناقصاتِ عقل ہوتی ہیں ۱۲ [3] اسمیں اشارہ ہے کہ تم مسلمان لوگ اُنکے مقابلہ میں مثل کہانیکی ہوگی جسے لگ کر تلف کر دیتے ہیں مقصود یہ ہے کہ تم اُنکے سامنے کوئی چیز نہ ہو گے وہ تم سے قوی ہونگے ۱۲ [4] یعنے اسلئے کہ جسے دنیا سے محبت اور موت سے کراہیت ہوگی تو وہ جہاد میں کفار سے لڑنے کے لئے جانیکی ہرگز بہادری نہیں کریگا ۱۲ لمعات۔

ہوئی اللہ تعالیٰ نے اُنکے دلوں میں رعب ڈالدیا اور جن لوگوں میں زنا کی کثرت ہوئی انہیں موت زیادہ ہو گئی اور جن لوگوں نے تولنے اور ناپنے میں (دغا بازی سے) کمی کی اُنسے رزق میں کمی کر دیگئی اور جن لوگوں نے ناحق (کسی بات کا) حکم کیا تو اُنمیں خونریزی بکثرت ہوئی اور جن لوگوں نے عہد شکنی کی اُنپر اُنکا دشمن مسلط کر دیا گیا یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

باب ڈرانے اور خوف دلانے کا بیان

پہلی فصل (۸۲۴) حضرت عیاض بن حمار مُجاشعی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا یاد رکھو کہ مجھے میرے پروردگار نے اسبات کا حکم کیا ہے کہ جو باتیں اُسنے مجھے آج سکھلائیں ہیں اُنمیں جنہیں تم نہیں جانتے ہو میں تمہیں سکھلا دوں (وہ فرماتا ہے) کہ جو مال میں کسی بندہ کو دوں وہ اُس کے واسطے حلال ہے (اُسے حرام نہ سمجھنا چاہئے) اور میں نے اپنے سارے بندہ باطل سے پھرے ہوئے پیدا کیئے تھے اور اُن کے پاس شیطانوں نے آنکر اُنہیں اُنکے دین سے پھیر لیا اور جو چیزیں میں نے اُنکے واسطے حلال کی تھیں وہ اُنہوں نے حرام کر دیں اور اُنہیں ایسی چیز کو میرا شریک بنانیکیلئے حکم کیا جسکی میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نظر کی اور (اُنہیں گمراہی میں دیکھکر) عرب اور عجم سب پر غصہ ہوا سوائے کچھ بچے ہوئے آدمی اہل کتاب کے اور اللہ تعالیٰ نے (مجھسے) یہ فرمایا ہے کہ میں نے تجھے فقط تیرا امتحان لینے اور تیری وجہ سے اوروں کا امتحان لینے کے لئے بھیجا ہے اور میں نے تجھپر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ جسے پانی نہیں دھو سکتا اور اُسے تم سوتے ہوئے اور جاگتے ہوئے پڑھ سکتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش کے جلا دینے کا حکم کیا تھا میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ اسیوقت میرا سر کچل کر ایک روٹی کیطرح کر دینگے فرمایا کہ جیسا اُنہوں نے تجھے نکالا تھا تو بھی اُنہیں نکال دے اور تو اُنسے جہاد کر ہم تیرے واسطے اسباب جہاد

لے ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان افعال پر انکی جزا کا ترتیب باعتبار کسی خصوصیت کے ہے اور اس کا بھید اللہ ہی کے سپرد ہے وہی جانتا ہے کہ ان افعال کی یہ جزا کس وجہ سے ہے اور بعضے انکی علتیں اور مناسبات بھی نکالتے ہیں ۱۲ لمعات ۲ے اُنسے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ کی اُمت میں تھے اور اُنکے بعد میں اُنکے شریعت کے موافق عمل کرتے رہے اور اپنے دین اور کتاب کو تحریف وتبدیل نہیں کیا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ۱۲ منہ ۳ے یعنے کاغذ کی لکھی ہوئی چیز کو اگر پانی سے دھو یا جائے تو وہ مٹ سکتی ہے لیکن یہ کتاب ایسی نہیں ہے بلکہ یہ زوال نسخ سے قیامت تک لوگوں کے دلوں میں محفوظ رہیگی ۱۲۔

تیار کردینگے اور تو خرچ کر ہم تجھپر خرچ کرینگے اور تو لشکر بھیج ہم اُنکے لشکر جیسے پانچ لشکر بھیج دینگے اور جن لوگوں نے تیری فرمانبرداری کی ہے تو انکو ساتھ اُنسے جہاد کر جنہوں نے تیری نافرمانی کی ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۸۲۵۱) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی وَاَنذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ (ترجمہ) اور تو اپنے کنبے والوں کو (عذاب الٰہی سے ڈرا دے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر چڑھے اور قریش کے قبیلوں کے نام لےلیکر کہ اے بنی فہر اے بنی عدی پکارنا شروع کیا یہانتک کہ سب جمع ہوگئے پھر فرمایا تم یہ بتاؤ کہ اگر میں تمسے یہ بیان کروں کہ جنگل میں ایک لشکر کھڑا ہے وہ تمہیں لوٹنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھوگے وہ سب بولے ہاں ہمنے تمہارا تجربہ کرلیا ہے اسمیں تمہیں سچا ہی دیکھا ہے آنحضور نے فرمایا کہ میں ایک بہت بڑے سخت عذاب سے پہلے تمہیں ڈرانیوالا ہوں اُسیوقت ابولہب[۲] بولا تو ساری عمر برباد ہوجیو کیا تو نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا جبھی یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّتَبَّ (ترجمہ) ابولہب کے دونوں ہاتھ ناس ہوجیو اور ہو ہی گیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے آپ نے پکارا اے بنی عبد مناف بیشک میری اور تمہاری مثال اُس آدمی جیسی ہے کہ اُسنے ایک دشمن دیکھا اور اپنے گھر والوں کی نگہبانی کرنیکیلئے چلا اور اس بات سے ڈرا کہیں وہ مجھسے پہلے نہ پہنچ جائیں اسلئے اُسنے چیخنا شروع کیا کہ یا صباحاہ[۳]۔

(۸۲۶) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَاَنذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا وہ سب جمع ہوئے پھر آنحضور نے عام اور خاص سب لوگوں کو پکارا کہ اے بنی کعب بن لوئی تم اپنی جانوں کو (دوزخ کی) آگ سے خود چھڑانا میری اُمید پر نہ رہنا اور اے بنی مرۃ بن کعب تم (بھی) اپنی جانوں کو خود (دوزخ کی) آگ سے چھڑانا اے بنی عبد شمس تم اپنی جانوں کو دوزخ

[۱] یعنے اگر کفار کے لشکر میں سو آدمی ہونگے تو ہم تمہاری مدد کیلئے دشمن کے لشکر سے پانچ حصے زیادہ سے مدد دینگے چنانچہ یہ وقوعہ بدر کی لڑائی میں ہوچکا ہے کہ پانچ ہزار فرشتے لشکر اسلام کی مدد کیلئے بھیجے گئے تھے اور مشرک لوگ اُس لڑائی میں ہزار تھے اور مسلمان فقط تین سو آدمی ۱۲ [۲] یہ ابولہب حضور انور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا اسکا نام عبد العزیٰ تھا اسنے اکثر معجزے دیکھے مگر اپنی بدقسمتی کے باعث دولت ایمان سے محروم رہا ۱۲ [۳] یہ لفظ عرب میں کسی خوفناک چیز سے ڈرانیکیلئے کہا کرتے ہیں اور اس کے معنے یہ ہیں کہ اے لوگو تم رات سے ہی جلد وتا صبح کو دشمن کے لوٹنے سے بچ جاؤ یہاں مراد یہ ہے کہ عذاب الٰہی کے آنے سے ڈر جاؤ اور اپنی آخرت کو سنبھالو ۱۲

کی) آگ سے خود بچانا اے بنی عبد مناف تم (بھی) اپنی جانوں کو آگ سے خود بچانا اے بنی ہاشم تم (بھی) اپنی جانوں کو آگ سے خود بچانا اے بنی عبدالمطلب تم (بھی) اپنی جانوں کو آگ سے خود بچانا اے فاطمہ تم (بھی) اپنی جان کو آگ سے خود ہی بچانا (میرے خیال پر نہ رہنا) کیونکہ میں تمہارے لئے اللہ کیطرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں سوائے اتنی بات کے کہ (میری) تمسے رشتہ داری ہے اسکی وجہ سے کچھ سلوک (وغیرہ) کرتا ہوں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔ اور ایک متفق علیہ روایت میں یوں ہے (آپ نے پکارا) کہ اے قریش کی جماعت تم اپنی جانوں کو چھڑالو میں تمہارے لئے اللہ کیطرف سے کوئی چیز نہیں دفع کرسکتا اے بنی عبد مناف میں اللہ کی طرف سے تمسے کوئی چیز دفع نہیں کرسکتا اے (میرے چچا) عباس بن عبدالمطلب میں اللہ کیطرف سے تمسے کوئی تکلیف دفع نہیں کرسکتا اور اے اللہ کے رسول کی پھوپی صفیہ میں اللہ کیطرف سے تمسے کوئی چیز دفع نہیں کرسکتا اے فاطمہ محمدؐ کی بیٹی تمہیں جو کچھ مال (وغیرہ) چاہیئے تو تم مجھسے مانگ لو باقی اللہ کیطرف سے میں تمسے کوئی تکلیف دفع نہیں کرسکتا۔

دوسری فصل (۸۱۲۷) حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری یہ امت قابلِ رحم امت ہے اسے آخرت میں عذاب نہیں ہوگا اس کا عذاب دنیا میں فتنے اور زلزلے اور قتل ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۱۲۸) حضرت عُبیدہ اور حضرت مُعاذ بن جبل (دونوں) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ اس امر (دین) کی ابتدا نبوت اور رحمت سے ہوئی ہے پھر یہ خلافت اور رحمت ہوجائیگا پھر دو ہی امر (دین) تکلیف دینے والی بادشاہت ہو جائیگا پھر یہی امر دین تکبر اور ظلم اور زمین پر فساد بن جانیوالا ہے کہ لوگ ریشم کو اور شرمگاہوں کو اور شرابوں کو حلال سمجھینگے انہیں اسکے وسیلہ سے رزق ملیگا اور انکی مدد ہوگی یہانتک کہ وہ مرجائینگے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

۵ یعنے اگر اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دینا چاہے تو میں اسپر بالکل قادر نہیں ہوں کہ تمسے کچھ بھی عذاب دفع کرسکوں لہذا تم سب خود نیک عمل کرکے اپنے بچاؤ کی صورت کرنا اس امید پر نہ رہنا کہ میں بلا عمل تمہیں دوزخ سے چھڑا دونگا کیونکہ جسوقت شفاعت ہوگی تو فقط رشتہ داروں کے لئے نہیں ہوگی بلکہ تمہیں تمام امت شامل ہوگی ۱۲ منہ ۶ اس سے مراد نہیں ہے کہ آخرت میں آپکی امت میں سے کسیکو عذاب نہیں ہوگا بلکہ آپکی امت کے خاص لوگ مراد ہیں کہ جنہیں دنیا میں تکلیفیں پہنچ چکی ہیں انہیں اللہ کی رحمت وکرم سے آخرت میں عذاب نہیں ہوگا ۱۲ سید

(۸۲۹) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ سب سے پہلے جو چیز ساقط کیجائیگی زید بن یحییٰ راوی کہتے ہیں یعنے اسلام میں جیسکہ برتن میں سے گرادی جاتی ہے وہ شراب ہوگی کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اور یہ کسطرح ہوگی حالانکہ اُسمیں تو اللہ تعالیٰ نے جیسا کچھ بیان کیا ہے کرہی دیا ہے آپ نے فرمایا وہ لوگ اس کا کچھ اور نام رکھکر اسے حلال سمجھینگے۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۸۳۰) حضرت نعمان بن بشیر نے حضرت حذیفہ سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبتک اللہ تعالیٰ تم میں نبوت کو رکھنی چاہیگا نبوت رہیگی پھر اُسے اللہ تعالیٰ اُٹھا لیگا پھر وہی نبوت نبوت کے طریقہ پر جبتک اللہ تعالیٰ اُس کا رہنا چاہیگا خلافت رہیگی پھر اُسے بھی اللہ تعالیٰ اُٹھا لیگا پھر تکلیف دینے والی سلطنت ہوجائیگی اور جبتک اللہ تعالیٰ اُسے رکھنی چاہیگا رہیگی پھر اُسے بھی اللہ تعالیٰ اُٹھا لیگا پھر وہ ظلم کرنیوالی سلطنت ہوجائیگی اُسے بھی جبتک اللہ تعالیٰ رکھنی چاہیگا رہیگی پھر اُسے بھی اللہ تعالیٰ اُٹھا لیگا پھر وہ نبوت کے طریقہ پر بادشاہت ہوجائیگی پھر آنحضرت چُپکے ہورہے (اس حدیث کے راوی) حبیب کہتے ہیں کہ جسوقت عمر بن عبدالعزیز بادشاہ ہوئے تو میں نے انہیں بھی قصہ یاد دلانیکے لئے یہ حدیث لکھی اور میں نے کہا مجھے یہ امید ہے کہ تکلیف دینے والی اور ظلم کرنے والی سلطنت کے بعد (جو حدیث میں بادشاہت کی خبر ہے وہ) امیر المومنین تُم ہی ہو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور انہیں یعنے عمر بن عبدالعزیز کو یہ اچھا معلوم ہوا یہ حدیث امام احمد نے اور دلائل النبوۃ میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

لہ حاصل یہ کہ آخر زمانہ میں بوجہ لوگوں کے احوال بدل جانیکے محرمات میں سے اول چیز کا جو ارتکاب کیا جائیگا اور احکام اسلام سے اُس کا حکم ساقط کردیا جائیگا تو وہ شراب ہوگی کہ اُسکی حرمت میں لوگ تاویلیں کرکے اُسے حلال سمجھ لینگے ۱۲ ؎۲ یعنے اُس کی حرمت میں تو کوئی شک وشبہ باقی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے خوب سختی کے ساتھ واضح کرکے بیان کردیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس کا نام بدل لینگے وہ اس حیلہ سے کہ یہ وہ شراب نہیں ہے اُسے پی لینگے ۱۲ ؎۳ یعنے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وفات دیدیگا جسکے ذریعہ سے نبوت بھی اُٹھ جائیگی پھر وہ خلافت ہوجائیگی چنانچہ چاروں صحابۂ کرام کے زمانہ تک خلافت رہی بعد اسکے تکلیف دینے والی سلطنت ہوگی چنانچہ بعد ختم خلافت کے بے انتہا خونریزی ہوئی تکلیف سے یہی مُراد ہے ۱۲ ؎۴ یعنے اُس زمانہ میں نہایت ہی انصاف ہوگا اور مراد اس زمانہ سے حضرت عیسیٰ اور حضرت امام مہدی علیہما السلام کا زمانہ ہے ۱۲

باب فتنوں کے بیان میں

پہلی فصل

(۱ ۳۱ ۸) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) ایک جگہ ہمارے پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور جو کچھ (واقعات) قیامت تک ہونیوالے تھے انمیں سے کوئی نہ چھوڑا بلکہ سب بیان کردیئے جسے یاد رہا اُسے یاد رہا اور جو بھول گیا سو بھول گیا اور اس بات کو یہ میرے سب ساتھی بھی جانتے ہیں اور بیشک انمیں سے کوئی بات ایسی بھی ہوگی جسے میں بھول گیا ہونگا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ میری یاد آجایگی جیسکہ کوئی آدمی کسی سے غائب ہوجائے اور ایک (دوسرا) آدمی اُسکی صورت (شکل) کو ذکر کرے پھر جسوقت یہ اُسے دیکھیگا تو ضرور پہچان لیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲ ۳۲ ۸) حضرت حذیفہ ہی کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ (قیامت کے قریب) بوریئے کے ایک ایک تنکے کیطرح[۱] دلوں پر فتنے پیش آئینگے جس دل میں وہ بیٹھ جائینگے انمیں ایک سیاہ نکتہ ہوجائیگا اور جو دل اُنہیں بُرا سمجھیگا اسمیں ایک سپید نکتہ ہوجائیگا یہانتک کہ وہ (قسم کے) دل ہوجائینگے ایک صفا جیسا سپید اُسے کوئی فتنہ ضرر نہیں دیگا جبتک آسمان اور زمین باقی ہیں اور دوسرا سیاہ خاکی رنگ اُلٹے کوزے جیسا ہوگا کہ نہ کسی اچھی بات کو اچھی جانیگا اور نہ کسی بُری بات کو بُری جانیگا ہاں جسقدر اُسکی خواہش اُسمیں بیٹھ گئی ہے (اُسے جانیگا)۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۳ ۸) حضرت حذیفہ ہی کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے دو حدیثیں بیان کی تھیں اُنمیں سے ایک تو مینے دیکھ لی ہے اور دوسری کا مجھے انتظار ہے آنحضورؐ نے ہمسے یہ بیان کیا تھا کہ امانت لوگوں کے (دلوں کی) جڑ میں[۲] اُتری تھی پھر اُنہوں نے (اُسکی وجہ سے) کچھ قرآن شریف سیکھا پھر کچھ حدیث سیکھی اور آپنے ہمسے اُس کا اُٹھ[۳] جانا بھی بیان کیا فرمایا کہ ایک آدمی کچھ تھوڑی دیر سوئیگا اور اسیوقت

---

[۱] یعنے جس طرح بوریئے کے تنکے یکے بعد دیگرے لگے رہتے ہیں اسی طرح وہ فتنے بھی پے در پے آئینگے

[۲] یعنے امانت لوگوں کے دلوںمیں نازل ہوئی تھی کہ اُس کا اثر دلوں ہی میں تھا اُسیکے نور کے باعث سے لوگوں نے اپنے دین کی حقیقت اور احکام شریعت کو قرآن اور حدیث سے پہچانا ۱۲ لمعات [۳] یعنے امانت جو ایمان کے ثمروں میں سے ہے اُس کا اُٹھ جانا اور ناقص ہوجانا بیان کیا کہ یہ حضرت کے صحابیوں کے بعد میں ہوگا ۱۲۔

اُسکے دلمیں سے امانت لیلی جائیگی امانت کا نشان وَکْت[1] کے نشان جیسا رہجائیگا وہ پھر کچھ سوئیگا تو پھر اور لیلی جائیگی اُسوقت اُس کا نشان مجل کے نشان جیسا رہجائیگا اور نشان مجل یہ ہے جیسکہ کوئی انگاری کو اپنے پاؤں پر لڑھکائے تو وہاں پھپولا پڑ جائے اور تو اُسے اُبھرا ہوا دیکھیگا لیکن اُسکے اندر کچھ نہو گا اور صبح کو سب لوگ خرید و فروخت کرینگے لیکن ایسا کوئی نہیں ہو گا جو دلوگونکی امانت ادا کردے بلکہ لوگ یوں کہینگے کہ فلانے قبیلہ (خاندان) میں ایک امانت دار آدمی ہے اور بعضے آدمی کو لوگ یوں کہینگے کہ وہ کیا ہی عقلمند اور ظریف اور بہادر آدمی ہے حالانکہ اُسکے دل میں ایک رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان نہیں ہوگا یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۴۸) حضرت حذیفہ ہی فرماتے ہیں کہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلائی کو پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے ہمیشہ بُرائی کو پوچھا کرتا تھا اس اندیشہ سے کہ کہیں بُرائی مجھے نہ پہنچ جائے کہتے ہیں مینے (ایک روز) پوچھا کہ یا رسول اللہ پہلے تو ہم لوگ جہالت اور بُرائی میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھلائی (یعنے دین واسلام کی توفیق) دیدی اور کیا اس بھلائی کے بعد میں بھی بُرائی آئیگی[2] آپنے فرمایا ہاں مینے پوچھا کیا اُس بُرائی کے بعد بھی بھلائی ہوگی آپنے فرمایا ہاں اور اُسمیں دُخن دبھی) ہوگا مینے پوچھا اور وہ دُخن کیا چیز ہے فرمایا کچھ لوگ ہونگے جو میرے طریقہ سُنت کے علاوہ اور طریقہ پر چلینگے اور لوگونکو بھی وہ میری ہدایت کے علاوہ اور ہی ہدایت بتائینگے تم اُنکی کچھ عبادت وغیرہ تو بہچان لوگے (یعنے اپنے موافق دیکھوگے) اور کچھ اوپری سمجھوگے مینے پھر پوچھا کیا اس بھلائی کے بعد بھی بُرائی ہوگی فرمایا ہاں کچھ آدمی دوزخ کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہونگے[3] جو شخص اُن کا کہنا مانکر اُدھر جائیگا وہ اُسے دوزخ میں ڈال دینگے مینے عرض کیا یا رسول اللہ مجھسے ان کا کچھ حال بیان کیجئے آپنے فرمایا وہ

---

[1] وَکْت ایسے نشان کو کہتے ہیں کہ جس چیز میں وہ ہے اُسکے رنگ کے برخلاف ہو جیسے سپیدی میں سیاہ نکتہ ہوجاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اثر وکت وہ ہے جو آنکھ کی سیاہی میں غفلت کیوجہ سے سپید نکتہ ہوجاتا ہے ۱۲۔

[2] یعنے میں فتنے اور فساد کے پہلنے کو پوچھا کرتا تھا کیونکہ فتنہ کا رفع کرنا نفع کے حاصل کرنے سے زیادہ مشکل ہے لہذا اُس کا خیال ضروری ہے ۱۲

[3] یعنے ایسے لوگ ہونگے جو اوروں کو گمراہی کیطرف بلائینگے اور طرح طرح کے فریبوں سے ہدایت سے روکینگے اور یہی باعث دوزخ میں جانیکا ہوگا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طرح طرح کے فریبوں کو دوزخ کے دروازے فرمایا اور فریب دینے والوں کو دوزخ کی طرف بلانے والے فرمایا کیونکہ اصل میں یہی باعث ہے

اور بعضوں [illegible] ۱۲

ہم ہی لوگوں میں سے ہونگے اور ہماری ہی جیسی باتیں کرینگے میں نے پوچھا کہ اگر وہ مجھے ملجائیں تو آپ میرے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ نے فرمایا تم اسوقت مسلمانوں کی جماعت اور اُنکے حاکم کے ساتھ رہنا میں نے کہا اگر وہاں اُنکی جماعت اور حاکم نہو آپ نے فرمایا تو پھر تم ان سب فرقوں سے علیحدہ رہنا اگرچہ تم (بھوک کی وجہ سے) درخت کی جڑ کاٹ کر کھاتے رہو اور اسی حالت پر رہو یہانتک کہ تمہیں موت آجائے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں یوں ہے حضور نے فرمایا کہ میرے بعد میں ایسے حاکم ہونگے جو میری ہدایت جیسی ہدایت نہیں کرینگے اور نہ میرے طریقہ پر اپنا طریقہ اختیار کرینگے اور انہیں میں سے بعضے آدمی آدمیوں کے قالب میں ایسے اٹھیں گے جنکے دل شیطانوں کے دلوں جیسے ہونگے حذیفہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ اگر میں ان حاکموں کو دیکھوں (یعنے پاؤں) تو کسطرح کروں آپ نے فرمایا تم اُنکی بات سُننا اور اُنکے سردار کا کہا ماننا اگرچہ وہ تمہاری پشت پر بید ماریں اور تمہارا مال (بھی) لیلیں تم اُنکی بات سُننا اور اطاعت کرنا

(۸۳۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ ایسے فتنوں سے پہلے جلدی (نیک) عمل کرلو جو اندھیری رات کے ٹکڑوں جیسے[۱] ہونگے کہ صبح کو آدمی مومن (مسلمان) ہوگا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور بعضا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائیگا دُنیا کے تھوڑے سے اسباب کے عوض اپنے دین کو فروخت کر دیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۳۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب بہت سے فتنے (فساد) ہونگے جنمیں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوئے سے بہتر[۲] ہوگا اور کھڑا ہوا چلتے پھرتے سے بہتر ہوگا اور چلتا پھرتا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص اُسے جھانکے گا وہ فتنہ اُسے اپنی طرف کھینچ لیگا اور جو شخص اُس سے بچنے کی اور پناہ کی جگہ پا سکے تو وہ ضرور ہی کہیں پناہ لیلے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ عنقریب (بہت بڑا) فتنہ ہوگا جسمیں سونے والا آدمی جاگتے ہوئے سے بہتر ہوگا اور جاگتا ہوا کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو شخص اُس سے پناہ کی یا بچنے کی جگہ پائے تو اُسے ضرور ہی پناہ لیلینی چاہیئے۔

---

[۱] یعنے اُن فتنوں کے آنیکا سبب معلوم نہیں ہوگا اور نہ اُنسے چھوٹنے کا راستہ معلوم ہوگا لہذا وہ اندھیری رات جیسے ہونگے اور اسوقت اُنکی تکلیف میں مبتلا ہوکر نیک عمل کرنے ہی میسر نہیں ہونگے اسلیئے پہلے کرلینے چاہئیں ۱۲ [۲] مقصد حدیث سے یہ ہے کہ جو شخص جسقدر فتنہ فساد میں کم رہیگا اتنا ہی اُسکے لئے بہتر ہوگا ۱۲۔

(۸۳۷) حضرت ابو بکرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب بہت سے فتنے ہونگے یاد رکھو پھر اور فتنے ہونگے جنمیں بیٹھا ہوا آدمی چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اسطرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا یاد رکھو کہ جسوقت وہ فتنے شروع ہو جائیں تو جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اونٹوں کی ساتھ رہے اور جسکے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے ساتھ رہے اور جسکے پاس کچھ زمین[۱] ہو وہ وہاں رہے ایک آدمی بولا یا رسول اللہ آپ یہ بتائیے کہ اگر کسی کے پاس نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں ہوں اور نہ کچھ زمین ہو آپ نے فرمایا وہ اپنی تلوار کو لیکر اسکی دھار کو پتھر پر توڑ[۲] دے پھر (بھاگ کر) اگر طاقت نجات پانیکی ہو تو نجات پائے پھر آنحضور نے تین دفعہ یہ فرمایا الٰہی اب میں پہنچا ہی چکا ہوں پھر ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ آپ یہ بتائیے کہ اگر مجھپر کوئی زبردستی کرکے دونوں لڑائیوں میں سے ایک کیطرف لیجائے پھر وہاں کوئی آدمی میرے تلوار مار دے یا کوئی تیر آنکر وہ مجھے مار دے (تو میرا کیا حال ہوگا) آپ نے فرمایا وہ (مارنیوالا آدمی) اپنا اور تمہارا گناہ (اپنے ذمے) لیجائیگا اور دوزخیوں میں ہوگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۳۸) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ بات قریب ہی ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بہتر مال بکریاں ہونگی کہ انہیں لیکر پہاڑ کی چوٹیوں اور جن موقعوں پر مینہ برستا ہے وہاں اپنے دین کو لیکر فتنوں سے بچکر چلا جائیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۳۹) حضرت اُسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ٹیلوں[۳] میں سے ایک ٹیلے پر چڑھے اور (صحابہ سے) فرمایا کیا تم وہ چیزیں دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کہ میں وہ فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں میں بارش کیطرح پڑینگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] یعنے ایسی زمین ہو کہ وہ فتنہ کی جگہ سے دور ہو تو وہیں رہنے لگے اور تنہائی اختیار کرے اور اپنے تئیں کسی کام میں مشغول کرکے اُسطرف خیال بھی نہ رکھے ۱۲ [۲] یعنے اپنے ہتیار توڑ دے تاکہ انہیں لیکر لڑائی میں نہ جائے اور یہ قصہ مسلمانوں کی لڑائی کا ہے کیونکہ جسوقت مسلمان آپسمیں لڑیں تو اُنکی لڑائیوں میں نہ جانا چاہیے حضرت ابو بکرہ جو راوی حدیث صحابی مشہور ہیں اُنکا یہی مذہب تھا چنانچہ اس روایت اور اسی جیسی اور روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے لیکن جمہور صحابہ اور تابعین اسپر ہیں کہ جسوقت آپسمیں لڑائی شروع ہو جائے تو حق والے کی مدد کرنی چاہیے ۱۲ [۳] یہاں حدیث میں لفظ اُطم کا ہے جسکے معنے ٹیلا اور قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی کے ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جسوقت آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قلعہ پر چڑھے تو آپکو فتنوں کا قریب ہونا معلوم ہوا اور آپنے لوگوں سے بیان کر دیا تاکہ لوگ انہیں جانکر اُن سے بچتے رہیں اور یہ سمجھیں کہ آپکا یہ بتانا آپ کے معجزات میں سے ہے ۱۲۔

(۸۴۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امّت کی بربادی قریش[1] کے لڑکوں کی ہاتھوں پر ہوگی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۴۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (قیامت کا) زمانہ قریب ہوگا اور (اسوقت) علم اٹھالیا جائیگا اور (کثرت سے) فتنے ظاہر ہونگے اور بخیلی پھیل جائیگی اور ہرج بہت ہوگا لوگوں نے پوچھا اور ہرج کیا چیز ہے آپنے فرمایا قتل۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۴۲) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دنیا فنا نہ ہوگی یہانتک کہ لوگوں پر ایک ایسا دن آئیگا کہ اُسپر قاتل یہ نہیں جانیگا کہ اُسنے کیوں قتل کیا ہے اور نہ مقتول کو یہ خبر ہوگی کہ وہ کیوں قتل ہوگیا ہے کسی نے پوچھا کہ یہ کس سبب سے ہوگا آپ نے فرمایا ہرج سے اور قاتل و مقتول دونوں دوزخ میں جائینگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۴۳) حضرت معقل بن یسار کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہرج (کے زمانہ) میں عبادت کرنی ایسی ہوگی جیسے کوئی ہجرت کرکے میری طرف چلا آئے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی۔

(۸۴۴) حضرت زبیر بن عدی کہتے ہیں ہم حضرت انس بن مالک کیخدمت میں گئے اور اُنسے حجاج[2] کے ظلموں کی (جو ہمپر ہو رہے تھے) شکایت کی انہوں نے فرمایا کہ تم صبر کرو کیونکہ تمپر جو زمانہ آئیگا اُسکے بعد میں اُس سے بُرا زمانہ ضرور آئیگا جبتک تم اپنے پروردگار سے نہ ملو یہی بات تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے (کہ وہ اسیطرح فرماتے تھے) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۸۴۵) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میرے یار دوست بھول ہی گئے ہیں یا وہ یونہی[3] اپنا بھولا بن ظاہر کرتے ہیں بخدا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ختم ہونے تک کے کوئی فتنہ پھیلانے والا آدمی جسکے ساتھ تین سو یا کچھ زیادہ آدمی ہوں۔

---

[1] اس سے یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد وغیرہ وغیرہ مراد ہیں ۱۲ [2] یہ ایک ظالم شخص تھا جو عبدالملک بن مروان کیطرف سے سپہ سالار ہو کر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرکے گیا تھا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کو جو حاکم مکہ تھے اسنے خانہ کعبہ کے دیوار کے نیچے شہید کیا ۱۲ [3] یعنی بھولے تو نہیں ہیں لیکن شاید تکلیف سے اپنا بھولنا ظاہر کرتے ہیں کیونکہ آج تو ایسے شخص کو جو باعث فتنہ ہو یعنی کوئی عالم بدعات وغیرہ نکالکر لوگوں کو اُسکے کرنیکا حکم دے یا کوئی حاکم ہو قتل قتال کا حکم دے نام وغیرہ لیکر خوب اچھی طرح بتادیا تھا

(بیان کئے بغیر) نہیں چھوڑا بلکہ اُس کا اور اُسکے باپ کا اور اُسکے خاندان کا نام لیکر ہم سے بیان کر دیا ہے
یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۴۶) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک مجھے اپنی اُمت پر گمراہ کرنے والے حاکموں کا اندیشہ ہے اور جسوقت میری اُمت میں تلوار چل جائیگی تو پھر وہ قیامت تک نہیں[ف۱] اُٹھیگی۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۴۷) حضرت سفینہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ خلافت تیس برس رہیگی پھر سفینہ کہنے لگے کہ اب حساب[ف۲] کرلو کہ حضرت ابوبکر کی خلافت دو برس رہی اور اور حضرت عمر کی خلافت دس برس رہی اور حضرت عثمان کی بارہ برس اور حضرت علی کی چھ برس کُل چاروں کی خلافت کے تیس برس ہوئے۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۴۸) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے (آنحضور سے) پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ کیا اس بھلائی (یعنے اسلام) کے بعد بھی بُراپن (یعنے کفر) پھیلیگا جیسا کہ اس سے پہلے بُرائی تھی آپنے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ پھر بچاؤ کی کیا صورت ہے آپنے فرمایا تلوار میں نے پھر پوچھا کہ کیا بعد تلوار (چل جانیکے) کچھ (مسلمان) باقی رہینگے آپنے فرمایا ہاں فساد پر سلطنت وحکومت ہوگی اور صلح بغض و عداوت[ف۳] پر ہوگی میں نے کہا پھر کیا ہوگا آپنے فرمایا پھر گمراہی کی طرف بلانے والے لوگ پیدا ہونگے پھر اگر (اس وقت میں) کوئی اللہ کا خلیفہ (یعنے مسلمان بادشاہ) زمین پر ہو وہ تمہاری پشت پر کوڑے لگائے اور تمہارا مال کیلے تب بھی تم اُسکی تابعداری کرنا ورنہ کسی درخت کی جڑ کاٹ کاٹ کر کھاتے ہوئے[ف۴] مرجانا میں نے کہا پھر کیا ہوگا آپنے فرمایا پھر اسکے بعد ایک دجال ظاہر ہوگا اُسکے ساتھ نہر اور آگ ہوگی اور جو شخص اُسکی آگ میں گریگا اُسے

ف۱ یعنے کہیں نہ کہیں برابر لڑائی ہوتی رہیگی اور مصداق اس خبر کا امیرالمومنین حضرت عثمانؓ کا واقعہ ہے کہ اول اسلام میں یہی قتل واقع ہوا تھا اور بعد اناں تاہنوز باقی ہے اور بموجب فرمان آنحضور کے قیامت تک باقی رہیگا ۱۲ ف۲ یہ حساب تقریبی ہے کسور حذف پر مبنی ہے ورنہ جامع الاصول وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت دو برس چار مہینے رہی اور حضرت عمر کی دس برس چھ مہینے اور حضرت عثمان کی بارہ برس سے چند روز کم اور حضرت علی کی چار سال نو مہینے اور حضرت حسن کی پانچ مہینے ۱۲ ف۳ یعنے ظاہر میں صلح کرلینگے اور دلوں میں بغض و عداوت رہیگی ۱۲ ف۴ یعنے گوشہ نشینی اختیار کرلینا اپنی عمر سختی ہی سے گذار دینا اور دجال کے ساتھ آگ اور پانی جادو کے ہونگے ۱۲

ضرور ہی اجر ملیگا اور اُسکے گناہ کم کیے جائینگے اور جو شخص اُسکی نہر میں پڑیگا اسے ضرور ہی عذاب ملیگا اور اُس کا ثواب اُسے کم کردیا جائیگا حذیفہ کہتے ہیں مینے پوچھا پھر کیا ہوگا آپنے فرمایا کہ پھر (ایسا وقت ہوگا کہ) گھوڑی بچھیرا دیگی وہ ابھی سواری قابل نہیں ہوگا کہ قیامت آجائیگی اور ایک روایت میں یوں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ صدنہ وخن پر ہوگی (یعنے) صلح بغض و عداوت پر ہوگی اور ناخوشی سے سب اکھٹے ہونگے مینے پوچھا یارسول اللہ صدنہ وخن پر ہونیکے کیا معنے آپنے فرمایا وہ یہ ہے کہ لوگوں کے دل اُس حالت پر نہیں رہینگے کہ جس حالت پر تھے مینے پوچھا کیا اس بھلائی (یعنے اس دین) کے بعد بھی کچھ بُرائی ہوگی آپنے فرمایا کہ اندہا[1] بہرا فتنہ ہوگا اُسمیں لوگوں کو دوزخ کے دروازہ پر بُلانے والے ہونگے اے حذیفہ اگر تم اُس زمانہ میں (کسی درخت کی جڑ کاٹ کاٹ کر کہاتے ہوئے) مرجاؤ تو اس سے بہتر ہے کہ تم اُن لوگوں میں سے کسیکی تابعداری کرو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۴۹) حضرت ابوذر فرماتے ہیں ایک روز ایک گدہے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا اور جسوقت ہم مدینہ منورہ کے مکانات سے نکل گئے تو آنحضور نے فرمایا اے ابوذر اُسوقت تم کیا کروگے جسوقت مدینہ میں ایسی بھوک (قحط کیوجہ سے) ہوگی کہ تم اپنے بچھونے سے اُٹھوگے اور بھوک کی تکلیف کی وجہ مسجد تک نہیں پہنچ سکوگے مینے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی جانتے ہیں آپنے فرمایا اے ابوذر تم سوال کرنے سے بچنا[2] (پھر) فرمایا اے ابوذر اُسوقت تم کسطرح کروگے کہ جب مدینہ میں اسقدر موت پھیلیگی کہ (قبر ونکی تنگی کیوجہ سے) ایک گھر غلام کی قیمت کو پہنچ جائیگا بلکہ یہانتک کہ ایک قبر ایک غلام کے عوض فروخت ہوگی ابوذر کہتے ہیں مینے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی جانتے ہیں آپنے فرمایا اے ابوذر تم صبر کرنا پھر فرمایا اے ابوذر اُسوقت تم کیا کروگے جب مدینہ میں ایسی خونریزی ہوگی کہ خون احجار[3] زیت پر چڑہ جائیگا کہتے ہیں مینے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی جانتے ہیں آپنے

---

[1] یعنے لوگ اُس فتنہ میں نہ حق دیکھیں گے اور نہ سُنینگے بلکہ ویسے ہی جسطرح چاہینگے ظلم کرینگے ۱۲ [2] یعنے سوال کرنے سے پرہیز رکھنا اور بھوک کی تکلیف پر صبر کرنا اور اپنے تئیں حرام چیزوں بلکہ شبہ کی چیزوں سے بھی بچانا اور حرص طمع کیوجہ سے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر ذلیل نہ ہونا ۱۲ [3] احجار زیت مدینہ منورہ کی غربی جانب میں ایک جگہ کا نام ہے احجار زیت اسلیے کہتے ہیں کہ وہاں ایسے سیاہ پتھر ہوتے ہیں گویا اُنپر زیتون کا تیل ملا ہوا ہے اور یہ خبر واقعہ حرہ کی ہے یہ ایسی لڑائی ہے جسکے سننے سے دل کانپتے ہیں ... یزید بن معاویہ کے زمانہ میں ہوئی ہے اسکے بعد قتل حضرت امام حسینؓ کے تحت ... مدینہ منورہ پر ...

فرمایا اسوقت تم اُن لوگوں کے پاس چلے جانا جنہیں سے تم ہو مینے پوچھا کہ میں اُسوقت ہتیار بھی پہن لوں یا نہیں آپنے فرمایا کہ (ہتیار پہنکر تو) تم انہیں لوگوں میں شریک ہو جاؤ گے (لہٰذا ایسا نکرنا) مینے کہا کہ پھر یا رسول اللہ میں کسطرح کروں آپنے فرمایا اگر تمہیں تلوار کی چمک آپڑنیکا اندیشہ ہو تو تم اپنے منہ پر ایک کپڑے کا پلہ ڈال لینا تا کہ مارنے والا تمہارا اور اپنا گناہ لیکر چلا جائے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۵۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (انسے) فرمایا کہ اسوقت تم کیا کرو گے جب تم بالکل ناکارہ لوگوں میں رہجاؤ گے اُنکے وعدے اور امانتیں سب رَل ملجائینگی (انہیں کچھ کہیں کا خیال نہیں ہو گا) اور آپسمیں اختلاف کرکے اسطرح ہو جائینگے (یہ فرماکر) آپنے اپنی انگلیاں انگلیوں میں دیں[۱] عبداللہ بن عمرو بولے کہ آپ مجھے کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس بات کو تم اچھی جانو کرتے رہنا اور جسے بُری سمجھو اُسے چھوڑ دینا اور تم خاص اپنے تئیں بچانا اور تم عوام کے کاموں سے کچھ غرض نہ رکھنا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم اپنے گھر ہی میں رہا کرنا اور اپنی زبان کو روکے رہنا اور جو بات اچھی سمجھو اُسے کر لینا اور جسے بُری سمجھو اُسے چھوڑ دینا اور تم خاص اپنے ہی کام سے غرض رکھنا اور لوگوں کے کام کو چھوڑ دینا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔

(۸۵۱) حضرت ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے بیشک قیامت سے پہلے بہت سے فتنے اندھیری[۲] رات کے ٹکڑوں جیسے ہونگے جنمیں صبح کو آدمی مومن ہو گا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو مومن ہو گا تو صبح[۳] کو کافر ہو جائیگا انمیں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہونے سے بہتر ہو گا اور انمیں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا لہٰذا اسوقت تم اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور اُنکے چلّے کاٹ دینا اور اپنی تلواروں کو پتھر پر مار کر توڑ دینا اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی (مارنے کیلیے) آئے تو تم آدم علیہ السلام

[۱] یعنے سمجھانے کیلیے اختلاف کی صورت دکھادی کہ آپسمیں اسطرح جھگڑینگے اور ایک دوسرے کی بربادی کے درپے ہو نگے ۱۲ [۲] یعنے شدت وسختی میں اور اُنکی وجہ نہ معلوم ہونے میں اندھیری جیسے ہونگے کہ اسکی اندھیری میں بھی کوئی بات نہیں معلوم ہوا کرتی ہے ۱۲ [۳] غرضکہ لوگوں کے احوال و افعال لحظہ لحظہ بدلتے رہینگے کبھی عہد کرینگے کبھی عہد توڑ دینگے کبھی امانت دار ہونگے کبھی خیانت کرینگے انمیں بیٹھنے والا پھرنے والے سے بہتر ہو گا یعنے جسقدر کوئی اُن سے دور رہیگا اتنا ہی بہتر ہو گا ۱۲

کے دو بیٹوں میں سے اچھے بیٹے (یعنی ہابیل) کیطرح ہو جانا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور اُسیکی ایک روایت میں اس قول تک ہے کہ (چلنے والا) دوڑنے والے سے بہتر ہے پھر صحابہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں (اُسوقت کیلئے) کیا ارشاد فرماتے ہیں آپنے فرمایا کہ تم (اپنے گھروں سے نہ نکلنا بلکہ) اپنے گھروں کے ٹاٹ ہو جانا[1] اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا تم فتنہ (کے زمانہ) میں اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور اُنکے چلّے کاٹ دینا اور اپنے گھروں کے اندر ہی رہا کرنا اور حضرت آدم کے بیٹے کی طرح ہو جانا۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

(۸۵۲۱) حضرت اُمّ مالک بہزیہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اُسے بہت ہی قریب بتایا میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اُس (زمانہ) میں کون لوگ بہتر ہونگے آپنے فرمایا ایک تو وہ شخص جو اپنے جانوروں میں رہے اُن کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور ایک وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمنوں کو ڈراتا ہو اور وہ اسے ڈراتے ہوں (یعنی جہاد میں ہو) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۵۳) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب بہت بڑا فتنہ[2] پھیلیگا جسکی برائی سارے عرب کو پہنچیگی اُسکے مقتول دوزخ میں جائینگے زبان درازی اُسمیں تلوار مارنے سے زیادہ سخت ہوگی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۸۵۴) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب بہت بڑا فتنہ بہرا گونگا اندھا پھیلیگا جو اُسے جھانکے گا وہ اسے اپنی طرف اُچک لیگا اور اُس (زمانہ) میں زبان درازی تلوار مارنے جیسی ہوگی۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۵۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آنحضورؐ نے فتنوں کا ذکر کیا اور بہت ہی کثرت سے فتنے

---

[1] یعنے جیسے ٹاٹ بچھا وہ ہر وقت گھر ہی میں پڑا رہتا ہے اسی طرح اُس زمانہ میں تم بھی اپنے گھر سے نہ نکلنا تاکہ تم بھی فتنہ میں نہ شامل ہو جاؤ ۱۲ [2] بعضوں نے کہا ہے کہ اس فتنہ سے وہ فتنہ مراد ہے جس میں دو فریق مال و دولت پر کشت و خون کریں اور اسلام کی ترقی مقصود نہ ہو ۱۲

فتنے ذکر کئے یہانتک کہ فتنۃ الاحلاس[1] کو بھی ذکر کیا کسی نے پوچھا کہ فتنۃ الاحلاس کیا ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ وہ بھاگنا اور لڑائی ہے پھر فتنہ سرّاء کا ہوگا جس کا دھواں (یعنے فساد) میرے کنبہ میں سے ایک آدمی کے دونوں قدموں کے نیچے[2] سے نکلیگا وہ تو یہی گمان کریگا کہ وہ مجھسے ہے لیکن (حقیقت میں) وہ مجھسے نہیں ہوگا کیونکہ میرے دوست تو پرہیزگار ہی ہوتے ہیں پھر لوگ ایک ایسے آدمی (کی بیعت) پر صلح کر لینگے جو ایسا ہوگا جیسا کولا[3] پسلیو پر ہوتا ہے پھر فتنۃ الدہیما ہوگا کہ اس امت میں سے کسیکو نہیں چھوڑیگا ہر ایک کے طمانچہ لگا دیگا (یعنے سبھو نکو ضرر پہنچا دیگا) جسوقت کوئی یہ کہیگا کہ اب وہ تمام ہوگیا تو وہ اور زیادہ بڑھجائیگا اُس (زمانہ) میں صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو وہی کافر ہوجائیگا (اور وہ فتنہ بہت ہی رہیگا) یہاں تک کہ سب لوگ دو خیموں کی طرف (تقسیم) ہوجائینگے ایک ایمان کے خیمہ کیطرف جنمیں نفاق نہیں ہوگا اور دوسرے نفاق کے خیمہ کیطرف انمیں ایمان نہیں ہوگا جسوقت ایسا زمانہ آجائے تب تم اسی روز یا اگلے روز دجال کے منتظر رہنا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۵۶) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عرب کیلئے ایسی برائی[4] پر افسوس ہے جو قریب ہی آگئی ہے جس شخص نے اُسمیں اپنا ہاتھ روک لیا اُسنے نجات پالی یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۵۷) حضرت مقدام بن اسود کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ بیشک نیکبخت وہ آدمی ہے جو فتنوں سے دور رہا بیشک نیکبخت وہ آدمی ہے جو فتنوں سے دور رہا بیشک نیکبخت وہ آدمی ہے جو فتنوں سے دور رہا اور جو شخص (فتنوں میں) مبتلا کیا گیا اور اسنے صبر کر لیا تو اُسپر لوگ حسرت کرینگے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

[1] احلاس حلس کی جمع ہے اور حلس ٹاٹ کو کہتے ہیں مطلب اس سے یہ ہے جیسے ٹاٹ جس جگہ پڑجاتا ہے وہاں پڑا ہی رہتا ہے اسیطرح وہ فتنہ بھی شروع ہو کر ہمیشہ کو رہیگا اور آنحضورنے پوچھنے والے کے جواب میں فرمایا کہ وہ فتنہ لڑائی اور بھاگنا ہے یعنے اُسمیں ایک دوسرے سے لڑائی کے سبب بھاگیگا ۱۲ [2] یعنے بانی مبانی فتنہ کا وہی ہوگا اور وہ میرے خاندان میں سے ہونیکا دعوی کریگا اگرچہ وہ نسب میں میرے خاندان سے ہوگا لیکن افعال میں میرے خاندان سے نہیں ہوگا درحقیقت ایسا فساد برپا کرتا ۱۲ [3] یعنے جیسے کولا پسلی کی ہڈی کا برمستقیم نہیں ہوتا اسی طرح وہ بھی منتظم اور مستقیم نہیں ہوگا اور قابل اعتماد نہ ہوگا ۱۲ [4] طیبی نے لکھا ہے کہ اس برائی سے حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت معاویہ کا واقعہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شاید اس سے

(۸۵۸) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس وقت میری اُمت پر تلوار چل جائیگی تو پھر قیامت تک اُسے اُنسے کوئی رفع نہیں کر سکیگا اور جبتک کہ میری اُمت کے قبیلے مشرکوں کے ساتھ نہ ملجائینگے اور جبتک کہ میری امت کے قبیلے بتونکی عبادت نہیں کرنے لگینگے اتنے قیامت نہیں آئیگی اور بیشک عنقریب ہی میری اُمت میں تیئیس[۳] آدمی جھوٹے ہونگے سب کے سب یہ گمان کرینگے (یعنے کہینگے) کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد میں کوئی نبی نہیں ہے میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہیگا انہیں جو انکا مخالف ہوگا ضرر نہیں دے سکیگا یہانتک کہ اللہ کا حکم (یعنے روز قیامت) آجائیگا۔ یہ حدیث ابو داود اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ (دین) اسلام کی چکی[۱] پینتیس[۳۵] یا چھتیس[۳۶] یا سینتیس[۳۷] برس تک پھرتی رہیگی اگر لوگ[۱] اسکے بعد ہلاک ہوگئے تو ہلاک ہونیوالونمیں چلے جائینگے واگر اُن کا دین قایم رہگیا تو پھر ستر برس تک رہیگا میں نے پوچھا کہ یہ ستر برس جو باقی رہگئے ہیں یہاں سے لئے جائینگے یا جو گذر گئے (ان سمیت) آپنے فرمایا جو گذر گئے ہیں اُن سمیت۔ یہ حدیث ابو داوٗد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۸۶۰) حضرت ابو واقد لیثی روایت کرتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین کیطرف چلے تو آپ مشرکوں کے ایک درخت کے پاس سے گذرے جسپر کفارا پنے ہتیار لٹکا دیا کرتے تھے لوگ اُس درخت کو ذات اَنْوَاطْ کہا کرتے تھے (آنحضور کے) صحابیوں نے (خدمت عالی میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ جیسا اُن لوگوں کے لئے ایک ذاتُ اَنْوَاطْ ہے ایسا ہی آپ ایک ہمارے لیئے بھی کر دیجیئے آنحضرت نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو تمنے ویسا ہی کہدیا جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اُنسے کہا تھا کہ اِجْعَلْ لَنَا اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ (ترجمہ اے موسیٰ) تم ہمارے واسطے ایک ایسا ہی

---

[۱] یعنے امر دین سلامتی کے ساتھ اتنی مدت مستقر اور منتظم رہیگا اور احکام سنت جیسکہ چاہئیں جاری رہینگے بعد اس کے تنزل شروع ہو جائیگا چنانچہ ۳۵ھ ہجری میں حضرت عثمان شہید ہوئے یہ اول فتنہ ہوا بعد اسکے ۳۶ھ ہجری میں جنگ جمل ہوا اور بعد اسکے ۳۷ھ میں جنگ صفین ہوا اسمیں مسلمان بکثرت شہید ہوئے ۱۲ [۲] یعنے اگر اس مدت مذکورہ میں امر دین کے منتظم ہونیکے بعد بھی انہوں نے اختلاف کیا تو جیسے اگلی امتونکے لوگوں نے حق سے کجروی اور امر دین میں اختلاف کرکر ہلاک اور برباد ہوگئے ویسے ہی یہ بھی ہو جائینگے واگر اختلاف نکیا اور امر دین ثابت رہا تو ستر برس اور ثابت رہیگا ۱۲۔

معبود بنادو جیسا اُن کفار کیواسطے بھی ایک معبود ہے، قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک تم لوگ اپنے سے پہلوں کی عادتوں پر ضرور چلوگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۶۱) ابن مُسَیَّبؒ فرماتے ہیں کہ جسوقت پہلا[۱] فتنہ یعنے حضرت عثمانؓ کا شہید ہونا واقع ہوا تو اُن صحابہ میں سے کہ جنگ بدر میں موجود تھے کوئی باقی نہ رہا اور جسوقت دوسرا فتنہ یعنے جنگ حَرَّہ[۲] واقع ہوا تو اُن صحابہ میں سے جو جنگ حدیبیہ میں موجود تھے کوئی باقی نہ رہا اور جسوقت تیسرا فتنہ واقع ہوا تو جبتک کہ لوگوں میں کچھ قوت اور رفر بھی باقی رہی اُسوقت تک وہ نہیں اٹھا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب لڑائی اور خونریزی کا بیان

پہلی فصل

(۸۶۲) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جبتک کہ دو بڑی بڑی جماعتیں (یعنے دو لشکر[۳]) آپسمیں جنگ نہ کرلیں کہ اُنکے درمیان بہت ہی بڑی لڑائی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا اور جبتک کہ جھوٹے دجّال جو قریب تیس ۳۰ کے ہیں مبعوث نہ ہولیں ہر ایک انمیں سے یہ کہیگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور جبتک کہ علم نہ اٹھالیا جائے اور زلزلے کثرت سے نہ آجائیں اور زمانہ جلدی جلدی نہ گذرنے لگے[۴] اور فتنے ظاہر نہ ہوجائیں اور ہَرَج یعنے خونریزی کثرت سے نہ ہونے لگے اور جبتک کہ تمہارے اندر مال کثرت سے نہوجائے کہ بہنے لگے یہانتک مالدار اس پریشانی میں ہوجائے کہ کوئی اُس سے صدقہ قبول کرلے اور یہانتک کہ وہ جب کسیکے روبرو مال پیش کرے تو جسکے روبرو پیش کیا تھا وہ کہنے لگے کہ اب تو مجھے بھی ضرورت نہیں ہے اور جبتک کہ لوگ اونچے اونچے مکان نہ بنانے لگیں اور جبتک کہ آدمی ایک اور آدمی کی قبر پر جاکر یہ نہ کہے کہ میں تیری جگہ ہوجاتا تو بہتر تھا اور جبتک کہ سورج مغرب کیطرف سے نہ نکلنے لگے اُسوقت تک قیامت

---

[۱] یعنے اسلام میں حضرت عثمان کے شہید ہونے سے پہلے کوئی فتنہ نہوا تھا ان تینوں فتنوں کی تاریخ پہلے حاشیہ میں مفصل ہے ۱۲

[۲] حرّہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے باہر ہے اسمیں سیاہ پتھر بہت ہوتے ہیں یہ بہت مشہور لڑائی ہے ۶۳ھ میں یزید نے بہت سا لشکر مسلمانوں کو لوٹنے کیلئے مدینہ منورہ پر بھیجا تھا ۱۲ [۳] بعض علماء نے کہا ہے کہ ان دونوں جماعتوں سے حضرت علی اور حضرت معاویہ کی طرف کے لوگ مراد ہیں ۱۲ [۴] اس سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے کہ اُسوقت ساری زمین میں امن و آمان ہوجائیگا اور سبھوں کی زندگانی اچھی طرح سے گذریگی اسلیئے زمانہ بھی جلدی جلدی گذرتا ہوا کوتاہ معلوم ہوگا کیونکہ زمانہ کی خاصیت ہے کہ عیش و راحت کا زمانہ خواہ کسیقدر دراز ہو مگر کوتاہ ہی معلوم ہوگا اور سختی کا زمانہ اگرچہ کم ہو دراز معلوم ہوگا ۱۲ اسید

نہیں آئیگی اور جس وقت سورج (مغرب کیطرف سے) نکل آئیگا اور لوگ اُسے دیکھینگے تو سب کے سب ایمان لانے لگینگے یہ وہی وقت ہے (جس کا اس آیت میں ذکر ہے) لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِىْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا (ترجمہ) کسی آدمی کو اس کا اب ایمان لانا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نیکی نہیں حاصل کی تھی کچھ فائدہ نہیں دیگا اور بیشک قیامت (اس طرح جلدی سے) آجائیگی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان ایک کپڑا پھیلا رکھا ہوگا ابھی ان دونوں نے نہ اُسکی خرید و فروخت کی ہوگی اور نہ اُسے لپیٹا ہوگا کہ قیامت آجائیگی اور ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر لیجا رہا ہوگا ابھی اُسے کھا نہیں سکیگا کہ قیامت آجائیگی اور ایک شخص بیٹھا ہوا (جانوروں کے پانی پلانے کیلئے) حوض کو لیپتا ہوگا ابھی اُسمیں پانی نہیں پلا سکیگا کہ قیامت آجائیگی اور ایک آدمی (کھانے کے لیے) اپنے منہ کیطرف لقمہ اٹھائیگا اور ابھی کھا نہیں سکیگا کہ قیامت آجائیگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنے بخاری و مسلم دونوں نے نقل کی ہے)۔

(۸۶۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبتک تم ایسے لوگوں سے نہ جنگ کروگے جنکے جوتے بال کے ہونگے اُس وقت تک قیامت نہیں آئیگی اور جبتک کہ تم ترک سے نہ لڑلوگے جنکے آنکھیں چھوٹی سُرخ چہرہ بیٹھی ہوئی ناکیں ہونگی گویا اُنکے چہرے تہ بتہ چمڑے کی ڈھالیں ہیں اُسوقت تک قیامت نہیں آئیگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۶۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبتک تم عجمی لوگوں یعنی خوز اور کرمان سے نہ لڑوگے (جنکی علامت یہ ہے) کہ اُنکے سرخ چہرے ہونگے بیٹھی ہوئی ناکیں چھوٹی آنکھیں ہونگی منہ ایسے ہونگے کہ گویا تہ بتہ چمڑے کی ڈھالیں ہیں اُنکے جوتے بال کے ہونگے اُسوقت تک قیامت نہیں آئیگی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

له یعنے لوگ کاروبار میں لگے ہوئے ہونگے یکایک قیامت آجائیگی اور یہاں قیامت سے مراد پہلا نفخہ ہے جس سے سارے آدمی مرجائینگے لیکن لوگ اسکی علامتیں پہلے دیکھ لینگے ۱۲ مٹ ترک سے یافث بن نوح کی اولاد مراد ہے اور ترک انکے بڑے بیٹے کا نام ہے ۱۲ مٹ خوز خوزستان کے شہروں کے باشندوں میں سے ایک قوم کا نام ہے اور کرمان فارس اور سجستان کے بیچ میں ایک مشہور شہر ہے ۱۲

ی ... (handwritten margin notes)

(۸۶۵) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت اُس وقت تک نہ آئیگی جبتک کہ مسلمان یہود سے جنگ نہ کریں اور انہیں مسلمان قتل نہ کردیں یہانتک کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائے تو وہ پتھر اور درخت کہیگا اے مسلمان اے اللہ کے بندے یہ میرے پیچھے یہودی ہے تم آکر اُسے قتل کردو مگر غرقد نہیں کہیگا کیونکہ وہ یہودیوں[۱] کے درختوں میں سے ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۶۶) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اُسوقت تک قیامت نہیں آئیگی جبتک کہ ایک آدمی قحطان[۲] سے نکلکر لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکتا ہوا لیجائیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۶۷) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دن اور راتیں ختم نہیں ہونگی جبتک کہ ایک آدمی جسے جہجاہ کہینگے وہ مالک نہو جائے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ غلاموں سے ایک آدمی جسے جہجاہ کہینگے وہ مالک نہو جائے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۶۸) حضرت جابر بن سَمُرہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بیشک مسلمانوں کی ایک جماعت کسرٰے کے خزانے کو جو اَبیض[۳] میں ہے فتح کریگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۸۶۹) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسرٰے کے ہلاک ہونیکے بعد اور کوئی کسرٰے نہیں ہونیگا اور قیصر روم بھی) ہلاک ہوکر اُسکے بعد بھی کوئی قیصر نہیں ہوگا اور ان دونوں کے خزانے راہ خدا میں تقسیم کردیئے جائینگے اور آپنے لڑائی کا نام فریب رکھا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۷۰) حضرت نافع بن عتبہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ جزیرہ[۴] عرب

---

[۱] یعنے یہود کو اس درخت کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے جسکی حقیقت اللہ اور اُسکے رسول کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ زمانہ ظہور دجّال کے بعد آئیگا کہ جسوقت اُن یہودیوں سے لڑینگے جو دجّال کے تابع ہونگے ۱۲ [۲] قحطان اہل یمن کے باپ کا نام ہے یعنے کسی اُنکی پشت میں اور اُس آدمی کے ہانکنے سے یہ مراد ہے کہ سب لوگ اسکے تابع ہوجائینگے اور اسپر اتفاق کرلینگے ۱۲ مرقات [۳] ابیض مداین میں ایک قلعہ کا نام ہے اہل فارس اُسے سفید کوشک کہتے ہیں اور اب اسجگہ مسجد بنادی گئی ہے اور یہ خزانہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نکالا گیا ہے ۱۲ [۴] یہاں جزیرہ عرب سے مراد مکہ اور مدینہ اور یمامہ اور یمن ہے جزیرہ اسلیئے فرمایا کہ انہیں ہر طرف سے دریا نے گھیر لیا ہے ورنہ یہ ایک ولایت ہیں ۱۲

(یعنی ملک عرب) سے جنگ کروگے اُسے اللہ تعالیٰ فتح کردیگا پھر تم فارس سے لڑوگے اُسے (بھی) اللہ تعالیٰ فتح کردیگا پھر تم روم سے لڑوگے اسے (بھی) اللہ تعالیٰ فتح کردیگا پھر دجال سے لڑوگے اسے (بھی) اللہ تعالیٰ فتح کردیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۷۸) حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ میں تبوک کی لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا آنحضور اُسوقت چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے آپ نے (مجھسے) فرمایا کہ قیامت سے پہلے یہ چھ باتیں (ہونیوالی) گن لو میرا وفات پانا پھر بیت المقدس کا فتح ہونا پھر عام وباء[۱] جو تمہارے اندر بکریوں کی بیماری کیطرح پھیل جائیگی پھر مال کا زیادہ ہونا یہانتک کہ اگر کسی آدمی کو کوئی سو اشرفیاں دیگا تب بھی وہ غصہ ہی ہوکر جائیگا پھر ایک فتنہ ہوگا کہ ملک عرب کا کوئی گھر ایسا نہیں رہیگا جسمیں وہ پہنچ نہ جائے پھر تمہارے اور بنی اصفر[۲] کے درمیان ایک صلح ہوگی وہ تمسے عہد شکنی کرینگے اور اسّی جھنڈے لیکر وہ تم پر چڑھائی کرینگے ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار آدمی ہونگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۷۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اُسوقت تک قیامت نہیں آئیگی جبتک کہ روم اعماق میں یا دابق[۳] نہ جا اتریں پھر مدینہ سے ایک لشکر انپر چڑھائی کریگا جو اُس زمانہ میں ساری زمین والوں سے بہتر لوگ ہونگے اور جسوقت یہ صف بندی کرینگے تو روم والے کہینگے کہ ہمارے اور اُن لوگوں کے درمیان جنہیں مسلمانوں نے ہم میں سے قید کرلیا تھا (اور اب وہ مسلمان ہوگئے ہیں آج راستہ چھوڑ دو ہم اُنسے جنگ کرینگے مسلمان کہینگے بخدا یہ بات ہرگز نہیں ہوگی تمہارے اور ہم اپنے بھائیوں کے درمیان (تمہیں لڑنے کیلئے) ہرگز راستہ نہ دینگے پھر وہ لوگ انہیں سے جنگ کرینگے پھر تہائی (مسلمان) بھاگ جائینگے اُنکی اللہ تعالیٰ کبھی توبہ قبول نہیں کریگا اور انمیں سے تہائی آدمی شہید ہوجائینگے یہ لوگ اللہ کے نزدیک سب سے افضل شہید ہونگے اور تہائی آدمی فتح کرلینگے یہ

---

[۱] حدیث میں یہاں لفظ قعاص کا ہے جو بیماری مویشی میں ہوتی ہے کہ یکایک بہت سے مرجاتے ہیں یہاں اس سے وہ وباء مراد ہے جو حضرت عمر کے زمانہ میں ہوئی تھی اور تین روز کے عرصہ میں ستر ہزار آدمی مرگئے تھے اور اُسوقت لشکر گاہ مسلمانوں کا عمواس تھا اس لئے اسے طاعون عمواس کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے یہی طاعون واقع ہوا ہے ۱۲

[۲] بنی اصفر روم کا نام ہے کیونکہ ان کا پہلا باپ روم بن عیصو بن یعقوب بن اسحاق ہی زرد رنگ مائل بسفیدی تھا اسلئے روم کو بنی اصفر کہتی ہیں ۱۲

[۳] اعماق ، مدینہ منورہ کے اطراف میں ایک جگہ کا نام ہے اور دابق مدینہ کے ایک بازار کا نام ہے اور صحاح میں یہی لکھا ہے اور یہ درو

یہ آدمی کبھی فتنہ میں نہیں پڑینگے پھر یہ لوگ قسطنطنیہ کو فتح کر لینگے اور جسوقت مال غنیمت کو بانٹینگے اور اپنی تلوار دنکو زیتون کے درخت میں لٹکا دینگے تو یکایک انکے پاس شیطان چنیخیگا کہ مسیح دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں گھسگیا ہے اور یہ بات جھوٹی ہوگی (لیکن) وہ (اسکی طرف) جائینگے جسوقت وہ شام میں پہنچینگے تو دجال نکلیگا ابھی وہ لڑائی کیلئے تیار ہونگے صفیں درست کرینگے کہ نماز کی جماعت کھڑی ہو جائیگی اسوقت (وہاں) عیسیٰ بن مریم اتر آئینگے وہ لوگوں کو نماز پڑھائینگے جسوقت انہیں اللہ کا دشمن (یعنے دجال) دیکھیگا تو اسطرح پگلنے لگیگا جسطرح پانی میں نمک پگل جاتا ہے اگر وہ اسے (قتل کیئے بغیر) چھوڑ بھی دیں تو وہ ابھی پگلنے نہیں پائیگا کہ ہلاک ہو جائیگا لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اسے قتل کرادیگا پھر وہ اسکے خون کو اپنے نیزہ میں بھر کر لوگونکو دکھائینگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۷) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ بیشک (اسوقت تک) قیامت نہیں آئیگی جبتک کہ میراث نہ بانٹی جائے اور بسبب مال غنیمت کے کوئی خوش نہو پھر فرمایا کہ دشمن لوگ (باشندگان روم) اہل شام سے لڑنیکیلئے لشکر جمع کرینگے اور ان دشمنوں سے لڑنیکیلئے مسلمان بھی لشکر جمع کرینگے پھر مسلمان اپنے لشکر میں سے انتخاب کرکے ایک ایسی فوج کو (لڑنے) مرنیکیلئے آگے بھیجینگے کہ بغیر غالب آئے (اور فتح پائے) واپس نہ آئے چنانچہ وہ فوج مسلمانونکی اور کافر لوگ جنگ کرینگے یہانتک کہ انہیں درمیان ہی میں رات ہو جائیگی پھر یہ کچھ مسلمان اور کچھ کافر اپنے اپنے خیمونکی طرف واپس چلے جائینگے غالب ان میں سے کوئی فوج بھی نہیں آئیگی بلکہ جو فوج آگے گئی تھی وہ فنا ہو جائیگی پھر مسلمان ایک اور ایسی فوج کو انتخاب کرکے لڑنے مرنے کے لئے بھیجینگے کہ بغیر غالب آئے واپس نہ آئے چنانچہ یہ سب آپسمیں لڑینگے یہانتک کہ انہیں رات ہو جائیگی پھر یہ اور وہ اپنی خیمونکی طرف چلے آئینگے غالب انمیں سے کوئی فوج بھی نہیں ہوگی بلکہ جو فوجیں (دونوں طرف سے) آگے گئی تھیں وہ ہلاک ہو جائینگی پھر مسلمان ایک اور ایسی ہی فوج کو

---

۵ یعنے نہ کبھی انہیں صبر مبتلا کئے جائینگے اور نہ کسی طرح کا امتحان لیا جائیگا مراد ان باتوں سے یہ ہے کہ انکا خاتمہ بخیر ہوگا ۱۲ یعنے یا تو بہت زیادہ مارے جانے مسلمانوں کے مال میراث کے بانٹنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ کثرت جہالت کے باعث ضرورت نہیں ہوگی لیکن صحیح پہلے ہی معنے ہیں اسیطرح کتاب ازہار میں منقول ہے اور مال غنیمت سے خوش نہیں ہونگے یعنے یا تو نہ ملنے کے سبب سے اور یا خیانت کے سبب سے دیانت دار خوش نہیں ہونگے [illegible]

(لڑنے) مرنے کیلئے انتخاب کرکے بھیجینگے کہ وہ بغیر غالب آئے نہ پھرے چنانچہ پھر وہ لڑینگے یہانتک کہ انہیں
شام ہو جائیگی پھر یہ اور وہ اپنے اپنے خیموں کی طرف چلے آئینگے غالب انمیں سے کوئی فوج بھی نہیں آئیگی اور
اگلی فوج فنا ہو جائیگی پھر جب چوتھا روز ہوگا تو باقی رہے ہوئے مسلمان (کفار سے لڑنے کیلئے) اٹھینگے اُنسے
اللہ تعالیٰ کفار کو شکست دلا دیگا اور وہ ایسا لڑنا لڑینگے کہ ایسا کبھی کسی نے نہیں دیکھا ہے یہانتک کہ ایک[۱]
پرندہ اُنکے اِدھر اُدھر سے گذریگا لیکن وہ بھی اُنہیں پیچھے نہیں چھوڑ سکیگا بلکہ مرکر نیچے گر جائیگا پھر ایک آدمی
ایک باپ کی اولاد کو جو پورے سو تھے گنے گا انمیں سے سوائے ایک آدمی باقی رہے ہونگے اور کوئی نہیں ملیگا
(بھلا) پھر وہ کس غنیمت[۲] سے خوش ہونگے اور کونسی میراث بانٹینگے اور ابھی وہ اسی حالت میں اسیطرح
ہونگے ناگہاں ایک لڑائی کو سُنینگے جو اس سے بھی بڑی ہوگی اُنکے پاس ایک چیخنے والا آنکر یہ کہیگا کہ دجّال
تمہارے پیچھے تمہارے بچوں وغیرہ میں گھس گیا ہے (یہ سُنتے ہی) جو کچھ اُنکے ہاتھوں میں ہوگا اُسے وہ وہیں
چھوڑ دینگے اور دس سواروں کو خبر منگانیکے لئے بھیجینگے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں
اُن دسونکے ناموں کو اور اُنکے باپونکے اور اُنکے گھوڑونکے رنگوں کو پہچانتا[۳] ہوں وہ سوار اُس زمانہ میں
روئے زمین پر سب سے بہتر سوار یا فرمایا سب سے بہتر سوار وہی ہونگے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۷۸) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) پوچھا
کہ کیا تمنے کوئی ایسا شہر[۴] سُنا ہے جسکی ایک جانب جنگل میں ہے اور ایک جانب دریا میں اُنہوں نے
عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (ہمنے سُنا ہے) آپنے فرمایا کہ قیامت (اُسوقت تک) نہیں آئیگی جبتک ستّر ہزار
آدمی اولاد اسحاق (یعنے اہل شام) کے اُنسے جنگ نہ کرلینگے اور جبوقت یہ لوگ اُس شہر میں جاکر اترینگے تو
یہ تلواروں سے نہیں لڑینگے اور نہ تیر مارینگے (فقط یہ کہینگے) لا الہ الا اللہ واللہ اکبر (یہ کہتے ہی) اُس شہر
کی دونوں جانبوں میں سے ایک جانب گر جائیگی ثور بن یزید راوی کہتے ہیں مجھے تو یہی یاد ہے آنحضور نے

[۱] یعنے قتل ہوئے وے آدمی اسقدر زیادہ جگہ میں پڑے ہونگے کہ اُڑنے والا جانور بھی اُس مسافت کو طے نہیں کرسکیگا
بلکہ اڑنے سے تھک کر مرکے گر پڑیگا ۱۲ [۲] یعنے جب اسقدر کثرت سے آدمی قتل ہو جائینگے کہ جہاں سو تھے وہاں اُنکی جگہ ایک ملیگا
تو پھر وہاں غنیمت سے اور تقسیم مال سے کہاں خوشی ہوگی بلکہ وہ تو رنج ہی رنج میں رہینگے ۱۲ [۳] اسمیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور اسپر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو محیط ہے ۱۲ [۴] ایک شارح نے لکھا ہے کہ یہ شہر
روم میں ہے لیکن ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ قسطنطنیہ ہے اور اس کا فتح ہونا قیامت کی علامتوں میں سے ہے

یہ فرمایا تھا کہ جو جانب دریا میں ہے وہ گر پڑیگی پھر وہ دوسری دفعہ بھی پڑھینگے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اسیوقت اُسکی دوسری جانب بھی گر پڑیگی پھر وہ تیسری مرتبہ پڑھینگے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اسیوقت اُنکیلیے راستہ کھل جائیگا چنانچہ وہ اُسکے اندر چلے جائینگے اور (خوب) لوٹینگے اور جسوقت وہ غنیمتوں کو بانٹنے لگینگے اُسیوقت ایک چیخ کی آواز آئیگی وہ کہیگا کہ دجّال نکل آیا ہے وہ لوگ کل چیزیں (وہیں) چھوڑ دینگے اور واپس چلے جائینگے[۱]۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۸۷۵) حضرت معاذ بن جبل کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیت المقدس کا پوری طور سے آباد ہونا مدینہ منورہ کے ویران ہونیکا باعث ہوگا[۲] اور مدینہ منورہ کا ویران ہونا فتنے اور جنگ ہونے کا باعث ہوگا اور اُس فتنے اور جنگ کا ظاہر ہونا قسطنطنیہ کے فتح ہونیکا باعث ہوگا اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا دجّال کے نکلنے کی علامت ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۸۷۶) حضرت معاذ بن جبل ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بڑی جنگ[۳] اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا اور دجّال کا نکلنا سب سات مہینوں میں ہولیگا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۷۷) حضرت عبداللہ بن بُسر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بڑی جنگ اور شہر (مذکور یعنے قسطنطنیہ) کے فتح ہونے میں چھ برس[۴] کا فاصلہ ہوگا اور ساتویں برس میں دجّال نکلیگا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث بہت ہی صحیح ہے۔

(۸۷۸) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ عنقریب مسلمان لوگ مدینہ منورہ میں گھیر دیئے جائینگے یہانتک کہ اُنکی بہت دور کی سرحد سلاح ہوگی اور سلاح خیبر کے قریب (ایک جگہ) ہے

---

[۱] یعنے دجال سے لڑنیکیلئے جلدی سے واپس چلے جائینگے ۱۲ [۲] وجہ اسکی یہ ہے کہ بیت المقدس کی آبادی کافروں کے غلبہ کے باعث ہوگی یعنے نصاریٰ کو غلبہ ہوجائیگا اور خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ ان تمام امور کا ہونا اپنے مابعد کے ہونیکیلئے باعث ہے ۱۲ لمعات [۳] بعضوں نے کہا ہے کہ اس جنگ سے وہ جنگ مراد ہے جسمیں اسقدر خونریزی ہوگی کہ سَو آدمیوں میں سے ایک رہجائیگا اسکا بیان پہلے گذر چکا ہے اور یا وہ جنگ مراد ہے کہ جسمیں اسماء الٰہی کے باعث سے فتح ہوجائیگی ۱۲ [۴] اس حدیث میں اور اس سے پہلی میں بڑا اختلاف ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے اور اسی میں ۲

یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۷۹) حضرت ذی مخبرؓ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ تم لوگ روم (والوں سے) امن کے ساتھ صلح کرو گے پھر تم اور وہ ایک اور دشمن سے لڑو گے جو تم سے پرے ہوگا پھر تمہاری (اللہ کی طرف سے) مدد ہوگی اور تم لوٹو گے اور سلامتی کے ساتھ ہو گے پھر تم وہاں سے واپس ہو کر ایک سبزی کی جگہ میں جو ٹیلوں والی ہوگی اترو گے اسوقت ایک آدمی نصرانیوں میں سے صلیبؔ کو اٹھا کر یہ کہیگا کہ صلیب (والی جماعت صلیب کی برکت سے) غالب آگئی اسیوقت مسلمانوں میں سے ایک آدمی غصہ ہو کر اسے توڑ ڈالیگا پھر اسیوقت (اہل روم تم سے) عہد شکنی کریں گے اور جنگ کیلئے لشکر جمع کرینگے پھر مسلمان بھی اپنے ہتیاروں کی طرف دوڑینگے اور انسے جنگ کرینگے اور اللہ تعالیٰ (مسلمانوں کی) اس جماعت کو شہید کرا کر بزرگی عطا کریگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۰) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ تم (اہل) حبشہ کو چھوڑے رکھنا (انسے تعرض نکرنا) جبتک کہ وہ تمہیں چھوڑے رکھیں کیونکہ کعبہ کے خزانے کو ایک شخص حبشی چھوٹی پنڈلیوں والا ہی نکالے گا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ تم لوگ (اہل) حبشہ کو چھوڑے رکھنا جبتک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں اور ترکوں سے بھی تعرض نکرنا جبتک کہ وہ تم سے تعرض نہ کریں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۲) حضرت بریدہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے "اس حدیث میں کہ تم سے ایک قوم چھوٹی آنکھوں والی یعنے ترک جنگ کریگی" نقل کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ تم لوگ انہیں

ؔ صلیب ایک مربع لکڑی کو کہتے ہیں نصرانی لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی صورت کی لکڑی پر سولی دیئے گئے ہیں حالانکہ انکا یہ خیال بالکل غلط اور باطل محض ہے حدیثوں سے صراحتہً ثابت ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ ہی آسمان پر اٹھا لیا تھا اب قرب قیامت میں وہ پھر آسمان سے اترینگے ۱۲۔

تین مرتبہ بھگا کر جزیرہ[۵] عرب میں ملا دو گے لیکن پہلی مرتبہ بھگانے میں تو جو شخص اُن میں سے بھاگ جائیگا وہ بچ جائیگا اور دوسری مرتبہ میں بعضے لوگ بچ جائینگے اور بعضے ہلاک ہو جائینگے اور تیسری مرتبہ میں تو اُنکی بالکل بیخ کنی کر دیجائیگی یا آنحضور نے کچھہ اور فرمایا تھا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۳) حضرت ابو بکرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری اُمت کے لوگ ایک سمت زمین میں جس کا نام وہ بصرہ لینگے ایک نہر کے قریب جسے لوگ دجلہ کہینگے اُتر ینگے اُس نہر پر پُل (بھی) ہوگا اور اُس بصرہ کے رہنے والے بہت لوگ ہونگے اور وہ شہر مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگا اور جب آخر زمانہ ہوگا تو بنو قنطورا[۲] چوڑے چوڑے منھہ اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے آئینگے یہانتک کہ اُس نہر کے کنارے پر اُتر ینگے پھر ان لوگوں کے تین فرقے علیحدہ علیحدہ ہو جائینگے ایک فرقہ بیلوں کی دموں اور جنگلوں میں پناہ لیگا (یعنے کھیتی وغیرہ میں رہیگا) اور ہلاک ہو جائیگا اور دوسرا فرقہ اپنی جانوں کے لئے پناہ مانگیگا پھر یہ بھی ہلاک ہو جائیگا اور تیسرے فرقے کے لوگ اپنی بیوی بچوں کو اپنے پشتوں کے پیچھے کرکے جنگ کرینگے اور یہی شہید ہونگے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۴) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھسے) فرمایا اے انس بیشک لوگ شہروں میں رہنے لگینگے اور انہیں شہروں میں سے ایک شہر ہے جسے لوگ بصرہ کہینگے اگر تم اُسکے پاس سے نکلو یا اُسکے اندر جاؤ تو تم اپنے تئیں اُسکی شور زمیں اور اُسکی کلّا[۳] اور اُسکی کھجوروں اور اُسکے بازاروں اور وہانکے امیروں کے دروازوں سے بچاتے رہنا اور تم وہاں کے ضواحی[۴] ہی میں رہا کرنا کیونکہ ان جگہوں میں زمین میں دھنسنا اور پتھر برسنا اور سخت زلزلوں کا

---

۵ بعضوں نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب کے شہروں کا نام ہے کیونکہ وہ دریا اور نہروں کے بیچ میں گھرے ہوئے ہیں یعنے حبشہ اور فارس کے دریا نے اور نہر دجلہ اور فرات نے انہیں گھیر رکھا ہے اسلئے جزیرہ کہتے ہیں ۱۲ ۲ قنطورا ترکوں کے جد کلاں کا نام ہے کہ سارے ترک انہی کی اولاد میں سے ہیں ۱۲ ۳ کلا بھی ایک جگہ کا نام ہے ۱۲ ۴ ضواحی ضاحیہ کی جمع ہے اور ضاحیہ زمین کے کنارے کو کہتے ہیں کہ جو میدان اور خوب دھوپ آنیکی جگہیں ہوں اور ضاحیۃ البصرہ انہی میں سے ایک خاص جگہ کا نام ہے اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مراد پہاڑ ہے اور مطلب یہاں یہ ہے کہ اُسوقت گوشہ نشینی اور کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیئے ۱۲

آتا ہو گا اور ایک قوم کے لوگ شام کو (اچھے) اور صبح کو بندر اور سور ہو جائینگے۔ یہ حدیث [1] نقل کی ہے۔

(۸۸۵) حضرت صالح بن درہم کہتے ہیں کہ ہم حج کرنے گئے تھے یکایک وہاں ہم سے ایک شخص یعنے ابوہریرہ کہنے لگے کیا تمہارے شہر کیطرف ایک ایسی بستی ہے جسے لوگ اُبُلَّہ کہتے ہوں ہم نے کہا ہاں ہے وہ بولے کوئی تم میں ایسا شخص ہے جو مجھسے اسبات کا ذمہ کرلے کہ وہ مسجدِ عشّار میں دو رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھلے اور (یہ پڑھکر) یہ کہدے کہ یہ رکعتیں ابوہریرہ کے لئے ہیں کیونکہ مینے اپنے دوست ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اللہ بزرگ و برتر مسجدِ عشّار سے بہت سے شہید لوگو نکو اُٹھائیگا اور شہداء بدر کے ساتھ[2] سوائے انکے اور کوئی نہیں ہو گا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ وہی مسجد ہے جو نہر کے قریب ہے اور حضرت ابوالدرداء کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے) کہ "مسلمانوں کے خیمے" انشاء اللہ تعالیٰ اس باب میں جسمیں یمن اور شام کا ذکر ہے عنقریب ذکر کرینگے۔

تیسری فصل

(۸۸۶) شقیق نے حضرت حذیفہ سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے پوچھا کہ تم میں ایسا کونسا ہے جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جو فتنہ کی بابت ہو (اچھی طرح) یاد رکھتا ہو (حذیفہ کہتے ہیں) مینے کہا کہ میرے خوب یاد ہے (یعنے) جیساکہ آپ نے فرمایا تھا انہوں نے فرمایا لاؤ (سُناؤ) تم تو واقعی بہت دلیر ہو کہو کہ آنحضور نے کس طرح فرمایا تھا مینے کہا کہ مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آدمی سے جو اپنے گھر میں اور مال میں اور جان میں اور اولاد میں اور ہمسایہ میں زیادتی ہو جاتی ہے تو اُسے اسکا روزہ اور نماز اور صدقہ اور اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے روکنا کفارہ ہو جاتا ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ میں یہ بات نہیں (پوچھنی) چاہتا ہوں تو وہ فتنے (پوچھنے) چاہتا ہوں کہ جو دریا کی موج کی طرح اُٹھینگے حذیفہ کہتے ہیں مینے کہا اے امیر المومنین (بھلا) تمہیں اُنسے کیا لینا

---

[1] یہاں اصل نسخہ میں سفیدی چھٹی ہوئی ہے جزری نے کہا ہے کہ یہ حدیث ایک طریق سے ابوداؤد نے نقل کی ہے جسپر راوی حدیث نے بھی یقین نہیں کیا بلکہ یہ کہدیا ہے کہ میں اس حدیث کو سوائے واسطے موسیٰ بن انس کے اور کسی سے نقل کی ہوئی نہیں جانتا انہوں نے انس بن مالک سے روایت کی ہے مرقات [2] یہ اُن شہیدوں کی بڑی تعریف ہے کہ وہ بدر کے شہیدوں کے برابر ہونگے اور [illegible] فضیلت عظیم [illegible]

ہے کیونکہ تمہارے اور انکے درمیان تو بہت بڑا دروازہ بند ہے انہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائیگا کہتے ہیں میں نے کہا نہیں بلکہ وہ دروازہ تو توڑا ہی جائیگا فرمایا کہ وہ اسیکے لایق بھی ہے کہ کبھی بند نکیا جائے (حذیفہ سے نیچے کے) راوی کہتے ہیں ہمنے حذیفہ سے پوچھا کہ کیا حضرت عمر یہ جانتے تھے کہ وہ کونسا دروازہ ہے وہ بولے ہاں جیسے کہ یہ جانتے تھے کہ کل سے پہلے ایک رات آئیگی[1] (ایسا یہ بھی جانتے تھے) کیونکہ میں نے انسے ایسی حدیث بیان کی تھی جسمیں کچھ بھی غلطیاں نہیں تھیں راوی کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت حذیفہ سے یہ بات پوچھتے ہوئے کہ وہ دروازہ کون شخص تھا (یا کیا تھا) خوف معلوم ہوا اسلئے ہمنے مسروق سے کہا کہ تم حذیفہ سے پوچھو کہ وہ دروازہ کون تھا انہوں نے پوچھا تو حذیفہ نے فرمایا کہ وہ دروازہ حضرت عمر[2] ہی تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۸۷) حضرت انس فرماتے ہیں کہ قسطنطنیہ کا فتح ہونا قیامت آنے کے قریب ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

باب قیامت کی شرطوں کا بیان

(۸۸۸) حضرت انس فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھا لیا جائے اور جہل بہت پھیل جائے اور زنا اور شراب خوری بکثرت ہو اور مرد کم ہو جائیں اور عورتیں بکثرت ہوں یہانتک کہ پچاس عورتوں کے لئے ایک مرد خبرگیراں[3] ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ علم کم ہو جائے اور جہل زیادہ ہو جائے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۸۹) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے

---

[1] یعنے جیسے یہ بات جانتے تھے کہ کل کا دن ایک رات گذرے بغیر نہیں آئیگا اسیطرح اسے بھی یقیناً ہی جانتے تھے فقط تحقیق حال کیلئے انہوں نے دریافت کیا تھا تاکہ اوروں کو بھی معلوم ہو جائے ۱۲

[2] کہ انہوں نے اپنے اصحاب واحباب سے فتنہ کو اسیطرح روک رکھا تھا جیسے کوئی چیز دروازے سے روک دی جاتی ہے ۱۲

[3] اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ پچاس عورتیں ایک مرد کی بیبیاں ہونگی بلکہ مراد یہ ہے کہ ماں اور دادی اور بہن اور خالہ میں [illegible] پچاس عورتوں کی

تھے کہ قیامت سے پہلے بہت سے جھوٹے ہونگے تم اُنسے بچتے رہنا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۰) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرمارہے تھے یکایک ایک گنوار آیا اور آنحضرت سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا کہ امانت جاتی رہے تو تم قیامت کے منتظر رہنا وہ بولا کہ امانت کسطرح جاتی رہیگی آپ نے فرمایا کہ جب کوئی کام ایسے آدمی کے سپرد کردیا جائے جو اُسکے قابل نہو اُسیوقت تم قیامت کے منتظر رہنا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۹۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت اُسیوقت آئیگی جبکہ مال کثرت سے ہوجائے اور بہت ہوجائے یہانتک کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا اور اُسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملیگا جو اُس سے زکوٰۃ لیلے اور یہانتک کہ عرب کی زمین باغوں اور نہروں والی ہوجائیگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ آبادی إہاب یا یہاب تک پہنچ جائیگی۔

(۸۹۲) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آخیر زمانہ میں ایک ایسا بادشاہ ہوگا کہ مال تقسیم کریگا اور گنیگا نہیں اور ایک روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا کہ میری آخری امت میں ایک ایسا بادشاہ ہوگا جو مال کی لپیں بھر بھر کے دیگا اور اُسے شمار ہی نہیں کریگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب فرات ایک خزانہ سونیکا ظاہر کردیگی اور جو شخص تم میں سے وہاں ہو تو اُس میں سے لینا نہ چاہیئے۔ یہ

ف امانت سے مراد یا تو احکام دین ہیں جیسے اس آیت انا عرضنا الامانۃ میں اللہ تعالیٰ نے احکام دین کو امانت فرمایا اور یا امانت سے اپنی اور لوگوں کے حق مراد ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ قیامت کے وقت کا تعین سوائے خداوند کریم عالم الغیوب کے اور کوئی نہیں جانتا ہاں یہ اسکی قرب کی علامتیں ہیں ۱۲ ف یہ دونوں مدینہ منورہ کے قریب دو موضع ہیں ۱۲ مرقات ف اس سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور احتمال یہ بھی ہے کہ شاید کوئی اور مراد ہو ۱۲ منہ ف فرات کوفہ کی نہر کا نام ہے اور ظاہر کرنیسے یہ مراد ہے کہ اسکا پانی خشک ہوجائیگا اور نیچے سے ایک خزانہ سونیکا نکل آئیگا اور چونکہ اسمیں سے لینے میں آپس میں جھگڑا ہوگا [illegible] نہ لینا چاہیئے اور یا اسلیئے کہ وہ قاعدہ کے طور پر ایسا ہے کہ اُسپر غضب الٰہی نازل ہوچکا ہے [illegible] [illegible] ظاہر [illegible]

حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۹۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت اُس وقت آئیگی جب فرات ایک پہاڑ سونیکا ظاہر کردیگا کہ لوگ اُسپر کٹ کٹ کر مرینگے ہر سو آدمیوں میں سے ننانوے آدمی قتل ہو جائینگے (اور ایک باقی رہجائے گا) اور ہر شخص اُنمیں سے یہ خیال کریگا کہ شاید نجات پانے والا میں ہی ہوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ زمین اپنے اندر سے اپنے جگر کے ٹکڑے سونے اور چاندی کے ستونوں جیسے نکالکر باہر ڈال دیگی پھر ایک شخص جسنے لوگوں کو (مال کیوجہ سے) مار ڈالا تھا آئیگا اور کہیگا کہ مینے اسکی وجہ سے لوگوں کو مارا تھا پھر ایک آدمی رشتہ توڑنے والا آئیگا اور کہیگا کہ مینے اسکی وجہ سے اپنا رشتہ توڑا تھا پھر ایک چور آئیگا اور کہیگا کہ مینے اسی اپنا ہاتھ کٹوایا تھا پھر وہ سب اُسے وہیں چھوڑ کے چلے جائینگے اور اسمیں سے کچھ بھی نہیں لینگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے (اُسوقت تک) دُنیا ختم نہیں ہوگی یہانتک کہ ایک آدمی قبر پر جائیگا اور اُسپر لوٹ کر یہ کہیگا کہ اس قبر والیکی جگہ میں ہوتا تو بہتر تھا اور اُسکی یہ آرزو دین کے باعث نہیں ہوگی بلکہ (فتنہ و) مصیبت کی وجہ سے ہوگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اتنے قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ ایک آگ ملکِ حجاز سے نکلکر بُصریٰ[۹] کے اعناقِ ابل کو روشن کردیگی یہ حدیث متفق علیہ ہے

۹ بصریٰ شام کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے اسمیں اور دمشق میں قریب تین[۳] منزل کے مسافت ہے اور یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ ماہ جمادی الآخر کی تیسری تاریخ روز جمعہ ۶۵۴ھ کو حجاز اور مدینہ منورہ کے قریب سے ایک آگ ایک بڑے شہر جیسی شروع ہوئی اور ستائیسویں رجب روز یکشنبہ تک رہی جہاں پہاڑ وغیرہ پر پہنچی تھی اُسے خاک کرتی تھی لیکن مدینہ کے قریب جس وقت پہنچی تو بباعث برکت حضور انور علیہ السلام مدینہ میں اس سے ٹھنڈی ہی ہوا آتی تھی اور اعناق ابل اُن پہاڑوں کا نام ہے جو بصریٰ کی زمین پر کشادہ اور فراخ ہیں ۱۲ اسید۔

(۸۹۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے پہلی[۱] ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کیطرف لیجائیگی - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۸۹۹) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (اسوقت تک) قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ زمانہ جلدی جلدی گذرنے لگیگا چنانچہ ایک سال ایک مہینے کی برابر ہو جائیگا[۲] اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کی برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کی برابر اور ایک دن ایک گھنٹہ کی برابر اور ایک گھنٹہ مثل آگ کا شعلہ اٹھنے کی ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۹۰۰) حضرت عبداللہ بن حوالہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غنیمت لانیکیلئے پیادہ پا بھیجا جسوقت ہم واپس آئے تو ہم غنیمت کچھ نہ لائے اور آنحضور نے تکلیف و پریشانی ہمارے چہروں سے پہچان لی اسوقت ہمارے درمیان (وعظ فرمانیکیلئے) کھڑے ہوئے اور فرمایا یا الٰہی تو انہیں میرے سپرد نہ کر کیونکہ میں انسے عاجز آجاؤنگا اور نہ انہیں ان کے جانوں کے سپرد کر کیونکہ وہ بھی انسے عاجز آجائینگی اور نہ انہیں اور لوگوں کے سپرد کر کیونکہ وہ اپنے کاموں کو انپر مقدم رکھینگے پھر آنحضور نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور فرمایا اے ابن حوالہ جسوقت تم خلافت کو زمین پاک (یعنے مدینہ منورہ سے ملک شام تک) میں اتری ہوئی دیکھو تو (جان لینا کہ) عنقریب ہی بہت سے زلزلے اور بہت سے فکرات اور غم اور بڑی بڑی لڑائیاں پیش آئینگی اور میرا ہاتھ جو تمہارے سر پر رکھا ہے قیامت اس زمانہ میں لوگوں کی نسبت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی - یہ حدیث[۳] نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے جو قیامت کے قریب ہی ہوگا ورنہ یہ آگ جسکا ذکر گذرا اس سے پہلی علامت ہے ۱۲ مجمع البحار [۲] یعنے زمانہ کی برکت کم ہو جائیگی اور اس کا فائدہ جاتا رہیگا یا یہ مراد ہے چونکہ لوگ بڑے بڑے مصیبتوں میں مشغول ہونگے لہذا انہیں خبر نہیں ہوگی کہ دن کیونکر آتا ہے اور رات کیونکر جاتی ہے اور خطابی نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حال حضرت عیسیٰ اور حضرت امام مہدی علیہما السلام کے زمانہ میں ہوگا ۱۲ اسید وغیرہ [۳] اصل کتاب میں یہاں سفیدی چھوٹی ہوئی ہے اور حاشیہ میں اس جگہ یہ لکھا ہے کہ اسے ابو داؤد نے نقل کیا ہے اور سند اسکی حسن ہے اور حاکم نے بھی اپنی کتاب صحیح میں نقل کیا ہے ۱۲ مرقات۔

(۹۰۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب لوگ مال فئی کو دولت سمجھلیں اور امانت کو لوٹ اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھلیں اور علم دین کے فائدے کیلئے نہ سیکھیں اور مرد اپنی بیوی کی تابعداری کرنے اور اپنی والدہ کی نافرمانی کرے اور اپنے دوست کو پاس رکھے اور اپنے باپکو دور کرے اور مسجدوں میں باتیں ہونے لگیں اور ایک قوم کا سردار ایسا آدمی ہوجائے جو انمیں سب سے زیادہ فاسق تھا اور سب سے زیادہ رذیل آدمی ان کا رئیس اور متکفل ہو جائے اور آدمی کا بوجہ خوف اسکی بدی کے لوگ اعزاز کرنے لگیں اور گنجنیاں اور ڈومنیاں اور باجے بکثرت ہو جائیں اور لوگ شراب پینے لگیں اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت کرنے لگیں تو تم لوگ اسوقت ایک سرخ ہوا اور زلزلے اور زمین میں دھس جانے اور صورت بدلجانے اور پتھر برسنے اور بہت سی نشانیوں کے منتظر رہنا جو پے در پے اسطرح آئینگی جیسے کوئی لڑی ٹوٹ جائے تو اسکے موتی پے در پے نکلا کرتے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۰۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبوقت میری امت کی (یہ) پندرہ[۱۵] عادتیں ہو جائیں تو انپر بلا نازل ہوگی (راوی کہتے ہیں اور حضرت علی نے وہ پندرہ[۱۵] عادتیں گنیں اور علم کو دین کے فائدے کیلئے نہ سیکھنے کو انہیں ذکر نہیں کیا (بلکہ) اور یہ فرمایا اپنے دوست کے ساتھ سلوک کرے اور اپنے باپ پر ظلم کرے اور فرمایا کہ شراب لوگ پینے لگیں اور ریشم پہننے لگیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۰۳) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دنیا فنا نہیں ہوگی جبتک کہ آدمی جو میرے اہل بیت سے ہو اور اس کا نام میرے نام کے موافق ہو وہ سارے عرب کا مالک نہ ہو جائے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضورؐ نے فرمایا کہ اگر دنیا سوائے ایک دن کے کچھ بھی

لہ یعنے زکوٰۃ ادا کرنا لوگوں کو ایسا مشکل معلوم ہو گویا یہ انسے ازراہ ظلم لیجاتی ہے ۱۲ ؎ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ بات پہلی امتوں میں نہیں ہوئی ہے یہ اسی امت کی خصوصیات میں سے ہے چنانچہ رافضیوں میں یہ بات بالکل ظاہر ہے ۱۲ ؎ کہ جو اوپر کی حدیثیں مذکور ہوئی ہیں کیونکہ ترمذی نے وہ دونوں حدیثیں پے در پے ذکر کیں اور دونوں میں سے ہر ایک کی پندرہ پندرہ چیزیں وہاں ذکر کیں ۱۲

باقی نہ رہے تو اللہ تعالیٰ اسی ایک دن کو دراز کر دیگا یہانتک کہ اسمیں اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھیجیگا جو میرے نسب سے ہوگا یا فرمایا کہ میرے اہل بیت سے ہوگا اسکا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اسکے باپ کا نام میرے باپ[1] کے نام کے موافق ہوگا وہ ساری روئے زمین کو داد اور انصاف سے اسطرح بھر دیگا جیسے پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔

(۹۰۴) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مہدی (علیہ السلام) میری نسل سے (یعنی) فاطمہ زہرا کی اولاد[2] سے ہونگے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۰۵) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہدی میری اولاد سے ہونگے انکی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہوگی وہ زمین کو داد اور انصاف سے ایسی بھر دینگے جیسی پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی وہ سات برس بادشاہت کرینگے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۰۶) حضرت ابوسعید خدری ہی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مہدی علیہ السلام کے قصہ میں نقل کی ہے آنحضور نے فرمایا کہ انکے پاس ایک آدمی آئیگا اور کہیگا اے مہدی مجھے دیدے مجھے کچھ دیدے آپنے فرمایا کہ جسقدر وہ اٹھا سکیگا وہ لپ بھر کر اسکے کپڑے میں دیدینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۰۷) حضرت ام سلمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں آپ فرماتے تھے کہ ایک خلیفہ[3] کے مرنیکے وقت آپسمیں اختلاف ہوگا پھر ایک آدمی مدینہ والوں میں سے نکلکر مکہ کیطرف بھاگیگا پھر لوگ مکہ والوں میں سے انکے پاس آئینگے اور وہ انہیں (انکے گھر سے) نکالینگے اور ان سب سے کراہیت کرینگے

---

[1] یعنے وہ شخص محمد بن عبداللہ ہونگے اس حدیث میں شیعہ پر رد ہے وہ کہتے ہیں کہ مہدی موعود پیدا ہو چکے ہیں وہ قائم اور منتظر ہیں اور وہ حسن عسکری کے بیٹے ہیں شیعہ کا یہ قول حدیث نبوی کے بالکل خلاف ہے لہذا انکا کہنا غلط ہے ۱۲ منہ

[2] اس میں اشارہ ہے کہ حضرت امام حسن کی اولاد میں سے ہونگے یا حضرت امام حسین کی اولاد میں سے اور اظہر یہ ہے کہ باپ کی طرف سے حسنی ہونگے اور ماں کی طرف سے حسینی ۱۲ مرقات۔

[3] یہاں خلیفہ سے مراد ملکی خلیفہ ہے کہ وہ حکومت سلطانی ہے ۱۲

پھر یہ سب لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے بیچ میں انسے بیعت کر لینگے اور شام کیطرف سے ایک لشکر[1] انسے لڑنے کے لئے بھیجا جائیگا وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیداء میں دھنسا دیا جائیگا جس وقت لوگ یہ بات دیکھیں گے تو شام کے ابدال[2] اور اہل عراق کی جماعتیں امام مہدی کے پاس آنکر انسے بیعت کر لینگے پھر ایک آدمی قریش میں سے ظاہر ہوگا جسکی ننھیال قبیلۂ کلب ہوگی وہ بھی انکی طرف ایک لشکر کو بھیجیگا انپر امام مہدی اور انکے لوگ غالب آ جائینگے اور قبیلۂ کلب کا لشکر یہی[3] ہے اور امام مہدی لوگوں میں اپنے نبی کی سنت کے مطابق عمل (درآمد) کرینگے اور اسلام (اسوقت) اپنی گردن کو زمین میں[4] ڈالدیگا پھر وہ سات برس تک رہینگے پھر وہ وفات پا جائینگے اور مسلمان انکی جنازہ کی نماز پڑھینگے۔ یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔

(۹۰۸) حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلاء کا ذکر کیا جو اس امت کو پہنچیگی یہانتک کہ آدمی کو کوئی ایسا ٹھکانا نہیں ملیگا کہ اس کے ظلم سے بچکر اسطرف چلا جائے پھر آپ نے فرمایا کہ) اللہ تعالی میرے نسب سے اور میری اہل بیت سے ایک آدمی کو بھیجیگا اور انکے سبب سے اللہ تعالی زمین کو داد اور انصاف سے بھر دیگا جیسے پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی تھی انسے آسمان اور زمین کے رہنے والے سب راضی ہو جائینگے آسمان اپنی بارش کے قطروں میں سے بغیر برسائے کچھ نہیں چھوڑیگا اور زمین اپنی روئیدگی میں سے بغیر اگائے کچھ نہیں چھوڑیگی یہانتک کہ زندہ لوگ مردوں کی آرزو کرینگے (کہ اس وقت وہ لوگ بھی زندہ ہوتے تو بہتر تھا) امام مہدی اس عیش میں سات برس یا آٹھ برس یا نو برس زندہ رہینگے۔ یہ حدیث[5] نقل کی ہے۔

[1] مراد اس لشکر سے سفیانی لشکر ہے جو کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی ایک علامت ہے اور حضرت علی جی اسکے آنیکی خبر دے چکے ہیں ۱۲ [2] ابدال ایک قبیلہ ہے جنکے برکت سے اللہ تعالی روئے زمین آباد رکھتا ہے وہ کل سارے جہان میں ستر آدمی ہیں جنمیں سے چالیس[4] شام میں رہتے ہیں اور تیس[3] اور سارے جہان میں اور ابدال انھیں اسلئے کہتے ہیں کہ جسوقت انمیں سے ایک مر جاتا ہے تو اللہ تعالی آدمیوں میں سے ایک اسی جگہ کر دیتا ہے ۱۲ [3] یعنے جو مہدی کے خروج کی علامت ہے [4] یعنے خوب اچھی طرح سے قرار پکڑ لیگا جیسا کہ جسوقت اونٹ آرام سے زمین پر بیٹھتا ہے تو آرام کیوجہ سے اپنی گردن زمین پر ڈالدیتا ہے ۱۲ [5] اصل میں یہاں سفیدی چھوٹی ہوئی ہے اور بعضوں نے یہ عبارت اسمیں لاحق کر دی ہے کہ یہ حدیث حاکم نے اپنے مستدرک میں نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۱۲ ق ات۔

(۹۰۹) حضرت علی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک آدمی نہر [۱] کے پیچھے سے نکلیگا جسے لوگ حارث اور حراث [۲] کہینگے اُسکی اگلی فوج پر (افسر) ایک آدمی ہوگا جسے لوگ منصور کہینگے وہ میری یعنے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح وطن یا ٹھکانا دیگا جسطرح قریش نے (مجھے یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانا دیا تھا اُس حارث کی ہر مسلمان پر مدد کرنی واجب ہے یا فرمایا کہ اُسکا کہنا ماننا لازم ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۱۰) حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اُسوقت تک قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ درندے آدمیوں سے باتیں کرنے لگیں اور یہانتک کہ آدمی کے کوڑے کا پھندنا اور اُسکی جوتی کا تسمہ اُس سے باتیں کرنے لگے اور اسکی ران وہ باتیں بیان کردے جو اسکی بیوی نے اسکے پیچھے کی تھیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی

تیسری فصل

(۹۱۱) حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (قیامت کی) نشانیاں (میرے [۳] سے) دوسو برس کے بعد شروع ہوجائینگی۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۹۱۲) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اصحابہ سے) فرماتے تھے کہ جسوقت تم خراسان کیطرف سے سیاہ [۴] جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو تم انمیں چلے جانا کیونکہ انمیں اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔ یہ حدیث امام احمد نے اور دلائل النبوت میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۹۱۳) حضرت ابو اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت علی نے اپنے صاحبزادے حضرت امام حسن کیطرف دیکھکر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سید

---

۱ یعنے اُن شہروں میں سے جو نہر کے پرے ہیں جیسے کہ بخارا اور سمرقند وغیرہ ۱۲ ۲ یعنے حارث اس کا نام ہوگا اور حراث یعنے کاشتکار اسکی صفت ہوگی ۱۲ ۳ اور بعضوں نے یہ بھی احتمال لکھے ہیں کہ آپکی ہجرت سے دوسو برس بعد یا ظہور اسلام سے دوسو برس بعد شروع ہوجائینگی ۱۲ ۴ شاید یہ لشکر سیاہ جھنڈوں والا حارث اور منصور کا ہوگا کیونکہ اللہ کے خلیفہ مہدی اُنہی میں ہوں گے لیکن یہاں مہدی سے امام مہدی نہیں ہیں بلکہ یہاں یہ مراد ہے کہ وہ خلیفہ بھی راہ ہدایت پر ہونگے لہذا تمہیں انکی مدد کرنی اور فرمانبرداری کرنی بھی ضروری ہے ۱۲

نام رکھا ہے اور عنقریب اسکی پشت [۱] سے ایک آدمی پیدا ہوگا اسکا نام تمہارے نبی کے نام جیسا ہوگا اور عادت میں بھی آپکے مشابہ ہوگا اور ظاہری صورت میں آپکے مشابہ نہیں ہوگا پھر حضرت علی نے (انکا) قصہ ذکر کیا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دینگے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور قصہ کو ذکر نہیں کیا۔

(۹۱۴) حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک سال اُن سالوں میں سے جنمیں حضرت عمر نے وفات پائی ہے ٹڈی [۲] کم ہوگئی تھی اسلیئے حضرت عمر کو اس سے بہت ہی سخت رنج ہوا انہوں نے ایک سوار یمن کیطرف اور ایک سوار عراق کی طرف اور ایک سوار شام کی طرف یہ حال پوچھنے کیلیئے بھیجے کہ وہاں بھی کچھ ٹڈی سینے دیکھی ہے یا نہیں چنانچہ وہ سوار جو یمن کیطرف گیا تھا ایک مٹھی میں لایا اور حضرت عمر کے سامنے انہیں چھوڑ دیا جب حضرت عمر نے اُنہیں دیکھا تو اللہ اکبر کہا اور فرمایا مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر نے ایک ہزار اُمت پیدا کی ہیں جنمیں سے چھ سو دریا میں ہیں اور چار سو جنگل میں (یعنے زمین پر) اور انمیں سب سے پہلے ہلاک ہونیوالی یہ اُمت ٹڈی ہونی ہے جسوقت ٹڈیاں ہلاک ہو جائینگی تو پھر پے در پے سب اُمتیں (اسطرح ہلاک) ہونگی جیسے موتیوں کی لڑی کے موتی نکلا کرتے ہیں۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب قیامت سے پہلے کی نشانیوں اور دجال کے ذکر کا بیان

پہلی فصل (۹۱۵) حضرت حذیفہ بن اسید غفاری فرماتے ہیں ہم آپسمیں کچھ ذکر کر رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جھانک کر دیکھا اور فرمایا تم کیا ذکر کر رہے ہو سبھوں مینے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں آنحضور نے فرمایا کہ اتنے قیامت ہرگز نہیں آئیگی جب

[۱] یہ روایت صراحتاً اسپر دال ہے کہ امام مہدی حضرت امام حسن ہی کی اولاد سے ہیں اور کچھ نسب امام حسین سے بھی ہوگا یہ اسلیئے تاکہ دونوں میں تطبیق رہے اور اس سے شیعوں کا یہ قول (کہ مہدی محمد بن حسن عسکری ہیں) بالکل ہی باطل ہوگیا کیونکہ وہ بالاتفاق حسینی ہیں [۲] یعنے اُس سال اُس ملک [illegible]

تک کہ اُس سے پہلے تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لو پھر آپ نے ایک دھوئیں[1] کا اور دجّال[2] کا اور دابۃ[3] الارض[4] کا اور سورج[5] کے مغرب سے نکلنے کا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم[6] کے اترنے کا اور یاجوج اور ماجوج[7] کے آنے کا اور تین خسوف[8] کا (یعنی تین جگہ زمین میں دھنس جانے کا) ذکر کیا ایک خسف مشرق میں اور ایک خسف مغرب میں اور ایک خسف جزیرہ عرب میں اور ان سب کے آخر میں یمن کی طرف سے ایک آگ نکلے گی کہ وہ لوگوں کو زمین حشر کی طرف ہانک کر لیجائیگی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ عدن کی پرلی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کے زمین حشر کی طرف لیجائیگی اور ایک اور روایت میں دسویں نشانی کی بابت یہ ہے کہ ایک ہوا ہوگی جو لوگوں کو دریا میں ڈالدیگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۱۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم چھ چیزوں سے پہلے جلدی نیک عمل کر لو ایک دھواں دوسرے دجّال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض چوتھے مغرب کی طرف سے سورج کا نکلنا پانچویں امر عامہ (یعنی سب کو گھیر لینے والا فتنہ) اور چھٹے جو فتنہ ہر ایک کو خاص ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۱۷) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ (قیامت کی) سب سے پہلی نشانیوں میں باعتبار نکلنے کے مغرب کی طرف سے سورج کا نکلنا اور چاشت کے وقت لوگوں پر دابۃ (الارض) کا نکلنا ہے اور ان دونوں میں جونسا اپنے ساتھی سے پہلے ہو جائیگا پھر دوسرا بھی اُسکے پیچھے قریب ہی ہوگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] طیبی نے کہا ہے کہ یہ وہی دھواں ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول (یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ) میں مذکور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا ہے اور اسی کے مؤید حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس دھوئیں سے وہ مراد ہے کہ جب قریش پر قحط پڑا تو انہیں ہوا دھوئیں جیسی معلوم ہونے لگی تھی ۱۲ مرقات [2] بعض علماء نے یہ لکھا ہے بلکہ دابۃ الارض چوپایہ ہے لیکن اسکی درازی ساٹھ گز کی ہے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ وہ مختلف الخلقت ہے یعنی بہت سے جانوروں کے مشابہ ہے کہ وہ صفا سے نکلیگا اور عصائے موسیٰ اور حضرت سلیمان کی انگشتری اُسکے ہاتھ میں ہوگی مومن کو عصا مار کر اسکے منہ پر نگ سی مہر کر دیگا اور کافر کے منہ پر کفر کی مہر کر دیگا بھاگنے میں اُسکی برابر کوئی نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ صفا و مروہ کے بیچ میں سے [illegible] ۱۲ [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے دو قبیلے ہیں ۱۲ [illegible]

(۹۱۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین چیزیں ہیں جسوقت وہ ظاہر ہو جائینگی تو کسی نفس کو اُسکا ایمان لانا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا پہلے سے کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا کچھ فائدہ نہیں دیگا (وہ تینوں نشانیاں یہ ہیں) ایک مغرب کیطرف سے سورج کا نکلنا دوسرے دجّال کا آنا تیسرے دابۃ الارض کا آنا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۱۹) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھسے) پوچھا کہ جس وقت سورج غروب ہو جاتا ہے تم جانتے ہو کہ یہ کہاں کسجگہ جاتا ہے مینے کہا اللہ اور اُسکا رسول جانتے ہیں (مجھے خبر نہیں) آپنے فرمایا کہ یہ جاکر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور (اپنے مشرق کیطرف سے نکلنے کی) اجازت مانگتا ہے اسے اجازت دیدیجاتی ہے اور قریب ہے کہ یہ سجدہ کریگا اور وہ اسکا سجدہ قبول نہیں کیا جائیگا اور اجازت مانگیگا اور اسے اجازت بھی (نکلنے کی) نہیں ملیگی بلکہ یہ کہدیا جائیگا کہ تو جدہر سے آیا تھا اُدہر ہی لوٹ جا چنانچہ وہ لوٹکر مغرب کیطرف سے نکلیگا اور یہی اس قول کا مطلب ہے۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (ترجمہ) اور سورج اپنی قرار گاہ پر چلتا ہے) پھر آپنے فرمایا کہ اُسکی قرار گاہ عرش کے نیچے ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۰) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ حضرت آدم کے پیدا ہونیسے قیامت کے آنے تک دجّال (کے نکلنے) سے کوئی بڑا (سخت) امر نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۱) حضرت عبداللہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمپر[۲] پوشیدہ نہیں ہے بیشک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور بیشک مسیح دجّال داہنی آنکھ سے کانا ہے اُسکی آنکھ گویا ایک پھولا ہوا انگور ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] یعنے محققین نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس قول وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ (ترجمہ) سکندر نے سورج کو سیاہ کیچڑ میں ڈوبتا ہوا پایا) کے مخالف نہیں ہے کیونکہ آیت میں انتہائے نظر کا بیان ہے یعنے سکندر کو ایسا معلوم ہوا باقی یہ کہ درحقیقت اُسکی جگہ چھپنے کی کہاں ہے اُس کا آیت میں ذکر نہیں ہو ۱۲ [۲] یعنے تمنے اللہ تعالیٰ کو اسکی کہاں صفتوں کے سبب سے جو کہ شرع میں آئی ہیں پہچان لیا ہے اور اُسپر ایمان لے آئے ہو لہذا اسکیلئے یاد دلاؤ اور فریب کے سبب دھوکا کھا کر گمراہ نہونا بلکہ یہ بات یاد رکھنا جو آگے حدیث میں ہے ۱۲

(۹۲۲) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ایک نبی نے اپنی اُمت کو کانے جھوٹے (دجال) سے ڈرایا ہے یاد رکھو بیشک دجال کانا ہے اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے دجال کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں ک ف ر (یعنے کفر) لکھا ہوا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۹۲۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو میں تمہیں دجال کی ایسی بات بتاؤنگا جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی بیشک وہ کانا ہے اور واقعی وہ اپنے ساتھ جنت و دوزخ جیسی (جنت و دوزخ) لائیگا جسے وہ جنت کہیگا وہ دوزخ ہوگی[۱] اور میں تمہیں اُس سے ڈراتا ہوں جیسے کہ نوح نے اپنی قوم کو اُس سے ڈرایا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۲۴) حضرت حذیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا دجال اسطرح نکلیگا کہ اُسکے ساتھ پانی[۲] اور آگ ہوگی لیکن جس چیز کو لوگ پانی دیکھینگے وہ (حقیقت میں) آگ ہوگی جو کہ جلادیگی اور جسے لوگ آگ دیکھینگے وہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہوگا تم میں سے جو کوئی اُسے پاوے تو چاہیئے جسے آگ دیکھے اُسمیں گر پڑے کیونکہ وہ میٹھا اور اچھا پانی ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ دجال کی آنکھ مٹی ہوئی ہوگی اور اُس (دوسری) آنکھ پر موٹا ناخنہ ہوگا اور اُسکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں کافر لکھا ہوگا ہر ایک لکھا بے لکھا آدمی اُسے پڑھ لیگا۔

(۹۲۵) حضرت حذیفہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال بائیں آنکھ[۳] سے کانا ہوگا بال اُسکے بہت ہونگے اُسکے ساتھ اُسکی جنت اور دوزخ ہونگے اُسکی دوزخ (حقیقتہً) جنت ہوگی اور اُسکی جنت (حقیقت میں) دوزخ ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

---

[۱] یعنے جو کوئی اُسپر ایمان لائے اُسکی جنت میں جائیگا وہ حقیقت میں جنت نہوگی بلکہ دوزخ کی آگ ہوگی اُسے اُس جنت میں کچھ آرام و راحت نہ پہنچیگی پھر انجام کار آتش جہنم میں جلنا ہوگا ۱۲ [۲] پانی سے آرام اور چین کی چیزیں مُراد ہیں اور یہی دجال کی جنت کا مطلب ہے ۱۲ [۳] اوپر گزرا ہے کہ دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور یہاں یہ ذکر ہے کہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یا تو کسی کو اسطرح اور کسی کو اُس طرح دکھائی دیگا یا کبھی دائیں آنکھ سے اور کبھی بائیں آنکھ سے کانا دکھائی دیگا تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ جھوٹا جادوگر ہے جو کہ اپنی اصلی خلقت بھی کبھی کچھ کبھی کچھ دکھاتا ہے ۱۲

(۵۲۶۹) حضرت نواس بن سمعان فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا ذکر کرکے فرمایا اگر دجّال آئے اور اسوقت میں تم میں (موجود) ہوا تو میں تمہارے سامنے اُس سے جھگڑونگا اور اگر دجال آئے اور میں تم میں نہوا تو ہر ایک آدمی اپنی طرف سے حجت کریگا اور خداوند کریم ہر مسلمان کا میری طرف سے وکیل ہے بیشک وہ جوان گھونگھر والے بالوں والا ہوگا اُسکی آنکھ اُبھری ہوئی ہوگی گویا کہ میں عبدالعزیٰ بن قطن کو اُسکا ہمشکل دیکھ رہا ہوں جو کوئی تم میں سے اُسے پائے تو چاہیے کہ سورۂ کہف کی پہلی آیتیں اُسکے سامنے پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ اُسکے روبرو سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کیونکہ وہ آیتیں تمہیں اُسکے فتنہ سے بچانے والی[1] ہیں بیشک وہ ملک شام اور عراق کے راستہ سے نکلیگا اور دائیں بائیں طرف فساد پھیلائیگا اے اللہ کے بندو (اپنے ایمان پر) ثابت رہنا ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ زمین پر ٹھہرنے کا اُسکا کتنا زمانہ ہوگا آپ نے فرمایا چالیس دن ایک دن ایک برس کے برابر اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کے برابر ہونگے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ وہ دن جو کہ ایک سال کے برابر ہوگا اُسمیں کیا ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہوگی آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ہر ایک نماز کے وقت کا اندازہ کرتے رہنا[2] ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ اُسکی زمین پر چلنے کی کیا کیفیت ہوگی آپ نے فرمایا مینہ کیطرح ہوگی جبکہ اُس کے ساتھ پیچھے سے ہوا آتی ہے پھر وہ ایک قوم کے پاس آکے انہیں اپنی طرف بلائیگا وہ لوگ اُسپر ایمان لائینگے پھر وہ بادل کو حکم دیگا تو اُن بادلوں سے زمین پر مینہ برسیگا اور زمین اناج اُگائیگی پھر اُنکے مویشی جو صبح کو چرنے گئے تھے شام کے وقت اسطرح واپس آئینگے کہ اُنکی کوہانیں اُس سے زیادہ لمبی ہونگی جیسے کہ تھیں اور اُن کے تھن خوب بھرے ہوئے اور کوکھیں خوب تنی ہوئی ہونگی پھر ایک اور قوم کے پاس جائیگا اور اُنہیں (اپنی طرف) بلائیگا وہ لوگ اُس کا قول رد کردینگے تو وہ

---

[1] یعنے ان آیتوں کے پڑھنے سے تم اُسکے فتنہ سے محفوظ رہو گے اور جگہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ یہ آیتیں سوتے وقت بھی پڑھ لینی چاہئیں ۱۲

[2] یعنے جتنا وقت ایک نماز سے دوسری نماز تک ہوتا ہے اُسقدر اندازہ کرکے نماز پڑھتے رہنا ۱۲

[3] یعنے جیسے ہوا کے ساتھ بادل کا مینہ برستا ہے اسطرح اُسکی رفتار ہوگی [illegible]

اُنکے پاس سے پھر جائیگا اور وہ لوگ قحط زدہ ہو جاوینگے اُنکے ہاتھ میں کچھ بھی مال نہ[1] ہوگا پھر دجال ویرانہ میں جائیگا تو ویرانہ سے (خطاب کرکے) کہیگا اپنے (دبے ہوئے) خزانے نکال ڈال چنانچہ تمام خزانے (زمین سے نکلکے) اُسکے پیچھے اس طرح چلینگے جیسے کہ شہد کی مکھیوں کے سرداروں کے پیچھے مکھیاں چلتی ہیں پھر دجال ایک جوانی میں بھرے ہوئے آدمی کو بلائیگا اور اُسے تلوار مارکے[2] مسافت تک اُسکے دو ٹکڑے کرکے پھینک دیگا پھر اُسے بلائیگا وہ زندہ ہوکر اُسکی طرف متوجہ ہوگا اور اُس کا چہرہ چمکتا اور وہ ہنستا ہوگا وہ اسی حال میں ہوگا کہ خداوند کریم حضرت مریم کے بیٹے مسیح علیہ السلام کو بھیجیگا اور وہ شرقی جانب کیطرف سفید منارہ کے پاس اُترینگے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے بازوں پر رکھے ہوئے ہونگے جس وقت اپنا سر جھکاوینگے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب اونچا کرینگے تو اُس سے چاندی کے دانوں جیسے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکینگے جس کافر کو اُنکے سانس کی ہوا لگے گی اُسے مرے بغیر کچھ چارہ نہ ہوگا اور اُن کا سانس وہاں تک پہنچیگا جہانتک اُنکی نظر پہنچیگی پھر حضرت عیسیٰ دجال کو ڈھونڈھینگے اور اُسے مقام لُد[3] کے دروازے پر جا پکڑ کر مار ڈالینگے پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک قوم آویگی جنہیں خدانے دجال سے بچالیا ہوگا حضرت عیسیٰ اُنکے چہرے (سے گرد و غبار) پونچھینگے اور اُن کے جنت کے درجوں کا حال اُنسے بیان کرینگے حضرت عیسیٰ اسی حال میں ہونگے کہ ناگہاں خداوند کریم اُنکے پاس وحی بھیجیگا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں جنسے لڑنیکی کسی میں طاقت نہیں ہے تو میرے بندوں کو کوہ طور کیطرف لیجا پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو بھیجیگا اور وہ ہر اونچی زمین سے جلد جلد دوڑینگے اور اُنکے اگلے لوگ موضع طبریہ[4] کے تالاب پر گزرینگے تو اُس کا سارا پانی پی لینگے پھر اُنکے پچھلے لوگ گزرینگے تو کہینگے بیشک اسمیں کبھی پانی تھا پھر وہ چلینگے اور کوہ خمر کے پاس پہنچینگے جو کہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے

---

[1] یعنے بالکل مفلس اور محتاج ہو جاوینگے ۱۲ [2] یعنے اس کے دو ٹکڑے اتنے دور کرینگے جتنا تیر کے نشانے میں تیر پھینکنے کی جگہ سے فاصلہ ہوتا ہے ۱۲ [3] لُد ملک شام میں ایک گاؤں کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لُد بیت المقدس یا فلسطین کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے ۱۲ [4] طبریہ ملک شام میں ایک گاؤں ہے وہاں ایک دس کوس کا لمبا تالاب ہے یاجوج ماجوج نکل کے اُس کا سارا پانی پی جائیں گے ۱۲

پھر وہ لوگ کہینگے ہمنے زمین والوں کو تو مار ڈالا اب آؤ آسمان والوں کو قتل کریں بعدازاں وہ اپنے تیر آسمان کیطرف پھینکینگے اور اللہ تعالیٰ اُنکے تیر خون میں سنے ہوئے الٹے پھینک دیگا اور اللہ کے نبی (عیسے) اور اُنکے ساتھی (پہاڑ پر) گھر جاوینگے یہانتک کہ اُنہیں بیل کی سری آج کل کے تمہارے سو دینار دن سے بہتر ہوگی پھر اللہ کے نبی عیسیٰ اور انکے ہمراہی دعا کرینگے تو خداوندکریم اُنکی گردنوں میں کیڑے بھیجد یگا پھر وہ سب ایک جان کی طرح مردہ ہوجاوینگے اور اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور اُنکے یار زمین پر اُتر ینگے اور ایک بالشت بھر ایسی زمین نہ پاوینگے جسے انکی چربی اور بدبو نے نہ بھر دیا ہو پھر اللہ کے نبی عیسیٰ اور اُن کے یار خدا سے زاری کرینگے تو خدا تعالیٰ ایسے جانور بھیجد یگا جنکی گردنیں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہونگی وہ اُنہیں اُٹھا کے جہاں خدا چاہیگا وہاں پھینک دینگے ایک روایت میں یہ ہے کہ اُنہیں موضع نہبل میں پھینک دینگے اور مسلمان اُنکی کمانیں اور تیر اور ترکش سات برس تک جلائینگے پھر خدا تعالیٰ ایک ایسا مینہہ بھیجیگا جس سے کوئی مٹی اور اُن کا گھر کسی چیز کو نہ چھپا سکیگا وہ مینہ زمین کو دھو کر آئینہ کیطرح صاف کر دیگا پھر زمین کو ارشاد ہوگا کہ اپنے پھل نکال اور اپنی برکت پھیر لا اُس دن ایک جماعت ایک انار کو کھالیگی اور اُس کے چھلکے کے سایہ میں (ایک جماعت) ٹھیریگی اور دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک دودھ کی اونٹنی بہت سے آدمیوں کو کافی ہوگی اور ایک دودھ کی گائیں ایک قبیلہ کو کافی ہوگی اور ایک دودھ کی بکری تھوڑے سے آدمیوں کو کافی ہوگی پھر وہ اسی حالت میں ہونگے کہ یکایک اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجیگا وہ اُنہیں اُنکی بغلوں کے نیچے سے پکڑیگی (لینے لگیگی) اور مومن اور مسلمان کی روح قبض کرلیگی اور صرف بُرے لوگ رہجاوینگے جو گدھوں کی ملنے کیطرح آپس میں لڑینگے اور انہیں پر قیامت قایم ہوگی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے لیکن دوسری روایت اس مضمون سے کہ وہ پھر تہ یاجوج وماجوج کو نہبل میں پھینک دینگے اُس مضمون تک کہ مسلمان انکی کمانوں وغیرہ کو سات برس تک جلائینگے مسلم نے نقل نہیں کی ہے بلکہ اسے ترمذی نے نقل کیا ہے۔

۱؎ چونکہ مسلمانوں کو حضرت عیسیٰ کوہ طور پر لیجا ئینگے اسلیے یاجوج ماجوج جانینگے کہ ہمنے سبکو قتل کر لیا ۱۲۔ ۲؎ یا تو وہ تیر جانوروں کے خون میں سنکر آئینگے یا خدا تعالیٰ بطور استدراج انہیں یہ باتیں دکھائیگا تاکہ وہ گمان کریں کہ ہم آسمان والوں پر بھی غالب آگئے ۱۲۔ ۳؎ ساری زمین انکی لاشوں اور بدبو سے بھری ہوگی حضرت عیسیٰ دعا کرینگے تو اللہ تعالیٰ ایک قسم کے جانور بھیجیگا جو انکی لاشیں اُٹھاکے پھینک دینگے ۱۲۔ ۴؎ یعنے جیسے پہلے تجھ میں برکت تھی ویسی پھر ہوجا چنانچہ زمین ایسی برکت والی ہوجائیگی

(۵۲۷۹) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجّال نکلیگا تو اسکی طرف ایک ایماندار آدمی جائیگا پھر اُسے کتنے ایک ہتھیار بند دجال کی نگہبانی کرنے والے نگہبان ملینگے اور اُس مسلمان[1] سے کہینگے کہ تیرا کہاں جانیکا ارادہ ہے وہ جواب دیگا میں اس شخص کیطرف جانیکا قصد کر رہا ہوں جوکہ نکلا ہے وہ لوگ اُس سے کہینگے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا وہ مردِ مسلمان جواب دیگا ہمارے رب (کی صفتوں) میں کچھ پوشیدگی نہیں ہے (بھلا یہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے) وہ لوگ کہینگے اسے مارڈالو پھر کچھ آدمی اوروں سے کہینگے کیا تمہارے رب نے منع نہیں کیا ہے کہ کسی کو میرے بے حکم نہ مارنا تب وہ لوگ اسے دجّال کے پاس لیجائینگے جب وہ شخص دجّال کو دیکھیگا تو کہیگا اے لوگو یہ وہی دجّال ہے جسکا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تھا آنحضور فرماتے ہیں پھر دجّال اُس شخص کو چت لٹانیکا حکم دیگا اور کہیگا اسے پکڑو اور اس کا سر کچلو پھر بہت مارنیکی وجہ سے اُسکی پیٹھ[2] اور پیٹ فراخ اور نرم ہو جاوینگے حضور فرماتے ہیں پھر دجّال کہیگا کیا تو مجھپر ایمان نہیں لاتا حضور فرماتے ہیں وہ مسلمان کہیگا تو جھوٹا مسیح ہے پھر دجال (اُسکے ٹکڑے کرنیکا) حکم دیگا اور آرے سے اُسکا سر مانگ پر سے چیرا جاویگا یہانتک کہ دونوں پیروں کے درمیان تک چر جاویگا فرماتے ہیں پھر دجّال دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں چلیگا اور اُس (مردہ) سے کہیگا کھڑا ہو جا وہ سیدھا اُٹھ کھڑا ہوگا پھر اُس سے کہیگا کیا تو مجھپر ایمان لاتا ہے وہ شخص جواب دیگا مجھے[3] (اپنے مرکر جینے سے تیرے (جھوٹے ہونے میں اور زیادہ تجربہ ہو گیا حضرت فرماتے ہیں پھر وہ مسلمان کہیگا اے لوگو! بیشک یہ میرے بعد کسی آدمی کے ساتھ[4] ایسا نہیں کر سکیگا آنحضور فرماتے ہیں پھر دجّال اُسے حلال کرنیکے لیئے پکڑیگا تو اسکی گردن اور ہنسلی کے درمیانی جگہ تانبے کی ہو جاویگی پھر دجال اُسکے مارنے کی طاقت نہیں پائیگا آنحضور نے فرمایا ہے پھر دجال اُسکے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں پکڑکے (آگ میں) پھینک دیگا لوگ جانینگے کہ اُسے آگ میں پھینکا ہے حالانکہ وہ جنت میں پھینکا ہوگا رسولِ خدا

[1] جو لوگ حضرت خضر کے زندہ ہونیکے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان شخص حضرت خضر ہی ہونگے ۱۲ [2] یعنے بہت چوٹ لگنے کیوجہ سے پیٹ اور پیٹھ نرم پڑجائینگے ۱۲ [3] یعنے مجھے اپنے مرکر جینے کے بعد ہی تیرے خدا ہونے پر یقین نہیں آیا بلکہ تیرے جھوٹے ہونیکا مجھے اور زیادہ یقین ہو گیا ۱۲ [4] اُنکی غرض یہ ہوگی کہ کہیں لوگ میرا یہ حال دیکھ کر اس کے دھوکے میں نہ آجائیں اسلیئے لوگوں سے کہدینگے کہ اب دجال کسی کا یہ حال نہ کرسکیگا اور حقیقۃً دجّال کو پھر اس طرح تکلیف پہنچانیکی کسی پر قدرت نہ ہوگی ۱۲

نے فرمایا رب العالمین کے نزدیک یہ آدمی شہادت میں سب لوگوں سے بڑا ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۹۲۸) ام شریک کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ دجّال سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا رہینگے ام شریک فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ عرب لوگ اس دن کہاں ہونگے[1] آپ نے فرمایا وہ تھوڑے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۹) حضرت انس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے دجّال کے پیچھے ستر ہزار اصفہانی یہود ہونگے جو کہ طیالسی چادریں اوڑھے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۹۳۰) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجّال آویگا اور مدینہ کے رستوں پر اس کا آنا حرام ہے وہ ایک شور زمین میں جو مدینہ کے قریب ہے اتریگا اور ایک آدمی اسکی طرف نکلکر جائیگا جو کہ بہتر آدمی یا بہتر آدمیوں میں سے ہوگا وہ کہیگا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجّال ہے جسکی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی دجّال (لوگوں سے) کہیگا بتاؤ تو اگر میں اسے مار ڈالوں پھر جلا دوں تو کیا (جب بھی) میرے امر میں شک کروگے وہ لوگ کہیں گے نہیں پھر دجّال اُسے مار ڈالیگا پھر زندہ کریگا وہ آدمی دجّال سے کہیگا خدا کی قسم میں تیرے بارے میں آج کے دن زیادہ تجربہ[2] والا کبھی نہ تھا پھر دجّال اُسے مارنا چاہیگا اور اُسپر قادر نہ ہوسکیگا یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۹۳۱) حضرت ابو ہریرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا مسیح دجّال مشرق کیطرف سے آئیگا اس کا ارادہ مدینہ کا ہوگا یہاں تک کہ کوہ احد کے پیچھے اُترے گا پھر فرشتے اُس کا رُخ ملک شام کی طرف پھیر دینگے وہیں (جاکر) وہ ہلاک ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۳۲) حضرت ابو بکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے مسیح دجّال کا رعب مدینہ میں نہیں آنے پائیگا اُس دن مدینہ کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے (نگہبان) ہونگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] کیونکہ عرب ہی تکا کام تو جہاد کرنا اور فتنہ و فساد دفع کرنا ہے پھر اس دن کہاں ہونگے جو ایسا فتنہ جہان میں پھیل جائیگا آپ نے فرمایا وہ بیچارے اسوقت تھوڑے سے ہونگے انکا کچھ بس نہ چلیگا ۱۲ [2] یعنی وہ بہتر ہوگا یا منجملہ اور بہتر آدمیوں کے ایک یہی بہتر ہوگا یہ راوی کا شک ہے کہ یوں فرمایا ہے یا اسطرح فرمایا ہے مراد اس سے حضرت خضر ہیں ۱۲ [2] یعنے اسوقت اپنے مرکر زندہ ہونے سے مجھے تیرے جھوٹے ہونیکا اور زیادہ تجربہ ہوگیا پہلے اتنا تجربہ نہ تھا ۱۲۔

(۹۳۳) فاطمہ دختر قیس فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھنڈورچی سے سنا وہ پکار رہا تھا الصلوٰۃ جامعۃ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ[1] (یہ سنکر) میں مسجد کی طرف روانہ ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو ہنستے ہوئے منبر پر بیٹھے اور فرمایا ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں کس واسطے جمع کیا ہے وہ لوگ بولے اللہ ورسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے تمہیں (کسی چیز کی) رغبت دلانے یا (کسی چیز سے) ڈرانے کے لئے نہیں جمع کیا ہے لیکن میں نے تمہیں اس لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری نے جو ایک عیسائی تھا اور اب آ کے مسلمان ہو گیا ہے مجھ سے ایک بات بیان کی ہے جو اس بات کے موافق ہے جو کہ مسیح دجال کے بارے میں میں تم سے بیان[2] کرتا تھا اس نے مجھ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک دریائی کشتی میں قبیلہ بنی لخم اور جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ سوار ہوا تھا انہیں ایک مہینے تک دریا کی موج دریا میں لئے پھری پھر جب موج تھمی تو وہ ایک ایسے جزیرہ کے پاس کشتی لے گئے جہاں سورج چھپتا ہے اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ میں گئے تو انہیں ایک بالوں والا چوپایہ ملا جسکے بال بہت تھے اسکی بالوں کی زیادتی کی وجہ سے اسکی اگلی جانب اور پچھلی طرف میں تمیز نہ ہوتی تھی وہ لوگ بولے تیرا ناس جائے تو کون ہے اسنے جواب دیا میں جاسوسہ[3] ہوں تم اس آدمی کے پاس جو دیر (یعنی عبادت خانہ یہود) میں ہے جاؤ اسلئے کہ وہ تمہاری خبروں کا شوقین ہے تمیم کہتا ہے جبکہ اسنے ہمسے آدمی کا نام لیا ہم اس سے ڈر گئے کہ کہیں شیطان نہ ہو تمیم کہتا ہے پھر ہم جلدی جلدی گئے اور اس دیر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسمیں ایک بہت بڑا آدمی ہے کہ ہمنے ایسا بڑے جسم کا کوئی آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا اور وہ بہت مضبوط بندھا ہوا تھا اسکے ہاتھ گردن کی طرف ملے ہوئے تھے (یعنے اسکی مشکیں کسی ہوئی تھیں) اور وہ گھٹنوں اور ٹخنوں کے بیچ میں لوہے (کی بیڑیوں) میں (جکڑا ہوا) تھا ہمنے کہا تیرا ناس جائے تو کون ہے وہ بولا تم میری خبر (معلوم کرنے) پر تو قادر ہو گئے ہو (میں بتا دونگا پہلے) تم مجھسے بیان کرو

[1] یعنے سارے نمازی جمع ہیں یا اس سے یہ منادی کرنی مقصود ہے کہ تم سب حضور انور کے پاس نماز کیلئے جمع ہو جاؤ ۱۲۔

[2] اسلئے میں نے چاہا کہ تمہیں یہ سنا دوں تاکہ تمہیں میری بات کا اور زیادہ یقین ہو جائے ۱۲۔

[3] یعنے تم اب جو نکہ یہاں آگئے ہو میرے حال سے تو واقف ہو ہی جاؤ گے پہلے اپنا حال سنا دو ۱۲

کہ تم کون ہو وہ لوگ بولے ہم عرب کے آدمی ہیں ایک دریائی کشتی میں سوار ہوئے تھے دریا نے ہمیں ایک مہینے تک طوفان میں ڈالے[1] رکھا پھر ہم اس ٹاپو میں آئے تو ہم سے ایک بالوں والا چوپایہ ملا اُسنے کہا میں جاسوس ہوں تم اس دیر میں اس شخص کے پاس جاؤ پھر ہم دوڑے ہوئے تیرے پاس آئے اُسنے کہا مجھے موضع بیسان[2] کے درختوں کا حال بتاؤ کہ آیا اُنمیں پھل آتا ہے (یا نہیں) ہمنے کہا ہاں (آتا ہے) وہ بولا یاد رکھو وہ (وقت) قریب ہے کہ اُنمیں پھل نہیں آئیگا پھر کہا مجھے موضع طبریہ کے تالاب کا حال بتاؤ کہ آیا اُسمیں پانی ہے (یا نہیں) ہمنے کہا اُسمیں پانی بہتیرا ہے وہ بولا اُسکا پانی عنقریب جاتا رہیگا پھر کہا مجھے شہر زغر[3] کے چشمہ کا حال بتاؤ کہ آیا چشمہ میں پانی ہے یا نہیں اور آیا وہاں کے رہنے والے چشمہ کے پانی سے کھیتی کرتے ہیں (یا نہیں) ہم نے کہا ہاں اُسمیں پانی بہت ہے اور وہاں والے اُسکے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں اُسنے کہا مجھے اَن پڑھ[4] لوگوں (یعنے عرب والوں) کے نبی کا حال بتاؤ کہ اُسنے کیا کیا ہے ہمنے کہا اُنہوں نے مکہ سے نکلکر یثرب[5] میں قیام کیا ہے اُسنے پوچھا کیا عرب (والوں) نے اُنسے مقابلہ کیا ہے (یا نہیں) ہمنے کہا ہاں (کیا ہے) اُسنے پوچھا اُن نبی نے اُن لوگوں کے ساتھ کیونکر (برتاوا) کیا ہے ہمنے اُس سے بیان کیا کہ وہ اپنے قریب والے عربوں پر غالب آ گئے ہیں اور اُنہوں نے آپکی پیروی کی ہے اُسنے کہا یاد رکھو اُنکے واسطے یہی بہتر ہے کہ اُنکی پیروی کریں اب میں تمہیں اپنا حال بتاتا ہوں میں مسیح دجّال ہوں اور قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دیجاویگی میں نکلونگا تو ساری زمین پر پھرونگا مکہ اور طَیبہ (یعنے مدینہ) کے علاوہ کوئی بستی ایسی نہ چھوڑونگا جسمیں چالیس دنکے اندر اندر نہ ہو آؤں مکہ اور طَیبہ دونوں میں جانا، مجھپر حرام ہے[6] جس وقت میں اُن دونوں میں سے ایک میں جانیکا ارادہ کرونگا تو میرے سامنے ایک فرشتہ اپنے ہاتھ میں تلوار سونتے ہوئے مجھے اُس سے روکنے کو آجائیگا اور اُسکے ہر ایک راستہ پر فرشتے ہیں جو اُسکی حفاظت کرنے پر آمادہ ہیں کہتے

[1] یعنے ہماری کشتی کو بنا موجیں ادھر اُدھر لئے پھرتا رہا ۱۲ [2] بیسان ملک شام میں ایک بستی کا نام ہے اور یمامہ میں بھی بیسان نام ایک مقام ہے ۱۲ [3] ملک شام میں ایک شہر ہے کہ وہاں پیداوار کم ہوتی ہے ۱۲ [4] اس سے قریش مکہ مراد ہیں جو بالکل جاہل تھے اور اُنکے نبی ہمارے پیغمبر حضور انور ہیں ۱۲ [5] مدینہ کو پہلے یثرب کہا کرتے تھے یہ مدینہ کا پُرانا نام ہے ۱۲ [6] یعنے میں اُنمیں نہیں جا سکتا ۱۲۔

ہیں پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مخصر (یعنے عصا یا کوڑہ) منبر پر مار کے فرمایا طیبہ یہ ہے طیبہ یہ ہے طیبہ یہ ہے یعنی مدینہ (ہی طیبہ ہے) کیوں ہیں تم سے (اسیطرح) بیان کرتا تھا دیا نہیں، لوگوں نے کہا ہاں (پھر آپنے فرمایا) یاد رکھو بیشک وہ دریائے شام یا دریائے یمین میں ہے[۱] نہیں (نہیں) بلکہ وہ مشرق کی سمت ہے جہاں وہ ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ بھی کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۹۳۴) عبد اللہ بن عمر نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آجکی رات اپنے تئیں خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا پھر ایک گندمی رنگ آدمی کو دیکھا جیسے کہ اچھے سے اچھا گندمی رنگ آدمی تو نے دیکھا ہو اُسکے کانوں کی لو سے نیچے ایسے بال تھے جو اچھے سے اچھے بال تو نے دیکھے ہوں اُنمیں کنگھی کی ہوئی تھی اور اُنمیں سے پانی ٹپک[۲] رہا تھا اور وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر سہارا لگائے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون شخص ہیں مجھے جواب ملا کہ یہ مریم کے بیٹے مسیح ہیں آنحضور فرماتے پھر کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک گنگھر والے بالوں والے آدمی کے پاس سے گزرا جسکے بال بہت مڑے ہوئے تھے دائیں آنکھ سے کانا تھا گویا کہ اُسکی آنکھ ابھرا ہوا انگور تھا وہ میرے دیکھے ہوئے آدمیوں میں سے ابن قطن کے ساتھ بہت[۳] مشابہ تھا دو آدمیوں کے مونڈھوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے (فرشتوں نے) کہا یہ مسیح دجال ہے یہ روایت متفق علیہ ہے ایک روایت میں ہے کہ آپنے دجال کے بارے میں فرمایا وہ ایک سرخ رنگ موٹا مڑے ہوئے بالوں والا دائیں آنکھ سے کانا آدمی ہے آدمیوں میں سے اُسکے بہت ہی ملتا جلتا ابن قطن ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث (جسکا سرا یہ ہے) کہ قیامت اُسوقت تک قایم نہوگی جبتک سورج اپنے غروب ہونیکی جگہ سے نہ نکلیگا" فتنوں اور فساد کے باب میں گزر چکی اور ابن عمر کی حدیث (جسکا سرا یہ ہے "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیچ میں کھڑے ہوئے" خدا چاہے تو ہم عنقریب ابن صیاد کے قصہ میں بیان کرینگے۔

دوسری فصل

(۹۳۵) فاطمہ بنت قیس تمیم داری کی حدیث میں کہتی ہیں تمیم داری

---

[۱] پہلے آپکو شک تھا کہ دجال کس جگہ ہے اثنائے گفتگو میں آپ کو کامل یقین ہو گیا کہ وہ مشرق کی طرف ہے ۱۲

[۲] اس سے مراد یہ ہے کہ اُن کے بال بہت پاکیزہ اور صاف تھے یا یہ مراد ہے کہ جیسے لوگ کنگھی گیلے بالوں میں کرتے ہیں پھر پانی ٹپکتا ہے اس طرح ٹپک رہا تھا ۱۲

[۳] یعنے جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے اُنمیں سے وہ شخص صورت و شکل میں ابن قطن سے بہت ملتا جلتا تھا ۱۲۔

نے کہا (تاپوس ہم گئے) تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت[1] ہے جو اپنے بال کھینچ رہی ہے تمیم نے کہا تو کون ہے وہ بولی میں جاسوسی ہوں تو اس محل میں جا میں اس محل میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ (وہاں) ایک مرد ہے جو اپنے بال کھینچ رہا ہے (یعنے اسکے بال لمبے ہونیکی وجہ سے زمین پر گھسٹ رہے ہیں) اور زنجیر اور طوق میں بندھا ہوا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں[2] کودتا ہے میں نے پوچھا تو کون ہے وہ بولا میں دجّال ہوں یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۶) حضرت عبادہ بن صامت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا میں نے تم سے دجّال کا حال (اتنا) بیان کیا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہیں تم سمجھ نہ سکو (معلوم کرو) کہ مسیح دجّال ٹھنگنا پنگا مڑے ہوئے بالوں والا کانا ہے اسکی ایک آنکھ مٹی ہوئی (بے نشان) ہے نہ ابھری ہوئی ہے نہ دھنسی ہوئی ہے اگر وہ تم پر مشتبہ ہو جاوے تو سمجھ لو کہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے (اور وہ کانا ہوگا) یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۷) ابو عبیدہ بن جراح کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے واقعی نوح علیہ السلام کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جسنے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں پھر آپ نے ہمسے اسکا حال بیان کیا فرمایا شاید اُسے کوئی ایسا آدمی پا دیگا جسنے مجھے دیکھا ہوگا یا میری بات سنی ہوگی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس دن ہمارے دل کیسے ہونگے آپ نے فرمایا جیسے آج ہیں (ایسے ہونگے) یا اس سے بہتر ہونگے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۸) عمرو بن حریث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے تھے ہمسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا آپ فرماتے تھے دجّال مُلک مشرق کی ایک زمین سے نکلیگا جسے لوگ خراسان کہتے ہیں اُسکے ساتھ کتنے آدمی ایسے ہونگے جنکے چہرے تہ بہ تہ سپروں کی[3]

[1] پہلے جو ذکر ہوا وہاں چارپایہ کا ذکر ہے یہاں عورت مذکور ہے ممکن ہے کہ وہ چارپایہ مؤنث ہو اس لحاظ سے اُسے عورت کہدیا یا عورت کثرت بالوں کی وجہ سے جانور معلوم ہوتی ہو اس وجہ سے اُسے چارپایہ کہدیا ۱۲ [2] یعنے آسمان و زمین کے بیچ میں بندھا ہوا اُدھر لٹک رہا ہے ۱۲ [3] یعنے اُس کا یہ قصہ ثبت ذکر کیا ہے اور یہ ڈر ہے کہیں ایسا نہ کہ تمہیں یاد نہ رہے اسلئے تمہیں مختصر بتائے دیتا ہوں کہ وہ کانا ہے اور عجیب واقعہ ایسے فکر ہو سکتا ہے ۱۲ [4] انکے چہرے چوڑے چوڑے ہونگے ۱۲

طرح پھولے ہوئے ہونگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۳۹) عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دجال کی خبر سنے اُسے چاہیئے کہ اُس سے دور ہو جائے خدا کی قسم بیشک ایک شخص دجال کے پاس آویگا اور وہ گمان کرتا ہوگا کہ میں مسلمان ہوں پھر وہ شخص اُن اشتباہوں[1] کی وجہ سے جنکے ساتھ دجال بھیجا جاویگا اُس کی متابعت کر لیگا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۴۰) اسماء بنت یزید بن سکن کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال زمین پر چالیس برس[2] تک رہیگا رہیگا برس مہینے کے برابر ہوگا اور مہینہ ہفتہ کی اور ہفتہ دن کے برابر ہوگا اور دن خشک جھوار کی شاخ کے آگ میں جلجا نیکے برابر ہوگا یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۹۴۱) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے ستّر ہزار آدمی دجال کے ساتھ ساتھ ہونگے جو کہ سیجان (کپڑے) پہنے ہونگے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۹۴۲) اسماء بنت یزید کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں تھے کہ آپنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا اُس (کے نکلنے) سے پہلے تین برس ہونگے ایک برس ایسا ہوگا کہ اُسمیں آسمان اپنی تہائی بارش روک لیگا اور زمین اپنی تہائی روئیدگی روک لیگی اور دوسرا برس ایسا ہوگا کہ آسمان اپنی دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین اپنی دو تہائی روئیدگی بند کر دیگی اور تیسرا سال ایسا ہوگا کہ آسمان اپنی ساری بارش بند کر دیگا اور زمین اپنی ساری روئیدگی بند کر دیگی پھر کوئی جانور کھر والا اور دانتوں والا جاریا یہ ہلاک ہوئے بغیر نہیں بچیگا اور بیشک دجال کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ وہ ایک

---

[1] یعنے جو باتیں دجال ایسی دکھائیگا جن سے لوگ اس شبہ میں پڑ جائینگے کہ یہ تو اسمیں بالکل خدائی اوصاف ہیں انکی وجہ سے انکی وجہ سے وہ مسلمان شخص بھی اُس کا پیرو ہو جائیگا ۱۲ [2] پہلے گزرا ہے کہ دجال چالیس دن ٹھہریگا اور یہاں چالیس برس ٹھہرنیکا ذکر ہے تطبیق اسکی یہ ہے کہ اُس کا زمانۂ قیام تو چالیس برس ہوگا اور فتنہ و فساد کا زمانہ صرف چالیس دن ہونگے ۱۲ [3] یعنے بہت جلد گزر جائیگا جیسے کہ جھوار کی اُسی جلدی جلدی جلجاتی ہے ۱۲ [4] سب ہلاک ہو جائینگے ۱۲

گنوار سے آکے کہیگا بھلا بتا اگر میں تیرے اونٹ جلا دوں توکیا (جب بھی) تو یہ نہیں جانیگا کہ میں تیرا رب ہوں
وہ کہیگا ہاں (میں جان لونگا) پھر دجال (شیطانوں کو) اُسکے اونٹوں کی صورت بناکر ایسے لادیگا کہ اُنکے تھن
بہت اچھے اور کوہانیں بہت بڑی ہونگی آنحضور نے فرمایا پھر دجال ایک شخص کے پاس آویگا جسکا بھائی
اور باپ مرگیا ہوگا اُس سے کہیگا بتا اگر میں تیرے باپ اور بھائی تیرے سامنے زندہ کردوں توکیا تو (جب
بھی) یہ نہیں جانیگا کہ میں تیرا پروردگار ہوں وہ کہیگا ہاں (میں جانونگا) پھر دجال (شیاطین کو) اُسکے
باپ اور بھائی کی سی صورت بنالاویگا اسماء فرماتی ہیں پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام
کے واسطے باہر تشریف لیگئے پھر واپس آئے تو صحابہ دجال کی خبر سے جو حضور نے بیان کی تھی رنج و
ملال میں (بیٹھے) تھے اسماء کہتی ہیں کہ آپ نے دروازے کے دونوں کواڑ پکڑکے فرمایا اے اسماء تیرا کیا حال
ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپنے دجال کے ذکر سے ہمارے دل نکال ڈالے[1] آپنے فرمایا اگر میری
زندگی کی حالت میں آیا تو میں اُس سے جھگڑ لونگا ورنہ پروردگار ہر مسلمان پر میرا خلیفہ (یعنے وکیل) ہے
میں نے عرض کیا یارسول اللہ بخدا ہم آٹا گوندھتے ہیں پھر ہم اُسکی روٹی نہیں پکانے پاتے کہ ہمیں بھوک
لگ آتی ہے اسدن مسلمانوں کا کیا حال ہوگا (جبکہ زمین میں سے کچھ پیدا ہی نہ ہوگا) آپ نے فرمایا جو
تسبیح اور تقدیس آسمان والے فرشتوں کو کفایت کرتی ہے وہی اسدن انہیں کافی ہوگی یہ حدیث[4] نقل کی

تیسری فصل (۹۴۳) مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں دجال کا حال رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے اُس سے زیادہ کسی نے نہیں پوچھا جتنا کہ میں نے آپ سے پوچھا ہے اور بیشک آپ نے مجھ سے
فرمایا تھا وہ تجھے کچھ ضرر نہیں پہنچائیگا میں نے عرض کیا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اُسکے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ
اور پانی کی نہر ہوگی آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک دجال اس سے زیادہ حقیر ہے[5] یہ روایت متفق علیہ ہے
(۹۴۴) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا دجال

---

[1] ہمارے دل قابو میں نہیں رہے ۱۲ [2] جو اچھے لوگ ۱۲ [3] ... [4] اصل کتاب میں جگہ سفید تھی چھوٹی
ہوئی ہے لوگوں نے یہ کہا ہے یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد طیالسی نے نقل کی ہے اور بعض کہتے ہیں یہ حدیث امام احمد
نے عبدالرزاق سے انہوں نے معمر سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے شہر بن حوشب سے انہوں نے اسماء سے نقل کی
ہے مرقات ۱۲ [5] یعنے وہ جو کچھ دکھائیگا وہ محض دیدہ اور جھوٹ ہوگا خدا کے نزدیک اُسکی کچھ حقیقت نہ ہوگی اور مسلمانوں کو اسکی
ان باتوں سے کچھ یقین نہیں آئیگا بلکہ اُسکے جھوٹے ہونے پر اُنکا یقین اور بڑھتا چلا جائیگا ۱۲

ایک بہت سفید گدہے پر (سوار ہوکے) نکلیگا جسکے دونوں کانوں کے بیچ میں ستر ہاتھہ کا فاصلہ ہوگا۔ یہ حدیث بیہقی نے کتاب بعث ونشور میں نقل کی ہے۔

باب ابن صیاد کے قصہ کا بیان

پہلی فصل

(۹۴۵) عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کے چند صحابہ کے ساتھہ ابن صیاد کیطرف روانہ ہوئے یہانتک کہ اسے بنی مغالہ کے قلعہ میں بچوں کے ساتھہ کھیلتے ہوئے پایا اور اُس وقت ابن صیاد قریب البلوغ تہا وہ کچھہ نہ سمجھا[۱] یہانتک کہ آنحضور نے اسکی پیٹھہ پر اپنا دست مبارک مارکے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اُسنے آپکی طرف دیکھہ کے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اَن پڑہ لوگوں کے پیغمبر ہو پہر ابن صیاد نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے قطع کلام[۲] کرکے یا اُسے بہینچ کے فرمایا میں تو خدا اور اُسکے رسولوں پر ایمان لایا ہوں[۳] پہر آپنے ابن صیاد سے کہا تو کیا دیکھتا ہے[۴] وہ بولا میرے پاس سچی اور جہوٹی (باتیں) آتی ہیں آپ نے فرمایا تیرا کام گڑبڑ ہو گیا ہے پہر آنحضور نے فرمایا میں نے تیرے (آزمانیکے) واسطے اپنے دلمیں کچھہ چہپا لیا ہے (تو بتا کیا چہپایا ہے) اور آپ نے اُسکے (آزمانیکے) واسطے یہ آیت يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ چہپائی تہی[۵] اُسنے جواب دیا وہ دخ ہے آپ نے فرمایا تو ذلیل ہوا (تیرا مرتبہ نہیں بڑہ سکتا) حضرت عمر بولے یا رسول اللہ کیا اسکے واسطے آپ مجہے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسکی گردن اڑادوں رسول خدا نے فرمایا اگر یہ وہی یعنے دجال ہے تو تو اُسپر قادر نہوگا اور اگر وہ نہیں ہے تو اسکے قتل کرنے میں تیرے لئے کچھہ بہتری

---

[۱] یعنے اسے ہمارے آنیکی خبر نہوئی ۱۲ [۲] یہ مشکوۃ کے نسخوں کے مختلف ہونیکی وجہ سے ہے بعض میں رفضہ ہے یعنے اس سے گفتگو قطع کردی اور بعض میں رصّہ ہے یعنے اُسے بہینچا ۱۲ [۳] اگر تو رسول ہوتا تو میں تجہپر بہی ایمان لاتا تو تو بالکل جہوٹا ہے ۱۲۔ [۴] یعنے تجہے غیبی باتیں کیسے کیسے معلوم ہوتی ہیں وہ بولا سچی اور جہوٹی دونوں طرح کی باتیں میرے پاس آتی ہیں آپ نے فرمایا تو نبی نہیں ہے کیونکہ تیرے پاس جہوٹی سچی ملی جلی باتیں آتی ہیں اور نبی کے پاس ہمیشہ سچی خبریں آیا کرتی ہیں ۱۲ [۵] سارے جملہ میں سے ایک لفظ مہمل اُسنے بتایا جس سے ثابت ہوگیا کہ وہ جہوٹا تہا اگر فرشتہ اُسکے پاس آتا ہوتا تو اُسے بتا دیتا آیت کا ترجمہ یہ ہے جس دن آسمان سے ظاہر دہواں آویگا ۱۲۔

نہیں ہے حضرت ابن عمر کہتے ہیں اسکے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب انصاری اس باغ کا قصد کر کے جہاں ابن صیاد تھا روانہ ہوئے تو آپ اپنے تئیں درختوں کی ٹہنیوں میں اس خیال سے چھپانے لگے کہ آپ ابن صیاد سے کوئی بات اس سے پہلے کہ وہ آپکو دیکھے سن لیں اسوقت ابن صیاد اپنے بچھونے پر اپنی چادر میں لپٹا ہوا لیٹا تھا چادر اندر سے گنگناہٹ کی آواز آرہی تھی ابن صیاد کی ماں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں کے درختوں کی ٹہنیوں میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا اور کہنے لگی او صاف! یہ ابن صیاد کا نام ہے۔ یہ محمد آ گئے ہیں ابن صیاد رُک گیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اُسے چھوڑ دیتی (یعنے خبر نکرتی) تو اُس کے دل کی بات ظاہر ہو جاتی عبداللہ بن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیچ میں کھڑے ہوئے پھر خدا کی ثنا بیان کی جس ثنا کے وہ لائق ہے پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا بیشک میں تمہیں اُس سے ڈراتا ہوں اور ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جسنے دجال سے اپنی قوم کو نہ ڈرایا ہو بیشک نوح نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا ہے لیکن میں اُسکے بارے میں تم سے ایک ایسی بات کہتا ہوں کہ وہ بات کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی ہے تم جان لو کہ وہ کانا ہے اور خداوند کریم کانا نہیں ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۴۶) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں اُس سے یعنے ابن صیاد سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور عمر مدینہ کے کسی راستہ میں ملے تو حضور انور نے اُس سے فرمایا کیا تو اقرار کرتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں وہ بولا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں آپنے فرمایا میں تو اللہ اور اُسکے فرشتوں اور پیغمبروں اور اُسکی کتابوں پر ایمان لایا ہوں تو کیا دیکھتا ہے وہ بولا میں عرش کو پانی پر دیکھ رہا ہوں آپ نے فرمایا تو ابلیس کا تخت دریا پر دیکھتا ہے (وہ خدا کا عرش نہیں ہے) آپ نے فرمایا (اسکے علاوہ) اور کیا دیکھتا ہے وہ بولا سچے اور جھوٹے یا جھوٹے اور سچے دیکھتا ہوں آپنے فرمایا اسپر (پہلے ہی جھوٹا سچ) خلط ملط ہے اسے چھوڑ دو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۴۷) حضرت ابو سعید خدری ہی سے روایت ہے کہ ابن صیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی مٹی کا حال پوچھا آپ نے فرمایا وہ رنگ دیں سفید میدے (اور بو میں) خالص

---

۱ تم اُسکی عجیب و غریب باتیں دیکھ کے کہیں اُسے خدا نہ کہہ لینا ۱۲ ۲ کیونکہ ابلیس ہمیشہ اپنا تخت دریا کے بیچیں بچھا کر بیٹھتا ہے ۱۲ ۳ یعنے جنت کی مٹی کا رنگ سفید میدے جیسا ہے اور بو مشک خالص جیسی ہے ۱۲

مشک (جیسی ہے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۴۸) حضرت نافع فرماتے ہیں مدینہ کے کسی راستہ میں ابن عمر ابن صیاد سے ملے تو اس سے ایسی بات کہی جس سے اسے غصہ آگیا وہ اتنا پھولا کہ ساری گلی بھر گئی پھر ابن عمر (اپنی بہن) حضرت حفصہ کے پاس گئے تو انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی انہوں نے ابن عمر سے کہا خدا تمپر رحم کرے تم نے ابن صیاد سے کیا چاہا تھا تم نہیں جانتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجال صرف ایک غصہ آنیکی وجہ سے خروج کریگا[ا]۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۴۹) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں (ایک دفعہ) مکہ کیطرف جاتے ہوئے میں ابن صیاد کے ساتھ تھا اسنے مجھسے کہا لوگوں سے مجھے کسقدر تکلیف پہنچ رہی ہے لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں دجال ہوں کیا تمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ آپ فرماتے تھے اسکی اولاد نہو گی حالانکہ میری اولاد ہو گئی اور آپنے فرمایا ہے وہ کافر ہے اور میں مسلمان ہوں کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ نہ مدینہ میں جائیگا اور نہ مکہ میں (جائیگا) حالانکہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ جانیکا میرا ارادہ ہے پھر اسنے اپنی اخیر بات میں یہ کہا بخدا مجھے اسکے پیدا ہونیکا زمانہ اور مقام (یہ بات کہ) وہ کہاں ہے معلوم ہے اور میں اسکے باپ اور ماں کو پہچانتا ہوں ابو سعید کہتے ہیں اس بات سے اسنے مجھے شبہ میں[۲] ڈال دیا کہتے ہیں میںنے کہا تو ہمیشہ خوار رہو ابو سعید کہتے ہیں کسی نے ابن صیاد سے پوچھا کیا تجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دجال تو ہی ہو (جائے) ابو سعید کہتے ہیں اسنے جواب دیا (ہاں) اگر میرے روبرو وہ (دجال کی) باتیں پیش کیجائیں تو میں برا نہ سمجھوں[۳] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۵۰) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں میں ابن صیاد سے اسوقت ملا جبکہ اسکی آنکھ سوجی

[ا] یعنے اسے ایک دفع غصہ آئیگا تو وہ غصہ میں آکر نکل کھڑا ہوگا اور دعوی نبوت کرنے لگیگا پھر تونے ابن صیاد کو کیا اسی لئے غصہ دلایا تھا کہ یہ بھی سے نکل پڑے حضرت حفصہ یقیناً یہ سمجھتی تھیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے ۱۲ [۲] پہلے جو اسنے دلیلیں بیان کیں اس سے میں نے جان لیا تھا کہ یہ دجال نہیں ہے اور یہ اخیر جملہ جو بیان کیا اس سے میں پھر خلجان میں پڑ گیا کہ یہ اسطرح وثوق سے جو کہہ رہا ہے کہ مجھے خوب معلوم ہے کہیں یہی دجال نہو ۱۲ [۳] یعنے قبول کرلوں مراد یہ ہے کہ میں دجال بننے پر راضی ہوں اس جملہ سے اس کا کافر ہونا ثابت ہو گیا ۱۲۔

ہوئی تھی میں نے پوچھا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تیری آنکھ کا یہ حال کب سے ہے وہ بولا میں نہیں جانتا میں نے کہا تو نہیں جانتا حالانکہ وہ تیرے سر میں ہے وہ بولا خدا چاہے تو تیرے عصا میں[۱] اسے پیدا کر سکتا ہے ابن عمر کہتے ہیں پھر ناک کے راستہ سے اسنے آواز نکالی جیسے بڑی سے بڑی گدھے کی آواز تو نے سُنی ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۵۱) محمد بن منکدر فرماتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا وہ خدا کی قسم کھا (کے بیان کر) تے تھے کہ ابن صیاد ہی دجّال ہے میں نے کہا تم خدا کی قسم (کیوں) کھاتے ہو وہ بولے میں نے حضرت عمر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات پر قسم کھاتے دیکھا ہے اور آنحضور نے اس کا انکار نہیں کیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۹۵۲) نافع کہتے ہیں ابن عمر فرماتے تھے بخدا مجھے اسمیں (ذرا) شک نہیں ہے کہ مسیح دجّال ابن صیاد ہی ہے یہ حدیث ابو داؤد نے اور کتاب البعث والنشور میں بیہقی نے نقل کی ہے

(۹۵۳) حضرت جابر فرماتے ہیں جنگ حرّہ (یعنے جنگ یزید و اہل مدینہ) کے دن ابن صیاد ہم لوگوں سے گم ہوگیا[۲] یہ حدیث ابو داود نے نقل کی ہے۔

(۹۵۴) حضرت ابو بکرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال کے ماں باپ تیس برس تک (یونہی) ٹھہرے رہینگے کہ انکے ہاں اولاد نہوگی پھر انکے ہاں ایک کانا بڑے دانتوں والا لڑکا اور بہت ہی کم نفع والا ہے اُس کی آنکھیں سوئینگی اور دل نہیں سوئیگا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے اسکے ماں باپ کا حال بیان کیا اور فرمایا اسکا باپ لنبا تھوڑے گوشت والا (دُبلا) ہوگا گویا کہ اسکی ناک (جانور کی) چونچ ہے اور اسکی ماں موٹی چوڑی لمبے ہاتھوں والی ہوگی ابو بکرہ کہتے ہیں ہمنے مدینہ میں یہودیوں کے ہاں لڑکے پیدا ہونے کا ذکر سُنا تو میں اور زبیر بن عوام (وہاں) گئے اور ہم اُسکے ماں باپوں کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اوصاف انہیں موجود ہیں ہمنے ان سے پوچھا کیا تمہارا کوئی بچہ ہے وہ بولے ہم تیس برس تک

---

[۱] ابن صیاد کا مقصود یہ تھا کہ خدا چاہے تو تمہیں لکڑی میں پیدا کر دے اور اُسے آنکھ کی تکلیف ذرا محسوس نہو سکے اسیطرح خدا قادر ہے کہ بندہ کو کوئی تکلیف پہنچائے اور وہ اپنی تکلیف کو فکر اور غموں کی وجہ سے معلوم نہ کر سکے ۱۲۔

[۲] یعنے مدینہ سے غائب ہوگیا اور یہ لڑائی وہ ہے کہ یزید نے مدینہ والوں پر لشکر کشی کی تھی اور ان پر غالب آگیا تھا ۱۲۔

ویسے ہی رہے تھے کہ ہمارے ہاں بچہ نہ ہوتا تھا پھر ہمارے ہاں ایک کانا بڑے دانتوں والا لڑکا ہوا ہے اور بہت ہی کم نفع والا ہے کہ اسکی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا ابوبکرہ فرماتے ہیں پھر ہم اُن دونوں کے پاس سے نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دھوپ میں چادر لپیٹے پڑا ہوا ہے اور اُسکی گن گناہٹ کی آواز آرہی تھی اُسنے اپنا سر کھول کر پوچھا تم دونوں نے کیا کہا ہے ہمنے جواب دیا جو کچھ ہمنے کہا ہے تو نے سُن لیا وہ بولا ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۵۵) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی عورت ایسا بچہ جنی جسکی آنکھ مٹی ہوئی اور کچلیاں اُبھری ہوئی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ڈرے کہ کہیں وہ دجال نہو پھر آپ نے اُسے ایک چادر اوڑھے اسطرح (سوتا) پایا کہ چپکے چپکے باتیں کر رہا تھا (جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں) اُسکی ماں نے اُسے اطلاع دیدی کہ اے عبداللہ یہ ابوالقاسم (کھڑے) ہیں اُسنے چادر الگ کر دی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کیا ہوا خدا اس عورت کو ہلاک کرے اگر یہ اُسے یونہی چھوڑ دیتی (یعنے خبردار نکرتی) تو اُس کا حال ظاہر ہو جاتا پھر جابر نے ابن عمر کی حدیث کیطرح ذکر کیا بعد ازاں حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں سے مار ڈالوں آپ نے فرمایا اگر یہ دجال ہے تو تو اُس کا صاحب (یعنے قاتل) نہیں ہے بلکہ اُسکے صاحب (یعنے قاتل) مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسےٰ علیہ السلام ہیں اور اگر یہ دجال نہیں تو تجھے ایسے آدمی کا مارنا درست نہیں ہے جس سے معاہدہ ہو گیا ہو بعد ازاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہے کہ کہیں ابن صیاد ہی دجال نہ ہو۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

باب عیسیٰ علیہا السلام کے آسمان سے اُترنیکا بیان

ل یعنے اولاد پیدا ہوتے سے ہم رکے ہوئے تھے اب ہمارے ہاں یہ لڑکا پیدا ہوا ہے جسکے دانت بڑے ہیں اور ایک نکمہ ہے کانا ہے ۱۲
ے جو چپکے چپکے وہ باتیں کر رہا تھا اور لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں ۱۲ ے یعنے اگر اسکی ماں اسے ہوشیار نکرتی اور یہ یونہی باتیں کرتی جاتا تو ہمیں معلوم کر لیتا کہ دجال یہی ہے یا اور کوئی ہو گا خدا اس عورت کو ہلاک کرے کہ اسنے اُسے اطلاع کر دی ۱۲ ے کیونکہ وہ یہودی تھا اور اُس زمانہ میں یہود سے معاہدہ ہو گیا تھا وہ ذمی بنکر اہل اسلام کے مُلک میں رہتے تھے ۱۲

پہلی فصل (۹۵۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ مریم کے بیٹے حاکم عادل ہوکے (آسمان سے) اتر ینگے اور صلیب توڑ دینگے اور سوروں کو مار ڈالینگے اور جزیہ موقوف کردینگے اور مال اسقدر زیادہ ہوگا کہ کوئی اُسے نہ لیگا یہانتک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کے تمام سامان سے بہتر ہوگا پھر ابوہریرہ کہتے تھے اگر تم چاہو تو (اسکی صداقت کے ثبوت میں) یہ آیت پڑھ لو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (ترجمہ اہل کتاب میں سے ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے اُن (کی باتوں) پر ایمان نہ لے آئیگا) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۵۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم مریم کے بیٹے (عیسیٰ) منصف حاکم ہوکے اتر ینگے اور صلیب توڑ دینگے اور سوروں کو مار ڈالینگے اور جزیہ موقوف کردینگے اور جوان اونٹنیاں چھوڑ دینگے کہ کوئی اُنسے دوڑ دھوپ (کا کام) نہ لیگا اور (انیہ) لوگوں میں سے باہمی کینہ اور بغض و حسد جاتا رہیگا اور عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو مال (دینے) کیواسطے بلائینگے کوئی اُسے قبول نہ کریگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری و مسلم دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اُسوقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ مریم کے بیٹے تم میں اتر ینگے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا

(۹۵۸) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق پر لڑتی رہیگی اور غالب رہیگی آپ نے فرمایا پھر مریم کے بیٹے عیسیٰ اتر ینگے تو مسلمانوں کا سردار کہیگا آؤ ہمیں نماز پڑھادو وہ کہینگے نہیں۔ اس اُمت کو خدا کی بزرگی دینے کیوجہ سے تم ہی میں سے ایک دوسرے کا امیر و امام ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

تیسری فصل (۹۵۹) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

۱ یعنے سب یہود و نصاریٰ اُسوقت حضرت عیسیٰ پر موافق دین اسلام کے ایمان لائینگے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور پیغمبر ہیں ۱۲ ۲ یعنے سوروں کو قتل کرنیکا حکم دینگے اور اُسکے کھانے اور پالنے کو بموجب اہل اسلام حرام بتائینگے اور جزیہ موقوف کرنیسے مراد یہ ہے کہ وہ سب کو اسلام لانیکا حکم دینگے جو مسلمان ہوجاویگا اُس سے تو جزیہ لیا ہی نہیں جاتا اور جو مسلمان نہ ہوگا اُسے قتل کردینگے پھر جزیہ خود بخود موقوف ہوجائیگا ۱۲ ۳ یعنے خدا نے ہمارے رسول کی اُمت کو اتنی بزرگی دی ہے کہ تم سب سردار اور امام ہو لہذا تم ہی امام بنو میں مقتدی بنتا ہوں وہ مسلمان سردار حضرت امام مہدی ہونگے ۱۲۔

فرمایا مریم کے بیٹے عیسٰے زمین پر اتر کے نکاح کرینگے اور انکے ہاں اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک (دنیا میں) رہینگے پھر مرجائینگے اور میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہونگے میں اور عیسٰی بن مریم ابوبکر اور عمر کے بیچ میں ایک مقبرے میں سے اٹھینگے یہ حدیث ابن جوزی نے کتاب الوفا میں نقل کی ہے۔

باب قیامت کے قریب ہونیکا بیان اور اس کا بیان کہ جو کوئی مرگیا اُس کی قیامت قائم ہوگئی

پہلی فصل

(۹۶۰) شعبہ حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت ان دونوں (یعنے کلمہ اور بیچ کی انگلیوں) کے[۱] فاصلہ کی طرح بھیجا گیا ہوں شعبہ کہتے ہیں مینے قتادہ سے سُنا ہے وہ اپنے قصوں میں کہتے تھے جیسے کہ انمیں سے ایک دوسری سے بڑھی ہوئی ہے (ایسے مجھ میں اور قیامت میں فاصلہ ہے) شعبہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ یہ انس سے نقل کیا ہے یا قتادہ نے (اپنی طرف سے) کہا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۶۱) حضرت جابر فرماتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ اپنی وفات سے ایک مہینے پہلے فرماتے تھے تم مجھ سے قیامت کا حال پوچھتے ہو حالانکہ اُس کا علم خدا ہی کو ہے اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں ایسا کوئی پیدا ہوا آدمی نہیں ہے جسپر سو برس گزر جائیں اور وہ اُسوقت (تک) زندہ رہے[۲] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶۲) ابو سعید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا سو برس گزر جا ئینگے تو زمین پر آج (تک) کا پیدا[۲] ہوا کوئی آدمی (باقی) رہیگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں بہت سے گنوار آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے قیامت کا حال پوچھتے تھے آپ انمیں سے سب سے چھوٹے کیطرف نظر کر کے فرماتے تھے اگر یہ زندہ رہا تو اسے بڑھاپا نہ آنے

---

[۱] یعنے بیچ والی اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا میرے نبی ہوکے آنے اور قیامت آنے میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ان دونوں انگلیوں میں چھوٹا بڑا ہونا ہے ۱۲

[۲] یعنے جو لوگ اس وقت موجود ہیں اس سے سو برس کے بعد کوئی شخص ان میں سے زندہ نہ رہیگا مراد یہ ہے کہ سو برس کے بعد میرا کوئی صحابی زندہ نہ ہوگا ۱۲۔

پائیگا کہ تمہر قیامت^۱ (وسطی) قائم ہو جائیگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۹۶۴) مستورد بن شداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں قیامت کی ابتداء میں بھیجا گیا ہوں اور میں قیامت سے اتنا آگے بڑھا ہوا ہوں جتنی یہ انگلی اس سے بڑھی ہوئی ہے یہ آپ نے اپنی کلمہ کی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۶۵) سعد بن ابی وقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میری اُمت اپنے پروردگار کے نزدیک اس سے عاجز^۲ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اُنہیں آدھے دن کی مہلت دیدے کسی نے سعد سے پوچھا آدھا دن کتنا ہوگا سعد نے کہا پانسو برس کا ہوگا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۹۶۶) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس دنیا کی مثال اُس کپڑے کی سی ہے جو اوّل سے آخر تک پھٹا ہوا ہو اور وہ اخیر ایک دھاگے میں لٹکا ہوا رہجائے اور وہ دھاگہ بھی ٹوٹنے کے قریب ہو یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے

باب قیامت بُرے ہی لوگوں پر قائم ہوگی

پہلی فصل (۹۶۷) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت اُسوقت تک نہ آئیگی جبتک زمین پر لوگ اللہ اللہ کہے جائینگے ایک روایت میں ہے کسی ایسے آدمی پر قیامت نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

^۱ یعنے اس بچے کے بڑے ہونے سے پہلے تم لوگ مرجاؤ گے اور تمہارے حق میں مرجانا ہی تمہاری قیامت ہے سائل نے قیامت کبریٰ کا حال پوچھا تھا چونکہ یہ سوال اُس کا بیکار تھا کہ اس کا حال سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں اس لئے آپ نے ایسا جواب دے دیا جو اُس شخص کے سمجھانے کے قابل تھا اور علم فصاحت و بلاغت کا قاعدہ بھی یہی ہے ۱۲ ^۲ یعنے میری اُمت کا خدا کے نزدیک اتنا مرتبہ ہے کہ وہ اُنہیں پانسو برس تک قائم رکھے اور ہلاک نہ ہونے دے اور اس سے دنیا کو مہلت دے دینا مراد ہے یہ ہوئی کہ مجھے اُمید ہے کہ پانسو برس سے پہلے قیامت نہ ہوگی ۱۲۔

(۹۶۸) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت صرف بُرے لوگوں پر آئیگی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسوقت تک قیامت نہ آئیگی جبتک قبیلۂ دوس کی عورتوں کے سُرین ذوالخلصہ کے گرد نہ ہلینگے مُراد یہ ہے کہ بتوں کی پوجا ہونے لگیگی ذوالخلصہ ایک بُت (کا نام) ہے جسکی زمانہ جاہلیت میں دوس پوجا کرتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۷۰) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے دن رات اُسوقت تک نہیں ختم ہونگے (یعنے قیامت نہوگی) جبتک لوگ لات اور عزیٰ کی پوجا نہ کرنے لگینگے میں نے عرض کیا یارسول اللہ جب خداوند کریم نے یہ آیت اُتاری ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۵ تو میں گمان کرتی تھی کہ یہ دین تو تمام ہونیوالا ہے (اور آپ یہ فرماتے ہیں) آپ نے فرمایا جب تک خدا کو منظور ہوگا اس دین کا غلبہ اور کُفر کی کمی رہیگی پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسی خوشبودار ہوا بھیجے گا کہ اُس سے ہر ایک مسلمان آدمی جسکے دل میں رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہوگا مرجاویگا اور وہی رہجاوینگے جنمیں بھلائی بالکل نہ ہوگی اور وہ اپنے باپ دادوں کے دین (یعنے کفر) کیطرف رجوع کرینگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۷۱) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجّال نکل کر چالیس تک ٹھہریگا (راوی کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن (آپنے فرمائے) یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ بن مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجیگا وہ ایسے ہونگے جیسے کہ عروہ بن مسعود ہیں وہ دجال کو ڈھونڈکر قتل کرینگے پھر سات برس تک اس طرح لوگ رہینگے کہ دو آدمیوں کے درمیان عداوت بالکل نہوگی پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کیطرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیگا جس سے روے زمین پر کوئی آدمی بھی جسکے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی نیکی یا ایمان ہوگا مرے بغیر نہ بچیگا یہانتک کہ اگر کوئی پہاڑ کے بیچ میں گھُس جائیگا وہ ہوا اُسمیں

---

۵ وہ ذات پاک ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور سچّا دین دیکے بھیجا ہے تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرک بُرا سمجھیں ۱۲ ۵۲ یعنے اس آیت سے تو میں یہ جانتی تھی کہ آیندہ بُت پرستی ختم ہوجائیگی اور آپ یوں فرماتے ہیں کہ مسلمان بھی اخیر زمانہ میں لات و عزیٰ کو پوجنے لگینگے ۱۲۔

یہی گھس کے اُسے مار دیگی فرماتے ہیں پھر برے آدمی پرندجانوروں کی طرح ہلکے اور درندوں کی طرح غضبناک رہ جاوینگے نہ اچھی بات کو (اچھا) جانینگے اور نہ بری کو بری سمجھیں گے پھر شیطان اُنکے پاس صورت بدل کے آئیگا اور کہیگا کیا تم شرم نہیں کرتے وہ کہینگے تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے وہ انہیں بتوں کی پرستش کرنے کا حکم دیگا اور اس صورت میں انہیں[۲] رزق بہت ملیگا اور اُن کی گزران اچھی ہوگی پھر صور پھونکا جائیگا جو کوئی اُس کی آواز سُنے گا تو گردن کو یک طرف جھکا دے گا اور ایک طرف اونچی کردے گا آپ نے فرمایا سب سے پہلے جو اُس کی آواز سنیگا وہ آدمی ہوگا جو اپنے اونٹوں (کے پانی پلانے کا) حوض لیپ رہا ہوگا وہ مرجائے گا پھر اور لوگ مرجائینگے پھر اللہ پر تر شبنم کی طرح مینہ برسائیگا اور اُس سے لوگوں کے جسم ظاہر ہوجاوینگے پھر دوسرا صور پھونکا جاوے گا تو وہ سب اُٹھ کھڑے ہونگے اور (قیامت کی وہشت) دیکھیں گے پھر پکارا جاوے گا اے لوگو! اپنے پروردگار کیطرف آؤ اور (اے فرشتو) انہیں ٹھیراؤ بیشک ان سے سوال کیا جائے گا پھر کہا جاویگا کہ دوزخ کے لشکر کو (الگ) نکال لو فرشتے کہینگے کتنوں میں سے کتنے (نکالیں) کہا جاوے گا ہر ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہوگا جو بچوں کو بڈھا کردیگا اور یہ وہ دن ہوگا کہ اسمیں پنڈلی[۳] (یعنے امر عظیم) ظاہر ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور معاویہ کی یہ حدیث کہ ہجرت منقطع نہیں ہوئی ہے" توبہ کے باب میں ذکر ہوچکی ہے

باب صور پھونکنے کا بیان

پہلی فصل (۹۷۲) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں صور پھونکنے (کے بیچ) میں چالیس کا فاصلہ ہوگا لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ

---

[۱] یعنے آخر میں ایسے برے لوگ رہجاوینگے جنکے کام موافق پرندجانور کیطرح ہلکے ہونگے اور ظلم و خونریزی میں درندوں کی طرح غضبناک ہونگے [۲] یعنے اُس حالت کفر میں انہیں روزی بکثرت ملیگی اور بہت خوشحالی سے اُنکی گزران ہوگی ۱۲ [۳] اگر کوئی سخت کام ہوتا ہے تو آدمی دامن پنڈلی سے اونچے اٹھا لیتا ہے اور پنڈلی کھلجاتی ہے اس جگہ اس عبارت سے یہی مقصود ہے کہ اُس دن امر عظیم ظاہر ہوگا یہ مراد نہیں ہے کہ خدا کی پنڈلی کھل جائیگی وہ توان امور سے پاک اور منزہ ہے بلکہ عرب کے محاورہ کے موافق امر عظیم ظاہر ہونا مقصود ہے ۱۲

چالیس دن ہونگے کہا میں نہیں جانتا لوگوں نے کہا چالیس مہینے ہونگے ابوہریرہ بولے میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے کہا چالیس برس ہونگے ابوہریرہ بولے میں نہیں کہہ سکتا[۱] پھر خداوند کریم آسمان سے مینہ برسائیگا لوگ زمین سے اس طرح نکلینگے جیسے کہ سبزہ اُگتا ہے آپنے فرمایا کہ انسان کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو پُرانی نہ ہو بجز ایک ہڈی کے جسے عجب الذنب[۲] (ریڑھ کی ہڈی) کہتے ہیں اُسی سے قیامت کے دن تمام مخلوق کی ترکیب دیجاویگی یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا سارے آدمی کو بجز ریڑھ کی ہڈی کے مٹی کھاجاتی ہے اسی سے آدمی پیدا کیا گیا ہے اور اُسی سے اُسکی ترکیب دیجاویگی

(۹۷۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن خدا تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لیگا اور آسمان کو دائیں ہاتھ میں لپیٹ لیگا پھر کہیگا میں بادشاہ ہوں (آج) زمین کے بادشاہ کہاں ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۷۴) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن خدا تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لیگا پھر اُنہیں دائیں ہاتھ میں پکڑ کے فرمائیگا میں بادشاہ ہوں (آج) ظالم کہاں ہیں متکبر لوگ کہاں ہیں پھر اپنے بائیں ہاتھ میں زمین کو لپیٹ لیگا ایک روایت میں ہے کہ اُنہیں دوسرے ہاتھ میں لے لیگا پھر فرمائیگا میں بادشاہ ہوں (آج) جبار اور متکبر لوگ کہاں ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۷۵) عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودیوں میں سے ایک عالم آیا اور کہا اے محمد بیشک خدا تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور تحت الثریٰ کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر رکھکر اُنہیں ہلائیگا اور فرمائیگا میں بادشاہ ہوں میں خدا ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

[۱] دوسری روایتوں میں چالیس برس بلا شک مذکور ہیں حضرت ابوہریرہ کو معلوم نہ ہوگا ۱۲ [۲] عجب کے معنے جڑ اور ذنب کے معنے دُم ہیں چونکہ یہ ہڈی اُس جگہ ہوتی ہے جہاں جانوروں کی دُم ہوتی ہے اس لئے اسے عجب الذنب کہتے ہیں اور یہ ریڑھ کی ہڈی کے نیچے والے سرے کو کہتے ہیں ۱۲ [۳] ذرا میرے سامنے تو آئیں دنیا میں بڑے فخر و تکبر کرتے تھے کہ ہم ایسے ہیں اور ہم ایسے ہیں آج بتائیں کہ وہ کیسے تھے جب کوئی جواب نہ دیگا تو خداوند کریم خود فرمائیگا آج ایک اکیلے زبردست خدا ہی کا ملک ہے ۱۲۔

یہودی کی بات پر تعجب کرکے اسکے سچا کرنے کے لئے ہنسنے لگے پھر استدلالاً یہ آیت پڑھی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (ترجمہ لوگوں نے خدا کی قدر نہ کی جتنی اسکی قدر کرنی چاہیئے تھی اور قیامت کے دن ساری زمین اسکی ایک مٹھی میں ہوگی اور آسمان اسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے خدا تعالیٰ ان چیزوں سے جنہیں لوگ شریک سمجھتے ہیں پاک اور برتر ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۷۶) حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ (کے مضمون) کی بابت دریافت کیا کہ اس دن لوگ کہاں ہونگے آپ نے فرمایا پل صراط پر ہونگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۷۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن سورج اور چاند بے نور ہو جاوینگے یا لپیٹ لئے جائینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۹۷۸) ابوسعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیونکر خوش رہوں حالانکہ صاحب صور (اسرافیل فرشتہ) صور کو منہ میں لئے ہوئے ہے اور اپنا کان جھکائے ہوئے ہے اور اپنی پیشانی نیچے کئے ہوئے ہے یہ انتظار کر رہا ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم دیا جاوے (اور میں صور پھونکدوں) صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں (جو ہم اس دن کی وحشت سے بچنے کے لئے پڑھا کریں) آپ نے فرمایا تم حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھا کرو (اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۷۹) عبداللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا صور جو کہ پھونکا جائیگا ایک سینگ ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

لہ یعنی آپ اسکے جھوٹے ہونے پر نہیں ہنسے بلکہ آپ ازراہ تعجب کے اسکے سچے ہونے پر ہنسے کہ یہودی بھی یہ بات سچ سمجھتا ہے ۱۲

سلہ ترجمہ جس دن آسمان و زمین دوسرے بدل دیئے جائینگے ۱۲ سلہ جبکہ یہ زمین نہ رہیگی تو لوگ کہاں چلے جائینگے حضور انور نے فرمایا لوگ اس وقت پل صراط پر چلے جائینگے اس سے ثابت ہوا کہ زمین کی ذات بدلی جائیگی بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ زمین تو یہی ہوگی صرف اسکے وصف میں تغیر و تبدل ہوگا یہ حدیث انکے قول کو باطل کرتی ہے ۱۲ سلہ جو کوئی کسی امر کا انتظار کرتا ہے وہ اسیطرح کان جھکائے ہوا کرتا ہے۔

تیسری فصل (۹۸۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس قول فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ کی تفسیر میں فرماتے تھے ناقور سے صور مراد ہے کہتے ہیں لفظ راجفہ (یعنے کانپنے والے) سے پہلا صور پھنکنا اور رادفہ (پیچھے آنیوالے) سے دوسرا صور پھنکنا مراد ہے یہ حدیث بخاری نے ترجمۂ باب میں نقل کی ہے۔

(۹۸۱) حضرت ابو سعید فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صور پھونکنے والے (یعنے اسرافیل) کا ذکر کیا اور فرمایا اُسکے دائیں طرف جبرئیل اور بائیں طرف میکائیل ہونگے۔

(۹۸۲) ابو رزین عقیلی کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ مخلوق کو دوبارہ کیونکر زندہ کریگا اور اُسکی مخلوق میں اسکی کیا نشانی ہے آپ نے فرمایا کیا تیرا اپنی قوم کے کسی خشک جنگل میں گزر نہیں ہوا (کہ اول تو نے بالکل خشک دیکھا ہو) پھر دوبارہ تو اُسمیں گزرا ہو تو اُسے سرسبز لہلہاتے دیکھا ہو میں نے عرض کیا ہاں (دیکھا ہے) آپ نے فرمایا مخلوق میں خدا کی (قدرت کی) یہی نشانی (کافی) ہے اسیطرح خدا تعالیٰ مردونکو زندہ کردیگا یہ دونوں حدیثیں رزین نے نقل کی ہیں۔

باب حشر (یعنے مردونکے جمع ہونے) کا بیان

پہلی فصل (۹۸۳) سہل بن سعد کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ ایک سفید زمین پر جمع ہونگے جو بہت سفید نہ ہوگی اور چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کی طرح ہوگی اُسمیں کسی کا کچھ نشان نہ ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۴) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن زمین ایک روٹی (جیسی) ہوگی اُسے خدائے جبار اپنے ہاتھ میں الٹ پلٹ کریگا جیسے کہ تم میں سے کوئی آدمی سفر میں اپنی روٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے وہ روٹی جنتیونکی مہمانی ہوگی پھر دیونمیں سے

۱؎ آیت یعنے یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ ترجمہ جس دن کہ راجفہ ہلیگا اور رادفہ اُسکے پیچھے آئیگا میں راجفہ سے پہلا صور اور رادفہ سے دوسرا صور مراد ہے ۱۲ ۲؎ جس وقت اسرافیل صور پھونکینگے تو جبرائیل اونکی داہنی طرف اور میکائیل بائیں طرف ہونگے ۱۲ ۳؎ کہ کبھی جنگل کیسا خشک ہوتا ہے اور پھر مینہ برسا کر خدا تعالیٰ اُسے گھاس سے کیسا سرسبز کردیتا ہے اسی طرح مرے ہوئے لوگوں کو زندہ کردیگا ۱۲ ۴؎ یعنے عمارت وغیرہ کچھ نہ ہوگی صرف چٹیل میدان ہوگا ۱۲۔

ایک آدمی نے آکے کہا اے ابو القاسم تمہیں خدا برکت عطا فرمائے کیا میں آپکو قیامت کے دن کی جنتیوں کی مہمانی نہ بتاؤں آپ نے فرمایا ہاں (بتاؤ) وہ بولا زمین ایک روٹی کیطرح ہوگی جیسے کہ اس سے پہلے حضور انور نے فرمایا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف نظر کی پھر اتنے ہنسے کہ آپکی کچلیاں ظاہر ہوگئیں اور آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں انکا لگاؤں (یعنے سالن) نہ بتاؤں وہ بالام اور نون ہے صحابہ بولے یا رسول اللہ) وہ کیا چیز ہے[1] آپ نے فرمایا بیل اور مچھلی ہے کہ انکے اس گوشت کے ٹکڑہ سے جو انکے جگر پر بڑھا ہوا ہوگا ستر ہزار آدمی کھا لینگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین[2] طریقوں پر جمع کئے جاوینگے ایک رغبت کرنیوالے دا در ڈرنیوالے ہونگے اور دو آدمی ایک اونٹ پر ہونگے اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر ہونگے اور باقی[3] لوگوں کو آگ جمع کریگی جہاں وہ دوپہر کو سوئینگے وہیں وہ آگ رہیگی اور جہاں وہ لوگ رات کو رہینگے انکے ساتھ ہی آگ بھی رہیگی اور جہاں وہ لوگ صبح کو ہونگے وہیں وہ آگ ہوگی اور شام کیوقت جہاں وہ جائینگے وہیں وہ آگ جائیگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۶) حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا قیامت کے دن تم ننگے پاؤں ننگے بدن[4] بے ختنہ کئے ہوئے اٹھو گے پھر (استدلالاً) یہ آیت پڑھی کَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ (ترجمہ جیسے ہمنے اول دفعہ پیدا کیا ہے اسیطرح ہم اسے دوبارہ پیدا کردینگے یہ ہمارا وعدہ ہے بیشک ہم ہی کرنے والے ہیں) اور سب سے پہلے قیامت کے دن جسے لباس پہنایا جاویگا وہ حضرت ابراہیم ہیں اور میرے اصحابوں میں سے کچھ آدمی بائیں طرف (یعنے دوزخیوں کی صف میں) لیلئے جاوینگے میں کہوں گا یہ تو میرے صحابی ہیں یہ تو میرے

---

[1] بالام اور نون چونکہ عبرانی لفظ تھے اسلئے صحابہ نے دریافت کیا آپ نے فرمادیا اس سے بیل اور مچھلی مراد ہے ۱۲ [2] یعنے ایک جماعت جنت کی خواہاں ہوگی اور ایک دوزخ سے ڈرنیوالی ہوگی یہ لوگ اپنے مرتبوں کے موافق سواریوں پر ہونگے جو بڑے مرتبہ کا آدمی ہوگا اسے زیادہ جگہ ملیگی اور جو کم مرتبے کے ہونگے ان میں سے ایک اونٹ پر کتنے کتنے آدمی سوار ہونگے ۱۲ [3] جس طرح دنیا میں پیدا ہوئے تھے اسیطرح دنیا سے آخرت کی طرف جاؤ گے ۱۲

صحابی ہیں اللہ برتر فرماویگا (اے محمد) جب سے تو انسے جدا ہوا ہے یہ اپنی ایڑیوں کے بل اُلٹے ہی پھرتے رہے (یہ تیرے صحابی نہیں رہے) پھر میں وہ جواب دونگا جو کہ نیک بندے (عیسیٰ) دینگے کہ جبتک میں انمیں رہا میں انپر نگہبان اور گواہ تھا (جب تو نے مجھے اُٹھا لیا تو تو ان کا نگہبان تھا اب اگر تو اُنہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو معاف کردے تو اچھا ہے) کیونکہ تو بڑا زبردست حکمت والا ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۷) حضرت عائشہ کہتی ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے قیامت کے دن لوگ ننگے پانوں ننگے بدن بے ختنہ کئے ہوئے جمع ہونگے مینے عرض کیا یا رسول اللہ عورت اور مرد سب (ننگے ہونگے) اور ایک دوسرے کو دیکھیگا آپ نے فرمایا وہ حال اس سے زیادہ سخت ہوگا کہ ایک دوسرے کی طرف دیکھے[1] - یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی قیامت کے دن کافر لوگ مُنہ کے بل کیونکر اُٹھینگے آپ نے فرمایا کیا جسنے دنیا میں پیروں پر چلایا وہ اُس آدمی کو قیامت کے دن مُنہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۹) حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملینگے تو آزر کے مُنہ پر سیاہی اور غبار ہوگا ابراہیم علیہ السلام اُنسے کہینگے کیا مینے تجھسے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر اُنکے والد اُن سے کہینگے آج میں تیری نافرمانی نہیں کرتا پھر ابراہیم علیہ السلام (جناب الٰہی میں) عرض کرینگے اے پروردگار تو نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ جس دن لوگ اُٹھینگے اُس دن تو مجھے رسوا نہ کریگا اب میرے والد رحمت سے[2] دور پڑے ہوئے کی رسوائی سے زیادہ میری رسوائی کیا ہوگی اللہ برتر فرمائیگا مینے کافروں کے واسطے جنت حرام کردی ہے پھر حضرت ابراہیم کو ارشاد ہوگا کہ تیرے دونوں پیروں کے نیچے کیا ہے وہ نظر کرینگے پھر آزر کو اس حال میں دیکھینگے کہ ایک کفتار گوبر اور مٹی میں[3] لتھڑا ہوا پڑا ہے اُسکے پانوں پکڑکر آگ میں ڈالدیا جائیگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے اُس وقت لوگ ایسے حیران و پریشان ہونگے کہ ایک دوسرے کے حال سے ذرا مطلع نہوگا ۱۲ [2] یعنے اس سے زیادہ میری رسوائی اور کیا ہوگی کہ میرا باپ تیری رحمت سے دور پڑا ہے ۱۲ [3] آزر کی صورت اسلئے بدلدیجائیگی تاکہ حضرت ابراہیم کو غم نہ ہو اور وہ اس خیال اور ملال سے چھوٹ جائیں ۱۲

(۹۹۰) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئیگا ان کا پسینہ زمین پر ستر گز چڑھ جاویگا اور لوگوں کے لگاموں کی طرح ہو جاویگا یہانتک کہ انکے کانوں تک پہنچ جائیگا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۹۱) حضرت مقدادؓ کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کے دن سورج آدمیوں سے اتنا قریب ہوگا کہ آدمیوں سے ایک میل کی مقدار دور ہوگا اور لوگ اپنے عملوں کے موافق پسینہ میں (ڈوبے ہوئے) ہونگے بعضے اُن میں ایسے ہونگے کہ ان کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا اور بعضوں کا گھٹنوں تک اور بعضوں کا ازار باندھنے کی جگہ تک ہوگا اور بعضوں کا پسینہ منہ میں (یوں) لگام کی طرح ہوگا (اسکی کیفیت بتانیکو) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے[1] منہ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۹۲) حضرت ابوسعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ برتر فرمائیگا اے آدم وہ کہینگے میں حاضر ہوں اور تیری خدمت میں مستعد ہوں اور بھلائی ساری تیرے اختیار میں ہے اللہ برتر فرمائیگا دوزخ کے لشکر کو (الگ) نکال وہ کہینگے دوزخ کا لشکر کیا ہے اور کون لوگ ہیں) فرماویگا ہر ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے (۹۹۹) اسوقت بچے بڈھے ہو جاوینگے اور ہر ایک حمل والیکا حمل گر پڑیگا اور تو لوگوں کو (دہشت کے مارے) بیہوش دیکھیگا حالانکہ وہ بیہوش نہ ہونگے لیکن خدا کا عذاب سخت ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک ہم میں[2] سے کون ہوگا آپ نے فرمایا تم خوش رہو کیونکہ تمہارا ایک آدمی (ہوگا) یاجوج ماجوج کے ہزار آدمی (ہونگے) پھر فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں کی چوتھائی ہوگے ہمیں یہ بات بہت[3] بڑی معلوم ہوئی آپ نے پھر فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں کی تہائی ہوگے یہ بات ہمیں (اور بھی) بڑی معلوم ہوئی آپ نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں کے آدھے ہوگے ہمیں یہ بات (اور بھی) بڑی معلوم ہوئی آپنے فرمایا تم تو لوگوں میں

---

[1] یعنی آپنے اپنا ہاتھ منہ میں دیکے بتایا کہ قیامت کے دن بعضوں کے لگام کی طرح اس طور پسینہ ہوگا ۱۲
[2] وہ ایک کون سا یعنی کیسے عمل والا آدمی ہوگا جو جنت میں جائیگا آپ نے فرمایا تم مت گھبراؤ یاجوج ماجوج ہی اتنے ہیں کہ تم میں سے ایک ایک کے مقابلہ میں ہزار ہیں ۱۲
[3] کہ ساری دُنیا کے مقابلہ میں ہماری کیا حقیقت ہے پھر ہم جنتیوں کے چوتھائی کیونکر ہو جا ئینگے ۱۲

ایسے ہو جیسے کہ سفید بیل کی کھال میں کوئی سیاہ بال ہوتا ہے یا سیاہ بیل کی کھال میں کوئی سفید بال ہوتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۹۳) حضرت ابوسعید خدری ہی کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جس دن پروردگار ہمارا امر عظیم ظاہر کریگا اور تمام مسلمان مرد اور مسلمان عورت اُسے سجدہ کرینگے اور وہ لوگ باقی رہجاوینگے جو دنیا میں دکھانے اور سُنانے کو سجدہ کرتے ہونگے وہ سجدہ کرنے جائینگے تو اُنکی پیٹھ یکساں سیدھی ہو جاویگی (کہ سجدہ کر ہی نہ سکینگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۹۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک بڑا موٹا آدمی آویگا کہ خدا کے نزدیک وہ مچھر کے بر برابر بھی نہ ہوگا اور فرمایا (کچھ شک ہو تو) یہ آیت پڑھ لو فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَزْنًا ترجمہ قیامت کے دن ہم اُن (کافروں) کی کچھ قدر نہیں رکھینگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۹۹۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ وسلم نے یہ آیت یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا[2] پڑھکر کہا کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسول ہی خوب واقف ہیں آپنے فرمایا اسکی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر ایک بندے پر گواہی دیگی یعنے جو کچھ کسی نے پشت زمین پر عمل کیے ہونگے وہ کہیگی کہ اسنے میرے اوپر فلاں فلاں دن ایسے ایسے عمل کیے ہیں آپنے فرمایا یہ اُسکی خبریں ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۹۹۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرتا ہے وہ پشیمان ہوتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اُسکی ندامت (کا سبب) کیا ہے آپ نے فرمایا اگر اچھا ہوتا ہے تو اس لئے شرمندہ ہوتا ہے کہ زیادہ عمل کیوں نہ کیے اور اگر بُرا ہوتا ہے تو اسلیئے شرمندہ ہوتا ہے

---

[1] یعنے تم تمام لوگوں میں بہت ہی کم ہو مگر جنت میں تم ہی تم ہوگے دوسری امتوں کے لوگ تم سے آدھے ہونگے یہاں آپ نے آدھے جو فرمایا ہے یہ اُس سے پہلے کا ذکر ہے جبکہ آپنے یہ فرمایا ہے کہ جنتی آدمیوں کی ایکسو بیس صفیں ہونگی اسّی میری اُمت کی اور چالیس اور سارے نبیوں کی اُمت کی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکے اُمتی جنتیوں کی دو تہائی ہونگے ۱۲

[2] ترجمہ اُس دن زمین اپنی خبریں بیان کردیگی یعنے جو کچھ لوگوں نے زمین پر کام کیے ہونگے خدا تعالیٰ کے روبرو مفصل بیان کردیگی ۱۲

تو اس لئے شرمندہ ہوجاتا ہے کہ اپنے تئیں برائی سے کیوں نہیں روکا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۹۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین قسم پر جمع کئے جاوینگے ایک قسم سوار ہونگے اور ایک قسم پیادہ ہونگے اور ایک قسم منھ کے بل ہونگے کسی نے کہا یا رسول اللہ وہ اپنے منھ کے بل کیونکر چلینگے آپ نے فرمایا بیشک جسنے انہیں پیروں کے بل چلایا وہی انہیں منھ کے بل بھی چلانے پر قادر ہے[۱] یاد رکھو وہ اپنے مونہوں ہی کے سبب سے ہر بلندی اور کانٹے سے بچینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۹۸) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قیامت کے دن کو اس طرح دیکھنا چاہے جیسے آنکھ سے دیکھ رہا ہے تو اسے سورہ[۲] اذا الشمس کورت اور اذا السماء انفطرت اور اذا السماء انشقت پڑھ لینی چاہیئے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۹۹۹) حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ مجھ سے صادق المصدوق[۳] صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ قیامت کے دن لوگ تین طرح کے جمع ہونگے ایک قسم کے سوار کھانے پینے والے (لیعنی چین والے) ہونگے اور ایک قسم کے وہ ہونگے جنہیں فرشتے منھ کے بل گھسیٹینگے اور دوزخ کی آگ انہیں (میدان حشر کی طرف) ہنکائیگی اور ایک طرح کے لوگ پیادہ پا چلینگے اور دوڑینگے انکی سواری پر خدا تعالیٰ آفت ڈالیگا تو کوئی باقی نہیں رہیگی یہانتک کہ کسی آدمی کا باغ ہوگا اور وہ اسے اونٹ کے بدلے دیوے تو اونٹ (کے لینے) پر قادر نہ ہوگا (یعنے باغ کے بدلے بھی اونٹ میسر نہوگا) یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

باب حساب اور بدلہ (لئے جانے) اور ترازو میں عمل تلنے کا بیان

---

[۱] مراد یہ ہے کہ پیروں کے بل چلنے کی طاقت بھی تو خدا ہی نے دی ہے بندہ خود تو نہیں چل سکتا پھر یہی خدا منھ کے بل بھی چلا سکتا ہے ۱۲ [۲] جنمیں قیامت کا حال مفصل مذکور ہے اُن کے پڑھ لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت آنکھوں کے سامنے موجود ہے ۱۲ [۳] اس سے حضور انور مراد ہیں جو خود سچ بولنے والے ہیں اور لوگوں نے انہیں سچا تسلیم کرلیا ہے یہاں تک کہ آپ کے سچے ہونے کا قریبی اقراری تھے مگر ایمان نہیں لاتے تھے ۱۲۔

پہلی فصل

(۱۰۰۰) حضرت عائشہ نقل کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جس آدمی سے حساب لیا جاویگا وہ ہلاک ہوگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا خدا تعالیٰ یہ نہیں فرماتا ہے۔ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا (ترجمہ نجات پانیوالوں کا حساب آسان ہوگا) آپ نے فرمایا یہ تو پیش کرنا ہے (یہ حساب نہیں ہے) لیکن جس سے حساب میں کرید کاوش کیجائیگی وہ ہلاک ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۰۰۱) عدی ابن حاتم کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ایسا کوئی نہیں ہے جس سے خدا تعالیٰ اس طرح کلام نہ کریگا کہ اُسکے اور خدا کے بیچ میں نہ کوئی ترجمان ہوگا اور نہ کوئی ایسا پردہ ہوگا جو بندہ اور خدا کے بیچ میں حائل ہو پھر وہ شخص اپنے دائیں طرف نظر کریگا تو وہی عمل دیکھے گا جو اپنے آگے بھیجے ہونگے اور اپنے بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا جو عمل آگے بھیجے ہونگے پھر اپنے آگے نظر کریگا تو مُنہ کے سامنے بجز آگ کے اور کچھ نہ دیکھے گا لہذا تم آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑہ دینے (تھوڑی سی چیز دینے) کے سبب سے ہو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۰۲) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومن کو اپنی رحمت سے نزدیک کریگا اور اُسپر اپنی نگہبانی رکھیگا اور اُس کا عیب چھپائیگا پھر فرمائیگا کیا تو ایسا اور ایسا (اپنا) گناہ پہچانتا ہے وہ کہیگا اے پروردگار ہاں پہچانتا ہوں اللہ تعالیٰ اُس بندہ سے گناہوں کا اقرار کرائیگا پھر وہ بندہ خیال کریگا کہ میں ہلاک ہوگیا خدا تعالیٰ فرمائیگا دنیا میں میں نے تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی میں تیرے گناہ بخشدونگا پھر اسے اُسکی نیکیوں کی کتاب ملجائیگی ولیکن کافر اور منافقوں کو تمام مخلوق کے روبرو اسطرح پکارا جاویگا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا یاد رکھو ظالموں پر خدا کی پھٹکار ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

ف۱ خدا تعالیٰ تو خود فرماتا ہے کہ نیک بندوں کا بھی حساب ضرور ہوگا لیکن آسان ہوگا آپ نے فرمایا وہ حساب نہ ہوگا بلکہ یہ اس طرح ہوگا کہ خدا تعالیٰ بندہ سے کہیگا اے بندے تو نے ایسے اور ایسے عمل کئے لیکن چاہا ہم نے اپنی رحمت سے تجھے بخشدیا اور جس سے یہ حساب لیا جائیگا کہ تو نے کیا کیا نیک عمل کئے اور کیا کیا بُرے عمل کئے وہ ہلاک ہو جائیگا ۱۲۔

ف۲ یعنی کچھ ہو تھوڑا بہت راہ خدا میں دیتے رہا کرو تاکہ دوزخ کی آگ سے نجات پاؤ ۱۲۔

ف۳ یعنی اعمال نامہ نیکیوں کا اُسے مل جائے گا وہ اپنی نیکیاں دیکھ کے خوش ہوگا ۱۲۔

(۱۰۰۳) حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دیدیگا اور فرمائیگا یہ تیرے آگ سے چھوٹنے کا سبب ہے[۱] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۴) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام حاضر کئے جائینگے اور انسے پوچھا جائیگا کیا تم نے اپنی امت کو احکام خداوندی پہنچا دیئے وہ کہینگے اے پروردگار ہاں (پہنچا دیئے) پھر انکی امت سے پوچھا جائیگا کہ کیا نوح نے تمہیں (میرے احکام) پہنچا دیئے تھے وہ کہینگے ہمارے پاس کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا پھر نوح علیہ السلام سے پوچھا جائیگا کہ تیرا گواہ کون ہے وہ کہینگے (میرے گواہ) محمد اور انکی امت کے لوگ ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمہیں حاضر کیا جائیگا اور تم یہ گواہی دوگے کہ بیشک نوح نے اپنی امت کو خداوندی احکام پہنچا دیئے تھے پھر رسول خدا نے (استدلالاً) یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (ترجمہ اس لئے ہمنے تمہیں اوسط درجہ کی نیک امت بنایا تاکہ تم اور امتوں کے آدمیوں پر گواہ ہو اور پیغمبر تمپر گواہ ہونگے)[۲] یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۵) حضرت انس کہتے ہیں ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ ہنسنے لگے آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس بات سے ہنس رہا ہوں حضرت انس کہتے ہیں ہمنے عرض کیا اللہ و رسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا بندہ کی اپنے پروردگار سے گفتگو کرنے پر (مجھے ہنسی آئی ہے) جو کہ بندہ (قیامت کے دن) کہیگا اے پروردگار کیا تو نے مجھے ظلم سے[۳] پناہ نہیں دی فرماتے ہیں خدا تعالیٰ فرماویگا ہاں (مینے پناہ دی) فرماتے ہیں پھر بندہ کہیگا (جب یہ ہے) تو میں اپنے اوپر اپنے ہی میں سے گواہ ہونیکے علاوہ (اور گواہ) روا نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرمائیگا آج تجھپر تیرا نفس اور کرام کاتبین گواہ کافی ہیں حضور انور فرماتے ہیں پھر اسکے منہ پر مہر لگا دیجاویگی اور اسکے اعضا سے کہا جائیگا بولو! وہ اعضا اسکے عمل

---

[۱] اسکا مطلب یہ ہے کہ دوزخ اور جنت میں ہر ایک آدمی کا مکان بنا ہوا ہے کافروں کی جو جنت میں جگہ ہے وہ مسلمانوں کو ملجائیگی اور مسلمانوں کی جو دوزخ میں جگہ ہے وہ کافروں کو ملجائیگی اور مسلمان دوزخ سے چھوٹ جائینگے ۱۲ [۲] یعنے تمام امتوں کے نیک و بد ہونے اور پیغمبر کی بات ماننے نہ ماننے پر تم گواہ ہوگے اور تمام پیغمبر تمہارے اچھے اور برے ہونیکے گواہ ہونگے ۱۲ [۳] یعنے کیا تو نے مجھے اس بات سے پناہ دی کہ مجھپر ظلم نکیا جائیگا اور اگر پناہ دیدی تو میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی غیر میری گواہی دے کوئی میرا ہی گواہ ہو خدا تعالیٰ اسکے ہاتھ پاؤں

بتادینگے پھر اس بندے اور اسکے بولنے کے بیچ میں سے مہر دور کردیجاویگی (یعنے وہ بولنے لگیگا) وہ (اپنے اعضائے) کہیگا تم (خدا کی رحمت سے) دور ہو اور نکالے جاؤ میں تو تمہارے ہی لئے جھگڑتا تھا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۱۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھینگے آپ نے فرمایا کیا تم دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے میں جو ابر میں چھپا ہوا نہ ہو اختلاف اور شک کرتے ہو صحابہ بولے نہیں آپ نے فرمایا کیا تم چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں جو ابر میں نہو شک کرتے ہو صحابہ بولے نہیں آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے جیسے تم سورج یا چاند میں سے کسی کے دیکھنے میں شک نہیں کرتے ایسے ہی تم اپنے پروردگار کے دیکھنے میں[۱] شک نہ کروگے آنحضور فرماتے ہیں پھر بندہ پروردگار سے ملاقات کریگا تو پروردگار فرمائیگا اے فلانے کیا مینے تجھے بزرگی اور سرداری نہیں دی اور (کیا) مینے تجھے بیوی نہیں دی اور کیا مینے گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرا تابعدار نہیں بنایا اور کیا مینے تجھے قوم کا رئیس بنا کر نہیں چھوڑا کہ تو انسے (مال غنیمت کی) چوتھائی لیتا تھا بندہ کہیگا ہاں اے پروردگار سچ ہے) آنحضرت فرماتے ہیں خدا تعالی فرمائیگا کیا تو جانتا تھا کہ تو مجھ سے ملیگا وہ کہیگا نہیں خدا تعالی فرمائیگا بیشک (آج) میں بھی تجھے بھول جاتا ہوں جیسے تو (دنیا میں) مجھے بھول[۳] گیا تھا پھر دوسرے بندہ سے ملیگا آنحضور نے پہلی تقریر کیطرح (آگے) ذکر کیا (یعنے جو بندہ اور پروردگار کی پہلی گفتگو ہوئی وہی دوسرے سے ہوگی) پھر تیسرے بندہ سے ملیگا تو پروردگار اس سے اسیطرح فرمائیگا وہ کہیگا اے پروردگار میں تجھپر اور تیری کتابوں اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور مینے نماز پڑھی روزے رکھے خیرات دی اور جتنی ہوسکیگی وہ خدا کی اچھی تعریف کریگا پروردگار فرمائیگا تو یہیں ٹھہر جا تاکہ تجھے تیرے عمل یاد دلائے جائیں) پھر کہا جائیگا اب ہم تیرے اوپر گواہ لاتے ہیں وہ بندہ اپنے دل میں غور کریگا کہ میرے اوپر گواہی کون دیگا پھر اسکے منہ پر مہر لگادی جائیگی اور اسکی ران سے کہا جائے گا تو بول پھر اسکی ران اور گوشت اور ہڈیاں اس کے عمل بتانے لگینگے اور یہ اسلئے ہوگا تاکہ اسکا عذر

---

[۱] اور اب تم نے میری برائیو نپر گواہی دی تم نے مجھے یہ بدلہ دیا ۱۲ [۲] یعنے ضرور دیکھوگے ۱۲۔
[۳] جیسے تو مجھ سے ملنے کو بھولے ہوئے تھا ایسے ہی میں آج تجھپر اپنی رحمت کرنے سے بھول جاتا ہوں ۱۲۔

اُسکے دل سے [1] جاتا رہے اور یہ شخص منافق ہو گا اور یہ وہی ہے جس سے خدا ناراض ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ابو ہریرہ کی یہ حدیث کہ میری اُمّت میں سے ستّر ہزار آدمی جنت میں جا ئینگے تا آخر توکل کرنیکے باب میں ابن عباس کی روایت سے مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۱۰۰۷) حضرت ابو امامہ (باہلی) کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میرے پروردگار نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میری اُمّت کے ستّر ہزار آدمی اس طرح جنت میں جا ئینگے کہ نہ ان سے حساب ہو گا اور نہ اُنپر عذاب ہو گا ہر ایک ہزار کے ساتھ ستّر ہزار اور آدمی ہونگے اور میرے پروردگار کی تین لپیں بھر لوگ ہونگے [2]۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۸) حضرت حسن (بصری) ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں ابو ہریرہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ پروردگار کے روبرو تین بار پیش ہونگے دو بار تو جھگڑا [3] اور عذر ہو گا لیکن تیسری دفعہ (جو پیش ہونگے) اسوقت اعمالنامے اڑ کر ہاتھوں میں آجا ئینگے کوئی اپنے داہنے ہاتھ میں لیئے ہو گا اور کوئی بائیں ہاتھ میں لئے ہو گا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث اسوجہ سے صحیح نہیں ہے کہ حسن بصری نے ابو ہریرہ سے نہیں سُنا ہے بیشک بعض لوگوں نے اسے حسن بصری سے بروایت ابو موسیٰ نقل کیا ہے۔

(۱۰۰۹) عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک خدا تعالیٰ میری اُمّت میں سے ایک آدمی کو قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے لائیگا اور اُسکے سامنے ننانوے دفتر گناہوں کے کھولے گا ہر ایک دفتر اتنا بڑا ہو گا جتنی دور نگاہ جاتی ہو پھر فرمائیگا کیا اس میں سے تو کسی گناہ کا انکار کرتا ہے کیا میرے نگہبان کاتبوں نے تجپر کچھ ظلم کیا ہے وہ کہیگا اسے پروردگار نہیں (وہ کاتب ظلم

[1] یعنے یہ بات اُس کے گناہوں کے ثابت کرنیکے لئے ہوگی تاکہ بندہ کسی طرح کا عذر نہ کر سکے ۱۲ [2] مراد یہ ہے کہ ان ستّر ہزار آدمیوں کے ساتھ اور بہت سے بے شمار آدمی ہونگے ۱۲ [3] یعنے پہلے تو لوگ یہ جھگڑا کرینگے کہ نبیوں نے ہمیں احکام نہیں پہونچائے جب اسمیں ہار جائینگے تو دوسری دفعہ عذر معذرت کرینگے کہ الٰہی یہ خطائیں ہمسے بھولے سے ہوئیں اور ہمیں علم نہ تھا جب اس دفعہ بھی ہار جائینگے اور تیسری بار پیش ہونگے تو سبکے ہاتوں میں اعمالنامے دیدیئے جائینگے جتنے جیسے عمل کئے ہونگے سب اُس میں لکھے ہونگے ۱۲۔

نے کچھ ظلم کیا اور نہ میں انکار کر سکتا ہوں، پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تیرا کوئی عذر ہے وہ جواب دیگا اے پروردگار کوئی عذر نہیں ہے پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا ہاں واقعی ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور بیشک آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا پھر ایک پرچہ نکالا جاویگا جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (لکھا) ہوگا خدا تعالیٰ فرمائیگا (اے شخص جا) اپنے عمل تلنے میں جا[1] پھر وہ کہیگا اے پروردگار یہ پرچہ ان دفتروں کے مقابلہ میں کیا ہے پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا بیشک تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا[2] آنحضور فرماتے ہیں پھر وہ (ننانوے) دفتر ایک پلڑے میں اور یہ پرچہ ایک پلڑے میں رکھے جاینگے تو دفتر ہلکے ہونگے اور وہ پرچہ بھاری ہوگا کیونکہ اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۱۰۱۰) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ یہ دوزخ کی آگ یاد کر کے رونے لگیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تجھے کس چیز نے رلادیا وہ بولیں میں دوزخ کی آگ یاد کر کے رونے لگی کیا تم قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھوگے (یا نہیں) آپ نے فرمایا تین مقام پر کوئی کسی کو یاد نہیں رکھیگا[3] ایک ترازو کے پاس جبتک یہ نہ جان لے کہ اسکی تول ہلکی رہتی ہے یا بھاری ہوتی ہے دوسرے (عملوں کی کتاب دئے جانے) کے وقت جبکہ یہ کہا جاویگا آؤ میری کتاب پڑھو جبتک یہ نہ جان لے کہ اسکی کتاب کدھر ملیگی آیا داہنے ہاتھ میں آئیگی یا بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے سے (ملیگی) تیسرے پل صراط (پر چلنے) کے وقت جبکہ وہ دوزخ کی پشت پر رکھی ہوگی یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۰۱۱) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ایک آدمی آکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے دو غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں انہیں برا کہتا ہوں اور مارتا ہوں (خدا تعالیٰ کے روبرو) انکی وجہ سے میرا کیا حال ہوگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو جو کچھ انہوں نے تیری خیانت اور نافرمانی کی ہے اور تجھ سے جھوٹ بولا ہے اس کا

---

[1] یعنی جا کے اپنے سامنے عمل تلوا تاکہ تجھے ہماری رحمت کا حال بخوبی معلوم ہو جائے ۱۲ [2] یعنی تیرے اوپر کچھ زیادتی نہیں کیجائیگی اور تیرے نیک عمل جو کچھ ہونگے انکی تجھے جزا دیجائیگی ۱۲ [3] یعنی ان تین وقتوں میں کوئی کسی کو یاد نہ رکھیگا ایک ترازو کے پاس جہاں عمل تلینگے دوسرے اعمال نامے ملنے کے وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کو پکاریگا کہ لوگو آؤ میری کتاب پڑھو دیکھو اسمیں کیا کیا اچھی باتیں لکھی ہیں تیسرے پل صراط پر چلتے وقت جو کہ پشت جہنم پر ہوگی ۱۲۔

اور جو کچھ تو نے اُنہیں سزا دی ہے اُس کا حساب ہو جاویگا پھر اگر تیری اُنہیں سزا دینی اُنکے گناہوں کے برابر ہوگی تو برابر سرابر ہو جائیگی نہ تجھے ثواب ہوگا نہ تجھے کچھ گناہ ہوگا اور اگر تیری اُنہیں سزا دینی اُنکے گناہوں سے کم ہوگی تو تجھپر فضل ہوگا اور اگر تیری اُنہیں سزا دینی اُنکے گناہوں سے زیادہ ہوگی تو تجھ سے اُسی زیادتی کا بدلہ دلایا جاویگا[۱] (یہ سُنکر) وہ شخص اُس جگہ سے الگ ہو کر رونے اور چلانے لگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کیا تو نے خدائے برتر کا یہ قول نہیں پڑھا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ (ترجمہ ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھینگے[۲] پھر کسی کی حق تلفی نہ کیجائیگی اور اگر رائی کے دانہ برابر بھی (کوئی) نیکی ہوگی تو ہم اُسے لے آئینگے اور ہم حساب کرنیوالے کافی ہیں) وہ شخص بولا یا رسول اللہ میں اپنے اور ان غلاموں کے حق میں انکے چھوڑ دینے (یعنے آزاد کر دینے) سے بہتر کوئی بات نہیں پاتا میں آپکو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سب آزاد ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۲) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ اپنی کسی نماز میں اللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا پڑھ رہے تھے (ترجمہ الٰہی مجھ سے آسان حساب لیجیو) میں بولی یا رسول اللہ آسان حساب کیا ہے آپ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ بندہ اپنی کتاب[۳] دیکھے گا پھر اُس سے درگزر کیجاویگی اے عائشہ بیشک اُس دن جو شخص حساب میں الجھایا گیا وہ ہلاک ہو گیا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے

(۱۰۱۳) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے عرض کیا (یا رسول اللہ) مجھے بتائیے قیامت کے دن کسے کھڑے ہونیکی طاقت ہوگی جسکے حق میں اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (ترجمہ جسدن لوگ رب العالمین کے

---

[۱] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوکروں اور لونڈی باندی غلاموں کو زیادہ سزا نہ دینی چاہیے ورنہ قیامت کے دن اُنہیں بدلہ دلایا جائیگا جنہیں خدا نے کچھ لوگوں کا سردار بنا دیا ہو اُنہیں اپنے ماتحت والوں کی رعایت رکھنی چاہیئے ورنہ قیامت کے دن اُس کی پرسش ہوگی ۱۲ [۲] یعنے ایسی ترازو کھڑی کر دینگے جو پورا پورا تولیگی اور کسی کی حق تلفی نہ کریگی ۱۲ [۳] یعنے آسان حساب یہ ہے کہ بندے کو نیک و بد عملوں کا اعمال نامہ دیدیا جائیگا وہ پڑھ کر ڈریگا کہ میرے گناہ بہت ہیں کہ دوزخ میں نہ چلا جاؤں خداوند کیطرف سے ارشاد ہوگا اے بندہ جا میں نے تجھے بخش دیا ۱۲۔

روبرو کھڑے ہونگے، آپ نے فرمایا قیامت کا دن ایمان والوں کے لئے ایسا ہلکا ہوگا کہ ایک فرضی نماز کے برابر معلوم ہوگا۔

(۱۰۱۴) حضرت ابو سعید خدری ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے اس دن کی بابت جسکا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا سوال کیا کہ وہ دن تو بہت بڑا ہوگا آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے بیشک وہ مومن کے حق میں ایسا ہلکا ہوجاویگا کہ اسے ایک فرضی نماز سے جو دنیا میں پڑھتا تھا زیادہ آسان معلوم ہوگا یہ دو حدیثیں بیہقی نے قیامت کے دن لوگوں کے اٹھنے اور پراگندہ ہونے کے باب میں نقل کی ہیں۔

(۱۰۱۵) اسماء بنت یزید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں آپ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ ایک زمین پر جمع کئے جاوینگے پھر ایک ڈھنڈورچیا پکار کر کہیگا وہ لوگ کہاں ہیں جنکے پہلو خدا کی عبادت کیواسطے خوابگاہوں سے جدا رہتے تھے وہ لوگ کھڑے ہونگے حالانکہ وہ تھوڑے سے آدمی ہونگے پھر حساب دئے بغیر جنت میں چلے جائینگے پھر باقی لوگوں کو حساب دینے کا حکم ہوگا یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب حوض کوثر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کرنیکا بیان

پہلی فصل (۱۰۱۶) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسوقت کہ میں شب معراج میں جنت کی سیر کر رہا تھا یکایک ایک نہر پر میرا گزر ہوا اسکے دونوں طرف کھوکھلے موتی کے گنبد تھے میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے وہ بولے یہ حوض کوثر ہے جو آپکے پروردگار نے آپکو عنایت کیا ہے یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ اسکی مٹی خوشبودار مشک جیسی ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۰۱۷) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک مہینہ بھر

لہ یعنی انہیں وہ دن اتنا بڑا نہ معلوم ہوگا ۱۲ لہ یعنے جو لوگ ہمیشہ عبادت میں لگے رہتے تھے اور راتوں کو کم سوتے تھے ۱۲ لہ یعنے ایک ایک موتی کے گنبد تھے وہ موتی اندر سے تھوتھے تھے ۱۲

کے راستہ کے برابر ہے[51] اور اُسکے دونوں کونے (یعنے لمبان چوڑان) برابر ہیں اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اُسکی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اُسکے آبخورے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو کوئی اُسمیں سے پی لیگا پھر وہ کبھی پیاسا ہی نہ ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۱۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میرا حوض اس سے زیادہ دور ہے جتنا اَیلہ عدن[52] سے دور ہے البتہ سفیدی میں برف سے زیادہ ہے اور اُس شہد سے جو دودھ میں ملا ہو زیادہ شیریں ہے اور اسکے برتن (یعنے آبخورے) تاروں کی گنتی سے بہت زیادہ ہیں اور میں (غیر) لوگوں کو اُس سے اسطرح روکونگا جیسے کوئی آدمی (غیر) لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اُسدن کیا آپ ہمیں پہچان لینگے آپ نے فرمایا ہاں تمہاری پیشانیاں ایسی ہونگی کہ کسی اور اُمت کی ویسی نہ ہونگی تم لوگ وضو کے نشانوں سے پچکلیاں (سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں) میرے پاس آؤگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت انس سے منقول ہے آپ نے فرمایا اُسمیں سونے اور چاندی کے آبخورے آسمان کی تاروں کی گنتی کے موافق دکھائی دینگے اور اُسکی دوسری روایت میں یہ ہے جو ثوبان سے منقول ہے کہ کسی نے آپ سے اُسکے پانی کا حال دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اُس میں جنت کے دو پرنالے گرتے ہیں[53] جو اُس کا پانی بڑھاتے ہیں اُن میں سے ایک سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا ہے۔

(۱۰۱۹) سہل بن سعد کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض کوثر پر تمہارا میر سامان ہونگا جو میرے پاس سے گزریگا اسمیں سے پانی پئیگا اور جو کوئی (اسمیں سے) پی لیگا کبھی پیاسا نہ ہوگا البتہ میرے پاس بہت لوگ آئینگے اُنہیں میں پہچان لونگا اور وہ مجھے پہچان لینگے پھر اُنکے اور

---

[51] یعنے حوض کوثر اتنا لمبا ہے کہ اُسکی لمبائی کی مسافت مہینہ بھر میں طے ہوتی ہے اور اُسکی چوڑان بھی اتنی ہی ہے یعنے حوض کوثر مربع ہے ۱۲ [52] ایلہ دریائے یمن کے قریب مُلک شام میں دریا کے متصل ایک شہر ہے اور عدن دریائے ہند کے متصل یمن کا ایک شہر ہے جتنا ان دونوں میں فاصلہ ہے اتنا حوض کوثر کا ایک کونے سے دوسرے کونے تک ہے ۱۲ [53] یعنے جنت کی نہر میں سے حوض کوثر میں دو پرنالے آتے ہیں جنکی وجہ سے اُس کا پانی بڑھتا رہتا ہے ۱۲۔

میرے پیچھے میں اُلٹے پھر جاویں گی میں کہونگا بیشک یہ لوگ میرے امتی ہیں جواب دیا جائیگا بیشک تمہیں معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے تمہارے پیچھے کیا کیا باتیں نئی نکالی ہیں پس کہونگا جن لوگوں نے میرے پیچھے دین میں تغیر و تبدیل کیا انہیں نکال دو ہٹا دو یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۰۳۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مسلمان (میدان حشر میں) روکدئے جائینگے یہانتک کہ اس سے وہ فکرمند ہو جائینگے پھر کہینگے اگر ہم اپنے پروردگار کے پاس کوئی سفارشی لیجائیں اور وہ ہمیں ہماری جگہ سے خلاصی دلادے تو اچھا ہو وہ سب حضرت آدم کے پاس آکے کہیں گے تم لوگوں کے باپ آدم ہو تمہیں خدا نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور تمہیں اپنی جنت میں رکھا اور اپنے فرشتوں سے تمہیں سجدہ کرایا اور تمہیں ہر ایک چیز کا نام سکھایا تم اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کرو کہ وہ ہمیں ہماری اس جگہ سے نجات دے آدم علیہ السلام فرمائینگے میں اس لائق نہیں ہوں پھر اپنی خطا کا ذکر کرینگے جو اُنسے درخت کے (پھل) کہانیکی وجہ سے سرزد ہوئی تہی حالانکہ اُس سے انہیں منع کردیا گیا تہا (پھر کہینگے) ولیکن تم نوح کے پاس جاؤ جو پہلے نبی ہیں کہ انہیں خدا نے زمین والوں کے پاس نبی بنا کے بہیجا تہا پھر وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ بھی اسیطرح کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں اور اپنی اُس خطا کا ذکر کرینگے جو اُنسے اپنے پروردگار سے نادانستہ (بیٹے کیواسطے) سوال کرنے کیوجہ سے سرزد ہوئی تہی اور (کہینگے) لیکن تم ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ آنحضور فرماتے ہیں پھر وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں اور اپنے اُن تین جھوٹ باتوں کا ذکر کرینگے جو دنیا میں (جھوٹ) بولے تہے (کہینگے) ولیکن تم خدا کے بندے موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ انہیں خدا نے توریت دی تہی اور اُن سے کلام کیا تہا اور اپنا مقرب و رازدار

ف اُن سے میں بہی نادم ہوں ۱۲ منہ وہ گھبرا ئینگے کہ ہمیں یہاں کیوں روکدیا ہے حالانکہ یہ میدان ہولناک ہے شاید ہم پکڑے جاویں گے اور دوزخ میں بہیجنے کے لئے ہمیں روکا گیا ہے پھر ایک ایک نبی کے پاس سفارش کرانے کے واسطے جائینگے اُس وقت جلال خداوندی دیکھکر کسی نبی کو شفاعت کرنیکی جرأت نہ ہوگی سب عذر کردینگے آخر میں جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں آئینگے تو آپ شفاعت کرینگے ۱۲ منہ حالانکہ وہ باتیں درحقیقت جھوٹ نہ تہیں بلکہ محض کسی مصلحت کیوجہ سے مقتضائے حال کے مطابق آپ نے وہ باتیں کہی تہیں اور ظاہر میں وہ جھوٹی معلوم ہوتی ہیں ایک جبکہ آپ کے والد آذر نے آپ سے کفار کی عید میں چلنے کو کہا تو آپنے کہدیا میں بیمار ہوں دوسرے یہ کہ آپنے

اُنہیں بنایا تھا حضور انور فرماتے ہیں پھر وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے تو وہ بھی کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں اور اپنی اُس خطا کا ذکر کرینگے جو انکے ایک آدمی کے مار ڈالنے سے سرزد ہوئی تھی اور کہینگے بالکہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے اور اُسکے رسول ہیں اور اللہ کی روح[۱] اور کلمہ ہیں حضور فرماتے ہیں پھر لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ فرمائینگے میں اس لائق نہیں ہوں ولیکن تم خدا کے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اُنکے اگلے پچھلے گناہ خدا نے بخشدیئے ہیں فرماتے ہیں پھر لوگ میرے پاس آئینگے تو میں اپنے پروردگار سے اُس (کی رحمت) کے گھر میں جانیکی اجازت مانگوں گا مجھے خدا کے پاس جانیکی اجازت ملجاویگی جب میں اُسے دیکھونگا تو سجدہ میں گر پڑوں گا پھر جبتک خدا کو منظور ہوگا مجھے اسی طرح رہنے دیگا پھر فرمائیگا اے محمد سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سُنی جائیگی اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول ہوگی اور (جو جی چاہے) مانگو تمہیں دیا جائیگا حضور فرماتے ہیں میں اپنا سر اُٹھاکر اپنے پروردگار کی وہ حمد و ثنا بیان کرونگا جو کچھ وہ مجھے سکھا دیگا پھر میں سفارش کرونگا اور میرے واسطے ایک حد مقرر کردیجاویگی[۲] پھر میں وہاں سے نکلکے اُنہیں آگ سے نکلواؤنگا اور جنت میں بھجواؤنگا پھر میں دوبارہ جاؤنگا اور اپنے پروردگار سے اُسکے (رحمت کے) گھر میں جانیکی اجازت مانگوں گا تو مجھے خدا کے پاس جانیکی اجازت ملجائیگی جب میں اُسے دیکھونگا تو سجدہ میں گر پڑونگا خدا کو جبتک مجھے یونہی (سجدہ میں) رکھنا منظور ہوگا یونہی رہنے دیگا پھر فرمائیگا اے محمد سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سُنی جائیگی اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کیجاویگی اور (جو چاہو) مانگو تمہیں دیا جائیگا حضور فرماتے ہیں پھر میں اپنا سر اُٹھاکے اپنے پروردگار کی وہ حمد و ثنا بیان کرونگا جو کچھ وہ مجھے سکھا دیگا پھر میرے واسطے ایک حد مقرر کردیجائیگی میں (وہاں سے) نکلکے اُنہیں آگ سے نکلواکے جنت میں بھجواؤنگا پھر میں تیسری دفعہ جاؤنگا اور اپنے پروردگار سے اُس کے (رحمت کے) گھر میں جانیکی اجازت مانگوں گا پھر

---

[۱] یعنے خدا کی ڈالی ہوئی روح سے پیدا ہوئے ہیں باپ سے نہیں ہوئے اور خدا کا کلمہ ہیں یعنے خدا کے ایک کلمہ کُن سے پیدا ہوگئے ہیں ۱۲ [۲] یعنے خدا تعالیٰ میرے لئے ایک خاص گنہگاروں کی جماعت مقرر کرکے فرما دیگا کہ ایسے ایسے گنہگاروں کو دوزخ سے نکال لو اُنہیں نکلواکے میں پھر اُسی طرح سجدہ کرکے سفارش کرونگا دوسری دفعہ بھی اسی طرح ایک جماعت معین کے نکالنے کا حکم ہوجائیگا تیسری دفعہ پھر میں :. اسی طرح سجدہ کرونگا اور ایک خاص جماعت کے دوزخ سے نکالنے کی مجھے اجازت ہوجاویگی یہانتک کہ پھر کوئی جنتی دوزخ میں باقی نہ رہیگا صرف ہمیشہ کے دوزخی رہجائینگے

مجھے اللہ کے پاس جانیکی اجازت ملجاویگی میں جب خدا کو دیکھونگا تو سجدہ میں گر پڑونگا پھر جبتک خدا
کو منظور ہوگا مجھے اسی حال میں رہنے دیگا پھر فرمائیگا اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سُنی جائیگی
اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کیجاویگی اور (جو چاہو) مانگو تمہیں ملیگا حضور فرماتے ہیں پھر میں
اپنا سر اُٹھاؤنگا اور اپنے پروردگار کی حمد وثنا بیان کرونگا جو کچھ وہ مجھے سکھائیگا پھر میں سفارش کرونگا
میرے واسطے ایک حد مقرر ہوجائیگی میں (وہاں سے) جاکے انہیں دوزخ سے نکلواؤنگا اور جنت
میں بھجواؤنگا یہانتک کہ دوزخمیں اُن لوگوں کے علاوہ کوئی باقی نرہیگا جسے قرآن نے روک [1]
لیا ہوگا یعنے جسپر دوزخمیں ہمیشہ رہنا لازم ہوگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا
مَّحْمُوْدًا (ترجمہ قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھے مقام محمود میں اُٹھائیگا) پھر فرمایا یہ ہے مقام محمود جسکا تمہارے
پروردگار نے تمہارے نبی سے وعدہ کیا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۱) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں
میں باہم کھلبلی پڑیگی اور سب آدم علیہ السلام کے پاس آکے کہینگے اپنے پروردگار سے (ہماری) سفارش
کرو وہ کہینگے میں سفارش کرنیکے قابل نہیں ہوں ولیکن تمہیں ابراہیم کے پاس جانا چاہئے کیونکہ وہ
خدا کے دوست ہیں پھر وہ لوگ حضرت ابراہیم کے پاس آئینگے تو وہ بھی (یہی) جواب دینگے میں اس لائق
نہیں ہوں لیکن تمہیں موسیٰ کے پاس جانا چاہئے کیونکہ انہوں نے خدا سے (کوہ طور پر) باتیں کی
ہیں پھر وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ بھی یہی کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں لیکن
تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ خدا کی ڈالی ہوئی روح اور خدا کا کلمہ ہیں [2] وہ سب لوگ
حضرت عیسیٰ کے پاس آئینگے تو وہ کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں لیکن تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جانا چاہئیے پھر وہ سب آدمی میرے پاس آئینگے میں کہونگا اس کام کے لائق میں ہوں پھر
میں اپنے پروردگار کے پاس آنیکی اجازت مانگونگا اور مجھے اجازت ملجائیگی اور خدا تعالیٰ میرے دلمیں
اپنی ایسی تعریفیں القا کریگا جو مجھے اسوقت یاد نہیں ہیں اور اُن لفظوں سے میں خدا کی اُسوقت

---

[1] یعنے جنکے لئے قرآن میں یہ خبر آگئی ہے کہ یہ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے اُسوقت وہی لوگ رہجائینگے اور سبکو میں نکلواؤنگا ۱۲

[2] یعنے بے باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور خدا کی روح انکی عزت اور بزرگی جتانیکے واسطے کہا گیا ہے جیسے کعبہ کو خدا کا گھر کہتے ہیں اور خدا کا کلمہ اس اعتبار سے کہا گیا کہ آپ صرف ایک کلمۂ کن سے بے باپ کے پیدا ہوئے ہیں ۱۲-

تعریف کرونگا پھر میں اُن لفظوں سے تعریف کرکے خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ کر پڑونگا پھر ارشاد ہوگا اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو (جو تمہیں کہنا ہے) تمہاری بات سنی جائیگی اور (جو چاہو) مانگو تمہیں ملیگا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول ہوگی[1] میں عرض کرونگا اے پروردگار میری امت کو بخشدے میری امت کو بخشدے، ارشاد ہوگا جاؤ جسکے دل میں جَو کے برابر ایمان ہو (اُسے دوزخ سے) نکال لو میں جاکے یہ کرونگا پھر واپس آکے خدا کی وہ حمد بیان کرونگا اور سجدہ میں گر پڑونگا ارشاد ہوگا محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائیگی اور سوال کرو تمہارا سوال پورا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی میں عرض کرونگا اے پروردگار میری اُمت (کو بخشدے) میری اُمت (کو بخشدے) ارشاد ہوگا جاؤ جسکے دل میں ذرہ یا رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہو اُسے دوزخ سے نکال لو میں جاکے اس طرح کرونگا پھر واپس آکے خدا کی وہی اوصاف بیان کرونگا اور سجدہ میں گر پڑونگا ارشاد ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا کے کہو تمہاری بات سنی جائیگی اور سوال کرو تمہارا سوال پورا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی میں عرض کرونگا اے پروردگار میری اُمت پر رحم کر، میری اُمت پر رحم کر، ارشاد ہوگا جاؤ جسکے دل میں چھوٹے سے رائی کے دانہ سے بہت ہی کم ایمان ہو نکال لو[2] انہیں بھی جاکے میں دوزخ سے نکال لونگا پھر چوتھی دفعہ میں آکے خدا کی انہیں اوصاف کے ساتھ تعریف کرونگا پھر میں سجدہ میں گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور (جو کہنا) ہو کہو تمہاری بات سنی جائیگی اور (جو چاہو) سوال کرو تمہارا سوال پورا ہوگا اور (جسکی چاہے) سفارش کرو قبول ہوگی میں عرض کرونگا اے پروردگار مجھے اُن لوگوں (کے نکالنے) کیواسطے اجازت دیدے جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا ہے خدا تعالیٰ فرمائیگا یہ تیرا کام نہیں[3] ہے ولیکن مجھے اپنے عزت اور جلال اور اپنے بڑے پن

---

[1] یعنے جنکی شفاعت کروگے تمہاری شفاعت قبول کرکے اُنہیں دوزخ سے چھوڑکر جنت میں بھیجدیا جائیگا ۱۲ [2] یعنے جن لوگوں کے دل میں جَو کے برابر ایمان ہوگا اُنہیں دوزخ سے نکال لونگا ۱۲ [3] جسکے دل میں ذرا سے رائی کے دانہ کے برابر بھی ذرا سا ایمان ہو اُسے بھی دوزخ سے نکالکر جنت میں داخل کردو ۱۲ [4] یعنے انہیں ہم تیری ہی سفارش کیوجہ سے نہیں نکالینگے بلکہ ہم خود نکالینگے کیونکہ انکے نکالنے کے واسطے ہم ہی زیادہ سزاوار ہیں ۱۲

اور بزرگی ہو نیکی قسم! میں بیشک آگ میں سے انہیں بھی نکال لونگا جنہوں نے لاالہ الا اللہ کہہ لیا ہے (اور کچھ عمل نہیں کئے)[۱] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۲) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میری شفاعت کے لائق وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے خالص دل یا جی سے لاالہ الا اللہ کہا ہوگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲۳) ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (پکا ہوا) گوشت لایا اور آپکو کسی نے دست کا گوشت اٹھا کر دیدیا اور دست کا گوشت آپکو بہت بھاتا تھا آپ نے اسے دانتوں سے نوچ کے کھایا پھر فرمایا کہ قیامت کے دن جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے اور سورج قریب ہوگا اسوقت میں تمام آدمیوں کا سردار ہونگا اور (اسدن) لوگوں کو اتنا غم اور سختی پہنچیگی کہ اسے سہار نہ سکینگے لوگ (ایک دوسرے سے) کہینگے تم کسی ایسے شخص کو کیوں نہیں دیکھتے جو تمہارے پروردگار سے تمہاری سفارش کرے وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئینگے (اس سے آگے) راوی نے شفاعت کی (ساری) حدیث ذکر کی (جو پہلے گزر چکی) اور (اسمیں یہ بھی ہے کہ) حضور فرماتے ہیں پھر میں آگے چلکے عرش کے نیچے آؤنگا اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑونگا پھر خدا تعالیٰ اپنی تعریف و ثنا کے ایسے الفاظ مجھپر ظاہر کریگا کہ مجھ سے پہلے کسی پر ظاہر نہ کئے ہونگے (ان لفظوں کے ساتھ میں خدا کی حمد و ثنا کرونگا) پھر ارشاد ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھاکے (جو چاہو) مانگو تمہیں ملیگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی میں اپنا سر اٹھا کے عرض کرونگا اے پروردگار میری امت (پر رحم کر) اے پروردگار میری امت (پر رحم کر) ارشاد ہوگا اے محمد اپنی امت کے ان لوگوں کو جنپر حساب دینا (لازم) نہیں ہے جنت کے دائیں طرف والے دروازے سے اندر پہنچدو اور اس دروازہ کے علاوہ اور دروازوں میں وہ لوگ تمام آدمیوں کے ساتھ شریک ہیں[۲] (جا ہے جس دروازے سے چلے جائیں) پھر آنحضور نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ

---

[۱] یعنے جنہوں نے عمل کچھ نہ کئے ہوں صرف کلمۂ توحید پڑھ لیا ہو اور شرک نکیا ہو انہیں میں خود نکالونگا ۱۲۔

[۲] مراد یہ ہے کہ جنت کے تمام دروازوں سے جانیکا بھی انہیں اختیار حاصل ہوگا چاہے جس دروازے سے چلے جائیں اور یہ دروازہ خاص انہیں لوگوں کے واسطے ہوگا اس دروازے سے دوسرا کوئی نہ جاسکیگا ۱۲

میں میری جان ہے جنت کے (دروازے کے) دو کواڑوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مکہ اور ہجر میں ہے

یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۳۴) حضرت حذیفہ شفاعت کی حدیث میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا پھر امانت[1] اور رشتہ داری (شفاعت کے لئے) بھیجی جائیں گی وہ دونوں پل صراط کے دونوں پہلوؤں میں دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں گی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۵) عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول جو حضرت ابراہیم کی دعا کے ذکر میں ہے رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ اور جو حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی یا الٰہی میری امت (پر رحم کر) میری امت پر رحم کر) پھر رونے لگے اللہ تبارک نے فرمایا اے جبرئیل محمد کے پاس جاؤ باوجودیکہ تیرے[2] پروردگار کو (یعنی مجھے) خوب معلوم ہے پھر بھی تم محمد سے پوچھو کہ تم کیوں روتے ہو آنحضرت کے پاس جبرئیل آئے اور آپ سے (رونے کا سبب) پوچھا آنحضرت نے جبرئیل سے بیان کیا آنحضور فرماتے ہیں پھر جبرئیل سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل محمد کے پاس جاؤ اور کہو بیشک عنقریب ہم تمہاری امت کے بارے میں تمہیں خوش کر دینگے تمہیں غمگین نہیں رکھینگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۶) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ چند آدمیوں نے کہا یا رسول اللہ کیا قیامت کے دن ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (دیکھو گے) کیا تم لوگ دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے میں جبکہ آسمان صاف ہو کچھ ابر نہ ہو کچھ ضرر پہنچتا ہے اور کیا چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں جبکہ آسمان صاف ہو اس پر کچھ ابر نہ ہو تمہیں کچھ ضرر پہنچتا ہے صحابہ بولے یا رسول اللہ کچھ ضرر نہیں (پہنچتا) آپ نے فرمایا جیسا تمہیں ان میں سے کسی کے دیکھنے میں ضرر پہنچتا ہوگا ایسا ہی قیامت کے

---

[1] بحرین کے قریب ایک بستی ہے ۱۲ [1] اس وقت امانت اور رشتہ داری دو شکل آدمی بنکر پل صراط کے پہلوؤں میں دائیں بائیں کھڑی ہونگی اور اپنے امانتداروں اور رشتہ داروں سے سلوک کرنیوالوں کے واسطے پل صراط سے سلامت گزرنے کی خدا سے شفاعت کرینگی ۱۲ [2] اے پروردگار بیشک ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے جو کوئی میری تابعداری کرے وہ میرا ہے اور جو کوئی میری نافرمانی کرے تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے [3] اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخشدے تو تو زبردست حکمت والا ہے [4] یعنی تیرے پروردگار کو ہر ایک بات کی خبر ہے تجھ کو بھی معلوم ہے مگر محمد کی تسلی کیلئے پوچھنے جبرئیل بھیجے

دن خدا کے دیکھنے میں تمھیں ضرر نہ پہنچیگا جیسے ان دونوں میں سے ایک کے دیکھنے میں جب قیامت کا دن ہوگا ایک پکارنے والا پکاریگا ہر ایک جماعت
کو چاہیے کہ جسکی عبادت کرتے تھے اُسکے ساتھ ہو پس پھر جو لوگ خدا کے سوا بتوں اور پتھر و لکڑی کی
مورتوں کو پوجتے ہیں اُنمیں سے کوئی نہ بچیگا سارے دوزخ کی آگ میں گر پڑینگے یہانتک کہ جب وہی
نیک و بد بندے رہجائینگے جو خدا کی عبادت کرتے تھے تو اُن کے پاس رب العالمین (کا حکم یا فرشتہ)
آئیگا ارشاد ہوگا تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو ہر ایک امت تو اُن کے ساتھ جا رہی ہے جنکی وہ لوگ
عبادت کرتے تھے وہ عرض کرینگے اے ہمارے مالک ہم دنیا میں ان لوگوں سے ایسے حال میں الگ
رہے تھے جبکہ ہمیں انکی طرف احتیاج بھی تھی اور اسوقت انکے ساتھ نہیں رہے تھے اب ہم انکا ساتھ
کیوں دینے لگے اور ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ وہ لوگ کہینگے ہم یہیں ٹھہرینگے یہانتک کہ ہمارا پروردگار آئے ہماری
جگہ یہی ہے یہانتک کہ ہمارے پاس ہمارا پروردگار آئے پس جب ہمارا پروردگار آئیگا ہم اسے پہچان لینگے اور
ابوسعید کی روایت میں ہے کہ اللہ برتر فرمائیگا کیا تمہارے اور اُس (دکھائی دینے والے) خدا کے بیچ میں
کوئی نشانی ہے کہ جس سے تم اُسے پہچان لو وہ کہینگے ہاں ہے پھر پنڈلی کھولیجائیگی جو کوئی
اپنی طرف سے خدا کو سجدہ کرتا تھا تو اُس سے اُسوقت کوئی باقی نہ رہیگا سب کو سجدہ کرنیکا حکم ہوگا اور
جو لوگ ڈر سے اور لوگوں کے دکھانیکو سجدہ کرتے تھے اُنمیں سے کوئی باقی نہ رہیگا سبکی پیٹھ ایک
تختہ کیطرح ہو جائیگی جب کوئی سجدہ کرنا چاہیگا گُدی کے بل اوندھا گر پڑیگا پھر دوزخ کی پشت
پر پُل صراط کھڑی کیجائیگی اور شفاعت کا دروازہ کھلجائیگا اور سب نبی کہینگے یا الٰہی بچا بچا پھر ایماندار
لوگ آنکھ جھپکنے کیطرح اور بجلی کیطرح اور ہوا کی طرح اور پرند جانوروں کیطرح اور عمدہ گھوڑوں
اور اونٹوں کی طرح اُسپر چلینگے بعضے مسلمان نجات پانے والے سالم رہینگے اور بعضے چھٹکارا

ف۱ یعنے جبکہ انکے دیکھنے میں کچھ ضرر نہیں پہنچتا تو خدا کے دیکھنے میں بھی تمہیں کچھ ضرر نہ پہنچیگا یعنے ضرور دیکھوگے
یعنے جیسے انکے دیکھنے میں کسی طرح کی دقت و تکلیف نہیں ہوتی ایسے ہی خدا کے دیکھنے میں بھی کچھ دقت نہ ہوگی ۱۲
ف۲ یعنے امر عظیم ظاہر ہوگا اور اسوقت ایسا حال ہوگا کہ کافروں اور مسلمانوں میں خود بخود تمیز ہو جائیگی سب مسلمان
سجدہ کرینگے جب کافر سجدہ کرنا چاہینگے تو انکی پیٹھ تختہ کی طرح سیدھی رہجائیگی ۱۲ ف۳ ہر ایک نبی اپنے بچنے کی
دعا کریگا کہ الٰہی ہمیں پل صراط سے صحیح و سالم پار اُتار دے صرف حضور انور اپنی امت کیواسطے دعا فرمائینگے کہ الٰہی میری
امت کو پل صراط سے صحیح و سالم پار اُتار دے ۱۲ ف۴ یعنے کچھ مسلمان بالکل صحیح و سالم رہینگے اور کچھ زخمی ہو ہو کر گزر جائینگے اور وہ زخمی ہ

پاؤں والے زخمی ہونگے اور بعضے کٹ کٹ کے دوزخ کی آگ میں گر جائینگے پھر جب ایماندار آگ سے چھوٹ جائینگے تو اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ قیامت کے دن اپنے دوزخی بھائیوں کے بارے میں خدا سے اس سے زیادہ جھگڑینگے جتنا کہ تم میں سے کوئی اپنے حق کیلئے جوکہ ثابت ہوگیا ہو مسلمانوں سے جھگڑتا ہے وہ لوگ کہینگے اے ہمارے پروردگار یہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور نماز پڑھتے اور حج کرتے تھے اُنھیں ارشاد ہوگا جنھیں تم پہچانتے ہو اُنھیں نکال لو آگ پر انکی صورت (بگاڑنی) حرام ہو جائیگی[۱] پھر وہ لوگ بہت سی مخلوق کو نکالینگے اور عرض کرینگے اے ہمارے پروردگار جن لوگوں کے واسطے تو نے ہمیں (نکالنے کا) حکم دیا تھا اُنمیں سے کوئی دوزخ میں نہیں رہا خدا تعالیٰ فرمائیگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک اشرفی کے برابر نیکی پاؤ اُسے بھی نکال لو وہ لوگ بہت سی مخلوق کو نکالینگے پھر ارشاد ہوگا جاؤ اور جسکے دل میں آدھے دینار کے برابر نیکی پاؤ اُسے بھی نکال لو وہ لوگ پھر جا کے بہت سی مخلوق کو نکالینگے پھر ارشاد ہوگا جاؤ اور جس کے دل میں ذرّہ بھر نیکی پاؤ اُسے بھی نکال لو وہ لوگ جا کے بہت ہی مخلوق کو نکالینگے پھر عرض کرینگے اے پروردگار ہمنے اُسمیں کوئی نیک آدمی نہیں چھوڑا (سبکو نکال لیا) پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا فرشتے شفاعت کر چکے اور نبی اور ایماندار لوگ بھی شفاعت کر چکے اب صرف ارحم الراحمین باقی رہگیا ہے پھر خدا تعالیٰ دوزخ میں ایک مٹھی بھر کے اُسمیں سے ایسے لوگوں کو نکال لیگا جنھوں نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی (مگر بشرطیکہ وہ کسی کو خدا کا شریک نہ جانتے ہوں) وہ لوگ کوئلے ہوگئے ہونگے پھر اُنھیں اُس نہر میں ڈالدیگا جو جنت کے مُنہ (یعنے دروازے) پر ہے اور اُسے نہر حیات کہا جاتا ہے وہ لوگ اُسمیں سے اسطرح نکلینگے جیسے کہ دانہ رو کے کوڑے میں اُگتا ہے پھر وہ لوگ موتیوں کی طرح چمکتے نکلینگے اُنکی گردنوں پر مُہریں ہونگی جنتی کہینگے یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں اُنھیں جنت میں بے عمل کئے اور بے نیکی کئے داخل کر دیا ہے[۲] پھر اُنسے کہا جائیگا تمہارے واسطے جو کچھ تمنے

---

[۱] اُن لوگوں کی صورت آگ نہ بگاڑ سکیگی یہ لوگ پہچان پہچان کر اُنھیں دوزخ سے نکال لینگے ۱۲۔

[۲] مراد یہ ہے کہ نہ اُنھوں نے کچھ عمل کئے ہونگے نہ نیکیاں وغیرہ کر کے آگے بھیجی ہونگی صرف کلمہ پڑھا ہوگا اُنھیں خدا تعالیٰ اپنے دست قدرت سے نکالیگا اور اُنھیں اُنکی حسب مراد خواہشیں عطا کریگا اور اُسیقدر اور عنایت فرمائیگا ۱۲۔

دیکھا یہ سب کچھ اور اس کے برابر اور ہی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۷) ابو سعید خدری ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائینگے اللہ برتر فرمائیگا جسکے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی نیکی ہو اُسے دوزخ سے نکال لو وہ لوگ (اس طرح) نکلینگے کہ جل بھن کر کوئلے ہو گئے ہونگے پھر انہیں نہر حیات میں ڈال دیا جائیگا وہ لوگ اُسمیں سے اسطرح نکلینگے جیسے رَو کے کوڑے میں سے دانہ نکلتا ہے کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ وہ دانہ زرد بل کھایا ہوا (یعنے تر و تازہ) نکلتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۸) حضرت ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھینگے (اس سے آگے) ابو ہریرہ نے ابو سعید کی حدیث پنڈلی کھولنے کے علاوہ[۱] بالمعنے ذکر کی ہے اور فرمایا ہے جہنم کی پشت پر پل صراط کھڑی کیجائیگی سب سے پہلے میں اپنی اُمتؐ کو لیکے پار اُتر ونگا اور بجز پیغمبر ونکے کوئی اور شخص بات نکر یگا اور پیغمبر ونکا کلام اُسوقت یہ ہوگا یا آلہی (ہمیں) بچا (ہمیں) بچا اور دوزخ میں سُعدان گھانس کے کانٹوں جیسے آنکڑے ہیں کہ اُنکی بڑائی کی مقدار خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ آنکڑے عملوں کے موافق لوگونکو اُچک[۲] لینگے بعضے اُنمیں سے اپنے (بُرے) عملونکی وجہ سے ہلاک ہونگے اور بعضے ٹکڑے ٹکڑے ہونگے پھر نجات پائینگے یہانتک کہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندونکے فیصلہ سے فارغ ہوگا اور جس لا آلہ الا اللہ کی گواہی دینے والیکو دوزخ سے نکالنا منظور ہوگا اور انہیں نکالنے کا ارادہ کریگا تو فرشتوں کو حکم دیگا کہ جو کوئی خدا کی عبادت کرتا تھا اُسے نکال لو فرشتے اُنہیں نکال لینگے اور سجدونکے نشانوں سے انہیں پہچان لینگے اور خدا تعالیٰ آگ پر اُن کے سجدونکے نشان کھانے[۳] حرام کردیگا سارے آدمی کو سجدے کے نشانوں کے علاوہ آگ کھا جائیگی وہ لوگ آگ سے جلے ہوئے نکلینگے پھر اُنپر (نہر) حیات کا پانی ڈالا جائیگا تو وہ اسطرح نکلینگے جیسے رَو کے کوڑے میں دانہ اُگتا ہے پھر ایک آدمی جنت اور دوزخ کی بیچ میں رہجائیگا اور یہ شخص دوزخیوں میں سے جنت کے داخل ہونے میں سب سے پیچھے ہوگا اُس کا منہ آگ کیطرف ہوگا

---

[۱] یعنے راوی حدیث نے اتنا بیان کرکے ابو سعید کی حدیث بالمعنے نقل کی ہے جسکے لفظ الگ ہیں اور معنے ایک ہیں ہاں اس حدیث میں پنڈلی کھولنے یعنے امر عظیم ظاہر ہونیکا ذکر نہیں ہے ۱۲ [۲] یعنے وہ آنکڑے لوگونکو دوزخ میں گھسیٹ لینگے ۱۲ [۳] آگ سجدہ کے نشانونکو ہرگز نہ جلا سکیگی ۱۲

عرض کریگا اے پروردگار میرا منہ آگ کیطرف سے پھیر دے اسکی بدبو نے مجھے تباہ کر دیا ہے اور اسکے
شعلوں نے مجھے جلا دیا ہے خدا تعالیٰ فرماویگا تجھ سے امید ہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اسکے سوا تو اور
کچھ مانگیگا وہ عرض کریگا تیری عزت کی قسم اور کچھ نہیں (مانگونگا) جو کچھ خدا تعالیٰ عہد و پیمان چاہیگا
وہ دیدیگا پھر خدا تعالیٰ اُس کا منہ آگ کیطرف سے پھیر دیگا وہ بندہ جس وقت جنت کیطرف منہ کریگا
اور اسکی خوبیاں دیکھیگا جبتک خدا کو اُس کا خاموش رکھنا منظور ہوگا اُس وقت تک خاموش رہیگا
پھر کہیگا اے پروردگار مجھے جنت کے دروازے کیطرف آگے پہنچا دے اللہ برتر فرمائیگا کیا تو نے اس
بات کا عہد و پیمان نہیں دیا تھا کہ جو سوال تجھے کیا ہے اسکے سوا اور سوال نکرونگا وہ عرض کریگا
اے پروردگار تیری ساری مخلوق سے زیادہ بدبخت میں ہی نہیں ہوں اللہ برتر فرمائیگا قریب ہے
اگر تجھے یہ دیدیا جائے تو تو اسکے علاوہ اور کچھ مانگیگا وہ بندہ کہیگا تیری عزت کی قسم اسکے سوا اور
کچھ نہیں مانگوں گا پھر وہ اپنے پروردگار کو جو کچھ اُسے منظور ہوگا عہد و پیمان دیگا اور خدا اُسے جنت
کے دروازے کے آگے پہنچا دیگا جب وہ شخص جنت کے دروازے پر پہنچیگا تو جنت کی تازگی اور جو
کچھ اُسمیں رونق اور خوشی ہے دیکھیگا تو جبتک خدا کو اُس کا خاموش رکھنا منظور ہوگا خاموش رہیگا
پھر کہیگا اے پروردگار مجھے جنت میں پہنچا دے اللہ بزرگ و برتر جواب دیگا اے آدم کی اولاد تجھپر افسوس
ہے کہ تو کیسا عہد شکن ہے کیا تو نے یہ عہد و پیمان نہیں کئے تھے کہ جو کچھ ملگیا ہے اسکے سوا اور کچھ نہ
مانگوں گا وہ عرض کرے گا اے پروردگار تو مجھے اپنی ساری مخلوق سے زیادہ[1] بدبخت نہ کر وہ یہی دعا
کرتا رہیگا یہاں تک کہ اس سے خدا کو ہنسی آجائیگی (یعنے خدا اُس سے راضی ہو جائیگا) اور جب خدا
کو ہنسی آئیگی (یعنے اُس سے راضی ہو جائیگا) تو اُسے جنت میں جانیکی اجازت ملجائیگی پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا
اے بندے (جو چاہے) آرزو کر جو تو مانگیگا تیری آرزو پوری ہوگی، پھر بندہ (اپنی) آرزو (ظاہر) کریگا
جبکہ اُسکی امیدیں ختم ہو جائینگی تو خدا تعالیٰ بتائیگا اے بندے اِن اِن چیزوں کی تمنا اور کر پروردگار
اُسے یاد دلائیگا طرف متوجہ ہوگا جبکہ اُسکی امیدیں ختم ہو جائینگی اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ (جو کچھ تو نے مانگا)
اور اسکے برابر اور تیرے ہی[2] لئے ہے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ یہ اور اسکے دس حصہ برابر

---

[1] یہ جنتی لوگ تو کیسے کیسے عیش و آرام میں ہیں اور میں ان آراموں سے محروم اور بے نصیب رہوں ۱۲۔
[2] یعنے ہمنے تیری حسب مراد اور اسکے برابر اور عطا کیا اور دوسری روایت کے بموجب دس حصہ اور عنایت فرمایا ۱۲

اور تیرے لئے بھی بہشت ہے اور دس حصے۔ متفق علیہ ہے۔

(۵۳۰۱) حضرت ابن مسعود نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پیچھے جو جنت میں جائیگا وہ ایک ایسا شخص ہوگا جو ایک بار چلیگا اور ایک بار منہ کے بل گریگا[1] اور ایک بار آگ اسے جھلس دیگی جب وہ آگ سے گزر جائیگا تو اسکی طرف مڑ کر کہیگا وہ ذات پاک بزرگ ہے جس نے مجھے تجھ سے چھڑا دیا بیشک مجھے خدا نے ایسی چیز دی ہے جو اگلے پچھلوں میں سے کسی کو نہیں دی پھر اسے ایک درخت دکھائی دیگا کہیگا اے پروردگار مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ اسکے سایہ میں آرام لوں اور اسکے چشمہ کا پانی پیوں اللہ تعالی فرمائیگا اے اولاد آدم اگر میں تجھے یہ دیدوں تو شاید تو مجھ سے اسکے علاوہ اور کچھ مانگے گا وہ کہیگا اے پروردگار نہیں (اور کچھ نہ مانگونگا) وہ خدا سے عہد و پیمان کریگا کہ اسکے علاوہ اور کچھ نہیں مانگیگا پر پروردگار اُسے معاف کر دیگا[2] کیونکہ اسے وہ بات معلوم ہے جس پر وہ صبر نہیں کر سکتا پھر خدا تعالی اُسے اُس درخت کے قریب پہنچا دیگا وہ بندہ اُس درخت کے سایہ میں آرام لیگا اور اُس (کے نیچے کے چشمہ) کا پانی پیئے گا پھر اُسے ایک اور درخت دکھائی دیگا جو پہلے سے بہت اچھا ہوگا وہ بندہ عرض کریگا اے پروردگار مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ میں اُس (کے نیچے کے چشمہ) کا پانی پیوں اور اُسکے سایہ میں بیٹھوں اسکے سوا پھر اور کچھ نہ مانگونگا خداوند کریم فرمائیگا اے اولاد آدم کیا تو نے مجھ سے اقرار نہیں کیا تھا کہ اسکے علاوہ اور کچھ نہ مانگوں گا پھر فرمائیگا اگر میں تجھے اُسکے نزدیک پہنچا دوں تو اسکے سوا اور کچھ مجھ سے مانگیگا وہ شخص خدا سے پھر عہد کریگا کہ اسکے سوا اور کچھ نہیں مانگونگا۔ خدا اسوجہ سے اُسکا عذر قبول کریگا کہ وہ خوب دیکھتا ہے جس پر بندہ صبر[3] نہیں کر سکتا پھر خدا تعالی اسے اُس درخت کے قریب پہنچا دیگا وہ شخص اُس کے سایہ میں آرام لیگا اور اُس (کے نیچے کے چشمہ) کا پانی پیئے گا پھر جنت کے دروازے کے پاس اُسے ایک اور درخت دکھائی دیگا جو پہلے دونوں درختوں سے بہت اچھا ہوگا وہ شخص کہیگا اے

---

[1] یعنے سیدھا نہ چل سکیگا کبھی چلیگا اور کبھی اوندھے منہ گر پڑیگا ۱۲ [2] یعنے اُسکی عہد شکنی کی خطا معاف کر دیگا اور پھر اُسے کچھ سزا نہ دیگا ۱۲ [3] یعنے خدا کو یہ بھی معلوم ہے کہ بندہ جنت کی نعمتیں دیکھ کر صبر نہیں کر سکتا اس میں یہ مجبور ہے اس واسطے اُسے معذور رکھیگا اور کچھ سزا نہ دیگا ۱۲

اے پروردگار مجھے اسکے پاس پہنچا دے تاکہ میں اسکے سایہ میں بیٹھوں اور اس نیچے کے چشمہ کا پانی پیئوں اس کے سوا میں تجھ سے کچھ نہیں مانگونگا خدا تعالیٰ فرمائیگا اے اولاد آدم کیا تو نے مجھ سے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ اسکے سوا میں تجھ سے کچھ نہیں مانگونگا عرض کریگا اے پروردگار ہاں[۱] اب اسکے سوا اور کچھ نہیں مانگونگا اور پروردگار اس کا عذر قبول کریگا کیونکہ اسے وہ خوب معلوم ہے جسپر بندہ صبر نہیں کر سکتا پھر خدا تعالیٰ اسے اسکے قریب پہنچا دیگا جب وہ شخص اسکے نزدیک پہنچ جائیگا تو جنتیوں کی آوازیں سنکر کہیگا اے پروردگار مجھے اسکے اندر پہنچا دے خدا تعالیٰ فرمائیگا اے اولاد آدم کونسی چیز سے تو مجھ سے سوال کرنا چھوڑیگا کیا تو اس سے خوش ہے کہ میں[۲] تجھے ساری دنیا اور اس کے برابر اور دیدوں وہ شخص کہیگا اے پروردگار باوجودیکہ تو تمام جہانوں کا مالک ہے کیا تو مجھ سے ہنسی[۳] کرتا ہے (یہاں تک بیان کرکے) ابن مسعود ہنسنے لگے پھر کہا تم لوگ مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کس بات سے ہنس رہا ہوں لوگوں نے کہا (ہاں) بتاؤ تم کیوں ہنس رہے ہو وہ بولے اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تھے صحابہ نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے آپنے فرمایا رب العالمین کے (اسوقت کے) ہنسنے سے (میں ہنسا ہوں) جبکہ بندہ نے یہ کہا تھا تو باوجود رب العالمین ہونیکے مجھ سے ہنسی کرتا ہے (اسوقت خدا کو ہنسی آگئی تھی) پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا میں تجھ سے ہنسی نہیں کرتا لیکن میں جو چاہوں اسپر قادر ہوں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں جو ابو سعید سے منقول ہے اسی طرح ہے مگر انہوں نے اخیر تک یہ نہیں ذکر کیا کہ خدا تعالیٰ فرمائیگا اے اولاد آدم تو کس چیز (کے ملنے) سے مجھ سے سوال کرنا چھوڑیگا اور اس روایت میں یہ زیادہ ہے اسے خدا تعالیٰ یاد دلائیگا کہ یہ یہ مانگ پھر جبکہ اسکی آرزوئیں ختم ہو جائینگی خدا تعالیٰ فرمائیگا یہ (آرزوئیں) اور اس کے دس حصے برابر ہمنے تجھے دیں حضرت فرماتے ہیں پھر وہ بندہ اپنے (جنت کے) گھر میں جائیگا اور اسکی دو بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں آئینگی اور کہینگی اس

---

[۱] اقرار تو کیا تھا مگر میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں مجھپر رحم کر اور دوسروں کی طرح مجھے بھی نعمتیں عطا کر مجھے بے نصیب نہ رکھ اب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگونگا ۱۲ [۲] مقصود یہ ہے کہ تو سوال کرنے سے باز بھی آئیگا یا نہیں اگر میں تجھے ساری دنیا اور اسکے برابر اور دیدوں جب بھی خوش ہوگا یا نہیں ۱۲ [۳] بھلا کہاں میں گنہگار اور کہاں ایسی نعمتیں تو شاید مجھ سے ہنسی کرتا ہے ۱۲

خدا کا شکر ہے جسنے تجھے ہمارے واسطے اور ہمیں تیرے واسطے زندہ کیا ہے آنحضرت فرماتے ہیں وہ بندہ کہیگا جتنا مجھکو ملا ہے اتنا کسی کو نہیں ملا۔

(۱۰۳۰) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے لوگوں کو اُن گناہوں کی سزا میں جو انہوں نے کئے ہونگے دوزخ کی آگ کے سیاہ لپٹیں پہنچینگی پھر اللہ اپنے فضل اور رحمت سے انہیں جنت میں پہنچا دیگا انہیں لوگ جہنمی[1] کہا کرینگے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۱) عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم محمد کی یعنے میری شفاعت سے دوزخ میں سے نکلیگی اور جنت میں چلی جائیگی اور اُن کا نام جہنمی رکھا جائیگا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ میری شفاعت کے سبب سے میری اُمت کی ایک قوم دوزخ سے نکلیگی لوگ اُن کا جہنمی نام[1] لینگے۔

(۱۰۳۲) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں جانتا ہوں جو کہ دوزخ سے نکلنے میں سب سے پیچھے اور جنت کے داخل ہونے میں سب سے پیچھے ہوگا وہ وہ شخص ہے جو دوزخ سے ہاتھوں اور پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا نکلیگا خدا تعالیٰ فرمائیگا جا جنت میں چلا جا وہ شخص جنت میں آئیگا تو اسے یہ معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے[2] عرض کریگا اے پروردگار مجھے تو جنت بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے خدا تعالیٰ فرمائیگا جا جنت میں چلا جا کیونکہ دنیا کے برابر اور اُس کے دس حصہ برابر اور تیرے ہی لئے ہے بندہ کہیگا کیا تو مجھسے مذاق کرتا ہے یا مجھ سے ہنسی کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ حقیقی ہے عبداللہ کہتے ہیں واقعی میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ دیکھکر ہنسنے لگے یہانتک کہ آپکی کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔ اور فرماتے تھے یہ شخص مرتبہ میں سب جنتیوں سے کم مرتبہ[3] کا آدمی ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[1] کیونکہ وہ لوگ اوّل وقعہ دوزخ میں گئے تھے اور بعد ازاں نجات پا کر جنت میں آئے ہیں ۱۲۔

[2] اور آدمی کے جانیکی جگہ بالکل نہیں ہے عرض کریگا کہ الٰہی میں کہاں جاؤں جنت تو کچھا کچھ بھری ہوئی ہے ۱۲ [3] پھر بڑے مرتبے والوں کا تو کیا کہنا ہے کہ انہیں کس کس قدر نعمتیں ملیں گی ۱۲۔

(۱۰۳۳) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں خوب جانتا ہوں جو کہ جنت کے جانے میں سب سے پیچھے اور دوزخ سے نکلنے میں سب سے پیچھے ہوگا وہ وہ شخص ہوگا کہ اُسے قیامت کے دن حاضر کیا جائیگا اور کہا جائیگا اسکے چھوٹے گناہ اسکے روبرو پیش کرو اور اس کے بڑے گناہ معاف کردو پھر چھوٹے گناہ اُسکے روبرو پیش کئے جائینگے اور کہا جائیگا تونے فلاں فلاں دن ایسے اور ایسے کام کیئے تھے اور فلاں فلاں دن ایسے ایسے کام کیئے تھے وہ کہیگا ہاں (کیئے تھے) اُن کا انکار نکرسکیگا اور یہ اس بات سے ڈر رہا ہوگا کہ کہیں کبیرہ گناہ نہ پیش کیئے جائیں پھر اُس سے کہا جائیگا بیشک ہر بُرائی کے بدلے تجھے ایک نیکی ملیگی وہ کہیگا اے پروردگار مینے بہت سی چیزیں اور کی تھیں انہیں میں یہاں نہیں دیکھتا (اسکی کیا وجہ ہے راوی کہتے ہیں) واقعی مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنسے[۱] یہانتک کہ آپکی کچلیاں ظاہر ہوگئیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۴) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمی آگ سے نکالے جائینگے اور خداوندکریم کے روبرو پیش کئے جائینگے پھر انہیں آگ میں بھیجنے کا حکم ہوگا اُنمیں سے ایک آدمی مڑکر عرض کریگا اے پروردگار میں تو امید کرتا تھا کہ جب تونے مجھے دوزخ سے نکال لیا پھر دوبارہ اُس میں[۲] نہیں بھیجے گا آنحضور فرماتے ہیں خدا تعالیٰ اُسے دوزخ سے نجات دیدیگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۵) حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار لوگ دوزخ سے چھوٹکر جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک پُل پر روک دیئے جائینگے وہاں ایک سے دوسرے کے دنیا کے باہمی حقوق کا بدلہ دلایا جائیگا یہانتک کہ جب وہ بُرے عملوں اور بُری عادتوں کی بُرائی سے صاف[۳] ستھرے ہوجاوینگے اُسوقت جنت میں جانیکی انہیں اجازت دیجائیگی۔ اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے البتہ تم میں سے ہر ایک اپنے جنت کے گھر کو اپنے دنیا کے گھر سے زیادہ پہچان کیگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے آپکو اس بات سے ہنسی آگئی کہ بندہ خدا کو مہربان دیکھکر اپنے گناہ خود ظاہر کرنے لگیگا اور اُس کے اظہار سے کچھ خوف نہ کریگا ۱۲ [۲] کیونکہ تو فرما چکا ہے کہ ہم کسی کو دوزخ سے نکال کر دوبارہ وہاں نہیں بھیجیں گے ۱۲ [۳] یعنے اپنے گناہوں کے موافق تکلیف اُٹھاکر گناہوں سے پاک و صاف ہوجاینگے ۱۲۔

(۱۰۳۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں اُسوقت تک کوئی نہ جائیگا جبتک اُسے یہ نہ دکھادیا جائیگا کہ اگر وہ برا ہوتا تو دوزخ کا یہ ٹھکانا تھا تاکہ زیادہ شکر کرےؔ۱ اور دوزخ میں بھی اُسوقت تک کوئی نہ جائیگا جبتک اُسے یہ نہ دکھادیا جائیگا کہ اگر نیک ہوتا تو جنت کا یہ ٹھکانا تھا تاکہ اُسے حسرت رہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائینگے تو موت کو لاکے دوزخ اور جنت کے بیچ میں رکھ کے ذبح کردیا جائیگا پھر ایک ڈھنڈورچیا پکار دیگا اے جنتیو (خوش رہو) اب موت نہیں ہے اور اے دوزخیو (جلتے رہو) اب موت نہیں ہے پھر جنتیوں کو خوشی پر خوشی زیادہ ہوگی اور دوزخیونکو غم پر غم زیادہ ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۰۳۸) حضرت ثوبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا میرا حوض (اتنا وسیع ہے جتنا) عدن سے موضع بلقا کے قریب والے عمان تک (فاصلہ) ہےؔ۲ اُس کا پانی دودہ سے بہت سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اُس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں جو کوئی اُسمیں سے ایک دفعہ پی لیگا اُسکے بعد کبھی اُسے پیاس نہ لگے گی سب سے پہلے جو لوگ پینے آئینگے وہ مہاجر فقیر بکھرے ہوئے بالوں والے میلے کپڑوں والے ہونگے جن سے خوشحال عورتوں کا نکاح کوئی نہیں کرتا اور نہ اُنکے واسطے بند کیئے ہوئے دروازے کھلتے ہیں (یعنے کوئی اُنہیں اپنے پاس نہیں آنے دیتا) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۳۹) زید بن ارقم کہتے ہیں ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ایک مقام پر ٹھہرے

ؔ۱ ہر ایک جنتی اور دوزخی کو پہلے دوسرا ٹھکانا دکھایا جائیگا کہ اگر تو ایسے عمل نہ کرتا تو تیرا یہ ٹھکانا ہوتا تاکہ جنتی دوزخ کے ٹھکانے کو دیکھ کر اب زیادہ شکر کرے اور دوزخی جنت کا ٹھکانا دیکھ کر حسرت کریں گے ۱۲۔

ؔ۲ عدن ایک مشہور جگہ کا نام ہے اور عمان مُلک شام میں ایک موضع ہے جو شہر بلقاء کے قریب ہے اس جگہ مُراد یہ ہے کہ جیسے ان دو مقاموں میں فاصلہ ہے ایسے ہی میرا حوض بہت بڑا ہے حقیقۃً برابری مراد نہیں ہے ۱۲۔

تو آپ نے فرمایا تم اُن لوگوں میں جو حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے ایک لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ بھی نہیں ہو کسی نے (زید بن ارقم سے) پوچھا اُس دن تم کتنے آدمی تھے زید بن ارقم نے کہا سات سو یا آٹھ سو تھے[لہ] یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۰) حضرت سمرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ہر ایک نبی کا ایک حوض ہوگا اور بیشک سب نبی اسپر فخر کرینگے کہ کس کے پاس زیادہ لوگ آئینگے اور میں امید کرتا ہوں کہ میرے پاس سب سے زیادہ لوگ آئینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۴۱) حضرت انس کہتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ قیامت کے دن میری بھی شفاعت کیجئے گا آپنے فرمایا بیشک کرونگا مینے عرض کیا یارسول اللہ پھر میں آپکو کہاں ڈھونڈوں آپنے فرمایا اگر اول تو مجھے ڈھونڈے تو پل صراط پر تلاش کیجیو مینے کہا اگر پل صراط پر آپ سے میری ملاقات نہو آپنے فرمایا تو میزان کے پاس ڈھونڈ لیجیو مینے عرض کیا اگر میزان عمل کے پاس آپ سے ملاقات نہو۔ آپنے فرمایا پھر حوض کوثر پر تلاش کر لیجیو کیونکہ میں ان تین جگہوں سے الگ نہیں ہونگا[ٹ] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۴۲) حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کسی نے آپ سے پوچھا کہ مقام محمود کیا ہے آپ نے فرمایا اُس دن خدا تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائیگا[ت] اور وہ اسطرح بولیگی جیسے نئی کاٹھی تنگ ہونیکی وجہ سے بولتی ہے حالانکہ وہ آسمان و زمین کی فراخی کے برابر ہے اور اُس دن تمہیں ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ کئے ہوئے حاضر کیا جائیگا اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو لباس پہنایا جائیگا خدا تعالیٰ فرمائیگا میرے دوست کو کپڑے پہناؤ پھر کتان کے دو سفید باریک جنتی کپڑے لائے جائینگے

لہ اس حساب سے آٹھ سات کروڑ آدمی ہوئے اور اس سے انحصار عدد مراد نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے حوض کوثر پر کروڑہا مسلمان ہونگے ۱۲ ٹ کیونکہ پل صراط کے پاس کھڑا ہوا امت کے صحیح وسالم پار اُترنیکی دعا کرونگا پھر ترازو کے پاس اپنی امت کے عمل تلواؤنگا بعد ازاں حوض کوثر پر آکے امتیوں کو حوض کوثر کا پانی پلاؤنگا ۱۲

ت دوسرے مقام پر آیا ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی کے مقابل میں ایسے ہیں جیسے بڑے جنگل میں ایک حلقہ پس کرسی بہت ہی بڑی ہے اس جگہ سے عظمت و جلال خداوندی کا اظہار کرنا مقصود ہے کہ باوجود اسقدر وسیع ہونیکے پھر بھی کرسی تنگ کاٹھی کیطرح چرچر بولیگی ۱۲

(اور حضرت ابراہیم کو پہنائے جائینگے پھر ان کے بعد مجھے پہنائے جائینگے پھر خدا تعالیٰ کی دائیں طرف ایسے مقام پر میں کھڑا ہونگا کہ سب اگلے اور پچھلے مجھ پر رشک کرینگے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

(۱۰۴۴۳) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن پل صراط پر مسلمانوں کی نشانی ربّ سلّم ربّ سلّم کہنا ہوگی (ترجمہ الٰہی ہمیں سلامت رکھ الٰہی سلامت رکھ) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۴۴۴) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری اُمّت کے بڑے گناہ کرنیوالوں کے لئے ہوگی یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے جابر سے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۴۵) عوف بن مالک کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس میرے پروردگار کے پاس سے کوئی آیا اور اس نے مجھے اس بات میں کہ میری آدھی اُمّت جنت میں چلی جائے اور شفاعت کرنے میں اختیار دیا (کہ ان میں سے ایک اختیار کرلو) میں نے شفاعت کو پسند کرلیا اور شفاعت اُسی شخص کے واسطے ہوگی جو کہ اس حال میں مر جائے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھا ہو یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۴۶) عبداللہ بن ابی الجدعاء کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میری اُمّت کے ایک آدمی کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ آدمی جنّت میں جائینگے۔ (بنی تمیم ایک بہت بڑا قبیلہ ہے) یہ حدیث ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۴۷) ابوسعید نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میری اُمّت کے بعضے آدمی ایک بڑی جماعت کی شفاعت کرینگے اور بعضے ایک خاندان کی اور بعضے ایک چھوٹی جماعت کی اور بعضے ایک آدمی کی شفاعت کرینگے یہاں تک کہ سب جنّت میں چلے جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

لہ یعنے کبیرہ گناہ کرنیوالوں کی شفاعت میں ہی کرونگا اور چھوٹے چھوٹے گناہ ہونگی شفاعت اولیاء علماء صلحاء بھی کرکے چھڑا دینگے ۱۲ لہ یعنے اس نے یہ کہا کہ خداوند کریم آپکو اختیار دیتا ہے چاہے آدھی اُمت کا جنت میں جانا منظور کرلیں یا قیامت کے دن اپنی اُمّت کی شفاعت کرنی منظور کرلیں آپ نے فرمایا میں شفاعت کرنی پسند کرتا ہوں ۱۲۔

(۱۰۴۸) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ بزرگ و برتر نے میری اُمّت کے چار لاکھ آدمی بے حساب جنت میں بھیجنے کا مجھ سے اقرار کیا ہے ابو بکر بولے یارسول اللہ ہمیں اور زیادہ بتائیے آپ نے اپنی دونوں ہتیلیاں پھیلا کے ملائیں اور فرمایا اور اس طرح (لپ بھر کر لوگو نکو جنت میں بھیجیگا) ابو بکر بولے یارسول اللہ اور زیادہ فرمائیے آپ نے فرمایا اور اس طرح (لپ بھر کر داخل کریگا) حضرت عمر بولے اے ابو بکر چھوڑو[۵۱] ابو بکر نے جواب دیا اے عمر اگر خدا ہم سبکو جنت میں بھیجدے تو تیرا کیا نقصان ہے حضرت عمر نے کہا (اے ابو بکر) بیشک اگر اللہ بزرگ و برتر تمام مخلوق کو ایک مٹھی میں[۵۲] لیکے جنت میں پہنچانا چاہے تو کر سکتا ہے پھر تم زیادہ بتائیے زیادہ بتائیے کیوں کہے جاتے ہو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر سچ کہتے ہیں یہ حدیث (مصابیح والے نے) شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۰۴۹) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخی صف باندھکر کھڑے ہونگے اُنکے پاس سے ایک جنتی آدمی گزریگا تو انمیں سے ایک آدمی کہیگا اے فلانے کیا تو مجھے نہیں پہچانتا میں وہ ہوں کہ مینے تجھے شربت پلایا تھا اور کوئی کہیگا میں وہ ہوں کہ مینے تجھے وضو کا پانی دیا تھا وہ شخص اُسکی سفارش کریگا اور اُسے جنت میں[۵۳] بھجوا دیگا یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۱۰۵۰) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سے دو آدمی بہت فریاد و زاری کرینگے پروردگار برتر فرمائیگا ان دونوں کو نکالو پھر اُن سے کہیگا کس وجہ سے تمہاری فریاد و زاری اتنی بڑھ گئی وہ کہینگے ہمنے یہ (شور) اسلیئے کیا تاکہ تجھے ہم پر رحم آجاوے فرمائیگا بیشک میری رحمت تمپر یہی ہے کہ تم دونو جا کے اپنے تئیں آگ میں جس جگہ پہلے تھے[۵۴] ڈالدو اُن میں سے ایک تو اپنے تئیں آگ میں ڈال دیگا اُسپر خدا تعالیٰ وہ آگ ٹھنڈی

[۵۱] زیادہ تقریر کیوں کرتے ہو ۱۲ [۵۲] یعنے یہ کیا ضرورت ہے کہ اگر خدا ہم سبکو جنت میں بھیجنا چاہے تو بار بار لپیں بھر کر بھیجے وہ چاہے تو ایک ہی مٹھی میں ہم سبکو جنت میں بھیجدے ۱۲ [۵۳] اس سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی خدمت کرنی بہت اچھی ہے بہت لوگ اس طرح بھی بخشے جائینگے ۱۲ [۵۴] کیونکہ جب اُس نے خدا کی بات مان لی پھر خدا اُسے عذاب نہ کرے گا ۱۲

اور سالم رہنے والی کردیگا اور دوسرا شخص کھڑا رہیگا اپنے تئیں آگ میں نہیں گرائیگا اُس سے پروردگار بزرگ و برتر فرمائیگا تجھے اپنے تئیں اس طرح آگ میں ڈالنے سے جسطرح تیرے ساتھی نے ڈال دیا کس نے روک دیا وہ کہیگا اے پروردگار بیشک میں اُمید کرتا ہوں کہ جب تو نے مجھے اُسمیں سے نکال لیا تو دوبارہ مجھے اُسمیں نہیں بھیجیگا پروردگار بزرگ و برتر اُس سے فرمائیگا تیری اُمید برآئی[۱] وہ دونوں شخص خدا کی رحمت سے اکٹھے جنت میں چلے جائینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۱) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ آگ پر[۲] سے گذرینگے پھر اپنے عملوں کے موافق اُس سے نجات پائینگے اُنمیں سے پہلا بجلی کی چمک کیطرح (جاتا) ہوگا پھر ہوا کیطرح پھر دوڑنے والے گھوڑے کی طرح پھر شتر سوار کیطرح پھر آدمی کے دوڑنے کیطرح پھر آدمی کے پیادہ چلنے کیطرح چلتے ہونگے (اور یہ سب نجات پانیوالے لوگ ہونگے) یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۰۵۲) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قیامت کے دن تمہارے سامنے میرا حوض ہوگا اُسکے دونوں پہلوؤں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ جرجاء اور اذرح میں ہے بعض راویوں نے کہا ہے وہ دونوں[۳] ملک شام میں دو گاؤں ہیں اُن دونوں میں تین دن کا راستہ ہے اور ایک روایت میں ہے اُسمیں آسمان کے ستاروں کے برابر[۴] آبخورے ہیں جو کوئی وہاں آکے اُسمیں سے پئیگا اس کے بعد کبھی اُسے پیاس نہ لگے گی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۳) حضرت حذیفہ اور ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر (قیامت کے دن) لوگوں کو جمع کریگا اور مسلمان کھڑے ہونگے یہانتک کہ جنت اُنکے نزدیک

---

[۱] کیونکہ تو میری رحمت کا اُمیدوار تھا جا میں نے اپنی رحمت سے تجھے بخشدیا ۱۲ [۲] آگ پر گزرنے سے پل صراط پر گزرنا مراد ہے کیونکہ پل صراط دوزخ کی پشت پر کھڑی ہوگی اور اُسپر سے لوگ راستہ طے کرکے جنت میں جائینگے جیسے جسکے عمل ہونگے اُسطرح وہ تیز چلیگا اور گنہگار کٹ کٹکر دوزخ میں گر پڑیگا ۱۲ [۳] جرباء اور اذرح قریب قریب مقام ہیں راوی نے جو تین دن کی مسافت کا فاصلہ بتایا یہ اُسکی غلطی ہے بلکہ مراد حضور انور کی یہ ہے کہ جتنا مدینہ سے جرجاء اور اذرح تک فاصلہ ہے حوض کوثر اتنا بڑا ہے ۱۲ مرقاۃ [۴] جتنے آسمان کے تارے ہیں اتنے ہی حوض کوثر کے آبخورے ہیں ۱۲

ہو جائیگی وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آکے کہینگے اے والد صاحب! ہمارے لئے جنت (کا دروازہ) کھلواؤ وہ کہینگے کیا تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی خطا کے علاوہ کسی اور چیز نے نکالا ہے میں اس لائق نہیں ہوں تم میرے بیٹے ابراہیم کے پاس جاؤ جو خدا کا دوست ہے آنحضور فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں میں تو دور ہی دور سے دوست تھا تم موسیٰ کے پاس جاؤ جس سے خدا نے باتیں کی تہیں پہر لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں تم عیسیٰ جو خدا کے کلمہ (کن) سے پیدا ہوئے ہیں اور اسکی روح ہیں اُنکے پاس جاؤ پہر حضرت عیسیٰ کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں بعد ازاں لوگ محمدؐ کے (یعنے میرے) پاس آئینگے محمدؐ کہڑے ہونگے تو انہیں (شفاعت کی) اجازت ملجائیگی پہر امانت اور رشتہ داری دونوں بہیجی جاوینگی وہ دونوں پل صراط کے دائیں بائیں طرف کہڑی ہو جائینگی سب سے پہلا تمہارا آدمی بجلی کیطرح گزریگا راوی کہتے ہیں مینے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بجلی کیطرح گزرنا کیطرح ہے آپنے فرمایا کیا تم نہیں دیکہتے کہ بجلی پلک جہپکنے میں کیونکر آتی جاتی ہے پہر دوسرا آدمی ہوا چلنے کیطرح پہر پرند جانور کے اڑنے کیطرح پہر اور آدمیوں کے دوڑنے کی طرح چلینگے انہیں اُن کے اعمال لیجائینگے اور تمہارے نبی پل صراط پر کہڑے ہوئے یہ کہتے ہونگے یاالہی (میری امت کو) سالم رکہہ سالم رکہہ یہانتک کہ بندوں کے عمل (چلنے سے) ہار جائینگے تو ایک ایسا آدمی آئیگا کہ وہ سرین کے بل چلنے کے سوا دوسری طرح نہیں چل سکیگا اور آنحضور فرماتے ہیں پل صراط کے دونوں طرف آنکڑے لٹکے ہونگے انہیں یہ حکم ہوگا کہ جسکے پکڑنیکا حکم ہو اسے پکڑ لینا پہر زخمی لوگ چہوٹ جائینگے اور گرے ہوئے دوزخ میں جائینگے اور اُس ذات پاک کی قسم جسکے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے

ف یعنے میری خطا کیوجہ سے تو تم جنت سے نکالے گئے تہے اب میں اس لائق کہاں ہوں جواب تمہاری سفارش کرنے کے واسطے گذارش کروں جاؤ ابراہیم کے پاس جاؤ وہ تمہاری سفارش کرینگے ۱۲ ف خلاصہ یہ کہ جیسے جیسے عمل ہونگے اُسی قدر پل صراط پر تیز چلینگے کوئی بجلی کی طرح اور کوئی ہوا کی طرح اور کوئی پرند جانور کی طرح اور کوئی آدمیوں کے دوڑنے کے موافق چلیگا آخر میں جب ایسے لوگ رہجائینگے کہ اُنکے عمل چلنے سے رہ جائینگے تو وہ لوگ سرین کے بل گہسٹتے چلینگے ۱۲ ف جنکے بدن زخمی ہو کر لٹکینگے کہ اگر دوزخ میں [illegible] گرینگے

بیشک جہنم کی گہرائی ستر برس کی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۴) حضرت جابر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں سے میری شفاعت کی وجہ سے ایسے لوگ نکلینگے جیسے کہ وہ ثعاریر ہیں ہمنے کہا ثعاریر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا وہ آریئے ہیں[۱] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۵) حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن یہ تین (طرح کے) آدمی شفاعت کرینگے اوّل نبی پھر عالم پھر شہید یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

باب جنّت اور اوس کے رہنے والوں کی صفتوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۰۵۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسا کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی آدمی کے دل پر انکا خطرہ گذرا ہے اور تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (ترجمہ کسی جان کو نہیں معلوم کہ خدا نے اُنکے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کیا چیز چھپا رکھی ہے) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے کی جگہ ساری دنیا اور دنیا کے سامان سے بہت ہی بہتر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۸) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ راہ خدا میں[۲] صبح کو یا شام کو جانا دنیا اور دنیا کے سامان سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین پر جھانک لے تو زمین و آسمان کے بیچ میں روشنی کر دے اور ان دونوں کے درمیان کو خوشبو سے بھر دے اور البتہ اُنکی سر کی اوڑھنی دنیا اور دنیا کے سامان سے بہتر ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں

---

[۱] انہیں آرے کے ساتھ اس لئے مشابہت دی گئی کہ آریہ بہت جلدی بڑھتا ہے اسیطرح دوزخی نہر الحیات سے نکلکر جلد تر و تازہ ہو جا ئینگے بعضوں نے آریہ کی جگہ ککڑی مراد لی ہے ۱۲۔

ایک ایسا درخت ہے[۱] کہ اُسکے سایہ میں سوار سَو برس تک چلے تو اُسے طے نہ کرسکے اور تم مین سے ایک کی کمان کی لمبائی کے برابر جنت میں جگہ تمام دنیا اور اُسکے سامان سے جنپر سورج نکلتا اور غروب ہوتا ہے بہتر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۰) حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایماندار کے واسطے جنت میں ایک کھوکلے موتی کا خیمہ ہوگا چوڑان اُسکی ساٹھ میل کی ہوگی ایک روایت میں ہے لمبائی اُسکی (ساٹھ میل ہوگی) اُسکے ہر ایک گوشہ میں رہنے والے ہونگے جنھیں اور لوگ نہیں دیکھیں گے اور وہ ایماندار اُنکے پاس آئے جائیگا اور (ایماندار کے لئے) دو جنتیں ہیں جنکے برتن اور تمام سامان چاندی کے ہیں اور دو جنتیں ایسی ہیں جنکے برتن اور سامان سونیکے ہیں جنت عدن میں لوگوں اور اُنکے پروردگار کے دیدار کے بیچ[۲] میں بجز چادر کبریائی کے جو اُسکے چہرے پر ہے اور کچھ نہو گا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۰۶۱) حضرت عُبادہ بن صامت کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سَو درجے ہیں ہر ایک درجے میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے بیچمیں ہے اور فردوس اُن دو جونمیں سے سب سے اوپر کا درجہ ہے (اُسمیں) جنت کی چار نہریں (پانی اور دودھ اور شراب اور شہد کی) بہتی ہیں اور اُسکے اوپر عرش ہوگا جب تم خدا سے مانگا کرو تو اُس سے جنت الفردوس ہی مانگا کرو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اسے مینے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں پایا اور نہ حمیدی کی کتاب میں پایا (نہ معلوم مصابیح والے نے اسے پہلی فصل میں کیوں لکھدیا)

(۱۰۶۲) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں ایک بازار ہے اُسمیں تم ہر جمعہ کو جایا کروگے پس بادِ شمالی کیطرح[۳] ہوا چلیگی اور اُن کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبو پھیلا دیگی اُن کا حسن و جمال بڑھ جائیگا پھر وہ اپنے گھروں میں جائینگے تو اُن کا حسن و جمال بڑھا ہوا ہوگا اُنسے اُنکے گھر والے کہینگے بخدا تم تو ہمارے پیچھے حسن و جمال میں بڑھ گئے وہ کہینگے

---

[۱] اُسے درخت طوبیٰ کہتے ہیں کہ اُسکے سایہ کی مسافت گھوڑے کے سوار بھی سو برس میں قطع نہ کرسکیں گے ۱۲ [۲] یعنے خدا کے دیدار اور اُس بندہ کے بیچ میں صرف ایک چادر کبریائی کی ہوگی اور کوئی پردہ نہ ہوگا ۱۲ [۳] کیونکہ وہاں شمال و جنوب و مشرق و مغرب تو ہوگا نہیں جو اُسے کسی طرف نسبت کیا جاوے بلکہ وہ ہوا بادِ شمالی جیسی ہوا ہوگی ۱۲۔

خدا کی قسم تم بھی ہمارے پیچھے حسن وجمال میں بڑھ گئے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اوّل گروہ (ان لوگوں کا) جو جنت میں جائینگے چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہونگے پھر جو انکے قریب ہونگے وہ ایسے روشن ہونگے جیسے آسمان پر بہت بڑا روشن تارا ہوتا ہے انکے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہونگے[۱] انمیں نہ کچھ اختلاف ہوگا اور نہ باہمی عداوت ہوگی ہر ایک کی بڑی آنکھوں والی دو حوریں بیویاں ہونگی خوبصورتی کی وجہ سے انکی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے اندر سے[۲] دکھائی دیگا صبح وشام خدا کی تسبیح کرینگے نہ بیمار ہونگے اور نہ پیشاب کرینگے اور نہ پیخانہ پھرینگے اور نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سنکینگے انکے برتن سونے اور چاندی کے ہونگے اور انکی کنگھیاں سونے کی ہونگی اور انکی انگیٹھیوں کا ایندھن عود ہوگا اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا ایک آدمی کی[۳] پیدائش کے موافق اپنے باپ آدم کی آسمانی صورت پر ساٹھ ہاتھ (یعنے تیس گز) کے ہونگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۴) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنتی جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے اور نہ انمیں تھوکینگے اور نہ پیشاب کرینگے اور نہ پیخانہ پھرینگے اور نہ ناک سنکینگے صحابہ نے پوچھا پھر کھانے (کے فضلہ) کا کیا حال ہوگا آپنے فرمایا اسکی ڈکار[۴] اور مشک جیسا پسینہ ہوگا۔ تسبیح اور تحمید اسطرح انکے دل میں ڈالی جاویگی جیسے کہ سانس آتا جاتا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۶۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنت میں جائیگا خوش رہیگا محتاج نہ ہوگا اور نہ اسکے کپڑے پرانے ہونگے اور نہ انکی جوانی[۵] فنا ہوگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] مراد یہ ہے کہ جیسے ایک آدمی کے دل میں کچھ اختلاف نہیں ہوتا اسیطرح جنتیوں کے دلوں میں بھی کچھ اختلاف نہ ہوگا ۱۲ [۲] یعنے نہایت درجہ لطیف اور نازک ہونگی ۱۲ [۳] یعنے سبکے دل متحد ہونگے اور جب آدم علیہ السلام کی صورت وسیرت اور قد پر ہونگے ۱۲ [۴] یعنے فضلہ ڈکار اور پسینے میں نکل جائیگا اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا ۱۲ [۵] ہمیشہ ایک حالت پر رہینگے تغیر وتبدل ذرا نہ ہوگا ۱۲۔

(۱۰۶۶) حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک پکارنیوالا پکاریگا کہ اب تمہارے لئے (ہمیشہ) تندرست رہنا ہے کبھی بیمار نہ ہوگے اور تمہارے لئے (ہمیشہ) زندہ رہنا ہے کبھی نہ مروگے اور تمہارے لئے (ہمیشہ) جوان رہنا ہے کبھی بڈھے نہ ہوگے اور تمہارے لیئے (ہمیشہ) خوش رہنا ہے کبھی محتاج نہ ہوگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۷) حضرت ابو سعید خدری نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنتی اپنے اوپر کے محل والوں کو اسطرح دیکھینگے جیسے کہ کسی چمکتے ستارے کو جو افق مشرق یا مغرب میں باقی رہگیا ہو لوگ دیکھتے ہوں کیونکہ اُن میں سے ایک کی دوسرے پر بزرگی ہوگی لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ نبیوں کے مقام ہونگے جنکو کوئی غیر نہ پہنچ سکیگا آپ نے فرمایا ہاں[۱] اور اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی اُنہوں نے تصدیق کی (اُنکے بھی یہی مقام ہونگے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایسے لوگ جائینگے جنکے دل پرند جانوروں[۲] جیسے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۹) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک خدا تعالیٰ جنتیوں سے کہیگا اے جنتیو وہ کہینگے لبیک ربنا وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک (ترجمہ اے پروردگار ہم حاضر ہیں اور تیری خدمت میں مستعد ہیں اور تمام نیکیاں تیرے قبضہ میں ہیں) خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تم خوش ہوئے وہ کہینگے اے پروردگار ہمیں کیا ہوا جو ہم خوش نہ ہوں حالانکہ تونے ہمیں اتنا دیا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے اور کسی کو اتنا نہیں دیا خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا میں تمہیں اس سے بہتر[۳] نہ دوں وہ لوگ کہینگے اے پروردگار اس سے بہتر اور کیا چیز ہوگی اللہ برتر فرمائیگا میں اپنی رضامندی تم پر حلال (یعنی عطا) کرتا ہوں پھر اسکے بعد کبھی تم سے خفا نہ ہونگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] وہ نبیوں کے درجے ہونگے اور جو خدا اور رسولوں کی تصدیق کرتے ہیں اُنکے بھی یہی مقام ہونگے ۱۲۔

[۲] یعنے اُنکے دل پرند جانوروں کی طرح نرم اور صاف ہونگے یا یہ مُراد ہے کہ اُنکے دل خدا پر بھروسہ کرنے میں پرند جانوروں جیسے ہونگے کہ صبح کو وہ خدا پر بھروسہ کرکے روزی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں پھر خدا ہی اُنہیں بھوکا نہیں پھیرتا ۱۲۔

[۳] میرا تمسے خوش رہنا تمہارے حق میں دُنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے ۱۲۔

(۱۰۷۰) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میں سے ہر ایک کا جنت میں ادنیٰ مرتبہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ اُس سے فرمائیگا (جو تیرا جی چاہے) آرزو کر پھر بندہ آرزو کریگا پھر اور آرزو کریگا اور خدا تعالیٰ اُس سے فرمائیگا کیا تونے[۱] آرزو کرلی وہ کہیگا ہاں خدا تعالیٰ اُس سے فرمائیگا بیشک جو کچھ تونے مانگا وہ اور اُسکے برابر اور تجھے ملیگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۷۱) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیحان[۲] اور جیحان اور فرات اور نیل سارے جنت کی نہروں میں سے (آتے) ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۲) حضرت عتبہ بن غزوان فرماتے ہیں کسی نے ہم سے یہ ذکر کیا کہ اگر ایک پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جاوے اور وہ اُسمیں ستر برس تک گرتا چلا جائے تب بھی اُسے[۳] جہنم کی گہرائی نہ معلوم ہو خدا کی قسم تم اُس میں بھر جاؤگے اور بیشک یہ بھی ہم سے ذکر کیا گیا کہ جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں میں چالیس برس کی مسافت ہے اور اُنپر ایک دن ایسا آئیگا کہ وہ بھیڑ سے بھرے ہوئے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۱۰۷۳) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں مینے پوچھا یا رسول اللہ مخلوق کس چیز سے پیدا ہوئی ہے آپ نے فرمایا پانی سے مینے پوچھا بہشت کس چیز کی بنی ہوئی ہے آپنے فرمایا اُس کی ایک اینٹ سونیکی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور اُس کا گارا خوشبودار مشک خالص کا ہے اور اُسکے کنکر موتی اور یاقوت ہیں اور اُسکی خاک زعفران ہے جو کوئی جنت میں جائیگا۔ خوش رہیگا تکلیف میں نہیں رہیگا اور وہاں ہمیشہ رہیگا مرنے کا نہیں اور نہ اُنکے کپڑے پرانے ہونگے اور نہ اُنکی جوانی جائیگی یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے تو اپنی آرزوئیں کرچکا یا اور کوئی آرزو باقی ہے جسوقت بندہ کہیگا اب کوئی آرزو باقی نہیں رہی اُسوقت خدا تعالیٰ فرمائیگا جا مینے تیری سب آرزوئیں پوری کیں اور اُسکے برابر تجھے اور دیلیگا

[۲] سیحان وجیحان دو دریا ہیں سیحان ملک شام میں یا مدینہ میں ہے اور جیحان بلخ میں ایک دریا ہے اور فرات کوفہ میں اور نیل مصر میں ہے اور انکے جنتی ہونے سے جنتی نہروں کا نمونہ ہونا مراد ہے یا مراد یہ ہے کہ ان کا پانی اور نہروں کے پانیکی نسبت بہت اچھا ہے ۱۲ [۳] یعنے ستر برس میں بھی جہنم کی تہ تک نہ پہنچے معاذ اللہ منہا اسکی گہرائی کا کیا ٹھیک ہے ۱۲

(۱۰۷۴) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں ہے جس کا تنہ سونے کا نہ ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۵) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں سو درجے ہیں ہر ایک دو درجوں کے بیچ میں سو برس کا فاصلہ ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۷۶) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں سو درجے ہیں کہ اگر سارے جہانوں والے انہیں سے ایک میں جمع ہو جائیں تو وہ انہیں کافی ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۷۷) حضرت ابو سعید ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ[۱] کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ان بچھونوں کی بلندی آسمان و زمین کی درمیانی مسافت جیسی پانسو برس کی مسافت ہے[۲] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۷۸) حضرت ابو سعید ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے جو گروہ جنت میں جائیگا انکے منہ ایسے روشن ہونگے جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہوتا ہے اور دوسرا گروہ آسمان کے بہت اچھے چمکتے تارے کی طرح ہوگا انہیں سے ہر ایک مرد کی دو بیویاں ہونگی ہر ایک بیوی ستر جوڑے پہنے ہوگی اسکے اندر سے انکی پنڈلیوں کی ہڈیوں کا گودا دکھائی دیتا ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۹) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جنت میں ایماندار کو اتنی اور اتنی عورتوں سے صحبت کرنیکی طاقت عطا ہو جائیگی کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا مرد میں بہت طاقت ہوگی آپ نے فرمایا سو مردوں کی طاقت ملجائیگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۰) سعد بن ابی وقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر ناخون بھر[۳] جنت کی چیز ظاہر ہو جاوے واسکی وجہ سے تمام چیزیں جو کچھ آسمان و زمین کے اطراف تک ہیں

---

[۱] ترجمہ اور اونچے بچھونے ہونگے ۱۲ [۲] یعنے وہ بچھونے پانسو برس کی مسافت کے برابر اونچے ہونگے جتنی کہ آسمان اور زمین کے بیچ میں مسافت ہے ۱۲ [۳] مراد یہ ہے کہ جتنی چیز ناخون پر رکھنے کے قابل ذرا سی ہو اگر جنت کی چیز اتنی ہی دنیا میں ظاہر ہو جائے تو ساری دنیا میں اجالا اور روشنی ہو جائے ۱۲۔

سُرَنْ ہو جائیں اور اگر جنت کا ایک آدمی (دُنیا میں) جھانک لے اور اُسکے کڑے دیا کنگن) ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی کو اس طرح مٹا دے جیسے[۵۱] سورج تاروں کی روشنی کو مٹا دیتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۸۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی بے بالوں والے[۵۲] امرد سُرمگیں آنکھوں والے ہونگے نہ اُنکی جوانی فنا ہو گی اور نہ اُنکے کپڑے پُرانے ہونگے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۲) معاذ بن جبل نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی بن بالوں والے امرد سُرمگیں تیس ۳۰ یا تینتیس ۳۳ برس کے ہو کے جنت میں جائینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۳) اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں مینے اُسوقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپ سے کسی نے سدرۃ المنتہیٰ[۵۳] کا ذکر کیا آپ نے فرمایا وہ ایسا درخت ہے کہ اُسکی ٹہنیوں کے سایہ میں سوار سو برس تک چلا جائے یا اُسکے سایہ میں سو سوار آرام کر سکیں راوی نے اسمیں شک کیا ہے (کہ آپنے یہ جملہ کہا یا یہ جملہ کہا) اُسپر سونیکے پروانے ہیں اُس کے پھل مٹکوں کے برابر ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۸۴) حضرت انس فرماتے ہیں کسی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کوثر کیا ہے آپنے فرمایا وہ جنت میں ایک نہر ہے جو خدا نے مجھے عطا کی ہے (اُس کا پانی) دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اُس (کے کناروں) میں پرند جانور ہیں جنکی گردنیں اونٹوں کی سی ہیں حضرت عمر نے فرمایا بیشک وہ تو بہت اچھے ہونگے آنحضور نے فرمایا اُنکے کھانے والے اُن سے زیادہ خوش ہونگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۵) حضرت بُریدہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا جنت میں گھوڑے بھی ہیں آپ نے فرمایا ہاں اگر خدا تجھے جنت میں بھیجدے تو جب تو یہ چاہے کہ جنت میں سُرخ یاقوت

---

[۵۱] جیسے سورج کے آگے تاروں کی روشنی ماند ہو جاتی ہے اسیطرح اُنکے زیور کی چمک کے آگے سورج کی روشنی ہٹجائے ۱۲
[۵۲] یعنے جنتی نوعمر لڑکوں کیطرح بے ڈاڑھی والے امرد ہونگے اُنکی آنکھیں سُرمگیں ہونگی ۱۲
[۵۳] سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے جہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام رہتے ہیں ۱۲

کے گھوڑے پر سوار ہوں جو جنت میں[۱] جہاں تو چاہے تجھے لئے لئے اڑتا پھرے تو یہ کر سکتا ہے پھر آپ سے ایک آدمی نے یہ سوال کیا یا رسول اللہ کیا جنت میں اونٹ بھی ہیں بریدہ کہتے ہیں اسے آپ نے وہ جواب نہ دیا جو پہلے کو دیا تھا[۲] (بلکہ) یہ فرمایا اگر خدا تجھے جنت میں بھیج دیگا تو جس چیز کو تیرا جی چاہیگا اور جو کچھ تیری آنکھوں کو اچھا معلوم ہوگا وہ تیرے واسطے موجود ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۶) حضرت ابوایوب فرماتے ہیں ایک زمیندار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے بھی ہونگے آنحضورؐ نے فرمایا اگر تو جنت میں چلا گیا تو تجھے یاقوت کا گھوڑا ملیگا اسکے دو بازو ہونگے پھر اسپر تو سوار ہوگا پھر جہاں تو چاہے گا وہ تجھے اڑا کے لیجائیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے اسکی سند قوی نہیں ہے اور ابو سورہ اس حدیث کا راوی ضعیف ہے اور میں نے محمد بن اسمٰعیل (امام بخاری) سے سنا ہے وہ کہتے تھے ابو سورہ راوی کی یہ حدیث منکر ہے کیونکہ وہ منکر حدیثیں نقل کرتا ہے۔

(۱۰۸۷) حضرت بریدہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتیوں کی ایکسو بیس[۱۲۰] صفیں ہونگی انمیں سے[۳] اسی میری امت کی اور چالیس باقی امتوں کی ہونگی یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور کتاب البعث والنشور میں بیہقی نے روایت کی ہے۔

(۱۰۸۸) سالم اپنے والد (عبداللہ بن عمرؓ) سے نقل کرکے کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دروازے سے میری امت جنت میں جائیگی اسکی چوڑان اچھے گھوڑے سوار کے تین (دن یا تین برس) کی مسافت ہے پھر بھی واقعی وہ لوگ بھچ جائینگے یہانتک کہ انکے کندھے (بھیڑ کی وجہ سے) ہلنے لگینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث ضعیف ہے (کیونکہ) میں نے

---

[۱] یعنے اگر جنت میں تیرا جی چاہے کہ میں گھوڑے پر بیٹھوں اور جہاں میرا جی چاہے وہ لئے لئے اڑتا پھرے تو تجھے خداوند کریم گھوڑا بھی دیدیگا ۱۲ [۲] یعنے اسے مختصر جواب دیدیا کہ جس چیز کو تیرا جی چاہیگا وہ ملجائیگی جو جواب پہلے شخص کو دیا تھا وہ نہیں دیا ۱۲ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ امت محمدی کے مسلمان جنتیوں کے دو تہائی ہونگے ایک تہائی اور سارے نبیوں کے امتی ہونگے ۱۲ [۴] جنت کے دروازے کی چوڑان ایسا ہے کہ اسے تین برس میں گھوڑے سوار طے کرے تو طے ہو باوجود اسقدر چوڑے ہونیکے جب میری امت اسمیں جائیگی تو کھوے سے کھوا چھلیگا ۱۲۔

محمد بن اسمٰعیل بخاری سے اس حدیث کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا اور کہا مخلد[۵۱] (خالد) بن ابی بکر منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

(۱۰۸۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں ایک بازار ہے جسمیں خرید و فروخت نہیں ہے صرف مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہونگی جب کسی آدمی کو کوئی صورت اچھی لگیگی اسمیں چلا جائیگا (یعنے ویسی صورت کا ہوجائیگا) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۹۰) سعید بن مسیب[۵۲] سے روایت ہے کہ یہ حضرت ابوہریرہ سے ملے تو ابوہریرہ نے فرمایا میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں ملائے سعید بولے کیا جنت میں بازار بھی ہے ابوہریرہ نے کہا ہاں (ہے) مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ جنتی جب جنت میں جائینگے تو اپنے اپنے عملونکی زیادتی کے موافق جنت کے درجوں میں اترینگے پھر انہیں دنیا کے دنوں کے حساب[۵۳] سے جمعہ کے دن اجازت دیجائیگی کہ وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں اور خدا تعالیٰ انکے لئے عرش کو ظاہر کریگا اور جنت کے ایک بڑے باغ میں انکے لئے ظاہر ہوگا پھر انکے واسطے نور کے اور موتیوں کے اور یاقوت و زبرجد (یعنے زمرد) اور سونے چاندی کے منبر بچھائے جائینگے اور انمیں کا کم سے کم مرتبہ کے آدمی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھینگے حالانکہ انمیں کوئی کمینہ نہوگا اور یہ لوگ یہ خیال نہ کرینگے کہ کرسیوں[۵۴] والوں کی جگہ ہمسے اچھی ہے ابوہریرہ کہتے ہیں مینے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا ہاں کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں کچھ شک کرتے ہو ہمنے کہا نہیں آپ نے فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کے دیکھنے میں شک نہیں کروگے اور اس مجلس میں کوئی آدمی باقی نہ رہیگا جس

---

[۵۱] مراد یہ ہے کہ انکے نزدیک یہ حدیث مجہول ہے ۱۲ [۵۲] اس نام میں صاحب مشکوٰۃ سے غلطی ہوگئی ہے ترمذی میں مخلد کی بجائے خالد ہے اور وہی صحیح ہے ۱۲ [۵۳] کیونکہ وہاں زمانہ تو ہوگا نہیں جو جمعہ وغیرہ ہو بلکہ جتنا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک دنیا میں زمانہ ہے اتنی مدت کے بعد جنتیوں کو اجازت ہوگی کہ اپنے پروردگار کی زیارت کرلیں ۱۲ [۵۴] کیونکہ جنت میں ہر ایک کو یہ معلوم ہوگا کہ جو کچھ مجھے ملا ہے اس سے زیادہ کسی کو نہیں ملا ۱۲

خدا تعالیٰ اُسنے درمنے کلام نہ کرے یہانتک کہ ایک آدمی سے فرمائیگا اے فلانے فلانیکے بیٹے کیا تجھے وہ دن یاد ہے جبکہ تونے ایسا اور ایسا کہا تھا اُسے خدا تعالیٰ اُسکی دنیا کی کچھ عہد شکنیاں یاد دلائیگا وہ کہیگا اے پروردگار کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا خدا تعالیٰ فرمائیگا ہاں میری بخشش کی وسعت ہی کیوجہ سے تو اس مرتبہ پر پہنچ گیا وہ لوگ اسی حال میں ہونگے کہ اُنکے اوپر ایک ابر چھا جائیگا اور وہ ابر ایکسا ایسی خوشبو برسائیگا کہ اُس جیسی خوشبو لوگوں نے کبھی نہ سونگھی ہوگی پھر ہمارا پروردگار فرمائیگا کہ جو کچھ مینے تمہارے واسطے بزرگی تیار کر رکھی ہے اُسکے واسطے اٹھو اور جو تمہارا جی چاہے لو پھر ہم ایک ایسے بازار میں جائینگے جو فرشتوں سے بھرا ہوگا کہ ایسا نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا ہوگا اور نہ کانوں نے سُنا ہوگا اور نہ دلوں میں اُن کا خیال آیا ہوگا پھر جس چیز کو ہمارا دل چاہیگا وہ ہمیں اُٹھا کر دیدیجائیگی اُس میں خرید و فروخت نہ ہوگی اور اُس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملینگے پھر ایک شخص بڑے مرتبہ والا آئیگا اور اپنے سے کم مرتبہ والے سے ملیگا حالانکہ ان میں کمینہ نہوگا۔ وہ جو کچھ اپنے اوپر لباس دیکھیگا اُسے اچھا معلوم ہوگا اُسکی بات پوری نہ ہونے پائیگی کہ اُسے اپنے لباس سے اُس کم مرتبہ والے کا لباس بہتر معلوم ہونے لگےگا اور یہ اس لئے ہے کہ جنت میں کسی کو غمگین ہونا لائق نہیں ہے پھر ہم اپنے اپنے مقاموں پر آئینگے اور ہم سے ہماری بیویاں ملینگی تو کہینگی تم خوب آئے اور اپنے گھر میں آئے اور اس حال میں آئے کہ تمہارا جمال اُس جمال سے بہتر ہے جو ہمسے جُدا ہونیکے وقت تھا ہم کہینگے ہم آج اپنے پروردگار کے ساتھ بیٹھے تھے جو ٹوٹے ہوئے کام درست کرتا ہے اور ہمیں اسی طرح واپس آنا لائق بھی ہے جسطرح ہم آئے ہیں یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

سلہ ورنہ تیری خطاؤں اور عہد شکنیوں پر خیال کیا جاتا تو تو ہرگز نہ بخشا جاتا ۱۲ سلہ مراد یہ ہے کہ اُنکے مرتبوں میں باعتبار زیادہ بزرگی کے کمی و بیشی ہوگی کوئی کمینہ نہ ہوگا سب کے سب فضیلت والے ہونگے کوئی کم کوئی زیادہ ۱۲ سلہ کیونکہ جب اُس کم والیکا لباس گھٹیا ہوگا اور اس عالی مرتبہ کا عمدہ لباس ہوگا تو وہ کم مرتبہ والا غمگین ہوگا اسلیئے خدا تعالیٰ اُسے بھی ویسا ہی لباس عطا کردیگا تاکہ وہ رنجیدہ نہو ۱۲۔ سلہ یعنے آج ہم ایسی مجلس میں بیٹھے تھے جسمیں پروردگار بھی تھا وہی ذات پاک حسن و جمال کی بڑھانیوالی ہے جو کوئی اسکے پاس بیٹھے وہ اسی قابل ہے کہ اسطرح حسین و جمیل ہوکر پھرے ۱۲۔

(۱۰۹۱) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کم سے کم مرتبے والے جنتی کے اسّی ہزار خدمتگار اور بہتّر بیویاں ہونگی اور اُس کے واسطے ایک گنبد موتی اور زبرجد اور یاقوت کا اتنا ہوگا جیسا کہ جابیہ[۱] اور صنعاء کے بیچ میں فاصلہ ہے اور اسی سند سے منقول ہے کہ آنحضور نے فرمایا ہے جو کوئی چھوٹا یا بڑا جنتی مرتا ہے جنّت میں وہ سب تیس[۲] برس کے ہو کر جائینگے اُس سے کبھی زیادہ نہونگے اور اسیطرح دوزخی ہیں اور اسی سند سے منقول ہے آنحضور نے فرمایا ہے بیشک اُن (کے سروں) پر تاج ہونگے اُس کا گھٹیا سے گھٹیا موتی ایسا ہوگا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی کر دیگا اور اسی سند سے اور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ایماندار جب جنت میں اولاد کی آرزو کریگا تو ایک ہی گھڑی میں اُس کا حمل اور بچّہ جننا اور سن پورا ہونا سب کچھ ہو جائیگا جیسا کہ چاہیگا ابو اسحٰق بن ابراہیم اس حدیث میں کہتے ہیں جب ایماندار جنّت میں بچّہ ہونیکی خواہش کریگا تو ایک گھڑی میں ہو جائیگا ولیکن وہ خواہش ہی نہیں کریگا۔ یہ حدیث[۳] ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور ابن ماجہ نے چوتھا فقرہ اور دارمی نے اخیر جملہ نقل کیا ہے۔

(۱۰۹۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنّت میں حور عین[۴] کا مجمع ہوگا جو اپنی آوازیں دگا نیکے واسطے بلند کرینگی کہ اُس جیسی مخلوق نے کبھی آواز نہ سُنی ہوگی اور کہینگی ہم ہمیشہ[۵] رہنے والیاں ہیں ہم کبھی ہلاک نہ ہونگی و رہم چین و آرام میں ہیں کبھی ہم محتاج نہ ہونگی اور ہم (اپنے خاوندوں سے) خوش ہیں کبھی ہم ناخوش نہ ہونگی اُس شخص کو خوشی ہو جو ہمارے لیئے ہے اور ہم اُسکے لئے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۹۳) حکیم بن معاویہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنّت میں پانی کا دریا ہے اور شہد اور دودھ اور شراب کے بھی دریا ہیں پھر اُسمیں سے اور نہریں[۶] نکلینگی یہ یہ

---

[۱] جابیہ ملک شام میں ایک شہر ہے اور صنعاء مصر کے قریب ایک شہر ہے ۱۲ [۲] ایک دوسری حدیث جو اسی سند سے منقول ہے اُسمیں یہ ہے کہ جنتی سارے تیس۳۰ برس کے ہونگے خواہ بڈّھے مرے ہوں یا بچے یا جوان مر گئے ہوں ۱۲ [۳] یعنی اس ایک سند سے جو پانچ جملہ الگ الگ منقول ہیں اُنمیں سے چوتھا ابن ماجہ اور پانچواں دارمی نے نقل کیا ہے ۱۲ [۴] عین حوروں کو اسلیئے کہتے ہیں کہ عین کے معنے بڑی آنکھوں والی ہیں اور حوروں کی آنکھیں بڑی بڑی ہونگی ۱۲ [۵] یہی اُنکا گانا ہوگا جو باآواز بلند گائینگی ۱۲ [۶] جو سب

حدیث ترمذی اور معاویہ سے دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۰۹۴) حضرت ابو سعید رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا بیشک جنتی آدمی پہلو بدلنے سے پہلے جنت میں ستر ستر مسندوں پر تکیہ لگا ئیگا پھر اُسکے پاس ایک عورت آئیگی اور اُسکے مونڈھوں پر ہاتھ مار یگی وہ شخص اپنا چہرہ اُسکے رخسارہ میں جو آئینہ سے زیادہ روشن ہوگا دیکھیگا[۱] اور ادنیٰ سے ادنیٰ موتی جو اُس عورت پر ہوگا ایسا ہوگا کہ مشرق اور مغرب کے درمیانی مقام کو روشن کردے وہ عورت اسے سلام کریگی اور وہ سلام کا جواب دیگا اور اُس سے پوچھیگا تو کون ہے وہ جواب دیگی میں منجملہ مزید کے ہوں[۲] (جس کا قرآن میں خدا نے وعدہ کیا ہے) اور بیشک وہ ستر کپڑے پہنے ہوگی پھر بھی اُس مرد کی نگاہ اُن میں اسطرح چلی جائیگی کہ اُن کے اندر سے اُس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھ لیگا اور واقعی اُسکے سر پر تاج ہونگے اُس کا ادنیٰ موتی ایسا ہوگا کہ مشرق اور مغرب کے درمیانی مقام کو روشن کر دیگا[۳] یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۹۵) حضرت ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زمیندار بیٹھا تھا آپ یہ بیان کر رہے تھے کہ ایک جنتی آدمی اپنے پروردگار سے کھیتی کرنیکی اجازت مانگیگا خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تو جو کچھ چاہتا ہے تجھے میسر نہیں ہے وہ کہیگا ہاں (ہے) ولیکن میں کھیتی کرنی چاہتا ہوں پھر وہ بیج ڈالے گا اور اُس کا اُگنا اور پکنا اور کٹنا سب کچھ ایک پلک جھپکنے میں ہو جائیگا اور پہاڑوں کے برابر ہوگا خدا تعالیٰ فرمائیگا اے اولادِ آدم تیرا پیٹ کوئی چیز نہ بھر سکیگی[۴] وہ اعرابی (جو آنحضور کے پاس بیٹھا تھا) بولا بخدا میں تو خیال کرتا ہوں کہ وہ قریشی یا انصاری ہونگے کیونکہ یہی لوگ کھیتی کرنے والے ہیں اور ہم تو کھیتی والے ہی نہیں ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۰۹۶) حضرت جابر فرماتے ہیں ایک آدمی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا جنتی سوئینگے

---

[۱] یعنے اُس کا رخسارہ آئینہ سے زیادہ چمکتا ہوگا اُسمیں جنتی اپنا منہ دیکھ لیگا ۱۲ [۲] یعنے قرآن شریف میں جو خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ ولدینا مزید (ترجمہ ہمارے پاس اور بھی ہے) اُن اچھی چیزوں میں سے میں بھی ہوں ۱۲ [۳] یعنے وہ ایسا چمکتا ہوا ہوگا جس سے ساری دنیا روشن ہو جائے [۴] تجھے جنت میں اسقدر نعمتیں ملتی ہیں پھر بھی تیرے دل سے کھیتی کرنے کی حرص نہ گئی ۱۲۔

آپ نے فرمایا (نہیں) سونا تو موت کا بھائی ہے اور جنتی ہرگز مرنیکا نہیں (اسلیئے وہاں کوئی سونیکا بھی نہیں) یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب اللہ برتر کے دیدار کا بیان

پہلی فصل (۱۰۹۷) حضرت جریر بن عبداللہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم اپنے پروردگار کو کھلم کھلا دیکھو گے ایک روایت میں یہ ہے کہ جریر نے کہا ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھ کے فرمایا تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں تم دھکا پیل نہ کرو گے[1] اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم سورج نکلنے سے پہلے اور چھپنے سے پہلے کی نماز پر تم مغلوب نہ ہو[2] تو تم ضرور کرو پھر یہ آیت پڑھی وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (ترجمہ سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کر یعنے فجر اور عصر کی نماز پڑھ) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۹۸) صہیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا جسوقت جنتی جنت میں جا چکینگے خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں کچھ تمہیں اور دیدوں وہ کہینگے کیا تو نے[3] ہمارے منہ روشن نہیں کیئے کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور دوزخ سے ہمیں بچا لیا آنحضرت فرماتے ہیں پھر پردہ اٹھ جائیگا اور وہ لوگ خدا تعالیٰ کیطرف دیکھینگے انہیں کوئی چیز اپنے پروردگار کی طرف نظر کرنے سے زیادہ پیاری نہیں ملیگی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ط (ترجمہ نیکی کرنے والوں کے لئے جنت ہے اور کچھ زیادہ (یعنے دیدار خدا) ہے۔

---

[a] مثل مشہور ہے کہ سویا ہوا اور مرا ہوا دونو برابر ہیں ۱۲ [1] کوئی پردہ وغیرہ بیچ میں نہ ہوگا ۱۲۔
[2] یعنے فجر اور عصر کی نماز کا بہت خیال رکھو کیونکہ صبح کو اکثر لوگ غافل پڑے سوتے ہیں اور عصر کے وقت دنیا کے دہندوں میں پھنسے ہوتے ہیں ۱۲ [3] مراد یہ ہوگی کہ تو نے ہمیں اتنی نعمتیں دیدیں اب اس سے زیادہ کیا رہ گیا ارشاد ہوگا لو ہمارا دیدار کہ یہ تمام نعمتوں سے زیادہ ہے ۱۲۔

دوسری فصل (۱۰۹۹) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ کم مرتبہ کا جنتی وہ آدمی ہوگا جو اپنے باغوں اور بیویوں اور نعمتوں اور خادموں اور تختوں کو ہزار برس کے راستہ سے دیکھیگا (یعنے اُس کا ملک ہزار برس کی مسافت کے برابر ہوگا) اور سب سے زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہ ہوگا جو صبح و شام خدا کا دیدار دیکھیگا پھر یہ آیت پڑہی وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ (ترجمہ اُس دن بہت سے مُنہ تر و تازہ اور اپنے پروردگار کی طرف نظر کرنے والے ہونگے) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۰۰) ابو رزین عُقیلی فرماتے ہیں مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم سب اپنے پروردگار کو قیامت کے دن تنہا تنہا دیکھینگے[1] آپ نے فرمایا ہاں مینے پوچھا خدا کی مخلوق میں اسکی کیا نشانی ہے آپ نے فرمایا اے ابو رزین کیا تم سب تنہا چودہویں رات کے چاند کو نہیں دیکھتے ہو ابو رزین بولے ہاں دیکھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ تو خدا کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اور اللہ تو (اُس سے زیادہ) بزرگ و برتر ہے[2] یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۱۰۱) حضرت ابو ذر کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپنے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں کیونکر اُسے دیکھ سکتا ہوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۰۲) حضرت ابن عباس مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی[3] وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی کی تفسیر میں فرماتے ہیں آپنے خدا تعالیٰ کو اپنے دل (کی آنکھوں)[4] سے دو بار دیکھا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے کہ ابن عباس نے فرمایا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار

---

[1] یعنے کچھ ایسی بھیڑ بھاڑ تو نہ ہوگی کہ کوئی دیکھے اور کوئی نہ دیکھے ۱۲ [2] جب تم خدا کی پیدا کی ہوئی چیز کو اس طرح دیکھ لیتے ہو کہ تم میں سے کسی کو اُس کے دیکھنے سے تکلیف نہیں پہنچتی پھر خدا کو اس طرح کیوں نہ دیکھ سکو گے ۱۲ [3] محمد کے دل نے جو کچھ دیکھا جھوٹ نہیں کہا ہے اور واقعی اُنھوں نے اُس کو دوسری دفعہ دیکھا ہے ۱۲ [4] اسمیں محدثین اور مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں انہی سر کی آنکھوں سے دیکھا تہا بعض کہتے ہیں دل کی آنکھوں سے دیکھا تہا اور ابن مسعود اور حضرت عائشہ کا قول ہے کہ آیت میں روایت سے جبرئیل علیہ السلام کا اصلی صورت پر دیکھنا مراد ہے ۱۲۔

کو دیکھا تھا عکرمہ کہتے ہیں میں نے (ابن عباس سے) پوچھا کیا خدا تعالیٰ یہ نہیں فرماتا لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ (ترجمہ خدا کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ لوگوں کی آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے) ابن عباس بولے تیرا ناس جائے یہ اسوقت ہے جبکہ وہ اپنے اس نور کی تجلی کرے[1] جو کہ وہ ہے اور واقعی آنحضور نے خدا کو دو بار دیکھا ہے۔

(۱۱۰۳) حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ ابن عباس کعب سے میدان عرفات میں ملے تو انسے کوئی بات پوچھی کعب نے (اسے بڑی بات سمجھکر) اللہ اکبر کہا یہانتک کہ انکے ساتھ پہاڑ گونج اٹھے ابن عباس نے کہا ہم اولاد ہاشم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار) ہیں[2] (ایسی بات نہیں پوچھتے جو خلاف عقل ہو) کعب بولے بیشک خدا نے اپنے دیکھنے اور کلام کرنیکو محمدؐ اور موسیٰ کے درمیان تقسیم کردیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دو بار کلام کیا اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دو بار دیکھا مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے جا کے پوچھا کیا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے وہ بولیں تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اس سے میرے (بدن کی) بال (یعنے رونگٹے) کھڑے ہو گئے میں نے کہا ذرا ٹھہرو[3] میں نے (استدلالاً) یہ آیت پڑھی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (بیشک محمدؐ نے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیاں دیکھیں اور بہت ہی نزدیک ہو گئے) حضرت عائشہ نے فرمایا یہ آیت تیرے خیال کو کدھر لیگئی وہ تو جبرئیل ہیں (جنکو آنحضور نے دیکھا اور ان سے قریب ہو گئے) جسنے تجھ سے یہ بیان کیا ہے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے یا ان باتوں میں سے جن (کے پہنچانے) کا آپکو حکم دیا گیا تھا آپ نے کچھ چھپا رکھا یا آنحضور ان پانچ باتوں کو جانتے تھے (جنکے بارے میں) خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ[4] اس شخص نے بڑا بہتان باندھا لیکن آپنے حضرت جبرئیل کو دیکھا تھا انہیں انکی اصلی صورت میں صرف دو بار دیکھا ہے ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ

[1] اور اگر خدا تعالیٰ اسطرح تجلی کرے جسطرح اسے انسان دیکھ سکے اسوقت یہ حکم نہیں ہے حضرت ابن عباس کا مذہب یہی ہے ۱۲

[2] ایسی بات ہم نہیں پوچھیں گے جو عقل کے خلاف ہو کیونکہ ہم آنحضرت کے قرابت دار ہیں آپکی باتوں سے خوب واقف ہیں ابن عباس نے کعب سے دیدار خدا کے متعلق کچھ سوال کیا تھا جو انہیں ایک بڑا سوال معلوم ہوا اور ازراہ تعجب پکار کر اللہ اکبر کہا ۱۲

[3] انکار کیوں کرتی ہو خدا کا دیکھنا قرآن سے ثابت ہے حضرت عائشہ نے جواب دیا قرآن میں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کا ذکر ہے اس سے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا مراد ہے تمنے خدا کا دیکھنا کیونکر سمجھ لیا ۱۲

[4] بیشک قیامت کا علم خدا ہی کو ہے وہی بارش برساتا ہے [illegible]

سے کے پاس اور ایک دفعہ (مکہ کے قریب) موضع اجیاد میں دیکھا تھا انکے چھ سو ایسے پر تھے کہ (آسمان وزمین کے) کنارے گھیرے ہوئے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور بخاری ومسلم نے کچھ زیادتی اور اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اور ان دونوں کی روایتوں میں یہ ہے مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے کہا پھر خدا تعالیٰ کا یہ قول کہاں گیا ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی حضرت عائشہ نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے کہ آپکے پاس آدمی کی صورت میں آتے تھے اور اس دفعہ اپنی اصلی صورت میں آئے جسنے سب طرف احاطہ کر لیا۔

(۱۰۴۷) حضرت ابن مسعود خدا تعالیٰ کے اس قول فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اور اس قول مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اور اس قول لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی کی تفسیر میں کہتے تھے کہ آنحضرت نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا انکے چھ سو پر تھے یہ روایت متفق علیہ ہے ترمذی کی روایت میں ہے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی کی تفسیر میں عبداللہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو رفرف کا جوڑا پہنے ہوئے اسطرح دیکھا تھا کہ آسمان وزمین کے درمیانی فاصلہ کو بھر رکھا تھا اور ترمذی اور بخاری کی ایک روایت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی کی تفسیر میں منقول ہے کہ ابن مسعود فرماتے تھے آنحضور نے رفرف کے رہنے والے سبز کپڑوں والے کو دیکھا تھا جسنے آسمان کا کنارہ بھر رکھا تھا اور مالک بن انس سے کسی نے اللہ برتر کے اس قول اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ کے بابت دریافت کیا اور کہا کہ ایک قوم (معتزلہ وغیرہ) کا قول ہے (کہ پروردگار کی طرف دیکھنے سے) اپنے ثواب کیطرف دیکھنا مراد ہے امام مالک بولے وہ جھوٹے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے اس قول کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ سے کہاں (غافل پڑے) ہیں پھر امام مالک نے فرمایا لوگ قیامت کے دن خداوند کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھینگے اور فرمایا اگر ایماندار اپنے پروردگار کو قیامت کے دن نہ دیکھینگے تو خدا تعالیٰ نے

ف۱ ترجمہ پھر نزدیک آیا اور اترا چنانچہ دو کمانوں یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہگیا تھا ۱۲ ف۲ ترجمہ درمیان اُس کے اور محمد کے دو کمانوں کی مقدار یا اس سے بھی کم فاصلہ رہگیا جو کچھ محمد کے دل نے دیکھا جھوٹ نہیں کہا ہے اور واقعی محمد نے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں ۱۲ ف۳ ترجمہ جنتی لوگ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہونگے ۱۲۔

کافروں کو پردہ[ا] سے کیوں عار دلائے یہ کہا ہے کَلَّا اِنَّھُمْ عَنْ رَّبِّھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (ترجمہ ہرگز نہیں واقعی کافر اُس دن اپنے پروردگار سے پردہ میں ہونگے) یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۱۰۵) حضرت جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جس وقت کہ جنتی اپنے نعمتوں میں ہونگے یکایک انہیں ایک نور چمکتا دکھائی دیگا وہ اپنا سر اٹھائینگے تو دیکھینگے کہ وہ پروردگار ہے جو انہیں انکے اوپر سے دیکھ رہا (یا جھانک رہا) ہے اور فرمائیگا اے جنتیو تم پر سلام ہو اور یہی خدا تعالیٰ کے اس قول سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ سے مراد ہے کہ جنتیوں کو پروردگار مہربان کیطرف سے سلام کہا جائیگا آنحضرت نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ انکی طرف دیکھیگا اور وہ خدا کیطرف دیکھینگے اور جبتک خدا کیطرف دیکھتے رہینگے کسی نعمت کیطرف التفات نہیں کرینگے یہانتک[۲] کہ وہ انسے پردہ میں ہو جائے پھر اسکے نور کا اثر باقی رہجائیگا یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب دوزخ اور دوزخیوں کا بیان

پہلی فصل (۱۱۰۶) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری (دنیا کی) آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ یہی آگ کافی تھی آپنے فرمایا (ہاں) وہ آگ اس سے انہتر حصے زیادہ ہے انمیں سے ہر ایک کی گرمی اسکے برابر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے اور یہ لفظ بخاری (کی روایت) کے ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے تمہاری آگ جو کہ آدمی سلگاتا ہے (اُس سے دوزخ کی آگ انہتر[۳] حصہ زیادہ ہے)

(۱۱۰۷) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُس دن دوزخ حاضر کیجائیگی اسکے ستر ہزار لگامیں ہونگی ہر ایک لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے جو اُسے کھینچتے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

[ا] یعنے یہ کیوں فرمایا ہے کہ کافر اُس دن پردہ میں ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے آگے پردہ ہوگا اور مسلمان دیدار باری سے فیض یاب ہونگے ۱۲ [۲] جب وہ پردہ میں ہو جائیگا اُس وقت اور نعمتوں کی طرف التفات کرینگے ۱۲ [۳] یہی آگ جلانیکے واسطے کیا کچھ کم تھی جو دوزخ کی آگ اس سے انہتر حصہ زیادہ پیدا کی گئی ۱۲۔

(۱۱۰۸) حضرت نعمان بن بشیر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب دوزخیوں سے ہلکا عذاب اُس شخص کا ہوگا جسکی آگ کی جوتیاں اور آگ کے تسمے ہونگے اُن سے اُس کا دماغ اس طرح جوش کہائیگا جیسے ہنڈیا میں جوش آتا ہے اور اُسے یہی معلوم ہوگا کہ مجھ سے زیادہ سخت کسی پر عذاب نہیں ہے حالانکہ یہ سب سے ہلکا عذاب ہوگا[۱] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۰۹) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے آسان عذاب والے ابو طالب ہونگے اور آگ کی جوتیاں پہنے ہونگے جن سے اُن کا دماغ جوش مار لیگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۰) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخیوں میں سے اُس شخص کو لایا جاویگا جو دنیا میں بڑا نعمت والا تھا اور اُسے آگ میں غوطہ دیا جائیگا پھر ارشاد ہوگا اے اولادِ آدم کیا تو نے کچھ بہتری دیکھی تھی کیا کبھی تجھے کچھ نعمت ملی تھی وہ کہیگا اے پروردگار خدا کی قسم کچھ نہیں[۲]۔ پھر جنتیوں میں سے ایسے شخص کو حاضر کیا جائیگا جو دنیا میں نہایت محتاج تھا اور اُسے جنت (کی نعمتوں) میں غوطہ دیا جائیگا پھر پوچھا جائیگا اے اولادِ آدم کیا تو نے کبھی سختی دیکھی تھی یا کبھی تجھ پر مصیبت پڑی تھی وہ کہیگا اے پروردگار خدا کی قسم کبھی نہیں نہ مجھ پر کبھی سختی گذری اور نہ میں نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۱۱۱) حضرت ابن عباس ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے قیامت کے دن سب سے زیادہ ہلکے عذاب والے دوزخی سے خدا تعالیٰ پوچھیگا اگر تیرے پاس اتنا کچھ ہوتا جتنا (تمام) زمین پر ہے تو کیا تو اس عذاب کے بدلے دیدیتا (یا نہیں) وہ کہیگا ہاں (دیدیتا) خدا تعالیٰ فرمائیگا میں نے تو تجھ سے اِس سے بہت آسان چیز چاہی تھی جبکہ تو پشتِ آدم میں تھا اور وہ یہ ہے کہ میرا کسی کو شریک نہ بنائیو (تجھ سے یہ بھی نہ ہو سکا) اور تو میرا شریک بنائے بغیر نہ مانا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] پھر جنہیں سخت عذاب دیا جائیگا اُن کا کیا حال ہوگا خداوند کریم اُس سے پناہ میں رکھے ۱۲۔

[۲] ان سختیوں کے سامنے وہ ساری دنیا کی نعمتیں بھول جائیگا اور جنتی جنت کے آراموں کے آگے دُنیا کی ساری تکلیفیں بھول جائیگا ۱۲۔

(۱۱۱۲) سمرہ بن جندب نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں[۱] میں سے کچھ ایسے لوگ ہونگے جنکے ٹخنوں تک آگ لگی ہوئی ہوگی اور بعضوں کے گھٹنوں تک لگی ہوگی اور بعضوں کی ازار باندھنے کی جگہ تک لگی ہوگی اور بعضوں کے ہنسلی تک لگی ہوگی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں کافر کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں تیز چلنے والے سوار کی تین دن کی مسافت[۲] کا فاصلہ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کافر کی داڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی اور اسکی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت جیسی ہوگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ابوہریرہ کی یہ حدیث کہ آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی تھی جلدی نماز پڑھنے کے باب میں گزر چکی۔

دوسری فصل (۱۱۱۴) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا دوزخ کی آگ ہزار برس تک جلائی گئی یہانتک کہ وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس تک جلائی گئی تو سفید[۳] ہوگئی پھر ہزار برس تک جلائی گئی تو کالی ہوگئی اب وہ کالی اور اندھیری ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کافروں کی ڈاڑھ کوہ احد کی برابر ہوگی اور ان کی ران کوہ بیضاء کے برابر ہوگی اور اس کا ٹھکانا دوزخ میں ربذہ[۴] کے مانند تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کافر کی جلد کا موٹاپا بیالیس[۴۲] ہاتھ ہوگا اور بیشک کافر کی ڈاڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی اور اسکی جگہ دوزخ میں اتنی ہوگی جتنا مکہ اور مدینہ کے بیچ میں فاصلہ ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] جس قدر جسکے برے عمل ہونگے اسیقدر زیادہ آگ میں دبے ہوئے ہونگے ۱۲ [۲] یعنا تین دن میں تیز رفتار سوار راستہ طے کرتا ہے اسقدر کافر کے ایک مونڈھے سے دوسرے مونڈھے تک فاصلہ ہوگا ۱۲ [۳] کیونکہ آگ جب بہت تیز اور صفا ہوتی ہے اس وقت سفید ہوجاتی ہے اور ابتدا میں جب دھوئیں میں ملی ہوئی ہوتی ہے تو سرخ ہوتی ہے ۱۲ [۴] ربذہ ایک گانوں ہے جو مدینہ سے تین دن کے راستہ پر ہے مراد یہ ہے کہ کافروں کا دوزخ میں ٹھکانا اتنا بڑا ہوگا ۱۲

(۱۱۱۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کافر کی زبان تین تین اور چھ چھ کوس تک پہنچیگی اور لوگ اسے روندینگے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۱۱۸) حضرت ابو سعید رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا صعود[۱] ایک آگ کا پہاڑ ہے کہ اسپر کافر ستر برس میں چڑھایا جائیگا اور اسی طرح اتارا جائیگا ہمیشہ یہی حال رہیگا) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۹) حضرت ابو سعید ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ خدا تعالیٰ کے اس قول کالمُہل کی تفسیر میں فرماتے تھے وہ پانی زیتون کے تلچھٹ جیسا ہوگا جسوقت وہ دوزخی کے منہ کے نزدیک ہوگا تو اسکے منہ کی کھال (گرمی کے مارے) اس میں گر پڑے گی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۰) حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا بیشک گرم پانی دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائیگا وہ پانی انکے پیٹ تک پہنچ جائیگا اور تمام پیٹ کے اندر کی چیزوں کو کاٹ ڈالیگا اور اسکے قدموں (کیطرف) سے نکال دیگا اور صہر (یعنے گلنے[۲]) سے مراد یہی ہے پھر ویسا ہی ہو جائیگا جیسے پہلے تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۱) حضرت ابو امامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ کے اس قول یُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَتَجَرَّعُہٗ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے وہ پانی دوزخی کے منہ کے پاس لایا جائیگا تو اسے برا معلوم ہوگا جسوقت اسکے قریب آئیگا تو اس کا منہ بھون دیگا اور اسکے سر کی کھال گر پڑیگی اور جب اسے پیئے گا تو اسکی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا یہاں تک کہ وہ اسکے پیخانہ کے رستہ سے نکل جائینگی خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَھُمْ (ترجمہ انہیں گرم پانی پلایا جائیگا تو وہ پانی انکی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا) اور فرماتا ہے وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا

[۱] یعنے قرآن میں جو صعود کا ذکر ہے وہ ایک پہاڑ ہے جسکی چڑھائی اور اترائی ستر ستر برس کی ہے ۱۲ [۲] یعنے قرآن میں جو مذکور ہے یُصْھَرُ بِہٖ مَا فِیْ بُطُوْنِھِمْ وَالْجُلُوْدُ اس گرم پانی سے انکے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گلجائینگی اس سے یہی گرم پانی مراد ہے ۱۲ [۳] دوزخی کو پیپ لہو کا پانی پلایا جائیگا وہ اسے بڑی مشکل سے پئیں گے ۱۲

بِمَآءٍ کَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ (ترجمہ اور اگر کافر فریاد کرینگے تو زیتون کے تلچھٹ جیسے پانی سے انکی فریاد رسی کیجاویگی جو ان کے چہروں کو بھون ڈالیگا اور وہ پینے کی بری چیز ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۲) حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا دوزخ کے احاطہ کی چار دیواریں ہونگی ہر دیوار کی مٹائی چالیس برس کی مسافت ہوگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی

(۱۱۲۳) حضرت سعید ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دوزخیوں کے زخموں کے پانی کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۴) حضرت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت[1] اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پڑھ کے فرمایا اگر زقوم[2] کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپک جائے تو تمام زمین والوں کی زندگی خراب ہو جائے پھر ان کا کیا حال ہوگا جنکی وہ غذا ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۱۲۵) حضرت ابو سعید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا دوزخی دوزخ میں تیوری چڑھے ہونگے فرماتے ہیں انہیں آگ بھون دیگی اور ان کا اوپر کا ہونٹ اٹھ کر وسط سر یعنے تالو تک پہنچ جائیگا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۱۲۶) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا اے لوگو رؤ اور اگر نہ رو سکو تو رونیکی صورت بناؤ کیونکہ دوزخی دوزخ میں اتنے روئینگے کہ انکے آنسو چہروں پر اس طرح بہینگے جیسے کہ نالیاں[3] ہوتی ہیں پھر آنسو ہو چکینگے تو خون بہیگا اور انکی آنکھیں زخمی ہو جائیں گی اور اگر کشتیاں ان آنسوؤں میں چلائی جائیں تو چلنے لگیں یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

[1] اے ایمان والو خدا سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور مرو تو اسی حال میں مرنا کہ تم خدا کے پورے فرماں بردار ہو ۱۲ [2] زقوم دوزخ کا ایک درخت ہے جو بہت ہی کڑوا ہے دوزخیوں کے کھانے کو اس کا پھل ملیگا ۱۲ [3] اس لئے اگر خدا کے خوف سے دنیا ہی میں رو لو تو اچھا ہے شاید وہاں کے رونے سے بچ جاؤ ۱۲۔

(۲۷ (۱) حضرت ابودرداؔ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں پر بھوک (کی مار) ڈالی جائیگی یہ بھوک اُس عذاب کے جو کچھ انہیں دوزخ میں ہوگا برابر ہوگی پھر وہ فریاد کرینگے تو انکی فریادرسی[۱] میں ایک ایسی گھانس کھانے کو دیجائیگی جو کانٹوں وار کڑوی بدبودار ہوگی کہ اُسکا کھانا انہیں موٹا کریگا اور نہ بھوک روکیگا وہ لوگ دوبارہ کھانیکی فریاد کرینگے تو اُنکی فریاد کی وجہ سے ایسا کھانا دیا جائیگا جو گلے میں اٹک جائیگا وہ یاد کرینگے کہ ہم دُنیا میں حلق میں اٹکی ہوئی چیز کو پانی وغیرہ سے اتارتے تھے پھر پانی وغیرہ کی فریاد کرینگے تو انہیں گرم پانی لوہے کی زنبوروں[۲] سے اٹھا کے دیا جائیگا جب وہ اُنکے چہروں کے قریب پہنچیگا تو اُن کے چہروں کو بھون دیگا اور جب اُنکے پیٹوں کے اندر جائیگا تو تمام پیٹ کے اندر کی چیزوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردیگا وہ لوگ کہینگے دوزخ کے نگہبانوں سے دُعا کراؤ وہ نگہبان کہینگے کیا تمہارے پیغمبر تمہارے پاس نشانیاں نہیں لائے تھے وہ کہینگے ہاں (لائے تھے) وہ کہینگے تم خود دعا کرو (ہم سفارش نہیں کرتے) اور کافروں کی دعا بھی بیکار ہوتی ہے آنحضورؐ نے فرمایا ہے وہ لوگ کہینگے دار و غہ کو بلاؤ پھر کہینگے اے مالک اپنے رب سے دُعا کرتا کہ وہ اب ہمارے مرنے کا حکم کرے آنحضورؐ فرماتے ہیں وہ انہیں جواب دیگا تم ہمیشہ (اسی میں) رہوگے اعمشؔ (راوی حدیث) کہتے ہیں میں نے یہ خبر سُنی ہے کہ اُن لوگوں کے پکارنے اور مالک کے انہیں جواب دینے میں ہزار برس کا فاصلہ ہوگا آنحضورؐ فرماتے ہیں پھر وہ کہینگے اپنے پروردگار سے دعا کرو تمہارے پروردگار سے بہتر کوئی نہیں ہے وہ کہینگے اے ہمارے پروردگار ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے پروردگار ہمیں اس سے نکال لے اگر ہم پھر ایسا کریں تو واقعی ہم ظالم ہیں حضورِ انورؐ فرماتے ہیں انہیں پروردگار جواب دیگا تم اُسمیں ذلیل رہو اور مجھ سے کلام

---

[۱] یعنی اُن کی فریاد کی فریاد رسی یہ کیجائیگی کہ بعد مدت کڑوی بدبودار کانٹوں کی گھانس کھانے کو دیجائیگی ۱۲

[۲] کیونکہ گرمی کی شدت سے پانی کے برتن کو ہاتھ بھی نہیں لگایا جائیگا لوہے کے زنبوروں سے پکڑ پکڑ کے اُٹھا کے دیا جائے گا ۱۲ [۳] یعنے کافر اپنے واسطے دعا بھی کرے گا وہ بھی اُسے کچھ فائدہ نہ دے گی ۱۲ [۴] تمہاری بخشش ہرگز ہرگز نہیں ہوگی تم چاہے جتنی فریاد کرو تمہاری فریاد ذرا بھی نہیں سنی جائیگی ۱۲

نہ کرو فرماتے ہیں اسوقت وہ لوگ ہر طرح کی بہتری سے نا اُمید ہو جائینگے اور اُس وقت نالہ و فریاد و حسرت اور واویلا کرنی شروع کرینگے عبداللہ بن عبدالرحمن کہتے تھے اور لوگ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی بیان نہیں کرتے (یعنے موقوف روایت کرتے ہیں) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۱۲۸) نعمان بن بشیر کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے یعنے میں دوزخ کے عذاب سے ڈرایا ہے میں نے تمہیں دوزخ کے عذاب سے ڈرایا ہے یہی کہتے رہے یہانتک کہ اگر آپ میری اس جگہ پر ہوتے تو بازار والے اسے سُن لیتے اسوقت آپکی چادر جو آپ اوڑھے ہوئے تھے آپکے پیروں پر گر پڑی تھی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی کھوپری جیسی چیز کیطرف اشارہ کرکے فرمایا اگر اتنا سیسہ آسمان سے زمین کیطرف (صبح کو) چھوڑا جائے باوجودیکہ اسکا فاصلہ پانسو برس کا ہے تو پھر بھی وہ زمین پر شام سے پہلے پہنچ جائے اور اگر وہ (دوزخ کی) زنجیر کے سرے سے چھوڑا جائے تو چالیس برس کے دن رات اُس کے دوزخ کے جڑیا گہرائی تک پہنچنے سے پہلے تمام ہو جائیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۳۰) حضرت ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جہنم میں ایک نالہ ہے جسے ہبہب کہا جاتا ہے اسمیں تمام سرکش لوگ رہینگے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۱۱۳۱) حضرت ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا دوزخیوں کے بدن دوزخ میں اتنے بڑھجائینگے کہ ہر ایک کان کی لو اور مونڈھے کے بیچمیں سات سو برس چلنے کی مسافت کا فاصلہ ہوگا اور دوزخی کی کھال کی مٹائی ستر ہاتھ ہوگی اور ڈاڑھ کوہ اُحد کے برابر ہوگی۔

(۱۱۳۲) عبداللہ بن حارث بن جزء کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت میں بختی اونٹوں جیسے (بڑے بڑے) سانپ ہیں کہ ان میں سے کوئی سانپ ایکبار کاٹیگا تو دوزخی کو اُسکے زہر کی تکلیف چالیس برس تک معلوم ہوگی اور بیشک دوزخ میں پالان

ف ۱ یعنے آپ نے اس قدر پکار پکار کر فرمایا کہ اگر اس جگہ سے آپ فرماتے تو بازار والے بھی سن لیتے ۱۲ ف ۲ یعنے اگر آسمان سے ایک سیسہ چھوڑا جائے تو بہت جلد زمین پر پہنچ جائے اور اگر دوزخ میں پھینکا جائے تو اُسکی تہ پر چالیس برس میں بھی نہ پہنچے ۱۲ ف ۳ ہبہب کے معنے تیز ہیں اُسے ہبہب اس لئے کہتے ہیں کہ دوزخیوں کو اسمیں عذاب جلد جلد اور تیز ہوگا ۱۲۔

بندھے ہوئے خچروں کے برابر بچھو ہیں اگر ایک اُن میں سے کسی کو کاٹیگا تو اُس کے کاٹنے کی تکلیف چالیس[۲] برس تک اُسمیں رہیگی یہ دو حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۱۱۳۳) حضرت حسن (بصری) فرماتے ہیں ہم سے ابوہریرہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ آنحضور نے فرمایا سورج اور چاند پنیر کے دو ٹکڑے ہیں قیامت کے دن یہ دونوں آگ میں لپیٹ کر دوزخ میں ڈال دیے جائینگے حسن بولے (بھلا) ان دونوں سے کیا گناہ ہو گیا ہے (جس کی وجہ سے یہ دوزخ میں ڈالے جائینگے) حضرت ابوہریرہ نے فرمایا[۱] میں تو تم سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں (اور تم قیاس لڑاتے ہو کہ یوں کیوں ہوگا، حسن (اُنکے کہنے سے) خاموش ہو رہے یہ حدیث بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں نقل کی ہے۔

(۱۱۳۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دوزخ میں سوائے بدبخت کے کوئی نہیں جائیگا کسی نے پوچھا یا رسول اللہ وہ بدبخت کون شخص ہے آپنے فرمایا کہ وہ شخص ہے جسنے اللہ کی رضامندی کیلئے اُسکی کوئی اطاعت نہ کی اور اُس کی ناراضگی کی وجہ سے کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب بہشت و دوزخ کے پیدا کرنے کا بیان

پہلی فصل (۱۱۳۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہشت اور دوزخ دونوں آپسمیں جھگڑیں دوزخ نے یہ کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے متکبر اور ظالموں کے لئے پسند کیا ہے بہشت بولی پھر مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر سوائے ضعیف لوگوں اور کم اعتبار اور بھولے فریب کھانے والوں کے اور کوئی[۲] بھی نہیں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے

---

[۱] یعنے تم نقل چلی کے مقابلہ میں قیاس کرتے ہو اور دوزخ میں جانیکا سبب عمل کو سمجھتے ہو کیا تمہیں یہ خبر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا دوزخ میں بھیجدیتا اور جو حکم چاہتا ہے کر دیتا ہے صاحب مرقات کہتے ہیں میرے نزدیک حضرت حسن بصری کا مقصود سوال سے یہ تھا کہ انہیں دوزخ کو بھیجنے میں حکمت کیا ہے کیونکہ یہ دونوں تو اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں اور دوزخ تو کافروں اور نافرمانوں کیلئے ہے اسکے مقابلہ میں حضرت ابوہریرہ کا جواب یوں ہوگا کہ مینے جو کچھ آنحضور سے سنا تھا تمسے بیان کردیا اور زیادہ مجھے خبر نہیں ہے ۱۲ مرقات [۲] اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ سارے ہی لوگ ایسے ہونگے کیونکہ بہشت میں بھی ہر قسم کے لوگ بلکہ بعضے بادشاہ تک جائینگے لیکن چونکہ اسمیں اکثر آدمی بھولے بھالے ہی ہونگے اس لئے اسنے یہ کہا ۱۲

میں اپنے بندوں میں سے جسپر چاہونگا تیری ساتھہ رحمت کرونگا اور دوزخ سے فرمایا کہ بیشک تو میرا عذاب ہے میں اپنے بندوں میں سے جسپر چاہوں گا تیرے ساتھہ عذاب کرونگا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرنا (میرے ذمہ) ہے لیکن دوزخ یونہی نہیں بھر جائیگی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اپنا پانوں[1] اُس پر رکھہ دیگا (اُسوقت) وہ کہیگی بس بس بس (قدرت الٰہی سے) اُسیوقت بھر جائیگی بلکہ اُسکے بعضے ٹکڑے (خوف کیوجہ سے) بعض کیطرف سمٹ جائینگے پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کریگا ولیکن بہشت کے واسطے بیشک اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا کردیگا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۳۶) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ دوزخ میں ہمیشہ (کچھہ نہ کچھہ) پڑتا رہیگا اور وہ یہی کہتی رہیگی ہَلْ مِنْ مَزِیْدٍ (ترجمہ کچھہ اور ہے) یہانتک کہ رب العزت اُسمیں اپنا قدم رکھدیگا اُسیوقت اُسکے بعضے ٹکڑے بعض کیطرف سمٹ جائینگے اور وہ کہیگی بس بس قسم ہے تیری عزت اور بزرگی کی (کہ مجھے اور ضرورت نہیں) اور بہشت میں بھی خالی مکان پڑے رہینگے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اُسکیلئے ایک اور مخلوق پیدا کرکے اُنھیں اُن خالی مکانات میں بساویگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت انس کی حدیث (جس کا شروع یہ ہے کہ بہشت مشکل باتوں[2] میں گھیر دی گئی ہے اُس باب میں جہاں نرمی کا بیان ہے گذر چکی ہے۔

دوسری فصل

(۱۱۳۷) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا تو جبرئیل سے فرمایا کہ تم جاؤ اور اُسے دیکھو (کہ کیسی ہے) وہ گئے اُسے اور جو اُسمیں رہنے والوں کے لئے اللہ نے تیار کیا تھا سب دیکھا کہ پھر حضور حق میں آنکر عرض کیا کہ اے میرے پروردگار قسم ہے تیری عزت کی جو اس بہشت (کی خوبیوں) کو سُنیگا وہ (کوشش کرکے) ضرور ہی اس میں داخل ہوگا[3] پھر اُسے اللہ تعالیٰ نے مکروہات[4] طبیعت کے ساتھہ گھیر دیا

---

[1] ذات باری میں پاؤں وغیرہ کے اطلاق کرنیکو متشابہات میں سے شمار کیا کرتے ہیں یعنے اسکے معنے سوائے خدا و رسول کے اور کوئی نہیں جانتا اعتقاد یہ رکھنا چاہیئے کہ جو کچھہ اس سے مراد ہے حق ہے ۱۲ [2] یعنے بہشت بڑے مشکل کام اور عبادتیں محنت کرنے سے ہاتھہ آتی ہے ۱۲ [3] مقصود اس جملہ سے بہشت کا کمال خوبی اور لطافت بیان کرنی ہے یعنے بہشت ایسی ہے کہ اُسمیں جانیکی ہر کوئی آرزو کریگا اور ہر ایک آدمی اُسمیں جانا چاہیگا ۱۲ [4] اُنسے مراد تکالیف شرعیہ ہیں خواہ وہ قسم اوامر سے ہوں یعنے جنکے کرنیکا حکم ہے اور خواہ قسم نواہی سے ہوں جنکے کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنے بہشت کو ایسی چیزوں سے متعلق کردیا کہ بغیر اُنکے کئے کوئی بہشت میں نہیں پہنچ سکتا ۱۲

پھر فرمایا اے جبرئیل اب جاؤ اور پھر اُسے دیکھو آنحضرت فرماتے ہیں چنانچہ وہ گئے اور اُسے دیکھا پھر آئے اور عرض کیا اے پروردگار قسم ہے تیری عزت کی بیشک مجھے تو اب یہ اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی بھی نہیں داخل ہو سکیگا اور جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو فرمایا اے جبرئیل جاؤ اور دوزخ کو دیکھو آنحضرت فرماتے ہیں وہ گئے اور اُسے دیکھا پھر آئے اور عرض کیا اے پروردگار قسم ہے تیری عزت کی اسکی تکلیفات کو سُنکر اسمیں کوئی بھی نہیں داخل ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے نفسانی خواہشوں سے گھیر دیا پھر فرمایا اے جبرئیل تم اب جاؤ اور اُسے دیکھو آنحضرت فرماتے ہیں وہ گئے اور اُسے دیکھا پھر عرض کیا کہ اے میرے پروردگار قسم ہے تیری عزت کی مجھے تو اب یہ اندیشہ ہے کہ اسمیں داخل ہوئے بغیر کوئی بھی نہ رہیگا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداود اور نسائی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۱۱۳۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر ممبر پر چڑھے اور مسجد کے قبلہ کیطرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ جسوقت میں تمہیں اب نماز پڑھا رہا تھا تو مجھے اس دیوار کیطرف میں بہشت اور دوزخ کی دو صورتیں بنی ہوئی دکھلائی گئیں کہ بھلائی[ف] اور بُرائی میں آج کے دن جیسی مینے کبھی کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب شروع پیدائش اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کا بیان

پہلی فصل (۱۱۳۹) حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک آنحضور کی خدمت بابرکت میں (قبیلہ) بنو تمیم کے کچھ آدمی آئے

ف یعنے بھلائی میں تو سب سے عمدہ اور بہتر بہشت دیکھی اور بُرائی و تکلیف کی چیزوں میں سب سے بُری دوزخ دیکھی اور یہاں یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ بہشت و دوزخ تو بہت بڑی ہیں یہاں دیوار میں کس طرح معلوم ہو گئیں کیونکہ اُن کی صورت بنی ہوئی سے یہ مقصود ہے کہ وہ عکس کے طور پر دکھائی گئیں اور یہ ہو سکتا ہے ۱۲۔

آپنے فرمایا اے بنو تمیم تم خوشخبری قبول کرو وہ بولے کہ آپ خوشخبری تو ہمیں دے چکے اب کچھ اور دلائیے پھر اُسی وقت کچھ آدمی اہل یمن کے آ گئے آپنے فرمایا اے اہل یمن اس وقت بنو تمیم نے جو خوشخبری قبول نہیں کی اُسے تم قبول کرو وہ بولے ہمنے قبول کرلی ہم تو آپ کی خدمت میں اسیلئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم (اپنے) دین میں سمجھدار (اور خبردار) ہو جائیں اور تاکہ ہم آپ سے یہ بات پوچھ لیں کہ اس جہان میں جو کچھ یہ چیزیں ہیں سب سے پہلے (یعنے ابتداء میں) کیا چیز تھی آنحضور نے فرمایا کہ (سب سے پہلے) اللہ تھا اس سے پہلے اور کوئی چیز نہ تھی اُس وقت اُس کا عرش (بھی) پانی پر تھا پھر اُسنے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا اور ہر ایک چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا (عمران کہتے ہیں ابھی اتنا ہی قصہ ہوا تھا کہ) میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے عمران اپنی اونٹنی کو تلاش کرلو وہ کہیں چلی گئی ہے میں اُسے تلاش کرنے کے لئے چلا گیا اور قسم ہے خدا کی (پھر) بیشک میں یہ آرزو کرتا تھا کہ اونٹنی بڑی چلی جاتی لیکن میں (وہاں سے) نہ اُٹھتا تو بہتر تھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۴۰) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بہت دیر تک کھڑے (ہوئے وعظ فرماتے) رہے اور پیدائش کے شروع سے لیکر بہشت والوں کے بہشت میں جانے اور دوزخ والوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا جس شخص کے یاد رہا اُسکے یاد رہا اور جو بھول گیا سو بھول گیا یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۱۴۱) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں یہ لکھ لیا تھا

لہ یعنے احکام اسلام اور عقائد دین سیکھو کیونکہ اعلی مقصود یہی ہے اور چونکہ وہ لوگ غرض دنیوی کیلئے آئے تھے اسلیئے اُنھوں نے یہ جواب دیا ۱۲ ۲ہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرش اور پانی دونوں آسمانوں سے پہلے پیدا کئے گئے ہیں علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اس جملہ کے معنے یہ ہیں کہ عرش اور پانی کے بیچ میں کوئی اور چیز حائل نہ تھی یہ مطلب نہیں ہے کہ عرش اُسوقت پانی پر کھڑا ہوا تھا لمعات ۳ہ یعنے یہ پورا قصہ سبھو نکے تو یاد نہیں ہوگا کسیکے یاد ہوگا اور کوئی بھول گیا ہوگا ۱۲ ۴ہ تورپشتی نے لکھا ہے کہ شاید اس کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے اور رحمت کے غالب آنے سے یہ مطلب ہے کہ رحمت کے حصے غضب کے حصوں سے زیادہ ہیں ۱۲ سید

کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔ اب یہ لکھا ہوا عرش کے اوپر اُس کے پاس رکھا ہوا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۲) حضرت عائشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں آپ فرماتے تھے کہ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور جن آگ کے شعلہ سے اور آدم اُس چیز سے پیدا کئے گئے ہیں جو (قرآن شریف میں) تمہارے لئے بیان کر دی گئی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۴۳) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (کو پیدا کر لیا اور اُن) کی صورت بہشت میں بنا دی[1] تو پھر جبتک اللہ نے چاہا انہیں وہیں چھوڑے رکھا پھر ابلیس نکلے ادہر اودہر پھرتا رہا کہ یہ دیکھے کہ وہ کس قسم سے ہوئے ہیں جب انہیں اندر سے کھوکلا دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ اسطرح پیدا کئے گئے ہیں کہ انکی پیدائش کچھ مضبوط نہیں ہے (یہ قریب میں جلدی آجا ئینگے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۴۴) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام نے اسّی برس کی عمر میں بسولے سے (اپنی ختنہ) کیے تھے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۵) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم نے سوائے تین جھوٹ[2] کے اور کبھی جھوٹ نہیں بولا اُن تینوں میں سے بھی دو ذات خدا میں (یعنے خدا کے لئے) ہیں ایک تو اُن کا یہ کہنا کہ انی سقیم[3] (میں بیمار ہوں)، دوسرے اُن کا یہ کہنا کہ بل فعلہ کبیرھم ہذا (ترجمہ یعنے یہ فعل مینے نہیں کیا، بلکہ ان بتوں میں جو سب سے بڑا ہے

---

[1] اکثر روایات میں جو یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی مٹی کی لیکر بہت دنوں اُسے ڈالے رکھا پھر مکہ مدینہ کے درمیان بطن نعمان میں اس سے حضرت آدم کو پیدا کیا تو یہ اس حدیث کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اوّل اُسے زمین میں چھوڑے رکھا جسوقت اس مٹی میں صورت انسانیہ کی قابلیت ہو گئی تو اُسے بہشت میں لیجا کر وہاں اُس سے صورت آدم کی پیدا کر دی ۱۲ اسید

[2] انبیاء سارے مطلق جھوٹ بولنے سے بھی معصوم ہوتے ہیں یہاں جو حضرت ابراہیم کے جھوٹ بولنے کو فرمایا تو یہ درحقیقت جھوٹ نہ تھا بلکہ بہ نسبت سننے والوں کے آنحضور نے اسے جھوٹ فرمایا ایسے باتوں کو جو بظاہر خلاف معلوم ہوں عربی میں انہیں معاریض کہتے ہیں

[3] یہ حضرت ابراہیم نے اُسوقت فرمایا تھا کہ اُنکی قوم کے آدمی اپنی عید کی سیر کیلئے انہیں بلاتے تھے انہوں نے نہ جانے کیلئے یہ حیلہ کیا تھا کہ مجھے نہ جانا پڑے ظاہر میں جھوٹا حیلہ معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت حضرت ابراہیم کا مقصود یہ تھا کہ میں بیماری والا ہوں یعنے بیمار

اُسنے کیا ہے اور آنحضورؐ نے فرمایا (تیسرا جھوٹ یہ تھا) کہ ایک روز حضرت ابراہیم اور (انکی بیوی حضرت
سارہ) جا رہے تھے کہ ایک یہ ظالم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس سے گذرے اُس بادشاہ
سے کسی نے کہدیا کہ اس جگہ ایک شخص ہے اُس کے ساتھ میں ایک عورت سب آدمیوں سے زیادہ خوبصورت
ہے اس بادشاہ نے انکے پاس ایک آدمی کو بھیجا اُسنے (آنکر) ان سے سارہ کی بابت پوچھا کہ وہ
(تمہاری) کون ہے انہوں نے فرمایا میری بہن ہے پھر آپ سارہ کے پاس آئے اور اُن سے فرمایا
کہ اس ظالم بادشاہ کو اگر اس بات کی خبر ہو جائیگی کہ تو میری بیوی ہے تو یہ مجھسے تجھے چھین لیگا اگر
وہ تجھسے پوچھے تو اسطرح بیان کیجیو (کہ بادشاہ جانے) کہ تو میری بہن ہے اسلئے کہ اسلام میں
تو میری بہن بھی ہے (یعنے تو میری دینی بہن بھی ہے اگر یہ بات کہدیگی تو کچھ بری بات نہیں
(کیونکہ) (اس وقت) میرے تیرے سوا روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہے پھر اُس ظالم نے
سارہ کے پاس ایک آدمی بھیجا وہ انہیں وہاں لیگیا تو حضرت ابراہیم کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے
جب سارہ اُسکے پاس پہنچیں تو اُسنے اپنے ہاتھ سے انہیں پکڑنا چاہا (خدا کیطرف سے) وہ
خود پکڑا گیا اور (پکڑے گئے کی جگہ) یوں بھی منقول ہے کہ اُس کا گلا گھونٹ دیا گیا یہانتک
کہ وہ اپنا پاؤں زمین پر مارنے لگا اور (سارہ سے) کہا کہ تو میرے واسطے اللہ سے دعا کر انہوں
نے اللہ سے دعا کی وہ کھل گیا پھر اُسنے دوسری دفعہ پکڑنا چاہا لیکن وہ اسی طرح یا اس سے
بھی سختی کے طور پر پکڑا گیا پھر اُسنے کہا کہ تو میرے واسطے اللہ سے دعا کر اور اب میں تجھے ضرر نہیں دونگا انہوں
نے اللہ سے دعا کی وہ پھر کھل گیا پھر اُسنے اپنے کسی دربان کو بلا کر کہا کہ بیشک تو میرے پاس کسی
آدمی کو نہیں لایا (یعنے یہ عورت آدمی نہیں ہے) واقعی تو میرے پاس شیطان کو لے آیا ہے پھر
سارہ کی خدمت کرنے کے لئے (اپنے پاس سے ایک لونڈی یعنے) ہاجرہ دی سارہ (اُسے لیکر) حضرت
ابراہیم کے پاس آئیں تو وہ کھڑے ہوئے نماز ہی پڑھ رہے تھے انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا (یعنے
یہ پوچھا کہ کیا ہوا) وہ کس طرح پیش آیا) انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اُس کافر کے مکر کو اسکی سینہ
میں رد کردیا اور (یہ) ہاجر خدمت کیلئے دلادی حضرت ابوہریرہؓ (ساری حدیث بیان کرکے) کہنے لگے کہ اے آسمان کے پانی کی اولاد[1]

[1] یہ خطاب حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو ہے آسمان کا پانی انہیں اسلئے فرمایا کہ جیسے پاکیزگی میں آسمان کا پانی سب سے عمدہ ہوتا ہے ایسے وہ گویا نسب میں سب سے بڑھیا اور عمدہ ہیں ۱۲

یہ ہاجرہ ہی تمہاری ماں ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم شک کرنیکے حضرت ابراہیم سے زیادہ لائق ہیں کیونکہ انہوں نے یہ کہا تھا رَبِّ اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی (ترجمہ) اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلادے کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کریگا اور حضرت لوط پر اللہ رحم فرمائے کہ وہ (اپنی قوم کے خوف سے) ایک قوی جماعت سے پناہ لیتے تھے اور جتنے زمانہ حضرت یوسف قید خانہ میں رہے ہیں اگر اتنے زمانہ میں رہتا تو میں بلانے والیکا ضرور ہی کہا مان لیتا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت ہی شرمسار اور پردہ دار آدمی تھے ان (کے بدن) کی کھال تک بھی کسی نے انکی حیاء کیوجہ سے نہیں دیکھی تھی اس لیئے بنی اسرائیل میں سے جسنے انہیں تکلیف دینی چاہی (دی یعنے) لوگ یہ کہنے لگے کہ اسقدر پردہ یہ فقط اس لئے کرتے ہیں کہ انکی کھال میں کوئی عیب ہے، یا تو برص ہے اور یا بیضے پھولے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو (ان کے اس عیب لگانے سے) بری کرنا چاہا تو وہ ایک روز غسل کرنے کے لیئے اکیلے کہیں ہوگئے اور اپنے کپڑے پتھر پر رکھدیئے پتھر انکے کپڑے لیکر بھاگ گیا موسیٰ بھی اسکے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ اے پتھر میرے کپڑے دے اے پتھر میرے کپڑے دے یہانتک کہ وہ پتھر بنی اسرائیل کی ایک ایسی جماعت کے پاس پہنچا کہ ان سبھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھا کہ پیدائش میں اللہ تعالیٰ نے انہیں سب میں اچھا بنایا ہے اور وہ سب کہنے لگے قسم ہے خدا کی کہ موسیٰ میں تو کوئی بھی برائی نہیں ہے پھر موسیٰ

۱؎ اس کا مفصل بیان قرآن شریف میں دیکھنا چاہیئے ۱۲ ۲؎ حضرت یوسف علیہ السلام نو برس قید خانہ میں رہے جبوقت انکے پاس شاہ مصر کیطرف سے آدمی بلانے آیا تاکہ وہ رہا کر کے اپنا مقرب وزیر بنالے تو حضرت یوسف نے اسوقت بھی نکلنے میں توقف کیا باوجودیکہ اتنا زمانہ مقید رہ چکے تھے بلکہ یہ فرمایا کہ اول ان عورتوں سے جنہوں نے اپنے ہاتھ تک کاٹ ڈالے تھے میری عصمت وغیرہ کی تحقیقات کرلیجائے اسکے بعد میں نکلونگا اسلئے آنحضور فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف بہت ہی صابر آدمی تھے ۱۲ ۳؎ یعنے شرم کیوجہ سے ہر وقت اور ہر حال میں اپنے سارے بدن کو ڈھانکے رکھتے تھے ۱۲ ۴؎ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ہر عیب و نقصان سے جو نکو لوگ انپر عیب لگائیں پاک کردیتا ہے تاکہ وہ سارے خلق میں معزز و مکرم رہیں ۱۲۔

نے اپنے کپڑے (پتھر) سے لیلئے اور اُسے مارنا شروع کیا بخدا اُنکے مارنے کے باعث پتھر میں تین یا چار یا پانچ نشان پڑ گئے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۸) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک روز ایوب علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے کہ اُنپر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں اُنہوں نے انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنا شروع کیا اُنکے پروردگار نے (ازراہِ خوشی) اُنہیں پکارا کہ اے ایوب کیا تمنے جو چیزیں یہ دیکھی ہیں یعنے تمہیں ان سے بے پروا نہیں کیا اُنہوں نے عرض کیا کیوں نہیں قسم ہے تیری عزت کی لیکن تیری برکت کیطرف سے مجھ میں بے پروائی نہیں ہے[1] یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۱۴۹) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان آدمی اور ایک یہودی کی آپس میں فحش کلامی ہوگئی مسلمان نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جسنے سارے جہان والوں پر محمد (صلعم) کو برگزیدہ کیا ہے (اسکے جواب میں) یہودی بولا قسم ہے اُس ذات کی جسنے سارے جہان والوں پر موسیٰ (علیہ السلام) کو برگزیدہ کیا ہے اُسیوقت مسلمان نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر یہودی کے مُنہ پے ایک طمانچہ مارا یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑا گیا اور جو کچھ اپنا اور اُس مسلمان کا قصہ گذرا تھا سب آپ سے بیان کیا آنحضور نے اُس مسلمان کو بُلایا اور اُس سے اس قصہ کی کیفیت پوچھی اُسنے (بھی اُسیکی طرح) بیان کردیا پھر آنحضور نے فرمایا کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام پر مجھے بڑائی نہ دیا کرو کیونکہ قیامت کے دن سب لوگ بیہوش ہوکر گر پڑینگے اور اُن کے ساتھ ہی میں بھی گر پڑونگا اور سبسے پہلے مجھے ہوش آئیگا تو یکایک موسیٰ اُسوقت عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہونگے اب میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوئے لوگوں میں تھے اور مجھسے پہلے اُنہیں ہوش آگیا[2] یا وہ اُن لوگوں میں تھے جنھیں اللہ نے (بیہوش ہونے سے) مستثنےٰ کرلیا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے میں نہیں جانتا کہ (اُنکا بیہوش ہونا) طور کے دن کے بیہوش ہونے

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو اپنے تئیں شکر گذار ہونیکا اعتماد ہو اسے حلال طریقہ سے مال بڑھانے پر حرص کرنی جائز ہو مرقاۃ ۱۲

[2] یعنے اگر موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے تھے اور مجھسے پہلے اُنہیں ہوش آگیا تو یہ اُنکی فضیلت ظاہر ہے واگر وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ نے مستثنےٰ کرلیا اور بیہوش نہیں ہوئے تو یہ بھی فضیلت ہی ہے ۱۲ عسقلانی۔

کے بدلے شمار کر دیا گیا یا وہ (بیہوش ہو کر) مجھ سے پہلے اٹھا دیئے گئے اور میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ یونس بن متیؑ سے بھی کوئی افضل ہے اور ابو سعید کی روایت میں یوں ہے کہ تم پیغمبروں کے درمیان فضیلت نہ دیا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور ابوہریرہ کی روایت میں یوں ہے کہ تم اللہ کے نبیوں کے درمیان ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔

(۱۱۵۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسی کو یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ میں یونسؑ بن متی سے بہتر ہوں یہ حدیث متفق علیہ ہے اور بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں تو اُسنے جھوٹ بولا۔

(۱۱۵۱) حضرت اُبیّ بن کعب کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس لڑکے کو حضرت خضر نے مار ڈالا تھا تو وہ اس حالت پر پیدا کیا گیا تھا کہ وہ کفر کو اختیار کرتا اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو بھی کفر و سرکشی میں ڈال دیتا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۵۲) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ حضرت خضرؑ کا خضر نام اسلیئے رکھا گیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ خشک سفید زمین پر (جہاں گھانس تک نہ تھی) بیٹھے تھے یکایک اُن کے پیچھے سے گھانس لہلہانے لگی - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ موسیٰ بن عمران کے پاس موت کے فرشتے نے آکر اُنسے یہ کہا کہ تم اپنے پروردگار کیطرف سے (موت کا حکم) قبول کرو حضور فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے فرشتے کی آنکھ پر طمانچہ مارا اور اُس کی آنکھ پھوڑ دی فرماتے ہیں کہ فرشتہ لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور (جناب الٰہی میں) عرض کیا کہ تو نے

۱؎ صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ متی حضرت یونس کے والد کا نام تھا اور جامع الاصول میں یہ ہے کہ یہ اُنکی والدہ کا نام تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یونس کو خاص اسلیئے ذکر کیا کہ وہ کچھ بہت زیادہ اولو العزم نبی نہ تھے اور اپنی قوم کی ایذا رسانی پر بے صبری کر کے اُنکیلیئے بد دعا کر دی تھی ۱۲ ۲؎ اس میں سے دونوں معنے لیتے ہیں یعنے کوئی شخص کیسا ہی بڑا ہو اپنے تئیں اُنسے افضل نہ بتائے اور یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ حضرت کو اُنسے بہتر نہ بتائے یہ آنحضور نے اپنی تواضع اور خاکساری کی وجہ سے فرمایا ہے ورنہ آپکو افضل کہنا جائز ہے ۱۲ ۳؎ حضرت خضر کا پہلا نام بلیا تھا بعضے کہتے ہیں کہ یہ ملکان کے بیٹے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ فرعون جو حضرت موسیٰ کے زمانہ میں تھا اُسکے بیٹے ہیں لیکن یہ قول بہت ہی ضعیف ہے بعضے کہتے ہیں کہ حضرت الیاس کے بھائی مالک کے

مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا تھا جو مرنا نہیں چاہتا اور اُسنے میری ایک آنکھ بھی پھوڑ دی آنحضرت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پھر اُسکی آنکھ اُسکے لگا دی اور فرمایا کہ تو میرے بندہ کے پاس پھر جا اور تو کہیو کہ تو زندگی چاہتا ہے اگر تو زندگی چاہے تو تو ایک بیل کی کمر پر اپنا ہاتھ رکھدے جسقدر اُسکے بال تیرے ہاتھ کے نیچے ہونگے بیشک پھر تو اُتنے ہی سال زندہ رہیگا حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ بھلا پھر کیا ہوگا فرشتہ نے کہا کہ تم پھر مر جاؤ گے حضرت موسیٰ نے فرمایا تو بس میں ابھی مرنا چاہتا ہوں (پھر یہ دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے پاک کی ہوئی زمین کے نزدیک کردے (یعنے وہاں دفن ہوں) اگرچہ وہ مقدار ایک پتھر پھینکنے ہی کے ہو[ف] پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں انکی قبر دکھا دیتا کہ وہ رستہ کی جانب ریت کے سُرخ تودہ کے پاس ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۵۵) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سارے انبیاء میرے روبرو کئے گئے اور حضرت موسیٰ تو اس قسم کے آدمی تھے گویا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہیں اور میںنے عیسیٰ بن مریم کو بھی دیکھا میرے دیکھنے میں اُن سے زیادہ تر شباہت میں قریب آدمی عروہ بن مسعود ہیں اور میںنے حضرت ابراہیم کو بھی دیکھا ہے اُنکی شباہت میں زیادہ تر قریب آدمی جو میںنے دیکھا ہے وہ تمہارے ساتھی یعنے میں ہوں اور میںنے حضرت جبرئیل کو بھی دیکھا ہے اُنکی شباہت میں زیادہ تر قریب آدمی جو میںنے دیکھا ہے وہ دحیہ بن خلیفہ ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۶) حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جس رات کو مجھے فرشتہ لیگیا (یعنے معراج کی رات کو) میںنے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ گندم گوں

[ف] زمین پاک سے بیت المقدس مراد ہے اور پتھر پھینکنے کی مقدار سے یہ مطلب ہے کہ بیت المقدس سے اتنے قریب قبر ہو کہ اگر کوئی شخص بیت المقدس سے کھڑا ہو کر قبر کیطرف پتھر پھینکے تو قبر پر پہنچ جائے اور خاص بیت المقدس میں دفن ہونیکی شاید اسلئے نہ فرمایا تاکہ میری قبر مشہور نہ ہو جائے کہ اسکی وجہ سے لوگ فتنہ میں پڑ جائیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ متبرک جگہوں اور صالحین کی قبروں کے نزدیک دفن ہونا مستحب ہے کیونکہ بیت المقدس میں بھی انبیاء مدفون ہیں وہ جگہ اسی لئے سب جگہ سے زیادہ افضل شمار ہوتی تھی ۱۲

لمبے قد ڑے ہوئے بالوں کے ایسے آدمی تھے گو یا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہیں اور عیسے علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ آدمی خلقت میں متوسط درجہ کے (رنگ میں) مائل بہ سرخی وسفیدی اور سر کے بال سیدھے اور میں نے دوزخ کے داروغہ مالک کو اور دجال کو بھی اُن نشانیوں کے ضمن میں دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھائی تھیں لہذا تمہیں آپکے ان انبیاء سے ملاقات کرنے میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۵۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا (راوی کہتے ہیں) پھر آپ نے اُنکی صفت بیان کی کہ وہ مضطرب[۲] درمیانے بالوں والے آدمی تھے گو یا وہ قبیلہ شنوءہ کے کوئی آدمی ہیں اور میں حضرت عیسیٰ سے بھی ملا وہ آدمی درمیانے قد کے سرخ رنگ کے تھے گویا دیماس یعنے حمام میں سے ابھی نکلے ہیں اور میں نے حضرت ابراہیم کو بھی دیکھا اور اُنکی اولاد میں اُنکے مشابہ سب سے زیادہ میں ہوں پھر میرے پاس کوئی (فرشتہ) دو برتن لایا اُن میں سے ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب پھر مجھسے کسی نے کہا کہ اسمیں سے تم جونسا چاہو لیلو میں نے دودھ (کا پیالہ لیکر) پی لیا پھر مجھسے کسی نے کہا کہ تم راہ دکھا دیئے گئے (یعنے اللہ نے تمہیں راہ ہدایت دکھا دی) یاد رکھو اگر تم شراب لے لیتے تو تمہاری اُمت گمراہ ہو جاتی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۵۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مدینہ کے درمیان جا رہے تھے ہم ایک جنگل میں سے گذرے تو آنحضور نے پوچھا کہ یہ کونسا جنگل ہے ہم نے عرض کیا کہ یہ ازرق کا جنگل ہے آپنے فرمایا گو یا میں اب موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں ابن عباس فرماتے ہیں پھر ہم چلدیئے یہانتک کہ جب ہم ایک (پہاڑ کی) گھاٹی پر پہنچے تو آنحضور نے پوچھا کہ یہ کونسے (پہاڑ کی) گھاٹی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یہ کوہ ہرشا (کی) ہے یا کوہ لفت (کی) ہے آپنے فرمایا گو یا میں یونس (علیہ السلام) کو سرخ اونٹنی پر سوار ہوئے دے

---

[۱] یہاں سے یہ قول راوی کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیاء کو دیکھنے اور ملنے سے شک میں نہ ہونا چاہیئے ۱۲ [۲] مضطرب کی بہت سی تفسیریں کی ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ اسکے معنے دراز قد کے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ سبک گوشت کو کہتے ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ یہاں اس کے معنے ملنے والے کے ہیں ۱۲

دیکھ رہا ہوں وہ پشمینہ کا جبّہ پہنے ہوئے ہیں انکی اونٹنی کی مہار کھجور کی چھال کی ہے۔ وہ اس جنگل میں لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۹) حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ داؤد علیہ السلام پر زبور بہت آسان کر دیگئی تھی وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم کرتے تھے اور سواری پر زین کسے جانے سے پہلے ہی (ساری) زبور پڑھ لیا کرتے تھے اور اپنے دستکاری ہی کا کھایا کرتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۶۰) حضرت ابو ہریرہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ (حضرت داؤد اور سلیمان کے زمانہ میں) دو عورتیں تھیں دونوں کے دو بیٹے تھے (اتفاق سے) بھیڑیا آیا اور ان دونوں عورتوں میں سے ایک کے بیٹے کو لیگیا اسکی ساتھ والی نے یہ کہا کہ واقعی بات یہ ہے کہ بھیڑیا تیرے بیٹے کو لیگیا ہے اور وہ دوسری (جسکے بیٹے کو لیگیا تھا) بولی کہ نہیں وہ تیرے بیٹے کو لیگیا ہی (اور میرا تو یہ زندہ ہے) وہ دونوں اپنا فیصلہ حضرت داؤد کے پاس لیگئیں انہوں نے اس لڑکے کی بابت بڑی کو دلائے جانیکا حکم کر دیا (حالانکہ وہ چھوٹی کا تھا) پھر وہ دونوں نکلکر حضرت داؤد کے بیٹے سلیمان کے پاس گئیں اور انسے اپنا قصہ بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ تم میرے پاس ایک چھری لے آؤ تاکہ میں اس لڑکے کو کاٹ کر تم دونوں کو آدھا آدھا دیدوں وہ چھوٹی عورت بولی کہ خدا تمپر رحم کرے تم ایسا کام نہ کرو یہ بیٹا اسیکا رہنے دو پھر حضرت سلیمان نے وہ لڑکا اس چھوٹی ہی عورت کو دلا دیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۱؎ اس حدیث میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ انبیاء مردہ ہو کر حج وغیرہ کیونکر کرتے ہیں حالانکہ دار آخرت دار العمل نہیں ہے جواب اس کا یہ ہے کہ انبیاء شہداء جیسے بلکہ شہداء سے بھی افضل ہیں اور جیسے اللہ تعالیٰ کے پاس شہداء زندہ ہیں ایسے ہی یہ بھی ہو سکتے ہیں اور جب زندہ ہونگے تو پھر ان افعال سے تقرب الی اللہ حاصل کرنا کچھ بعید امر نہیں ہے علاوہ ازیں ابن عمر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ موقعہ آنحضور نے خواب میں دیکھا تھا اور انبیاء کا خواب سچا اور حق ہوتا ہے ۱۲ ۲؎ شاید دونوں عورتوں کے بیٹے ہمشکل اور ہم عمر ہونگے یا یہ کہ ایک عورت انمیں سے چھوٹی تھی ۱۲ ۳؎ مقصود حضرت سلیمان کا اس سے کاٹنا نہیں تھا بلکہ دونوں کی محبت کا امتحان لینا مقصود تھا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اسکی ماں کونسی ہے کیونکہ جو ماں ہوگی وہ اسکے کاٹنے کو ہرگز نہیں پسند کریگی ۱۲

(۱۱۶۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا تھا کہ میں ایک رات میں نوے عورتوں کے پاس جاؤنگا (یعنے اُن سے صحبت کروں گا) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں سو عورتوں کے پاس جاؤنگا سبہوں کے ایک ایک سوار پیدا ہوگا وہ راہ خدا میں جہاد کریگا اُن سے فرشتے نے کہا کہ تم انشاءاللہ تعالیٰ کہلو (تاکہ تمہاری یہ مُراد پوری ہو جائے) لیکن اُنھوں نے نہ کہا بلکہ بھول گئے پھر اپنی عورتوں سے صحبت کی لیکن اُن میں سے کسیکو بھی حمل نہ ہوا سوائے ایک عورت کے اُسکے بھی آدھا آدمی جنا اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر وہ انشاءاللہ کہلیتے[۱] تو پھر بیشک اُن کے سارے سوار راہِ خدا میں جہاد کرتے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۶۲) حضرت ابوہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے زکریا (علیہ السلام) بڑھئی تھے (یعنے بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۱۶۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ متصل ہوں اور تمام انبیاء آپسمیں علّاتی[۲] بھائی ہیں اُنکی مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور اصل دین (یعنے توحید) سبہوں کا ایک ہے اور ہمارے (یعنے میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے) درمیان اور کوئی نبی نہیں یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۱۱۶۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت آدم کی ساری اولاد کے دونو پہلوؤں میں جسوقت وہ پیدا ہوتی ہے شیطان چوکے مارتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم کے وہ اُنکے بھی مارنے چاہتا تھا لیکن جھلّی میں[۳] مار دئیے۔ یہ حدیث

[۱] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کام کے کرنیکا ارادہ کرے تو مستحب یہ ہے کہ تبرک سمجھکر یہ کہلے کہ انشاءاللہ تعالیٰ میں یہ کام کرونگا تاکہ وہ کام خدا چاہے تو اسے آسانی سے ہوجائے ۱۲ [۲] علّاتی بہن بھائی وہ ہوتی ہیں جنکی مائیں مختلف ہوں اور باپ ایک ہو چنانچہ شریعت میں اصل دین یعنے توحید سب پیغمبروں کی ایک ہے اور عقائد دینی میں سب متحد ہیں اگرچہ کسی حکمت اور مصلحت کیوجہ سے اعمال اور شرایع مختلف ہیں تو انبیاء کی شرایع بمنزلہ ماؤں کے ہیں اور اصل دین یعنے توحید بمنزلہ باپ کے ۱۲ [۳] یعنے جھلّی بچہ پیدا ہونیکے وقت جو اسکے اوپر ہوتی ہے شیطان کے چوکے اُسمیں لگ گئے اور حضرت عیسیٰ کے جسم پر نہیں لگے ۱۲

متفق علیہ ہے۔

(۱۱۶۵) حضرت ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ مردوں میں سے بہت سے آدمی کامل ہوگئے لیکن عورتوں میں سوائے عمران کی بیٹی مریم اور فرعون کی بیوی آسیہ کے اور کوئی کامل نہیں ہوئی اور عائشہ کی فضیلت ساری عورتوں پر ایسی ہے جیسے سارے کھانوں پر ثرید[1] کو فضیلت ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت انس کی حدیث کہ "اے ساری مخلوق سے بہتر" اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کہ سب لوگوں میں کون عزت دار زیادہ ہے" اور حضرت ابن عمر کی حدیث کہ "کریم کریم کے بیٹے" "ایک دوسرے سے فخر کرنے اور حمایت کرنیکے باب میں مذکور ہو چکی ہیں

دوسری فصل

(۱۱۶۶) حضرت ابو رزین فرماتے ہیں میں نے (آنحضور سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ ہمارا پروردگار اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا آپ نے فرمایا عما[2] میں جسکے نیچے بھی ہوا تھی اور اوپر بھی ہوا تھی اور اللہ نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یزید بن ہارون (راوی) کہتے ہیں عما سے یہ اشارہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی

(۱۱۶۷) حضرت عباس بن عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں بطحاء (مکہ یعنی محصب) میں ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا انہی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے ایک سحاب (یعنے بادل) وہاں سے گذرا سب لوگ اسے دیکھنے لگے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم اس کا کیا نام لیتے ہو صحابہ بولے کہ اسے سحاب کہتے ہیں آپ نے فرمایا اور مُزن بھی کہتے ہو انہوں نے کہا ہاں مُزن بھی کہتے ہیں آپ نے فرمایا اور عنان بھی کہتے ہو انہوں نے عرض کیا ہاں عنان بھی کہتے ہیں آپ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے سبھوں نے عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان یا تو اکہتر[3]

---

[1] ثرید عرب میں اس کھانیکو کہتے ہیں کہ ٹکڑے توڑ کے اُنپر شوربا ڈال دیتے ہیں عرب میں اس کھانیکو بہت افضل سمجھتے ہیں ۱۲

[2] عما ہلکے اور گہرے ابر کو کہتے ہیں اور یہاں دونوں معنے بن سکتے ہیں ۱۲

[3] طیبی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اکہتر یا بہتر یا تہتر سے تحدید مراد نہیں ہے بلکہ فقط تکثیر مراد ہے کیونکہ اور بعضی حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ آسمان اور زمین کے بیچ میں بلکہ ہر آسمان کے بیچ میں پانسو برس کا فاصلہ ہے لہذا اس حدیث میں تکثیر ہی مراد لینی زیادہ مناسب ہے ۱۲ مرقات۔

یا بہتر یا تہتر برس (کی مسافت) کا فاصلہ ہے اور اس سے اوپر جو آسمان ہے وہ بھی اسیطرح ہے یہانتک کہ آنحضور نے سات آسمان گنے پھر (فرمایا کہ) ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے اس کی اوپر کی طرف اور تہ میں اسقدر فاصلہ ہے (یعنے وہ اتنا گہرا ہے) کہ جیسا اس آسمان سے اس آسمان تک پھر اسکے اوپر آٹھ فرشتے ہیں اُنکے پاؤں اور کولوں کے درمیان ایسا فاصلہ ہے جیسا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پھر انکی پیٹھوں پر عرش ہے اسکی نیچے اور اوپر کی جانب میں اسقدر فاصلہ ہے جیسا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پھر اسکے اوپر اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۶۸) حضرت جُبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ ایک گنوار رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ (قحط کی وجہ سے) سب جانیں تکلیف میں ہیں اور کُنبے (قبیلے بھوکے ہوگئے اور سب مال بھی برباد ہوگئے اور سب جانور مر گئے تو آپ ہمارے لئے اللہ سے بارش مانگئے کیونکہ ہم آپکو اللہ کے سامنے سفارشی ٹھہراتے ہیں آنحضور نے (غصہ میں ہوکر) فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ پھر آپ سبحان اللہ ہی پڑھتے رہے یہانتک کہ اس کا اثر (بوجہ خوف کے) صحابیوں کے چہروں پر معلوم ہونے لگا پھر آپنے (اُس سے) فرمایا تیرا ناس ہو یاد رکھہ کہ اللہ کے سامنے کوئی سفارش نہیں کرسکتا اللہ کی شان اس سے بہت ہی بڑی ہے تیرا ناس ہو کیا تو جانتا ہے کہ اللہ (کی عظمت وغیرہ) کیا ہے بیشک اُس کا عرش آسمانوں پر اسطرح ہے اور آپنے قبّہ کیطرح اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا سوار کی کاٹھی کی آواز کیطرح وہ آواز کرتا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۶۹) حضرت جابر بن عبداللہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کے اُن فرشتوں میں سے جو عرش کے اٹھانے والے ہیں ایک فرشتہ کی کیفیت بیان کردوں وہ یہ کہ اُسکے دو کانوں کی لو اور دونوں مونڈھوں کے

لہ بظاہر اس سے چونکہ برابری کا وہم جاتا تھا حالانکہ اللہ تعالےٰ کے کوئی کسیطرح سے برابر نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے اسیلئے آنحضور اُس گنوار پر ناراض ہوئے اور اُسے تنبیہ کی ۱۲ سے یعنے برداشت عظمت حق سے عرش عاجز ہوکر اس طرح چرچراتا ہے جیسے سوار کی کاٹھی سواری سے چرچر بولا کرتی ہے ۱۲

درمیان سات سو برس کی مسافت ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷۰) حضرت زرارہ بن ابو اوفیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یہ سنتے ہی جبرئیل کانپنے لگے اور فرمایا اے محمدؐ بیشک میرے اور اللہ کے درمیان ستر پردے نور کے ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے میں کسیکے قریب بھی ہو جاؤں تو میں فوراً ہی جلجاؤں۔ (یہ حدیث) اسیطرح مصابیح میں ہے اور ابو نعیم نے (اپنی کتاب) حلیہ میں حضرت انس سے نقل کی ہے مگر انہوں نے یہ نہیں ذکر کیا کہ حضرت جبرئیل کانپنے لگے۔

(۱۱۷۱) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسرافیل کو پیدا کیا اور جس روز سے انہیں پیدا کیا ہے وہ اپنے پاؤں جوڑے ایسے کھڑے ہیں کہ اپنی نگاہ بھی اونچی نہیں کرتے انکے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے درمیان ستر نور (کے پردے) ہیں ان میں سے جس نور (کے پردے) کے وہ نزدیک ہو جائیں تو فوراً ہی جلجائیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے اسے صحیح کہا ہے۔

(۱۱۷۲) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسوقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور انکی اولاد کو پیدا کرلیا تو فرشتوں نے (جناب باری میں) عرض کیا کہ اے پروردگار تو نے ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جو کھائینگے اور پئینگے اور صحبت کرینگے اور (جانوروں پر) سوار ہونگے لہذا تو انکیلئے دنیا کردے اور ہمارے لئے آخرت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنہیں میں نے اپنے دونوں ہاتوں سے پیدا کیا ہے اور ان میں اپنی روح پھونکی ہے انہیں انکی برابر نہیں کرونگا جنکے لئے میں نے یہ کہا کہ ہوجاؤ اور وہ ہوگئے (بلکہ ان سے بڑھے ہوئے رکھونگا۔ یہ حدیث بیہقی

---

۵ یعنے جسکے مونڈھوں اور کانوں کے درمیان اسقدر فاصلہ ہو تو اسکے قد کے لمبے ہونیکا تمہیں خود اندازہ کرلینا چاہیے

۵ مقصود آنحضور علیہ السلام کا یہ ہے کہ جس وقت سے حضرت اسرافیل پیدا ہوئے ہیں جبھی سے حکم الٰہی کے بجالانے کے لئے اس مستعدی سے کھڑے ہیں کہ اس طرف سے نگاہ بھی نہیں پھیرتے کیونکہ وہ صور کے پھونکنے پر مامور ہیں لہذا ہر لحظہ منتظر ہیں کہ حکم پہنچے تو فوراً ہی صور پھونک دوں ۱۲ ۵ یعنے اسلیئے کہ وہ ان چیزوں کا فائدہ دنیا میں اٹھا چکے ہیں اور ہم ان سے محروم ہیں لہذا اسکے عوض میں ہمیں بہشت ملنی چاہیئے ۱۲ ۵ یعنے تم تو فقط کلمہ کُن ہی کے کہنے سے پیدا ہوگئے ہو اور انہیں یعنے انکے باپ آدم کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے لہذا تم انکے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ تم انسے کم رہوگے ۱۲

نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۱۷۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پورا مسلمان اللہ کے نزدیک اسکے بعضے فرشتوں سے بھی زیادہ بزرگ ہوتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷۴) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہفتہ کے دن مٹی پیدا کی اور اتوار کے دن اسمیں پہاڑ پیدا کئے اور پیر کے دن درخت پیدا کئے اور سب بری چیزیں منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن سارے چوپایوں کو پھیلایا اور جمعہ کے دن اخیر ساعت میں ساری مخلوق سے پیچھے عصر اور شام کے درمیان حضرت آدم کو پیدا کیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷۵) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابی بیٹھے ہوئے تھے یکایک ایک سحاب (یعنے بادل) انکے اوپر کو آیا آنحضرت نے پوچھا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا یہ عنان ہے یہ زمین کے روایا[5] ہیں انہیں اللہ تعالی ایسے لوگوں پر بھی لیجا (کر برسا) تا ہے جو اس کا شکر ہی ادا نہیں کرتے اور نہ اسے یاد کرتے ہیں پھر آپ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ اسکے اوپر کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب واقف ہے آپ نے فرمایا کہ یہ رقیع[6] ہے اور یہ ایک محفوظ چھت اور (گرنے سے) رکی ہوئی ایک موج ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول ہی خوب واقف ہے آپنے فرمایا کہ تمہارے اور اسکے درمیان پانسو برس (کی مسافت) کا فاصلہ ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اسکے اوپر کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب واقف ہے آپ نے فرمایا ایک ایسا آسمان ہے کہ ان دونوں کے درمیان فاصلہ پانسو برس کی مسافت کا ہے پھر آپ اسیطرح فرماتے رہے یہانتک کہ سات آسمان گنے ہر دو آسمانوں کے درمیان ایسا فاصلہ ہے

۵ روایا راویہ کی جمع ہے راویہ اس اونٹ کو کہتے ہیں جس سے پانی کھینچکر زمینوں کو سیراب کیا کرتے ہیں ۱۲۔

۶ رقیع فعیل کے وزن پر اس آسمان دنیا کا نام ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر آسمان کو کہتے ہیں ۱۲۔

کہ جیسا آسمان اور زمین کے بیچ میں ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس سے اوپر کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا کہ اسکے اوپر عرش ہے عرش کے اور آسمان کے درمیان اسقدر فاصلہ ہے کہ جیسا دو آسمانوں کے درمیان ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اسکے نیچے کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ زمین ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اسکے نیچے کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسکے نیچے دوسری اور زمین ہے ان کے درمیان بھی پانسو برس[1] کا فاصلہ ہے یہانتک کہ آپ نے سات زمینیں گنیں ہر دو زمینوں کے درمیان فاصلہ پانسو برس کا ہے پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم ایک رسی کے ذریعہ سے سب سے نیچے کی زمین کی طرف لٹک جاؤ تب بھی تم اللہ ہی کے پاس اترو گے پھر آپ نے (استدلال میں یہ آیت) پڑھی ہُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (ترجمہ) اللہ ہی سب سے پہلے سے ہے اور وہی سب سے پیچھے تک رہیگا وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے)۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آیت کو پڑھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضور نے (اس جملہ سے کہ وہ آدمی رسی کے ذریعہ سے لٹکر اللہ ہی کے پاس اتریگا) یہ مراد لی ہے کہ وہ شخص اللہ کے علم پر[2] اور قدرت پر اور اسکے غلبہ اور تصرف پر اتریگا کیونکہ اللہ کا علم اور اسکی قدرت اور اس کا غلبہ اور تصرف ہر ایک جگہ میں ہے اور وہ عرش پر ہے جیسیکہ اس نے اپنی کتاب میں اپنی تعریف خود کی ہے

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نسبت مسافت دوری زمینوں کی مسافت آسمان جیسی ہے لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زمینیں سب متصل اور ملی ہوئی ہیں کیونکہ ارض تو قرآن شریف میں مفرد آتا ہے اور آسمانوں کو بلفظ جمع ذکر کرتے ہیں تو ان کا یہ کہنا اس حدیث کے بالکل مخالف ہے ۱۲

[2] یعنے یہ مراد و مطلب نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ زمینوں کے نیچے بیٹھا ہے لہذا اگر تم رسی سے وہاں لٹکو گے تو اللہ کے پاس پہنچ جاؤ گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ باعتبار اپنی قدرت کے سب جگہ ہے عرش کے اوپر بھی اور زمینوں کے نیچے جیسی اس کی اوپر قدرت ہے ویسی ہی نیچے بھی ہے ۱۲۔

(۱۱۷۶) حضرت ابو ہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت آدم (کا قد) لمبائی میں ساٹھ[1] ہاتھ کا تھا اور عرض میں سات ہاتھ کا۔

(۱۱۷۷) حضرت ابوذر فرماتے ہیں میں نے (آنحضرت ﷺ سے) پوچھا کہ یارسول اللہ سارے انبیاؤں میں پہلے کونسے نبی تھے آپ نے فرمایا آدم (علیہ السلام) میں نے پوچھا یارسول اللہ وہ نبی بھی تھے آپ نے فرمایا ہاں کلام کئے گئے[1] ہی تھے میں نے پوچھا یارسول اللہ پیغمبر کتنے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ تین سو[2] اور کچھ اوپر دس تھے (یعنے ایک بڑی جماعت تھی اور ابو امامہ کی روایت میں یوں ہے ابوذر فرماتے ہیں میں نے پوچھا یارسول اللہ سارے انبیاء کی پوری گنتی کتنی ہے آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اُن میں سے ایک بڑی جماعت تین سو پندرہ[۳۱۵] آدمی پیغمبر ہیں۔

(۱۱۷۸) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسی چیز کی خبر دیکھنے[1] کے برابر نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اُنکی قوم کے فعلوں کی جو انہوں نے بچھڑے کی بابت کئے تھے خبر دی اُسوقت حضرت موسیٰ نے (توریت کی) تختیاں نہیں پھینکیں اور جس وقت اُنکے فعلوں کو انہوں نے خود دیکھ لیا تو سب تختیاں پھینک دیں چنانچہ وہ ٹوٹ بھی گئیں۔ یہ تینوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

باب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگیونکا بیان

پہلی فصل

(۱۱۷۹) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں ہر ایک زمانہ میں اولاد آدم کے بہتر سلسلہ[3] میں ہوتا چلا آیا ہوں یہانتک کہ میں اس زمانہ میں آگیا کہ جس میں میں پیدا ہوا ہوں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے ان پر اللہ کی جانب سے صحیفے اُترے تھے اور وہ رسول ہیں ۱۲ [2] یعنے خبر اگرچہ یقینی ہو اور اُس کا کہنے والا بھی یقیناً سچا ہو لیکن تاہم جو تاثیر دیکھنے کو ہوتی ہے وہ سننے کو نہیں ہوتی چنانچہ حضرت موسیٰ کو اللہ کے خبر دینے پر وہ تاثیر نہ ہوئی کہ جو خود کے دیکھنے سے ہوئی ۱۲ [3] یعنے ہر قرن میں جن بابوں کی پشت میں ہوتا تھا وہ سب سے بہتر ہی ہوتے تھے اور جبتک کہ میں پیدا ہوا اس سے پہلے سب بہتر ہی بابوں کی پشتوں میں رہا ہوں ۱۲

(۱۱۸۰) حضرت واثلہ بن اسقع کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ (اول) اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو پسند کیا اور کنانہ میں سے قریش کو پسند کیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو پسند کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے پسند کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کو پسند کیا اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو پسند کیا۔

(۱۱۸۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں قیامت تک حضرت آدم کی ساری اولاد کا سردار ہوں[1] اور سب سے پہلے میری ہی قبر کھلیگی (یعنے سب سے پہلے میں ہی اُٹھوں گا) اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت مقبول ہوگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۲) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سارے نبیوں میں سب سے زیادہ تابعدار لوگ میرے ہونگے اور میں ہی سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا (یعنے کھلواؤنگا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۳) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بہشت کے دروازہ پر میں ہی آؤں گا اور اسے کھلواؤں گا بہشت کا نگہبان پوچھیگا کہ تم کون ہو میں کہونگا محمدؐ وہ کہیگا کہ تمہارے ہی لئے مجھے حکم دیا گیا تھا کہ تم سے پہلے اور کسی کے لئے نہ کھولوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۴) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہشت میں (امت کو لیجانیکے لئے) سب سے پہلے میں سفارش کروں گا اور جسقدر لوگوں نے میری تصدیق کی ہے (یعنے مجھے سچا جانکر میرا کہنا مان لیا اتنی سارے نبیوں میں سے کسیکی تصدیق نہیں کی (یعنے اتنوں نے کسی کا کہا نہیں مانا) اور نبیوں میں بعضے نبی ایسے بھی ہوئے ہیں کہ انکی امت میں سے فقط ایک ہی آدمی نے انکی تصدیق کی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

[1] اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل اور سب لوگوں سے کامل بلکہ اکمل ہیں ۱۲۔

(۱۱۸۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری اور سارے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی محل کی بہت ہی اچھی دیوار بنائی گئی لیکن ایک اینٹ کی جگہ اُس میں چھوڑ دی پھر دیکھنے والے اُسکے گرداگرد پھرے اور سوائے اُسی اینٹ کی جگہ کے اور ساری دیوار کی خوبی دیکھکر تعجب کرنے لگے پھر میں نے اُس اینٹ کی جگہ کو عمدہ طور سے بند کر دیا مجھ ہی سے وہ دیوار ختم ہوئی اور مجھ ہی پر پیغمبروں کا آنا ختم ہو گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ اینٹ بھی میں ہی ہوں اور خاتم النبیین بھی میں ہی ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۸۶) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ایک نبی کو ایسے معجزے ملے ہیں کہ اُن پر لوگ ایمان لے آئیں اور مجھے جو کچھ ملا ہے وہ وحی ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اسلئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ لوگ میرے تابعدار ہونگے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۸۷) حضرت جابر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے پانچ چیزیں ملیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں (ایک تو یہ کہ ایک مہینہ کے راستہ سے دشمنوں کے دلوں میں) میرا خوف پڑ کر مجھے فتح ملجاتی ہے دوسرے یہ کہ میرے (اور میری اُمّت کے) لئے ساری زمین نماز پڑھنے کی جگہ اور پاک کرنے والی چیز بنا دیگئی ہے لہٰذا میری امت کا کوئی آدمی جہاں ہو اور اُسے نماز کا وقت وہاں ہو جائے تو اُسے وہیں نماز پڑھ لینی چاہیئے تیسرے یہ کہ غنیمت کے مال میرے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں اور مجھ سے پہلے کسیکے لئے حلال نہیں ہوئے چوتھے یہ کہ مجھے شفاعت کا مرتبہ دیا گیا ہے (یعنی میری شفاعت مقبول ہوگی) پانچویں یہ کہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۱؎ یعنی پہلے انبیاء اور انکی شریعت بمنزلہ ایک محل کے ہے اُنکے پیدا ہونے سے گویا وہ محل تیار ہو گیا لیکن اُنمیں کچھ کسر باقی تھی کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ کسر پوری کر دی ۱۲ ۲؎ یعنی ہر زمانہ میں نبیونکو ایسے معجزے ملتے رہے جس سے اُس زمانہ کے لوگ مجبور ہو کر اُنپر ایمان لاتے رہے لیکن وہ معجزے اُسی زمانہ تک مخصوص رہے اور یہ قرآن شریف فصاحت و بلاغت میں ایسا معجزہ ہے کہ یہ قیامت تک رہیگا ۱۲ ۳؎ یعنی پانی اگر نہ ہو تو تیمم وضو کا کام دیجائیگا ۱۲۔

(۱۱۸۸) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے چھہ خصلتوں کی وجہسے میں سارے نبیوں پر فضیلت دیا گیا ہوں ایک یہ کہ جامع کلمے دیا گیا ہوں دوسرے یہ کہ (دشمنوں کے دل میں میرا) رعب ڈالنے کے ساتھہ مدد ملجاتی ہے اور تیسرے یہ کہ غنیمتیں میرے لئے حلال کیگئی ہیں اور چوتھے یہ کہ ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنیوالی چیز بنا دیگئی ہے اور پانچویں میں ساری مخلوق کیطرف بھیجا گیا ہوں (یعنے سب کے لئے نبی ہوں) اور چھٹے یہ کہ نبی آنے مجھپر ختم ہوگئے ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۹) حضرت ابوہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں جامع کلمے دیکر بھیجا گیا ہوں اور رعب کے ساتھہ مجھے فتح ملجاتی ہے اور ایک روز میں اپنے تئیں خواب دیکھا کہ کوئی میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لایا وہ میرے ہاتھہ میں رکھدیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۹۰) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے میرے لیئے زمین کو سمیٹ دیا تھا چنانچہ میں اسکے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھہ لیا اور عنقریب میری امت کی بادشاہت وہیں تک پہنچ جائیگی جہانتک کہ اسمیں سے میرے لیئے سمیٹی گئی تھی اور مجھے سُرخ اور سفید (یعنے سونے اور چاندی کے) دو خزانے دیئے گئے تھے اور میں اپنی امت کے لئے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ میری اُمت کو عام قحط کے ساتھہ ہلاک نہ کرنا اور انپر کوئی دشمن اُنکی جانوں کے سوا غالب نہ کرنا کہ وہ اُنکے رہنے کی جگہ کو مباح (یعنے اور انکی بیخ کنی کردے اور میرے ربنے فرمایا کہ اے محمد جسوقت میں کسی چیز کا حکم کر دیتا ہوں تو پھر وہ کبھی پھر نہیں سکتا اور میں تمہاری امت کے حق میں یہ دعا قبول کرلی کہ انہیں میں عام قحط کے ساتھہ تباہ نہیں کروں گا اور نہ انپر اُنکی جانوں کے سوا کوئی ایسا دشمن غالب کرونگا کہ جو اُنکی جگہ کو مباح سمجھہ لے اگرچہ انپر زمین کی

۱ یعنے کلمے تھوڑے اور عبارت مختصر ہوتی ہے لیکن اسکے معنے بہت سے ہوتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس سے بعضی حدیثیں مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قرآن شریف مراد ہے کہ اسکے تھوڑے سے لفظوں میں خدا تعالی نے بہت سے معنے جمع کردیئے ہیں ۱۲ ۲ یعنے ایک خزانہ تو کسریٰ یعنے شاہ فارس کا کہ وہاں سونا بہت ہے اور دوسرا خزانہ قیصر یعنے شاہ روم کا کہ اسکے خزانہ میں چاندی کثرت سے ہے ۱۲۔

سب طرف کے آدمی کیوں نہ جمع ہو جائیں یہانتک لہ کہ بعض اُنکا بعض کو برباد کرنے لگے اور بعضا بعض کو قید کرنے لگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۱) حضرت سعد روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنی معاویہ کی مسجد میں تشریف لیگئے اور اُسمیں دو رکعت نماز پڑھی اور آپکے ساتھ ہمنے بھی نماز پڑھی اور آنحضور نے بہت دعا مانگی پھر فارغ ہو کر فرمایا کہ مینے اپنے پروردگار سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا چنانچہ اُسنے دو مجھے دیدیں ہیں اور ایک سے مجھے منع کر دیا ہے مینے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا تھا کہ میری ساری امت کو قحط کے ساتھہ برباد نہ کرنا میرا یہ سوال اُسنے پورا کر دیا دوسرا مینے یہ سوال کیا تھا کہ میری ساری امت کو غرق نہ کرنا اُسنے میرا یہ سوال بھی پورا کر دیا اور تیسرے مینے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت کے بیچ میں لڑائی نہ کرانا یہ سوال کرنے سے اُسنے مجھے منع کر دیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۲) عطاء بن یسار کہتے ہیں میں عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ملا مینے اُنسے کہا کہ تم مجھسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف بیان کرو کہ جو توریت میں ہیں وہ بولے ہاں قسم ہے اللہ کی بیشک توریت میں آپکی بعضی صفتیں تو وہی ہیں جو قرآن شریف میں ہیں کہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وحرزا للامیین انت عبدی و رسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یدفع بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو و یغفر ولن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الٰہ الا اللہ و یفتح بہا اعینا عمیا و آذانا صما و قلوبا غلفا (ترجمہ) اے نبی ہمنے بیشک تمہیں (امت کے احوال پر) شاہد اور (نیکو نکو) خوشخبری

لہ یعنے جبتک کہ خود تمہاری ہی اُمت آپسمیں نہ لڑے گی اور ایک دوسرے کو قید نہ کرے گی اسنے اُنپر کفار کو غلبہ نہیں دیا جائیگا کہ وہ سارے ملکِ اسلام کو فتح کرلیں ہاں جسوقت یہ خود ہی لڑنے لگینگے اُس وقت مغلوب بھی کر دیا جائیگا ۱۲ ٹہ بنی معاویہ انصار میں سے ایک قبیلہ تھا اور ان کی مسجد کا نشان مدینہ منورہ کے باہر ابتک بھی باقی ہے ۱۲ سہ اس سے معلوم ہوا کہ بعضی دعا انبیا علیہ السلام کی بھی قبول نہیں ہوتی ۱۲۔

دینے والا اور (گنہگاروں کو) ڈرانے والا اور امیوں[1] کے لئے پناہ بنا کر بھیجا ہے تو میرا خاص بندہ اور میرا پیغمبر ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے ایسا متوکل ہے کہ نہ بدخصلت ہے اور نہ سخت گو ہے اور نہ بازاروں میں غل مچاتا ہے اور نہ برائی کا بدلہ برائی دیتا ہے بلکہ معاف کر دیتا ہے اور بخش دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک ہرگز موت نہیں دیگا جب تک اس کے سبب کج راہ قوم کو سیدھا نہ کر دے کہ سب کے سب یہ کلمہ پڑھنے لگیں لا الٰہ الا اللہ اور جب تک کہ اس کلمہ کے سبب سے اللہ تعالیٰ اندھوں کی آنکھیں اور بہروں کے کان اور وہ دل جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں نہ کھول دے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور اسی طرح دارمی نے عطاء سے بواسطہ ابن سلام کے نقل کی ہے اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث "کہ ہم پیچھے آئے ہیں" جمعہ کے باب میں مذکور ہو چکی ہے

دوسری فصل (۱۱۹۳) حضرت خبابؓ بن ارت فرماتے ہیں کہ (ایک روز) ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اسے بہت دراز کیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے ایسی نماز پڑھائی ہے کہ پہلے ایسی کبھی نہیں پڑھائی تھی آپ نے فرمایا ہاں بیشک یہ رغبت اور دہشت[3] کی نماز تھی کیونکہ میں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا دو تو مجھے دیدیں اور ایک سے انکار کر دیا میں نے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت کو قحط کے ساتھ برباد نہ کرنا یہ میرا سوال اس نے قبول کر لیا پھر میں نے یہ سوال کیا کہ میری امت کے لوگوں پر ان کے سوا کسی دشمن کو غالب نہ کرنا چنانچہ یہ سوال بھی قبول کر لیا پھر میں نے یہ سوال کیا کہ (میری امت کے) بعض آدمی بعضوں کو لڑائی کا مزا نہ چکھائیں (یعنی آپس میں ان کے لڑائی نہ ہو) اس سے مجھے منع کر دیا۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۴) حضرت ابو مالک اشعری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ عز و جل نے تمہیں تین چیزوں سے پناہ دیدی ہے ایک تو یہ کہ تمہیں تمہارا نبی بد دعا نہیں کریگا

---

[1] امیوں سے مراد عرب ہیں کہ وہ اکثر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور عرب کی تخصیص اسلئے ہے کہ آنحضرت انہیں میں سے تھے اور انہیں میں مبعوث ہوئے ۱۲ [2] یعنے جو اسکے ساتھ برائی کرے اسے سزا نہیں دیتا بلکہ درگذر کرتا ہے ۱۲

[3] یعنے میں اس نماز میں دعا کرتا تھا اور اسکے قبولیت کی مجھے امید تھی اور نہ قبول ہونیکا ڈر تھا اسلئے میں نے نماز دراز پڑھی اور خشوع و خضوع زیادہ کیا ۱۲۔

جس سے تم سارے برباد ہو جاؤ دوسرے یہ کہ اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں آئینگے تیسرے یہ کہ تم سب لوگ[1] گمراہی پر نہیں جمع ہوگے (یعنے ایک نہ ایک جماعت ہدایت پر ضرور رہیگی)۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۵) حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں ہرگز نہیں جمع[2] کریگا کہ ایک اس امت کی ہو اور ایک اس کے دشمنوں کی ہو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۶) حضرت عباس سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے گویا وہ کوئی بات (کفار وغیرہ سے) سُنکر[3] (رنجیدہ ہوکے) آئے تھے اُسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں سبھوں نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں آپنے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن مطلب ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے مجھے اُن سب سے بہتر لوگوں میں کردیا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے دو فرقے کئے اور انہیں سے بھی سب سے بہتر فرقہ میں مجھے کیا پھر اُنکے بہت سے قبیلے کر دیئے انہیں بھی مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں کیا پھر انکے لئے مکانات (تجویز) کر دیئے تب بھی میرے لئے سب سے بہتر مکان تجویز کیا لہذا میں باعتبار جانوں کے بھی سب سے بہتر ہوں اور باعتبار مکانوں کے بھی سب سے بہتر ہوں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں صحابہ نے (آنحضرت سے) پوچھا کہ یارسول اللہ آپ کیلئے کب نبوت مقرر ہوگئی تھی آپ نے فرمایا جبکہ حضرت آدم روح اور بدن کے درمیان تھے (یعنے اُس وقت اُن کا پتلا بیجان زمین پر پڑا تھا)، یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ اجماع حجت ہے اور اجماع سے مراد ہر زمانے کے مجتہد اور عالموں کا ایک حکم شرعی پر متفق ہونا ہے ۱۲

[2] توربشتی نے اسکے معنے یہ کہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت پر ایسی دو تلواریں جمع نہیں کریگا جو اسکی بیخ کنی کر دے بلکہ جب امت آپس میں لڑیگی تب خدا تعالیٰ کافروں کو انپر مسلط کر دیگا تاکہ یہ آپس کی لڑائی سے باز آئیں ۱۲

[3] یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ بد تہذیبی کے کلمے کفار سے سُنکر رنجیدہ ہوکر آئے تھے ۱۲۔

(۱۱۹۸) حضرت عرباض ابن ساریہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت حضرت آدم اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے بیشک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور میں پتے اول ہونیکو تم سے بیان کرتا ہوں کہ اول تو (میری نسبت حضرت) ابراہیم کا دعا کرنا دوسرے حضرت عیسیٰ کا (اپنی امت کو میرے آنیکی) خوشخبری دینا تیسرے جسوقت میری والدہ نے مجھے جنا اُسوقت اُن کا خواب دیکھنا کہ انکیلئے ایک نور ظاہر ہوا ہے جسنے انکیلئے شام کے محل[ف] روشن کردیئے۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے اور امام احمد نے ابو اُمامہ سے اس قول سے لیکر کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں آخر تک نقل کی ہے۔

(۱۱۹۹) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں فخر یہ نہیں کہتا کہ قیامت کے دن میں ساری اولاد آدم کا سردار ہونگا اور میرے ہی ہاتھ میں حمد کا جھنڈا[ف] ہوگا یہ بھی میں فخر یہ نہیں کہتا اور اس روز حضرت آدم اور اُنکے سوا جو نبی ہونگے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے اور میری ہی سب سے پہلی قبر پھٹے گی یہ بھی میں فخر یہ نہیں کہتا یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۲۰۰) حضرت ابن عباس فرماتے تھے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت مکان سے نکلے جسوقت اُنکے قریب پہنچے تو آپ نے اُنسے کچھ ذکر کرتے ہوئے سُنا بعض تو ان میں سے یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو (اپنا) دوست بنالیا ہے اور دوسرے لوگ یہ کہتے تھے کہ حضرت موسیٰ سے اللہ نے کچھ گفتگو کی ہے اُنکے سوا اور لوگ یہ کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے کلمے اور اسکی روح ہیں کچھ اور لوگوں نے یہ کہا کہ حضرت آدم کو اللہ نے برگزیدہ کرلیا ہے آنحضور نے اُنکے پاس آنکر فرمایا کہ میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارے تعجب کرنے کو سُن لیا ہے

ف شام کے محل روشن کرنے سے یہ مُراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت مشرق و مغرب کے درمیان اور شام تک پھیل جائیگا جس سے کفر و گمراہی کا اندھیرا مضمحل ہوکر اسلام کی روشنی سے جہان ایسا روشن ہوگا کہ لوگ دیکھینگے ۱۲ ف اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ وہ شہرت کی جگہ جھنڈا کھڑا کیا کرتے ہیں تاکہ جھنڈے والے کی شہرت اور نام آوری ہوجائے یہاں یہی مُراد ہے کہ آپ حمد میں نام آور ہونگے لیکن اس دوسرے قول سے کہ حضرت آدم وغیرہ سب آپکے تابع یعنے آپکے جھنڈے کے نیچے ہونگے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور کے پاس ظاہری نیزہ بھی ہوگا جیسے کہ امیروں اور بادشاہوں کے واسطے ہوتا ہے اُسکا نام لواء الحمد ہوگا ۱۲

کہ حضرت ابراہیم اللہ کے دوست ہیں بیشک وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ اللہ کے ہمراز و ہمکلام ہیں بیشک وہ بھی ایسے ہیں اور عیسیٰ اللہ کے روح اور اُسکے کلمے ہیں بیشک وہ بھی ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم کو اللہ نے برگزیدہ کرلیا ہے بیشک وہ بھی ایسے ہی ہیں لیکن یہ یاد رکھو میں فخر سے نہیں کہتا کہ میں اللہ کا محبوب[1] ہوں اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اُٹھاؤں گا حضرت آدم اور اُنکے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے اسمیں کچھ فخر نہیں ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی میں ہی ہونگا اور میری ہی شفاعت پہلے مقبول ہوگی یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا اور سب سے پہلے بہشت کے دروازے بھی میں ہی کھٹکھٹاؤنگا میرے لئے اللہ تعالیٰ اُسے کھول دیگا اور مجھے اُس میں داخل کردیگا میرے ساتھ ہی غریب مسلمان ہونگے یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا اور میں ہی اگلے پچھلوں میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۱۲۰۱) حضرت عمرو بن قیس روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہم (ظہور میں یعنے پیدا ہونے میں سب امتوں سے) پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے اول ہونگے اور میں بغیر فخر کے ایک بات کہتا ہوں کہ بیشک حضرت ابراہیم اللہ کے دوست اور حضرت موسیٰ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے اور میں اللہ کا محبوب اور محب ہوں قیامت کے دن میرے ہی ساتھ حمد کا جھنڈا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بابت (خیر و برکت کا) مجھسے وعدہ کرلیا ہے اور انہیں تین چیزوں سے پناہ دیدی ہے ایک تو یہ کہ اُن سب پر قحط نہیں ڈالیگا دوسرے کوئی دشمن اُنکی بیخ کنی نہیں کریگا تیسرے یہ کہ وہ سب گمراہی[3] پر جمع نہیں ہونگے۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

(۱۲۰۲) حضرت جابر روایت کرتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں فخر سے نہیں کہتا کہ (قیامت کے دن) میں سارے پیغمبروں سے آگے چلونگا اور یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا میں خاتم النبیین ہوں اور یہ بھی میں فخر سے نہیں

---

[1] یعنے میں فخر کے اور اترانے کے طور پر نہیں کہتا بلکہ اللہ کا شکر نے اور اس کا احسان ظاہر کرنیکیلئے تمسے بیان کرتا ہوں ۱۲ [2] یعنے محبوب ہونے کا درجہ دوست ہونے اور گفتگو کرنے اور برگزیدہ کرنے اور ہمراز بنانے سب سے بڑا ہوا ہے کہ یہ اور کسیکے لیئے ثابت نہیں ہوا ۱۲ لمعات [3] یعنے اپکی امت کے سب لوگ کسی ایسے حکم پر متفق نہیں ہونگے جو باعث گمراہی ہو اسلیئے علماء نے لکھا ہے کہ اس امت کا اجماع حجت ہے ۱۲

کہتا کہ سب سے پہلے میں ہی شفاعت کرونگا اور میری ہی شفاعت پہلے مقبول ہوگی یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۳) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت لوگ (قبروں میں سے) نکلینگے تو سب لوگوں سے پہلے قبر سے میں ہی نکلوں گا اور جسوقت وہ (درگاہ خداوندی میں) آئینگے سب سے آگے میں ہی ہونگا اور جسوقت وہ سارے چپ ہو جائینگے اُسوقت اُنکی طرف سے گفتگو کرنے والا میں ہی ہونگا اور جسوقت وہ سب (ایک جگہ) گھر جائینگے اُسوقت سفارش کرنے والا بھی میں ہی ہونگا اور جسوقت وہ بزرگی (اور رحمت) سے ناامید ہو جائینگے اُس اُنھیں خوشخبری دینے والا میں ہی ہونگا اُس روز (بہشت اور رحمت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہونگی اور اُس روز حمد کا جھنڈا بھی میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ کے نزدیک حضرت آدم کی ساری اولاد سے زیادہ معزز ہوں میرے گرداگرد ہزار خادم (اُس روز) ایسے پھرینگے گویا وہ پوشیدہ انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۲۰۴) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ (قیامت کے دن) بہشت کے جوڑوں میں سے میں ایک جوڑا پہنکر عرش کی داہنی جانب کھڑا ہونگا ساری مخلوق میں میرے سوا اُس جگہ کھڑا ہونیوالا اور کوئی نہیں ہوگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور جامع الاصول کی روایت میں ابوہریرہ ہی سے روایت ہے کہ سب سے پہلے میری ہی قبر پھٹے گی اُسوقت میں کپڑے پہنونگا۔

(۱۲۰۵) حضرت ابوہریرہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ

لہ یعنے جس وقت درگاہ خداوندی میں سب لوگ بوجہ خوف و دہشت کے اپنا اپنا عذر بیان نہیں کر سکینگے تو اُسوقت مجھے بولنے کی قدرت ہوگی چنانچہ اُنکی طرف سے میں گفتگو کروں گا اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اُسروز اور تمام انبیاء شفاعت کرنے سے خاموش ہونگے اُنھیں بولنے تک کی قدرت نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ آپ پر شفاعت کا دروازہ کھولدے گا آپ اُسکی حمد و ثنا کرکے پھر شفاعت کرینگے ۱۲ لمعات ؎ پوشیدہ سے یہ مراد ہے کہ وہ گرد و غبار سے محفوظ ہونگے یعنے بہشت کے خادم صفائی اور سفیدی میں اس انڈے جیسے سفید ہونگے جو گرد و غبار سے بالکل محفوظ ہو ۱۲۔

تم لوگ میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا کرو صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ وسیلہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ بہشت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے وہ سوائے ایک آدمی کے اور کسیکو نہیں مل سکتا میں یہ امید کرتا ہوں کہ وہ آدمی میں ہو جاؤں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۶) حضرت ابی بن کعب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جسوقت قیامت کا دن ہوگا تو میں بے فخر کے کہتا ہوں کہ میں سارے نبیوں کا امام اور انکی طرف سے گفتگو کرنے والا اور انکی شفاعت کرنے والا ہونگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۷) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر نبی کے لئے نبیوں میں سے دوست اور قریب ہیں اور میرے قریب اور دوست میرے باپ اور اللہ کے دوست حضرت ابراہیم ہیں پھر آپ نے (اس کے استدلال میں) یہ آیت پڑھی اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (ترجمہ) سب لوگوں میں ابراہیم کے قریب بیشک وہ لوگ ہیں جنہوں نے انکی تابعداری کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے (وہ بھی قریب ہیں) اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا دوست اور کارساز ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۲۰۸) حضرت جابر روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خوش اخلاقیوں کو پورا کرنے اور اچھے کاموں کو کامل کرنیکے لئے بھیجا ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۱۲۰۹) حضرت کعب احبار توریت سے نقل کرکے فرماتے ہیں ہمنے (اسمیں) لکھا ہوا دیکھا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں وہ میرے مختار بندے ہیں نہ وہ بد عادت ہیں اور نہ وہ بازار وغیرہ میں شور و غل مچاتے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی دیتے ہیں بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخشدیتے ہیں انکے پیدا ہونیکی جگہ مکہ ہے اور انکے ہجرت کی جگہ طیبہ (یعنے مدینہ منورہ) ہے بادشاہی[۱] انکی شام میں ہے انکی امت (کے لوگ) اللہ کی بہت ہی تعریف کرتے ہونگے (یعنے) خوشی میں اور غمی میں اللہ کا شکر کرینگے اور ہر جگہ میں وہ اللہ کا شکر کرتے ہیں اور ہر اونچی جگہ پر وہ اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہیں (نماز کے وقتوں کے لئے) وہ سورج کی نگہبانی کرینگے جس وقت نماز کا وقت ہو جائیگا وہ نماز پڑھینگے اور اپنی

---

[۱] یہاں بادشاہت سے مراد نبوت اور دین ہے کیونکہ دین ملک شام میں زیادہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے مراد یہ ہے کہ شام کے شہروں میں لڑائی اور جہاد کثرت سے ہوگا اسلئے اس طرف کی سفر کا حکم ہے ۱۲ سید م

کمروں پر (یعنے ناف پر) وہ تہبند باندھینگے اور وہ اپنے ہاتوں پائوں وضو کرینگے آسمان و زمین کے بیچ میں ایک پکارنے والا انمیں سے پکاریگا (یعنے اونچی جگہ کھڑے ہو کر اذان کہیگا) انکی ایک صف لڑائی میں اور ایک صف نماز میں برابر کھڑی ہوتی ہوگی رات کو (ذکر الٰہی میں خوف کیوجہ سے) انکی ایسی پست آواز ہوگی جیسے شہد کی مکھی کی ہوتی ہے - یہ لفظ مصابیح کے ہیں اور یہی روایت دارمی نے کچھ تغیر کے ساتھ نقل کی ہے -

(۱۲۱۰) حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف توریت میں لکھے ہوئے ہیں اور یہ بھی (لکھا ہوا ہے) کہ حضرت عیسیٰ بن مریم انکے پاس (یعنے ایک حجرہ میں) دفن ہونگے ابومودود (جو اسی حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ اس حجرہ میں ابھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے - یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے -

تیسری فصل

(۱۲۱۱) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انبیاء پر اور سارے آسمان والوں پر (یعنے فرشتوں پر) فضیلت دی ہے لوگوں نے پوچھا اے ابو عباس اللہ نے آپکو آسمان والوں پر کسطرح فضیلت دی ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا تھا[۱] کہ انمیں سے جو یہ کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے سزا میں ہم دوزخ دینگے کیونکہ ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا[۲] کہ ہمنے تمہیں فتح ظاہر دیدی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے گناہ سب بخشدے - لوگوں نے پوچھا اور انبیائو پر کس طرح فضیلت ہے (وہ بولے اسطرح کہ اور دنکے حق میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا[۳] کہ ہمنے ہر ایک رسول

---

[۱] یعنے وہ لوگ پردہ خوب کرتے ہیں اپنا ستر ظاہر نہیں کرتے ۱۲ [۲] یعنے یہ آیت وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ تو گویا اس آیت میں فرشتوں کو اس طرحکی سختی اور تیزی سے خطاب کرکے فرمایا کہ انپر سخت عذاب مقرر کردیا ۱۲ [۳] یعنے یہ آیت اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کس نرمی سے خطاب فرمایا ۱۲ [۴] یعنے یہ آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ - ترجمہ تینوں آیتوں کا متن میں مذکور ہے ۱۲

اُسی قوم کی زبان میں بھیجا ہے تاکہ وہ اُنکیلئے (احکام الٰہی) بیان کردے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے فضیلت دیدیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ (ترجمہ) ہمنے تمہیں تمام ہی لوگوں کیطرف بھیجا ہے تو آپکو اللہ نے جن اور انسان سبھو نکی طرف بھیجا ہے (اور انبیاء کو یہ مرتبہ نہیں ملا اس لئے آپکو فضیلت ہے)۔

(۱۲۱۲) حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں مینے (آنحضور سے) پوچھا کہ یارسول اللہ آپنے یہ کسطرح معلوم کرلیا کہ آپ نبی ہیں یہانتک کہ آپ نے اسپر یقین کرلیا آپ نے فرمایا اے ابوذر میں بطحاء مکہ کے کسی جانب میں تھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ایک اُن میں سے زمین کیطرف اُتر آیا اور دوسرا آسمان وزمین کے درمیان رہا اُن میں سے ایکنے اپنی ساتھی سے کہا کہ کیا وہ یہی ہیں[ف۱] (یعنی وہ پیغمبر یہی ہیں) وہ بولا ہاں اُسنے کہا کہ انہیں ایک آدمی سے تولو چنانچہ مجھے اُس آدمی سے تولا اور میں اُس سے بھاری رہا پھر اُسنے کہا کہ انہیں دس آدمیوں سے تولو چنانچہ مجھے اُنسے بھی تولا تب بھی میں اُنسے بھاری رہا پھر اُسنے کہا کہ انہیں سو آدمیوں سے تولو چنانچہ میں سو آدمیوں سے بھی تولا گیا اُنسے بھی میں ہی وزن دار رہا پھر اسنے کہا کہ انہیں ہزار آدمیوں سے تولو چنانچہ اُنسے بھی مجھے تولا لیکن تب بھی میں ہی بھاری رہا گویا اُن ہزار آدمیوں کو میں اب دیکھ رہا ہوں کہ وہ بوجہ ہلکے ہونیکے[ف۲] ترازو میں سے مجھپر گر پڑے ہیں پھر اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تو انہیں انکی ساری امت سے بھی تولیگا تب بھی یہی بھاری رہینگے ۔ یہ دونوں حدیثیں دارمی نے نقل کی ہیں۔

(۱۲۱۳) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھپر قربانی فرض کی گئی ہے اور تمپر فرض نہیں کیگئی اور مجھے چاشت کی نماز کا حکم کیا گیا اور تمہیں اُسکا حکم نہیں کیا گیا ۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

ف۱ یعنے کیا یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی اللہ تعالےٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ دنیا میں میرا ایک پیغمبر ہے تم اُسکے پاس جاؤ وہ بولا ہاں وہ یہی ہیں صاحب لمعات نے لکھا ہے کہ حصول یقین اور استدلال کا موقعہ فقط فرشتہ کا یہی کہنا ہے اور اس کے بعد میں جو کچھ ہے وہ تتمہ ہے ۱۲ ف۲ یعنے جس پلڑے پر وہ ہزار آدمی تھے وہ پلڑا ہلکا ہونے کی وجہ سے ایسا اونچا ہوا کہ گویا وہ میرے اوپر گر پڑینگے ۱۲۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں اور آپکی صفتوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۲۱۴) حضرت جُبیر بن مطعِم کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میرے بہت سے نام ہیں میں محمد ہوں میں ہی احمد ہوں اور میں ہی مٹانیوالا ہوں کہ میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں ہی اُٹھانیوالا ہوں کہ (قیامت کے دن سب) لوگ میرے پیچھے اُٹھینگے اور میں ہی عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے کہ اُسکے پیچھے کوئی نبی نہ ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۱۵) حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے بہت سے نام بتایا کرتے تھے فرماتے تھے کہ میں ہی محمدؐ اور احمد ہوں میں ہی مُقفی[۱] اور حاشر ہوں میں ہی نبی التوبہ اور نبی الرحمت ہوں۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۱۶) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کیا تمہیں تعجب نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے (کفارِ) قریش کے بُرا کہنے اور اُنکے لعنت کرنیسے کسطرح بچالیا ہے کہ وہ مذمم[۲] کو بُرا کہتے اور لعنت کرتے ہیں اور میں محمدؐ ہوں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۲۱۷) حضرت جابر بن سمُرہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مُبارک اور ڈاڑھی مُبارک کے (اگلی جانب کچھ بال سفید ہو گئے تھے اور جسوقت آپ تیل لگایا کرتے تھے[۳] تو وہ بال معلوم نہ ہوتے تھے اور جسوقت بال بکھرے ہوئے ہوتے تھے تو معلوم ہو جایا کرتے تھے اور آپ کی ڈاڑھی کے بال بہت کثرت سے تھے ایک آدمی کہنے لگا کہ آپ کا چہرۂ مُبارک

---

۱ مُقفی یعنے سب پیغمبروں کے پیچھے آنیوالا اور حاشر کے معنے اُٹھانے والا یہ معنے پہلی حدیث میں گذر چکے ہیں ۱۲ ۲ مشرک لوگ کمبخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمّم کہتے تھے جو معنے میں محمدؐ کے معنے کی نقیض ہے اور مذمم ہی کے نام سے آپکو پُکار کر بُرا کہتے تھے اس لئے آنحضرت فرماتے ہیں کہ مشرک مذمم کو بُرا کہتے ہیں اور میرا تو نام مذمم نہیں ہے لہٰذا اللہ نے مجھے اُنکے کہنے سے بچا دیا ۱۲ ۳ یعنے چونکہ تیل لگا نیسے بال مجتمع ہو جاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال کم تھے اسلئے معلوم نہ ہوتے تھے اور جسوقت خشک ہو کر جُدے جُدے ہوتے تو معلوم ہونے لگا

تلوار جیسا ہے جابر نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا ہے اور آپ کا چہرہ گول تھا اور میں نے آپ کے مونڈھے کے پاس کبوتری کے انڈے جیسی مہر (نبوت) دیکھی ہے وہ آپ کے بدن کے مشابہ تھی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۱۸) حضرت عبداللہ بن سرجس فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور (ایک مرتبہ) میں نے آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا فرمایا کہ ثرید کھایا تھا پھر آپ کے پیچھے جا کر میں نے مہر نبوت کی طرف دیکھا کہ آپ کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں بائیں مونڈھے کی نرم ہڈی کے پاس کو ایک مٹھی سی ہے اس کے اوپر بہت سے تل مسّوں جیسے ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۱۹) خالد بن سعید کی دختر ام خالد کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے بہت سے کپڑے آئے انہیں ایک چھوٹی سی سیاہ کملی بھی تھی آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس ام خالد کو لے آؤ (چونکہ میں چھوٹی سی تھی اسلئے) مجھے کوئی اٹھا کر لیگیا آپ نے وہ کملی اپنے ہاتھ سے مجھے اڑھا دی پھر (مجھے دعا کے طور پر) فرمایا اسے پرانی کر اور پھاڑ اسے پرانی کر اور پھاڑ اور اس کملی میں سبز یا زرد کچھ نقش تھے اسلئے آنحضور نے مجھے فرمایا کہ اے ام خالد یہ کپڑا سنا ہے اور سنا حبشہ میں عمدہ کو کہتے ہیں ام خالد کہتی ہیں پھر میں آپکی مہر نبوت کے ساتھ کھیلنے لگی (جیسے کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے) میرے والد نے مجھے ڈانٹا آنحضور نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو (ڈانٹو نہیں) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۰) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ بہت ہی ٹھنگنے تھے نہ نہایت ہی سفید (رنگ کے) تھے اور نہ بالکل گندم گوں تھے اور نہ آپ کے بہت ہی مڑے ہوئے بال تھے اور نہ بالکل ہی سیدھے تھے اللہ تعالیٰ نے آپکو پورے چالیس برس کی عمر میں

لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان گوشت کا ایک ٹکڑا تھا بدن شریف کے اعضا سے کسیقدر اونچا تھا گولائی اور مقدار میں کبوتری کے انڈے جیسا اور اس کا رنگ آنحضرت کے بدن مبارک کے مشابہ تھا جب ما سیہ نہ بطور داغ کے تھا اور نہ برص کے اسے مہر نبوت کہتے تھے اسکی خبر پہلے نبیوں کی کتابوں میں برابر چلی آتی تھی اور یہ تشبیہات کہ انڈے وغیرہ جیسی تھی فقط لوگوں کو بتانے کیلئے کہی جاتی ہیں ورنہ اسکی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے ۱۲ ۔ سلہ آنحضرت کے روبرو جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تھا تو آپ یہی دعا دیتے تھے جس سے مراد یہ ہوتی کہ تیری عمر دراز ہو اور یہ کپڑا پرانا ہو کر پھٹ جائے ۱۲

رسول بنایا تھا پھر دس[1] برس آپ مکہ معظمہ میں رہے اور دس ہی برس مدینہ منورہ میں رہے پورے ساٹھ برس کی عمر میں اللہ نے آپکو وفات دیدی اسوقت آپکے سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک میں بیس[2] بال بھی سفید نہ تھے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے لگے کہ آپ درمیانے قد کے آدمی تھے نہ بہت ہی لمبے تھے اور نہ بہت ہی ٹھنگنے تھے آپ کا رنگ بہت ہی چمکتا ہوا تھا اور انس فرماتے ہیں کہ آنحضور کے بال آدھے کانوں تک تھے اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ مونڈھوں اور کندھوں کے بیچ تھے یہ روایت متفق علیہ ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یوں انس فرماتے ہیں کہ آنحضور کا سر مبارک بڑا تھا اور دونوں قدم موٹے تھے میں نے آپ کے بعد میں اور آپسے پہلے کوئی آپ جیسا نہیں دیکھا اور آپکی دونوں ہتیلیاں چوڑی تھیں اور انس کی دوسری روایت میں یوں ہے فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں قدم اور ہتیلیاں موٹی تھیں۔

(۱۲۷۱) حضرت براء کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے تھے آپ کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں بہت چوڑان تھی آپکے بال ایسے تھے کہ دونوں کانوں کی لو تک پہنچتے تھے میں نے آپ کو ایک سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ہے میں نے آپسے اچھی خوبصورت کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں یوں ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مونڈھوں تک کے بالوں والا سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی آدمی نہیں دیکھا آپکے بال ایسے تھے کہ دونوں مونڈھوں پر لگتے تھے دونوں مونڈھوں کے درمیان فراخی تھی نہ آپ بہت ہی لمبے تھے اور نہ بہت ٹھنگنے تھے۔

---

[1] آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں دس برس رہنا تو یقینی ہے لیکن مکہ کی بابت مختار یہ ہے کہ آپ تیرہ[3] برس رہے راوی نے کسر کا اعتبار نہیں کیا اسی لحاظ سے آپکی عمر بھی ساٹھ برس کی بتائی ورنہ در حقیقت آپکی عمر تریسٹھ برس کی تھی ۱۲ [2] آدمی کے بالوں کے تین نام ہیں جمہ لمہ وفرہ وفرہ وہ بال ہیں جو کان کی لو تک پہنچے ہوئے ہوں اور لمہ وہ کہ جو لو سے نیچے ہو جائیں اور جسوقت کندھوں تک پہنچ جائیں تو انہیں جمہ کہتے ہیں اور کبھی جمہ مطلق بالوں کو بھی کہدیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں قسم کے بال رکھے ہیں کبھی لمبے اور کبھی چھوٹے اسلئے روایتوں میں مختلف قسم کے آتے ہیں اور سرخ جوڑے سے سرخ دہاری دار کپڑے مراد ہیں ۱۲

(۱۲۲۲) سماک بن حرب نے حضرت جابر بن سمرہ سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم اشکل العین منہوس العقبین تھے کسی نے سماک سے پوچھا کہ ضلیع الفم کے کیا معنے ہیں انہوں نے فرمایا کہ کشادہ دہن کو (یعنے بڑے منہ والے کو)^۱ کہتے ہیں کسی نے پوچھا کہ اشکل العین کے کیا معنے فرمایا لمبے پلکوں^۲ والے کو کہتے ہیں کسی نے پوچھا کہ منہوس العقبین کے کیا معنے انہوں نے فرمایا کہ ایڑیو نپر کم گوشت والے کو کہتے ہیں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۲۳) حضرت ابو طفیل فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ سفید رنگ کے بیچ درمیانے (قد کے) تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۴) حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت انس سے کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کو پوچھا (کہ آنحضور نے خضاب کیا ہے یا نہیں) انہوں نے فرمایا کہ آپ تو خضاب لگانیکی عمر ہی کو نہیں پہنچے آنحضور کی ریش مبارک میں چند سفید بال ایسے تھے کہ اگر میں شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپکے سر مبارک میں چند سفید بال ایسے تھے اگر میں شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے انس فرماتے ہیں کہ بیشک کچھ سفیدی ٹھوڑی اور نیچے کے ہونٹ کے بیچ میں اور کن پٹیوں میں اور کچھ سر میں تھی (اور کہیں نہ تھی)

(۱۲۲۵) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی چمکتے ہوئے رنگ کے تھے گویا آپ کے پسینے کے قطرے موتی ہوتے تھے جبوقت آپ چلتے تھے تو آگے کی طرف جھکتے تھے اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتیلیوں سے زیادہ نرم کبھی کوئی دیباج^۳ اور ریشم نہیں چھوا اور نہ میں نے کبھی کوئی مشک اور عنبر ایسا سونگا جسکی خوشبو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے عمدہ ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۲۶) حضرت ام سلیم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے یہاں دوپہر کو آرام

---

^۱ اہل عرب مردوں کے لئے کشادہ دہنی کو بہت ہی عمدہ سمجھتے ہیں بلکہ مردوں کے لئے تنگ دہنی کو عیب جانتے ہیں ۱۲ ^۲ علماء نے لکھا ہے یہ سماک کا بیان اشکل العین کے معنوں میں ٹھیک نہیں ہے انسے خطا ہوگئی ہے اشکل العین اصل میں اسے کہتے ہیں کہ آنکھ کی سفیدی میں سرخ ڈورے کھنچے ہوئے ہوں ۱۲
^۳ دیباج ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہوتا ہے ۱۲

کرنے کیلئے آیا کرتے تھے وہ چمڑے کا ایک بچھونا بچھا دیا کرتی تھیں آنحضور اُسپر سو جایا کرتے تھے اور ام سلیم[1] آپ کا پسینہ جمع کرکے خوشبو میں ڈال لیا کرتی تھیں (ایک روز) آنحضور نے پوچھا کہ اے ام سلیم یہ کیا کرتی ہو وہ بولیں کہ یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اسے اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں اور آپ کے پسینہ کی خوشبو سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے اور ایک روایت میں یوں ہے ام سُلیم نے عرض کیا کہ ہم اپنے بچوں کے لئے اس[2] سے برکت کی اُمید رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تم خوب کرتی ہو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۲۷) حضرت جابر بن سَمُرہ فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر آنحضور (مسجد سے) نکلکر اپنے گھر کیطرف تشریف لے چلے اور آپ کے ساتھ ہی میں بھی چلدیا پھر آپ کے سامنے چند لڑکے آگئے آنحضور نے انمیں سے ایک ایک کے دونوں رُخسار و پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور میرے رُخسار و پر بھی ہاتھ پھیرا مجھے آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو[3] ایسی معلوم ہوئی گویا عطار نے اپنا ہاتھ ابھی (خوشبو کے) ڈبہ سے نکالا ہے۔ یہ روایت مُسلم نے نقل کی ہے اور حضرت جابر کی حدیث کہ "میرے نام پر نام رکھا کرو" یہ ناموں کے باب میں اور سائب بن یزید کی حدیث کہ میں نے "مہر نبوت کی طرف دیکھا" یا نبوت کے احکام کے باب میں مذکور ہو چکی ہیں۔

دوسری فصل (۱۲۲۸) حضرت علی بن ابو طالب فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ بہت ہی ٹھنگنے تھے سر آپ کا بڑا تھا ڈاڑھی آپکی گھنی تھی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم آپ کے موٹے تھے رنگ آپ کا سفید سُرخی مائل تھا ہڈیوں کی جوڑ موٹے تھے آپ کے سینہ سے ناف تک ایک لکیر بالوں کی لمبی تھی جسوقت آپ چلتے تھے تو آگے کی طرف جُھکتے تھے جیسے

---

[1] ام سُلیم اور ام حرام دونوں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں یا تو رضاعی اور یا نسبی آپ دونوں کے پاس آتے جاتے تھے ورنہ غیر عورتوں کے پاس آنحضرت ہرگز نہیں جاتے تھے ۱۲ اسید [2] یعنے ہم اسے اپنے چھوٹے بچوں کے ملدیتے ہیں تاکہ اسکی برکت سے ہمارے بچے بلاؤں سے بچ جائیں اور انکو برکت ہو ۱۲ [3] یہ خوشبو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائشی تھی اگر آپ اور خوشبو نہ لگاتے یہ خوشبو تب بھی رہتی تھی لیکن باوجود اسکے بھی آنحضور اور خوشبو لگاتے رہتے تھے کیونکہ وحی آتی تھی اور فرشتوں سے مُلاقات ہوتی تھی اور خوشبو لگانی سنت ہے ۱۲ [4] مقصود اس سے یہ ہے کہ آپ خوب قوی آدمی کی طرح چلا کرتے تھے اور پاؤں مبارک زمین سے خوب قوت کے ساتھ اُٹھاتے تھے ۱۲۔

کہ آپ بلندی سے (نشیب میں) اُترتے ہیں یعنے آپ سے پہلے اور آپکے بعد میں آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا
یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۲۲۹) حضرت علی ہی سے روایت ہے کہ جسوقت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کیا کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ نہ آپ بہت لمبے تھے اور نہ بہت ہی ٹھنگنے تھے بلکہ درمیانے قد کے لوگوں میں سے تھے اور آپ کے بال بہت سے مڑے ہوئے نہ تھے اور نہ بہت ہی سیدھے تھے ہاں کچھ مڑے ہوئے تھے اور آپ کے منہ پر بہت گوشت چڑھا ہوا نہ تھا اور نہ چہرہ بالکل گول تھا ہاں آپ کے چہرہ مبارک میں ایک قسم کی کچھ گولائی تھی رنگ آپ کا سفید سرخی ملا ہوا تھا دونوں آنکھیں سیاہ تھیں اور پلکیں لمبی تھیں ہڈیوں کے سرے موٹے تھے سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی دونوں ہتھیلیاں اور قدم آپ کے موٹے تھے جسوقت آپ چلتے تھے ایسے جھکتے تھے گویا کہیں بلندی سے نشیب میں اُترتے ہیں اور جسوقت آپ کسیطرف منہ پھیرتے تھے تو تمام بدن ہی کو پھیر دیتے تھے اور آپکے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ہی خاتم النبیین تھے اور آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی دل تھے اور باعتبار زبان کے آپ سب لوگوں سے زیادہ سچے تھے اور آپ سب لوگوں سے زیادہ نرم طبیعت تھے اور اپنے قبیلہ میں آپ سب سے زیادہ معزز تھے جو شخص آپکو یکایک دیکھتا تھا ڈر جاتا تھا اور جو آپ سے رلا ملا رہتا تو وہ پہچان کر آپ سے محبت کرنے لگتا تھا ہر ایک (یعنے ہر شخص) آپکی تعریف کرنے والا یہی کہتا تھا کہ یعنے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۰) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ کو جاتے تھے اور پھر آپکے پیچھے کوئی جاتا تھا تو آپکی عمدہ خوشبو کی وجہ سے یہ ضرور ہی پہچان لیتا تھا کہ آنحضور اس راستہ سے تشریف لیگئے ہیں یا جابر نے یہ فرمایا کہ آپکے پسینہ کی خوشبو کی وجہ سے (ضرور پہچان لیتا تھا) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

ف یعنے جس راستہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتے تھے وہ راستہ خوشبو سے اسقدر معطر ہوتا تھا کہ آپکے پیچھے جانے والا ہر شخص یہ پہچان لیتا تھا کہ اس راستہ سے آپ تشریف لیگئے ہیں اور یہ خوشبو آپکی وہی ذاتی تھی ۱۲۔

(۱۲۳۱) ابو عبیدہ بن محمد بن عمارؓ بن یاسر کہتے ہیں میں نے معوذ بن عفراء کی بیٹی سے کہا کہ تم ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ صفت بیان کرو وہ بولیں کہ اے میرے بچےؓ اگر تو آپکو دیکھتا تو گویا تو نے نکلتے ہوئے سورج^۱ کو دیکھ لیا یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۲) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا پھر میں نے آنحضور کیطرف اور چاند کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ دونوں میں کون اچھا ہے آنحضور سرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے) اسلیئے میرے نزدیک آپ اسوقت چاند سے بھی زیادہ خوبصورت تھے یہ روایت ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۳) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی گویا سورج آپکے چہرہ مبارک میں چلتا تھا اور میں نے آنحضور سے زیادہ چلنے والا کبھی بھی کوئی نہیں دیکھا گویا آپ کے لئے زمین لپیٹ دی جایا کرتی تھی ہم لوگ بامشکل بھاگا کرتے تھے اور آپکو پرواہ^۲ بھی نہ ہوتی تھی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۴) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیاں کچھ پتلی تھیں اور آپ (اکثر) بجز مسکرانے کے ہنسا نہیں کرتے تھے اور جسوقت میں آپکی طرف دیکھتا تھا تو (اپنے دلمیں یہ) کہتا تھا کہ آپنے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہے حالانکہ سرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے^۳ تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۲۳۵) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کے دونوں دانت کشادہ تھے جسوقت آپ کچھ گفتگو کرتے تھے تو آپ کے دانتوں میں سے کچھ نور جیسا نکلتا ہوا معلوم ہوا کرتا تھا۔ یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

---

۱ یعنے آپ کے چہرۂ انور سے ایسا جلال اور دبدبہ اور نورانیت ظاہر ہوتی تھی کہ گویا سورج نکلا ہوا ہے ۱۲۔

۲ یعنے آپ بطور خود بآسانی ایسے چلتے تھے کہ آپ کو پرواہ بھی نہ ہوتی تھی اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ لوگ دوڑتے ہوئے تھک جاتے تھے اور آپ بغیر دوڑے ہی بلکہ بآسانی چلنے میں بھی اوروں سے آگے چلتے تھے ۱۲ ۳ یعنے سرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے تھے بلکہ آپکی آنکھیں سرگیں قدرتی تھیں ۱۲۔

(۱۲۳۶) حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ جبوقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوا کرتے تھے تو آپ کا چہرہ مبارک ایسا روشن ہو جاتا تھا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسے پہچان[۱] لیا کرتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۳۷) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا پھر وہ بیمار ہو گیا تو آنحضور صلعم اُسکی عیادت کے لئے اُسکے پاس تشریف لیگئے وہاں دیکھا اُسکے سرہانے اُسکا باپ توریت[۲] پڑھ رہا ہے آنحضور نے اُس سے فرمایا کہ اے یہودی میں تجھے اُس اللہ کی قسم دیتا ہوں جسنے حضرت موسیٰ پر توریت نازل کی تھی کیا تم توریت میں میری تعریف اور صفت اور میرا پیغمبر ہونا پاتے ہو وہ بولا نہیں (لیکن جبھی) وہ لڑکا بولا کہ ہاں یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی ہم توریت میں آپکی تعریف اور صفت اور آپ کا پیغمبر ہونا برابر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اُسی وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اِسکے سرہانے سے اسے کھڑا کر دو اور اِس اپنے بھائی (مسلمان کے) تم خبر گیراں رہو۔ یہ روایت بیہقی نے دلائل النبوت میں نقل کی ہے

(۱۲۳۸) حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ میں بھیجی ہوئی[۳] رحمت ہوں۔ یہ حدیث دارمی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے روایت کی ہے۔

باب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوش خلقیوں اور عادتوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۲۳۹) حضرت انس فرماتے ہیں کہ مینے دس برس نبی صلی علیہ وسلم کی

[۱] یعنے چہرہ مبارک کی روشنی اور تازگی کی وجہ سے ہم سب لوگ یہ پہچان لیتے تھے کہ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہیں ۱۲ [۲] یعنے جس طرح ہمارے یہاں نزع کے وقت سورہ یٰسین پڑھا کرتے ہیں اسیطرح وہ بھی کچھ توریت میں سے پڑھ رہا تھا ۱۲ [۳] یعنے میں جہان والوں کے لئے رحمت ہوں اللہ تعالےٰ نے مجھے تمہارے لئے بطریق تحفہ کے بھیجا ہے جسنے تحفہ قبول کر لیا اُس کا مطلب پورا ہوگا اور جسنے قبول نہ کیا وہ نا امید اور ٹوٹے میں رہیگا ۱۲۔

کی خدمت کی ہے آپنے مجھے کبھی اُف بھی نہیں کی اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ یہ کام تونے کیوں کیا ہے اور اور یہ کیوں نہیں کیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۴۰) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش خلقی میں سب لوگوں سے بہتر تھے ایک روز آنحضورؐ نے مجھے کسی ضرورت کے لیئے بھیجا (یعنے فرمایا کہ وہاں ہو آؤ) مینے کہا قسم ہے اللہ کی میں تو نہیں جاؤنگا[1] اور میرے دل میں یہ تھا کہ جہاں آپ نے حکم دیا ہو میں جاؤنگا چنانچہ میں (اسی خیال سے) نکلا یہانتک کہ میں لڑکوں کے پاس پہنچا وہ بازار میں کھیل رہے تھے (میں بھی وہیں ٹھہر کر دیکھنے لگا) یکایک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے سے آکر میری گدّی پکڑلی انس کہتے ہیں مینے جو آپکی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے فرمایا اے اُنَیس[2] مینے جہاں تمہیں بھیجا تھا کیا تم وہاں گئے تھے مینے کہا ہاں یا رسول اللہ میں اب جاتا ہوں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۱) حضرت انس ہی فرماتے ہیں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ جارہا تھا اور آنحضور ایک نجرانی چادر موٹی کنّی کی اوڑہے ہوئے تھے آپکو ایک گنوار نے دیکھا اور آپ کی چادر پکڑکر آپ کو اس سختی کے ساتھہ کھینچ لیا کہ آپ اُسکے سینہ کے پاس گھسٹ آئے یہانتک کہ آپکی گردن کے کنارہ کی طرف جو مینے دیکھا تو آپ کو سختی کے ساتھہ کھینچنے کی وجہ سے چادر کی کنّی کے گردن پر نشان پڑ گئے تھے پھر وہ بولا کہ اے محمد اللہ کا مال جو تمہارے پاس ہے اُس میں سے کچھ مجھے بھی دلا ئیے آپ نے اسکی طرف دیکھا اور آپ ہنسنے لگے پھر اُسے دینے کے لئے حکم کیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۴۲) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے (ایک مرتبہ) رات کے وقت اہل مدینہ ڈر گئے[3] (اور شور مچایا) لوگ (شور وغل کی) آواز کیطرف گئے پھر نبی صلی اللہ علیہ

---

[1] اسوقت حضرت انس چھوٹے بچے نادان تھے سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے جبھی تو انہوں نے یہ بات کہدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کچھ التفات نہیں کیا ۱۲

[2] اُنیس انس کی تصغیر ہے جیسے یہاں بچے کو بچو نگر ۱۲ کہتے ہیں ۱۲

[3] یعنے کچھ آواز جو دریا دشمن وغیرہ کی سنکر ڈر گئے اور فریاد رسی کے لئے شور وغل مچایا اسلیے سب لوگ اُدہر دوڑے ۱۲

اُن لوگوں کے آگے ہوئے اور آواز (یعنے شور و غل) کیطرف سب سے آگے بڑھ گئے اور آپ یہ فرماتے تھے کہ ڈرو نہیں ڈرو نہیں اُسوقت آپ ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اُسپر زین بھی نہ تھی اور آپ کے گلے میں تلوار پڑی ہوئی تھی پھر آپ نے فرمایا کہ ہمنے اس گھوڑے کو دریا کیطرح چلتا) پایا (اور کچھ بھی نہیں دیکھا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۴۳) حضرت جابر فرماتے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسینے کچھ سوال کیا ہو اور آپ نے نہیں کہدیا ہو (بلکہ آپ برابر دیتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۲۴۴) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسقدر بکریاں مانگیں جو دو پہاڑو نکے درمیان کو بھر دیں آپ نے اُسے دیدیں پھر وہ آدمی اپنی قوم میں گیا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم تم سب مسلمان ہو جاؤ بخدا بیشک محمدؐ تو اسقدر بہت دیتے ہیں کہ وہ اپنے فقر سے بھی نہیں ڈرتے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۵) حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ (غزوۂ) حنین سے واپس آتے کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے گنوار لوگ آنحضور سے مانگنے کے لئے آنکر چمٹ گئے یہانتک کہ آپکو تنگ کرتے ہوئے) ایک کیکر کی درخت کی طرف کو لیگئے اُسمیں آپکی چادر اٹک گئی آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ تم مجھے میری چادر دیدو اگر میرے پاس بقدر ان درختو نکی گنتی کے بھی چوپائے ہوتے تو میں انہیں تمہیں لوگوں میں تقسیم[۱] کر دیتا پھر تم مجھے نہ بخیل دیکھتے اور نہ جھوٹا اور بزدل پاتے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۲۴۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نماز پڑھ چکتے تھے تو مدینہ (والوں) کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لیکر آیا کرتے تھے جو لوگ برتن لیکر آتے

[۱] ایک اور روایت میں آیا ہے کہ وہ گھوڑا بہت کم رفتار تنگ قدم تھا لیکن اُسدن کے بعد وہ ایسا تیز رفتار ہو گیا تھا کہ اُس سے کوئی گھوڑا اسبقت نہیں کر سکتا تھا اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اُس گھوڑے کا حال حضور کی سواری مبارک کی برکت سے ایسا بدلا کہ اُسکی برابر کوئی نہ رہا اور اس سے معلوم ہوا کہ دشمن کی خبر لانیکے لئے انسان کا تنہا سبقت کرنا جایز ہے جبتک کہ وہاں ہلاکی متحقق نہ ہو ۱۲ [۲] اس سے معلوم ہوا کہ اگر لوگ جاہل ہوں انہیں معلوم نہ ہو تو اوصاف حمیدہ کے ساتھ اپنی تعریف کر دینی جایز ہے تاکہ وہ اُسپر اعتماد کر لیں ۱۲۔

آنحضور اسمیں اپنے دست مبارک (یعنے انگلی) ڈبا دیتے اور اکثر صبح کو ٹھنڈے وقت بھی لایا کرتے تو تب بھی آپ اُس میں ہاتھ ڈبو دیتے (یعنے سردی کا بھی کچھ خیال نہیں کرتے تھے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۴۷) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ مدینہ والوں کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی تھی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لیجاتی تھی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۸) حضرت انس ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ خرابی تھی وہ (آنحضور سے) بولی کہ یا رسول اللہ مجھے (لوگوں سے پوشیدہ) آپ سے کچھ کام ہے آپ نے فرمایا اے فلانے کی والدہ (پوشیدگی کے لیئے) جونسا کوچہ تم چاہو دیکھ لو تاکہ میں (تم سے ملکر) تمہارا کام پورا کردوں چنانچہ کسی راستہ میں آپ تنہا اُس کے ساتھ گئے (اور اُسنے جواب اُسکی بات کا دیا) یہاں تک کہ وہ اپنے کام سے مطمئن ہو گئے۔ یہ روایت مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۹) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے نہ کسی پر لعنت کرتے تھے نہ کسی کو بُرا کہتے تھے غصہ کے وقت فقط یہ کہا کرتے تھے کہ کیا ہوا (خدا کرے) اُسکی پیشانی مٹی میں بھرے۔[۵] یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۰) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کسینے (آنحضور سے) کہا کہ آپ مشرکوں پر بددعا کیجیے آپ نے فرمایا کہ میں (بددعا کرنے اور) لعنت کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہوں میں تو فقط رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۱) حضرت ابو سعید خُدری فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس بن بیاہی لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے جو پردہ میں ہوتی ہے جسوقت کوئی چیز آپکو ناخوش (اور بُری) معلوم ہوا کرتی تھی تو ہم اُسے آپ کے چہرہ سے پہچان لیا کرتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۵۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا یہاں

---

[۵] اس سے معلوم ہوا کہ کوچہ میں عورت کے ساتھ خلوت کرنی مکان میں خلوت کرنے جیسی نہیں ہے علاوہ اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے صحابی رعایت ادب کیوجہ سے کچھ فاصلہ پر کھڑے تھے ۱۲ [۵] اس لفظ کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ بددعا ہو اسوقت اس سے یہ مراد ہوگی کہ خدا تجھے ذلیل و خوار کرے اور یا یہ کہ دعا مراد ہو کہ خداوند کریم تجھسے سجدہ کرائے یعنے تجھے زیادہ نمازی کردے ۱۲۔

تک کہ میں آپ کا کوا دیکھ لوں[1] بیشک آپ مسکرایا کرتے تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۳) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پے درپے باتیں نہیں کیا کرتے تھے جسطرح کہ تم لوگ کرتے ہو آپ جدی جدی بات کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہے تو گن لے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۵۴) اسود کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ اپنے اہل خانہ کی مہنت یعنے اپنے اہل خانہ کی کام کاج[2] میں رہا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لیجاتے۔ یہ روایت بخاری نقل کی ہے۔

(۱۲۵۵) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ (اللہ کی طرف سے) جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تھا تو آپ اُن دونوں میں سے آسان ہی کو لیتے تھے جبتک کہ وہ (باعث) گناہ نہ ہوتا اور اگر (باعث) گناہ ہوتا تو پھر اُس کام میں سب لوگوں سے زیادہ دور رہتے اور آپ نے اپنے لئے کبھی کسی چیز کا بدلہ نہیں لیا ہاں اگر کوئی ایسا کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اُس میں اللہ کے واسطے سزا دیتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۵۶) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو ہاں راہ خدا میں برابر جہاد کیا کرتے تھے اور آپ کو کبھی کسی سے ایسی تکلیف نہیں پہنچی[3] کہ جسکا آپ نے اُس تکلیف دینے والے سے بدلہ لیا ہو ہاں اگر اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کوئی کچھ کرتا تھا تو آپ اللہ کے واسطے اُسے برابر سزا دیتے تھے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۱۲۵۷) حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آٹھ[4] برس کی عمر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور دس برس خدمت میں رہا ہوں آنحضور نے ایسی چیز پر جو میرے ہی

---

[1] یعنے بہت منہ پھاڑ کر کبھی نہ ہنستے تھے جس سے میں آپ کا کوا منہ کا دیکھ لوں اور روایتوں میں آیا ہے کہ آنحضور ہنسا بھی کرتے تھے لہذا یہاں یہی معنے مراد ہونگے کہ زیادہ منھ پھاڑ کر نہ ہنستے تھے ۱۲

[2] اس سے معلوم ہوا کہ گھر کا اور گھر والوں کا کام کاج کرنا سنت انبیاء اور خصلت صالحین میں سے ہے ۱۲

[3] مقصود اس سے کہ آپ نے کسی سے اپنی تکلیف کا بدلہ ہی نہیں لیا ورنہ تکلیفیں تو آپکو بہت پہنچیں ۱۲

ہاتوں سے ضایع ہوگئی ہو مجھے کبھی بھی ملامت نہیں کی اگر آپکے گھر والوں میں سے کوئی ملامت کرنیوالا مجھے ملامت کرتا تو آپ فرماتے کہ اسے چھوڑ دو اگر یہ کام مقدر میں ہوتا تو ہو جاتا۔ یہ لفظ (مذکورہ) مصابیح کے ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں کچھ فرق کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۱۲۵۸) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے اور نہ فحش گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں شور و غل مچاتے تھے اور نہ برائی کا بدلہ آپ برائی سے لیتے تھے بلکہ معاف کر دیتے اور درگذر کرتے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۹) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتے ہیں کہ آپ مریض کو پوچھنے کیلئے اور جنازہ کے ساتھ جایا کرتے تھے اور غلام کی دعوت قبول کر لیا کرتے تھے اور گدہے پر سوار ہو جایا کرتے تھے بیشک (غزوہ) خیبر کے دن میں نے آپکو گدہے پر[۱] سوار ہوئے وے دیکھا ہے کہ اسکی باگ[۲] چھوارے کی چھال کی تھی۔ یہ روایت ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۰) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتہ آپ گانٹھ لیا کرتے تھے اور اپنا کپڑا آپ سی لیتے تھے اور جسطرح تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے اسی طرح آپ بھی کیا کرتے تھے اور فرماتی ہیں آنحضرت اور لوگوں کی طرح ایک آدمی تھے اپنے کپڑے میں آپ جوئیں دیکھ لیتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ آپ نکال لیا کرتے تھے اور اپنے کام آپ ہی کر لیا کرتے تھے (یعنے دوسروں سے کم کراتے تھے) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۱) خارجہ بن زید بن ثابت کہتے ہیں کہ بہت سے آدمی حضرت زید بن ثابت کے پاس آئے اور وہ اُن سے کہنے لگے کہ آپ ہم سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیجئے زید بن ثابت کہنے لگے کہ میں آنحضور کا پڑوسی تھا جسوقت آپ پر وحی اُترتی تھی تو آپ میرے پاس کسی کو بھیج دیتے اور میں (وہاں جاکر) آپ کے لیئے وہ وحی لکھا کرتا تھا اور آپ کا یہ حال تھا کہ جسوقت

---

[۱] ابن ملک کہتے ہیں اس حدیث میں اسبات کی دلیل ہے کہ گدہے پر سوار ہونا سنت ہے اب جو شخص گدہے کی سواری سے ناک چڑہائے جیسیکہ بعض متکبر اور ہندوستانکے جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں تو وہ سب گدہے سے بھی بدتر اور ذلیل تر ہیں ۱۲ مرقات [۲] یعنے باوجودیکہ وہ دن اظہار شوکت و دبدبہ کا تھا لیکن باینہمہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر بے تکلفی اور کسر نفسی تھی ۱۲۔

ہم دُنیا کا ذکر کرتے تو ہمارے ساتھ آپ بھی دُنیا کا ذکر کرنے لگتے اور جسوقت آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرنے لگتے اور جسوقت کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اسی کا ذکر کرتے اور یہ سب[1] احوال میں تم سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بیان کرتا ہوں۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۲) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تھے تو آپ اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں سے نہیں کھینچا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنا ہاتھ کھینچ لیتا تھا اور نہ آپ اُسکے منہ کیطرف سے اپنا منہہ پھیرا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ خود آپکے منہ کیطرف سے اپنا منہ پھیر لیتا اور آپکے گھٹنے ہم نشین سے آگے بڑھے ہوئے کسی نے نہیں دیکھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۳) حضرت انس ہی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز باقی نہیں[2] رکھا کرتے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۲۶۴) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اکثر چپ رہا کرتے تھے یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۲۶۵) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ترتیل[3] اور ترسیل ہوا کرتی تھی۔ یہ روایت ابو داود نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۶) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح پے درپے باتیں نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ اس طرح باتیں کرتے تھے کہ ایک دوسری بات سے جُدی ہوتی تھی جو شخص آپ کے پاس بیٹھتا تھا اُنہیں یاد کرلیتا تھا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[1] حضرت زید بن ثابت کا مقصود اس عبارت سے صحت حدیث کی تاکید کرنی اور اسکے اہتمام کو ظاہر کرنا ہے ۱۲

[2] یہ حکم خاص بہ نسبت ذات شریف کے تھا کہ آپ خاص اپنے لئے توکل علی اللہ کیوجہ سے کچھ ذخیرہ نہیں رکھتے تھے ورنہ اور روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ اپنے اہل وعیال کیلئے بسبب اُنکے ضعف اور قلت صبر کے ایک سال کا ذخیرہ رکھدیتے تھے لیکن اپنا حال یہی تھا کہ اپنے لئے ایک دن کا بھی نہیں رکھتے تھے ۱۲

[3] یعنے قرأت آپکی ایسی ہوتی تھی کہ ترتیل سے ایک ایک حرف جدا جُدا کرکے پڑھا کرتے تھے اور ترسیل کر

(۱۲۶۷) حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکراتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۸) حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرنے کے لئے بیٹھتے تھے تو آپ اکثر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۲۶۹) عمرو بن سعید نے حضرت انس سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل و عیال پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان میں نے کسی کو نہیں دیکھا آنحضرت کے صاحبزادے ابراہیم عوالی[1] مدینہ میں دودھ پیتے تھے اور آپ انہیں دیکھنے کے لئے جاتے تھے ہم بھی آپکے ساتھ ہوتے تھے آپ (دودھ پلانے والی کے) گھر میں چلے جاتے تھے حالانکہ انہیں دھواں گھٹا ہوا ہوتا تھا کیونکہ انکا ظئر[2] لوہار تھا اور آنحضور انہیں لیکر پیار کیا کرتے تھے پھر واپس چلے آتے تھے عمرو کہتے ہیں کہ ابراہیم کا انتقال ہوگیا تو آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بیٹا ابراہیم شیر خوارگی کی حالت میں مرگیا اور بیشک اسکیلئے بہشت میں دودھ پلانے والی ہیں کہ دودھ پلانے کی مدت کو وہ پورا کرینگی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۷۰) حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ ایک عالم یہودی کہ جسے لوگ "فلاں" کہا کرتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ چند دینار تھے اسنے آنحضرت پر تقاضہ کیا آپ نے اس سے فرمایا کہ اے یہودی اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں تجھے دیدوں وہ بولا کہ اے محمد جب تک تم مجھے نہیں دیدو گے میں تمہیں چھوڑنے کا بھی نہیں آنحضور نے فرمایا تو اسوقت میں تیرے پاس ہی بیٹھا رہونگا چنانچہ آپ اسکے پاس ہی بیٹھے رہے وہیں آپ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور فجر کی نماز پڑھی آپ کے صحابی اس یہودی کو بہت دھمکاتے اور ڈراتے رہے اور جو کچھ یہ لوگ اسے

---

[1] یعنے ان گاؤں میں جو مدینہ منورہ کی بلندی کی جانب تھے ۱۲ [2] ظئر اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی کے بچہ کو دودھ پلائے اور کبھی اس عورت کے خاوند کو بھی ظئر کہہ دیتے ہیں اور ابراہیم کا دایہ کا نام ام سیف تھا اور اسکے خاوند کا نام ابوسیف ۱۲ [3] اس سے معلوم کہ تمام شب آپ اسکے پاس بیٹھے رہے یا کہ شاید دونوں مسجد ہی میں تھے ۱۲

ڈرانے کے لئے کر رہے تھے آنحضور بھی سمجھ گئے (آپ نے انہیں منع کر دیا) انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک یہودی نے آپکو روک رکھا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے پروردگار نے عہد والے یا بے عہد والے پر ظلم کرنے سے منع کر دیا ہے[۱] اور جب دن نکل آیا تو وہ یہودی مسلمان ہو گیا اُسنے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور آپ بیشک اللہ کے پیغمبر ہیں اور میرا نصف مال راہِ خدا میں لگا دیجئے یہ یاد رہے قسم ہے اللہ کی یہ جو کچھ مینے آپکے ساتھ کیا ہے[۲] فقط اس لئے کیا ہے کہ مینے آپ کی تعریف توریت میں دیکھی تھی کہ محمدؐ بن عبداللہ کے پیدا ہونیکی جگہہ مکہ ہے اور اُنکی ہجرت کرنیکی جگہ طیبہ (یعنے مدینہ منورہ) ہے اور اُنکی بادشاہت شام میں ہوگی نہ وہ بدزبان ہے نہ وہ سخت عادت ہے اور نہ بازاروں میں شور و غل مچاتا ہے اور نہ فحش کی وضع اختیار کرنیوالا ہے اور نہ بیہودہ بات کہنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ میرا مال ہے جسطرح اللہ تعالیٰ آپ کو بتائے آپ اُسمیں حکم کر دیجئے اور (راوی کہتے ہیں کہ) وہ یہودی بہت ہی مالدار تھا۔ یہ روایت بیہقی نے دلائل النبوت میں نقل کی ہے۔

(۱۷۶۱) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذکر (الٰہی) بہت کیا کرتے تھے اور بیہودہ باتیں کم کیا کرتے اور نماز لمبی پڑھا کرتے تھے اور خطبہ چھوٹا پڑھا کرتے تھے اور رانڈ عورتوں اور مسکینوں کے ساتھ چلنے سے کچھ عار نہیں کرتے تھے اور اُنکا ہر ایک کام کر دیا کرتے تھے۔ یہ روایت نسائی نے اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۶۲) حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ ابو جہل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ ہم لوگ تمہیں

---

[۱] یعنے اب اگر میں اس یہودی کو ناراض کر کے اس کا قرض دئیے بغیر اس سے جدا ہو جاؤں تو یہ ظلم ہے کیونکہ اسمیں دوسرے کا دل دُکھانا ہے اور ظلم کرنے سے مجھے اللہ نے منع کر دیا ہے ۱۲۔

[۲] یعنے یہ جو کچھ قول میں یا فعل میں آپ کے ساتھ مینے سختی کی ہے فقط اس لئے کی ہے تاکہ میں یہ دیکھ لوں کہ جو اوصاف میں نے آپ کے توریت میں دیکھے تھے وہ برابر ملتے ہیں یا نہیں لہذا میں نے دیکھ لئے اور پورے پائے لہذا اب معاف کیجئے ۱۲۔

جھوٹا نہیں بتاتے بلکہ جو کچھ تم لیکر آئے ہو اُسے جھوٹا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انکے جواب میں یہ نازل فرمایا فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (ترجمہ) یہ کافر لوگ تمہیں نہیں جھٹلاتے[1] بلکہ یہ ظالم لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۷۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھسے) فرمایا اے عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ پہاڑ سونیکے (ہوکر) چلنے لگیں میرے پاس ایک فرشتہ آیا تھا اور بیشک اسکی کمر (لمبائی میں خانہ) کعبہ کے برابر تھی اُسنے (مجھسے) کہا کہ تمہارا پروردگار تمہیں سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ تم پیغمبر اور خاص بندے ہونا چاہتے ہو یا پیغمبر اور بادشاہ ہونا چاہتے ہو میں نے (مشورہ کیلیئے) جبرئیل کیطرف دیکھا اُنھوں نے مجھے اشارہ کیا کہ اپنے تئیں پست[2] رکھو اور ابن عباس کی روایت میں یوں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کیطرف اسطرح دیکھا جیسے کوئی مشورہ لینے والا دیکھا کرتا ہے حضرت جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنے تئیں پست رکھو اس لیئے میں نے کہدیا کہ میں پیغمبر اور خاص بندہ ہی رہنا چاہتا ہوں عائشہ فرماتی ہیں کہ اس قصہ کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تکیہ لگاکر نہیں کھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے میں اسطرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھایا کرتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھا کرتا ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

باب حضرت کے پیغمبر ہونے اور وحی کے شروع ہونے کا بیان

[1] یعنے قرآن شریف اور شریعت کو جھوٹا کہتے ہیں اور اسیکے باعث تمہیں جھوٹا کہدیتے ہیں لیکن احمق کو اتنی عقل نہیں تھی کہ جب آپ کار دنیا ہی میں کسی سے جھوٹ نہیں بولتے تو کار دین میں کیونکر جھوٹ بولینگے خاصکر خدا تعالیٰ پر کیسے جھوٹ باندہ سکتے ہیں حق بات یہ ہے کہ یہ کمبخت حسد کیوجہ سے جلتے تھے کہ انہیں تنا بڑا رتبہ کیوں ملگیا ہم انکے تابعدار کسطرح ہو جائیں ۱۲ [2] یعنے فقر اور بندگی کو اختیار کرلو کیونکہ یہ باعث تواضع و خاکساری ہے اور اللہ کے نزدیک اس سے بلند مرتبہ ہوتا ہے اور بادشاہی اور دولتمندی اختیار نکرنا کیونکہ وہ خدا کو بھول جانے اور تکبر و سرکشی کرنیکا باعث ہے جس کی وجہ سے اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے اور یہ کلیہ قاعدہ نہیں ہے بلکہ باعتبار اکثر کے ہے ۱۲

پہلی فصل (۱۲۷۴) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں پیغمبر کئے گئے تھے بعد اسکے تیرہ ۱۳ برس آپ مکہ میں رہے اسوقت آپکے پاس وحی آتی تھی پھر آپکو ہجرت کرنیکا حکم ہوا چنانچہ آپ ہجرت کرکے دس برس (مدینہ منورہ میں) رہے اور جسوقت آپکا انتقال ہوا ہے آپکی عمر ترسٹھ ۶۳ سال کی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۷۵) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (پیغمبر ہونیکے بعد پندرہ ۱۵ برس مکہ میں رہے اور آپ (ان پندرہ برسوں میں سے) سات برس ایک آواز فرشتہ کی سنتے رہے اور روشنی دیکھتے رہے اور (فرشتہ وغیرہ) آپ کچھ نہیں دیکھتے تھے اور (انہیں پندرہ ۱۵ برسوں میں سے) آٹھ ۸ برس آپکے پاس وحی آتی رہی اور آپ مدینہ منورہ میں دس برس رہے جسوقت آپکی وفات ہوئی آپکی عمر پینسٹھ برس کی تھی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۷۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساٹھ ۶۰ برس کی عمر ہونے پر وفات دی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۷۷) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ نے) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ نے) ترسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے محمد بن اسمعیل بخاری فرماتے ہیں کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کی بابت) ترسٹھ ۶۳ برس کی روایتیں کثرت سے ہیں۔

(۱۲۷۸) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اول جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی شروع ہوئی ہے تو آپکو سوتے میں سچے خواب دکھائی دیتے تھے اور جو خواب آپ دیکھتے تھے (اسکی تعبیر) صبح کی روشنی کیطرح ظاہر ہو جایا کرتی تھی پھر آپ کو تنہائی پسند ہوگئی اور (کوہ) حرا کے غار میں تنہا رہا کرتے

۱؎ مکہ میں آنحضور نبی ہونیکے بعد کل تیرہ ہی برس رہے ہیں جن صحابیوں نے مکہ میں ٹھیرنا پندرہ ۱۵ برس شمار کیا ہے انہوں نے ایک آپکی ولادت کے سال دوسرے آپکی ہجرت کے سال کو علیحدہ علیحدہ شمار کیا ہے اس حساب سے پندرہ ۱۵ برس گنتے ہیں ۱۲ ۲؎ انہوں نے کسر کے تین برس چھوڑ کے دہائیاں بتادیں اور کسر کا لحاظ نہیں کیا ۱۲ ۳؎ یہ قصہ ابتدائی ہے یعنے ظہور نبوت اور نزول وحی سے پہلے یہ حال تھا جسوقت آپکو گھر والوں کا خیال آتا تو گھر آجایا کرتے تھے ۱۲

اور آپ اپنے گھر آنے سے پہلے چند روز وہیں تحنث یعنے عبادت کیا کرتے تھے اور آپ ان چند دنوں کا کھانا ساتھ لیجایا کرتے پھر خدیجہ کے پاس چلے آتے اور اسی طرح کچھ کھانا لیکر چلے جاتے یہانتک کہ آپ غار حرا ہی میں تھے کہ آپ کے پاس وحی آگئی یعنے آپکے پاس فرشتہ نے آنکر کہا کہ پڑھو آپ نے فرمایا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں آنحضور فرماتے ہیں کہ پھر مجھے اسنے پکڑ کر بھینچدیا یہانتک کہ مجھے تکلیف ہوئی پھر اسنے مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھو مینے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں اسنے مجھے پکڑ کر دوسری دفعہ بھینچا یہانتک کہ مجھے تکلیف ہوئی پھر اسنے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو مینے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں اسنے پھر پکڑ کر مجھے تیسری دفعہ بھینچا یہانتک کہ مجھے تکلیف ہوئی پھر مجھے چھوڑ کر کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ (ترجمہ) اپنے اس پروردگار کے نام (کی برکت) سے پڑھ جسنے پیدا کیا (یعنے) اسنے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھ اور تیرا پروردگار جسنے قلم کے واسطے سے سکھا دیا وہ بہت ہی بزرگ ہے اسنے انسان کو وہ باتیں سکھلادیں جو انسان نہیں جانتا تھا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو لیکر واپس آئے دل آپ کا کانپ رہا تھا اور حضرت خدیجہ کے پاس گئے آپنے ان سے فرمایا کہ مجھے کپڑا اڑھاؤ مجھے کپڑا اڑھاؤ چنانچہ انہوں نے آپکو کپڑا اڑھا دیا یہاں تک کہ آپسے وہ خوف (ولرزہ) جاتا رہا پھر آپنے حضرت خدیجہ سے اپنا سارا قصہ بیان کرکے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے خدیجہ نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا قسم ہے اللہ کی تمہیں اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کریگا کیونکہ تم تو صلہ رحمی کرتے ہو اور سچی بات کہتے ہو اور (دوسروں کا اپنے ذمہ) بوجھ اٹھاتے اور محتاج کے لئے کماتے ہو اور مہمانداری کرتے ہو اور خدا تعالے کے بھیجے ہوئے

لہ اس میں اسطرف اشارہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں ساتھ لیجانی توکل کے منافی نہیں ہیں اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلوت کی مدت ہر سال میں ایک مہینہ ہوتی تھی اور وہ مہینا رمضان المبارک کا ہوتا تھا ۱۲ ۵ حرا مکہ معظمہ میں ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے وہاں سے نظر جمال کعبہ پر پڑتی تھی ۱۲۔

حادثوں پر مخلوق کی مدد کرتے ہو پھر خدیجہ آپکو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئیں
اور اُن سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے ذرا اپنے بھتیجے کی بات سُن ورقہ نے آنحضرت سے کہا کہ اے
بھتیجے کہو تم کیا دیکھتے ہو آنحضور نے جو کچھ دیکھا تھا سب اُن سے بیان کیا ورقہ نے آپ سے
کہا کہ یہ ناموس[1] وہی ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ پر اُتارا تھا کاشکے میں تمہاری نبوت کے وقت
جوان قوی ہوتا کاشکے جسوقت تمہاری قوم تمہیں نکالیگی میں زندہ ہوتا آنحضور نے پوچھا
کیا یہ لوگ مجھے نکال دینگے اُنہوں نے کہا ہاں جو کوئی آدمی کبھی ایسے چیز لایا جیسے تم لائے ہو
تو اُس سے برابر دشمنی کی ہے اگر میں نے تمہارا وہ زمانہ پایا تو میں خوب کمر باندھکر تمہاری
مدد کرونگا پھر ورقہ کچھ بھی نہ ٹھہرے کہ وفات پا گئے پھر وحی منقطع ہوگئی۔ یہ حدیث متفق
علیہ ہے اور بخاری نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ جو حدیث ہمیں پہنچی ہے اسمیں یہ بھی ہے
کہ (وحی کے منقطع ہو جانے سے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت غم ہوا یہاں تک کہ صبح کو کئی مرتبہ
اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھتے تاکہ اوپر سے گرد کر مر جائیں اور جسوقت پہاڑ
کی چوٹی پر اپنے تئیں گرانے کو پہنچتے اسیوقت آپ سے حضرت جبرئیل آکر کہتے کہ اے
محمد بیشک تم تو اللہ کے سچے پیغمبر ہو اس سے آپکے دل کو تسکین ہوتی اور کچھ طبیعت ٹھہر جاتی

(۱۲۷۹) حضرت جابر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا
ہے آپ وحی کے بند ہونے (اور پھر اُسکے پے در پے آنے) کا بیان فرماتے تھے کہیں جا رہا تھا میں
کہ ایک آسمان کی طرف سے ایک آواز سُنی اور میں نے نظر جو اوپر اُٹھائی تو ناگہاں وہی فرشتہ جو
(غار) حرا میں میرے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے بیچ میں ایک تخت پر بیٹھا ہوا معلوم
ہوا مجھے اُس سے اسقدر دہشت ہوئی کہ میں زمین پر گر پڑا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس

---

[1] کیونکہ حضرت خدیجہ خالد بن اسد بن عبد العزیٰ کی بیٹی تھیں اور ورقہ نوفل بن اسد کے بیٹے تھے یہ ورقہ زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور بہت بڈھے اور اندھے تھے انہوں نے انجیل کا ترجمہ زبان عربی میں کیا تھا ۱۲ منہ ناموس اُسے کہتے ہیں جو باطنی بھید جانتا ہو اہل کتاب حضرت جبرئیل کو ناموس کہا کرتے تھے۔

آیا کہ مجھے (جلدی سے) چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ چنانچہ انہوں نے مجھے چادر اڑھادی اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ (ترجمہ) اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھہ کھڑا ہو اور (مخلوق کو عذاب سے) ڈرا اور اپنے پروردگار کی حمد بیان کر اپنے کپڑوں کو خوب پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ) پھر وحی گرمائی اور پے در پے آنے لگی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۰) حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حارثؓ[۱] بن ہشام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے پاس وحی کسطرح آتی ہے آپنے فرمایا کہ کبھی تو (فرشتہ کی آواز) مجھے گھنٹہ کی آواز جیسی آتی ہے اور یہ (یعنے اسکا سمجھنا) مجھپر بہت[۲] دشوار ہے پھر یہ موقوف ہوجاتی ہے تو جو کچھ اسنے کہا تھا میں اس سے یاد کرلیتا ہوں اور کبھی میرے روبرو فرشتہ آدمی کی صورت بنکر آجاتا ہے اور مجھسے گفتگو کرلیتا ہے پھر جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کرلیتا ہوں عائشہؓ فرماتی ہیں بحذا سخت جاڑے کے دنوں میں مینے آپ پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھی کہ جسوقت آپسے وہ موقوف ہوجاتی تو آپکی پیشانی سے پسینہ بہا کرتا تھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۱) حضرت عُبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ پر اسکی وجہ سے بہت سختی[۳] ہوا کرتی تھی اور آپ کا چہرہ متغیر ہوجاتا تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضورؐ اپنا سر جھکا لیا کرتے تھے اور آپکے سب اصحاب بھی اپنے سر جھکا لیا کرتے تھے جسوقت وحی آپ سے موقوف ہوجاتی آپ اپنا سر اٹھا لیتے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۸۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ (ترجمہ) تم اپنی قوم میں سے جو بہت ہی قریب رشتہ دار ہوں انہیں (عذاب الٰہی سے) ڈراؤ (تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مکان سے) باہر تشریف لائے اور قریش کے قبیلوں کو پکارنا شروع کیا

---

[۱] یہ حارث ابوجہل کا بھائی ہے فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوگیا تھا ۱۲ [۲] یعنے اسلئے کہ جو آواز گھنٹے کے مشابہ ہو اس کا مقصود اور اسکے معنے مشکل سے سمجھہ میں آتے ہیں بہ نسبت اس آواز کے جو آدمی کی صورت میں ہو کر روبرو باتیں کرے ۱۲

[۳] اس سختی کا سبب یا تو یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے یاد رکھنے کا اہتمام بہت کرتے تھے اس اہتمام ہی میں آپ پریشان ہوجاتے تھے اور یا سختی کا سبب یہ تھا کہ وحی میں کبھی وعید اور سختی کا بھی حکم ہوتا تھا آنحضورؐ کو اپنی امت کے لحاظ سے

کہ اے بنی فہر اے بنی عدی یہانتک کہ سب لوگ جمع ہوگئے اور کسی آدمی نے یہ کیا کہ خود نہ جاسکا تو اُسنے اپنی طرف سے ایک آدمی کو بھیجدیا تاکہ وہ دیکھے کہ کیا ہو رہا ہے اور ابولہب[۱] اور قریش کے آدمی سب آگئے اُسوقت آنحضرت نے فرمایا اگر تم لوگ مجھے یہ بتاؤ اگر میں تم سے یہ بیان کروں کہ تمہیں لوٹنے کے لئے اس پہاڑ کی طرف سے ایک لشکر نکلتا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک لشکر اس جنگل میں سے نکلتا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھوگے سبھوں نے کہا ہاں (ہم تمہیں سچا ہی سمجھینگے کیونکہ جب ہمنے تمہیں آزمایا ہے تو سچا ہی پایا ہے آپ نے فرمایا تو بیشک میں تمہیں ایک بہت سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو آگے آنیوالا ہے ابولہب بولا تیرا ناس جائے کیا تونے اس لیے جمع کیا تھا اُسیوقت یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ (ترجمہ) ابولہب کے دونوں[۲] ہاتھ کٹیا ور کٹ ہی گئے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۳) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور (کفار) قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں وہیں بیٹھی تھی۔ یکایک اُنمیں سے ایک آدمی (یعنے ابوجہل) بولا کوئی تم میں (ایسا بہادر) ہے جو آل فلاں کے اونٹوں میں (جو ذبح کئے گئے ہیں) جائے اور اُنکی اوجھڑی اور خون اور آنول نال لاکر اُسی اپنے پاس رہنے دے یہانتک کہ جسوقت یہ (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ کرے تو اسکے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں رکھدے (تاکہ یہ دبا رہجائے) اُسیوقت اُن میں سے ایک آدمی سب سے زیادہ بدبخت بدنصیب اُٹھا اور اُسنے (وہی پلید کی سب چیزیں لاکر) جب آنحضور سجدہ کرنے لگے تو آپ کے دونوں مونڈھوں کے بیچمیں اُسے رکھدیا اور آنحضرت سجدہ ہی میں رہے کفار لوگ ہنسنے لگے یہانتک کہ ہنسی کیوجہ سے بعضے بعضوں پر گرنے لگے ایک

ف[۱] ابولہب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا یہ ظالم بھی مسلمان نہیں ہوا ۱۲۔

ف[۲] بعض روایت میں آیا ہے کہ ابولہب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مارنے کے لئے اپنے دونوں ہاتوں میں پتھر لئے ہوئے تھا اس لئے اُس کے دونوں ہاتوں ہی کے لئے ہلاکت کا حکم آیا اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے چونکہ اکثر کام ہاتوں ہی سے ہوتے ہیں اس لئے یہاں ہاتوں سے اُسکی ذات مراد لی ہے ۱۲۔

آدمی حضرت فاطمہ[۱] زہرا کے پاس گیا (اور اُنسے سب حال بیان کیا) وہ دوڑی ہوئی آئیں اور آنحضور ابھی سجدہ ہی میں تھے یہانتک کہ آپکے اوپر سے اُسے اُٹھاکر پھینک دیا اور پھر بُرا بھلا کہتی ہوئی انکی طرف گئیں اور جسوقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپنے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ یاالٰہی تو قریش کو برباد کر اور آپکی عادت تھی کہ جسوقت آپ کسی پر بددعا کرتے تھے تو تین ہی مرتبہ کیا کرتے تھے اور جسوقت (اللہ سے) کچھ سوال کرتے تو وہ بھی تین ہی مرتبہ کرتے (کفار پر آپنے یہ بددعا کی) کہ یاالٰہی تو عمرو بن ہشام (یعنے ابوجہل) اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیّہ بن خلف اور عُقبہ بن ابو معیط اور عمارہ بن ولید کو برباد کر۔ حضرت عبداللہ (بن مسعود) فرماتے ہیں قسم ہے خدا کی بدر کے دن مینے ان سبھوں کو میدان جنگ میں، پچھڑے ہوئے دیکھہ لیا پھر اُن سبھونکو لوگوں نے ایک کنوئیں کیطرف کھینچکر جو بدر کا کنواں تھا اس میں ڈال دیا اسکے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اس کنوئیں میں ڈالے گئے ہیں اُنکے ساتھ ہی لعنت بھی رہی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۴) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے (آنحضور سے) پوچھا کہ یارسول اللہ کیا آپ پر اُحد کے دن سے کوئی زیادہ سخت دن گذرا ہے (کیونکہ جنگ احد میں آپکو بہت ہی تکلیف ہوئی تھی) آپنے فرمایا بیشک مجھے تمہاری قوم سے اُحد کے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی ہے اُنھیں میں سے ایک عَقَبَہ[۲] کا دن ہے کہ جسوقت مینے اپنے تئیں ابن عبد یالیل بن کلال پر پیش کیا (یعنے مینے خود اسکے پاس جاکر اُسے سمجھایا) تو اُسنے جو میں چاہتا تھا بالکل نہ مانا میں غم کی وجہ سے اپنا سامنہ لیکر وہاں سے چلا آیا اور قرن[۳] الثعالب تک مجھے بالکل ہوش

---

[۱] حضرت فاطمہ زہرا کی عمر اسوقت بہت تھوڑی تھی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکتالیس برس کی عمر میں یہ پیدا ہوئیں تھیں اس حدیث سے حضرت فاطمہ کی عالی ہمتی اور بزرگی معلوم ہوئی کہ باوجود کم عمری کے انہیں منہ در منہ بُرا کہا ۱۲

[۲] عقبہ سے شاید جمرۃ العقبہ مراد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کھڑے ہو کر تمام لوگونکو اسلام کیطرف بلایا کرتے چنانچہ آپ ایک مرتبہ وہانسے قبیلہ بنی ثقیف کی طرف تشریف لیگئے اور یہ ابن عبد یالیل بن کلال جو ثقیف کے سرداروں میں سے تھا اسے اسلام کیطرف بلایا آگے حدیث میں اس کا حال آتا ہے ۱۲

[۳] قرن الثعالب ایک جگہ کا نام ہے اہل نجد کی وہ میقات ہے یعنے وہ

نہ آیا جسوقت مجھے وہاں ہوش آیا تو مینے اپنا سر (یعنے نگاہ) اُٹھا کر جو دیکھا تو ناگہاں میں ایک ابر کے نیچے تھا اُسنے مجھپر سایہ کر رکھا تھا مینے دیکھا تو ایکا یک اُسمیں جبرئیل معلوم ہوئے اُنہوں نے مجھے پکار کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کا کہنا اور جو اُنہوں نے تمہیں جواب دیا ہے بیشک سب سُن لیا ہے اور اب تمہارے پاس پہاڑونکا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ جو کچھ تم اُنکے حق میں چاہو اُسے حکم کرو پھر اُس فرشتہ نے آکر مجھے سلام کیا پھر کہا اے محمدؐ بیشک اللہ نے تمہاری قوم کی باتیں سُن لی ہیں اور میں پہاڑونکا فرشتہ ہوں تمہارے پروردگار نے تمہارے پاس مجھے اسلیئے بھیجا ہے کہ تم جو کچھ اپنا حکم چاہو مجھے کرو اگر تم یہ چاہو کہ انکے اوپر ان دونوں پہاڑوں اخشبین[۱] کو ملادوں تو میں کرسکتا ہوں آپ نے فرمایا (نہیں) بلکہ مجھے یہ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی پشتوں سے ایسے آدمی پیدا کرے جو اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور اُس کا کسیکو شریک نہ ٹھیرائیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۵) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ احد کے دن (لڑائی میں) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چار دانتوں میں سے جنہیں رُباعیہ[۲] کہتے ہیں ایک دانت ٹوٹ گیا اور آپکے سر مبارک میں زخم آیا آنحضور اُس سے خون کو پونچھتے ہوئے فرماتے تھے کہ ایسی قوم کسطرح چھٹکارا پاویگی جنے اپنے نبی کا سر زخمی کردیا اور رُباعیہ کا ایک دانت توڑ دیا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانت کیطرف اشارہ کرکے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوم پر بہت ہی سخت غصہ ہوتا ہے جو اپنے نبی کے ساتھ ایسا کریں اور اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر بہت ہی سخت غصہ ہوتا ہے جسے راہِ خدا میں اللہ کا رسول قتل کردے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

---

[۱] اخشبین دو پہاڑونکا نام ہے کہ معظلمن دونوں کے بیچ میں بستا ہے ۱۲ [۲] آگے کے چار دانت دو اوپر دو نیچے کے کو رباعیہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنی طرف سے نیچے کا دانت ٹوٹ گیا تھا اور وہ بھی سارا نہیں ٹوٹا تھا بلکہ کچھ ٹکڑہ اُسمیں سے جدا ہوگیا تھا اور نیچے کا لب مبارک بھی زخمی ہوا تھا اور یہ چوٹ آنحضور کے حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی عُقبہ بن ابی وقاص کے ہاتھ سے لگی تھی بعد میں بحکم الٰہی اُسکی اولاد میں جو نابالغ بلوغ کو پہنچتا تو اُس کا ایک دانت آگے کا فوراً ہی ٹوٹ جاتا تھا ۱۲

تیسری فصل (۱۲۸۷) یحییٰ ابن ابوکثیر کہتے ہیں میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے پوچھا کہ قرآن شریف کی سب میں پہلے کیا چیز نازل ہوئی ہے انہوں نے فرمایا کہ یا ایہا المدثر میں نے کہا کہ لوگ اقرا باسم ربک کہتے ہیں (کہ سب سے پہلے یہی نازل ہوئی ہے) ابوسلمہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جابر سے اسی کو پوچھا تھا اور میں نے بھی ان سے اسی طرح کہا تھا جس طرح اب تم نے مجھ سے کہا ہے جابر نے مجھ سے فرمایا کہ میں تم سے وہی بیان کرونگا جو ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے آنحضور نے فرمایا تھا کہ میں نے حرا میں ایک مہینہ گوشہ نشینی کی اور جب گوشہ نشینی پوری کر چکا تو میں نیچے اترا اور مجھے کسی نے آواز دی میں نے اپنے دائیں طرف دیکھا تب مجھے کچھ نہ معلوم ہوا اور میں نے اپنے بائیں طرف دیکھا تب بھی مجھے کچھ نہ معلوم ہوا اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا تب بھی مجھے کچھ نہ معلوم ہوا پھر میں نے اوپر سر اٹھایا تو میں نے ایک چیز دیکھی پھر میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے کپڑا اڑھاؤ انہوں نے مجھے کپڑا اڑھا دیا اور میرے اوپر (مجھے ہوش میں لانے کے لئے) کچھ ٹھنڈا پانی ڈال دیا اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز فاھجر) اور یہ قصہ نماز کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

باب نبوت کی نشانیوں کا بیان[۲]

پہلی فصل (۱۲۸۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور آنحضور اسوقت لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے انہوں نے آپکو پکڑ کے چت لٹا لیا اور پھر آپ کا دل چیر کر اسمیں سے کچھ جما ہوا خون نکال لیا اور فرمایا کہ تمہارا

---

[۱] یہاں راوی کو نسیان کی وجہ سے شبہ ہوگیا ہے کیونکہ سب میں پہلے اقرا باسم ربک ہی اتری ہے اور وحی موقوف ہوچکنے کے بعد جبوقت پھر وحی شروع ہوئی تب پہلے یا ایہا المدثر نازل ہوئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ کی حدیث میں اس کا تفصیل سے ذکر ہے ۱۲۔

[۲] یعنے اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افعال بیان ہونگے جو پیغمبر ہونیکی نشانیاں ہیں کہ عقلمند آدمی انہیں دیکھکر آپکے پیغمبر ہونے کو پہچان سکتا ہے ۱۲۔

بدن میں یہ شیطان کا حصہ تھا پھر اُس دل کو سونے کے لگن میں آبِ[۱] زمزم سے دہویا پھر اُسے ملا کر اُسکی جگہ لگا دیا اور لڑکے دوڑتے ہوئے آپکی والدہ یعنے دایہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو کسینے قتل کر دیا (دایہ کی قوم کے) لوگ آپکی طرف گئے تو آپ کا رنگ متغیر تھا انس فرماتے ہیں کہ آپکے سینہ مبارک پر سوئی کے ٹانکو کا نشان مینے دیکھا ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۹) حضرت جابر بن سمُرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں مکہ معظمہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں کہ وہ مجھے میرے پیغمبر ہونے سے پہلے سلام کیا کرتا تھا اسلیے میں اُسے اب بھی پہچانتا ہوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۹۰) حضرت انس فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس بات کا سوال کیا تھا کہ آپ (اپنے پیغمبر ہونیکی) اُنہیں کوئی نشانی دکھادیں چنانچہ آپ نے اُنہیں چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھلا دیئے یہاں تک کہ اُن سبھوں نے یہ دیکھہ لیا کہ کوہِ حرا اُن دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۹۱) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند کے پھٹکر دو ٹکڑے ہوگئے تھے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر معلوم ہوتا تھا اور دوسرا اُس کے نیچے اُسوقت آنحضورؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگ میرے اس معجزے کے گواہ رہنا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۹۲) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) ابو جہل نے (صحابہ سے) کہا کہ کیا محمدؐ تمہارے سامنے اپنا منہ خاک میں آلودہ کرتا ہے (یعنے نماز میں آپ سجدہ کرتے ہیں)

[۱] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آبِ زمزم سب پانیوں سے بہتر اور افضل ہے اگرچہ بہشت ہی کا پانی ہو کیونکہ اگر اور کوئی پانی اس سے افضل ہوتا تو آپ کا قلب مبارک فرشتے اُسی سے دہوتے لیکن جو پانی جنگ کے موقع پر آنحضورؐ کی اُنگلیوں میں سے نکلا تھا وہ بیشک اس سے افضل تھا کیونکہ وہ دست مبارک کے اثر سے تھا اور یہ آب زمزم حضرت اسمٰعیل کے قدم کا اثر ہے ۱۲

کمسی نے کہا ہاں وہ منحوس بولا قسم ہے لات[1] اور عزّیٰ کی اگر میں اُسے ایسے کرتے ہوئے کبھی دیکھ لوں تو اُس کی گردن پانوں سے کچل دوں پھر ابوجہل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نماز ہی پڑھ رہے تھے اُسنے آپکی گردن اپنے پانوں سے کچلنے کا قصد کیا ناگہاں وہ آپکی طرف سے اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے کو ہٹا اور اپنے تئیں اپنے ہاتھوں سے بچاتا تھا کسی نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا کہنے لگا میرے اور اُس کے بیچ میں آگ کی ایک خندق اور دہشت اور بازو ہو گئے پھر آنحضور نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آتا تو فرشتے اُس کا ایک ایک ٹکڑا کر کے اُچک لیتے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۴۹۳) حضرت عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر تھا یکایک حضور انور کی خدمت عالی میں ایک آدمی آیا اور اسنے اپنے فاقہ (اور تنگدستی) کی آپ سے شکایت کی پھر آپ کے پاس ایک اور آدمی آیا اُسنے آپ سے رہزنی کی شکایت کی (یعنے یہ کہا کہ راستہ میں ڈاکے پڑتے ہیں) آنحضور نے (مجھسے) فرمایا کہ اے عدی کیا تمنے (شہر) حیرہ[2] دیکھا ہے اگر تمہاری عمر زیادہ ہوئی تو تم بیشک دیکھ لوگے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چلیگی یہانتک کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کریگی اور سوائے خدا کے وہ کسی سے نہیں ڈریگی (یعنے اسقدر امن کا زمانہ ہوگا) اگر تمہاری زندگی رہی تو (تم دیکھ لینا کہ شاہ) کسریٰ کے خزانے فتح ہو جائینگے اگر تمہاری زندگی زیادہ رہی تو تم دیکھو گے کہ ایک آدمی سونے یا چاندی کی مٹھی بھر کر نکلیگا اور ایسے شخص کو تلاش کرے گا جو کہ اُس سے اُسے لے لے لیکن اُس سے لینے والا آدمی کوئی نہیں ملیگا[3] اور بیشک ایک تم میں سے ملنا جو کہ ملاقات کا دن ہوگا اللہ سے اس طرح ملاقات کریگا کہ اسکے اور اللہ کے بیچ میں کوئی مترجم بھی نہو گا جو اُسکی طرف سے کچھ عرض ہی کر دے پھر (اسوقت) بیشک اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ کیا میں نے تیرے پاس پیغمبر نہیں بھیجا تھا یا اُسنے تجھے میرے احکام نہیں پہنچائے تھے بندہ کہیگا ہاں پہنچائے تھے پھر فرمائیگا کیا مینے تجھے مال نہیں دیا تھا اور مینے تجھپر اپنا فضل نہیں کیا تھا وہ کہیگا کیوں نہیں (تو نے سب طرح

---

[1] لات اور عزّیٰ دو بتوں کے نام ہیں ۱۲

[2] حیرہ کوفہ کے گرد و نواح میں ایک بہت بڑا اسلے شہر کا نام ہے اور نیشاپور میں اس نام سے ایک محلہ بھی مشہور ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں وہ شہر مذکور ہی مراد ہے ۱۲

[3] علماء نے کہا ہے کہ یہ حال وسعت رزق اور کثرت مال کا اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُترنے کے وقت ہوگا اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایسا حال حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں ہو چکا ہے ۱۲

احسان کیا تھا، پھر یہ بندہ اپنی دائیں طرف جو نگاہ کریگا تو دوزخ ہی دیکھیگا اور بائیں طرف جو نگاہ کریگا اُدہر بھی دوزخ ہی دیکھیگا لہذا تم لوگ (دوزخ کی) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑہ ہی (کو صدقہ کرکے اس کے سبب سے) بچو اور جسے یہ بھی میسر نہو تو وہ نرم کلام ہی (کرکے اس) سے بچ جائے عدیؓ[1] فرماتے ہیں کہ (حضور کے فرمان کے مطابق) پینے ہودج نشین عورت کو تو دیکھ لیا ہے کہ وہ شہر حیرہ سے چلی یہانتک کہ اس نے خانہ کعبہ کا طواف کرلیا اللہ کے سوا اُسے کسیکا ڈر نہ تھا اور (دوسری بات) میں اُن لوگوں میں خود تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہُرمُز کے خزانوں کو فتح کیا اب اگر تمہاری عمر زیادہ ہوگی تو جو کچھ نبی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُسے بیشک تم دیکھ لینا کہ آدمی مال کی مٹھی بھر کر نکلیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۹۴) حضرت خبابؓ بن ارتؓ فرماتے ہیں کہ ہمنے (مشرکوں کی سختی کی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپ خانہ کعبہ کے سایہ میں اپنے سر کے نیچے کملی رکھی ہوئی لیٹے تھے اور ہمیں واقعی مشرکوں سے سخت تکلیف پہنچی اسلیئے ہمنے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا نہیں کرتے اُسیوقت آپ بیٹھ گئے اور آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہوگیا اور فرمایا[2] کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا کہ اُس کے لیئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا اور اسے اُسمیں گاڑکر پھر آرا لایا جاتا اور اُسکے سر کے اوپر رکھکر اُس کے دو ٹکڑے کردیئے جاتے لیکن یہ سخت عذاب بھی اُسے اُسکے دین سے نہیں باز رکھتا تھا اور بعضے آدمی کے گوشت کے اندر ہڈیوں اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھی کیجاتی تھی لیکن اس تکلیف میں بھی وہ اپنے دین سے نہیں رُکتا تھا اور قسم ہے اللہ کی بیشک اللہ اس امر دین کو پورا کریگا یہانتک کہ ایک سوار صنعاء[3] سے حضرموت کی طرف جائیگا اور اُسے اللہ کے سوا یا بکریوں کی وجہسے بھیڑیئے کے سوا اور کسی کا بھی ڈر نہیں ہوگا لیکن (میں کیا کروں) تم لوگ جلدی کرتے ہو۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] حضرت عدی بن حاتم نے ۶۷ھ یا ۶۸ھ یا ۶۹ھ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ سے پہلے انتقال کیا ہے ۱۲۔

[2] مقصود آنحضور کا اس قصہ کے بیان کرنیسے یہ تھا کہ جیسا ان لوگوں نے صبر کیا کہ اپنے دین پر ثابت قدم رہے اور تکلیف کی پرواہ نہیں کی ایسے ہی تمہیں بھی صابر رہنا چاہیئے گھبرانا نہیں چاہیئے حالانکہ تمہیں تو اُنکی برابر تکلیف بھی نہیں پہنچی ہے ۱۲

[3] صنعاء ملک یمن میں ایک بہت سر سبز شہر کا نام ہے اور دمشق کے دروازہ پر صنعاء ایک بستی بھی ہے اور حضرموت بھی یمن کے پرلی جانب ایک موضع ہے حضرت صالح علیہ السلام وہیں ہوئے اور وہیں اُنکی وفات ہوئی اور بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں اولیا بکثرت پیدا ہوتے ہیں گویا اُس زمین ہی میں اس کا کچھ اثر ہے ۱۲۔

(۱۲۹۵) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملحان کی بیٹی اُمّ حرام کے پاس تشریف لیجایا کرتے تھے اور اُمّ حرام حضرت عُبادہ بن صامت کے نکاح میں تھی آنحضرت ایک روز اُنکے پاس تشریف لائے اُنھوں نے آپکو کھانا کھلایا پھر وہ آپکے سر میں جوئیں دیکھنے بیٹھ گئیں اور آنحضور سو گئے پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اُمّ حرام[۱] کہتی ہیں میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کو کسنے ہنسادیا آپنے فرمایا میری اُمت کے بہت سے لوگ راہ خدا میں لڑنے والے میرے روبرو پیش کئے گئے تھے اس دریا (یعنے سمندر) کی موج پر وہ اس طرح سوار ہونگے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا وہ اُن بادشاہوں جیسی ہیں جو تخت پر ہوتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی اُنہی میں کردے آپنے میرے لئے دعا کردی پھر سر رکھکر سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے میں نے پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کو کسنے ہنسا دیا آپنے جس طرح پہلے فرمایا تھا فرمایا کہ میری اُمت کے لوگ راہ خدا میں لڑتے ہوئے میرے روبرو پیش کیئے گئے تھے میں نے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی انہیں سے کردے آپ نے فرمایا کہ تم تو پہلوں میں سے ہو (راوی کہتے ہیں کہ) پھر ام حرام حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں دریا میں سوار ہوئیں اور اپنی سواری سے گر گئیں جسوقت دریا سے نکلیں فوت ہو گئیں۔ یہ روایت علیہ ہے۔

(۱۲۹۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ضماد مکہ میں آیا اور یہ قبیلہ ازدشنوءہ[۲] کا آدمی تھا اور اس ہوا (یعنے آسیب جن وغیرہ) پر منتر کیا کرتا تھا اسنے مکہ والوں کے بیوقوف احمق آدمیوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ محمدؐ مجنوں ہے اس نے کہا کہ اگر میں اُس آدمی (یعنے آنحضرت) کو دیکھ لوں تو شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے اُسے شفا ہی دیدے راوی کہتے ہیں چنانچہ وہ آپ سے ملا اور کہنے لگا کہ اے محمدؐ بیشک میں ایسی ہوا کا علاج کرتا ہوں کیا تمہیں بھی اسکی ضرورت ہے آنحضور نے یہ خطبہ پڑھا الحمدللہ

---

[۱] امام نووی لکھتے ہیں کہ اسپر سب علماء کا اتفاق ہے کہ ام حرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھیں لیکن اسمیں اختلاف ہے کہ آپکا اُن سے کیا رشتہ تھا بعض کہتے ہیں کہ آپکی رضاعی خالہ تھیں بعض کہتے ہیں کہ آپ کے والد یا دادا کی خالہ تھیں ۱۲ مرقات [۲] شنوءہ یمن میں ایک بہت بڑا قبیلہ ہے اور ازد اسی میں سے ایک قبیلہ ہے ضماد اسی میں کا ایک شخص تھا آنحضرت کے پیغمبر ہونے سے پہلے بھی آپ سے شناسائی رکھتا تھا اور بڑا طبیب اور افسوں گر اور طالب علم آدمی تھا ۱۲۔

نحمدہ ونستعینہ من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد اُس نے کہا ان کلمات کو میرے سامنے پھر پڑھو چنانچہ آپنے اُسکے روبرو تین مرتبے پڑھے اُس نے کہا کہ مینے کاہنوں کی اور جادوگروں کی باتیں اور شاعروں کے کلام سب سُنے ہیں لیکن ایسے کلمات مینے کبھی نہیں سُنے بیشک یہ کلمات تو دریا (کلام) کے بیچ میں پہنچگئے ہیں اپنا ہاتھ لاؤ میں تم سے مسلمان ہونے پر بیعت کرتا ہوں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مصابیح کے بعضے نسخوں میں بجائے (قاموس البحر کی جگہ) ناعوس البحر پہنچا ہے (یعنے اسکے بھی بیچ کے ہیں)۔ اور دو حدیثیں ایک حضرت ابوہریرہ کی کہ کسریٰ ہلاک ہوگا اور دوسری حضرت جابر بن سمرہ کی کہ ایک جماعت فتح کیجائیگی" لڑائیوں کے باب میں مذکور ہوچکی ہیں اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

تیسری فصل

(۱۲۹۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں مجھسے ابوسفیان بن حرب نے منہ در منہ بیان کیا[۱] وہ کہتے تھے کہ اُسی مدت میں جو ہمارے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں (صلح حدیبیہ کی مدت) تھی میں چلا کہتے ہیں اور جسوقت میں شام میں گیا تو یکایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ہرقل (شاہ روم) کے پاس پہنچا ابوسفیان کہتے ہیں کہ وہ خط دحیہ کلبی لائے تھے انہوں نے بصریٰ کے حاکم کو دیا بصریٰ کے حاکم نے ہرقل کے پاس پہنچا دیا جسوقت وہ خط پہنچا، تو ہرقل نے (اپنے اہلکاروں سے) پوچھا کہ یہاں کوئی اس شخص کی قوم کا آدمی ہے جو اپنے کو نبی کہتا ہے انہوں نے کہا ہاں چنانچہ مجھے معہ قریش کی جماعت کے طلب کیا ہم سب ہرقل کے پاس گئے اور اُسکے روبرو بٹھادیئے گئے پھر ہرقل نے (قریشیوں سے مخاطب ہوکر) کہا کہ تم میں سبسے زیادہ اُس شخص کا قریب النسب کون ہے جو اپنے تئیں نبی کہتا ہے ابوسفیان کہتے ہیں مینے کہا میں (ان سبسے زیادہ اُنکا قریب النسب)

---

[۱] یعنے میرے اُنکے درمیان کوئی تیسرا شخص واسطہ نہیں ہے بلکہ وہ کہتے تھے اور میں سُنتا تھا حضرت ابن عباس کو اس کہنے سے اس روایت کی صحت بیان کرنی مقصود ہے ۱۲ [۲] اس مدت سے مراد صلح حدیبیہ کی مدت ہے جو ۶ھ میں ہوئی اور دس برس کی ٹھیری تھی لیکن بوجہ عہد شکنی کفار کے کہ انہوں نے بعضے خزاعہ کو جو آنحضرت صلعم کے ہم قسمی تھے قتل کردیا تھا اسلیئے ۸ھ میں اُنسے جنگ ہوئی اور مکہ فتح ہوگیا ۱۲ [۳] ہرقل شاہ روم کا نام تھا اور قیصر اُس کا لقب ہے اور سب سے پہلے گرجا گھر اُسی نے بنائے تھے اور دینار و غیر سکہ بھی اول اُسی نے لگایا تھا ۱۲۔

ہوں (یہ سنکر) لوگوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا پھر اپنے ترجمان کو بلاکر اُس سے کہا ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان سے اُس شخص کا حال پوچھتا ہوں جو اپنے تئیں نبی کہتا ہے اگر یہ مجھسے جھوٹ بیان کرے تو تم (فوراً) اسکی تکذیب کر دینا ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ کا الزام لگائینگے تو یقیناً میں آپکی نسبت جھوٹ بولدیتا پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا تم ان سے پوچھو کہ اُن کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے کہتے ہیں مینے کہا وہ ہم میں (بڑے) نسب والے ہیں پھر ہرقل نے کہا کہ کیا اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے مینے کہا نہیں پھر اُسنے کہا کہ کیا تم اُنپر اس بات کے کہنے سے پہلے جو اُنہوں نے کہی ہے جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے (یعنے جھوٹا سمجھتے تھے) مینے کہا نہیں پھر ہرقل نے کہا کہ امیر لوگوں نے انکی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے مینے کہا (امیروں نے نہیں) بلکہ کمزور لوگوں نے (پھر) ہرقل نے کہا کہ اُن کے پیرو دن بدن بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں مینے کہا (کم) نہیں ہوتے بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ کیا کوئی ان میں سے اُن کے دین سے ناخوش ہوکر پھر بھی جاتا ہے بعد اسکے کہ وہ اُس میں داخل ہو جائے ابوسفیان کہتے ہیں مینے کہا نہیں پھر ہرقل نے کہا کیا تم نے اُن سے کبھی جنگ کی ہے مینے کہا ہاں تو وہ بولا کہ تمہاری جنگ انسے کیسی رہی کہتے ہیں مینے کہا کہ لڑائی ہمارے اور اُن کے درمیان ڈول کی مثل ہے (کبھی) وہ ہم سے لے لیتے ہیں[1] اور (کبھی) ہم اُنسے لے لیتے ہیں پھر ہرقل نے کہا کیا وہ (کبھی) وعدہ خلافی کرتے ہیں مینے کہا نہیں اور آجکل انسے صلح ہے ہم نہیں جانتے کہ وہ اس (صلح کے زمانہ) میں کیا کرینگے (وعدہ خلافی یا وعدہ وفائی) ابوسفیان کہتے ہیں قسم ہے اللہ کی اس کلمہ کے سوا اور کہیں مجھے قابو نہیں ملا کہ میں کوئی آپکے حالات میں داخل کر دیتا پھر ہرقل نے کہا کہ آیا کسی نے ان سے پہلے بھی یہ بات کہی ہے (یعنے نبوت کا دعویٰ کیا ہے) مینے کہا نہیں بعد اسکے ہرقل نے اپنے ترجمان[2] سے کہا کہ ابوسفیان سے کہدے کہ مینے تم سے تمہارے اندر ان کا نسب پوچھا تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہارے درمیان نسب والے ہیں اور تمام پیغمبر اپنی قوم کے نسب میں اسی طرح

---

[1] یعنے کبھی وہ فتح کر کے کچھ مال وغیرہ لیجاتے ہیں اور کبھی ہم اُن سے لے آتے ہیں ۱۲ [2] یعنے جو عربی اور رومی دونوں زبانیں جانتا تھا ۱۲

(عالی نسب) مبعوث ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا تم نے بیان کیا کہ نہیں ورنا (اپنے دل میں) میں کہتا تھا کہ اگر اُنکے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو میں کہدونگا کہ وہ ایسے ایک شخص ہیں کہ اپنے باپ کا ملک (لینا) چاہتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اُنکی پیروی کرنے والے لوگ رذیل ہیں یا شریف[۵] تم نے بیان کیا کہ (شریف نہیں ہیں بلکہ رذیل ہیں) اور (دراصل) تمام پیغمبروں کے پیرو یہی لوگ (ہوئے) ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا اس سے پہلے کہ انہوں نے یہ بات جو کہی ہے کہیں تم انہیں جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو تم نے کہا کہ نہیں (اب) یقیناً میں جانتا ہوں کہ (کوئی شخص) ایسا نہیں ہوسکتا کہ لوگوں پر جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اللہ پر جھوٹ بولنے لگے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی شخص بعد اسکے کہ اُن کے دین میں داخل ہو جائے ان کے دین سے ناخوش ہوکر (دین سے) پھر بھی جاتا ہے تو تم نے بیان کیا کہ نہیں اور (واقعی) ایمان (کا حال) ایسا ہی ہے جبکہ اُسکی بشاشت دلوں میں بسجائے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے پیرو زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں تم نے بیان کیا کہ وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور (درحقیقت) ایمان کا یہی حال (ہوتا ہے) یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا تم نے (کبھی) اُن سے جنگ کی ہے تم نے بیان کیا کہ تم نے ان سے جنگ کی ہے اور جنگ تمہارے ان کے درمیان ڈول (کے مثل رہی) ہے وہ تم سے لے لیتے ہیں اور تم اُن سے لے لیتے ہو اور (درحقیقت سارے) پیغمبر اسیطرح آزمائے جایا کرتے ہیں اور پھر آخر انجام سب انہیں کا ہو جاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں تم نے بیان کیا کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتے اور (بات یہ ہے کہ) تمام پیغمبر اسیطرح وعدہ خلافی نہیں کیا کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا یہ بات (یعنے اپنے نبی ہونیکی خبر) تم میں سے کسی اور نے بھی کہی تھی تو تم نے بیان کیا کہ نہیں میں نے (اپنے دل میں) یہ کہا تھا کہ اگر یہ بات اُن سے پہلے کوئی کہہ چکا ہو تو میں کہدونگا کہ وہ ایک شخص ہیں جو اُس قول کی تقلید کرتے ہیں جو اُن سے پہلے کہا جا چکا ہے ابوسفیان کہتے ہیں پھر ہرقل نے پوچھا کہ وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں ہم نے کہا ہمیں نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ دینے اور صلہ رحمی کرنے

---

[۵] یعنے اُنکے تابعدار لوگ فقیر اور گوشہ نشین لوگ ہیں یا کہ دولتمند اور جاہ و حشم والے ہیں ۱۲ [۶] یعنے اول پیغمبر کو دین کے دشمنوں سے مقابلہ کرا کر آزمایا جاتا ہے اور پھر آخرکار پیغمبروں ہی کی فتح ہو کر دین الٰہی سارے میں غالب آتا ہے اور اُسکی مدد ہوتی ہے ۱۲

اور پرہیزگاری کرنے کا حکم دیتے ہیں ہرقل نے کہا اگر جو تم کہتے ہو سچ ہے تو بیشک وہ نبی ہیں اور واقعی میں (کتب سابقہ سے) جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں لیکن میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہ تم میں سے ہونگے[۱] پس اگر میں جانتا کہ اُن تک پہنچ سکوں گا تو مجھے اُن سے ملنے کا بہت شوق ہے اور اگر میں اُنکے پاس ہوتا تو یقیناً میں اُنکے پیروں کو دھو (دھو کر پی) جاتا اور عنقریب وہ میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائینگے پھر ہرقل نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا (مبارک) خط منگایا اور اُسے پڑھا یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں نے نقل کی ہے اور یہ پوری حدیث کفار کو خط لکھنے کے باب میں پہلے گذر چکی ہے

باب معراج[۲] (کے بیان) میں

پہلی فصل

(۱۲۹۸) حضرت قتادہ انس بن مالک سے وہ مالک بن صعصعہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شب معراج کا قصہ بیان کیا فرمایا کہ اس وقت میں حطیم میں تھا اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ ناگہاں میرے پاس کوئی شخص آیا اُس نے یہاں سے یہاں تک یعنی حلق کے گڑھے سے (جسے ہنسلی کہتے ہیں) زیر ناف کے بالوں تک چیرا اور میرا دل نکال لیا پھر میرے پاس ایک لگن سونے کا ایمان سے بھرا ہوا (کوئی لایا اسمیں) میرا دل دھویا پھر ایمان سے بھر دیا بعد اسکے دل کو اُسی جگہ پر لگا دیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ بعد اسکے پیٹ کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر ایمان اور حکمت سے بھر دیا پھر میرے پاس کوئی ایک سپید جانور خچر سے چھوٹا اور گدہے سے بڑا لایا اُسے براق[۳] کہتے تھے جہاں تک اُسکی نگاہ پہنچتی تھی وہیں تک وہ اپنا ایک قدم رکھتا تھا پھر

---

[۱] یعنی مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ پیغمبر ملک عرب یعنی حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں ہونگے بلکہ میرا تو یہ خیال تھا کہ وہ حضرت اسحٰق کی اولاد یعنی ہم میں سے ہونگے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد سارے انبیا حضرت اسحٰق ہی کی اولاد سے ہوئے ہیں۔

[۲] اسمیں اختلاف ہے کہ معراج آنحضور کو کون سے سال اور کون سے مہینہ میں ہوئی تھی اکثر علما کا یہ قول ہے کہ رسول ہونیکے بعد بارہویں سال ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ستائیسویں رمضان شریف کو ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو ہوئی تھی چنانچہ اہل مدینہ کا عمل رجب ہی میں اسی پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہجرت سے ۵ یا ۶ برس پہلے ہوئی تھی۔

[۳] اسمیں اختلاف ہے کہ براق آپ ہی کے لئے خاص تھا یا کہ سب انبیا کیلئے تھا جو صحیح تر یہی ہے کہ وہ براق سب انبیا کی سواری کیلئے مقرر تھا اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر ایک نبی کے لئے انکے رتبے کے مطابق علیحدہ

مجھے اُس پر سوار کیا اور جبرئیل مجھے لیکر چلے یہانتک کہ اس ورلے آسمان پر پہنچے جبرئیل نے (آسمان کا دروازہ) کہلوایا (وہاں سے) کسی نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کہا جبرئیل اُسنے پوچھا اور تمہارے ساتھہ کون ہے کہا محمدؐ اُسنے پوچھا کیا انکے پاس (انہیں بلانے کے لئے) کوئی بھیجا گیا تھا (یا بن بلائے آئے ہیں) جبرئیل نے کہا ہاں (بلانے کے لئے میں گیا تھا) اُسنے کہا انہیں مرحبا ہو یہ بہت ہی اچھے آنے والے آئے ہیں اور (آسمان کا دروازہ) کھولدیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو یکایک وہاں حضرت آدم موجود تھے جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باوا آدم ہیں تم انہیں سلام کرو چنانچہ مینے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا نیکبخت بیٹے اور نیکبخت نبی کو مرحبا ہو پھر جبرئیل مجھے اوپر لیگئے یہانتک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور (اسکا دروازہ) کھلوایا کسینے کہا کون ہے کہا جبرئیل اُسنے پوچھا اور تمہارے ساتھہ کون ہے کہا محمدؐ اُسنے پوچھا کیا انکے پاس (انہیں بلانے کے لئے) کوئی بھیجا گیا تھا جبرئیل نے کہا ہاں اُسنے کہا انہیں مرحبا ہو انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا پھر (آسمان کا دروازہ) کسینے کھول دیا جب میں (وہاں) پہنچا تو یکایک حضرت یحیی اور حضرت عیسی کھڑے تھے اور یہ دونوں (آپسمیں ایک دوسرے کے) خالا کے بیٹے ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ یحیی ہیں اور یہ عیسی ہیں تم ان دونوں کو سلام کرو مینے سلام کیا اُن دونوں نے (مجھے) جواب دیا پھر کہا کہ نیکبخت بھائی اور نیکبخت پیغمبر کو مرحبا ہو پھر جبرئیل نے مجھے تیسرے آسمان کیطرف چڑھایا اور (اُسے) کھلوایا کسی نے پوچھا یہ کون ہے کہا جبرئیل کسینے کہا اور تمہارے ساتھہ کون ہے کہا محمدؐ کسی نے کہا کیا ان کے پاس کوئی (بلانے کے لیے) بھیجا گیا تھا کہا ہاں کہا انہیں مرحبا انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا پھر (آسمان کا دروازہ) کھول دیا گیا جب میں (وہاں) پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یوسف کھڑے ہیں جبرئیل نے کہا یہ یوسف ہیں تم انہیں سلام کرو مینے انہیں سلام کیا انہوں نے (سلام کا) جواب دیا پھر فرمایا

لہ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان میں حقیقۃً دروازے ہیں اور انپر نگہبان اور دربان مقرر ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ وہ دروازے بیت المقدس کے مقابلہ میں ہیں ۱۲ ٭ لہ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام اور انبیاء کو پہلے اسلئے کرایا کہ آنحضور ایسے عالی مرتبہ کو پہنچے ہوئے تھے کہ اُس سے بڑا کوئی مرتبہ خیال میں بھی نہیں آتا لہذا ایسے وقت میں تعلیم تواضع اور شفقت ضروری تھی اس تواضع ہی کے لئے انہوں نے اس طرح کیا ۱۲ ؎

نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو مرحبا ہو پھر جبرئیل نے مجھے چوتھے آسمان پر چڑھایا اور اس کا دروازہ) کھلوایا کسینے پوچھا یہ کھلوانے والا کون ہے کہا جبرئیل کہا اور تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد ﷺ کہا کیا انکے پاس کوئی (بلانے کے لئے) بھیجا گیا تھا کہا ہاں کہا انہیں مرحبا ہو انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا اور (دروازہ) کھول دیا جب میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت ادریس کھڑے ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ حضرت ادریس ہیں تم انہیں سلام کر دیجے انہیں سلام کیا انہوں نے (سلام کا جواب دیا پھر فرمایا نیکبخت بھائی اور نیکبخت پیغمبر کو مرحبا ہو پھر جبرئیل نے مجھے پانچویں آسمان پر چڑھایا اور (اس کا دروازہ) کھلوایا کسی نے پوچھا یہ کھلوانے والا کون ہے کہا جبرئیل کسینے کہا اور تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد ﷺ اس نے پوچھا کیا ان کے پاس (انہیں بلانے کے لئے) کوئی بھیجا گیا تھا کہا ہاں (وہاں سے) کہا گیا کہ انہیں مرحبا ہو انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا پھر (دروازہ) کھول دیا جب میں وہاں پہنچا تو ناگہاں حضرت ہارون کھڑے تھے جبرئیل نے کہا کہ یہ ہارون ہیں تم انہیں سلام کر دیجئے انہیں سلام کیا انہوں نے (سلام کا) جواب دیا پھر فرمایا کہ نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو مرحبا ہو پھر جبرئیل نے مجھے اوپر چڑھایا یہانتک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے انہوں نے (اس کا دروازہ) کھلوایا (وہاں سے) کہا گیا کہ کون ہے کہا جبرئیل کہا گیا کہ تمہارے ساتھ اور کون ہے کہا محمد اسنے پوچھا کیا انکے پاس (انہیں بلانے کے لیئے) کوئی بھیجا گیا تھا (یا خود آئے ہیں) کہا ہاں (بھیجا گیا تھا) کہا انہیں مرحبا ہو انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا پھر (آسمان کا دروازہ) کھول دیا اور جب میں پہنچا تو ناگہاں حضرت موسیٰ کھڑے تھے جبرئیل نے کہا یہ حضرت موسیٰ ہیں اور تم انہیں سلام کر دیجئے انہیں سلام کیا انہوں نے (سلام کا) جواب دیا اور فرمایا نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو مرحبا ہو جس وقت میں ان سے آگے بڑھا تو موسیٰ رونے لگے[۱] ان سے پوچھا گیا کہ تمہیں کسنے رلایا ہے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ ایک لڑکا جو میرے بعد میں پیغمبر ہوا ہے اسکی امت کے لوگ بہشت میں جانے والے میری امت کے

---

[۱] حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا ہمارے پیغمبر علیہ السلام یا امت سے حسد کرنے کے باعث نہیں تھا کیونکہ حسد تو اللہ تعالیٰ عوام مومنین کے دلوں میں سے بھی نکال دیتا ہے چہ جائیکہ ایسے برگزیدہ بندے کہ جو کلیم اللہ ہوں حسد کریں بلکہ رونا فقط اسلیئے تھا کہ آپکی امت کی کثرت اور اسکے آدمی نیک و صالح ہونیکی وجہ سے جو آپ کے بعد مرتبے بڑھتے وہ فوت ہوگئے اسلئے آپ کو رنج ہوا ۱۲

بہشت میں جانیوالوں سے زیادہ ہونگے پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف چڑھایا اور (جب اوپر پہنچے تو) جبرئیل نے (آسمان کا دروازہ) کھلوایا (وہاں سے) کہا گیا کہ یہ کون شخص ہے کہا جبرئیل کہا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد صلعم اُسنے پوچھا کیا انکے پاس بھیجا گیا تھا کہا ہاں اُسنے کہا انہیں مرحبا ہو انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا جب میں (وہاں) پہنچا تو ناگہاں حضرت ابراہیم کھڑے معلوم ہوئے جبرئیل نے کہا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم ہیں لہذا تم انہیں سلام کرو چنانچہ مینے اُنہیں سلام کیا اور انہوں نے (سلام کا) جواب دیا پھر فرمایا نیکبخت بیٹے اور نیکبخت نبی کو مرحبا ہو پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ[لـه] کیطرف چڑھایا اُسکے بیر تو ہجر[لـه] کے مٹکوں جیسے تھے اور اس کے پتے ہاتیوں کے کانوں جیسے تھے جبرئیل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تہیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر مینے کہا اے جبرئیل یہ دو نہریں کیسی ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ ہاں دو نہریں جو پوشیدہ ہیں یہ بہشت میں (جاتی) ہیں اور جو دو ظاہر (معلوم ہوتی) ہیں وہ نیل اور فرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور[لـه] دکھایا گیا پھر میرے پاس (چند پیالے) ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شہد کا لایا گیا مینے دودھ کا پیالہ لے لیا پھر جبرئیل نے کہا کہ یہ فطرت (یعنے دین اور اسلام) ہے تم اور تمہاری اُمت اسپر رہو گے پھر مجھپر پچاس[ٰ] نمازیں روزانہ (ادا کرنی) فرض لیکئیں میں واپس آیا اور حضرت موسیٰ کے پاس سے گذرا اُنہوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا حکم ہوا ہے مینے کہا کہ مجھے ہر دن میں پچاس نمازیں پڑہنے کا حکم ہوا ہے اُنہوں نے فرمایا کہ ہر دن میں پچاس نمازیں پڑہنے کی تمہاری اُمت میں طاقت نہیں ہوگی اور قسم ہے اللہ کی بیشک میں تم سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر آیا ہوں اور بنی اسرائیل کا مینے بہت ہی سخت علاج[لـه] کیا (تاکہ وہ راہ راست

لـه سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ایک درخت کا نام ہے اُسکی جڑ بھی ساتویں ہی آسمان میں ہے اور سدرہ لغت میں بیری کے درخت کو کہتے ہیں اور منتہیٰ اسلئے کہتے ہیں کہ فرشتوں وغیرہ کا سوائے انبیا کے اس سے آگے گذر نہیں ہوتا ۱۲ لـه ہجر ایک شہر کا نام ہے وہاں مٹکے بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں ۱۲ لـه بیت المعمور ساتویں آسمان میں ایک خانہ خدا ہے خانہ کعبہ کے محاذات میں ذکر اُس کا آئندہ صفحہ میں آئیگا ۱۲ لـه یعنے باوجودیکہ بنی اسرائیل تمہاری اُمت سے بہت قوی تہے لیکن تاہم مینے انکے ساتھ بہت کوشش کی تب بھی وہ اصلاح پذیر نہوئے اور تمہاری اُمت تو اس سے بھی زیادہ اسپر جہانتک ہو تخفیف ہونی چاہیئے ۱۲

پھر ہیں، لہذا تم اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤ اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کا سوال کرو میں واپس گیا چنانچہ دس نمازیں میرے ذمہ سے اللہ نے کم کردیں پھر میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسیطرح فرمایا پھر میں واپس گیا چنانچہ دس نمازیں میرے ذمہ سے اللہ نے اور کمیں پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح فرمایا پھر میں واپس گیا چنانچہ میرے ذمہ سے پھر اللہ نے دس نمازیں کم کردیں پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح فرمایا پھر میں واپس گیا پھر اللہ نے میرے ذمہ سے دس نمازیں کم کردیں اور ہر دن میں دس نمازیں پڑھنے کا مجھے حکم دیا چنانچہ میں واپس ہو کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پھر بھی اسی طرح فرمایا میں پھر واپس گیا پھر مجھے ہر دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا میں واپس ہو کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پوچھا کہ اب تمہیں کیا حکم ہوا ہے میں نے کہا کہ ہر دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا مجھے حکم ہوا ہے انہوں نے فرمایا کہ تمہاری امت تو ہر دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھے گی اور واقعی میں نے تم سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر لیا ہے اور بنی اسرائیل کا میں نے بہت ہی سخت علاج کیا لہذا اب بھی) تم اپنے پروردگار کے پاس جاؤ اور اس سے اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کرو آنحضور فرماتے ہیں کہ (حضرت موسیٰ کے فرمانے کی وجہ سے) میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا یہانتک کہ مجھے خود ہی شرم آگئی لیکن میں راضی (بھی) ہو گیا اور میں نے (وہ پانچ نمازیں) تسلیم کرلیں جب اس جگہ سے بڑھا تو کسی پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے اپنا فرض تو (وہی مقررہ) جاری رکھا اور اپنے بندوں سے میں نے تخفیف کردی (یعنے ثواب پچاس ہی کا دونگا)۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

لہ اس میں اختلاف ہے کہ ان پانچ نمازوں سے پہلے جو پچاس نمازوں کا حکم تھا تو وہ وجوبی تھا یا نہیں خطابی نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ نے جو آنحضرت کو بار بار واپس بھیجا اور آپ نے بھی ہر مرتبہ تخفیف چاہی اور تخفیف ہو گئی اس سے معلوم ہوا کہ وہ حکم قطعی واجب نہ تھا ورنہ انہیں تخفیف نہ ہوتی اور نہ آپ بار بار جاتے لیکن بعضوں نے لکھا ہے کہ اگر وہ حکم واجب نہ تھا تو انمیں تخفیف کرانیکی کیا حاجت تھی کیونکہ اس کا ادا کرنا ضروری نہ تھا لہذا حق یہ ہے کہ اوّل اللہ نے پچاس ہی نمازیں فرض کی تھیں مگر پھر اپنی رحمت سے انہیں منسوخ کرکے پانچ نمازیں انکی جگہ کردیں ۱۲

(۲۹۹) ثابت بُنانی حضرت انس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی ایک جانور سپید لمبا (سا) لایا جو گدہے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا اُس کا قدم اُسکی انتہاء نظر پر پڑتا تھا میں اُسپر سوار ہوا یہانتک کہ میں بیت المقدس میں پہنچا اور میں نے اُسے اُسی حلقہ سے جس سے اور انبیاء باندھتے تھے باندھ دیا فرماتے ہیں پھر میں مسجد میں گیا اور وہاں دو رکعت نماز پڑہی پھر میں باہر نکلا تو جبرئیل میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے میں نے دودھ ہی کو پسند کرلیا پھر جبرئیل کہنے لگے کہ تم نے فطرت (یعنے دین اسلام) کو پسند کیا ہے پھر مجھے آسمان پر چڑہایا اور (راوی کہتے ہیں کہ پھر) ثابت نے حضرت انس کی حدیث کے معنے جیسی حدیث بیان کی کہ آنحضور نے فرمایا (پہلے آسمان پر) یکایک میں حضرت آدم کے پاس تھا اُنہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعاء خیر کی اور تیسرے آسمان (کے حال) میں فرمایا کہ یکایک میں حضرت یوسف کے پاس پہنچا کہ اُنہیں نصف حسن ملا ہوا تھا اُنہوں نے (بھی) مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعاء خیر کی (راوی کہتے ہیں) اور ثابت نے حضرت موسیٰ کے رونے کا ذکر نہیں کیا اور ساتویں آسمان (کے حال) میں آنحضور نے فرمایا کہ میں ناگہاں حضرت ابراہیم سے ملا وہ بیت المعمور سے اپنی کمر لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور اُس بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں کہ پھر وہ واپس اُسکی طرف نہیں آتے ہیں (یعنے زیادتی فرشتوں کی وجہ سے اُنکی اندر جانیکی پھر نوبت نہیں آتی ہے) پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کیطرف لیگئے ناگہاں اُسکے پتے تو ہاتھیوں کے کانوں جیسے تھے اور اُسکے پھل مٹکوں جیسے اور جب حکم الٰہی سے اُسے اُس چیز نے ڈہانک لیا کہ جسنے ڈہانک لیا تھا تو وہ متغیر ہوگئی اور اب اللہ کی مخلوق میں سے کوئی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا جو اسکی حسن (وخوبی) کی تعریف بیان کرسکے پھر جو کچھ میری طرف اللہ کو وحی کرنی تھی مجھپر وحی کی اور ہر رات دن میں پچاس نمازیں مجھپر فرض کیں اور میں اُتر کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اُنہوں نے پوچھا کہ تمہارے پروردگار نے

۱؎ یعنے دروازہ مسجد کے قریب جہاں اور انبیا اپنے براقوں کو یا اُسکو باندھتے تھے میں نے بھی باندھ دیا ۱۲ ۲؎ بعضوں نے کہا ہے کہ فرشتوں کے بازوؤں نے اُسے ڈہانک لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سونے کی ٹڈیوں نے یا اور رنگ برنگ کی چیزوں نے جنکی حقیقت کوئی نہیں جانتا

۱۲ منہ

تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا کہ ہر رات و دن میں پچاس نمازیں (دیگر ہنی) فرض کی ہیں انہوں نے فرمایا کہ اپنے پروردگار کے پاس تم واپس جاؤ اسلئے کہ تمہاری امت انکے ادا کرنیکی طاقت نہیں رکھیگی کیونکہ میں نے بنی اسرائیل کو خوب آزمایا اور جانچ لیا ہے آنحضور فرماتے ہیں میں اپنے رب کی طرف واپس گیا اور میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری امت پر کچھ تخفیف کر دے چنانچہ پانچ نمازیں مجھسے کم کر دیگئیں پھر میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ پانچ نمازیں میرے ذمہ سے کم کر دی ہیں انہوں نے فرمایا کہ تمہاری امت میں انکی بھی طاقت نہیں ہوگی لہذا تم اپنے رب کے طرف پھر جاؤ اور اُس سے تخفیف کا سوال کرو آنحضور فرماتے ہیں پھر میں ہمیشہ اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (اب) بیشک ہر رات دن میں یہ پانچ نمازیں ہیں (لیکن ہر نماز کے لئے دس (نمازوں کا ثواب) ہے اور اس حساب سے) یہ پچاس نمازیں ہونگی (علاوہ اسکے) جو شخص ایک نیکی کرنیکا قصد کریگا اور وہ اُسے کر نہیں سکیگا تو اُسکیلئے ایک نیکی کا ثواب لکھدیا جائیگا اور اگر اس نیکی کو کرلیگا تو اُسکیلئے دس نیکیوں کا ثواب لکھا جائیگا اور جو شخص ایک گناہ کا قصد کریگا اور اُسے کریگا نہیں تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائیگا اگر کرلیگا تو اُس کا ایک ہی گناہ لکھا جائیگا پھر میں اُترا یہانتک کہ حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور میں نے اُن سے بیان کیا اُنہوں نے فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤ اور اُس سے تخفیف چاہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا بیشک میں تو اپنے رب کے پاس واپس گیا تھا یہانتک مجھے خود اس سے شرم آگئی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۰) ابن شہاب نے حضرت انس سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر بیان کرتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مکہ میں تھا کہ میرے اوپر سے میرے مکان کی چھت کھولی گئی اور جبرئیل اترے انہوں نے میرا سینہ چاک کیا پھر اُسے آب زمزم سے دھویا پھر جبرئیل ایک لگن سونے کا حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا لائے اُسے میرے سینہ میں الٹ کر پھر سینہ کو ملا دیا اور میرا ہاتھ

۱؎ متغیر ہو گئی یعنے اپنی پہلی حالت سے اور ترقی پر ہو کر اس کا مرتبہ عالی ہو گیا ۱۲ ۲؎ یہاں براق کی سواری اور مسجد اقصیٰ کے جانیکا ذکر نہیں ہے اسی سبب سے بعض علماء اسطرف گئے ہیں کہ معراج اور شب میں ہوئی ہے اور اسراء (یعنے بیت المقدس کی سیر) اور شب میں ہوئی ہے اور براق کی سواری شب اسرا میں تھی اور شب معراج میں نہ تھی واللہ اعلم ۱۲۔

پھر لیکر مجھے آسمان کیطرف چڑھا یا جب میں اس آسمانِ دنیا پر پہنچا تو جبرئیل نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ کھولو اُسنے پوچھا یہ (کھلوانے والا) کون ہے کہا یہ جبرئیل ہے اُسنے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے انہوں نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُس نے پوچھا کیا (انہیں بلانے کیلئے ان کے) پاس کوئی بھیجا گیا تھا انہوں نے کہا ہاں اور جب اُس نے (آسمان کا دروازہ) کھول دیا تو ہم آسمان دنیا کے اوپر چڑھے ناگہاں وہاں ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے اُنکی داہنی طرف بھی بہت سی آدمی تھے اور بائیں طرف بھی جسوقت وہ داہنی طرف دیکھتے تھے تو ہنستے تھے اور جسوقت اپنے بائیں طرف دیکھتے تھے روتے تھے اور انہوں نے (میرے لئے) فرمایا کہ نیکبخت نبی اور نیک بیٹے کو مرحبا ہو میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں انہوں نے فرمایا یہ آدم ہیں اور یہ لوگ انکی دائیں طرف اور بائیں طرف انکی اولاد کی روحیں ہیں[1] دائیں طرف والے تو ان میں سے بہشت والے ہیں اور جو روحیں انکے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی ہیں جسوقت یہ اپنے دائیں طرف دیکھتے ہیں تو (خوشی کی وجہ سے) ہنستے ہیں اور جسوقت اپنے بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج کے باعث) روتے ہیں (پھر ہم آگے چلے) یہانتک کہ مجھے دوسرے آسمان پر چڑھایا اور جبرئیل نے اُسکے داروغہ سے کہا کہ کھولو (اُس کے داروغہ نے) اُسسے اسیطرح کہا جسطرح پہلے نے کہا تھا انس فرماتے ہیں پھر ابوذر نے یہ ذکر کیا کہ آنحضور نے حضرت آدم اور حضرت ادریس اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم کو (وہاں موجود) پایا اور یہ بیان نہیں کیا کہ انکے مرتبے کس طرح تھے[2] فقط یہ تو ذکر کیا کہ آنحضور نے حضرت آدم کو آسمان دنیا پر پایا اور حضرت ابراہیم کو چھٹے آسمان پر پایا ابن شہاب کہتے ہیں مجھسے ابن حزم نے یہ بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری دونوں کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ

---

[1] قاضی کہتے ہیں کہ کفار کی روحیں سجین میں قید ہیں اور نیکوں کی روحیں علیین میں چین کرتی ہیں اب دونوں قسم کی روحیں پہلے آسمان پر کسطرح اور کیوں جمع کیگئیں اس کا جواب بعضوں نے یہ دیا ہے کہ شاید روحیں کسیوقت حضرت آدم کے روبرو پیش کیجاتی ہوں اور اتفاق سے جسوقت آنحضور وہاں سے گذرے ہوں تو روحوں کے پیش ہونے ہی کا وقت ہو یا یہ کہ جو روحیں آپ نے اسوقت دیکھیں وہ اسوقت تک بدنوں میں داخل نہیں گئیں بلکہ بدنوں سے پہلے انہیں پیدا کرکے حضرت آدم کے دائیں بائیں اُنکے رہنے کی جگہ کردی ہے ۱۲۔

[2] یعنے ہر ہر پیغمبر کون کون سے آسمان پر تھے یہ ترتیب ذکر نہیں کی مجملاً ذکر کردیا ۱۲۔

علیہ وسلم فرماتے تھے پھر مجھے اوپر چڑھایا یہانتک کہ میں ایک مکان ہموار پر پہنچا دہاں میں قلموں کے لکھنے کی آواز سنتا تھا ابن حزم اور انس کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ نے میری امت پر پچاس۵۰ نمازیں فرض کیں میں انہیں لیکر وہاں سے پھرا جب حضرت موسیٰ کے پاس تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ اللہ نے تمہارے لئے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے مینے کہا کہ پچاس۵۰ نمازیں فرض کی ہیں انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے رب کی طرف پھر جاؤ کیونکہ تمہاری امت میں طاقت نہیں ہے حضرت موسیٰ نے مجھے پھرا دیں گیا) اللہ نے کچھ نمازیں کم کردیں میں واپس پھر کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور مینے کہا کہ اللہ نے کچھ نمازیں کم کردیں ہیں انہوں نے فرمایا تم اپنے رب کے پاس پھر جاؤ کیونکہ تمہاری امت میں اسکی بھی طاقت نہیں ہوگی میں واپس گیا اور خوب عرض کیا اللہ نے کچھ اور کم کردیں پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے فرمایا تم پھر اپنے رب کے پاس جاؤ کیونکہ تمہاری امت میں اسکی بھی طاقت نہیں ہوگی میں واپس گیا اللہ نے فرمایا کہ (اب پڑھنے اور ادا کرنے میں) یہ پانچ نمازیں ہیں اور یہی (ثواب میں) پچاس۵۰ ہیں (کیونکہ) میرا کہنا بدلا نہیں جاتا پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤ (اور نمازیں کم کراؤ) مینے کہا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے کم کرتے ہوئے حیاء آتی ہے پھر جبرئیل مجھے لیگئے یہانتک کہ مجھے انہوں نے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا اور اسے طرح طرح کے رنگوں نے ڈہانک رکھا تھا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے پھر مجھے بہشت میں پہنچا دیا تو دیکھا کہ اس میں گنبد موتیوں کے تھے اور اسکی مٹی مشک[1] تھی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۰۱) حضرت عبداللہ (بن مسعود) فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا اور سدرۃ المنتہیٰ چھٹے[2] آسمان پر ہے جو (اعمال اور نیکیاں وغیرہ) زمین سے اوپر چڑھتی ہیں تو اسی تک پہنچتی ہیں پھر وہاں سے (بعض فرشتوں کے بقدرت الٰہی) اٹھا لیجاتی ہیں اور جو چیز اوپر سے نیچے اترتی ہے وہ بھی وہیں تک پہنچتی ہے پھر

[1] یعنے اس مٹی میں خوشبو مشک کی آتی تھی یا یہ کہ وہ مٹی حقیقت میں مشک ہی تھی ۱۲

[2] مشکوٰۃ کے شارح کہتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ کو چھٹے آسمان میں کہنا کسی راوی سے وہم ہوگیا ہے اور ٹھیک وہ ہے جس میں تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے ۱۲ مرقات۔

وہاں سے (فرشتوں کے ذریعہ سے) لیلی جاتی ہے (اس آیت کی تفسیر میں کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی (ترجمہ) اُسوقت سدرۃ المنتہی کو ڈھانک لیا تھا جسنے بھی ڈھانک لیا تھا ابن مسعود فرماتے ہیں کہ (وہ ڈھانکنے والی چیز) سونے کے پروانے تھے پھر فرماتے ہیں کہ (اُسوقت) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دیگئیں (یعنے) پانچ نمازیں دیگئیں اور سورہ بقر کے اخیر کی آیتیں دیگئیں اور ایک یہ دیگئی کہ آپکی امت میں سے جو شخص اللہ کا کسی چیز کو شریک نہ بنائے اُس کا کبیرہ گناہ تک بخشدیا جائیگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۷۰۲) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اپنے تئیں حطیم میں (کھڑا) دیکھ رہا تھا کہ اُسوقت قریش (کے لوگ) مجھسے میرے شب معراج کے جانے کا حال پوچھنے لگے اور انھوں نے مجھسے بیت المقدس کی ایسی چیزیں پوچھیں جو میرے یاد نہیں رہی تہیں میں اُسوقت ایسا غمگین ہوا کہ ایسا غم مجھے کبھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے اُٹھاکر میرے سامنے کردیا پھر وہ لوگ جو مجھسے پوچھتے تھے میں اُسے دیکھکر برابر انہیں بتاتا رہا اور مینے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں دیکھا اور حضرت موسیٰ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور وہ درمیانے قد کے دُبلے آدمی تھے مڑے ہوئے بال گویا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے آدمیوں میں سے ایک آدمی ہیں اور حضرت عیسیٰ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے سب لوگوں سے زیادہ تر اُنکے مشابہ عُروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور حضرت ابراہیم بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے سب لوگوں سے زیادہ تر اُنکے مشابہ تمہارا ساتھی ہے یعنے میں پھر نماز کا وقت ہوگیا اور مینے انہیں نماز پڑھائی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھسے کسی نے کہا اے محمد یہ مالک دوزخ کے داروغہ ہیں لہذا تم انہیں سلام کرلو میں اُنکی طرف متوجہ ہوا انھوں نے پہلے ہی مجھے سلام کرلیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

تیسری فصل (۱۷۰۳) حضرت جابر سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

ل یعنے آمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورہ تک عرا اُنکے لوئے جانے سے مراد انکی دعاؤنکی قبولیت کا دیا جانا ہے ۱۲

ل ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ احوال آسمان پر ہوا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آنحضرت کی امامت بھی انبیاء کیلئے آسمان پر ہوئی ہو لیکن سیاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیا بیت المقدس میں تھے ۱۲

سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب کفار نے (شب معراج کی بابت) مجھے جھٹلانا شروع کیا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا میں نے اُسے دیکھکر اُسکی نشانیاں اُنسے بیان کرنی شروع کیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

باب معجزوں کے بیانمیں

پہلی فصل (۱۳۰۴) حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق (ہجرت کے قصہ کو بیان کرتے وقت) فرماتے تھے کہ ہم (دونوں) غار میں[۵] تھے مینے مشرکوں کے قدم اپنے سروں پر دیکھے اور مینے (بباعث خوف آنحضور سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی ان میں سے اپنے پانْوْ کی طرف دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لیگا آپ نے فرمایا اے ابو بکر اُن دو کے ساتھہ تمہارا کیا خیال ہے جنکے ساتھہ تیسرا خدا (بھی) ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۰۵) حضرت براء بن عازب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں اُنہوں نے حضرت ابو بکر سے پوچھا کہ اے ابو بکر مجھے یہ بتاؤ جسوقت تم رات کو (ہجرت کرکے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ گئے تو تم دونوں نے کسطرح کیا تھا اُنہوں نے فرمایا کہ ہم (اُس مرتبہ) ساری رات چلے اور صبح کو (آدھے دن تک) چلے یہانتک کہ ٹھیک دوپہر ہو گیا اور راستہ صاف ہو گیا کہ (اُسوقت) اُسپر کوئی نہیں چلتا تھا اور ہمیں ایک بڑا لمبا پتھر معلوم ہوا اُس کا سایہ (بھی ہو رہا) تھا اُس پر دھوپ نہیں آئی تھی ہم اُس کے پاس اتر گئے اور مینے اپنے ہاتھوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جگہ ہموار کر دی تاکہ آپ اُس پر سو جائیں اور اُسپر مینے پوستین بچھا دیا اور مینے (آنحضرت سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس پر سو رہیئے اور میں آپکی چاروں طرف کی نگہبانی کرونگا چنانچہ آپ سو گئے اور میں نکلکر نگہبانی کرنے لگا ناگہاں میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چرواہا میرے سامنے سے چلا آتا ہے مینے اُس سے پوچھا کیا

[۵] مراد اس غار سے کوہ ثور کا غار ہے جو ثور کے اوپر کی جانب میں تھا اور ثور مکہ کی نواح میں ایک پہاڑ کا نام ہے اور معجزہ اس قصہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی ہمت تلاش کرنے سے پھیر دی اور غار کے اندر انہیں نہ دیکھنے دیا اور بعضی روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت نے اُنکے اندھے ہونیکی دعا کی تھی چنانچہ وہ اُسی غار کے گرد پھرتے تھے لیکن اُنہیں کچھ معلوم نہ ہوتا تھا ۱۲۔

تیری بکریوں میں (کسی کے) دودھ ہے وہ بولا ہاں میں نے کہا کیا تو دوہیگا وہ بولا ہاں اسکے بعد اسنے ایک بکری پکڑکر ٹھکرے پیالہ میں تھوڑا سا دودھ دوہا اور میرے ساتھ ایک چھاگل تھی جسکو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے اٹھا رکھی تھی آپ اس سے سیراب ہوتے تھے (یعنے اس سے ہی پیتے بھی تھے اور اسی سے وضو بھی کرتے تھے پھر میں آنحضور کے پاس آگیا اور میں نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا بلکہ میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ آپ جاگ گئے میں نے دودھ پر تھوڑا سا پانی ڈالا یہانتک کہ وہ نیچے تک سرد ہو گیا پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پی لیجئے آپ نے پی لیا حتی کہ میں بھی خوش ہو گیا پھر آپ نے پوچھا کہ کیا ابھی چلنے کا وقت نہیں ہوا میں نے کہا ہاں ہو گیا ابو بکر فرماتے ہیں پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلدیئے اور ہمارے پیچھے ہی سراقہ بن مالک آگیا میں نے (آنحضور سے) کہا کہ یا رسول اللہ اب ہمارے پکڑنے کو دشمن آگیا آپ نے فرمایا تم رنج نہ کرو کیونکہ ہمارے ساتھ اللہ ہے چنانچہ آپ نے اسپر بددعا کی اسیوقت اس کا گھوڑا ایک سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گیا سراقہ کہنے لگا میں تمہیں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے مجھپر بددعا کی ہے اب تم دونوں میرے فائدہ کی دعا کرو اور میں تمہارے سامنے اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ اب جو شخص تمہیں ڈھونڈنے والا آئیگا میں اسے واپس کردونگا آنحضرت نے اسکیلئے دعا کردی وہ (دھنسنے سے) بچگیا پھر اسنے یہ شروع کیا کہ وہ جس سے ملتا تھا یہی کہتا تھا کہ اس طرف سے تو تمہیں پھرا ڈھونڈنا کافی ہے (ادھر کیوں جاتے ہو غرضکہ) اور جس سے ملا اسکو واپس کردیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۰۶) انس فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے (مدینہ میں) آنے کا حال سنا تو وہ کسی باغ میں میوہ توڑ رہے تھے اسیوقت آنحضور کی خدمت میں آئے اور عرض

---

۱ یعنے اس قدر پانی ڈالا کہ سب دودھ سرد ہو گیا اور اہل عرب کی یہ عادت ہے کہ دودھ میں ٹھنڈا پانی ڈالکر پلاتے ہیں تاکہ دودھ کی حرارت جاتی رہے اسے لسی کہتے ہیں ۱۲ ۲ یہ سراقہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گیا تھا اور ہجرت کے وقت اہل مکہ نے اسے اور بہت سے آدمیوں کو اس بات پر مقرر کیا تھا کہ جو محمد کو لائے اسے ہم سو اونٹ دینگے ۱۲ ۳ یعنے باوجودیکہ وہ ایک کام میں مصروف تھے اور فرصت نہ تھی لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات دیکھ چکے تھے اور آپکی نبوت کے ظہور کے منتظر تھے اسلئے فوراً ہی خدمت عالی میں حاضر ہو گئے اور یہ عبداللہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور علم توریت میں یکتا تھے اور بعد مسلمان ہونیکے بڑے رتبے کے صحابی شمار ہوتے تھے ۱۲

کیا کہ میں آپ سے ایسی تین۳ باتیں پوچھتا ہوں جنہیں پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں جانتا لہٰذا اول آپ یہ بتائیے کہ) قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی کونسی نشانی ہے دوسرے اہل بہشت کا پہلا کھانا کونسا ہے تیسرے بچہ کو اُسکے باپ یا ماں کیطرف کونسی چیز کھینچ لیتی ہے (یا انکے ہمرنگ اور مشابہ کسلیئے ہوجاتا ہے) آنحضور نے فرمایا کہ مجھے یہ سب باتیں جبرئیل نے ابھی بتائی ہیں لہٰذا سب سے پہلے قیامت کی نشانی ایک آگ ہے جو مشرق کیطرف سے لوگوں کو لیکر مغرب کی طرف کو جمع کریگی اور وہاں سب سے پہلا کھانا جو اہل بہشت کھائینگے وہ مچھلی کے جگر کی زیادتی ہوگی (یعنے۱ ئے میں جو کلیجی کا ٹکڑا لٹکا ہوتا ہے وہ غذا ہوگی) اور تیسرا جواب یہ کہ) جسوقت مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آجائ تو مرد بچہ کو (اپنی مشابہت کیطرف) کھینچ لیگا اور جسوقت عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آجائیگی تو عورت کھینچ لیگی عبداللہ بن سلام نے (اُسیوقت کلمہ) پڑھا کہ اشھدان لاالٰہ الااللہ وانک رسول اللہ اور کہنے لگے یارسول اللہ بیشک یہود (لوگ) بہت بہتانی قوم ہے اگر وہ میرے مسلمان ہونیکو اس سے پہلے ہی جان لینگے کہ آپ اُنسے (میرا حال) پوچھ لیں تو وہ مجھ پر بہتان (اور عیب) لگادینگے (لہٰذا آپ پہلے ہی پوچھ لیجئے چنانچہ عبداللہ اندر ہوگئے) اور اُسیوقت یہود آگئے آنحضور نے پوچھا کہ تم لوگوں میں عبداللہ بن سلام کیسے آدمی ہیں وہ بولے کہ ہم سب سے اچھے ہیں اور اچھے ہی کے بیٹے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور سردار ہی کے بیٹے ہیں (یعنے وہ بھی اور اُنکے والد بھی سردار اور بہتر ہی تھے آنحضور نے فرمایا تم یہ بتاؤ اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہوجائیں وہ کہنے لگے خدا انہیں اس سے بچائے (وہ کیوں مسلمان ہوتے) اُسی وقت عبداللہ بن سلام نکلے اور کہا اشھدان لاالٰہ الااللہ وان محمداً رسول اللہ پھر یہود کہنے لگے کہ یہ تو ہم سب سے برا ہے اور برے ہی کا بیٹا ہے (غرضکہ) پھر انہیں عیب لگانے لگے عبداللہ بن سلام نے کہا یارسول اللہ اسی۵ لیئے میں ڈرتا تھا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳/۷) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ جسوقت ابوسفیان کے (جنگ کیلئے) آنیکی ہمارے پاس خبر پہنچی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ والوں سے) مشورہ کیا اور سعد بن عبادہ

۵ یعنے میرے عرض کرنے کا یہی سبب تھا کہ میرا حال آپ ان سے پوچھ لیجئے تاکہ ان کا سچ جھوٹ معلوم ہوجائے ۱۲

کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں یہ حکم کریں کہ ہم سواریوں (وغیرہ) کو دریا میں گھسا دیں تو ہم برابر گھسا دینگے و اگر آپ ہمیں یہ حکم کریں کہ ہم اُن کے جگر برک[1] غماد تک ماریں تو ہم برابر کرینگے انس فرماتے ہیں پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگو نکو (جنگ کے لئے) برانگیختہ کیا چنانچہ سب چلدیئے یہانتک کہ بدر میں جا اترے پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلانے کے مرنیکی جگہ ہے اور آنحضور نے اُس زمین پر اپنا دستِ مبارک رکھکر فرمایا کہ یہاں اور یہاں انس فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے کسی نے بھی کچھ تجاوز نہ کیا (یعنے سب کفار اُسی اُسی جگہ پر مرے جہاں آپنے اشارہ کردیا تھا)۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۸) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ (جنگ) بدر[2] کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تھے اور یہ دُعاء فرماتے تھے یا الٰہی میں تیری امان اور تیرے وعدہ کا پورا کرنا چاہتا ہوں یا الٰہی اگر (آج) تو (مسلمانوں کا مرنا) چاہیگا تو آج کے بعد تیری کوئی عبادت کرنے والا نہیں رہیگا پھر حضرت ابو بکر نے آنحضور کا دست مبارک پکڑ لیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپکو اسیقدر دعاء کافی ہے آپنے اپنے پروردگار سے دعاء کرنے میں بہت مبالغہ کیا ہے (لہذا اب رہنے دیجئے) اُسیوقت آنحضور زرہ پہنے ہوئے خوشی کے مارے جلدی سے یہ پڑھتے ہوئے نکلے سیھزم الجمع ویولون الدبر (ترجمہ کفار وکی) فوج عنقریب شکست دیدیجائیگی اور وہ (کفار لوگ) پشت پھیرینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۹) حضرت ابن عباس ہی روایت کرتے ہیں کہ بدر[3] کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

---

[1] برکِ غماد یمن کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے اور گھوڑوں کے جگر مارنے سے یہ مراد ہے کہ ہم سواری کے وقت اُنہیں ہانکیں گے کہ چلتے وقت سوار کے پانوں اُنکے جگروں پر لگتے ہیں ۱۲۔

[2] بدر مکہ مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے ۱۲ [3] یعنے اگر اس دفعہ مسلمانونکی شکست ہوگئی تو سارے ہی مسلمان مارے جائینگے روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہیگا ۱۲ [4] بدر مکہ مدینہ کے درمیان مدینہ سے چار منزل پر ایک کنواں ہے اور یہ جنگ بدر سنہ ۲ ہجری میں سترہویں رمضان المبارک روز جمعہ کو ہوا ہے اور اس حدیث میں معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت نے روز بدر میں جبرئیل کو جنگ کے لئے اپنے ہمراہ دیکھا ۱۲۔

تھے کہ یہ جبرئیل ہیں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہیں اُس پر جنگ کے ہتیار ہیں - یہ حدیث بخاری نے نقل کی
(۱۲۱۰) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ اُسدن (یعنے جنگ بدر کے دن ایک انصاری مُسلمان آدمی ایک مشرک آدمی کے پیچھے جو اُس مُسلمان کے آگے تھا (مارنے کے لئے) دوڑتا تھا یکایک اس مُسلمان نے اُس کافر کے اوپر کوڑے کے مارنے کی اور ایک سوار کی آواز سُنی وہ کہتا تھا اے خیزوم[۱] آگے بڑھ جبسوقت اس مُسلمان نے اپنے آگے اُس مشرک کی طرف دیکھا تو وہ چت پڑا ہوا تھا اسنے جو اُسے (غور سے) دیکھا تو اُسکی ناک پر نشان پڑا ہوا تھا اور اس کا منہ چر گیا تھا جیسکہ کوڑے کے مارنے سے چر جاتا ہے اور وہ تمام جگہ سبز ہو گئی تھی پھر اُسی انصاری نے آنکر سارا قصہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا تم سچ کہتے ہو یہ فرشتہ تیسرے[۲] آسمان کی کمک سے تھا اور اُس روز مسلمانوں نے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور ستر ہی کو قید کیا - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے -

(۱۲۱۱) حضرت سعد بن ابو وقاص فرماتے ہیں کہ (جنگ) اُحد کے دن میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں دو آدمیوں کو دیکھا وہ سپید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بہت ہی لڑنے والوں کی طرح لڑتے تھے میں نے اُن دونوں کو (راوی کہتے ہیں) یعنے جبرئیل اور میکائیل کو اس سے پہلے اور بعد میں کبھی نہیں دیکھا - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۱۲۱۲) حضرت براء فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابیوں کی) ایک جماعت کو ابو رافع[۳] کیطرف (اُسے مارنے کے لئے) بھیجا چنانچہ عبداللہ بن عتیک رات کو اُس کے گھر میں چلے گئے اور اُسے سوتے ہوئے کو قتل کر دیا حضرت عبداللہ بن عتیک ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے تلوار اُسکے پیٹ میں رکھی یہانتک کہ وہ اُسکی کمر تک پہنچ گئی اُسوقت میں نے جان لیا کہ میں اسے مار چکا ہوں پھر میں نے (نکلنے کے لئے) دروازے کھولنے شروع کئے یہانتک کہ میں زینہ تک پہنچ گیا پھر میں نے (زمین سمجھکر) جو اپنا پاؤں

---

[۱] خیزوم حضرت جبرئیل کے گھوڑے کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کسی اور فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے ۱۲ [۲] یعنے یہ کوڑا تیسرے آسمان کے فرشتہ کا تھا اور اسمیں اسپر تنبیہ ہے کہ مدد سارے آسمانوں سے آئی تھی ۱۲ مرقات -

[۳] یہ ابو رافع ایک یہودی تھا اسکی کنیت ابو الحقیق تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں یہ اول درجہ کا دشمن تھا اسنے بہت سی عہد شکنیاں بھی کیں اور فتنے بھی پھیلاتا تھا اور آنحضرت سے جُدا ہو کر ایک قلعہ میں جا کر رہتا تھا ۱۲ مرقات لمعات -

رکھا تو میں چاندنی رات میں نیچے گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی مینے اُسے اپنی پگڑی سے باندہ لیا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا بعد اُسکے مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں آکر آپ سے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا تم اپنا پانوں پھیلاؤ مینے اپنا پانوں پھیلایا آپنے اُسپر ہاتھ پھیر دیا پھر وہ ایسا اچھا ہو گیا گویا اسمیں کبھی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۳۱۳) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جنگِ احزاب کے دن ہم (مدینہ کے گرد) خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت پتھر نمودار ہوا لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ خندق میں یہ بہت سخت پتھر نکل آیا ہے آپ نے فرمایا: خندق میں میں اُترونگا پھر آپ کھڑے ہوے اور آپکے پیٹ پر (بھوک کی شدت کیوجہ سے) پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم تین روز وہاں رہے ہمنے کوئی چکھنے کی چیز تک نہیں چکھی تھی پھر آنحضور نے کُدال لیکر (اُسپر) مارا چنانچہ وہ پتھر ریت کی طرح ہو کر پھسلنے لگا اور میں وہاں سے لوٹکر اپنی بیوی کے پاس آیا مینے (اُس سے) پوچھا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے کیونکہ مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوکا دیکھا ہے اُسنے ایک تھیلا نکالا اسمیں قریب ساڑھے تین سیر کے جو تھے اور ہمارے گھر کا پلا ہوا ایک بکری کا بچہ تھا مینے اس بچہ کو ذبح کیا اور اُسنے وہ جو پیسے یہانتک کہ ہمنے گوشت کو ہانڈی میں (پکنے کے واسطے) چڑھا دیا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور مینے آپ سے چپکے سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمنے ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کیا ہے اور (میری) بیوی نے قریب ساڑھے تین سیر کے جو پیسے ہیں آپ تشریف لیچلیے اور چند آدمی اور آپکے ساتھ ہوں (کیونکہ کھانا تھوڑا ہی ہے سبھوں کو کافی نہیں ہوگا) اُسیوقت آنحضور نے زور سے آواز دی کہ اے خندق والو واقعی جابر نے کچھ مہمانداری کی ہے لہذا تم سب چلو اور آنحضور نے (مجھ سے) فرمایا کہ جبتک میں نہ آؤں تم اپنی ہانڈی کو (چولہے سے) نیچے نہ اُتارنا اور نہ تم آٹے کی روٹی پکانا خیر جسوقت آنحضور ہمارے گھر پہنچ گئے تو مینے آپکے سامنے آٹے کو رکھدیا آپ نے اُسمیں تھوک دیا اور دعاء برکت کردی پھر ہماری ہانڈی منگاکر اُسمیں بھی تھوک دیا اور دعاء برکت کردی پھر آپنے میری بیوی سے فرمایا کہ تم پکانے والی کو بُلالو کہ وہ تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہانڈی میں سے پیالے بھر بھر کر دیتی رہو لیکن اسے نیچے نہ اُتارنا (حضرت جابر فرماتے ہیں کہ) وہ لوگ ہزار آدمی تھے میں اللہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ واقعی اُن سبھوں نے کھالیا یہانتک

کہ وہ چھوڑ کے چلے گئے اور ہماری ہانڈی تو جیسی تھی ویسے ہی جوش مار رہی تھی اور آٹا بھی جیسا تھا ویسے پک رہا تھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۱۴) حضرت ابو قتادہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودتے وقت عمار سے فرمایا اور آنحضور اُن کے سر پر سے خاک جھاڑتے تھے اور فرماتے تھے اے بیچارے سمیہ[1] کے بیٹے کی تمہیں ایک باغی جماعت[2] قتل کریگی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱۵) حضرت سلیمان بن صُرَد کہتے ہیں کہ جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں سے (کفار کی) فوجیں متفرق ہوگئیں اور چلی گئیں تو آنحضور نے فرمایا کہ ہم اُنسے جنگ کرینگے وہ ہم سے جنگ نہیں کرینگے ہم ہی اُنکی طرف جائینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱۶) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (جنگ) خندق سے واپس آگئے اور آپنے ہتیار (بدن سے کھول کر) رکھدئیے اور غسل (بھی) کرلیا تو حضرت جبرئیل اپنے سر سے غبار جھاڑتے ہوئے آپکے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے تو ہتیار رکھدئیے قسم ہے اللہ کی مَینے ابھی ہتیار نہیں رکھے آپ اُنکی طرف چلئیے آپ نے پوچھا کہاں حضرت جبرئیل نے بنی قریظہ[3] کی طرف اشارہ کیا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف چلدئیے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور بخاری کی روایت میں ہے حضرت انس فرماتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی

۱؎ خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ تھا کہ ساڑھے تین سیر جو اور ایک بکری کے بچہ میں ایکہزار آدمیوں نے بافراغت کھا بھی لیا اور پھر بھی دونوں چیزیں جوں کی توں باقی رہیں ۱۲

۲؎ سمیہ حضرت عمار کی والدہ کا نام ہے مکہ میں یہ مسلمان ہوگئی تھیں اور مسلمان ہونے پر انہیں سخت تکلیفیں دیگئیں تاکہ یہ اسلام سے پھر جائیں آخر کار ابوجہل کمبخت نے انکی پیشاب گاہ میں خنجر مار کر جان سے مار ڈالا مگر یہ دین اسلام سے نہیں پھریں اور حضرت عمار کے پکارنے سے آنحضور کا مطلب یہ ہے کہ اے عمار ایک وقت تمہیں بھی سختی اور مصیبت پہنچیگی لہذا مجھے تمپر رحم آتا ہے ۱۲

۳؎ باغی جماعت سے حضرت امیر معاویہ کے ہمراہی مراد ہیں کیونکہ حضرت عمار امیر المومنین حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں قتل ہوئے ہیں لیکن باینہمہ حضرت معاویہ پر لعن طعن کرنا ہرگز جایز نہیں ۱۲

۴؎ بنی قریظہ یہود میں سے ایک قوم تھی کہ مدینہ سے تین چار کوس پر رہتی تھی اور انہوں نے عہد شکنی بھی کی تھی کہ احزاب کا ساتھ دیا تھا اور انکے قلعہ نشان کچھ ابتک بھی باقی ہیں ۱۲۔

طرف چلے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سواری کا غبار چڑھتا ہوا بنی غنم کوچوں میں گویا میری آنکھوں میں پھر رہا ہے۔

(۱۶/ ۱۳) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (پانی کی) ایک چھاگل تھی آنحضور نے اس سے وضو کرلیا پھر سب لوگ آپکی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ سوائے آپ کی چھاگل کے اور ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے ہم وضو کریں اور پی لیں (یہ سنتے ہی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک چھاگل میں رکھا اسیوقت آپکی انگلیوں کے بیچ میں سے چشموں کی طرح پانی اُبلنے لگا جابر فرماتے ہیں اُسوقت پیا بھی اور وضو بھی کیا کسی نے جابر سے پوچھا کہ (اُس روز) تم لوگ کتنے تھے اُنھوں نے فرمایا کہ اگر ہم لاکھ آدمی ہوتے تب بھی وہ ہمیں پانی کافی ہوتا (اور ہاں) ہم (اُس روز) پندرہ سو آدمی تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۷/ ۱۳) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ حدیبیہ[۲] کے دن ہم چودہ سو آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے ہمنے اُس کا سارا پانی کھینچ لیا اور اُس میں ایک قطرہ (پانی کا) نہ چھوڑا پھر یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچگئی آپ وہاں تشریف لائے اور اسکی مینڈہ پر بیٹھ گئے پھر ایک برتن پانی کا منگاکر وضو کیا پھر کلی کی اور دعاء (برکت) کرکے وہ پانی کنوئیں میں ڈالدیا پھر فرمایا کہ ایک گھنٹہ تم اسے چھوڑے رکھنا (براء فرماتے ہیں کہ) پھر لوگوں نے وہاں سے کوچ کرنے تک اپنے تئیں اور اپنی سواری کے جانوروں کو خوب سیراب کیا یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۸/ ۱۳) عوف (تابعی نے) ابو رجاء سے انہوں نے عمران حصین سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی اُسیوقت آپ (سواری سے) اُترے اور فلانے شخص کو بلوایا ابو رجاء تو اُس فلانے شخص کا نام لیتے تھے لیکن عوف بھول گئے اور حضرت علی کو بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو چنانچہ وہ

---

[۱] یعنے پانی تو کل یہی ہو اور ضرورت پانی کی سبھوں کو ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ پانی کسیطرح کافی نہیں ہوسکتا تھا کوئی تدبیر ہونی چاہیئے ۱۲ [۲] حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے دس بارہ کوس پر ہے اس روایت میں چودہ سو آدمی مذکور ہیں اور اس سے پہلی میں پندرہ سو تھے حالانکہ دونوں قصہ ایک ہی ہیں وجہ اختلاف یہ ہے کہ آدمی آتے جاتے رہتے ہونگے کبھی اتنے رہے کبھی اُتنے ہوگئے ۱۲

دونوں گئے اور ایک عورت سے ملے جو (اونٹ کے اوپر) دو پکھالوں کے بیچ میں بیٹھی ہوئی تھی وہ دونوں اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے لوگوں نے اُسے اونٹ پر سے اُتار لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن منگا کر پکھالوں کے دہانوں سے اُسمیں پانی ڈالا اور لوگوں میں آواز دیدیگئی کہ (آ کر) پانی لے لو چنانچہ سبھوں نے لے لیا عمران کہتے ہیں کہ ہم چالیس آدمی پیاسے تھے ہمنے اسقدر پانی پیا کہ ہم سیراب ہو گئے اور جو ہمارے ساتھ مشکیں اور برتن تھے ہمنے سب بھر لئے اور قسم ہے خدا کی جسوقت لوگ اُس پکھال سے علیحدہ ہوئے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسوقت پانی لینا شروع کیا تھا اس سے اب اسکی پکھالیں زیادہ بھری ہوئی ہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۰ ۱۳) حضرت جابر فرماتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے یہانتک کہ ایک فراخ جنگل میں جا کر اُترے اور آنحضور قضائے حاجت (یعنے پاخانہ) کے لئے تشریف لیگئے اور آپنے کوئی ایسی چیز نہ دیکھی جس سے کہ وہ پردہ کر لیں[ل] اور اُس جنگل کے دونوں کنارہ پر دو درخت کھڑے ہوئے تھے (یعنے ایک اسطرف اور ایک اُسطرف) آنحضور اُن میں سے ایک کی طرف گئے اور اُسکی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی پکڑ کے فرمایا کہ حکم الٰہی سے تو میری فرمانبرداری کر چنانچہ وہ آپکے ساتھ ہو لیا جیسیکہ اونٹ نکیل پڑا ہوا اپنے کھینچنے والے کے ساتھ ہو لیتا ہے یہاں تک آپ (اُسے بیچ میں چھوڑ کر) دوسرے درخت کے پاس آئے اور اُسکی ٹہنیوں میں سے بھی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ حکم الٰہی سے تو میری فرماں برداری کر چنانچہ وہ بھی اُسیطرح آپ کے ساتھ ہو لیا یہانتک کہ جب آنحضور دونوں کے بیچ میں ہو گئے تو فرمایا کہ تم دونوں حکم الٰہی سے میرے قریب ہو جاؤ چنانچہ وہ دونوں قریب ہو گئے اور میں بیٹھا ہوا یہ باتیں اپنے دل میں کر تارہا[ل] یکایک جو میرا اُدھر منہہ ہوا تو آنحضور (فارغ ہو کر) میری طرف آتے تھے اور دونوں درخت جُدے جُدے ہو کر ہر ایک اپنی اپنی جگہ کھڑا تھا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۱ ۱۳) یزید بن ابی عُبید کہتے ہیں میںنے حضرت سلمہ بن الاکوع کی پنڈلی میں چوٹ کا ایک نشان

ل یعنے تاکہ لوگوں کا سامنا نہ ہو کیونکہ ایسے وقت میں پردہ ضرور ہونا چاہئے ۱۲ ل یعنے میںنے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر عجیب دیکھا تو میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ یہ کیا ہے اور کیونکر ہوا اس طرح دل میں سوچنے کو حدیث نفس کہتے ہیں ۱۲

دیکھا میں نے پوچھا کہ اے ابو مسلم[1] یہ کیسی چوٹ ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ چوٹ میرے (جنگ) خیبر کے دن لگ گئی تھی لوگ تو یہ کہتے تھے کہ سلمہ مارا گیا (مگر) پھر (میری قسمت کہ) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اسپر تین مرتبہ پھونک ماردی پھر ابتک مجھے اس میں تکلیف نہیں معلوم ہوئی یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۲) حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید[2] اور حضرت جعفر اور ابن رواحہ کے مرنے کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو سنادی اور فرمایا کہ اول جھنڈا زید نے لیا تھا پھر وہ مارے گئے تو جعفر نے لیا پھر وہ مارے گئے تو ابن رواحہ نے لیا اور (راوی کہتے ہیں کہ اسوقت) آپکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (فرمایا) یہانتک کہ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے یعنے خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انپر فتح کردی ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۳) حضرت عباس فرماتے ہیں کہ (جنگ) حنین[3] کے دن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ موجود تھا جسوقت مسلمانوں کی اور کافروں کی آپس میں مٹہ بھیڑ ہوئی تو مسلمان پشت پھیر کر بھاگنے لگے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خچر کو ایڑ مارکر کافروں کی طرف دوڑانا شروع کیا اور میں آنحضور کی خچر کی لگام پکڑے ہوئے اُسے اس ارادہ سے روکتا تھا کہ وہ جلدی نہ کرے اور ابو سفیان بن حارث آنحضور کی رکاب پکڑے ہوئے تھے پھر آنحضور نے فرمایا کہ اے عباس اصحاب سمرہ[4] کو آواز دو عباس فرماتے ہیں کہ میں بہت بلند آواز آدمی تھا میں نے بہت ہی بلند آواز سے کہا کہ اصحاب سمرہ کہاں ہیں عباس فرماتے ہیں قسم ہے خدا کی جسوقت انہوں نے میری آواز سنی تو وہ اس طرح دوڑے جس طرح گائیں اپنے بچوں پر دوڑتی ہیں اور (آنکر) کہنے لگے یا حضرت ہم حاضر ہیں یا حضرت ہم حاضر ہیں پھر مسلمان اور کافر خوب لڑے اور انصار ایک دوسرے کو پکار رہے

---

[1] ابو مسلم حضرت سلمہ بن اکوع کی کنیت تھی ۱۲ [2] یہ تینوں صاحب جنگ موتہ میں شہید ہوئے ہیں اور موتہ ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے اسپر ۸ھ میں لڑائی ہوئی تھی کل مسلمان اس جنگ میں تین ہزار تھے اور ہرقل شاہ روم کے آدمی ایک لاکھ تھے ۱۲ مرقات [3] حنین مکہ اور طائف کے درمیان عرفات سے پرے ایک موضع ہے اسپر بعد فتح مکہ کے ماہ شوال ۸ھ میں جنگ ہوئی تھی ۱۲ [4] سمرہ کیکر کے درخت کو کہتے ہیں اور اصحاب سمرہ یعنے بہت صحابی تھے جنہوں نے حدیبیہ میں لڑنے مرنے پر بیعت کی اس بیعت کو بیعت الرضوان بھی کہتے ہیں ۱۲

تھے یہ کہتے تھے اے انصار کی گروہ اے پہر پکار صرف حارث بن خزرج ہی کی اولاد میں رہی پہر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر پر سوار ہوئے وے اسطرح لڑائی کو دیکھا جیسے کوئی گردن اونچی کرکے دیکھتا ہے اور فرمایا اسوقت لڑائی گرما رہی ہے بعد اس کے آپنے چند کنکریاں لیکر کافروں کے منہ پر ماریں پہر فرمایا قسم ہے رب محمدؐ کی کہ کافروں کو شکست ہوگئی (راوی کہتے ہیں) پہر قسم ہے اللہ کی کہ آنحضور نے اُن کنکریوں ہی سے گویا اُنہیں شکست دیدی (کیونکہ) پہر میں ہمیشہ اُنکی (تلواروں وغیرہ کی) دہاریں کند اور اُنکے کام خراب ہی دیکھتا رہا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۴) ابو اسحاق کہتے ہیں ایک آدمی حضرت براء (بن عازب) سے کہنے لگا کہ اے ابو عمارہ تم (جنگِ) حُنین کے دن (کفار سے ڈر کر) بہاگ گئے تھے انہوں نے فرمایا نہیں قسم ہے اللہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہرگز پیٹھ نہیں پہیری لیکن دراصل میں یہ بات ہوئی کہ کفار سے لڑنے کے لئے آنحضور کے صحابیوں میں سے نوجوان آدمی نکلے جنکے پاس کچھ زیادہ ہتیار بھی نہ تھے اور وہ ایسے تیرانداز[۱] آدمیوں کے مقابلہ میں ہوئے کہ جنکا کوئی تیر (خالی یعنے بے لگے زمین پر) نہیں پڑتا تھا ان لوگوں نے اُن نوجوانوں کے اسقدر تیر مارے کہ اُنکے کسی تیر نے خطا نہیں کی اسوقت وہ نوجوان[۲] آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ سفید خچر[۳] پر سوار تھے اور ابو سُفیان بن حارث خچر کو آگے سے پکڑے ہوئے تھے آنحضرت (خچر سے) اُترے اور اللہ سے مدد طلب کی اور فرمایا انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب (ترجمہ) میں نبی ہوں (میرا کہنا) جھوٹ نہیں ہے میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں پہر آپنے (مسلمانوں کو جمع کرکے) اُنکی صف بندی کی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری نے یہ بالمعنے نقل کی ہے اور (بخاری و مسلم) دونوں کی ایک روایت میں یوں ہے براء فرماتے ہیں قسم ہے اللہ کی ہمارا (ہمیشہ سے) یہ حال تھا کہ جسوقت سخت لڑائی ہوتی تو آنحضرت کے پاس پناہ لیا کرتے تھے اور بیشک بہادر آدمی ہم میں وہی ہوتا

[۱] یہ تیرانداز کافروں میں قبیلہ ہوازن کے آدمی تھے یہ غالم اس فن میں ایسے ماہر تھے کہ ان کا کوئی تیر لگنے سے خالی نہیں جاتا تھا ۱۲ [۲] یعنے وہ بھی کبھی بہاگے نہیں تھے بلکہ کمک لینے کے لئے اپنے سپہ سالار سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف آئے تھے تاکہ پہر کمک لیکر خوب لڑیں ۱۲ [۳] آپکے اس خچر کا نام دُلدُل تھا ۱۲

تھا کہ جو آپ کے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر رہتا تھا۔

(۱۳۲۵) حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر حنین کے دن لڑے ہیں جس میں آنحضرت کے بعض صحابہ[۱] نے پُشت دیدی تھی اور جب کافروں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ خچر سے اُترے پھر زمین میں سے ایک مُٹھی مٹی کی لیکر اُن کافروں کے مونہوں پر ماری اور فرمایا ان کے مونھ نکا ناس ہو پھر یہ کیفیت ہوئی کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسا کوئی آدمی پیدا نہیں کیا تھا جسکی دونوں آنکھوں میں اس مُٹھی میں سے مٹی نہ بھر گئی ہو اور سارے کافر پیٹھ دیکر بھاگے اللہ نے اُنہیں بھگا دیا اور اُن کی غنیمتیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیں یہ روایت مُسلم نے نقل کی ہے

(۱۳۲۶) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم (جنگ) حنین میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے آنحضور نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص[۲] کے حق میں جو اپنے مسلمان ہونے کا دعوی کرتا تھا فرمایا کہ یہ دوزخیوں میں سے ہے اور جب جنگ کا وقت آیا تو اُس آدمی نے (کافروں سے) بہت ہی سخت جنگ کی اور اُس کے زخم بھی بہت آئے پھر ایک آدمی (آنحضور کی خدمت میں) آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ یہ بتائیے کہ جس کے حق میں آپ یہ بیان کرتے تھے کہ دوزخیوں میں سے ہے اُس نے تو راہِ خدا میں واقعی بہت ہی سخت جنگ کی ہے اور اُسکے زخم بہت آگئے پھر آنحضور نے فرمایا یاد رکھو بیشک وہ دوزخیوں میں سے ہے پھر بعض آدمی ابھی کچھ شک میں تھے اور اُس آدمی کی یہی حالت تھی یکایک اُسے زخم کی تکلیف معلوم ہوئی اُسیوقت اُسنے اپنا ہاتھ ترکش میں ڈالا اور ایک تیر کھینچکر اُس سے اپنا سینہ کاٹ لیا جبھی بہت سے مسلمان آدمی دوڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اللہ نے آپ کی بات سچی

---

[۱] ان صحابہ سے وہی مراد ہیں جو غریب ملک لینے آگئے تھے اور اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین معجزے ہوئے ایک تو یہ کہ ایک مٹھی مٹی کی سب کافروں کی آنکھوں میں پہنچگئی دوسرا یہ کہ اُس تھوڑی سی مٹی میں سب کی آنکھیں بھر گئیں تیسرا معجزہ یہ کہ کفار باوجودیکہ چار ہزار آدمی تھے لیکن اُنہیں کو شکست ہوئی ۱۲

[۲] اس شخص کا نام قزمان تھا اور یہ منافقوں میں سے تھا لیکن اس کا نفاق ظاہر نہ تھا ۱۲

کردی اُس فلاں آدمی نے اپنا سینہ کاٹ کر اپنے تئیں مار ڈالا آنحضور نے (یہ سُنکر) فرمایا اللہ اکبر میں اسبات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اُسکا رسول ہوں اے بلال اُٹھکر پکار دو کہ بہشت میں مومن کے سوا کوئی نہیں جائیگا اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجر (گنہگار) آدمی سے بھی مدد کرا دیتا ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی نے جادو کر دیا تھا جسکی وجہ سے آپ کو یہ خیال[ل] ہوتا تھا کہ یہ کام میں کر چکا ہوں حالانکہ وہ کام آپ نے کیا نہ ہوتا تھا یہانتک کہ ایک روز آپ میرے پاس تھے آپنے کئی مرتبہ دعا کی پھر فرمایا اے عائشہ تمہیں خبر بھی ہے کہ جو میں اللہ سے پوچھتا تھا اُسنے بیشک مجھے (آج) جواب دیا ہے (یعنے خواب میں) میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک میرے سر کے قریب بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے قریب پھر اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس شخص کو کیا بیماری ہے دوسرے نے کہا کہ انپر جادو کیا گیا ہے اُسنے پوچھا کہ جادو (بھلا) کسنے کیا ہے وہ بولا کہ لبید بن اعصم یہودی نے اُسنے پوچھا کہ جادو کس چیز سے کیا ہے دوسرے نے کہا کہ ایک کنگھی میں اور اُن بالوں میں جو کنگھی سے جھڑتے ہیں اور نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں (جادو کیا ہے) اُس نے پوچھا کہ پھر یہ چیزیں کہاں ہیں اُسنے کہا کہ ذروان کے کنوئیں میں پھر اُسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کو لیکر اُس کنوئیں کی طرف گئے اور (وہاں جاکر) فرمایا کہ وہ یہی کنواں ہے جو مجھے (خواب میں) معلوم ہوا اور اُس کنوئیں کا پانی گویا مہندی کا نچوڑ (یعنے سُرخ) تھا اور اُسکی کھجوریں یعنے جن پر جادو کر کے اندر ڈال دیا تھا) گویا شیطانوں کے سر ہیں آنحضور نے اُنہیں نکلوا لیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۲۸) حضرت ابو سعید خُدری فرماتے ہیں ایک روز ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور آنحضرت مالِ غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ آیا اور یہ (قبیلہ

ل بعضوں نے اسکا یہ مطلب لیا ہے کہ آپ پر نسیان غالب آگیا تھا جسکی وجہ سے آپ یہ خیال کرتے تھے کہ میں یہ کام کر چکا ہوں اور کیا نہ ہوتا تھا اور یہ حال امر دنیا ہی میں تھا امر دین میں نہیں تھا ۱۲ ۔ یعنے دو آدمیوں کی صورت میں دو فرشتے آئے ۱۲ ۔ شیطانوں کے سروں کے ساتھ مشابہت بسبب وحشت ناک اور بدہیئت ہونیکی دی ہے اہل عرب شیطانوں کے سروں کو نہایت ہی بُرے اور بدہیئت جانتے ہیں اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ شیطانوں سے خبیث سانپ مراد ہیں ۱۲۔

بنی تمیم کا ایک آدمی تھا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ آپ انصاف کیجئے آپنے فرمایا تیرا ناس جائے جب میں ہی انصاف نہیں کرونگا تو اور کون انصاف کریگا اگر مینے انصاف نہ کیا تو بیشک تو ناٹوٹے اور نقصان دار ہو گیا حضرت عمر کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے میں اسکی گردن اڑادوں آپ نے فرمایا چھوڑ دو کیونکہ اسکے ساتھی ایسے ہونگے کہ تم میں سے ایک آدمی اپنی نماز انکی نماز کے سامنے حقیر سمجھے گا اور اپنے روزہ کو اُن کے روزوں کے سامنے (حقیر سمجھے گا) وہ لوگ قرآن شریف پڑھینگے لیکن یہ پڑھنا اُن کے حلقوں سے نہیں اتریگا[1] وہ دین سے اس طرح نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ تیر کے پیکان اور اُسکے پٹھے سے نضی تک دیکھا جاتا ہے (کہ اس میں کہیں خون لگا ہے یا نہیں) اور نضی تیر کو کہتے ہیں پیر تک پھر اس تیر پر کچھ اثر نہیں ملتا حالانکہ وہ تیر اُسکی پلیدی اور خون میں کو نکل گیا ہوتا ہے اُسکی نشانی یہ ہے کہ اُن میں ایک آدمی سیاہ رنگ ہوگا اور اُسکی دونوں بازو دمیں ایک بازو عورت کی پستان کیطرح ہوگا یا گوشت کے ایک ٹکڑے جیسا ہلتا ہوگا اور یہ لوگ سارے آدمیوں سے بہتر فرقہ[2] کے مقابلہ میں نکلینگے ابو سعید فرماتے ہیں میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ حدیث مینے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابو طالب نے اُن لوگوں سے جنگ کی ہے میں بھی اُنکے ساتھ تھا اُنہوں نے اسی آدمی کے تلاش کرنیکا حکم دیا چنانچہ تلاش کیا گیا پھر کوئی اُسے اُنکے پاس لایا یہانتک کہ مینے بھی اُسے دیکھا کہ جو صفت آنحضور نے بتائی تھی وہ اُسی صفت پر تھا اور ایک روایت میں (اسکی جگہ کہ ذوالخویصرہ آیا) یوں ہے کہ ایک ایسا آدمی آیا جسکی دونوں آنکھیں اندر گھسی ہوئی تھیں پیشانی اُبھری ہوئی تھی ڈاڑھی گنجان رخسارے اُبھرے ہوئے اور سر منڈا ہوا اُسنے کہا اے محمد اللہ سے ڈرو آپنے فرمایا کہ جب میں ہی اُسکی نافرمانی کرونگا تو فرمانبرداری اور کون سا شخص کریگا اللہ تعالیٰ مجھے ساری زمین والو پر امانت دار جانتا ہے لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے پھر ایک آدمی نے اُس کے قتل کر دینے کو پوچھا آپنے اُسے منع کر دیا جب وہ پشت پھیر کے چلا تو آپ نے فرمایا کہ اسی کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو قرآن پڑھینگے لیکن قرآن اُنکے حلقوں سے نیچے نہیں اتریگا وہ اسلام سے ایسے

[1] یعنی اُنکی قرأت اور اُنکے اعمال اوپر نہیں چڑھینگے اور مقبول نہیں ہونگے یا قرآن اُنکی زبانوں سے تجاوز کرکے اُنکے دل تک نہیں پہنچیگا اور تاثیر نہیں کریگا ۱۲ [2] اس بہتر فرقہ سے حضرت علی اور اُنکے ہمراہی مراد ہیں ۱۲

نکل جائینگے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ مسلمان لوگوں کو قتل کرینگے اور بُت پرستوں[1] کو
چھوڑ دینگے واقعی اگر مینے اُنہیں پایا تو میں اُنہیں قوم عاد[2] کیطرح قتل کرونگا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۱۳۲۹) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کیطرف بلاتا تھا کیونکہ وہ مشرکہ تھی پھر
ایک روز جو مینے اُسے مسلمان ہونے کے لئے کہا تو اُسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مجھ
ایسی بات سُنائی جو مجھے بہت بُری معلوم ہوئی میں اُسیوقت روتا ہوا آنحضور کی خدمت بابرکت میں آیا
اور مینے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دیدے جبھی
آپ نے فرمایا یا الٰہی ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے اور میں بوجہ دعا آنحضرت کے خوش ہوتا ہوا
وہاں سے نکلا جب میں (اپنے) دروازے پر پہنچا تو ناگہاں وہ بند تھا اور میری والدہ نے میرے
پاؤں کی آواز سُنی اور کہنے لگی کہ اے ابوہریرہ تم وہیں رہنا اور مینے پانی کے گرنے کی آواز سُنی
چنانچہ میری والدہ نے غسل کیا اور اپنا کُرتہ پہنکر ابھی جلدی کی وجہ سے اوڑھنی نہیں
اوڑھی تھی کہ دروازہ کھولدیا پھر کہا اے ابوہریرہ (میں مسلمان ہوتی ہوں) اشھدان لاالٰہ الا اللہ و
اشھدان محمداً عبدہ ورسولہ) پھر میں خوشی کے مارے روتا ہوا[3] آنحضور کی خدمت میں گیا آپ نے
اللہ کی حمد بیان کی (یعنے شکر کیا) اور فرمایا کہ بہتر ہوا۔ یہ روایت مُسلم نے نقل کی ہے۔
(۱۳۳۱) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ تم لوگ یہ کہتے ہو گے کہ ابوہریرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیثیں سب سے زیادہ نقل کرتا ہے (کہیں کوئی اپنی طرف سے تو نہیں کہدیتا) حالانکہ اللہ
(یعنے روز قیامت) ہمارے وعدہ گاہ[4] ہے اور واقعی (اس زیادہ بیان کرنے کا سبب یہی کہا

---

[1] یعنے اُنہیں لایق اور مناسب تو یہ تھا کہ وہ بُت پرستوں سے جنگ کریں لیکن وہ اُنہیں چھوڑکر اہل اسلام ہی سے جنگ کرینگے ۱۲ [2] عاد کیطرح قتل کرنے سے یہ مراد ہے کہ اُنکی بیخ کنی بالکل کرونگا فقط بیخ کنی ہی میں تشبیہ بیان کرنی مقصود ہے کیونکہ عاد تلوار سے قتل نہیں کئے گئے بلکہ ایک [illegible] ہوا سے اُنکی بیخ کنی کردی گئی تھی ۱۲
[3] رونا غم ورنج کی وجہ سے تو ہوتا ہی ہے لیکن کبھی خوشی کی وجہ سے بھی رونا آجاتا ہے چنانچہ بعضے خوش طبعوں نے کہا ہے کہ جو رونا خوشی کا ہوتا ہے اُس کا سبب یہ ہے کہ غم آنسوؤں کی صورت میں ہو کر نکلجاتا ہے ۱۲ [4] یعنے اگر مینے کوئی بات حدیث میں اپنی طرف سے کمی بیشی کی ہو گی تو قیامت کے دن ہمیں اپنے وعدہ پر اللہ سے ملنا ہے وہ اسکی ہمیں سزا دیگا ۱۲۔

ہمارے بھائی مہاجرین کو تو (حضور انور کی خدمت میں رہنے سے) اُنکے بازاری کاروبار روکدیتے تھے (کیونکہ مہاجرین تاجر لوگ تھے) اور ہمارے انصاری بھائیونکو اُنکے مال (وزراعت) کا کام انہیں روکے رکھتا تھا اور میں (اُس زمانہ میں) فقیر آدمی تھا کہ صرف اپنے پیٹ کی سیری پر ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس رہتا تھا اور ایک روز آنحضور نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے اپنا کپڑا پھیلادے یہانتک کہ میں اپنی یہ گفتگو پوری کروں پھر وہ اُس کپڑے کو اکٹھا کرکے اپنے سینہ سے لگالے تو وہ میری ان باتوں میں سے کبھی بھی کوئی بات نہیں بھولیگا اُسیوقت میں نے اپنی کملی پھیلادی میرے پاس اُسکے سوا اور کوئی کپڑا ہی نہ تھا یہانتک آنحضور نے اپنی گفتگو پوری کرلی پھر میں نے اُسے اکٹھا کرکے اپنے سینہ سے لگالیا پھر قسم ہے اُس ذات کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا تھا کہ آپ کی اُن باتوں میں سے آجکے اس دن تک میں کوئی بات نہیں بھولا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۳۱) حضرت جریر بن عبداللہ کہتے ہیں (ایک روز) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ کیا تم ذی الخلصہ[۱] (کی ایذارسانی) سے مجھے راحت نہیں دوگے میں نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا (یعنے گر پڑا کرتا تھا) بھی میں نے آنحضور سے ذکر کیا آپ نے میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک مارا یہانتک کہ آپکے ہاتھ کا اثر مجھے اپنے سینہ میں معلوم ہوا اور آپ نے فرمایا یاالٰہی جریر کو (گھوڑے پر) ثابت رکھ اور انہیں ہدایت کرنے والا اور ہدایت کیا ہوا کردے جریر فرماتے ہیں کہ بعد اُسکے میں اپنے گھوڑے پر سے کبھی نہیں گرا راوی کہتے ہیں پھر جریر احمس[۲] کے ڈیڑھ سو سواروں کو لیکر (ذی الخلصہ کی طرف) روانہ ہوئے اور آگ سے جلاکر اُسے وہیں توڑ ڈالا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۳۲) حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی[۳] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا پھر وہ

---

[۱] ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کے بتخانہ کا نام تھا اسے کعبۃ الیمامہ بھی کہتے تھے اسکے اندر ایک بت تھا اُسکا نام خلصہ لیتے تھے اور آنحضور کا مقصود یہ تھا کہ اُسے توڑ کر مجھے اُسکے رنج سے چھڑادو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفوس کاملہ کو عبادت غیر اللہ سے تکلیف ہوتی ہے ۱۲ [۲] احمس قریش میں سے چند قبیلوں کا نام ہے اُنکی شجاعت کی وجہ سے اُنکا یہ نام رکھا گیا تھا کیونکہ احمس حماستہ سے ہے اور حماستہ کے معنے شجاعت کے ہیں ۱۲ [۳] یہ شخص نصرانی تھا مسلمان ہوگیا پھر مرتد

اسلام سے پھر کر مشرکوں میں جا ملا آنحضور نے فرمایا کہ (اسکے مرنے کے بعد) اسے زمین قبول نہیں کریگی (انس فرماتے ہیں) پھر ابو طلحہ نے مجھسے بیان کیا کہ جس ملک میں وہ شخص مرا تھا وہ وہاں گئے اور اسے قبر سے باہر پڑا ہوا پایا انہوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے (جو یوں پڑا ہے) انہوں نے کہا کہ ہم اسے کئی مرتبہ دفن کر چکے ہیں لیکن زمین ہی قبول نہیں کرتی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۳۳) حضرت ابو ایوب فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اسوقت سورج غروب ہو چکا تھا آنحضور نے ایک آواز سنی اور فرمایا کہ یہودیوں کو قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۳۴) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر[۱] سے تشریف لائے اور جب آپ مدینہ منورہ کے پاس پہنچے تو ایسی سخت ہوا چلی قریب تھا کہ سوار کو اڑا کر نظروں سے پوشیدہ کر دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہوا کسی منافق کی موت کے وقت بھیجی گئی ہے پھر آپ مدینہ میں آئے تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا منافق مرگیا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۳۳۵) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ (مکہ سے مدینہ منورہ کیطرف) چلے جاتے تھے جسوقت ہم عسفان[۲] میں آئے تو آنحضور وہاں کئی روز تک ٹھیرے رہے اور لوگ کہنے لگے کہ ہم یہاں کسی کام میں بھی نہیں ہیں اور ہمارے گھر والے ہمسے چونکہ غائب ہیں اسلئے ہمیں انپر اطمینان بھی نہیں ہے پھر یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی آپنے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جبتک کہ تم مدینہ میں جاؤ گے مدینہ کی ہر گھاٹی اور راستہ پر دو فرشتے (کھڑے ہوکر) اسکی نگہبانی کرینگے پھر فرمایا چلو چنانچہ سب چل دیئے اور مدینہ کیطرف متوجہ ہوئے پھر قسم ہے اس ذات کی کہ جسکی قسم کھائی جاتی ہے جسوقت ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو ابھی ہم اپنے (اونٹوں کے) کجاوے نہیں رکھنے پائے تھے کہ بنو عبداللہ بن غطفان نے ہمپر حملہ کیا اور اس سے پہلے انہیں کسی چیز نے نہیں ابھارا۔

---

[۱] بعضوں نے کہا ہے کہ یہ سفر غزوہ تبوک کا تھا اور اس منافق کا نام رفاعہ بن زید تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سفر غزوہ بنی مصطلق کا تھا اور منافق کا نام رافع تھا ۱۲ [۲] عسفان مکہ معظمہ سے دو منزل پر ایک موضع کا نام ہے ۱۲۔

یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۳۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط سالی ہوئی پھر جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک گنوار کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (بارش نہ ہونیکی وجہ سے) مال جاتے رہے اور بال بچے بھوکے مرنے لگے لہذا آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجئے اسیوقت آنحضور نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حالانکہ اسوقت آسمان میں ہم ابر کا ایک ٹکڑا تک نہیں دیکھتے تھے پھر قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی آپ نے ہاتھ (نیچے) نہیں رکھے تھے کہ پہاڑوں جیسا ابر اٹھا بعد اسکے آپ ابھی منبر سے نہیں اترے تھے کہ بارش کا پانی میں نے آپکی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھا اور اس روز اور اگلے روز اور اس سے اگلے روز (غرضکہ) دوسرے جمعہ تک ہمارے یہاں بارش ہوتی رہی پھر وہی گنوار یا کوئی اور کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکانات گر گئے ہیں اور مال (وغیرہ) غرق ہو گئے ہیں لہذا اب آپ ہمارے لئے اللہ سے (ابر کے کھلنے کی) دعا کیجئے پھر اسیوقت آپنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوندا ہمارے گرد اگرد برسا اور ہم پر نہ برسا[۱] پھر آنحضور نے ابر کے جسطرف اشارہ کیا فوراً ہی کھل گیا اور مدینہ کے اوپر مثل گڑھے کے ہوگیا[۲] اور نالہ قناۃ ایک مہینہ تک بہتا رہا اور جو کوئی کسی طرف سے آتا تھا تو وہ بارش کی کثرت ہی بیان کرتا تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپنے یہ دعا کی یا الٰہی ہمارے گرد اگرد برسا اور ہم پر نہ برسا یا الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑوں پر اور نالوں میں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں میں برسا انس فرماتے ہیں پھر ابر کھل گیا اور ہم باہر نکل کر دھوپ میں چلنے لگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۳۷) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت خطبہ پڑھتے تھے تو مسجد کے ستونوں میں سے ایک کھجور کے تنہ پر تکیہ لگا لیا کرتے تھے اور جب آپ کیلئے منبر بنگیا اور آپ (خطبہ پڑھنے

---

[۱] اس حدیث کے اس موقعہ پر امام نووی نے لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب بارش اس کثرت سے ہونے لگے کہ اس سے مخلوق خدا کو تکلیف و ضرر ہو تو مستحب ہے کہ ایسی دعا کرے یا الٰہی مکانوں پر بارش نہو اور اسکیلئے نماز پڑھنا یا جنگلوں میں جمع ہونا مشروع نہیں ہے ۱۲ [۲] یعنے مدینہ کی تمام اطراف میں ابر تھا اور وہیں برستا تھا لیکن مدینہ پر بالکل ابر نہ تھا بلکہ اسکے اوپر کھل کے گڑھے کی مانند ہو گیا تھا [۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے

کے لیئے) اُس پر کھڑے ہوئے تو وہ کھجور کا تنہ جسکے پاس پہلے آپ کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے تھے وہ چلّایا یہانتک کہ قریب پھٹنے کے ہوگیا اُسیوقت آنحضرت (منبر سے نیچے اُترے اور اُسے پکڑ کر اپنے گلے سے لگالیا پھر وہ ستون اُس بچہ کی طرح رونے لگا جو جھپکا کیا جاتے ہوئے رویا کرتا ہے پھر خاموش ہوگیا آنحضرت نے فرمایا کہ جو ذکر (الہٰی) یہ سُنا کرتا تھا اب یہ اُسکے نہ سُننے پر رویا تھا - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے -

(۱۳۳۸) حضرت سلمہ بن اکوع روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھایا آپ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا وہ بولا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپنے فرمایا (خدا کرے کہ) تو نہیں کھا سکے (راوی کہتے ہیں) کیونکہ وہ تکبری کی وجہ سے نہیں کھاتا تھا سلمہ کہتے ہیں کہ بعد اسکے وہ شخص اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ اُٹھا سکتا تھا - یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے -

(۱۳۳۹) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ کے لوگ ڈر گئے اُسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے ایک سست (کم رفتار) گھوڑے پر سوار ہوکر گئے اور وہ گھوڑا بہت ہی اپنے قدم کو پاس رکھتا تھا اور جسوقت آنحضرت واپس آئے تو فرمایا کہ ہمنے تمہارے گھوڑے کو (تیز چلنے میں) دریا جیسا پایا اور بعد آنحضرت کی سواری کے وہ گھوڑا ایسا ہوگیا کہ کوئی گھوڑا اُسکے برابر نہیں چل سکتا تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ بعد اُس دن کے کوئی گھوڑا اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا - یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے -

(۱۳۴۰) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جسوقت میرے والد کا انتقال ہوا تو اُن کے ذمہ بہت سا قرض تھا میں نے اُنکے قرض خواہوں کے روبرو یہ بات کہی کہ جو کچھ میرے والد کے ذمہ قرض ہے اسکے عوض تمام کھجوریں لے لیں اُنہوں نے انکار کردیا[1] میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ احد کے دن (لڑائی میں) میرے والد شہید ہوگئے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے ذمہ) بہت ہی قرض چھوڑا ہے اور میں اب یہ چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپکو (میرے پاس) دیکھ لیں تاکہ

[1] یہ قرض خواہ یہودی لوگ تھے اور وہ کھجوریں بظاہر قرض سے کم معلوم ہوتی تھیں اس لیئے اُنہوں نے اُنکے لینے سے انکار کردیا ہم تو اپنا پورا روپیہ وصول کرینگے ۱۲

شاید وہ کچھ رعایت کردیں) آپنے مجھسے فرمایا تم جاکر ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگا دو چنانچہ ایسا ہی کیا پھر آپکو بلایا جب قرضخواہوں نے آپکو دیکھا تو گویا وہ اسوقت مجھپر دلیر ہوگئے اور جب آنحضرت نے انہیں یہ کرتے ہوئے دیکھا تو آپ سب میں بڑے ڈھیر کے گرد اگرد تین مرتبہ پھرے پھر اسکے اوپر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ تم اپنے قرضخواہوں کو میرے پاس بلالاؤ (چنانچہ وہ آگئے) اور آنحضور انہیں ناپ کر دیتے رہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے ذمہ سے انکا قرض ادا کردیا اور میری یہی خوشی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کا قرض ادا کرادے اور (اگرچہ) میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی واپس لیکر نہ جاؤں پھر اللہ تعالیٰ نے (آنحضور کے معجزے کی برکت سے) سارے ڈھیر بچا دئیے یہانتک کہ میں اسی ڈھیر کو جسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے دیکھتا تھا گویا اسمیں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۴۴) حضرت جابر ہی فرماتے ہیں کہ ام مالک اپنی کپی میں کچھ گھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفۃً بھیجا کرتی تھیں پھر ان کے بچے ان سے لگاون مانگنے آتے اور انکے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اسی کپی کیطرف جسمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجتی تھیں جاتیں اور اسمیں سے گھی لے لیتیں اور ان کے گھر والوں) کا لگاون ہمیشہ اسی میں سے نکلتا رہتا یہاں تک کہ (ایک روز) اسے نچوڑ لیا پھر آنحضور کی خدمت میں آئیں آپنے پوچھا کیا تمنے اسے نچوڑ لیا ؟ یہ بولیں ہاں آپنے فرمایا اگر تم اسے ویسی ہی چھوڑے رکھتیں تو برابر (اس میں سے) لگاون نکلتا رہتا یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۴۵) حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے (میری والدہ) ام سلیم سے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سنی ہے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکو بھوک (لگ رہی) ہے لہذا تمہارے پاس کوئی چیز ہے (یا نہیں) انہوں نے کہا ہاں (ہے) پھر ام سلیم نے کئی روٹیاں جَو کی نکالیں اور اپنی اوڑھنی نکالکر تھوڑی سی اوڑھنی میں وہ روٹیاں لپیٹ دیں پھر انہیں میری

ا؎ اور روایتوں میں آیا ہے کہ جسوقت حضرت جابر کے والد کا انتقال ہوا تو انہوں نے آٹھ بیٹیاں چھوڑی تھیں انکی وجہ سے حضرت جابر اور بھی زیادہ پریشان تھے ۱۲ ؎۲ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چونکہ اسمیں تحفہ جایا کرتا تھا اسلئے آپکی برکت سے پھر ہمیشہ اسمیں سے لگاون کا کام چلتا تھا یہانتک کہ ام مالکنے زیادتی ضرورت کیوجہ سے اسے نچوڑ لیا تو اسوجہ سے اسمیں بے برکتی ہو گئی ۱۲۔

بغل میں چھپا کر تھوڑی سی اوڑھنی میرے سر پر لپیٹ دی پھر مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجدیا چنانچہ میں وہ لیکر گیا اور مینے آنحضرت کو مسجد میں بیٹھے ہوئے پایا اور آپکے پاس اور لوگ بھی تھے مینے انہیں سلام کیا آپنے مجھسے پوچھا کہ کیا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے مینے کہا ہاں آپنے فرمایا کھانا دیکر مینے کہا ہاں جو لوگ آپکے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا تم سب کھڑے ہو جاؤ (یعنے تاکہ ابو طلحہ کے گھر چلیں) اور آپ (معہ صحابہ کے) چلدیئے اور آگے آگے میں چلا یہانتک کہ ابو طلحہ کے پاس پہنچ مینے (گھر میں جاکر) ابو طلحہ کو خبر دی اُنھوں نے فرمایا اے ام سلیم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم آدمیونکو لیکر آگئے ہیں حالانکہ ہمارے پاس اُنکے کھلانے کو کچھ نہیں ہے اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُسکا رسول جانیں[۲] (تم خاموش رہو) پھر ابو طلحہ (آنحضرت کے استقبال کے لئے) گئے اور آپ سے ملے پھر آپ تشریف لائے اور ابو طلحہ آپکے ہمراہ تھے آنحضور نے (مکان میں آنکر) فرمایا کہ اے ام سُلیمؓ جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ چنانچہ ام سلیم وہی روٹیاں لائیں آنحضور نے اُن روٹیونکو توڑ دینے کے لئے) فرمایا چنانچہ وہ توڑ دی گئیں اور ام سلیم نے ایک کپی نچوڑ کر اُنپر کھی بطور سالن لگادیا پھر جو اللہ کو منظور تھا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسپر پڑھا بعد اسکے فرمایا کہ دس آدمیونکو اجازت دو (کہ وہ آنکر کھانا شروع کردیں) چنانچہ ابو طلحہ نے دس آدمیوں کو بلایا وہ کھانے لگے یہانتک کہ اُنکے پیٹ بھر گئے پھر وہ باہر چلے گئے پھر آپ نے فرمایا کہ دس دس آدمیوں کو بُلاتے رہو چنانچہ (اسیطرح) سب لوگوں نے کھالیا اور یہ لوگ ستر یا اسیّ آدمی تھے۔ یہ روایت

لہ روٹیونکی ایسی احتیاط اس لئے کی تھی کہ حضرت انسؓ اسوقت بہت چھوٹے تھے انکی عمر اسوقت آٹھ نو برس کی تھی لہذا اندیشہ تھا کہ یہ کہیں ڈال نہ جائیں علاوہ ازیں روٹی کا ادب بھی حتی الوسع ضروری ہے ۱۲

ٹ۲ گویا ام سلیم اپنی دانائی اور دینداری کے باعث سمجھ گئیں کہ آنحضرت اظہار معجزہ کے لئے تشریف لائے ہیں کیونکہ کھانا توجسقدر تھا آپنے دیکھ ہی لیا تھا اگر کوئی اور مصلحت نہ ہوتی تو آپ کا ہیکو تشریف لاتے ۱۲

ٹ۳ بعضوں نے کہا ہے کہ آنحضرت نے سبھونکو ایک ہی مرتبہ کھانیکی اجازت اسلئے نہیں دی کہ جسوقت تھوڑے سے کھانیکو دیکھتے تو کھانیکی طرف اُنکی حرص زیادہ ہوتی اور وہ یہ گمان کرتے کہ اس سے ہمارا پیٹ نہیں بھریگا اور حرص برکت کو کھو دیتی ہے اور بعضوں نے دس دس بُلانیکی یہ وجہ لکھی ہے کہ مکان میں زیادہ آدمیوں کی گنجائش نہ تھی ۱۲ لمعات۔

متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے فرمایا کہ دس دس آدمیوں کو بلاؤ چنانچہ وہ گئے آپ نے فرمایا کھاؤ اور بسم اللہ کر لینا پھر اوروں نے کھایا یہانتک کہ آپ نے اسیطرح اسی آدمیوں کے ساتھ کیا بعد اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور گھر والوں نے کھایا اور کچھ باقی بھی چھوڑ دیا اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے فرمایا کہ میرے پاس دس دس آدمیوں کو بھیجو اور آپ نے چالیس۴۰ آدمی تک گنے بعد اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا (انس فرماتے ہیں) میں دیکھنے لگا کہ اس میں سے کچھ کم بھی ہوا ہے یا نہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے پھر آنحضرت نے جو کچھ باقی رہا تھا سب جمع کیا اس کے بعد اس میں دعاء برکت کی چنانچہ وہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا پھر آنحضور نے فرمایا کہ لو اسے کھاؤ۔

(۱۳۴۳) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام زوراء[۱] میں تھے آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھدیا اسیوقت انگلیوں کے بیچ میں سے پانی ابلنے لگا چنانچہ سب لوگوں نے وضو کر لیا قتادہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ تم اس روز کتنے آدمی تھے انہوں نے فرمایا کہ تین سو یا تین سو سے کچھ زیادہ تھے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۳۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے کہ ہم اصحابہ لوگ پہلے زمانہ میں) آیتوں کو (سبب[۲]) برکت گنا کرتے تھے اور تم لوگ (آجکل) آیتوں کو (سبب) خوف گنتے ہو (ایک مرتبہ) ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے (اتفاق سے) پانی کم ہو گیا آنحضور نے صحابہ سے فرمایا کہ تم بچا ہوا پانی تلاش کر کے لاؤ چنانچہ وہ ایک برتن لائے اسمیں تھوڑا سا پانی تھا آنحضور نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیا پھر آپ نے فرمایا کہ مبارک پانی پر آجاؤ اور برکت ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور بخدا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے بیچ میں سے پانی کو ابلتے ہوئے دیکھا ہے اور واقعی جو کھانا کھایا جاتا تھا ہم اسکی تسبیح سُنا کرتے تھے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۳۴۵) حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سُنائی

---

[۱] زوراء مدینہ منورہ میں بازار کے قریب ایک مشہور جگہ کا نام ہے ۱۲ لمعات [۲] مقصود حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ ہے کہ آیتیں اگرچہ کافروں اور منکروں کے ڈرانے کے لئے نازل ہوئی ہیں لیکن نسبت ایمان والوں کے تو وہ آیتیں باعث برکت اور زیادتی ایمان ہیں لہٰذا ہمیں خوش ہونا چاہیئے ۱۲ طیبی

کو خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ تم شام سو لیکر رات بھر چلو گے اور کل کو انشاء اللہ تعالیٰ ایک پانی پر ؎۱ پہنچ جاؤ گے چنانچہ سب لوگ اس طرح چلے کہ کوئی کسیکی طرف التفات نہیں کرتا تھا ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے یہانتک کہ نصف رات ہو گئی آنحضور نے راستہ سے ایک طرف کو ہو کر (سونے کے لئے بچھونے پر) سر مبارک رکھدیا اور (خادموں سے) فرمایا کہ ہماری نماز کی خبر رکھنا (یعنے جب صبح ہو ہمیں اٹھا دینا چنانچہ آپ سو گئے اتفاق سے) پھر سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی جاگے اور دھوپ آپ کی کمر پر پھیلی ہوئی تھی آپ نے (صحابہ سے) فرمایا کہ سوار ہو جاؤ ؎۲ چنانچہ ہم سب سوار ہو کر چلدئے یہانتک کہ سورج (خوب) اونچا ہو گیا تب آنحضرت اترے اور اپنا لوٹا جو میرے ساتھ تھا منگایا اور اسمیں تھوڑا سا پانی تھا آپنے اُس پانی سے بہ نسبت اور دفعہ کے تھوڑا تھوڑا پانی لیکر وضو کیا ابو قتادہ کہتے ہیں اور تھوڑا سا پانی اُس لوٹے میں باقی رہگیا پھر آپنے فرمایا کہ ہمارے لوٹے کو حفاظت سے رکھنا عنقریب اس سے ایک (عجیب) بات ظاہر ہو گی پھر حضرت بلال نے نماز کے لئے آذان دی اور آپ نے دو رکعت (سنت فجر) پڑھکر پھر صبح کی نماز پڑھائی اور (پڑھکر) سوار ہو گئے اور آپکے ساتھ ہم بھی سوار ہو گئے پھر ہم لوگوں کے پاس (جو قافلہ میں سے آگے چلے گئے تھے) ایسے وقت پہنچے کہ دن چڑھ گیا تھا اور (دھوپ باعث) ہر چیز گرما گئی تھی اور وہ لوگ کہرہے تھے کہ یا رسول اللہ ہم تو پیاس کی وجہ سے مرگئے آپنے فرمایا تم مرے نہیں پھر آنحضور نے وہی لوٹا منگا کر (اسمیں سے پانی) ڈالنا شروع کیا اور ابو قتادہ لوگوں کو پلاتے جاتے تھے یہانتک ہوا کہ لوگ لوٹے میں پانی دیکھکر (زیادہ پیاس کیوجہ سے) اُسپر اوندھے گرنے لگے آنحضور نے فرمایا کہ تم لوگ ؎۳ بھلے ہو (ذرا آہستگی سے رہو عنقریب تم سب سیراب ہو جاؤ گے چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا (کہ سب پی پی کر علحدہ ہوتے رہے) اور آنحضور ڈالتے رہے اور میں پلاتا رہا یہانتک کہ سوائے میرے اور

؎۱ اس پانی سے وہ پانی مراد ہے جو معجزے سے پیدا ہوگا جس کا بیان آخر حدیث میں آئیگا ۱۲ ؎۲ دوسری روایت میں آیا ہے کہ اس جگہ میں شیطان کا اثر زیادہ ہے (جسکے کہ نماز قضا ہو گئی) لہٰذا یہاں سے چلنا چاہئے اور اس سے معلوم کہ جس جگہ کوئی حکم خدا ترک ہو جائے خواہ قصد سے ہو یا بغیر قصد کے یا ممنوع فعل کرلیا ہو تو اُس جگہ کو چھوڑ دینا مستحب ہے ۱۲ ؎۳ یعنے آپسمیں ایک دوسرے کے ساتھ ایسی سختی کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے ۱۲

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی باقی نہ رہا پھر آپنے پانی ڈالکر مجھسے فرمایا کہ تم پی لو میں نے عرض کیا کہ میں نہیں پیونگا جبتک کہ آپ نہ پی لیں آپنے فرمایا ان ساقی القوم آخرہم (ترجمہ لوگوں کا پلانے والا انکے پیچھے (پیا کرتا) ہے ابو قتادہ کہتے ہیں چنانچہ اول مینے پیا بعد میں آپنے پیا اور فرماتے ہیں کہ جسوقت لوگ اور پانی پر پہنچے تو سب خوش خرم اور سیراب ہو گئے تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور اسی طرح صحیح مسلم میں ہے اور اسیطرح حمیدی کی کتاب اور جامع الاصول میں ہے اور مصابیح میں اخرہم کے بعد لفظ شرباً زیادہ بیان کیا ہے (یعنے پلانے والا پینے میں پیچھے ہوتا ہے)۔

(۱۳۴۶) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک[ف] کے دن جب لوگوں کو سخت بھوک لگی تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ لوگوں سے بچے ہوئے توشے منگا کر انمیں برکت ہونے کی اللہ سے دعا کیجئے آپ نے فرمایا ہاں اچھا چنانچہ آنحضور نے چمڑے کا ایک دسترخوان منگایا اور اُسے بچھا کر پھر بچے ہوئے توشے منگائے اور لوگ لانے لگے ایک چنے کی مٹھی بھر کر لایا اور دوسرا ایک لپ کھجوروں کی لایا اور کوئی شخص روٹی کا ٹکڑا لایا یہانتک کہ اُس دسترخوان پر کچھ تھوڑی سی چیز جمع ہو گئی پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسپر دعاء برکت کی اسکے (لوگوں سے) فرمایا کہ تم اپنے برتنوں میں (بھر کے) لیجاؤ چنانچہ سبھوں نے اپنے اپنے برتنوں میں لے لیا یہانتک کہ سارے لشکر میں کوئی برتن بھرے بغیر نہ چھوڑا ابو ہریرہ فرماتے ہیں پھر لوگوں نے اسقدر کھایا کہ سب شکم سیر ہو گئے اور کچھ بچ بھی گیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ پڑھکر فرمایا کہ ایسا کوئی بندہ نہیں ہے جو ان دونوں[ف۲] گواہیوں کے ساتھ خدا سے ملے اور کچھ شک کرتا ہو اور اُسے بہشت سے روکدیا جائے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۴۷) حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت زینب سے نئی شادی ہوئی تھی کہ میری والدہ اُم سلیم نے کھجوریں اور کچھ گھی اور کچھ پنیر لیکر اُنکا ملیدہ بنایا اور اُسے ایک ہنڈیا میں ڈالکر کہنے لگیں کہ اے انس تم یہ ملیدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیجاؤ اور تم کہنا

ف تبوک ایک جگہ کا نام ہے اسمیں اور مدینہ منورہ میں ایک مہینہ کا راستہ ہے تبوک پر جنگ ۹ھ ماہ رجب میں ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوں میں آخری غزوہ یہ تبوک ہی کا ہوا تھا ۱۲ ف۲ یعنے جو شخص توحید اور رسالت دونوں کی گواہی دیتا ہوا بغیر شک کے اللہ سے ملے تو وہ بہشت سے نہیں روکا جائیگا ۱۲

کہ یہ ملیدہ آپکے پاس میری والدہ نے بھیجا ہے اور اُس نے آپکی خدمت میں سلام بھی عرض کیا ہے
اور کہا ہے کہ یارسول اللہ یہ آپکی خدمت میں ہماری طرف سے تھوڑی ہی سی چیز ہے[1] (انس فرماتے
ہیں) میں گیا اور (جسطرح میری والدہ نے کہا تھا) میں نے عرض کیا آپ نے فرمایا تم اسے رکھدو پھر
آپ نے چند آدمیوں کا نام لیکر فرمایا کہ تم جاؤ اور فلانے اور فلانے اور فلانے کو میرے پاس
بُلا لاؤ بلکہ جس شخص سے تم ملو اُسے میرے پاس بلا لانا چنانچہ جنکا آپ نے نام لیا تھا اور جس سے
میں ملا سبھوں کو بلاکر لایا اور جب میں واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا
ہے کسی نے پوچھا اے انس اُس روز تم کتنے آدمی تھے انہوں نے فرمایا کہ تین سو سے کچھ اوپر تھے
(انس فرماتے ہیں) پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس ملیدہ پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا اور جو
اللہ کو منظور تھا آپنے (برکت کے لئے) پڑھا پھر آپ نے دس دس آدمیوں کو بلانا شروع کیا کہ وہ اُس
میں سے کہاتے تھے اور آنحضور اُنسے فرماتے تھے کہ بسم اللہ کرلینا اور ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے آگے
کہائے انس فرماتے ہیں کہ (جو لوگ آئے تھے) انہوں نے کہا لیا یہانتک کہ اُنکے پیٹ بھر گئے اور
ایک جماعت جاکر پھر دوسری جماعت اندر آئی یہانتک کہ سبھوں نے کہا لیا آنحضور نے مجھسے
فرمایا اے انس (کونڈی کو) اُٹھالو میں نے اُٹھالیا اور مجھے معلوم نہیں ہوا کہ جسوقت میں نے رکھا تھا اُس
وقت اُس میں کہانا زیادہ تھا یا جسوقت میں نے اُٹھایا اُسوقت زیادہ تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے
(۳۴۸) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوکر جہاد کیا ہے اور میں
ایک آب کش اونٹ پر سوار تھا وہ ایسا تھک گیا کہ چل نہیں سکتا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مجھسے آملے اور فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہوا میں نے عرض کیا کہ یہ تھک گیا ہے آنحضور نے اُسکے
پیچھے ہوکر اُسے ہانکا اور اُس کے (تیز چلنے کے) لئے آپ نے دعا کی پھر وہ ہمیشہ اونٹوں
سے آگے چلنے لگا اُسکے بعد آنحضور نے مجھسے پوچھا کہ اب اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو میں نے عرض
کیا کہ اچھا ہے آپ کی برکت اسے پہنچگئی ہے آپ نے فرمایا تم اسے چالیس درہم کے عوض میرے

---

[1] یعنے یہ قدرے قلیل چیز ہے اگرچہ بوجہ کمی کے آپکے لائق نہیں ہے لیکن برگ سبز ست تحفۂ درویش کا مضمون ہے لہذا قبول فرما لیجئے ۱۲۔

ہاتھ بیچتے ہو مینے (یہ سنتے ہی) اُسے اس شرط پر[۱] بیچدیا کہ مدینہ منورہ تک میں سوار رہونگا اور اور جب آپ (بھی) مدینہ پہنچ گئے تو صبح ہی کو میں آپ کے پاس اونٹ لیکر گیا آپ نے اسکی قیمت مجھے دیدی اور وہ اونٹ بھی مجھی کو واپس دیدیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۴۹) حضرت ابو حُمَیْد ساعدی فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ جنگ تبوک کے لئے چلے اور وادی القریٰ[۲] میں ہم ایک عورت کے باغیچہ کے پاس پہنچے آنحضرت (صحابہ سے) فرمایا کہ تم لوگ اس باغ کے پھل کا اندازہ کرو (کہ کسقدر ہے) چنانچہ ہمنے (اپنے اپنے خیال میں) اُس کا اندازہ کرلیا اور آنحضور نے خود دس وسق کا اندازہ کیا اور آپ نے اُس عورت سے فرمایا کہ جبتک ہم انشاءاللہ تعالیٰ تیرے پاس واپس آئیں تو اسکے وسق یاد رکھنا (ابو حمید فرماتے ہیں) اور ہم آگے چلدیئے یہانتک کہ ہم تبوک میں پہنچگئے پھر آنحضور نے فرمایا کہ رات کو عنقریب تمپر بہت تیز ہوا چلیگی لہذا اسمیں کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جسکے پاس اونٹ ہو وہ اُس کا پابند (یعنے پانوں کی رسّی) مضبوط باندھ دے (چنانچہ) پھر بہت تیز ہوا چلی اور ایک آدمی کھڑا ہوگیا تھا ہوا نے اُسے اٹھاکر اُسے طیّ[۴] کے دو پہاڑوں پر پھینکدیا پھر ہم (مدینہ کی طرف) روانہ ہوئے جب وادی القریٰ (کے اُسی باغ) میں پہنچے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت سے اُسکے باغیچہ کا حال پوچھا کہ اُس کا پھل کسقدر ہوا وہ بولی کہ دس[۳] وسق ہوئے تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۵۰) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک تم عنقریب مصر کو فتح کرلوگے اور مصر ایک ملک ہے کہ اسمیں قیراط[۵] کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور جسوقت

---

[۱] اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیع میں ایسی شرط کرنی جایز ہے جسمیں بائع کا کچھ نفع ہو لیکن اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی شرطیں جایز نہیں ہیں لہذا یا تو یہ حدیث منسوخ ہے اور یا یہ شرط عین عقد میں نہ ہوئی ہو بلکہ بعد بیع ہو جانیکے حضرت جابر نے یہ گذارش خدمت عالی میں کی ہوگی آپنے قبول فرمالیا واللہ اعلم ۱۲ لمعات [۲] وادی القریٰ ایک موضع ہے اُسکے اور مدینہ منورہ کے درمیان تین روز کی مسافت ہے ۱۲ [۳] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع قریب ساڑھے تین سیر وزن کا ہے ۱۲ [۴] طیّ حجر میں ایک قبیلہ کا نام ہے اور حاتم طائی بھی وہیں رہتا تھا اور اسکے رہنے کی وجہ سے وہاں کے پہاڑ بھی اسی نام سے مشہور ہیں ۱۲

تم اسے فتح کرلو تو اسکے باشندوں کے ساتھ احسان کرنا کیونکہ انسے (ہمارا) ایک عہد اور علاقہ ہے یا فرمایا کہ عہد اور (علاقہ) سسرال ہے پھر جس وقت تم وہاں دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے ہوئے دیکھو تو تم وہاں سے نکل آنا ابوذر فرماتے ہیں کہ (حسب الارشاد آنحضرت میں نے خود عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ کو اور اسکے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے ہوئے دیکھا چنانچہ میں وہاں سے نکل آیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۵۱) حضرت حذیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ میں اور ایک روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا کہ میری امت میں بارہ[12] منافق ایسے ہونگے کہ وہ بہشت میں نہیں جائینگے اور (جانا کیا بلکہ) بہشت کی خوشبو بھی نہیں سونگھینگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نکل جائے (اور یہ ہونا محال ہے) ان بارہ[12] میں سے آٹھ[8] کو تو دبیلہ برباد کردیگا دبیلہ آگ کا شعلہ ہے جو انکی بغلوں میں نمودار ہوگا یہانتک کہ اسکی حرارت کا اثر انکے سینوں میں ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور سہل بن سعد کی حدیث کہ یہ جھنڈا میں کل کو دونگا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کے باب میں اور حضرت جابر کی حدیث کہ گھاٹی[1] پر کون شخص چڑھیگا جامع المناقب میں انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کرینگے۔

دوسری فصل

(۱۳۵۲) حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ ابوطالب (ملک) شام کیطرف (تجارت کے لیے) گئے اور انکے ساتھ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ چند قریشی بوڑھوں کے تشریف لے چلے جب یہ سب ایک راہب کے پاس پہنچے تو وہاں (کچھ دیر آرام کرنے کے لئے) اتر گئے اور سواریوں کے کجاوے کھول دئے پھر وہ راہب[2] انکے پاس آیا اور اس سے پہلے یہ سب اسکے

---

[1] قیراط ایک مختلف وزن کا نام ہے مکہ میں ایک دینار کے چوبیسویں[24] حصہ کا نام قیراط ہے اور عراق میں دینار کے بیسویں حصہ کا نام ہے آنحضور کا مقصود یہ ہے کہ قیراط باوجودیکہ ایک بہت ہی تھوڑی چیز ہے لیکن اہل مصر کی ایسی سخت عادت ہے کہ وہ معاملات اکثر اسکا ذکر زبان پر رکھتے ہیں ۱۲ [1] یعنے بسبب ابراہیم صاحبزادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ انکی والدہ ماریہ قبطیہ اہل مصر ہی کی قوم سے تہیں ۱۲ [2] راہب تارک دنیا کو کہتے ہیں یہ راہب نصرانی عالم تھا اور اس کا نام بحیرا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوقت عمر بارہ[12] برس کی تھی اور روایتوں میں آیا ہے کہ وہ راہب اٹھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے سے لگایا اور آپکی صفات اور احوال کسطرح سے تھیں ۱۲

پاس سے جاتے تو تو انکے پاس وہ کبھی نہ آتا تھا ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ابھی یہ لوگ اپنے کجاوے ہی کھول
رہے تھے کہ وہ انکے اندر کچھ ڈھونڈھتا پھرنے لگا یہاں تک کہ (اندر) آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگا کہ یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے پیغمبر ہیں انہیں اللہ نے
جہان والوں کے لئے رحمت کرکے بھیجا ہے قریشی بوڑھوں نے اُس سے پوچھا کہ تجھے یہ کسطرح معلوم
ہوا وہ کہنے لگا جسوقت تم گھاٹی سے اوپر چڑھے تھے تو کوئی درخت اور پتھر (انکے سامنے) سجدہ کئے بغیر
نہیں رہا اور یہ چیزیں نبی کے سوا اور کسیکو سجدہ نہیں کرتیں اور بیشک میں انہیں مہر نبوت کے سبب سے
بھی پہچانتا ہوں وہ انکے مونڈھے کی ہڈی کے نیچے سیب جیسی ہے پھر وہ چلا گیا اور انکے لئے اُسنے
کھانا تیار کیا جب وہ انکے پاس کھانا لایا تو آپ اونٹوں کے چرانے میں مشغول تھے راہب نے کہا کہ
اُنکے پاس کسیکو بھیجو (دیکھو تک مقدم وہی ہیں) پھر آپ تشریف لائے اور آپکے اوپر ایک ابر سایہ کئے
ہوئے تھا جسوقت آپ اون لوگوں کے قریب پہنچے تو وہ سب آپسے پہلے درخت کے سایہ میں ہو بیٹھے
تھے جب آپ بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ ہی پر آگیا وہی راہب کہنے لگا کہ تم درخت کے سایہ کو
دیکھو کہ انہیں کے اوپر چلا گیا ہے پھر اُسنے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے (کر پوچھ) تا ہوں کہ
کہ تم میں ان کا متولی اور وارث کون ہے انہوں نے کہا ابو طالب پھر وہ برابر ابو طالب کو قسمیں
دیتا رہا (کہ انہیں سفر میں تکلیف ہوگی لہذا واپس بھیجدو) یہانتک کہ ابو طالب نے آپکو واپس
روانہ کردیا اور حضرت ابو بکر نے آپ کے ساتھ (حفاظت کے لئے) بلال کو بھیجا اور اسی راہب
نے موٹی سی روٹی اور روغن زیتون راستہ کے خرچ کو دیا یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے

(۵۸۱۳/۱۳) حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا
پھر ہم مکہ کے کسی طرف کو نکلے تو جو پہاڑ اور درخت آپکے سامنے آتا تھا وہی یہ کہتا تھا کہ السلام علیک
یارسول اللہ۔ یہ روایت ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

۱۵ اگرچہ آنحضور کے سر مبارک پر ابر کا سایہ تھا لیکن مجلس میں آپکے اعزاز اور امتیاز دینے کے واسطے
درخت کا بھی سایہ آپ ہی کی طرف ڈھلگیا یا ابر کا سایہ جاتا رہا ہو اور اظہار معجزے کے لیے درخت
کا سایہ جھک آیا ہو اور ابر کا سایہ معجزہ کی قسم سے تھا لیکن کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ نہ تھا بلکہ ضرورت کے وقت
کبھی ہوتا تھا ۱۲

(۱۳۵۴) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ شب معراج کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زین کسا ہوا اور لگام دیا ہوا بُراق لایا گیا اُس نے آپکے روبرو شوخی کی تو حضرت جبرئیل نے اُس سے کہا کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتا ہے اور اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ گرامی قدر تجپر کوئی بھی سوار نہیں ہوا راوی کہتے ہیں (یہ سنتے ہی) براق پسینہ پسینہ ہو گیا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۳۵۵) حضرت بریدہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب ہم بیت المقدس کے پاس پہنچے تو جبرئیل نے اپنی انگلی سے اشارہ کر کے اس سے پتھر میں سوراخ کر لیا پھر اُس سے براق کو باندھ دیا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۵۶) حضرت یعلیٰ ابن مرۃ ثقفی فرماتے ہیں کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تین معجزے (ایک سفر میں) دیکھے ہیں (ایک تو یہ کہ) ایک روز ہم آنحضرت کے ساتھ جا رہے تھے جسوقت ہم ایک اونٹ کے پاس سے نکلے تو اُس سے پانی کھینچا جا رہا تھا جب اُس اونٹ نے آپکو دیکھا تو چلانے لگا اور اپنی گردن (نیچے) رکھدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر بیٹھ گئے پھر آپنے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے وہ آپکے پاس آیا آپنے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچدو اُسنے کہا یا رسول اللہ (میں بیچتا نہیں ہوں) بلکہ آپ کے لئے یہ ہبہ کرتا ہوں اور بات اتنی ہے کہ یہ اونٹ ایسے گھروالوں کا ہے کہ جنکے پاس اس کے سوا معیشت کا اور کوئی سلسلہ نہیں ہے آپ نے فرمایا لیکن جب تم اس کا ایسا حال ذکر کرتے ہو تو (میں اسے فقط اسلئے خریدتا تھا کہ) بیشک اس نے کام زیادہ لینے اور کم کھلانے کی شکایت کی تھی لہذا تم اسکے ساتھ بھلائی کرتے رہنا (یعلیٰ کہتے ہیں دوسرا یہ کہ) پھر ہم آگے آگے چلے اور ایک پڑاؤ پر اترے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہیں سو گئے پھر ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا یہانتک کہ اُسنے آپ پر سایہ کر لیا پھر اپنی اسی جگہ پر چلا گیا جب آنحضور جاگے تو مینے یہ ماجرا آپ سے ذکر کیا آپنے فرمایا یہ ایک درخت ہے اسنے اپنے پروردگار سے اس بات کی اجازت لی

ل بظاہر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بُراق پر اور انبیاء بھی سوار ہوئے تھے ۱۲ ؎ گھر والوں سے اُسکی مُراد اپنے تئیں اور اپنے گھر والے ہی تھے مطلب اس کا یہ تھا کہ مجھے بیچ دینے میں تو کچھ انکار نہیں ہے لیکن اسکے باعث ہم غریبوں کی روزی چل رہی ہے ۱۲۔

تھی کہ یا اللہ کے پیغمبر کو سلام کر لے اللہ نے اسے اجازت دیدی پھر یعلی کہتے ہیں (تفسیر اپکہ) ہم آگے چلے اور ایک پانی کے پاس سے نکلے وہاں ایک عورت آپکے پاس اپنے بچہ کو لائی کہ اُسے جنون[51] تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی ناک پکڑ کر فرمایا کہ نکل میں محمدؐ اللہ کا رسول ہوں پھر ہم چلدیئے اور جب واپس آئے تو اُسی پانی کے پاس سے نکلے آنحضرت نے اُس عورت سے اُس بچّہ کا حال پوچھا وہ کہنے لگی قسم ہے اُس ذات کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپکے جانیکے بعد ہمنے اس لڑکے سے کوئی شک کی بات نہیں دیکھی - یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے -

(۱۳۵۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے لڑکیکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لائی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ میرے اس لڑکے کو کچھ جنون سا ہے اور بیشک وہ اسے صبح اور شام کو کھانے کے وقت لپٹ جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اُسیوقت اُس لڑکے نے کچھ قے کی اور اُسکے پیٹ میں سے کتے کے کالے پلے جیسا کچھ نکلکر دوڑنے لگا - یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے -

(۱۳۵۸) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرت اُسوقت اہل مکہ کی کرتوت[52] کے باعث خون میں بھرے ہوئے غمگین بیٹھے تھے اُنھوں نے (آپکی تسلّی کے لئے) فرمایا یا رسول اللہ کیا آپ یہ بات چاہتے ہیں کہ ہم (آپکے نبی ہونے کی) آپکو ایک نشانی دکھادیں حضور انور نے فرمایا ہاں اُنھوں نے اپنے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھکر فرمایا کہ آپ اسے بلائیے چنانچہ آپ نے بلایا تو وہ آکر آپکے روبرو کھڑا ہو گیا پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ اسے حکم کیجیئے تاکہ یہ واپس چلا جائے آنحضور نے[53] حکم کیا چنانچہ وہ واپس چلا گیا اُسوقت آپنے فرمایا کہ میری تسلی کیلئے مجھے یہی کافی ہے - یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

---

۵۱ یعنے بظاہر دیوانہ معلوم ہوتا تھا لیکن درحقیقت اُس پر شیطانوں کا یا کہ جنوں کا اثر تھا ۱۲ -

۵۲ اس سے جنگ اُحد کے دن کی کفار کی زیادتی مُراد ہے کہ اُس میں حضور انور کا دندان مبارک ٹوٹ گیا تھا اور رخسارہ شریف پر زخم آیا تھا اور آنحضور خون میں بھر گئے تھے ۱۲ ۵۳ اس سے معلوم ہوا کہ خارق عادت کا ظہور میں آنا حصول یقین اور دفع رنج و غم میں موثر ہے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ جسے بارگاہِ خدا میں تقرب حاصل ہو اور دشمنوں کے ہاتھ سے اُسے تکلیف پہنچے تو اُسے بھی صبر کرنا چاہیئے ۱۲ -

(۱۳۵۹) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں ہم سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک گنوار آیا اور جب وہ نزدیک آگیا تو آنحضرت نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اُس کا بندہ اور اُس کا رسول ہے وہ بولا کہ آپ کے اس کہنے پر اور کون گواہی دیتا ہے آپ نے فرمایا یہ کیکر کا درخت (گواہی دیتا ہے) پھر آنحضور نے اُس درخت کو بلایا حالانکہ وہ نالہ کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا وہ (وہیں سے) زمین کو پھاڑتا ہوا آپکے روبرو کھڑا ہوگیا آپنے تین ۳ مرتبہ گواہی دلائی اُسنے تینوں ہی مرتبہ گواہی دی کہ بیشک اسیطرح ہے جسطرح آپ نے فرمایا پھر وہ درخت اپنے اُگنے کی جگہ چلا گیا۔ یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۰) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک گنوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں آکر کہنے لگا میں کسطرح پہچانوں کہ آپ پیغمبر ہیں آپ نے فرمایا اگر میں اس کھجور کے اس خوشہ کو بلاؤں تو وہ اس بات کی گواہی دیگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں پھر آنحضور علیہ السلام نے اُس خوشہ کو بلایا چنانچہ وہ کھجور کے درخت سے اُتر کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمین پر گر گیا آپنے فرمایا واپس چلا جا چنانچہ وہ چلا گیا پھر وہ گنوار مسلمان ہوگیا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کر کے اسے صحیح کہا ہے

(۱۳۶۱) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک بکریاں چرانے والے کے پاس ایک بھیڑیا آیا اور اُسنے بکریوں میں سے ایک بکری پکڑ لی پھر اُس چرواہے نے اُسے تلاش کر کے اُس سے وہ بکری چھین لی ابوہریرہ فرماتے ہیں پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دم اپنے دونوں پاؤں کے بیچ میں رکھ لی اور کہنے لگا کہ میں نے ایسے رزق کا ارادہ کیا تھا جو مجھے اللہ نے دیا تھا اور میں نے وہ لے (بھی) لیا تھا (لیکن) تو نے پھر مجھ سے چھین لیا وہ آدمی کہنے لگا قسم ہے اللہ کی میں نے آجکے دن جیسا (کوئی عجیب امر) نہیں دیکھا کہ یہ بھیڑیا ہو کر باتیں کرتا ہے اُس بھیڑئیے نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ دو سنگستان[۵] کے درمیان کھجوروں کے درختوں میں ایک آدمی ہے وہ تمہیں ایسی خبریں سناتا ہے جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو تمہارے بعد میں ہونگی ابوہریرہ فرماتے ہیں وہ آدمی یہودی تھا اسیوقت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سارا ماجرا آپ سے

۵ اس سے مراد مدینہ منورہ ہے کہ وہ دو پہاڑوں کے بیچ میں ہے اور مراد آدمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

بیان کیا اور خود مسلمان ہو گیا آنحضور نے اُسکی بات کا یقین کر لیا پھر آپنے فرمایا بیشک یہ قیامت سے پہلے کی نشانیاں ہیں (اور) قریب ہے کہ آدمی (اپنے گھر سے) نکلیگا اور جب وہ واپس آئیگا تو اُسکے دونوں جوتے اور اُس کا کوڑا اُس سے وہ باتیں بیان کر دیگا جو اُسکے پیچھے اُسکے گھر والوں نے کی ہونگی یہ روایت شرح السُّنَّۃ میں نقل کی ہے۔

(۱۳۶۲) ابو العلاء سمرۃ بن جُندب سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پے درپے صبح سے شام تک ایک پیالہ میں کھاتے جایا کرتے تھے دس آدمی (کھانے سے فارغ ہوکر) اٹھتے تھے اور دس (کھانے کے لئے) بیٹھتے تھے ہم لوگ (سمرہ سے) کہنے لگے پھر اُس پیالہ میں) کہاں سے امداد ہوتی تھی اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تمھیں کس بات سے تعجب ہے، اور کہیں سے امداد نہ ہوتی تھی فقط اُسطرف سے امداد ہوتی تھی یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۳) حضرت عبداللہ بن عمرو نقل کرتے ہیں کہ (جنگ) بدر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین سو پندرہ سوار ونکو لیکر نکلے (پھر) یہ دعا کی کہ یا الٰہی یہ سب پیدے سواری ہیں تو انہیں سواری دے یا الٰہی یہ ننگے بدن ہیں انہیں تو کپڑے پہنا یا الٰہی یہ سب بھوکے ہیں تو ان کے پیٹ بھر دے چنانچہ اللہ نے آپکو فتح دی پھر سب لوگ واپس ہوئے تو اُنمیں سے ہر آدمی ایک یا دو اونٹ لیکر واپس ہوا اور سب کپڑے پہنکر آئے اور سبھوں کے پیٹ بھر گئے یہ حدیث ابو داود نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۴) حضرت ابن مسعود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے بیشک تم لوگونکی (آیندہ خدا کیطرف سے) مدد ہوگی اور تمہیں (غنیمتیں) ملینگی اور تمہاری فتح ہوگی لہذا تم میں سے جو شخص ایسا زمانہ پائے اُسے چاہیئے کہ اللہ سے ڈرتا رہے اور اچھی باتیں بتائے اور بُری باتوں سے روکے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

ف یعنی اُسنے بھیڑئیے وغیرہ کا قصہ بیان کیا اپکو اُس کا یقین آگیا ۱۲ ع یعنی وقت ظہور معجزہ کے ایک ہی پیالہ کھانے میں سے تمام روز کھاتے جایا کرتے تھے ۱۲ ۳ مشہور یہ ہے کہ بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین سو تیرہ سوار ونکو لیکر چلے تھے جن میں تیرہ مہاجرین میں سے تھے اور دو سو چھتیس انصاری تھے ۱۲ لمعات۔

(۱۳۶۵) حضرت جابرؓ نقل کرتے ہیں کہ اہل خیبر میں سے ایک یہودی عورت[1] نے ایک بھنی ہوئی بکری میں زہر ملایا پھر اُسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفۃً بھیجدیا آنحضور نے ایک دست لیکر اس میں سے کچھ کھایا اور آپ کے ساتھ آپکے صحابہ میں سے بھی ایک جماعت نے کھایا پھر آنحضور نے (صحابہ سے) فرمایا کہ تم (کھانے سے) اپنے ہاتھ روک لو اور اس یہودیہ عورت کے پاس اُسے بلوا نیکیلئے (کسی آدمی کو) بھیجا (وہ آئی) آپنے فرمایا کہ تونے اس بکری میں زہر ملایا ہے وہ بولی کہ آپ کو کسنے بتادیا آپ نے اُس دست کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مجھے اس نے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے اُسنے کہا ہاں (میں نے زہر ملایا ہے) میں نے (اپنے دل میں یہ) کہا تھا کہ اگر پیغمبر ہونگے تو آپکو یہ زہریلی بکری کچھ ضرر نہ دیگی اور اگر آپ پیغمبر نہیں ہونگے تو ہم آپ سے آرام میں ہو جائینگے پھر آنحضور نے اسکی خطا معاف کردی اور اُسے کچھ سزا نہیں دی اور آپکے صحابہ میں سے جنہوں نے اُس بکری کا گوشت کھایا تھا وہ سب مرگئے اور آنحضور نے اسی بکری کے کھانے کی وجہ سے اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان پچھنے لگوائے اور ابوہند نے سینگی اور چھری سے آپ کے پچھنے لگائے تھے اور ابوہند انصار میں کے قبیلہ بنی بیاضہ کا غلام تھا۔ یہ روایت ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۶) حضرت سہل بن حنظلیہؓ نقل کرتے ہیں کہ حُنین کے دن صحابہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے اور بہت دور تک چلے گئے یہاں تک کہ رات ہوگئی پھر ایک سوار دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ واقعی میں فلانے فلانے پہاڑ پر چڑھا تھا ناگہاں میں نے (قبیلہ) ہوازن کو دیکھا کہ وہ اپنے باپوں[2] کے اونٹ پر اپنی عورتوں اور چوپاؤں کو لئے ہوئے حنین کی طرف جمع ہو رہے ہیں (یہ سُنکر) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ کل صبح کو یہ مسلمانوں کی غنیمت ہوگی پھر فرمایا آجکی رات ہماری پاسبانی کون کریگا انس بن ابومرثد غنوی نے کہا یارسول اللہ میں (کرونگا) آپ نے فرمایا تو تم سوار ہوجاؤ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے

---

[1] یہ عورت سلام بن مشکم کی بیوی تھی اسکا نام زینب بنت حارث تھا ۱۲ [2] عرب میں یہ ایک مثل ہے اور اُن لوگوں کے حق میں بیان کیجاتی ہے جو لڑنے مرنے کیلئے سب آجائیں اور کسیکو پیچھے نہ چھوڑیں لہٰذا اس سے مراد یہ ہے کہ قبیلہ ہوازن کے سب آدمی آگئے ہیں ۱۲

پر سوار ہوگئے پھر آپ نے فرمایا تم اس گھاٹی میں جاکر پہاڑ کے اوپر چڑھ جانا (راوی کہتے ہیں) پھر جس وقت صبح ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لیگئے وہاں آپ نے دو رکعت پڑھیں پھر (لوگوں سے) پوچھا کہ تمہیں اپنا سوار معلوم ہوا ہے ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں تو معلوم نہیں ہوا پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی (اور آنحضرت نماز پڑھانے لگے) اور آپ نماز پڑھاتے ہوئے کن انکھیوں سے اس گھاٹی کی طرف دیکھتے جاتے تھے یہانتک کہ جسوقت آپ نماز پڑھا چکے تو فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ دیکھو تمہارا سوار آگیا ہے چنانچہ پھر ہم بھی درختوں کے بیچ میں سے اس گھاٹی کو دیکھنے لگے یکایک وہ آگیا اور آنحضرت کے روبرو کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں گیا یہانتک کہ میں اس گھاٹی کے اوپر پہنچ گیا جہاں کے لئے مجھے آنحضرت نے حکم کیا تھا پھر جسوقت صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں کو جھانکا (کہ ان میں کوئی چھپا ہوا نہ بیٹھا ہو) اور میں نے وہاں کسی کو نہیں دیکھا پھر آنحضرت نے اس سے پوچھا کہ تم آج کی رات (گھوڑے سے) اترے بھی تھے یا نہیں اس نے عرض کیا نہیں سوائے نماز پڑھنے یا استنجا کرنے کے آپ نے فرمایا کہ اس رات کے بعد اگر تم کچھ عمل[1] نہ کرو گے تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند کھجوریں لایا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ سے انہیں دعاء برکت کر دیجئے آنحضور نے انہیں اپنے دست مبارک میں لیا پھر ان میں میرے لئے دعاء برکت کر کے (مجھسے) فرمایا انہیں لو اور اپنے تھیلہ میں ڈال لو جب تم انمیں سے کچھ لینی چاہو تو اسمیں اپنا ہاتھ ڈالکر نکال لینا اور تھیلہ کو ڈانٹا کر کے کبھی نہ جھاڑنا (ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ) پھر اتنے اتنے وسق ان کھجوروں میں سے میں نے راہ خدا میں دئے اور انہیں میں سے ہم سب کھاتے رہے اور کھلاتے (بھی) رہے اور وہ تھیلا میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا یہانتک کہ حضرت عثمان کے شہید ہونے کا دن ہوا اور وہ تھیلا کھل کر جاتا رہا[2]۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے جو جگہ کہ وہاں نماز پڑھنے کے لئے بنا رکھی تھی ۱۲ منہ اس عمل سے مراد قسم نوافل اور مستحبات ہیں فرائض نہیں کیونکہ وہ کسی طرح ذمہ سے ساقط نہیں ہوتے اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ عمل سے مراد یہاں جہاد ہے ۱۲

[2] اس سے معلوم ہوا کہ جب لوگوں میں اختلاف اور فساد پھیل جاتا ہے تو برکت اٹھ جاتی ہے ۱۲۔

تیسری فصل (۸۶۷ھ) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ (ہجرت سے پہلے) مکہ میں رات کو قریش آپس میں[۱] مشورہ کرنے لگے بعضوں نے کہا کہ جسوقت صبح ہو تم انہیں یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رسی میں باندھ لو اور بعضوں نے کہا کہ (باندھو نہیں) بلکہ انہیں قتل کردو اور بعضوں نے کہا کہ (قتل کرنے کی بھی ضرورت نہیں) بلکہ یہاں سے نکال دو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع دیدی چنانچہ اُس رات حضرت علی تو آپکے بچھونے پر سوئے اور آنحضور نکلکر غار (ثور) پر جا پہنچے اور مشرک لوگ حضرت علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھکر رات بھر انکی (قتل کرنے کے واسطے) حفاظت کرتے رہے اور جسوقت صبح ہوئی تو انپر انہوں نے حملہ کیا کفار نے جسوقت (آپکی جگہ) حضرت علی کو دیکھا تو اللہ نے انکی بدخواہی انہیں پر پھیر دی (یعنے سب شرمندہ رہگئے) اور پوچھنے لگے کہ یہ تمہارا ساتھی کہاں ہے حضرت علی نے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں لیکن وہ سب آپکے پانوٴں کا نشان ڈھونڈکر آپ کے پیچھے پیچھے چلدئے اور جب آپ اُس پہاڑ پر پہنچے تو آپکے پانوٴں کا نشان اُنسے گم ہوگیا پھر وہ پہاڑ پر چڑھگئے اور غار (ثور) کے پاس سے نکلے تو انہوں نے اُس کے دروازہ پر مکڑی[۲] کا جالا دیکھا اور (آپسمیں) کہنے لگے کہ اگر وہ اسکے اندر جاتے تو اس کے دروازہ پر مکڑی کا جالا نہوتا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی غار میں تین دن تک ٹھہرے رہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۹۶۷ھ) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں جب خیبر فتح ہوا تو کسینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری (بھنی ہوئی) تحفۃً بھیجی جس میں زہر ملا ہوا تھا آنحضور علیہ السلام نے (صحابہ سے) فرمایا کہ یہود میں سے جسقدر لوگ یہاں ہوں انہیں تم میرے پاس جمع کرو چنانچہ سب یہودیوں کو آپکے سامنے جمع کیا آنحضور نے اُنسے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات پوچھونگا پھر (اگر تمنے جھوٹ بولا اور یہ مجھے ہی اُسکا جواب دیا تو) کیا تم لوگ

---

[۱] یہ مشورہ دار الندوہ میں ہوا تھا اور شیطان بصورت شیخ نجدی ہوکر وہیں پہنچگیا یعنے جسوقت کفار مشورہ کرنے لگے تو ابلیس ایک بوڑھے میاں کی شکل میں وہاں پہنچا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نجد سے تمہاری خیرخواہی اور تمہیں مشورہ دینے کیلئے آیا ہوں ۱۲ [۲] یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ [۳] جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر داخل ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک کبوتری اور ایک مکڑی کو بھیجدیا چنانچہ کبوتری نے دروازے کے نیچے کیجانب میں اُسیوقت انڈے دیدیئے اور مکڑی نے جالا تن دیا ۱۲ مرقات مختصر

مجھے اس میں سچا سمجھو گے وہ بولے اے ابو القاسم[ف] ہاں آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا باپ کون تھا (یعنے تم کسکی اولاد میں ہو) اُنھوں نے کہا فلاں (یعنے فلانے کی اولاد میں) آپ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں تھا اُنھوں نے کہا (بیشک) آپ نے سچ فرمایا اور خوب فرمایا پھر آنحضور نے پوچھا اگر میں تم سے اور کوئی بات پوچھوں (اور تمہارے جھوٹ بولنے کے بعد میں ہی جواب دوں) تو کیا تم لوگ مجھے سچا سمجھو گے وہ بولے اے ابو القاسم ہاں اگر ہم تم سے جھوٹ بولینگے تو جسطرح تمنے ہمیں ہمارے باپ کے بارہ میں پہچان لیا اسیطرح تم پہچان لینا آنحضور نے اُنسے پوچھا (بتاؤ) دوزخی کون لوگ ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہم تو اُسمیں تھوڑی دیر رہینگے پھر ہمارے بعد اُسمیں تم رہو گے آنحضور نے فرمایا اسمیں تمہیں ذلیل رہو گے بخدا تمہارے بعد ہم اُسمیں ہرگز نہیں رہینگے پھر آپنے پوچھا اگر میں تم سے کوئی اور بات پوچھوں تو تم مجھے (جواب دینے میں اسکے) سچا سمجھو گے انھوں نے کہا اے ابو القاسم ہاں آپ نے فرمایا کیا تمنے اس بکری میں زہر ملایا ہے اُنھوں نے کہا ہاں آپ نے پوچھا تمہیں اسپر کسنے اُبھارا اُنھوں نے کہا ہمنے یہ چاہا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپسے (چھوٹ کر) آرام میں ہو جائینگے واگر تم سچے ہو گے تو تمہیں یہ نقصان نہیں دیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱/۷۰) حضرت عمرو بن اخطب انصاری فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور (بعد اسکے منبر پر چڑھکر ہمیں نصیحت فرماتے رہے یہانتک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پھر آپ اُترے اور نماز پڑھاکر پھر منبر پر چڑھ گئے اور نصیحت فرمائی یہانتک کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر آپ اُترے اور عصر کی نماز پڑھکر پھر منبر پر چڑھے یہانتک کہ سورج غروب ہو گیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا آنحضور نے (اسوقت) بیان کر دیا اب ہم میں سے جسکا سب سے زیادہ حافظہ تھا وہی سب سے بڑا عالم ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱/۷۱) معن بن عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے اپنے والد عبدالرحمن سے سنا ہے وہ فرماتے تھے میں نے مسروق سے پوچھا تھا کہ جس رات کو جنات نے قرآن شریف سنا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکی خبر کسنے دی تھی اُنھوں نے فرمایا مجھسے تمہارے والد یعنے حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا تھا وہ فرماتے تھے کہ آنحضور

ف ابو القاسم آنحضور کی کنیت تھی اور آپکا نام محمد جو کہ یہ نام توریت وانجیل میں شایع اور مشہور تھا اور آپکے سچے پیغمبر ہونے پر دلیل تھا اسلئے یہود لوگ بے نصیبی سے کم لیا کرتے تھے کنیت سے پکارا کرتے تھے ۱۲ یعنی جیسے ۱۲

کو اُنکی خبر ایک وخت سے کر دی تہی - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۴۲/۱۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ مکہ مدینہ کے بیچ میں ہم حضرت عمر کے ساتہہ تھے ہم پہلی تاریخ کا چاند دیکھنے لگے اور میں بہت تیز نظر آدمی تہا اسلیئے (سب سے پہلے) مینے چاند دیکہ لیا اور میرے سوا (میری نسبت) کوئی یہ نہ کہتا تہا کہ اسنے چاند دیکھ لیا ہے (کیونکہ میرے دیکھنے کی کسیکو خبر ہی نہ تہی) پہر مینے حضرت عمر سے کہا کہ کیا تم چاند نہیں دیکھتے (یعنے مینے اُنہیں بتایا اور اُنہوں نے غور بہی کیا لیکن) پہر انہیں نظر نہ آیا انس کہتے ہیں حضرت عمر فرمانے لگے کہ میں عنقریب اُسے اپنے بچہونے پر لیٹ کر دیکھ لونگا[۵۱] پہر اُنہوں نے ہمسے اہل بدر کا قصہ بیان کرنا شروع کیا فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک روز پہلے اہل بدر کے (مشرک لوگوں کے) مرنیکی بہت سی جگہیں بتا دی تہیں اور فرماتے جاتے تہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ کل کو یہ فلانیکی مرنیکی جگہ ہوگی اور انشاءاللہ کل کو یہ فلانیکے مرنیکی جگہ ہوگی حضرت عمر فرماتے ہیں اور قسم ہے اُس ذات کی جسنے آنحضرت کو حق کے ساتہہ بہیجا تہا کہ جو جگہ آنحضور نے جُدی جُدی متعین کر دی تہیں کسینے بہی اُنسے کچہ تجاوز نہیں کیا (یعنے سب انہیں جگہوں میں مرے) پہر وہ سب ایک گڑہے میں ایک کے اوپر ایک ڈالدیئے گئے اور آنحضور (پہر اُدہر) تشریف لے گئے اور اُنکے پاس پہنچکر پکارا کہ اے فلانے فلانے کے بیٹے اے فلانے فلانے کے بیٹے کیا جو تم سے اللہ نے اور اُسکے رسول نے وعدہ کیا تہا وہ تمنے سچّا پایا یا نہیں[۵۲] اور بیشک مجھسے جو اللہ نے وعدہ کیا تہا مینے تو سچّا پالیا پہر (مینے یعنے) عمر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ایسے بدنوں سے کہ جنمیں جان نہیں ہے کسطرح گفتگو کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو باتیں میں اُن سے کہ رہا ہوں تم اُن سے زیادہ نہیں سُن سکتے ہاں یہ بات جُدی ہے کہ وہ مجھے کسی بات کا جواب نہیں دیسکتے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۴۳/۱۳) حضرت زید بن ارقم کی بیٹی اُنیسہ اپنے والد سے نقل کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پوچھنے کے لئے تشریف لائے اور یہ کسی بیماری میں مبتلا تہے آپ نے فرمایا کہ اس بیماری کا تو تمپر کچہ اندیشہ نہیں

---

۵۱ یعنے اب تکلیف اُٹھا کر اور غور کرکے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے میں تہوڑی دیر کے بعد بالکل بے مشقت دیکہ لونگا اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی چنداں ضرورت نہو اُسمیں فضول وقت نہ کہوئے لمعات

۵۲ یعنے اللہ نے اور اُسکے رسول نے تمسے یہ وعدہ کیا تہا کہ اگر تم احکام الٰہی نہ مانوگے تو دنیا میں بہی ذلیل ہوگے اور عذاب آخرت ذمہ رہیگا ۱۲۔

لیکن (اسوقت) تمہارا کیا حال ہوگا جسوقت میرے بعد میں تمہاری عمر زیادہ ہوگی اور تم نابینا ہو جاؤ گے زید نے کہا کہ میں ثواب سمجھونگا اور صبر کرونگا آنحضور نے فرمایا کہ اسطرح کرو گے تو تم بے حساب بہشت میں جاؤ گے راوی کہتے ہیں کہ بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زید نابینا ہو گئے (لیکن) پھر اللہ نے اُنکی بینائی دیدی[۱] بعد میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

(۱۳۷۴) حضرت اسامہ بن زید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھپر ایسی بات بنا کر کہے جو میں نے نہ کہی ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنے رہنے کی جگہ دوزخ میں کر لے[۲] (راوی کہتے ہیں) اور سبب اس حدیث کے فرمانیکا یہ ہے کہ آنحضرت نے ایک آدمی کو (نصیحت کرنے کے لئے کہیں) بھیجا تھا اُس نے آپ پر جھوٹ باندھا آنحضور نے اُسپر بددعا کی چنانچہ وہ مرا ہوا ایسی[۳] حالت سے ملا کہ اسکا پیٹ پھٹ گیا تھا اور زمین نے بھی اُسے قبول نہیں کیا تھا یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوت میں نقل کی ہیں

(۱۳۷۵) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی نے آنکر آپ سے کھانا مانگا آنحضور نے اُسے آدھا وسق جو کا دیدیا پھر وہ اور اُسکی بیوی اور ان دونوں کے مہمان برابر (ایک بہت روز تک) اُس میں سے کھاتے رہے یہانتک کہ پھر اُس نے اُسے ناپ لیا تو وہ ختم ہو گیا پھر وہی شخص آنحضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا (اور یہ اپنا ماجرا بیان کیا) آپ نے فرمایا اگر تم ناپ لیتے نہیں تو بیشک تم اُس میں سے کھاتے رہتے اور وہ ہمیشہ باقی رہتا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۷۶) عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے اُنہوں نے ایک انصاری آدمی سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنازہ (کی نماز پڑھنے) کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ چلے (جب گورستان میں پہنچے تو) پھر میں نے آنحضرت کو قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ گورکن کو نصیحت کر رہے تھے فرماتے تھے کہ قبر کو دونوں پاؤں کی طرف سے فراخ کرو اور سر کی طرف سے فراخ کرو پھر جب آنحضور واپس ہوئے تو آپ کے سامنے ایک آدمی اُس میت کی بیوی کی طرف سے آپکی دعوت کرنے آیا آپ نے دعوت قبول کر لی اور ہم بھی آپکے ساتھ تھے (جب ہم لوگ اور آنحضور اُسکے گھر پہنچے تو) پھر کھانا لایا گیا آنحضور نے

---

[۱] یعنی یہ اُنہیں صبر کا اجر ملا ۱۲ [۲] یعنی اس جھوٹ بولنے کے باعث ہی اُس کا ٹھکانا دوزخ میں ہو جائیگا لہذا جو چاہے اسطرح جھوٹ باندھکر اپنا ٹھکانا دوزخ میں کرے یا نہ کرے ۱۲ [۳] یعنی لوگوں نے اُسے اس حالت پر دیکھا کہ قبر سے باہر نکلا ہوا پڑا تھا اور یہ دوزخی کی علامت ہے ۱۲۔

شروع کیا تو پھر اور لوگوں نے (بھی) شروع کر دیا چنانچہ سب نے کھایا اور ہم نے (کھانا کھاتے ہوئے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے منہ میں لقمہ چباتے ہوئے فرماتے تھے کہ مجھے یہ گوشت ایسی بکری کا معلوم ہوتا ہے جو اسکے مالک کی بغیر اجازت پکڑ لی گئی ہو اسیوقت اس عورت نے (ایک آدمی کی زبانی) کہلا کر بھیجا کہ یا رسول اللہ میں نے نقیع[1] میں ایک آدمی کو بھیجا تھا تاکہ وہ میرے لئے ایک بکری خرید لائے اور نقیع ایک جگہ ہے وہاں بکریاں بکا کرتی ہیں اور اس آدمی کو کوئی بکری نہ ملی پھر میں نے اپنے ہمسایہ کے پاس بھیجا کیونکہ اسنے ایک بکری (اپنے لئے) خرید رکھی تھی تاکہ وہ اس بکری کو قیمتاً میرے پاس بھیجدے لیکن (وہاں بھی) نہ ملی پھر میں نے اپنی ایک (ملنے والی) بیوی کے پاس آدمی بھیجا اس نے یہ بکری میرے پاس بھیجدی[2] آنحضرت نے (اس عورت سے) فرمایا کہ تو یہ کھانا قیدیوں کو کھلادے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے اور دلائل النبوت میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۸۳) حزام بن ہشام اپنے والد سے اور وہ انکے والد (یعنے ہشام) نے انکے دادا حبیش بن خالد سے کہ جو ام معبد[3] کے بھائی ہیں نقل کرتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکالے گئے تو آنحضور اور ابوبکر اور ابوبکر کے غلام عامر بن فہیرہ اور ان دونوں کو راستہ بتانیوالا عبداللہ لیثی (یہ سب مکہ سے) ہجرت کر کے مدینہ کیطرف گئے اور ام معبد کے دو نو خیموں کے پاس سے نکلے تو اس سے گوشت اور کھجوروں کو پوچھا تاکہ اس سے خرید لیوں اسکے پاس انہیں کوئی چیز نہ ملی اور یہ چاروں بے توشہ اور قحط زدہ تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے کونہ میں ایک بکری دیکھی آپ نے پوچھا اے ام معبد یہ کیسی بکری ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہ بکری اپنے دبلے پن کی وجہ سے پیچھے رہ گئی (اس لئے یہ یہیں کھڑی ہے) آپ نے پوچھا کیا اسکے دودھ ہوتا ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہ

---

[1] نقیع نون سے وادی عقیق کے طرف مدینہ منورہ سے قریب بیس کوس کے فاصلہ پر ایک موضع ہے اور بقیع جو کہ مدینہ منورہ کا گورستان ہے وہ اسکے سوا ہے ۱۲ [2] گویا اس بکری کا مول تول نہیں ہوا تھا بلکہ یہ بیع فضولی جیسی تھی جو مالک کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے پھر تقدیر اس بیع میں شبہ قوی تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ قیدی چونکہ کے لئے آپ نے کھلانے کا حکم دیا وہ کافر تھے ۱۲ [3] ام معبد بڑی باہمت عورت تھیں کہ اپنے خیمہ کے صحن میں تکیہ لگائے بیٹھا کرتی تھیں تاکہ جو مسافر فقیر آئے اسے کھانے پینے کو دیویں آنحضور بھی سفر ہجرت میں انکے خیمہ میں تشریف لیگئے تھے اور وہ مسلمان ہو گئی تھیں ۱۲

اس لئے سے بھی رہگئی ہے آنحضور نے فرمایا اگر تم مجھے اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہلوں اُنہوں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ اسکے دودھ دیکھیں تو دوہلیں چنانچہ آنحضور نے اُس بکری کو منگایا اور اُسکے تھنوں پہ اپنا دست مبارک پھیرا اور بسم اللہ پڑھکر ام معبد کے حق میں اُس بکری کے لئے دعا کی چنانچہ (دودھ دوہانیکے لئے) اُس بکری نے اپنے پانوں کھولے اور دودھ اُتار کر جُگالی کرنے لگی پھر آنحضور نے ایک ایسا برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیراب کردے پھر دہاروں سے بہتا ہوا اُسمیں دودھ دوہا یہانتک کہ جھاگ اوپر تک آ گئے پھر آپ نے وہ دودھ ام معبد کو پلایا چنانچہ وہ سیراب ہوگئیں اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا وہ بھی سیراب ہوگئے پھر اوروں کو پلایا یہانتک کہ وہ بھی سیراب ہوگئے پھر ایک دفعہ دوہنے کے بعد آنحضور نے پھر دوہا یہانتک کہ وہ برتن بھر گیا اور اُسے ام معبد کے پاس ہی چھوڑ دیا اور ام معبد کو مرید کرکے اس کے پاس سے چلدیئے۔ یہ روایت شرح السُنّہ میں اور ابن عبد البر نے استیعاب میں اور ابن الجوزی نے کتاب الوفاء میں نقل کی ہے اور اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

باب کرامتوں کا بیان

پہلی فصل (۱۳۷۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُسَید بن حُضَیر اور عبّاد بن بشر دونوں اپنی کسی ضرورت کی بابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے یہانتک کہ اُس سخت اندھیری رات میں سے ایک گھڑی بھر رات چلی گئی پھر وہ دونوں آپکے پاس سے نکلکر (اپنے اپنے گھروں کی طرف) پھرنے لگے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھوٹی سی لاٹھی تھی اور ایک کی لاٹھی نے چراغ کیطرح (دونوں کیلئے) روشنی کر رکھی تھی چنانچہ وہ اُس کی روشنی میں چلتے رہے اور جب دونوں کا راستہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا گیا یہاں تک کہ اپنے گھر پہنچگئے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

لہ یعنے یہ تو ایسی مشقت اور تکلیف میں گرفتار ہے کہ اسکے دودھ بالکل نہیں ہے ۱۲ ۞ کرامت اُس فعل کو کہتے ہیں جو خارق عادت ہو اور دعوئ نبوت کے ساتھ مقرون نہ ہو اور کفار کے مقابلہ میں ہو اور تمام اہل سنت کا کرامتِ اولیاء پر اتفاق ہے فقط معتزلہ لوگ انکار کرتے ہیں ۱۲۔

(۱۳۷۹) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب جنگ احد پیش آئی تو رات کو میرے والد نے مجھے بُلا کر فرمایا کہ میں اپنے تئیں یہ خیال کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابی سب سے پہلے شہید ہونگے تو میں بھی اُنہیں میں مارا جاؤنگا اور بیشک میں اپنے بعد میں اپنا تم سے زیادہ عزیز بجز ذات مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو نہیں چھوڑونگا (یعنے تمسے زیادہ عزیز میرا اور کوئی نہیں ہے) اور (اے بیٹا) میرے ذمہ قرض ہے اُسے تم ادا کرنا اور اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی کرنیکی میری وصیت قبول کرو (جابر فرماتے ہیں) پھر جسوقت ہمیں صبح ہوئی تو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے اور میں نے اُنہیں ایک اور شخص کے ساتھ ایک ہی قبر میں[1] دفن کردیا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۸۰) حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب صُفّہ[2] واقعی فقیر آدمی تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو تو اُسے چاہیئے کہ ایک تیسرا آدمی (انمیں سے) لیجائے اور جسکے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو لیجائے اور (ایک روز میرے والد) حضرت ابوبکر تین آدمیوں کو لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیونکو لیگئے اور حضرت ابوبکر نے (بھی اُسروز) رات کا کھانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کھایا پھر (وہیں) ٹھیر گئے یہانتک کہ عشاء کی نماز ہوگئی (اور وہ نماز پڑھکر بھی) پھر (وہیں) واپس چلے گئے اور وہیں رہے یہانتک کہ آنحضور نے بھی کھانا کھالیا پھر بہت رات گذرنے کے بعد جب اللہ کو منظور ہوا ابوبکر (اپنے گھر) آئے تو اُنسے اُنکی بیوی نے کہا کہ تمہیں اپنے مہمانوں کے پاس آنے سے کسنے روکدیا[3] تھا انہوں نے پوچھا کیا تونے ابھی انہیں کھانا نہیں کھلایا وہ بولیں کہ مہمانوں نے تمہارے آئے بدون (کھانا کھانے سے) انکار کردیا تھا حضرت ابوبکر (یہ سنکر) بہت غصہ ہوئے اور فرمایا بخدا میں کھانا کبھی نہیں کھاؤنگا پھر اُنکی بیوی نے بھی قسم کھالی کہ وہ بھی

[1] یعنے بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شہداء احد کے حق میں آپ نے حکم دیدیا تھا کہ ایک ایک قبر میں دو دو کو دفن کریں اور دوسرے شخص عمرو بن الجموح تھا حضرت جابر کے پھوپھا تھے اور اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ایک قبر میں دو کو دفن کرنا جائز ہے ۱۲ [2] صُفّہ مسجد سے ملی ہوئی ایک جگہ تھی وہاں صحابہ میں سے بہت سے فقراء قیام پذیر تھے...... اُنہیں کو اصحاب صُفّہ کہتے ہیں ۱۲ [3] یعنے اسقدر دیر کہاں لگائی کہ مہمان ابتک تمہارا انتظار کرتے رہے ۱۲

نہیں کھائیگی پھر سب مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ وہ بھی نہیں کھائینگے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ یہ سب شیطانی اثر ہے پھر کھانا منگایا اور خود بھی کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا پھر جو لقمہ وہ اوپر اُٹھاتے تھے تو اُس کے نیچے (برتن میں) اُس سے زیادہ بڑھجاتا تھا[1] حضرت ابوبکر نے اپنی بیوی سے فرمایا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا (عجیب امر) ہے (کہ کھانا کم نہیں ہوتا) اُنہوں نے فرمایا قسم ہے مجھے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی کہ اب یہ کھانا پہلے سے تین حصے زیادہ ہے پھر سبھوں نے کھا کر اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجدیا پھر یہ بھی گیننے ذکر کیا کہ آنحضرت نے (بھی) اُس میں سے کھایا یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث "کہ ہم کھانے کی تسبیح سُنا کرتے تھے" معجزوں میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل

(۱۳۸۱) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب نجاشی[2] کا انتقال ہو گیا تو ہم آپسمیں یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ اُنکی قبر پر ہمیشہ نور معلوم ہوتا ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۸۲) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ جب صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلانا چاہا تو سب یہ کہنے لگے ہمیں معلوم نہیں کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے اُتار کر نہلائیں جیسے کہ آپ ہمارے مردوں کو برہنہ کرکے نہلایا کرتے تھے یا کہ آپکو کپڑوں سمیت ہی نہلادیں جب اُنہوں نے آپسمیں اختلاف[3] کیا تو اللہ تعالی نے اُنپر نیند مسلط کر دی یہانتک کہ ہر ایک آدمی کی تھوڑی نیند کی وجہ سے چھاتی پر لگی ہوئی تھی پھر اُنسے کسینے مکان کے کونہ میں سے گفتگو کی اور اُنہیں معلوم نہیں ہوا کہ وہ کون شخص تھا (اُسنے یہ کہا) کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے کپڑوں سمیت غسل دیدو پھر سب اُٹھے اور آپ کو غسل دیا اور آپ کا کرتہ آپکے بدن ہی پر تھا اُسکے اوپر سے پانی ڈال کر اس سمیت ملتے تھے یہ روایت بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے جس جگہ سے وہ نوالہ لیا جاتا تھا اُسی جگہ اُس نوالہ سے زیادہ اور پیدا ہو جاتا تھا ۱۲

[2] نجاشی حبشہ کا بادشاہ تھا اول یہ نصرانی دین پر تھا بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا اور حبشہ ہی میں اُسکا انتقال ہو گیا لیکن آنحضرت نے مدینہ منورہ میں غائبانہ اُنکے جنازہ کی نماز پڑھی اور حضرت عائشہ صدیقہ کا مقصود یہ ہے کہ یہ بات ہمارے اندر مشہور تھی کہ ہم میں سے بعضے اُنکی قبر کا نور دیکھا کرتے تھے گویا ایسی بات جھوٹ نہیں ہو سکتی ۱۲۔

[3] یعنے بعضوں نے کہا کہ آپکو کپڑے نکالکر اور ستر ڈھکے نہلاؤ اور بعضوں نے کہا کہ کپڑوں سمیت نہلاؤ ۱۲

(۱۲۸۳) ابن منکدر نقل کرتے ہیں کہ حضرت سفینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ملک روم میں لشکر کے پڑاؤ کا رستہ بھول گئے تھے یا کہیں قید کر دیئے گئے تھے پھر یہ لشکر کو ڈھونڈتے ہوئے بھاگ کر چلے اور ناگہاں انہیں شیر مل گیا[۱] انہوں نے اس سے کہا کہ اے شیر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور میرا حال اسطرح سے ہوا ہے (یہ سنتے ہی) شیر دُم ہلاتا ہوا انکے سامنے آکر انکے ایکطرف کھڑا ہوگیا جب کوئی (اندیشہ کی) آواز سنتا تو اسطرف دوڑتا پھر انکی ساتھ ساتھ ہو کر انکے برابر چلتا رہا یہانتک کہ سفینہ لشکر میں پہنچ گئے پھر وہ شیر واپس چلا گیا یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۲۸۴) ابو الجوزاء فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) اہل مدینہ پر بہت سخت قحط پڑا لوگوں نے حضرت عائشہ سے سے اسکی شکایت کی[۲] تاکہ کوئی دعا وغیرہ بتائیں) انہوں نے فرمایا تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھو اور اسمیں چند روشن دان آسمان کی طرف کو کر دو اور ایسے آر پار ہوں کہ آنحضرت کے اور آسمان کے بیچ میں کوئی چھت نہ ہو چنانچہ لوگوں نے یہی کیا پھر (حکم خدا سے) اسقدر بارش ہوئی کہ گھاس اُگ آئی اور اونٹ موٹے ہو گئے مٹاپے کیوجہ سے انکی کوکیں تک پھول گئیں اور اس سال کا نام سال فتق رکھا گیا یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۵) سعید بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ جب حرہ[۳] کا واقعہ ہوا تو مسجد نبوی میں تین روز تک اذان اور تکبیر نہیں ہوئی لیکن حضرت سعید بن مسیب مسجد سے نہیں نکلے اور (زیادتی پریشانی کیوجہ سے) بدون ایک سبھی کی آواز کے کہ وہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنتے تھے انہیں نماز کا وقت معلوم نہیں ہوتا تھا

(۱۲۸۶) ابو خلدہ کہتے ہیں میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے (یعنے آنحضرت سے ان کا سننا ثابت ہے یا نہیں) ابو العالیہ نے فرمایا کہ حضرت انس نے آنحضرت کی

---

[۱] یعنے اپنا راستہ بھولنے یا قید ہو کر وہاں سے بھاگنے کا حال بیان کر دیا ۱۲ [۲] بعض نے ان روشن دان کھولنے کا سبب یہ لکھا ہے کہ جسوقت آسمان قبر شریف آنحضرت کی دیکھیگا تو اُسکے رونے کیوجہ سے نالے بہنے لگیں گے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قبر شریف سے طلب شفاعت کی تھی کیونکہ آنحضرت کی زندگی میں ذات شریف کے وسیلہ سے بارش طلب کیا کرتے تھے ۱۲ [۳] حرہ مدینہ منورہ کے باہر ایک میدان کا نام ہے وہاں کالے پتھر بہت ہوا کرتے ہیں اور اُس کا واقعہ یہ ہے کہ یزید بن معاویہ نے جو مدینہ پر لشکر بھیجا تو وہ لشکر حرہ ہی کی جانب سے مدینہ پر چڑھا تھا ۱۲

دس برس خدمت[1] کی ہے اور آنحضور نے اُنکے لئے دعا (برکت بھی) کی تھی اور انسؓ کا ایک باغ تھا اسمیں ہرسال دو مرتبہ پھل آتا تھا اور اُسی باغ میں ایک باغیچہ پھولوں کا تھا کہ اُسمیں سے مشک کی خوشبو آیا کرتی تھی یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے

تیسری فصل

(۱۳۸۷) عُروہ بن زبیر نقل کرتے ہیں کہ اروی کی بیٹی اروی نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی نالش مروان بن حاکم کے یہاں کردی اور اُسنے یہ دعویٰ کیا کہ سعید نے کچھ میری زمین لے لی ہے اور حضرت سعید نے (مروان سے) کہا کہ کیا میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سننے کے بعد بھلا اروی کی کچھ زمین لے سکتا ہوں مروان نے پوچھا کہ تمنے آنحضرت سے کیا سُنا ہے سعید نے بیان کیا کہ مینے حضور انور سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسیکی ایک بالشت بھر زمین ظلماً لیلے گا تو اللہ تعالیٰ سات زمینوں تک اتنی زمین کا طوق بناکر اسکے گلے میں ڈالدیگا مروان نے انسے کہا کہ اب اسکے بعد میں تم سے گواہ بھی نہیں مانگتا (یعنے مجھے تمہارا یقین ہے) اُسیوقت سعید نے یہ دعاء کی کہ یا خداوندا اگر یہ عورت جھوٹی ہو تو اسے اندھی کردے اور اسکی اُسی زمین میں اسے ماردے راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ مرنے سے پہلے ہی اندھی ہوگئی اور ایک روز وہ اپنی زمین میں جارہی تھی ناگہاں ایک گڑھے میں گری اور اُسیوقت مرگئی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے یہ روایت بالمعنے منقول ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ محمد بن زید نے اُسے اندھی ہوئے دیکھا کہ وہ دیواریں ٹٹولتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی اور وہ ایک کنوئیں کے پاس سے جو اُسی مکان میں تھا اور جسپر اُسنے سعید سے جھگڑا کیا تھا جارہی تھی کہ اس میں گرگئی اور وہ کنُواں ہی اُسکی قبر رہا۔

(۱۳۸۸) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ نے ایک لشکر بھیجا اور اُسپر افسر ایک ایسے آدمی کو کیا جسے ساریہ کے نام سے پکارتے تھے پھر ایک روز حضرت عمر خطبہ پڑھ[2]

---

[1] خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ جسکا آنحضرت سے ایسا رتبہ ہو اور اتنے زمانہ آپکی خدمت بابرکت میں رہا ہو تو وہ حضور سے کیونکر نہ سنے گا اور کیونکر نہ روایت کریگا ۱۲

[2] یعنے مدینہ منورہ کی مسجد میں اور اس روایت میں حضرت عمر کی کئی کرامتیں ہوئیں ایک تو اُس معرکہ کا مدینہ منورہ سے نظر آجانا دوسرے دیکھو صفحے ۲۳

رہے تھے کہ انہوں نے (اس آواز سے) یا ساری الجبل چیخنا شروع کیا پھر لشکر میں سے ایک قاصد آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین ہماری دشمن سے مٹھ بھیڑ ہوئی تھی اور دشمن نے ہمیں بھگا دیا تھا پھر کوئی اس آواز سے چیخا کہ یا ساری الجبل (ترجمہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جا) چنانچہ ہمنے اپنی پیٹھیں پہاڑ کیطرف لگالیں اسیوقت اللہ تعالےٰ نے دشمنوں کو شکست دیدی یہ حدیث بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہے۔

(۱۳۸۹) وہب کے بیٹے نُبیہہ نقل کرتے ہیں کہ کعب حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں گئے وہاں لوگوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں) کا ذکر کیا تو کعبؓ بولے کہ ہر روز جب فجر ہوتی ہوتی ہے تو ستر ہزار فرشتے (آسمان سے) اتر کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے بازوؤں سے اڑتے پھرتے ہیں اور آنحضرت پر درود بھیجتے ہیں یہانتک کہ جسوقت شام ہو جاتی ہے تو یہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور اتنی ہی برابر اور اُتر کر وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں یہانتک کہ جسوقت (قیامت کے دن) آپکی قبر کھلیگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں میں ہونگے وہ آپکو (اللہ کیطرف لیجائینگے) یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

باب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بیان

پہلی فصل (۱۳۹۰) حضرت براء فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے پہلے جو صحابی ہمارے پاس مدینہ میں آئے وہ مصعب بن عُمیرؓ اور ابن ام مکتوم تھے اور ان دونوں نے ہم لوگوں کو کلام مجید پڑھانا شروع کیا پھر عمارؓ اور بلال اور سعد آگئے پھر آنحضور کے دس صحابہ کے ساتھ حضرت عمر آگئے بعداً اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور میںنے مدینہ والونکو ایسا کسی چیز سے خوش ہوتے نہیں دیکھا جیسے

اُنکی آواز کا وہاں پہنچ جانا اور لشکر میں سے اُس آواز کو ہر ایک کا سُن لینا تیسرے اُنکی برکت سے فتح یاب ہونا ۱۲ ؎ کعب علماء یہود میں سے تھے لہذا یہ خبر یا تو انہوں نے پہلی کتابوں سے دیکھکر بیان کی اور یا بڑے لوگو نسے سُنا ہوگا اور یا انہیں بطور کشف معلوم ہو گیا ہوگا اور کرامت ہونیکے لحاظ سے بھی مناسب بھی ہے ۱۲۔

وہ آپ کے آنے سے خوش ہوتے تھے یہاں تک کہ میں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو بھی دیکھا وہ بھی خوش ہیں) یہ کہتے تھے بیشک اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو میں نے مفصل میں سے سبح اسم ربک الاعلیٰ مع اسی جیسی چند سورتوں کے سیکھ لی تھی یہ حدیث بخاری نے نقل کی۔

(۱۳۹۱) حضرت ابوسعید خدری نقل کرتے (ایک روز) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو ان دو باتوں کے بیچ میں اختیار دیدیا تھا کہ یا تو جسقدر چاہے دنیا کی ناز و نعمت لیلے اور یا جو اللہ کے پاس ہے وہ لیلے اور اُس بندے نے اسی چیز کو اختیار کیا ہے جو اللہ کے پاس ہے اُسیوقت حضرت ابو بکر تو رو کر کہنے لگے کہ ہمارے باپ اور ہماری مائیں آپ پر قربان ہوجائیں اور ہمیں انکی اس بات سے تعجب ہوا اور لوگ کہنے اس بوڑھے کو دیکھو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کا حال بیان فرماتے ہیں کہ اللہ نے اُسے اختیار دیا تھا کہ یا تو وہ دنیا کی ناز و نعمت اختیار کرلے اور یا جو اللہ کے پاس ہے اُسے اختیار کرلے اور یہ بوڑھے کہتے ہیں کہ ہمارے باپ اور مائیں آپ پر قربان ہوں اور (لیکن بعد میں ہم سمجھے کہ) وہ اختیار دئے گئے بندے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابو بکر ہم سب سے زیادہ جاننے والے تھے (جو فرماتے ہی مقصود تاڑ گئے) - یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۹۲) حضرت عُقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ اُحد کے شہیدوں پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ برس بعد ایسی طرح نماز پڑھی جیسے کوئی زندہ لوگوں اور مردوں کو رخصت کرتے ہوئے پڑھا کرتا ہے پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ تم سے آگے فرط ہوں اور قیامت کے دن میں تمہیر گواہ ہونگا اور (میرے) تم سے وعدہ کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اپنی اسجگہ پر بیٹھا

لہ یعنے اس بیماری کی حالت میں کہ جسمیں آپ کی وفات ہوئی ہے جیساکہ بعض روایتوں میں ہے اور ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ آنحضور نے وفات سے پانچ روز پہلے یہ بیان فرمایا تھا ۱۲ لہ فرط کے معنے میر منزل کے ہیں یعنے جو قافلہ سے پہلے منزل پر چلا جاتا ہے تاکہ پانی وغیرہ کا بندوبست کرکے سامان منزل تیار کردے اُسے فرط کہتے ہیں ۱۲ لہ یعنے جس جگہ شفاعت خاص کا وعدہ کیا ہے تو وہ حوض کوثر پر ہوگی کہ وہاں پہنچکر مسلمان اور منافق جدا جدا ہوجائینگے اُسوقت شفاعت خاص امت اجابت کیلئے ہوگی ۱۲

پھر اب اسے دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیدی گئی ہیں (یعنے میرے امت میں بسبب فتوحات کے مال کی کثرت ہوگی) اور مجھے تمہاری اس بات کا اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد میں شرک کروگے لیکن میں تم پر دنیا کی وجہ سے ڈرتا ہوں کہ اسکی تم رغبت کروگے اور بعض راویوں نے یہ زیادہ نقل کیا ہے کہ پھر تم آپسمیں لڑوگے اور جس طرح تم سے پہلے لوگ برباد ہوگئے ہیں اسی طرح تم بھی برباد ہو جاؤگے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۹۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھپر انعام کئے ہیں انہی میں سے یہ بھی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہی گھر اور میری ہی باری کے دن اور میرے ہی سینہ اور ہنسلی[ل] کے درمیان وفات پائی ہے اور یہ بھی انہی نعمتوں میں سے ہے کہ آپکی وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرا اور آپ کا تھوک جمع کردیا تھا (اسکی وجہ یہ تھی) کہ میرے پاس (میرے بھائی) عبدالرحمٰن آئے تھے اور انکے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دیئے بیٹھی تھی میں نے آپکو دیکھا کہ آپ عبدالرحمٰن کو تک رہے ہیں لہذا میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کو بہت پسند کیا کرتے ہیں اسلیئے میں نے پوچھا کہ میں آپکے لئے مسواک لیلوں آپ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں میں نے لیکر آپکو دی لیکن آپکو وہ سخت معلوم ہوئی میں نے کہا میں آپکے واسطے اسے نرم کردوں پھر آپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں چنانچہ میں نے (اپنے دانتوں سے) اسے نرم کردیا پھر آپنے اپنے دانتوں میں کی اور آپکے سامنے پانی کی چھاگل رکھی ہوئی تھی آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالکر اور دونوں کو چہرہ مبارک پر ملتے اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ بیشک موت کی بہت سختیاں ہیں پھر آپ اپنا دست مبارک اٹھا کر یہ فرماتے رہے کہ فی الرفیق الاعلیٰ (یعنے یا الٰہی مجھے رفیق الاعلیٰ میں شامل کردے) یہانتک کہ آپکی روح قبض کرلیگئی اور ہاتھ نیچے گر پڑے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۹۴) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو نبی بیمار ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت میں رہنے کا اختیار دیدیا جاتا ہے (کہ جسے چاہے پسند کرلے)

ل یعنے جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے تو آپ میرے سینہ اور گردن سے تکیہ لگائے ہوئے تھے ۱۲ ؎ اس سے معلوم ہوا کہ وقت وفات کے مزاج اقدس میں نہایت حرارت تھی اور پانی سے قدرے تسکین ہوجاتی تھی اور اسمیں اپنا عجز اور عبودیت کے اظہار کی طرف بھی اشارہ تھا ۱۲۔

اور آنحضور کی جس مرض میں وفات ہوئی ہے آپکی بہت سخت[۱] آواز نکلتی تھی اسوقت مینے سُنا ہے آپ فرماتے تھے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ (ترجمہ یاالٰہی مجھے) ان لوگوں کے ساتھ کردے جنپر تونے انعام کیا ہے یعنے انبیا اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ) اسوقت میں سمجھ گئی کہ اب آپکو اختیار دیا گیا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۹۵) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر (بیماریکی) شدت ہوئی تو آپ اُسکی تکلیف کی وجہ سے بیہوش ہوگئے حضرت فاطمہ زہرا (رنج کی وجہ سے) کہنے لگیں ہائے میری والد کو کیسی سخت تکلیف ہے آنحضرت نے اُنسے فرمایا کہ تمہارے والد پر اسدن کے بعد کوئی سختی اور تکلیف نہیں ہوگی (یعنے میری آج ہی وفات ہوجائیگی چنانچہ) پھر جب آپکی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہ (رو کر) کہنے لگیں یَا اَبَتَاہُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاہُ یَا اَبَتَا مَنْ جَنَّۃُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاہُ یَا اَبَتَاہُ اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ (ترجمہ) اے میرے باپ تم نے اپنے رب کا بلاوا قبول کرلیا اے میرے باپ تم جنت الفردوس میں اپنے ٹھکانہ پر چلے گئے اے میرے باپ ہم جبرئیل کو تمہارے وفات کی خبر دینگے (انس فرماتے ہیں) پھر جسوقت آنحضور دفن کردیئے گئے تو حضرت فاطمہ نے (مجھسے) فرمایا کہ اے انس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر خاک ڈالنے کو تمہارے دلوں نے کسطرح گوارا کرلیا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۳۹۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپکے تشریف لانے کی خوشی کی وجہ سے حبشی لوگ[۲] اپنے نیزوں سے کھیلے تھے یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے اور دارمی کی روایت میں یوں ہے انس فرماتے ہیں مینے کبھی کوئی دن خاطر تواضع کا اور روشن اُس دن سے زیادہ نہیں دیکھا جس میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اور مینے کوئی دن بڑا اور اندھیری کا اُس دن سے زیادہ نہیں دیکھا جس میں آنحضور کی وفات ہوئی تھی اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے

[۱] یعنے مرتے وقت جو بلغم یا سانس آ کر حلق میں اٹک جاتا ہے اور اُس سے آواز بھاری ہوجاتی ہے تو آنحضرت کی بھی ویسی ہی حالت ہوگئی تھی ۱۲ [۲] یعنے جیسے لوگ خوشی کیوقت کھیلا کرتے ہیں چنانچہ اس ملک میں بھی بوقت خوشی بعض اوقات پٹہ بازی کیا کرتے ہیں ۱۲۔

انس فرماتے ہیں کہ جب وہ دن ہوا جسمیں آنحضرت مدینہ میں تشریف لائے تو اُس سے ہر چیز روشن ہوگئی اور جب وہ دن ہوا کہ جسمیں آپ نے وفات پائی تھی تو اُس سے سب چیز و پر اندھیرا ہوگیا اور ابھی ہمنے ہاتھوں پر سے خاک نہیں جھاڑی تھی بلکہ ہم لوگ ابھی آپ کے دفن کرنے میں تھے کہ ہمارے دل ادپرے ہوگئے[۵]

(۱۳۹۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو صحابہ نے آپکے دفن کرنے میں اختلاف کیا[۲] (کہ کس جگہ دفن کرنا چاہیئے) اُسوقت حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو اسی جگہ وفات دیتا ہے جہاں اُسکے دفن ہونے کو وہ پسند کرتا ہے لہذا آپکو جہاں آپ کا بچھونا ہے وہیں دفن کردو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۳۹۸) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تندرستی کیحالت میں فرماتے تھے بیشک کسی نبی کی روح اُسوقت تک قبض نہیں کیجاتی جبتک کہ وہ اپنے رہنے کی جگہ بہشت میں نہ دیکھ لے پھر اُسے اختیار دیدیا جاتا ہے (کہ چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے بہشت میں پہنچ جائے) چنانچہ جب آنحضرت کا تنگ حال ہوا تو آپ کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا آپ پر بیہوشی تھی پھر (جسوقت) ہوش آیا تو آپ نے چھت کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی پھر فرمایا اللھم الرفیق الاعلیٰ میں کہنے لگی کہ اسوقت آنحضرت نے ہمیں اختیار نہیں کیا فرماتی ہیں اور میں سمجھ گئی کہ یہ وہی بات ہے جو آپ اپنی تندرستی کی حالت میں اپنے اس ارشاد میں ہمسے بیان کرتے تھے کہ نبی کی روح کبھی قبض نہیں کیجاتی یہانتک کہ اُسکی رہنے کی جگہ بہشت میں دکھلادی جاتی ہے پھر اُسے اختیار دیدیا جاتا ہے عائشہ فرماتی ہیں کہ اخیر بات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی تو آپ کا یہ قول تھا اللھم الرفیق الاعلیٰ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۱۳۹۹) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُسی بیماری میں جسمیں

---

[۵] یعنے جو نورباطنی اور صفائی ہمارے دلو پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی انہیں آپکی وفات جو ہی بڑا فرق پڑگیا تھا ۱۲ [۲] یعنے بعض صحابہ نے کہا کہ آپکو بقیع میں دفن کرنا چاہیئے اور بعضوں نے کہا مسجد نبوی ہی میں کرنا چاہیئے اور بعضوں نے کہا کہ مکہ میں اور بعضوں نے کہا بیت المقدس میں کیونکہ وہاں انبیاء کی قبریں ہیں ۱۲

آپکی وفات ہوئی ہے فرماتے تھے کہ اے عائشہ مجھے اپنے اُسی[1] کھانیکی جو میں نے خیبر میں کھایا تھا ہمیشہ تکلیف معلوم ہوتی رہتی ہے اور اسی زہر کیوجہ سے مجھے اب اپنی رگ کٹتی معلوم ہوتی ہے - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے -

(۱۴۰۰) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو گھر میں بہت سے آدمی تھے انہیں میں حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) بھی تھے آنحضرت نے فرمایا کہ تم میرے پاس (کاغذ قلم دوات) لے آؤ میں تمہارے واسطے ایک ایسا رقعہ لکھدونگا جسکے بعد تم گمراہ نہیں ہوگے اُسیوقت حضرت عمر نے فرمایا[2] کہ حضرت کو درد کی سخت تکلیف ہے اور تمہارے پاس قرآن شریف اللہ کی کتاب ہے وہی تمہیں کافی ہے (لھذا اب لکھنے کی تکلیف آپکو نہ دو) پھر گھر والوں میں اختلاف ہوگیا اور سب جھگڑنے لگے اُنمیں سے بعضے کہتے تھے کہ آپکو (کاغذ وغیرہ) دیدو تاکہ تمہارے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لکھدیں اور بعضے اُنمیں سے وہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا تھا جب شور اور اختلاف زیادہ ہوگیا تو آنحضور نے فرمایا کہ تم میرے پاس سے کھڑے ہوجاؤ عبید اللہ (راوی) کہتے ہیں اور ابن عباس فرماتے تھے بیشک پوری مصیبت تو یہی تھی جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اس رقعہ لکھنے کے بیچ میں صحابہ کے اختلاف اور شور کیوجہ سے پیش آگئی تھی (سلیمان بن ابو مسلم احول کی روایت میں یوں ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا جمعرات کا دن اور وہ جمعرات کا دن کیسا (مصیبت کا) تھا پھر (یہ کہتے ہی) رونے لگے اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں نے (نیچے پڑی ہوئی) کنکریاں ترکردیں میں نے پوچھا کہ اے ابن عباس اُس جمعرات کے دن کیا بات تھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت

---

[1] یعنے وہی بکری جسمیں زہر ملاکر خیبر میں آپکو دیگئی تھی اگرچہ اُسکی تاثیر ظہور معجزے کے باعث ہلاک ہونے میں نہیں ہوئی لیکن اس سے ایک طرح کا دکھ باقی تھا جو کبھی کبھی ظاہر ہوجایا کرتا تھا ۱۲ [2] امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ حضور انور علیہ السلام کو ایسی سخت بیماری کی حالت میں کسیطرح کی تکلیف نہ ہونی چاہیئے واگر آنحضرت کو اُس رقعہ کا لکھنا ضروری ہوتا تو آپ اُنکے اختلاف کرنیسے ہرگز لکھنا نہ چھوڑتے بوجہ ارشاد جناب باری کے کہ بلغ ما انزل الیک من ربک چنانچہ اسی حکم کے مطابق آپنے دشمنوں کی مخالفت سے کبھی تبلیغ نہیں چھوڑی غرضکہ اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ کوئی ضروری لکھنا [illegible]

تکلیف تھی اُسوقت آپ نے فرمایا کہ تم میرے پاس شانہ کی ہڈی لے آؤ تاکہ میں تمہارے لئے اسپر ایک رقعہ لکھدوں اُسکے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے اُسوقت لوگ آپسمیں جھگڑنے لگے حالانکہ نبی کے پاس کسیکو جھگڑنا مناسب[1] نہیں تھا اور لوگ کہنے لگے آپ کا کیا حال ہے کیا آپ (دنیا کو) چھوڑے جاتے ہیں تم لوگ آپسے (ویسے ہی) پوچھو پوچھنا چنانچہ بعضے صحابہ نے بار بار آپ سے پوچھنا شروع کیا آنحضرت نے فرمایا کہ تم مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو میں اپنی جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہوں جسطرف تم لوگ مجھے بلاتے ہو پھر آپ نے تین باتوں کا حکم دیا فرمایا کہ تم لوگ جزیرہ عرب سے مشرک لوگوں کو نکال دینا اور ایلچیوں کی تم لوگ ویسی ہی خاطر تواضع کرتے رہنا جیسے میں کیا کرتا تھا (راوی کہتے ہیں) اور ابن عباس تیسری بات فرمانے سے خاموش ہوگئے یا فرمایا تھا اور میں بھول گیا سُفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان راوی کا قول ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۰۱) حضرت انس کہتے ہیں کہ بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم ہمیں ام ایمن[2] کے پاس لیچلو ہم اُنکی زیارت کرینگے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُنسے ملنے جایا کرتے تھے چنانچہ جب ہم سب اُنکے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں ان دونوں نے اُنسے پوچھا کہ تم کس بات سے روتی ہو کیا تم نہیں جانتیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (ثواب وغیرہ کے درجات جو اللہ کے پاس ہیں وہ بہت ہی بہتر ہیں اُنہوں نے فرمایا میں اسوجہ سے نہیں روتی کہ میں یہ بات نہیں جانتی کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے بلکہ میں تو اس لئے روتی ہوں کہ (ہائے) آسمان سے وحی آنی بھی بند ہوگئی پھر (یہ کہتے ہی گویا) ام ایمن نے اُن دونوں کو بھی روتے پر اُبھار دیا چنانچہ اُنکے ساتھ ہی وہ دونوں بھی رونے لگے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۲) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ اُسی بیماری میں جسمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] حضرت ابن عباسؓ کا خیال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ تھا کہ وہ تحریر ہو جاتی تو بہتر تھا ۱۲

[2] یہ ام ایمن اسامہ بن زید بن حارثہ کی والدہ ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھیں کہ بعد وفات عبداللہ حضرت کے والد کے میراث میں آپ کے ہاتھ لگیں آپ نے آزاد کر کے زید سے انکا نکاح کر دیا تھا نام انکا برکت تھا ۱۲

کی وفات ہوئی آپ ہمارے پاس تشریف لائے ہم مسجد میں تھے اور آپ کے سر مبارک پر ایک چیتھڑ کی پٹی بندھی تھی آپ آکر منبر پر چڑھ گئے اور ہم لوگ بھی آپکے ساتھ[1] اٹھ تھے آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں اپنی اسی جگہ بیٹھا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا کہ (اللہ کا) ایک بندہ تھا اس کے سامنے دنیا اور دنیا کی زیب و زینت پیش کیگئی تھی لیکن اُسنے (دنیا کو چھوڑکر) آخرت کو اختیار کرلیا ہے ابوسعید فرماتے ہیں کہ اس[2] بات کو بجز حضرت ابوبکر کے اور کوئی نہ سمجھا اُنہی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور وہ رونے لگے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اپنے باپ اور اپنی مائیں اور اپنی جانیں آپ پر قربان کرتے ہیں ابوسعید کہتے ہیں پھر آنحضور منبر سے اُتر آئے اور جب سے ابتک آپ اُسپر نہیں کھڑے ہوئے (یعنی بس وہ آخری کھڑا ہونا تھا)۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۵۴۰۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو بلاکر فرمایا کہ میرے پاس میرے مرنے کی خبر آگئی ہے اُسیوقت فاطمہ زہرا رونے لگیں آپنے فرمایا کہ تم رؤو نہیں کیونکہ سارے گھر والوں میں سب سے پہلے تمہیں مجھسے ملوگی (یہ سنکر) وہ ہنس پڑیں اور حضرت فاطمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیویوں نے دیکھ لیا تھا انہوں نے

---

[1] یعنے ساتھ تھے اور جسوقت آپ منبر پر بیٹھ گئے تو ہم بھی منبر کے نیچے آنحضرت کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھ گئے ۱۲ [2] اور روایتوں میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے آنکر آپ سے کہا کہ اے محمد آپکے لئے اللہ کا یہ حکم ہے کہ اگر آپ دنیا میں رہنا چاہیں تو دنیا کے خزانے آپکے سپرد کردیئے جائیں اور تمام پہاڑ تمہارے لئے سونے چاندی کے کردیئے جائیں اور جو مرتبہ اور ثواب آپ کیلئے ہے اُسمیں بھی کمی نہیں ہوگی داگر چاہو تو ہمارے پاس آجاؤ آپ نے غور کرنے کے لئے سر جھکالیا ۱۲ [3] کہ وہ بندے جنہیں اختیار دیا گیا ہے وہ کون ہے اور کسنے اختیار دیا ہے اور حضرت ابوبکر اس نکتہ کو فوراً ہی سمجھ گئے ۱۲ [4] یعنے میرے بعد میں اور سب سے پہلے تمہارا انتقال ہوگا کہ تم جدائی کا غم زیادہ نہیں دیکھو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فاطمہ زہرا نے حضرت کی وفات سے چھ مہینے بعد انتقال کیا صحیح قول یہی ہے اور بعضوں نے آٹھ مہینے بعد اور تین مہینے بعد اور دو مہینے بعد اور ستر روز بعد بھی کہا ہے ۱۲

پوچھا اے فاطمہ ہمنے دیکھا تھا کہ تم روئیں اور پھر ہنس پڑیں اسکی کیا وجہ تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھسے اباجان نے یہ بیان کیا تھا کہ انکے پاس انکی وفات کی خبر آگئی ہے اسلیئے میں روئی تھی پھر انہوں نے فرمایا کہ تو رو نہیں بیشک گھر والوں میں سب سے پہلے تو ہی مجھسے ملیگی اسلیئے میں ہنس پڑی اور جسوقت اللہ کی مدد اور فتح (مکہ) ہوئی اور یمن والے آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ بہت نرم دل ہیں اور (پورا) ایمان یمن (والوں کا) ہے اور علم و حکمت بھی (پوری) یمنی ہے۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۴) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہنے لگیں ہائے میرے سر میں درد ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عائشہ) اگر میری زندگی میں ایسا ہو جائے (یعنے تمہارا انتقال ہو جائے) تو میں تمہارے لئے استغفار کروں اور دعائے خیر کروں عائشہ بولیں ہائے مصیبت بخدا میں گمان کرتی ہوں کہ تم میرا مرنا ہی چاہتے ہو اگر ایسا ہو جائے تو تم اسی دن کی شام کو اپنی اور بیویوں کی ساتھ صحبت[1] کر لوگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ایسے خیال چھوڑ دیکیونکہ تمہاری تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے) بلکہ سر کے درد والا (یعنے بیمار) میں ہوں بخدا میں نے تو یہ قصد کیا تھا کہ ابو بکر اور انکے بیٹے کے پاس کسیکو بھیجدوں اور انہیں (بلاکر) ولی عہد (یعنے اپنا خلیفہ) بنا دوں تاکہ پھر کہنے والے کچھ نہ کہنے لگیں یا آرزو کرنے والے کچھ اور آرزو نہ کریں پھر میں نے (اپنے دلمیں یہ) کہا کہ (سوائے ابو بکر کی خلافت کے اوروں کو) اللہ تعالیٰ منع کر دیگا اور مسلمان روکدینگے یا اللہ روکدیگا اور مسلمان منع کر دینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۵) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ ایک روز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع[2] میں ایک جنازہ دفن کر کے میرے پاس آئے اور مجھے اس حالت پر پایا کہ میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی کہ ہائے میرے سر میں درد ہے آپنے فرمایا اے عائشہ (تمہارا درد ایسا نہیں) بلکہ افسوس میرے سر کے درد ہونا چاہیئے پھر فرمایا اور تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھسے پہلے مر جاؤ تو میں تمہیں (خوب)

---

[1] حضرت عائشہ صدیقہ نے یہ بات اپنے [illegible] کیوجہ سے کہی کیونکہ بباعث زیادتی محبت کے دونوں کے بجیر اگر ایسا ہوتا مقصود ان کا یہ تھا کہ اگر میں آپ کے روبرو مر گئی اور آپ میرے بعد زندہ رہے تو آپ مجھے

غسل[5] دوں اور کفن دوں اور تمپر نماز پڑھوں اور تمہیں دفن کردوں میں نے کہا قسم ہے اللہ کی گویا میں تمہیں ایسے دیکھتی ہوں کہ اگر تم نے ایسا کیا (یعنے مجھے دفن کردیا) تو واقعی تم اپنے گھر واپس آکر اُسی روز اپنی اور بیبیوں کے ساتھ صحبت کروگے (یہ سُنکر) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے پھر آپکو وہی تکلیف شروع ہوگئی جسمیں آپ نے وفات پائی ہے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

(۶ ۱۴۰) حضرت جعفر بن محمدؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک قریش آدمی اُنکے والد علی بن حسین کے پاس آیا اور حضرت علی (یعنے امام زین العابدین) کہنے لگے اگر چاہو تو میں تم سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کردوں اُس آدمی نے کہا کیوں نہیں تم ہم سے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرو وہ کہنے لگا کہ جب آنحضرت بیمار ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے محمدؐ مجھے اللہ تعالیٰ نے خاص تمہاری تعظیم اور تکریم کے لئے بھیجا ہے وہ تم سے اُس چیز کو پوچھتا ہے کہ وہ اُسے تمسے زیادہ جانتا ہے فرماتا ہے کہ تمہارا کیسا حال ہے آنحضور نے فرمایا اے جبرئیل میں اپنے تئیں غمگین[2] پاتا ہوں اے جبرئیل میں اپنے تئیں تکلیف میں دیکھتا ہوں پھر جبرئیل آپکے پاس دوسرے روز آئے اور پھر آپ سے اسیطرح پوچھا اور آنحضور نے بھی اُنہیں اُسیطرح جواب دیا جسطرح پہلے روز دیا تھا پھر وہ تیسرے روز آئے اور اُسی طرح کہا جسطرح پہلے روز کہا تھا اور آنحضور نے (پھر بھی) اسی طرح جواب دیا جس طرح پہلے جواب دیا تھا پھر حضرت جبرئیل کے ساتھ ایک فرشتہ آیا اُسے اسمٰعیل[3] کہتے تھے وہ لاکھ فرشتوں پر حاکم تھا اور اُن میں سے ہر ہر فرشتہ لاکھ لاکھ فرشتوں پر حاکم تھا پھر اُس اسمٰعیل فرشتے نے آنحضرت سے (آپکے پاس آنیکی) اجازت چاہی آپ نے اُنکی بابت حضرت جبرئیل سے پوچھا (کہ یہ کون ہیں کیوں آئے ہیں انہوں نے اس کا جواب دیا) پھر حضرت جبرئیل نے تامل کرنے کے بعد کہا کہ یہ ملک الموت بھی آپکے پاس (آنیکی) اجازت چاہتے ہیں آپ سے پہلے

[1] ان باتوں میں اسطرف اشارہ ہے کہ آپکی زندگی میں حضرت عائشہ کا مرنا آپ کے بعد میں زندہ رہنے سے بہتر تھا ۱۲ [2] شاید یہ غم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت اور دین کے باعث تھا کہ خدا جانے میرے بعد کیا واقع ہو ۱۲ [3] شارح نے کہا ہے کہ یہ فرشتہ اسمٰعیل آسمان دنیا کا داروغہ ہے جسکے ماتحت ایک لاکھ ایسی فرشتے ہیں کہ اُن میں سے ہر ایک لاکھ پر حاکم ہے ۱۲ م ت

انہوں نے کسی آدمی سے اجازت نہیں[1] چاہی اور نہ آپ کے بعد اور کسی سے اجازت چاہینگے آنحضرت نے فرمایا تو تم انہیں اجازت (آنیکی) دیدو چنانچہ انہیں اجازت دیدی انہوں نے آتے ہی آنحضرت کو اول سلام کیا پھر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک مجھے اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اگر آپ اپنی روح قبض کرنے کا مجھے حکم دیں تو میں قبض کرلوں داگر (ویسے ہی) چھوڑ دینے کا حکم دیں تو میں (ویسے ہی) چھوڑ دوں آپ نے فرمایا اے ملک الموت کیا تم (ان دونوں میں سے جو چاہو) کر سکتے ہو وہ بولے ہاں مجھے اسکا (بھی) حکم ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ میں آپکی فرماں برداری کروں راوی کہتے ہیں اسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مشورہ کیلئے) حضرت جبرئیل کیطرف دیکھا انہوں نے فرمایا اے محمد بیشک اللہ تعالیٰ تمسے ملنے کا مشتاق ہے یہ سنتے ہی آنحضور نے ملک الموت سے فرمایا کہ جو کچھ تمہیں حکم ہے جاری کرو چنانچہ انہوں نے آپکی روح مبارک قبض کرلی اور جسوقت حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات ہوگئی اور تعزیت ہونے لگی تو لوگوں نے مکان کے کونے میں سے یہ آواز سنی السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل ھالک ودرکا من کل فائت فبا اللہ فاتقوا وایاہ فارجوا فانما المصاب من حرم الثواب ط (ترجمہ) اے (پیغمبر کے) اہل بیت تم پر اللہ کی امان اور اللہ کی مہربانی اور برکتیں ہوں بیشک اللہ کے یہاں ہر مصیبت سے تسلی اور ہر ایک برباد ہونے والی چیز کا بدلہ اور ہر ایک فوت ہونے والی چیز کا تدارک ہے لہذا تم سب اللہ سے ڈرو اور اسی سے (بھلائی کی) امید رکھو لیکن پورا مصیبت زدہ وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم رہا پھر علی بن حسین فرمانے لگے تم جانتے بھی ہو کہ یہ (الفاظ کہنے والا) کون تھا یہ خضر علیہ السلام تھے۔ یہ حدیث بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہے۔

باب پہلے باب کے متعلقات کے بیان میں

پہلی فصل (۷۸۹۸) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یعنے یہ عزت و مرتبہ خاص آپ ہی کے لئے ہے کہ ملک الموت بھی اجازت مانگتے ہیں ورنہ اور ونکی روح تو نکالکر ہی ... [illegible]

کی وفات ہوئی تو آپ نے کوئی دینار یا درہم یا بکری یا اونٹ نہیں چھوڑا تھا اور نہ کسی چیز کی وصیت نہ تھی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۸) حضرت عمرو بن حارث جویریہ کے بھائی فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت بجز ایک اپنے سفید خچر[۲] اور کچھ اپنے ہتھیار اور کچھ زمین کے کہ جو صدقہ کردی تھی اور کوئی دینار یا درہم یا غلام یا لونڈی یا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۹) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میرے وارث آپس میں مال نہیں بانٹیں گے کیونکہ میں اپنی بیویوں کے خرچ کے علاوہ اور اپنے کارندہ[۳] کی مزدوری کے علاوہ جو کچھ چھوڑونگا وہ سب صدقہ ہے یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱۰) حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری (یعنے انبیاء کے) میراث کچھ نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ[۴] ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۱) حضرت ابوموسیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ جسوقت اپنے بندوں میں سے کسی امت پر مہربانی کرنا چاہتا ہے تو اُس سے پہلے اس امت کے نبی کی روح قبض کرکے اسے اُنکیلئے انکے آگے میر منزل اور پیش رو کردیتا ہے اور جسوقت کسی اُمت کو برباد کرنا چاہتا ہے تو نبی کی زندگی ہی میں اُسے عذاب دیتا ہے اور نبی کے دیکھتے ہی دیکھتے اُسے برباد کردیتا ہے اور جسوقت لوگ نبی کو جھٹلاتے ہیں اور اُسکے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں برباد کرکے اپنے نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کردیتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اس ذات (پاک) کی

---

[۱] یعنے چونکہ قسم مال سے آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی اسلئے اسکی بابت کوئی وصیت ہی نہیں کی اور جو فدک وغیرہ کی کچھ جائداد تھی تو وہ آپ نے بعد نفقۂ اہل وعیال مسلمانوں پر صدقہ کردی تھی ۱۲ لمعات

[۲] اسکندریہ کے حاکم مقوقس نے یہ خچر اور اپنے ہتھیار بطور تحفے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مبارک میں بھیجے تھے اور اسی خچر کو دلدل بھی کہتے تھے ۱۲ [۳] کارندہ سے مراد یہاں وہ ہیں جو آنحضرت کے بعد میں خلیفہ ہوئے لہذا انہیں جائز ہے کہ آپ کا ترکہ اپنے خرچ میں بھی لائیں اور جو اسکے مستحق ہوں جنپر آنحضور خرچ کرتے ہوں انہیں بھی پہنچائیں ۱۲ [۴] یعنے وہ مال فقراء اور مساکین پر صرف کردیا جائے جیسکہ صدقہ کا حکم ہے ۱۲

جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے بعض آدمی پر ایک دن ایسا آئیگا کہ وہ مجھے نہیں دیکھیگا پھر اُسے میرا دیکھنا باوجود اُس کے پاس گھر اور مال ہونے کے گھر اور مال سے زیادہ محبوب ہوگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

باب قریشؓ کی فضیلت اور قبیلوں کے ذکر کا بیان

پہلی فصل (۱۴۱۳) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب لوگ اس امر (دین) میں قریش کے تابع ہیں مسلمان قریشؓ مسلمانوں کے تابع اور کافر قریشی کافروں کے تابع ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۴) حضرت جابر نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب لوگ بھلائی بُرائی (یعنے اسلام اور کفر میں قریش کے تابع ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱۵) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبتک قریش میں سے دو آدمی بھی) باقی رہینگے تو یہ امر خلافت ہمیشہ اُنھیں میں رہیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۶) حضرت مُعاویہ فرماتے ہیں مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے بیشک یہ خلافت قریش ہی میں رہیگی اور جبتک کہ قریش دین کو قایم رکھینگے تو جو کوئی اُن سے دشمنی کریگا اللہ تعالیٰ اوندھے مُنہ اُسے دوزخ میں ڈالدیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱۷) حضرت جابر بن سمُرہ فرماتے ہیں مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بارہؔ اماموںؔ تک برابر اسلام قوی اور مستقیم رہیگا وہ سب امام قریش میں سے ہونگے اور

لہ قریش اصل میں ایک دریائی جانور کا نام ہے جو بہت قوی ہوتا ہے پھر یہ نام عرب میں ایک خاص قبیلہ کا رکھدیا گیا تھا ۱۲ تہ یعنے قریش ایمان میں اور کفر میں لوگوں کے پیشوا رہے ہیں غیر قریش کے مسلمان قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور غیر قریش کے کافر قریش کے کافروں کے تابع ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مسلمان ہونے کیلئے قریش کے اسلام لانے کا انتظار کر رہے تھے کہ اول یہ مسلمان ہو جائیں تو بعد میں ہم ہونگے چنانچہ جسوقت مکہ فتح ہوا اور قریش مسلمان ہوئے تو پھر عرب میں جماعتیں کی جماعتیں مسلمان ہو گئیں ۱۲ ته اس سے بارہ حاکم مراد ہیں کہ بارہ حاکموں کے زمانہ حکومت تک اسلام کی حالت اچھی رہیگی یا ان بارہ اماموں سے وہ امام مراد ہیں جو حضرت امام مہدی

ایک روایت میں یوں ہے کہ لوگوں (کے دین) کا کام برابر جاری رہیگا جبتک کا انکے حاکم بارہ آدمی ہوں جو سب کے سب قریش میں سے ہیں نہ ہولیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ قیامت آجائے یا بارہ خلیفے ہو جائیں جو سب کے سب قریش میں سے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۸) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور عصیہ نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قریش اور انصار اور جُہَینہ اور مُزَینہ اور اَسلم اور غفار اور اشجع یہ سب (قبیلے) میرے مددگار اور دوست ہیں ان کا مددگار اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی نہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۲۰) حضرت ابوبکرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ اور بنی تمیم اور بنی عامر اور بنی اسد کے دونوں ہم قسموں اور غطفان سے بہتر ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۲۱) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جسوقت سے بنی تمیم کے حق میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتیں فرماتے ہوئے سُنی ہیں میں ہمیشہ ان سے محبت رکھتا ہوں یعنے حضور سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ یہ لوگ دجّال پر میری ساری امت سے زیادہ سخت ہونگے ابوہریرہ کہتے ہیں اور (دوسری بات یہ) کہ ان لوگوں کی زکوٰۃ آئی تھی تو آنحضور نے فرمایا کہ یہ زکاتیں ہماری قوم کی ہیں اور (تیسری بات یہ) کہ ایک عورت انہیں سے حضرت عائشہ صدیقہ کی لونڈی تھی آنحضور نے آنسے فرمایا کہ تم اسے آزاد کردو کیونکہ یہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنے بخاری و مسلم

ف۱ غفار عرب میں ایک قبیلہ کا نام ہے چونکہ یہ قبیلہ حجاج کا مال چورانے کیساتھ بدنام تھا اسلئے آنحضور نے انکے لئے دعاء کی کہ اللہ تعالیٰ انکا یہ گناہ مٹاکر انکی مغفرت کردے اور اسلم بھی ایک قبیلہ کا نام ہے اور عصیہ بھی ایک قبیلہ کا نام ہے یہ وہی قبیلہ ہے جسنے معونہ کے کنوئیں پر قاریوں کو قتل کردیا تھا اور آنحضور نے انکے رنج کے باعث دعاء قنوت میں انکیلئے بد دعاء کی تھی ۱۲ ف۲ یہ سب قبیلوں کے نام ہیں اور انہیں بہتر اسلئے فرمایا کہ یہ پہلے مسلمان ہوئے تھے ۱۲

دونوں نے نقل کی ہے)۔

دوسری فصل (۱۴۲۲) حضرت سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص قریش کو ذلیل کرنا چاہیگا تو اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کر دیگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۲۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (قریش کے حق میں یہ) دعا کی تھی اللھم اذقت اول قریش نکالا فاذق آخر ھم نوالا (ترجمہ) یا الٰہی تونے قریش کے پہلے لوگونکو عذاب چکھایا تھا اب ان پچھلوں کو (اپنے) انعام و بخشش (کا مزہ) چکھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۲۴) حضرت ابو عامر اشعری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اسد اور اشعری بہت اچھے قبیلے ہیں یہ سب لڑائی میں نہیں بھاگتے اور نہ خیانت کرتے ہیں (غرضکہ) وہ مجھسے ہیں[۱] اور میں اُنسے ہوں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۲۵) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (قبیلہ) ازد (شنوءہ) زمین پر اللہ کا لشکر ہے سب لوگ انہیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنکا مرتبہ بلندی کرنا چاہتا ہے اور واقعی لوگو پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ہر آدمی یہ کہیگا کاش کہ میرا باپ ازد (شنوءہ کے قبیلہ) سے ہوتا اور کاش کہ میری ماں ازد (شنوءہ سے) ہوتی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۲۶) حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین قبیلونکو بُرا ہی سمجھتے ہوئے وفات پا گئے ایک ثقیف اور (دوسرا) بنی حنیفہ اور (تیسرا) بنی اُمیہ۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۲۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قبیلہ ثقیف میں ایک بہت بڑا جھوٹا اور ایک مفسد ہوگا عبداللہ بن عصمہ تابعی فرماتے ہیں صحابہ فرماتے تھے کہ مراد

---

[۱] یعنے وہ لوگ میرے طریقہ اور سنت کے متبع ہیں یا یہ مراد ہے کہ وہ میرے دوستوں میں سے ہیں مقصود آنحضور کا یہ ہے کہ وہ سب نہایت ہی متقی و نیک ہیں ۱۲ [۲] یعنے اُس زمانہ میں انکا ایسا مرتبہ ہوگا کہ لوگ انپر رشک کرینگے اور ہر ایک اُن میں سے ہونا چاہیگا ۱۲

جھوٹے سے وہ مختار[۱] بن ابو عبید ہے اور وہ مفسد حجاج[۲] بن یوسف ہے اور ہشام بن حسان فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اُن صحابہ وغیرہ کی شمار کی ہے جنہیں حجاج نے باندھکر ظلماً قتل کیا تھا تو اُنکی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ جس وقت حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو شہید کر دیا تو حضرت اسماء نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے بیان فرمایا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک بہت جھوٹا آدمی اور ایک بہت مفسد آدمی ہوگا اور ہاں اُس جھوٹے کو تو ہم دیکھ چکے تھے اور وہ مفسد میرے خیال میں حجاج ہی ہے اور پوری حدیث (اس بیان کی) عنقریب تیسری فصل میں آئیگی۔

(۱۴۴۸) حضرت جابر فرماتے ہیں صحابہ نے (آنحضور سے) عرض کیا کہ یارسول قبیلہ ثقیف کے تیروں نے ہمیں پھونک دیا ہے لہذا آپ اللہ سے انپر بد دعا کیجئے آپ نے فرمایا الہٰی ثقیف کو ہدایت کر یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۹) عبدالرزاق اپنے والد سے اُنکے والد میناء سے میناء حضرت ابوہریرہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر تھے آپکے پاس ایک آدمی آیا میرے گمان میں وہ قبیلہ قیس سے تھا اُسنے عرض کیا یارسول اللہ آپ قبیلہ حمیر پر لعنت بھیجئے آنحضور نے اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ دوسری طرف سے آیا پھر آپ نے اُس سے منہ پھیر لیا پھر وہ اور طرف سے آیا اُسطرف سے بھی آپنے منہ پھیر لیا بعد اسکے آنحضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قبیلہ حمیر پر رحم کرے کہ اُنکے مونہوں[۳] میں سلام رہتا ہے اور اُنکے ہاتھوں میں کھانا رہتا ہے اور وہ لوگ

---

[۱] یہ مختار بن ابو عبید ثقفی ہے بعد شہید ہونے حضرت امام حسین کے اسنے لوگونکو انکا بدلہ لینے کیلئے بلایا اور اُسکی غرض اسمیں یہ تھی کہ اسکی وجہ سے یہ لوگونکو اپنی طرف کرکے اس وسیلہ سے خود حاکم بنجائے کیونکہ یہ نہایت ہی طالب دنیا آدمی تھا اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت علی سے یہ دشمنی رکھتا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسنے نبی ہونے کا بھی دعوی کیا تھا اور بڑا جھوٹ اسکا یہ تھا یہ کہتا تھا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل وحی لاتے ہیں ۱۲ مرقات [۲] یہ حجاج بن یوسف بڑا مشہور ظالم ہے عبدالملک بن مروان کی طرف سے یہ عراق اور خراسان پر صوبہ تھا بعد اسکے بن ولید کی طرف سے صوبہ ہو گیا تھا ۱۲

[۳] یعنے وہ لوگ آ[illegible] مونہوں سے سلام علیک کا جواب رکھتے ہیں [illegible]

اہل امن اور اہل ایمان ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے بجز طریقہ حدیث عبدالرزاق کے اور کسی طریقہ سے نہیں پہچانتے اور یہ عبدالرزاق مینا ء سے منکر حدیثیں نقل کرتے ہیں۔

(۱۴۴۰) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے پوچھا کہ تم کون سے قبیلہ میں سے ہو میں نے عرض کیا کہ (قبیلہ) دوس سے آپنے (تعجب سے) فرمایا میں تو یہ گمان کرتا تھا کہ (قبیلہ) دوس کے کسی آدمی میں بھی بھلائی نہیں ہوگی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔[1]

(۱۴۴۱) حضرت سلمان کہتے ہیں رسول خدا نے مجھسے فرمایا کہ تم میرے ساتھ دشمنی نکرنا ورنہ تم اپنے دین سے دست بردار ہو جاؤ گے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپکے ساتھ کسطرح دشمنی کرونگا حالانکہ آپ ہی کے وسیلہ سے تو مجھے اللہ نے ہدایت دی ہے آپنے فرمایا اگر تم عرب سے دشمنی کروگے تو (گویا) تم مجھسے ہی دشمنی کروگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۴۴۲) حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عرب کی خیانت کریگا تو میری شفاعت میں نہیں داخل ہوگا اور نہ اس سے میری دوستی ہوگی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے سوائے سند حدیث حصین بن عمر کے اور کسی سند سے نہیں پہچانتے اور حصین بن عمر محدثین کے نزدیک کچھ ایسا قوی (یعنی قابل اعتبار) نہیں۔

(۱۴۴۳) حضرت طلحہ بن مالک کی آزاد لونڈی ام حریر کہتی ہیں میں نے اپنے آقا (یعنی طلحہ بن مالک) سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کا برباد ہو جانا قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[1] اس میں حضرت ابوہریرہ کی تعریف اور قبیلہ دوس کی برائی ہے کہ انکے سوا اسمیں سے اور کسی شخص میں بھلائی نہیں ۱۲ [2] شاید انسے بسبب اپنے عجمی اور فارسی ہونیکے بہ نسبت عرب کے بعضے عرب کے ساتھ کچھ تکبری یا بے اعتبائی سرزد ہوگئی ہوگی میں لئے آنحضور نے انہیں خبردار کیا ورنہ ایسے آدمی سے حقیقی بغض کی امید نہیں ہے ۱۲ [3] یعنے جو انکی خیرخواہی نہ کرے یا یہ کہ دل میں تو انکی طرف سے کینہ اور بغض رکھے اور

(۱۴۲۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خلافت و) بادشاہی قریش میں ہے اور قضاۃ انصار میں اور (نماز کیلئے) اذان کہنی حبشہ میں اور امانت (قبیلہ) ازد میں یعنے (ملک) یمن میں ہے۔ اور ایک روایت میں یہ حدیث موقوفاً منقول ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ روایت بہت زیادہ صحیح ہے

تیسری فصل

(۱۴۲۵) حضرت عبداللہ بن مطیع نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فتح مکہ کے دن فرماتے تھے کہ اسدن کے بعد قیامت تک کوئی قریشی بندکر کے نہیں قتل کیا جائیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۲۶) ابو نوفل (یعنے) معاویہ بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ[1] کی گھاٹی پر (سولی پہ لٹکے ہوئے) حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھا ہے اور کہتے ہیں کہ قریش اور لوگ اُنکے پاس سے گذرتے تھے یہانتک کہ انکے پاس ہی سے حضرت عبداللہ بن عمر کا گذر ہوا وہ وہیں کھڑے ہوگئے اور (تین مرتبہ اسطرح) فرمایا السلام علیک ابا خبیب السلام علیک ابا خبیب السلام علیک ابا خبیب (یعنے اے خبیب کے والد تمپر سلام ہو پھر تین ہی مرتبہ یہ فرمایا) یاد رکھو قسم ہے خدا کی میں تمہیں اس کام سے منع کرتا تھا یاد رکھو بخدا میں تمہیں اس کام سے واقعی روکتا تھا یاد رکھو بخدا میں تو تمہیں اس کام سے برابر روکتا تھا قسم ہے اللہ کی میں یہ جانتا ہوں کہ تم بہت روزے رکھنے والے اور بہت شب بیداری کرنے اور بہت صلہ رحمی کرنیوالے تھے قسم ہے اللہ کی یہ یاد رہے کہ جس گروہ (کے اعتقاد اور خیال میں) تم برے ہو تو وہ گروہ بیشک برا ہے اور ایک روایت میں (وہ گروہ برا ہے کی جگہ) یوں ہے کہ وہ جماعت واقعی اچھی[2] ہوگی پھر حضرت عبداللہ بن عمر آگے چلے گئے اور انکے وہاں کھڑے ہونے اور یہ باتیں کہنے کی خبر حجاج کو پہنچ گئی اُسنے کسی کو بھیجا کہ انہیں اس لکڑی پر سے (جسپے وہ سولی دیئے گئے تھے) اتروا کر یہود کے گورستان میں ڈلوا دیا پھر حجاج نے انکی والدہ (یعنے حضرت ابوبکر

---

[1] اس گھاٹی پر سے مراد وہ ملی گھاٹی ہے جو قصد اہل مدینہ مکہ میں آتے تھے تو وہ اس رستہ میں واقع ہوتی ہے اس اعتبار سے مدینہ کی گھاٹی کہدی ورنہ حضرت عبداللہ بن زبیر تو مکہ ہی میں تھے جہیں حجاج ظالم نے انہیں مار کر سولی پہ کھنچوا دیا تھا لیکن انکی قبر حسین میں نہیں ہے ۱۲ ملہم یعنے انہوں نے بطور مذاق کے کہا کہ جس گروہ میں تم جیسے بھی برے شمار کیے جائیں تو وہ ضروری اچھا ہے کیا خوب ہوگا ۔۔۔ ۱۲

صدیق رضی کی صاحبزادی اسماء کے پاس (انہیں بلانے کیلئے) کسی کو بھیجا انہوں نے اسکے پاس آنے سے انکار کردیا اسنے انکے پاس دوبارہ پیامی کو بھیجا کہ یا تو تم خود میرے پاس آجاؤ ورنہ میں تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجونگا جو تمہاری چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لائیگا ابو نوفل کہتے ہیں پھر بھی حضرت اسماء نے (آنے سے) انکار ہی کردیا اور یہ فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تیرے پاس ہرگز نہیں آونگی یہانتک کہ تو میرے لینے کو ایسا شخص بھیجدے کہ وہ میری چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجائے ابو نوفل کہتے ہیں پھر حجاج نے (اپنے خادموں سے) کہا کہ میرے جوتے لاؤ چنانچہ اپنے دونوں جوتے لئے (اور انہیں پہنکر) پھر اتراتا ہوا چلا یہاں تک کہ حضرت اسماء کے پاس پہنچا اور (انسے) کہنے لگا کہ تم مجھے کیسا سمجھتی ہو کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا ہے انہوں نے فرمایا میں تجھے ایسا سمجھتی ہوں کہ تو نے (میرے لخت جگر ابن زبیر کو دنیا سے کھویا اور اسنے تجھے آخرت سے کھو دیا اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو ابن زبیر کو (ذلت کے طور پر) کہا کرتا تہا کہ اے دو کمر بند والی کے بیٹے [۱] قسم ہے اللہ کی وہ دو کمر بند والی میں ہوں لیکن (دیکھ یہ بھی خبر ہے کہ وہ کیسے کمر بند تھے) انہیں سے ایک میں تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کا کھانا (باندھکر) جانوروں سے حفاظت کرنیکیلئے (اوپر لٹکا دیا تہا اور دوسرا وہ عورتوں کا کمربند کہ جس سے کوئی عورت بچی ہوئی نہیں ہے اور یہ یاد رکھ تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے بیان کیا تہا کہ (قبیلہ) ثقیف میں ایک بہت جھوٹا اور ایک مفسد ہوگا لیکن اس جھوٹے کو تو ہم دیکھ چکے ہے اور وہ مفسد میرے خیال میں تو ہی ہے ابو نوفل کہتے ہیں کہ حجاج انکے پاس سے اسی وقت کھڑا ہو گیا اور انہیں جواب نہیں دیا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۷) حضرت نافع نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر کی لڑائی کے زمانہ میں حضرت ابن عمر کے پاس دو آدمی آئے اور وہ کہنے لگے کہ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے تم دیکھ رہے ہو اور تم حضرت عمر کے صاحبزادے

ف۱ عربی میں نطاق کمربند کو کہتے ہیں حضرت اسماء کا لقب ذات النطاقین (یعنی دو کمربند والی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تہا لہذا یہ نام باعث فخر ہے اور وجہ اسکی یہ تہی کہ وقت ہجرت آنحضرت صلعم کے توشہ دان باندھنے کیلئے حضرت اسماء کو کوئی تسمہ وغیرہ نہیں ملا تہا اسلئے انہوں نے اسوقت اپنے کمربند کے دو ٹکڑے کرکے ایک ٹکڑے سے توشہ دان باندھا اور دوسرے سے کمربند کا کام لیا ۱۲ مرقات

ف۲ [illegible]

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو تمہیں (اس لڑائی میں) جانے سے کس چیز نے روک رکھا ہے انہوں نے فرمایا مجھے اس بات نے روک رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان بھائی کا خون کرنا مجھپر حرام کردیا ہے اُن دونوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ (وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ) (ترجمہ اور تم لوگوں سے جنگ کرو یہانتک کہ فتنہ نہ رہے) ابن عمر نے فرمایا کہ ہم ایسی جنگ کرچکے ہیں کہ فتنہ نہیں رہا تھا اور دین (اسلام) خاص اللہ کا ہو گیا تھا اور اب تم لوگ ایسی جنگ کرنی چاہتی ہو تاکہ فتنہ فساد ہو جائے اور دین اللہ کے سوا اور کسی کا ہو جائے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۳۸) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بیشک (قبیلۂ) دوس برباد ہو گیا کہ اُسنے (اللہ کی) نافرمانی کی اور (احکام خداوندی کے ماننے سے) انکار کردیا لہذا آپ اُنپر اللہ سے بددعا کیجئے اُسیوقت لوگوں کا یہ گمان ہوا کہ آنحضرت انپر بددعا کرینگے آپ نے فرمایا خداوندا دوس کو ہدایت دے اور تو انہیں (مدینہ میں) لے آ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنے بخاری ومسلم دونوں نے نقل کی ہے)۔

(۱۴۴۳۹) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تین ۳ سبب سے تم عرب سے محبت رکھا کرو ایک تو یہ کہ میں عربی ہوں دوسرے یہ کہ قرآن شریف عربی ہے تیسرے یہ کہ بہشت والونکی زبان عربی ہوگی۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب صحابہ کی فضیلتوں کا بیان

پہلی فصل (۱۴۴۴۰) حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عمر تو خلیفہ تھے اور تم اُنکے صاحبزادے ہو لہذا اسمیں شک نہیں کہ تم خلافت کے عبدالملک سے زیادہ لائق اور حقدار ہو لہذا حجاج بن یوسف جو اُسکی طرف سے ہے تمہیں اُس کا مقابلہ کرنا چاہیے ۱۲ ملہ یعنے چونکہ دین خداوندی میں ضعف ہوگا مسلمان مارے جائینگے تو اسیات کا اندیشہ ہے ۱۲ ملہ اس سبب یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ جنت میں بھی زبان عربی نہیں ہوگی وہ اور کسی زبان میں گفتگو کرینگے ۱۲

پوری نہیں کرینگے اور انمیں مٹاپا پھیل جائیگا (یعنے سب موٹے موٹے ہو نگے) اور ایک روایت میں یوں ہے اور وہ قسمیں کھائینگے اور انہیں کوئی قسمیں نہیں دیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں ابو ہریرہ سے منقول ہے پھر اُنکے بعد میں ایسی قوم پیدا ہوگی جو مٹاپے کو پسند کریگی۔

دوسری فصل

(۱۴۴۴) حضرت عمر فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے صحابیوں کی تعظیم کیا کرو کیونکہ یہ تم سب لوگوں سے بہتر ہیں پھر جو انکے بعد میں ہوں پھر جو ان کے بعد میں ہوں بعد اُسکے اسقدر جھوٹ پھیل جائیگا کہ واقعی آدمی خود بخود ہی قسم کھائیگا اور اُسے کوئی قسم نہیں دیگا اور خود ہی گواہی دیگا اور کوئی گواہ نہیں کریگا یاد رکھو جس شخص کو بہشت کا درمیانی درجہ اچھا معلوم ہو (یعنے وہاں رہنا چاہے) تو اُسے چاہیئے کہ جماعت کے ساتھ رہے کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہو جاتا ہے اور شیطان دو سے (یا زیادہ سے) دور رہتا ہے اور جہاں کوئی مرد کسی (غیر) عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو بیشک اُنکے ساتھ تیسرا (اُنہیں بہکانے کے لئے) شیطان ہو جاتا ہے اور جس شخص کو نیکی اچھی معلوم ہو اور گُناہ بُرا معلوم ہو تو وہ پورا مومن ہے یہ حدیث [۱] نقل کی ہے۔

(۱۴۴۵) حضرت جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ ایسے مسلمان کو آگ نہیں لگے گی کہ جسنے مجھے دیکھ لیا ہو یا ایسے آدمی کو دیکھلیا ہو کہ جسنے مجھے دیکھ لیا تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۴۶) حضرت عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے اصحاب کے حق میں[۲] تم اللہ سے ڈرتے رہنا اللہ سے ڈرتے رہنا میرے اصحاب کے حق میں تم اللہ سے ڈرتے رہنا اللہ سے ڈرتے رہنا میرے بعد اُنہیں (تکلیف دینے کے لئے) نشانہ نہ بنا لینا اور جو شخص اُن سے محبت رکھیگا وہ میری وجہ سے محبت رکھیگا اور جو شخص اُنسے دشمنی کرے گا وہ میری وجہ سے دشمنی کریگا اور جو شخص اُنہیں تکلیف دیگا گویا اُسنے مجھے تکلیف دی اور جسنے مجھے تکلیف دی

---

[۱] اصل نسخہ میں یہاں سپیدی چھوٹی ہوئی ہے اور بعضوں نے اسجگہ نسائی لکھدیا ہے یعنے یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اسکی سند صحیح ہے ۱۲ مرقات [۲] یعنے صحابہ کو سوائے تعظیم اور توقیر کے بُرے الفاظ سے یاد نہ کرنا بلکہ اُنکی صحبت کے خواستگار رہنا کیونکہ جو اُنسے محبت کریگا اُسنے گویا میری محبت کے باعث اُنسے محبت کی اور جسنے اُنسے دشمنی کی اُسنے گویا میرے ساتھ دشمنی کرنیکے باعث اُنسے دشمنی کی ۱۲

اُسنے گویا اللہ کو تکلیف دی اور جسنے اللہ کو تکلیف دی اسے اللہ تعالیٰ عنقریب ہی پکڑ لیگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۴۷) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت میں میرے اصحاب ایسے ہیں جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے کہ کھانا بغیر نمک کے نہیں سنورتا حسن[۱] (بصری) فرماتے ہیں (ہائے افسوس) اب ہمارا نمک جاتا رہا ہم کسطرح سنورینگے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۱۴۴۸) عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے صحابیوں میں سے جو کوئی کسی ملک میں مریگا تو قیامت کے دن وہ اُس ملک والونکو (بہشت کیطرف) لیجانیوالا اور روشنی کرنے والا ہوگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل (۱۴۴۹) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس وقت تم ایسے لوگونکو دیکھو جو میرے صحابیونکو بُرا کہتے ہوں تو تم کہناکہ تمہارے اس فعل بد پر خدا کی لعنت ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۴۵۰) حضرت عمر بن خطّاب فرماتے ہیں مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مینے اپنے پروردگار سے اپنے بعد اپنے صحابہ کے اختلاف[۲] کرنے کو پوچھا تھا (کہ اُن کے اختلاف کرنے میں کیا حکمت ہے) اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد میرے نزدیک تمہارے صحابی بیشک ایسے[۳] ہیں جیسے آسمان میں ستارے ہیں کہ بعض اُن میں بعضوں سے زیادہ روشن ہیں لہذا جو شخص اُنکے اختلاف میں سے کسی چیز کو لیلیگا (یعنے اُسپر عمل کرلے گا) تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا۔ حضرت عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابی ستاروں جیسے ہیں لہذا اُنھیں سے جس کا اقتدا تم کروگے ہدایت پر رہوگے۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

---

[۱] حسن بصری کی وفات ایکسو دس ہجری میں ہوئی ہے اور اُنکی زندگی کے وقت چند صحابہ بھی زندہ تھے لیکن جو صحابہ گذر گئے تھے اُنکے رنج میں یہ فرماتے ہیں ورنہ نمک کا کام تو اُنھی روایات اور حالات منقولہ سے ہو سکتا ہے ۱۲ ملا علی [۲] یعنے صحابہ جو جزئیات مسائل میں میرے بعد آپس میں اختلاف کرینگے تو اُسمیں حکمت کیا ہے ۱۲ [۳] یعنے ہدایت اور گمراہی ظاہر کرنے میں ستاروں جیسے ہیں جیسے دریا اور بڑے جنگل میں

کہ تم لوگ میرے صحابیوں کو برا نہ کہا کرو کیونکہ انکی فضیلت اسقدر ہے کہ اگر کوئی تم میں سے (کوہ) احد کی برابر سونا (راہ خدا میں) خرچ کردے تو اس کا ثواب انکے ایک سیر یا آدھ سیر اناج خرچ کرنے (کے ثواب) کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۴۱) حضرت ابو بردہ نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھایا اور آپ بسا اوقات اپنا سر مبارک (یعنے نگاہ) آسمان کیطرف اٹھایا کرتے تھے پھر آپنے فرمایا کہ ستارے آسمان کیلئے (اسباب) امن ہیں (یعنے انسے اسکی مضبوطی ہے) اور جسوقت ستارے جاتے رہینگے تو آسمان کی بابت جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنے اس کا پھٹنا) وہ اسوقت آئیگا اور میں اپنے صحابیوں کے لئے (سبب) امن ہوں جسوقت میں چلا جاؤنگا تو میرے صحابیوں سے جو وعدہ[1] کیا گیا ہے وہ آئیگا اور میرے صحابی میری امت کے لئے اسباب امن ہیں جسوقت یہ چلے جائینگے تو جو میری امت سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (کہ نیک لوگ جاتے رہینگے اور بدکار پیدا ہونگے) وہ وقت آئیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۲) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ انہیں سے ایک جماعت جنگ کریگی اور لوگ (لڑنے والے اپنے لوگوں سے) پوچھینگے کہ تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحبت یافتہ ہو وہ جواب دینگے ہاں چنانچہ انکی (برکت و شوکت کی) وجہ سے (شہر کا) دروازہ کھولدیا[2] جائیگا۔ (یعنے فتح ہو جائیگی) پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ انہیں سے ایک جماعت جنگ کریگی پھر وہ پوچھینگے کہ تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں

---

[1] ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطاب ان لوگوں کے لئے ہے جو صحابہ کے بعد میں ہونگے اور سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ خطاب صحابہ کو ہے سبب اس کا یہ ہوا کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبد الرحمن بن عوف کے بیچ میں کچھ جھگڑا تھا اور خالد نے انہیں برا کہا تھا تب آنحضور نے یہ فرمایا ۱۲ لمعات [2] یعنے فتنے اور لڑائیاں اور اختلافات اور بعضے عرب کا مرتد ہو جانا ہوگا چنانچہ وہ ہو کر رہا ۱۲ [3] اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آپ کے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین یعنے قرون ثلثہ کی فضیلت ہے ۱۲۔

کی صحبت اٹھائی ہو وہ کہینگے ہاں چنانچہ انکی فتح ہو جائیگی بعد اسکے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ان میں سے ایک جماعت جنگ کریگی پھر پوچھا جائیگا کہ کوئی تم میں سے ایسا شخص بھی ہے جسنے ایسے شخص کی صحبت اٹھائی ہو جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی صحبت اٹھائی تھی وہ کہینگے ہاں چنانچہ اسوقت انکی وجہ سے فتح ہو جائیگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں یوں ہے آنحضور نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ انہیں سے (لڑنے کے لئے) ایک لشکر بھیجا جائیگا وہ کہینگے تم آپسمیں دیکھو کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ہو چنانچہ ایک آدمی ایسا ملجائیگا اور (اسکی برکت سے) انپر فتح ہو جائیگی پھر دوسرا لشکر بھیجا جائیگا وہ کہینگے کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو دیکھا ہو[1] چنانچہ کوئی ملجائیگا اور (اسکی برکت سے) انکی فتح ہوگی پھر تیسرا لشکر بھیجا جائیگا وہ کہینگے تم غور کرو کیا تم اپنے میں ایسا آدمی دیکھتے ہو جسنے اسے دیکھا جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو دیکھا ہو چنانچہ کوئی ملجائیگا اور (اسکے باعث) انکی فتح ہوگی پھر چوتھا لشکر ہوگا اور کہا جائیگا تم (آپسمیں) غور کرو کیا تم اپنے میں ایسا شخص پاتے ہو کہ جسنے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہو کہ جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو چنانچہ ایسا کوئی آدمی ملجائیگا اور (اسکے باعث) انکی فتح ہو جائیگی۔

(۴۴۷۲) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری ساری امت سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ (یعنے میرے صحابہ) ہیں پھر جو انکے بعد ہوں پھر جو انکے بعد اور بعد انکے واقعی ایسے لوگ ہونگے جو خود بخود گواہیاں دینگے اور انہیں کوئی گواہ نہیں کریگا اور وہ خیانت کرینگے اور انکے پاس کوئی امانت نہیں رکھیگا[2] اور وہ نذریں مانینگے اور نہیں

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین میں یعنے تابعین ہونیکیلئے اصحاب کا دیکھنا کافی ہے جیسا کہ صحابہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا ہی کافی ہے اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ صحابہ میں تو دیکھنا ہی کافی ہے لیکن تابعین میں صحبت اور ملازمت ہونی چاہیے ۱۲ [2] یعنے ان لوگوں کی خیانت ایسی ظاہر باہر ہو گئی کہ وہ بالکل امانت رکھنے کے قابل نہیں ہونگے کیونکہ اگر کبھی اور تھوڑی سی خیانت ہوتی ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہوتا گویا وہ بہت ہی بڑے خائن لوگ ہونگے ۱۲۔

اور ابوداود کی روایت میں یوں ہے ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہم یہ کہا کرتے تھے کہ آپ کے بعد آپکی ساری امت سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی رہے۔

دوسری فصل (۱۴۵۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس کسی کا ہمارے ذمہ احسان تھا ہم اُس کا بدلہ اُتار چکے ہیں[1] سوائے ابو بکر کے بیشک اُن کا ہم پر احسان ہے اُس کا بدلہ اُنہیں قیامت کے دن اللہ دیگا اور کبھی کسی کے مال نے مجھے اسقدر فائدہ نہیں دیا جتنا کہ ابو بکر کے مال نے مجھے فائدہ دیا ہے اور اگر میں کسیکو (اپنا) دوست بناتا تو واقعی ابو بکر کو دوست بناتا (لیکن) یہ یاد رکھو کہ تمہارا صاحب تو اللہ کا دوست ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۵۹) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر ہمارے سب کے سردار اور ہم سب میں بہتر اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہم سب سے زیادہ محبوب تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۶۰) حضرت ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ حضرت ابو بکر کے حق میں فرماتے تھے کہ تم غار[2] میں میرے ساتھ رہے ہو اور حوض (کوثر) پر (بھی) میرے ساتھی ہو گے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۶۱) حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جن لوگوں میں ابو بکر ہوں اُنہیں یہ لائق نہیں کہ ابو بکر کے سوا نہیں اور کوئی امامت کرائے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۶۲) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کے لئے حکم دیا اور اتفاق سے اسوقت میرے پاس مال تھا سیلئے میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر کوئی میرا دن حضرت ابو بکر سے بڑھنے کا ہوگا تو آج میں اُن سے بڑھ ہو نگا فرماتے ہیں چنانچہ میں

---

[1] یعنے جتنا اوروں نے ہمپر احسان کیا تھا اُتنا ہی یا اُس سے بھی زیادہ ہم احسان کر چکے ہیں لیکن حضرت ابو بکر کا پورا بدلہ اللہ دیگا ۱۲ [2] غار سے مُراد کوہ ثور کا غار ہے جو مکہ کے قریب ہے آنحضرت ہجرت کرکے اول وہیں چھپے تھے اور شاید یار غار جو کہتے ہیں جبھی سے مشہور چلا آتا ہے ۱۲ محمود

اپنا آدھا مال (آنحضرت کی خدمت میں) لایا آپ نے پوچھا کہ تم کچھ اپنے گھر والوں کے لئے بھی چھوڑ آئے ہو میں نے عرض کیا کہ اتنا ہی اور چھوڑ آیا ہوں اور حضرت ابو بکر کے پاس جسقدر مال تھا وہ سب لے آئے آپ نے پوچھا اے ابو بکر اپنے گھر والوں کے لئے تم نے کیا چھوڑا انہوں نے فرمایا کہ انکیلئے اللہ اور اسکے رسول کو چھوڑ آیا ہوں (اسوقت) میں نے کہا کہ میں ان سے کبھی کسی چیز میں سبقت[1] نہیں کر سکتا یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۴۶۳) حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ (ایکروز) حضرت ابو بکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت بابرکت میں آئے آپنے فرمایا کہ تم آگ سے اللہ کے عتیق (یعنے آزاد کئے ہوئے) ہو پھر اسی روز سے انکا نام عتیق پڑ گیا تھا۔ یہ حدیث ترمذی نقل کی ہے۔

(۱۴۶۴) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب لوگوں سے پہلے میرے (اوپر سے) زمین پھٹے گی (یعنے سب سے پہلے میں قبر سے اٹھونگا میرے) بعد ابو بکر پھر عمر پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤنگا وہ میرے ساتھ اکھٹے ہو جائینگے پھر میں اہل مکہ کا انتظار کرونگا یہانتک کہ حرمین[2] کے بیچ میں وہ میرے ساتھ جمع ہو جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۶۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں (ایکروز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت کا وہ دروازہ دکھلا دیا کہ جس میں سے میری امت داخل ہو گی حضرت ابو بکر بولے یا رسول اللہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں آپکے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی اسے دیکھ لیتا آنحضور نے فرمایا اے ابو بکر یاد رکھو بیشک تم ان لوگوں میں سب سے[3] اول ہو گے جو میری امت میں سے بہشت میں جائینگے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے باوجود اسکے کہ آج میرے پاس مال تھا اور باینہمہ بھی میں آپسے سبقت نکر سکا تو آئندہ اب آخیر میں کیا سبقت لیجاؤنگا ۱۲ [2] یعنے مکہ اور مدینہ کے درمیان پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ ان پھرائیوں کے محشر کیطرف جائینگے اور محشر ملک شام کی زمین میں ہو گا وہاں ساری مخلوق جمع ہو جائیگی ۱۲ [3] اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر ساری امت میں افضل ہیں ورنہ سب سے پہلے بہشت میں کسطرح جاتے

باب حضرت ابو بکر صدیقؓ کی فضیلتوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۴۵۱) حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے زیادہ ساتھ رہنے میں اور مال خرچ کرنے میں مجھپر ابو بکر کا زیادہ احسان ہے اور بخاری کے نزدیک (بجائے ابو بکر کے) ابا بکر ہے (مطلب دونوں کا ایک ہے اور فرماتے ہیں اگر میں کسیکو اپنا دوست بناتا تو بیشک ابو بکر کو اپنا دوست بناتا لیکن (میں بنا نہیں سکتا بلکہ) اسلامی بھائی چارہ اور اُسکی محبت باقی ہے اور مسجد میں بجز ابو بکر کی کھڑکی[ل] کے اور کوئی کھڑکی نہ چھوڑ یجائے (بلکہ سب بندکر دیجائیں) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسیکو اپنا دوست بناتا تو بیشک ابو بکر کو دوست بناتا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۵۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ اگر میں کسیکو دوست بناتا تو بیشک میں ابو بکر کو دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں اور تمہارے صاحب کو (یعنے مجھے تو) اللہ نے (اپنا) دوست بنالیا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۵۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں مجھسے فرمایا کہ تم اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلالو تاکہ میں (اُنکے نام) ایک رقعہ لکھدوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی (خلافت کی) آرزو کرنے والا یہ آرزو نکرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ (خلافت کا حقدار) میں ہوں حالانکہ یہ کہنے والا حقدار نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اور مسلمان بھی بجز ابو بکر کے اس کا انکار کر دینگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔ اور حمیدی کی کتاب میں اسکے بدلہ کہ میں (حقدار) ہوں یہ ہے کہ میں بہتر ہوں (لہذا خلافت مجھے ملنی چاہیئے۔

(۱۴۵۴) حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی

ل۔ جو مکانات مسجد نبوی کے متصل تھے ان میں کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اُن میں سے صحابہ مسجد شریف میں آجاتے تھے بعد میں آنحضرت نے اور دنکی کھڑکیاں بند کرادیں اور حضرت ابو بکر کی کھڑکی بوجہ انکی تعظیم اور تکریم کے کھلی رہنے دی ۱۲۔

اور آپ سے اُس نے کسی چیز کی بابت گفتگو کی آپنے اُسے حکم دیا کہ تم میرے پاس پھر آنا وہ بولی کہ یا رسول اللہ آپ یہ تو بتایئے اگر میں آؤں اور آپکو نہ پاؤں گویا اس بات سے اُسکی مراد آنحضرت کی وفات تھی آپنے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو تم ابو بکر کے پاس آجانا - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۱۴۵۵) حضرت عمرو بن عاص نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لشکر ذات السلاسل[1] کا افسر بناکر بھیجا کہتے ہیں پھر میں آنحضور کی خدمت بابرکت میں آیا اور میں نے پوچھا کہ سب لوگوں سے زیادہ آپکو کون محبوب ہے آپنے فرمایا کہ عائشہ میں نے پوچھا کہ مردوں میں سے (کون ہے) آپنے فرمایا اُنکے والد میں نے کہا پھر کون آپنے فرمایا عمر (غرضکہ) پھر آپنے بہت سے آدمی گنائے پھر میں اس اندیشہ سے خاموش ہو گیا کہ مجھکو سب سے پچھلوں میں نہ کر دیں - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۱۴۵۶) محمد[2] بن حنفیہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد (حضرت علی) سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں کون بہتر ہے اُنہوں نے فرمایا کہ ابو بکر میں نے کہا پھر کون اُنہوں نے فرمایا عمر اور میں اس بات سے[3] ڈر گیا کہ (ابکی دفعہ پوچھنے میں) یہ حضرت عثمان کو کہینگے (اسلیئے پہلے) میں نے ہی کہدیا کہ (اُن دونوں کے) بعد میں آپ ہونگے اُنہوں نے فرمایا میں تو کچھ بھی نہیں ہوں فقط مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں - یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے -

(۱۴۵۷) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم حضرت ابو بکر کی برابر کسیکو نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمر کی پھر حضرت عثمان کی پھر ہم آپکے صحابیوں کو ویسے ہی چھوڑ دیتے تھے اُنکے بیچ میں کسیکو فضیلت[4] نہیں دیتے تھے - یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے -

---

[1] ذات السلاسل ایک جگہ کا نام ہے یہ لشکر چونکہ اس ملک کیطرف بھیجا گیا تھا اس لئے اس لشکر ہی کو لشکر ذات السلاسل کہتے تھے ۱۲ [2] یہ محمد حضرت علی کے صاحبزادے ہیں یعنے سوائے حضرت فاطمہ زہرا کے اور بیوی حنفیہ سے ہیں ۱۲ [3] یعنے اگر میں اسطرح پوچھتا کہ پھر انکے بعد کون افضل ہے تو وہ یہ فرما دیتے - اور حضرت علی کا اسطرح فرمانا محض خاکساری کیوجہ سے تھا کیونکہ اس سوال کے وقت حضرت علی بلا اختلاف سب لوگوں سے بہتر اور افضل تھے کیونکہ یہ واقعہ حضرت عثمان کے شہید ہونے کے بعد کا ہے ۱۲ مرقات [4] شاید ابن عمر صحابہ ہی کے درمیان فضیلت دینے کو بیان فرماتے ہیں اور اہل بیت ان سے خاص ہیں یعنے اُنکے اعتبار سے یہ نہیں فرماتے ۱۲ مرقات

تیسری فصل (۱۴۹۲) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنکے روبرو کسی نے حضرت ابوبکر صدیق
کا ذکر کیا حضرت عمرؓ اُسیوقت رونے لگے اور فرمایا میں یہ بات چاہتا ہوں کہ میرے سارے عمل اُنکی
عمر کے دنوں میں سے ایک دن اور راتوں میں سے ایک رات کی برابر ہو جائیں لیکن اُنکی رات (جسے میں
اپنے سارے عملوں سے بہتر سمجھتا ہوں) تو وہ کہ جسمیں وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ (ہجرت
کرکے) غار کیطرف گئے اور جب دونوں غار کے پاس پہنچے تو ابوبکرؓ کہنے لگے (یا رسول اللہ) قسم ہے اللہ
کی آپ ابھی اندر نہ جائیے تاکہ آپ سے پہلے میں اندر ہوآؤں کیونکہ اگر اسمیں کوئی (تکلیف دینے والی)
چیز ہوئی ... ... آپ سے پہلے مجھے تکلیف پہنچ جائیگی چنانچہ
(اول حضرت) ابوبکرؓ اندر گئے اور اسے (خوب) جھاڑ کر صاف کیا اور اُسکی ایک جانب میں کچھ
سوراخ دیکھکر اپنا تہبند پھاڑا اور اُس سے اُنہیں بند کیا (لیکن) دو سوراخ اور اُسمیں باقی رہگئے
اُن دونوں پر اُنہوں نے اپنے دونوں پاؤں لگادیئے پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کیا کہ اب اندر تشریف لے آیئے چنانچہ آنحضور غار کے اندر تشریف لیگئے اور حضرت ابوبکرؓ کی گود میں
اپنا سر مبارک رکھکر سوگئے اُسیوقت حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں ایک سوراخ میں سے سانپ نے
کاٹ لیا لیکن ابوبکرؓ اس اندیشہ سے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جاگ جائینگے ہلے تک
بھی نہیں اور اُنکے آنسو نکلکر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر پڑے اُسیوقت آنحضرتؐ
نے پوچھا اے ابوبکر تمہارا کیا حال ہے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں مجھکو
تو سانپ نے کاٹ لیا ہے پھر آنحضرتؐ نے (اسی جگہ کہ جہاں اُسنے کاٹا تھا) تھوک دیا اُسیوقت
جو تکلیف اُنہیں معلوم ہوئی تھی سب جاتی رہی بعد میں زہر کا اثر پھر ہو کر اُنکی موت کا سبب بھی
ہو گیا اور ہاں اُنکا دن (کہ جسکے برابر میں اپنے عمل چاہتا ہوں) وہ ہے کہ جب رسولِ خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو (بعضے) عرب مرتد ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ اب ہم زکوٰۃ[۱] نہیں
دینگے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھے ایک اونٹ کا پاؤں باندھنے کی رسی (جو زکوٰۃ میں پہلے
دیتے تھے) اب نہیں دینگے تو میں اُن سے اُسی کے باعث جہاد کرونگا میں نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ

---

[۱] یعنے یہ کہکر کہ زکوٰۃ اب فرض نہیں ہے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ زکوٰۃ ادا کر اور وہ کہے
کہ میں نہیں ادا کرتا تو وہ کافر ہو جاتا ہے ۱۲

لوگوں سے محبت رکھو اور اُنپر نرمی رکھو اُنہوں نے (بہت غصہ ہو کر) مجھسے فرمایا کہ (بس میاں) کیا تم جاہلیت ہی میں بڑے بہادر تھے اور اب اسلام میں نامرد ہو گئے واقعی بات یہ ہے کہ اب وحی تو منقطع ہو گئی اور دین اسلام پورا ہو چکا کیا اب میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

باب حضرت عمر کی فضیلتوں کا بیان

پہلی فصل (۱۴۶۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سے پہلی امتوں کے لوگوں میں محدث[1] (یعنے جنہیں الہام ہوں) ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی ویسا ہو تو بیشک (اُن میں سے) یہ عمر ہیں یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۶۸) حضرت سعد بن ابو وقاص فرماتے ہیں کہ (ایک روز) حضرت عمر نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنیکی (آپسے) اجازت چاہی اور آپکے پاس قریش کی عورتیں[2] بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آنحضور جو اُنہیں دیا کرتے تھے) وہ اپنی آوازیں اونچی کر کر اور اُس سے زیادہ مانگتی تھیں اور جب حضرت عمر نے (اندر آنیکی) اجازت چاہی تو وہ سب عورتیں اُٹھیں اور (ڈر کے مارے) پردہ میں بھاگ گئیں پھر حضرت عمر اندر گئے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے اُنہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپکو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہنسائے (آج کیا بات ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان عورتوں سے تعجب آرہا ہے جو میرے پاس تھیں کہ جسوقت اُنہوں نے تمہاری آواز سُنی فوراً پردہ میں بھاگ گئیں اُسیوقت حضرت عمر نے (اُن عورتوں سے) فرمایا اے اپنی جانوں کی دشمنو کیا تم مجھے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں وہ عورتیں بولیں ہاں (ہم تم سے ڈرتے ہیں واقعی) تم سخت عادت اور سخت گو آدمی ہو پھر آنحضرت نے فرمایا اے ابن خطاب خوب کہو (انکی

[1] توربشتی نے لکھا ہے کہ زبان عرب میں محدث اُسے کہتے ہیں جو صادق الظن ہو اور در حقیقت محدث وہ ہے جس کے دل میں اللہ کی طرف سے کوئی بات ڈالی جائے ۱۲ مرقات [2] یہاں عورتوں سے مراد ازواج مطہرات ہیں کہ وہ روٹی کپڑا وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ زیادہ مانگتی تھیں جیسی کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے ۱۲۔

کھنے کی پروا نکرو کیونکہ) قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب کبھی کسی کوچہ میں تم جاتے ہو اور تمہیں شیطان ملجاتا ہے تو وہ تمہارے کوچے کے سوا اور کوچہ میں سے نکل جاتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ حمیدی کہتے ہیں کہ برقانی[1] نے اس قول کے بعد کہ یارسول اللہ یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ آپکو کسنے ہنسایا؟"

(۱۴۶۹) حضرت جابر کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں بہشت میں گیا ناگہاں میں ابو طلحہ کی بیوی رمیصا[2] سے ملا اور (وہیں) مینے کچھ پاؤں کا کھڑکا سُنا مینے پوچھا یہ کون ہے کسی فرشتہ نے کہا کہ یہ بلال ہیں اور مینے ایک محل دیکھا جسکے دالان میں ایک نوجوان لونڈی تھی مینے پوچھا کہ یہ کسکی ہے اُنہوں نے کہا کہ عمر بن خطاب کی پھر مینے اُسے دیکھنے کے لئے اندر جانا چاہا لیکن مجھے تمہاری غیرت یاد آگئی (اسلئے میں اندر نہ گیا) حضرت عمر بولے یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں کیا میں آپ پر (بھی) غیرت کرتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۷۰) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں ایکروز سورہا تھا مینے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کرتے پہنے ہوئے میری روبرو پیش کئے جاتے ہیں بعض کے کرتے اُن میں ایسے ہیں جو چھاتی تک پہنچتے ہیں اور بعضے ان سے بھی کم ہیں اور عمر بن خطاب جو میرے روبرو کئے گئے تو انکے بدن پر ایسا کرتا تھا کہ وہ اُسے کھینچے جاتے تھے صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ پھر آپ نے اسکی تعبیر کیا لی آپ نے فرمایا دین۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۷۱) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا کہ میرے لئے کوئی دودھ کا پیالہ لایا مینے اسقدر پیا کہ میں تازگی کو اپنے ناخنوں سے نکلتی ہوئی دیکھی پھر مینے اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دیدیا لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ آپنے اسکی تعبیر کیا لی ہے آپنے فرمایا علم۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[1] برقانی ایک بڑے محدث کا نام ہے جو برقان کی طرف منسوب ہے اور برقان خوارزم میں ایک بستی ہے ۱۲ مرقات [2] رمیصاء اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کے آنکھوں میں چیپڑ ہوں لیکن یہاں یہ حضرت ابو طلحہ انصاری کی بیوی حضرت انس کی والدہ ام سُلیم کا نام ہے ۱۲ مرقات۔

(۱۴۷۲) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے میں نے اپنے تئیں ایک کنوئیں پر دیکھا اُسکے اوپر ڈول پڑا ہوا تھا پھر میں نے جسقدر ڈول کھینچے اللہ کو منظور تھے کھینچے پھر وہ ڈول ابن ابی قحافہ (یعنے ابوبکر) نے لے لیا اور اُنھوں نے اُسمیں سے ایک یا دو ڈول کھینچے اور اُن کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی خیر اللہ تعالیٰ اُنکی سستی کو بخشدے پھر وہ ڈول چرس ہوگیا اور ابن خطاب نے اسے لیا پھر میں نے لوگوں میں سے کسی قوی جوان کو عمر کے کھینچنے کی طرح کھینچتے نہیں دیکھا یہانتک کہ لوگوں نے (اپنے اونٹ سیراب کرکے) اونٹوں کے لئے عطن مقرر کردئیے اور ابن عمر کی روایت میں یوں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پھر وہ ڈول ابوبکر کے ہاتھ میں سے ابن خطاب نے لیا تو اُنکے ہاتھ میں وہ ڈول چرس ہوگیا پھر میں نے کسی قوی جوان کو ان جیسا کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا یہانتک کہ اُنھوں نے لوگوں کو سیراب کردیا اور اونٹوں کے عطن مقرر کردئے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۱۴۷۳) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کردیا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ابوذر سے منقول ہے کہ آنحضور نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر رکھا ہے اسوجہ سے وہ حق ہی کہتے ہیں۔

(۱۴۷۴) حضرت علی فرماتے ہیں کہ ہم (اہل بیت) اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ حضرت عمر کی زبان پر سکینہ جاری ہوتی ہے۔ یہ روایت بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہے۔

(۱۴۷۵) حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے یہ دعاء کی تھی

ف اس سے حضرت ابوبکر کی خلافت کیطرف اشارہ ہے کہ بہت تھوڑی مدت رہیگی چنانچہ دو سال اور تین مہینے رہی اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایک ڈول یا دو ڈول کہنا راوی کا شک ہے اور صحیح یہ ہے کہ اُنھوں نے دو ڈول کھینچے ۱۲ لمعات ف یہ اسطرف اشارہ ہے کہ بعض عرب اُنکی خلافت میں مرتد ہوگئے ۱۲ لمعات ف عطن اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہیں ۱۲ لمعات ف یعنے حضرت عمر ایسی بات بولتے تھے جس سے لوگوں کے دلوں کو اطمینان اور تسکین ہوجاتی تھی اور یہ ایک امر غیبی تھا کہ یہ انکی زبان پر القا کیا جاتا تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید حضرت علی کی مراد سکینہ سے فرشتہ ہے جو حضرت عمر کو یہ باتیں الہام کرتا تھا ۱۲ لمعات

اللھم اعز الاسلام بابی جہل بن ہشام او بعمر بن الخطاب (ترجمہ یا الٰہی ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کی وجہ سے (یعنے انھیں سے کسیکو مسلمان کر کے) اسلام کو قوت دے چنانچہ بعد دعاء کے صبح ہی کو عمر بن خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کے مسلمان ہو گئے اور مسجد میں خوب آشکارا نماز پڑھی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۷۶) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کو (اسطرح) پکارا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر نے (اُسنے) فرمایا یاد رکھو واقعی اگر تم یہ کہتے ہو تو بخدا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ سورج ایسے کسی آدمی کے اوپر نہیں نکلتا جو عمر[1] سے بہتر ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۷۷) حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے

(۱۴۷۸) حضرت بُریدہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی جہاد میں تشریف لے گئے اور جب واپس تشریف لائے تو ایک سانولی لونڈی (خدمت بابرکت میں) آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے (آپکے جاتے وقت) یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپکو صحیح سلامت پھیر لائے تو میں آپکے روبرو دائرہ بجاؤنگی (اور گاؤنگی) کیا اب میں گاؤں (یا دائرہ بجاؤں) آنحضور نے اُس سے فرمایا اگر تونے واقعی نذر مانی تھی تو تو (دائرہ[2]) بجالے ورنہ نہ بجا چنانچہ اُسنے بجانا شروع کیا پھر حضرت ابو بکر اندر آئے تو وہ برابر بجاتی رہی پھر حضرت علی اندر آئے تب بھی وہ بجاتی رہی پھر حضرت عثمان آئے تب بھی وہ بجاتی رہی اور (جس وقت) حضرت عمر اندر آئے تو اُسنے دائرہ کو اپنے چوتڑوں کے نیچے ڈالکر خود اُس کے اوپر بیٹھ گئی اُس وقت رسول اللہ

---

[1] یا تو اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت عمر اپنے خلافت کے زمانہ میں ایسے ہونگے یا یہ کہ حضرت ابو بکر کے سوا مراد ہے یا یہ کہ رعب و دبدبہ میں ایسے ہونگے یہ معنے اس لئے لیئے جاتے ہیں تاکہ احادیث میں تعارض نہ ہو ۱۲ مرقات [2] حدیث میں یہاں لفظ دف کا ہے اور دف سے وہ مراد ہے جو متقدمین میں متعارف تھی اُس میں باجا نہیں ہوتا تھا اور جس میں باجا ہو وہ اتفاقاً مکروہ ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نذر میں قربت الی اللہ ہو تو اُس کا پورا کرنا واجب ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھو صفحہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر بیشک شیطان تم سے ڈرتا ہے کیونکہ میں بیٹھا رہا اور یہ برابر بجاتی رہی پھر ابوبکر اندر آئے تب بھی یہ بجاتی رہی پھر علی اندر آئے تب بھی یہ بجاتی رہی پھر عثمان اندر آئے تب بھی یہ بجاتی رہی اور اے عمر جسوقت تم آئے اس نے دائرہ ڈال دیا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۱۴۷۹) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میرے پاس) بیٹھے ہوئے تھے ہمنے ایک شور اور لڑکوں کی آواز سنی اسیوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو اٹھکر گئے تو ناگہاں ایک حبشنی عورت ناچ رہی تھی اور لڑکے اسکے گرد کھڑے تھے آنحضرت نے (مجھے) پکارا کہ اے عائشہ آؤ تم بھی دیکھلو چنانچہ میں گئی اور میںنے اپنا کلا آنحضرت کے مونڈھے پر رکھکر آپ کے مونڈھے اور سر کے بیچ میں سے اس عورت کو دیکھنے لگی (اور دیکھتی رہی) پھر آپ مجھسے پوچھتے رہے کہ تمہارا پیٹ دیکھنے سے بھرا یا نہیں تمہارا پیٹ بھرا یا نہیں اور میں یہی کہتی رہی کہ نہیں تاکہ میں[1] آپ کے نزدیک اپنا مرتبہ دیکھوں (کہ میری کسقدر رعایت اور خاطر کرتے ہیں اتنے میں) پھر ناگہاں حضرت عمر نکل آئے اسیوقت سب لوگ اس عورت سے جدے جدے ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنوں اور آدمیوں کے شیطانوں کو دیکھ رہا تھا کہ عمر کیوجہ سے سب بھاگ گئے عائشہ فرماتی ہیں پھر میں بھی آگئی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تیسری فصل (۱۴۸۰) حضرت انس اور حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فرماتے تھے میںنے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی ہے (پہلی بات یہ کہ) میںنے آنحضرت سے عرض کیا تھا کہ اگر ہم مقام ابراہیم[2] کو مصلّی بنا لیتے تو بہتر تھا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی (ترجمہ) مقام ابراہیم میں مصلّی بنالو۔ اور (دوسری بات یہ کہ) میںنے یہ بھی عرض کیا تھا

بقیہ صفحہ گذشتہ ... لا ینکی خوشی کرنا خاصکر جہاد سے اعلیٰ درجہ کی قربت ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس کا بجانا عذر ہی وغیرہ کی وجہ سے جایز ہے ورنہ جایز نہیں ۱۲ مرقات [1] یعنے میرا یہ کہنا کوئی دیکھنے کی خواہش کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ دیکھنا تھا کہ دیکھوں میری آنحضرت کو چاہت کسقدر ہے کہتک رعایت کرینگے ۱۲ [2] مقام ابراہیم سے وہ پتھر مراد ہے جسمیں انکے قدم کا نشان ہے کہ جسوقت حضرت ابراہیم نے خانہ کعبہ بنایا تو اس پتھر پر کھڑے ہوکر بنایا تھا اس لئے اسپر قدم کا نشان ہوگیا تھا ۱۲۔

کہ یا رسول اللہ آپکی خدمت بابرکت میں نیک و بد (سب طرح کی) عورتیں آتی ہیں اگر آپ انہیں پردہ کرنیکے لئے حکم کردیں تو بہتر ہے چنانچہ پردہ کی آیت نازل ہوگئی اور (تیسری بات یہ کہ) غیرت[۱] کے قصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب عورتیں متفق ہوگئیں تھیں تو میں نے یہ کہا کہ عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ (ترجمہ) اگر آنحضرت تمہیں طلاق دیدیں تو قریب ہے کہ اُن کا پروردگار تم سے اچھی بیویاں انہیں بدلے میں دیدے) چنانچہ اسیطرح (اللہ کیطرف سے) آیت نازل ہوئی اور ابن عمرؓ کی ایک روایت میں یوں ہے وہ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کی تین حکموں میں موافقت[۲] کی ہے، اور ایک مقام ابراہیم کی بابت دوسرے پردہ کی بابت تیسرے بدر کے قیدیوں کی بابت۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۸۱) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کو چار باتوں کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت ہے ایک تو (جنگ) بدر کے دن قیدیوں کو ذکر کرنیکے باعث کہ حضرت عمرؓ نے اُن کے قتل کردینے[۳] کا حکم دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (ترجمہ) اگر اللہ کی طرف سے پہلے ہی یہ حکم لکھا ہوا نہ ہوتا (کہ اجتہادی خطا میں عذاب نہ دیا جائے) تو تمہیں بڑا عذاب پہنچتا اور (دوسری) حضرت عمرؓ کے پردہ کے ذکر کرنے کے باعث کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو پردہ کرنیکے لئے کہا تھا تو اُن سے (جواب میں) حضرت زینبؓ نے کہا کہ اے ابن خطاب کیا تم ہمیں حکم کرتے ہو اور حالانکہ ہمارے گھروں میں تو وحی نازل ہوتی ہے اسیوقت اللہ تعالیٰ نے (یہ حکم) نازل فرمایا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (ترجمہ) اور جسوقت تم لوگ عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو) اور (تیسری) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے باعث کہ یا الٰہی تو عمرؓ کے سبب سے

---

[۱] غیرت کے قصہ سے وہ قصہ مراد ہے جو حضرت زینبؓ پاس حضرت کے شہد پینے کا ہے ۱۲ [۲] یعنے جسطرح میری رائے تھی اُسیطرح موافق اللہ تعالیٰ نے بوسیلہ آیت حکم نازل فرمادیا ۱۲ [۳] تین یا چار باتیں بیان کرنے میں اوروں کی نفی نہیں ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کی الیسی بہت سی باتیں ہیں جنھیں انکی رائے کے موافق حکم الٰہی نازل ہوا ہے انہی میں ایک مشہور قصہ بدر کے قیدیوں کا ہے ۱۲ مرقات [۴] یعنے حضرت ابوبکرؓ کے مشورہ دینے کے بعد کہ انسے فدیہ لیلیا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت ابوبکرؓ کی رائے پر راضی ہوگئے تھے ۱۲ لمعات۔

اسلام کو قوت دے اور (چوتھی) بسبب انکی رائے کے جو حضرت ابو بکر کی خلافت کی بابت تھی کہ سب لوگوں سے پہلے حضرت عمر ہی نے انسے بیعت کرلی تھی۔ یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۴۸۲) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت میں سے ایک شخص[۱] کا مرتبہ بہشت میں سب سے بلند ہوگا ابو سعید فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم لوگ وہ شخص حضرت عمر ہی کو سمجھتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے وفات پائی۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۸۳) حضرت اسلم فرماتے ہیں مجھسے ابن عمر نے انکا یعنی حضرت عمر کا کچھ حال پوچھا چنانچہ میںنے انہیں بتا دیا اسلم کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپکی وفات کے وقت سے کبھی کسی کو ایسا نہیں دیکھا جو خیر امر تک حضرت عمر سے زیادہ کوشش کرنیوالا اور زیادہ نیکبخت ہو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۸۴) مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں اسوقت حضرت عمر زخمی[۲] ہوئے تو اپنی تکلیف ظاہر کرنے لگے ابن عباس نے انکی اسوقت اسطرح کہا جیسے کوئی کسی کو جزع فزع پر تسلی دیتا ہے کہ اے امیر المومنین آپکو یہ نہیں کرنا چاہیئے (تم تو) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہو اور ان سے تمہاری صحبت اچھی طرح رہی پھر وہ تم سے جدا ہوئے تو وہ تم سے راضی تھے پھر تم حضرت ابو بکر کی صحبت میں رہے اور انکا ساتھ اچھی طرح نبھایا پھر وہ تم سے جدا ہوئے تو وہ بھی تم سے راضی تھے پھر تم مسلمانوں کی صحبت میں رہے اور انکا ساتھ بھی تمنے اچھی طرح سے نبھایا اور آپکی جدائیگی کے وقت یہ لوگ آپ سے راضی رہینگے حضرت عمر نے کہا جو رسول خدا کی صحبت کا تو نے ذکر کیا اور انکی رضامندی کا تو یہ اللہ کا احسان ہے جو مجھپر کیا اور جو ابو بکر کے ساتھ کا ذکر کیا تو وہ بھی اللہ کا احسان تھا جو مجھپر احسان کیا ہے اور یہ جو میری گھبراہٹ تم دیکھ رہے ہو یہ تمہارے اور تمہارے یاروں کے سبب سے

---

[۱] یہ اشارہ ایک مبہم آدمی کیطرف ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ ہر آدمی کوشش کرکے خیال کرے کہ اس مرتبہ کا کون آدمی ہے ۱۲ لمعات [۲] آپکو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لؤلؤ نے بدھ کے دن ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو مدینہ میں جبکہ آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے زخمی کیا تھا لوگ آپکو گھر لیگئے اور اسوقت کی نماز عبد الرحمن بن عوف نے پڑھا دی پھر حضرت عمرؓ اس زخم کی وجہ سے شہید ہو گئے [۳] یعنی میں تمہارے اور تمہارے یاروں کے لئے رو رہا ہوں کہ میرے بعد تمپر بڑے بڑے فتنے اور مصیبتیں آئینگی اور حضرت عمر کو یہ خوب معلوم

ہے خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اسے میں خدا کے عذاب دیکھنے سے پہلے عذاب کے بدلے دیدوں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل (۴۸۵) حضرت ابوہریرہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایک شخص گائے کو ہنکا رہا تھا جب تھک گیا تو اسپر بیٹھ گیا وہ گائے بولی ہم اس لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں ہم صرف زمین بونے کے لئے پیدا ہوئے ہیں لوگوں نے کہا سبحان اللہ گائے بھی باتیں کرتی ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقعی اسپر میں اور ابو بکر اور عمر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ (اسوقت) وہ دونوں اس جگہ (موجود) نہیں تھے پھر فرمایا ایک شخص ایک دفعہ اپنی بکریوں کی ریوڑ میں تھا کہ انمیں سے ایک بکری پر بھیڑئیے نے حملہ کیا اور اُسے پکڑ لیا پھر اس بکری کا مالک آ پہنچا اور اُسے چھڑا لیا پھر بھیڑئیے نے اس سے کہا سبُع کے دن اس کا نگہبان کون ہوگا جبکہ میرے سوا اس کا کوئی نگہبان نہوگا لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے آپنے فرمایا اس پر میں اور ابوبکر اور عمر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس جگہ نہیں تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۴۸۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت میں کھڑا تھا کہ لوگوں نے حضرت عمر کے واسطے خدا سے دعا کی اسوقت حضرت عمر کو لوگ تختہ پر (نہلانے کے واسطے) رکھ چکے تھے یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے پیچھے سے میرے مونڈھے پر اپنی کہنی رکھے ہوئے کہتا ہے

---

۵ اسوقت حضرت ابوبکر اور عمر موجود نہ تھے اس سے انکی کمال بزرگی ثابت ہوتی ہے کہ باوجود موجود نہ ہونیکے آنحضرت صلعم نے انہیں اپنے ساتھ ایمان میں شریک رکھا ۱۲ ۵ سبع کے معنے درندہ کے ہیں مطلب یہ ہے کہ جس دن سب آدمی مرجائینگے اور جانور ہی جانور رہجائینگے اے شخص اس دن بکریوں کی نگہبانی کون کریگا بعض کہتے ہیں اس سے فتنوں کا زمانہ مراد ہے کہ جسوقت لوگ فتنوں میں پڑجائینگے اسوقت بکریوں کی نگہبانی کون کریگا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک خوشی کا دن مقرر تھا کہ اُس دن کھیلنے کودتے تھے اور جانوروں کو چھوڑ دیتے تھے اور انہیں درندے کھاجاتے تھے ۱۲ مرقات۔

(اے عمر) خدا تمپر رحم کرے بیشک میں یہ امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہیں تمہارے دونوں[1] یاروں کے ساتھ ملا دیگا کیونکہ بہت دفعہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنتا تھا آپ فرماتے تھے (فلاں جگہ) میں اور ابو بکر اور عمر تھے اور میں نے اور ابو بکر اور عمر نے (یہ کام) کیا اور میں اور ابو بکر اور عمر چلے اور میں اور ابو بکر اور عمر (فلاں جگہ) گئے اور میں اور ابو بکر اور عمر[2] (گھر وغیرہ سے) نکلے (ابن عباس فرماتے ہیں) میں نے مڑکر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ - یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۴۸۷) حضرت ابو سعید خُدری نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنتی علیین والوں کو دیکھینگے جیسے تم آسمان کے کنارہ میں چمکتے تارہ کو دیکھتے ہو اور بیشک ابو بکر اور عمر اُنہیں میں سے ہیں اور وہ دونوں یعنے ابو بکر اور عمر (درجہ میں) بڑھے ہوئے ہیں یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسیطرح نقل کی ہے

(۱۴۸۸) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر اور عمر پہلے پچھلے جنتی ادھیڑوں کے سوائے نبیوں اور پیغمبروں کے سب کے[3] سردار ہونگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت علی کی روایت سے روایت کی ہے۔

(۱۴۸۹) حضرت حُذیفہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تم میں میرے رہنے کی کتنی مدت ہے (یعنے کتنے دنوں زندہ رہونگا) تم میرے پیچھے والے لوگوں (یعنے) ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۹۰) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مسجد میں تشریف لاتے تھے تو حضرت ابو بکر اور عمر کے علاوہ کوئی اپنا سر اونچا نہیں کرتا تھا یہ دونوں آپکے سامنے مُسکراتے تھے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھکر مُسکراتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

(۱۴۹۱) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن (گھر سے) روانہ ہوکے مسجد میں

---

[1] اس سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر مُراد ہیں ۱۲ [2] یعنے ہر بات میں حضور انور حضرت ابو بکر اور عمر کو اپنے ساتھ شریک رکھتے تھے اور اپنے نام کے ساتھ انکا نام ملاکے لیتے تھے ۱۲۔

[3] یعنے ادھیڑوں میں نبیوں اور پیغمبروں کے علاوہ ان سے کوئی نہ بڑھیگا ۱۲۔

آئے تو حضرت ابو بکر اور عمر (آپکے ساتھ ساتھ) ایک آپکے دائیں طرف اور دوسرے بائیں طرف تھے اور آپ ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پھر آپ نے فرمایا قیامت کے دن اسی طرح ہم اٹھائے جائینگے[۱]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۹۲) عبداللہ بن حنطب نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور عمر کو دیکھ کے فرمایا یہ دونوں (دین کے) کان اور آنکھ ہیں یہ حدیث ترمذی نے بلا واسطہ صحابی نقل کی ہے

(۱۴۹۳) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک نبی کے دو وزیر آسمان والوں اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے رہے ہیں اور میرے آسمان والے وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں اور زمین والے میرے وزیر ابو بکر اور عمر ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۹۴) حضرت ابو بکرہ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے (خواب میں) دیکھا ہے جیسے ایک ترازو آسمان سے اتری ہے اسمیں آپ اور ابو بکر تلے تو آپ بھاری اترے پھر ابو بکر اور عمر تلے تو ابو بکر بھاری رہے پھر عمر اور عثمان تلے تو عمر بھاری رہے بعد ازاں وہ ترازو اٹھالیگئی اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غم ہوا[۲] یعنے آپکو یہ خواب برا معلوم ہوا اور آپنے فرمایا اس سے) نبوت کی خلافت مراد ہے پھر اسکے بعد خدا جسے چاہیگا بادشاہت عطا کریگا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۴۹۵) حضرت ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں ایک جنتی آدمی دکھائی دیگا پھر (یہ کہنے کے بعد) حضرت ابو بکر دکھائی دئیے پھر فرمایا تمہیں ایک (اور) جنتی آدمی دکھائی دیگا اسکے بعد حضرت عمر دکھائی دئیے[۳] یہ حدیث ترمذی نے نقل

---

[۱] یعنے ہم تینوں قیامت کے دن قبر سے اسی طرح اٹھینگے کہ انمیں سے ایک بائیں طرف دوسرے دائیں طرف ہونگے

[۲] میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہونگے پھر حضرت عمر ہونگے پھر حضرت عثمان ہونگے اسکے بعد اختلاف واقع ہو جائیگا چنانچہ حضرت علی کی خلافت میں حضرت علی اور امیر معاویہ کی باہم لڑائی ہوتی رہی ۱۲

[۳] اس حدیث میں حضرت ابو بکر اور عمر کے جنتی ہونے کی بشارت ہے اور انکے فضائل میں جس قدر حدیثیں ہیں سب سے ان کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے ان لوگوں پر افسوس ہے جو انہیں برا کہہ کر اپنا ایمان کھوتے ہیں ۱۲۔

کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۹۶) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ایک دفعہ چاندنی رات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کسی کی آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر نیکیاں ہونگی آپ نے فرمایا ہاں عمر کی ہیں میں نے پوچھا اور ابو بکر کی نیکیاں کتنی ہیں آپ نے فرمایا عمر کی ساری نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

باب حضرت عثمانؓ کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل (۱۴۹۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابو بکر نے (آپکے پاس آنیکی) اجازت مانگی آپ نے انہیں اجازت دیدی اور خود اسی طرح[1] رہے اور حضرت ابو بکر آپکے باتیں کرنے لگے پھر حضرت عمر نے اجازت مانگی تو آپ نے انہیں بھی اجازت دیدی اور آپ اسی طرح رہے اور حضرت عمر آپکے باتیں کرنے لگے پھر حضرت عثمان نے اجازت مانگی تو آپ (اٹھکر) بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کرلئے جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ) ابو بکر آئے تو آپ انکی وجہ سے نہیں ہلے[2] اور نہ کچھ انکی پردہ کی پھر جب حضرت عمر آئے تو آپ انکی وجہ سے نہ ہلے نہ کچھ ان کا خیال کیا پھر حضرت عثمان آئے تو آپ بیٹھ گئے اور آپنے اپنے کپڑے درست کرلئے آپ نے فرمایا (اے عائشہ) کیا میں ایسے آدمی سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے شرماتے ہیں اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا بیشک عثمان بہت باحیا آدمی ہے اور مجھے یہ ڈر ہوا کہ میں اسے اسی طرح بلالوں گا تو وہ مجھے اپنی حاجت[3] کی اطلاع نہیں کرسکیگا (شرم کی وجہ سے یونہی واپس چلا جائیگا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے رانیں نہیں ڈھکیں یہ شاید ابتداء اسلام کا ذکر ہوگا ورنہ رانوں کا ڈھانکنا تو فرض ہے اس حدیث سے حضرت عثمان کا زیادہ حیادار ہونا ثابت ہوتا ہے ۱۲ [2] جسطرح لیٹے تھے اسی طرح لیٹے رہے عثمان کے آنے سے آپ کیوں اٹھ بیٹھے ۱۲ [3] یعنے اس کا جو کچھ مطلب ہوگا مجھ سے بیان کئے بغیر شرما کے چلا جائیگا ۱۲

دوسری فصل

(۱۴۹۸) طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کا رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق یعنے ہمراہی جنت میں عثمان ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند قوی نہیں ہے اور یہ حدیث منقطع ہے۔

(۱۴۹۹) عبدالرحمن بن خباب فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا جبکہ آپ جیش عسرہ (یعنے تنگی کے لشکر کے سامان مہیا کرنے) پر رغبت دلا رہے تھے کہ حضرت عثمان نے کھڑے ہوکے عرض کیا یا رسول اللہ راہ خدا میں سَو اونٹ معہ انکی جھولوں اور کجاوؤں کے میرے ذمہ ہیں آنحضور نے پھر لشکر (کے سامان مہیا کرنے) پر لوگوں کو رغبت دلائی تو حضرت عثمان نے کھڑے ہوکے کہا یا رسول اللہ راہِ خدا میں دو سو اونٹ کجاوؤں اور جھولوں سمیت میرے ذمہ ہیں حضور انور نے پھر رغبت دلائی تو حضرت عثمان نے کہا تین سَو اونٹ جھولوں اور کجاوؤں سمیت میرے ذمہ ہیں[لہ] (عبدالرحمن کہتے ہیں) پہنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ منبر پر سے اُتر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے عثمان پر کچھ (گناہ) نہیں ہے اس کے بعد جو چاہے جو کچھ عمل کرے عثمان پر کچھ نہیں ہے اس کے بعد چاہے جو کچھ عمل کرے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰۰) عبدالرحمن بن سمرہ فرماتے ہیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک کے لشکر کا سامان تیار کر رہے تھے حضرت عثمان اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے آئے اور آپکی آپکی گود میں ڈال دئیے پھے نبی صلی اللہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انہیں اپنی گود میں الٹ پلٹ کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے آج کے بعد عثمان جو کچھ عمل کریگا اسے وہ عمل ضرر نہیں پہنچا ئینگے (اور یہ دو بار کہا) یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰۱) حضرت انس فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت بیعت رضوان کیلئے (صحابہ سے) ارشاد فرمایا[۲] تو حضرت عثمان رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں پیغام لیکر گئے ہوئے تھے آپ نے

لہ یعنے تین سَو اونٹ جھولوں اور کجاووں سمیت میں دیدونگا ۱۲ [۲] یعنے جسوقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اپنے سے اس بیعت کے کرنیکا حکم دیا جس سے خداوند تعالےٰ نے اپنی رضا مندی ظاہر کی ہے ۱۲

لوگوں سے بیعت لی پھر فرمایا بیشک عثمان خدا و رسول کے کام میں ہے پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا (اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے) آپکا ہاتھ حضرت عثمان کیواسطے ان تمام لوگوں کے اپنے اپنے ہاتوں[۱] سے بہت بہتر تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰۲) ثمامہ بن حزن قشیری فرماتے ہیں میں (حضرت عثمان کے) گھر میں اُسوقت موجود تھا جبکہ حضرت عثمان نے لوگونکو[۲] اوپر سے جھانک کے یہ کہا تھا (اے لوگو!) میں تمہیں خدا کی اور اسلام کی قسم دلاتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں بیر رومہ کے سوا میٹھا پانی بالکل نہ تھا آپنے فرمایا ایسا کون ہے جو چاہ رومہ کو خرید لے اور اس سے اچھے[۳] جنت کے کنویں کے بدلے اُس کا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کردے (یعنے اُسے وقف کردے) مینے اپنے خالص مال سے اُسے خرید دیا اور آج تم مجھے اُس کے پانی پینے سے منع کرتے ہو یہانتک کہ میں دریا کا پانی پی رہا ہوں وہ بولے اے بارخدایا ہاں (سچ ہے) پھر حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی اور[۴] اسلام کی قسم دلاتا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مسجد (نبوی) نمازیوں کے واسطے تنگ تھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کون ہے جو بنی فلاں کی زمین خرید کر جنت کی اُس سے بہتر زمین کے بدلہ مسجد میں بڑھادے اُسے بھی مینے اپنے خالص مال سے خرید دیا اب تم مجھے اس میں دو رکعتیں پڑھنے سے روکتے ہو وہ بولے اے بارخدایا ہاں (سچ ہے) پھر حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی اور اسلام کی قسم دلاتا ہوں کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ مینے تنگی کے وقت لشکر تبوک کا سامان اپنے مال سے مہیا کردیا تھا وہ بولے اے بارخدایا ہاں (سچ ہے) پھر حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں خدا کی اور اسلام کی قسم دلاتا ہوں کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ رسول خدا

---

[۱] یعنے اور سبھوں نے تو آنحضور کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اور حضرت عثمان کے ہاتھ کے بدلہ حضور انور ہی کا دوسرا ہاتھ تھا اسطرح حضرت عثمان بیعت رضواں کے ثواب کے زیادہ مستحق ٹھیرے ۱۲۔

[۲] یعنے جن بلوائیوں نے حضرت عثمان کا گھر گھیر رکھا تھا جب حضرت عثمان نے اُن سے اوپر چڑھکے یہ فرمایا تو میں بھی اُنکے گھر میں موجود تھا ۱۲ [۳] جو کوئی اُسے خرید کر وقف کردیگا اُسے جنت میں اس سے اچھا کنواں ملیگا ۱۲ [۴] یعنے جب نمازی زیادہ ہوگئے اور مسجد میں نمازیوں کی بقیہ دیکھو صفحہ ۴۷۹

صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے پہاڑ ثبیر پر کھڑے تھے اور آپکے ہمراہ ابوبکر اور عمر تھے اور میں بھی تھا کہ پہاڑ اسطرح لرزا کہ اسکے پتھر نیچے زمین میں گرنے لگے آنحضور نے اسے لات مارکے فرمایا اے ثبیر ٹھیرجا کیونکہ تجھپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں وہ لوگ بولے اے بارخدایا ہاں (سچ ہے) حضرت عثمان نے فرمایا اللہ اکبر کعبہ کے پروردگار کے قسم یہ لوگ گواہی دیتے ہیں[۱] کہ میں شہید ہوں یہ تین دفعہ کہا یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور دار قطنی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰۳) مُرّۃ بن کعب فرماتے ہیں میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں بہت ہی قریب بتایا پھر ایک آدمی ایک کپڑا سر پر اوڑھے ہوئے گزرا تو آپ نے فرمایا اُس دن یہ آدمی راہ ہدایت پر ہوگا مُرّۃ کہتے ہیں میں اٹھکر اُس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عثمان بن عفان تھے اور کہتے ہیں اُنکا منہ میںنے آپکی طرف پھیرکر کہا دیا رسول اللہ) وہ یہ ہے آپنے کہا ہاں یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے

(۱۵۰۴) حضرت عائشہ نقل کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان مجھے اُمید یہ ہے کہ خداوند کریم تجھے ایک کرتہ پہنادے[۲] پھر لوگ اُسے تجھ سے اُتارنا چاہیں تو تم اُنکی وجہ سے اُسے نہ اُتارنا یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے اس حدیث میں قصہ[۳] دراز ہے۔

(۱۵۰۵) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا پھر حضرت عثمان کیطرف اشارہ کرکے فرمایا یہ شخص اس فتنہ میں ظلماً شہید ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث سند کی رو سے حسن غریب ہے۔

گنجائش نرہی تو آنحضرت نے فرمایا جو کوئی زمین خرید کر مسجد کو بڑہادے اُسے اُس سے بہتر زمین خدا تعالیٰ جنت میں عطا کریگا ۱۲ [۱] یعنے یہ بطوائی میرے شہید ہونیکی گواہی دیتے ہیں اور پھر خود ہی میرے قتل کے درپے ہیں اور یہ بھی انہیں معلوم ہے کہ شہید کا قاتل دوزخی ہے ۱۲ [۲] اس سے آنحضور کا مقصود یہ تھا کہ اگر خدا تجھے خلیفہ کردے اور لوگ تجھے معزول کرنا چاہیں تو خلافت ہرگز نہ چھوڑیو چنانچہ اسی حدیث کیوجہ سے حضرت عثمان کو جسوقت لوگوں نے دار کے دن محاصرہ کرلیا تو انہوں نے اپنے تئیں معزول نہ کیا ۱۲ لمعات طیبی [۳] یعنے جسمیں یہ بیان ہے کہ مصر کے لوگ اپنے صوبہ کے ظلم کی فریاد کرنے حضرت عثمان کے پاس آئے انہوں نے دیکھو صفحہ ۴۸۰

(۱۵۰۶) ابو سہلہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت عثمان نے گھر (محصور ہونے) کے دن فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لے لیا ہے[۵] اور میں اُس پر صابر ہوں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تیسری فصل

(۱۵۰۷) عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہیں ایک مصر کا آدمی آیا جو حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتا تھا اُسنے ایک قوم کو بیٹھے دیکھکر پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں وہ بولے یہ قریش ہیں اُسنے پوچھا ان میں بڑا کون ہے انہوں نے جواب دیا عبداللہ بن عمرؓ ہیں وہ بولا اے ابن عمر میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں تم بتاؤ کیا تمہیں معلوم ہے کہ عثمان جنگ اُحد کے دن بھاگ گئے تھے ابن عمر نے کہا ہاں پھر اُسنے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں غائب تھے اُس میں موجود نہیں تھے ابن عمر نے کہا ہاں وہ بولا کیا بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور اُس میں بھی موجود نہ تھے ابن عمر نے کہا ہاں اُسنے کہا اللہ اکبر[۵] ابن عمر نے کہا (ورے) آ میں تجھ سے (اس کی حقیقت) بیان کروں اُنکے جنگ اُحد سے بھاگ جانیکو تو میں گواہی دیتا ہوں بیشک اللہ نے اُسے معاف کر دیا اور جنگ بدر سے اُنکے غائب ہونیکی وجہ یہ تھی کہ اُنکے نکاح میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ تھیں اور وہ اُس وقت بیمار تھیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تھا بیشک تجھے بدر میں حاضر ہونے والے آدمی کا اجر حصہ ملیگا (تو رقیہ ہی کی خدمت میں رہ) اور اُنکے بیعت رضوان سے غائب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی مکہ میں (کنبہ کی جہت سے) حضرت عثمان سے زیادہ عزت والا آدمی ہوتا تو آپ اُسے بھیجتے (لیکن کوئی دوسرا ان سے زیادہ عزت والا نہ تھا تو) آپ نے حضرت عثمان کو بھیجدیا تھا اور بیعت رضوان حضرت عثمان کے مکہ میں چلے جانیکے بعد ہوئی تھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اُسے اپنے (دوسرے) ہاتھ پر مار کے فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے پھر ابن عمر نے فرمایا اے اعرابی

محمد بن ابو بکرؓ کو حکومت مصر پر بھیجا لیکن لوگوں کے مکر کے باعث وہ درمیان راہ سے واپس آگئے یہانتک کہ حضرت عثمان کے شہید ہونے کی نوبت آئی ۱۲ [۵] یعنے آنحضرت نے یہ فرمایا تھا کہ تم اپنے تئیں معزول نکرنا بلکہ تم صبر کرنا ۱۲ [۵] یہ کلمہ اُس شخص نے ازراہ تعجب کہا تھا اُسنے اپنے دلمیں یہ سمجھ لیا تھا کہ مینے حضرت عثمان پر پورا اعتراض کیا ہے کیونکہ حضرت عثمان کے حقمیں اس شخص کا عقیدہ فاسد و خراب تھا ۱۲۔

اب اسے اپنے ساتھ لیجا[1]۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(م:۱۵۰۸) ابو سہلہ حضرت عثمان کے آزاد کردہ غلام فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے کچھ چپکے چپکے باتیں کرنی شروع کیں اور حضرت عثمان (کے چہرہ) کا رنگ متغیر[2] ہونے لگا پھر جس وقت گھر میں اُنکے محصور ہونے کا دن ہوا تو ہمنے کہا کیا ہم ان لوگوں سے نہ لڑیں انہوں نے فرمایا نہیں کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک بات کی وصیت کی تھی اور میں اپنے تئیں اُس پر روکے ہوئے (اور صبر کئے ہوئے) ہوں۔

(۱۵۰۹) ابو حبیبہ سے روایت ہے کہ وہ (حضرت عثمان کے) گھر میں گئے تو حضرت عثمان اُس میں گھرے ہوئے تھے پھر انہوں نے ابوہریرہ کو سُنا کہ انہوں نے حضرت عثمان سے بات کرنیکی اجازت مانگی اُنہیں اجازت ملگئی ابوہریرہ (جاکے) کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے بیشک میرے بعد تمہیں فتنے اور جھگڑے یا فرمایا جھگڑے اور فتنے (یہ راوی کا شک ہے) پیش آئینگے کسی آدمی نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ (اسوقت) ہمارا کون ہوگا یا آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ نے فرمایا تم امیر اور اُسکے یاروں کی پیروی کرنا اور آپ اُس (امیر) کا حضرت عثمان کیطرف اشارہ کرتے تھے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوت میں نقل کی ہیں۔

باب اُن تینوں[3] کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل (۱۵۱۰) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عثمان کوہ اُحد[4] پر چڑھے ان کی (خوشی کی) وجہ سے پہاڑ ہلنے لگا آپ نے اُسے لات مار کے فرمایا اے اُحد

---

[1] جس وقت ابن عمر نے اُسکی ہر ہر بات کا جواب دیدیا اور اُسکے اعتراضوں کو بالکل دفع کردیا تو مذاق کے طور پر فرمایا کہ جو کچھ تو لایا تھا اپنے ساتھ ہی لیتا جا اور یہ جو تیرے سامنے خالص حق بیان کر دیا ہے جس میں کوئی شک و شبہ کی کوئی بات نہیں ہے اسے یاد رکھنا آئندہ ایسے خیال نہ کرنا ۱۲ طیبی [2] یعنی جیسا کسی رنج اور اندیشہ کے وقت سرخی سے زرد ہو جاتا ہے ۱۲ [3] یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کی ۱۲ [4] احد مدینہ منورہ کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے ۱۲

ٹھہر جا تیرے اوپر صرف ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۵۱۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں میں حضور انور کے ہمراہ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ[1] میں تھا کہ ایک آدمی نے آکے دروازہ کھلوایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا اسکے واسطے دروازہ کھولدے اور اسے جنت کی خوشخبری سُنادے میں نے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوبکر ہیں میں نے اُنہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی بشارت سُنادی اُنہوں نے خدا کا شکر کیا پھر ایک اور آدمی نے آکے دروازہ کھلوایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے واسطے بھی دروازہ کھول دے اور جنت کی اُسے بشارت دیدے میں نے اُسکے واسطے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمر ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی بات کی خوشخبری اُنہیں سُنادی اُنہوں نے خدا کا شکر کیا۔ پھر ایک اور آدمی نے دروازہ کھلوایا تو آپنے مجھ سے فرمایا اس کے واسطے بھی دروازہ کھولدے اور اُسے ایک بلائے عظیم پہنچنے پر[2] جنت کی خوشخبری سُنادے میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمان تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی بات اُنہیں سنادی اُنہوں نے خدا کا شکر کیا پھر فرمایا خدا ہی سے مدد مانگی جاتی ہے[3] یہ روایت متفق علیہ ہے

دوسری فصل (۱۵۱۲) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ کی زندگی میں ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے[4] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۵۱۳) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آج کی رات ایک نیک آدمی خواب میں دکھائی دیا ہے کہ گویا ابو بکر رسول اللہ کے ساتھ لٹکائے گئے اور عمر ابو بکر کے ساتھ لٹکائے گئے اور عثمان حضرت عمر کے ساتھ لٹکائے گئے جابر

[1] یہ وہی باغ ہے جس میں بیر اریس ہے بعضوں نے لکھا ہے کہ اسی بیر اریس میں حضرت عثمان کے غلام سے وہ انگوٹھی گری تھی کہ جسکے گرتے ہی فتنے اور فساد شروع ہوگئے ۱۲ [2] یعنے اول دنیا میں ایک بہت بڑی مصیبت اور پریشانی پہنچیگی کیونکہ دنیا میں بادشاہت کے چھن جانے اور پھر بادشاہ کو رعیت کے قتل کردینے سے زیادہ بڑی بادشاہ کے لئے اور کیا مصیبت ہوگی ۱۲ [4] یعنے ہم لوگ آپسمیں آنحضرت کے روبرو ان تینوں صاحبوں کو اسی ترتیب سے ذکر کیا کرتے تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ بات درگاہ نبوت میں مقبول اور پسندیدہ تھی ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اسے ضرور منع فرماتے ۱۲

فرماتے ہیں ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھے تو ہمنے کہا نیک آدمی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور لیکن ایک کا دوسرے کے ساتھ لٹکنے سے مراد یہ ہے کہ یہ اُس امر کے والی ہیں جسکے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بھیجا ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

باب علی بن ابی طالب کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل (۱۵۱۴) سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تمہارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہے جیسے[1] ہارون کا موسیٰ کے ساتھ مرتبہ تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۱۵) زرّ بن حُبیش کہتے ہیں حضرت علی نے فرمایا اُس ذات کی قسم ہے جسنے دانہ کو پھاڑا اور جانوں کو پیدا کیا بیشک مجھ سے نبی اُمّی نے یہ فرمایا ہے کہ ایماندار ہی لوگ مجھ سے محبت رکھینگے اور منافقوں کے علاوہ کوئی مجھ سے عداوت نہیں کریگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵۱۶) سہل بن سعد نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر[2] کے دن فرمایا کل میں ایک ایسے آدمی کو جھنڈا دونگا کہ خدا اُسکے ہاتھ پر فتح کردیگا وہ خدا اور اُس کے رسول کو چاہتا ہے اور خدا اور رسول اُسے چاہتے ہیں جب صبح ہوئی تو سب کے سب صبح کے وقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس اُمید پر آئے کہ آپ وہ جھنڈا ہمیں دیدیں آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اُنکی آنکھیں دُکھ رہی ہیں آپ نے فرمایا اُنکے پاس کسی کو بھیجو وہ آئے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا پھر وہ ایسی اچھی ہوگئیں گویا کہ اُنہیں تکلیف ہی نہ تھی آپ نے اُنہیں جھنڈا دیدیا حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اُنسے لڑے جاؤں جبتک وہ ہم جیسے نہوجاویں آپ نے فرمایا تو نرمی سے چلا جا جبکہ تو اُنکے میدان میں پہنچے تو اُنہیں اسلام کیطرف بلائیو اور جو کچھ خدا کے حق حالت اسلام میں اُنپر واجب ہیں اُنہیں بتادیجیو خدا کی قسم اگر خدا ایک آدمی کو

---

[1] یعنے امر دین کے لئے مددگار ہونے یا آخرت میں اور قرب مرتبہ میں ایسے ہو لیکن چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس لئے تم نبی نہیں ہو سکتے ۱۲

[2] خیبر مدینہ منورہ سے شام کیطرف آٹھ منزل پر ہے اور یہ جنگ ۷ھ میں ہوئی تھی ۱۲

تیری وجہ سے راہِ راست پر لے آئیگا تو یہ تیرے واسطے اس سے بہتر ہوگا کہ تیرے پاس بہت سے سُرخ اونٹ ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے اور براء کی یہ حدیث کہ آپ نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں" بچہ کے بالغ ہونیکے باب میں مذکور ہو چکی۔

دوسری فصل (۱۵۱۷) عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر ایک ایماندار کا دوست ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۱۸) زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں دوست ہوں اُسکے علی بھی دوست ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۱۹) حُبشی بن جنادہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے کوئی بجز میرے یا علی کے (پیغام) ادا نہیں کرسکتا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور امام احمد نے ابو جنادہ سے نقل کی ہے۔

(۱۵۲۰) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابیوں میں بھائی چارہ کردیا تھا حضرت علی آپکے پاس آئے تو اُنکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اُنہوں نے کہا دیا رسول اللہ آپ نے اپنے سب صحابیوں میں تو بھائی چارہ کردیا اور میرا کوئی بھائی نہیں بنایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

لہ اس سے اشارہ ہے نہایت ہی اتحاد اور اخلاص اور ایک ہونیکی طرف یعنے نسب میں ہم دونوں ایک ہی ہیں ۱۲ لہ اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ جب اُنکے درمیان کسی صلح یا عہد وغیرہ کی بابت گفتگو ہوتی تو یہ بات بغیر موجودگی اُنہیں دو شخصوں کے یا اُنکی طرف سے کسی قریب ہی کے رشتہ دار کے طے نہ ہوتی تھی اسلئے جسوقت آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو حاجیوں پر حاکم بنا کر بھیجا تو اُنکے پیچھے ہی حضرت علی کو بھیجا تاکہ آپکی طرف سے مشرکین کے عہد کو نقض کردیں کہ ہم آئندہ صلح نہیں رکھینگے اسوقت حضور فرماتے یہ فرمایا تھا ۱۲ لہ یعنے پھر تمہیں کسی اور سے بھائی چارہ اور دینی بھائی بنانیکی کیا ضرورت ہے تم اطمینان رکھو ۱۲

(۱۵۲۱) حضرت انس فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ (کا گوشت بھنا ہوا) تھا آپ نے دعا کی کہ یا الٰہی تو اپنے سب مخلوق سے زیادہ پیارے کو میرے پاس لے آ تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے اسکے بعد آپ کے پاس حضرت علی آئے اور آپ کے ساتھ کھانا کھایا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے[1]

(۱۵۲۲) حضرت علی فرماتے ہیں میں جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگتا تھا آپ مجھے دیدیتے تھے اور جب میں خاموش رہتا (کچھ نہ مانگتا) تھا تو آپ خود مجھے دیدیتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۵۲۳) حضرت علی ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اسکا دروازہ ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور کہا ہے بعضوں نے یہ حدیث شریک سے نقل کی ہے اور اس میں صنابحی سے منقول ہونیکا ذکر نہیں کیا ہے اور یہ حدیث بجز شریک کے اور کسی ثقہ سے روایت کی ہوئی ہم نہیں جانتے

(۱۵۲۴) حضرت جابر فرماتے ہیں جنگ طائف کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلا کے ان سے سرگوشی کی لوگ کہنے لگے آنحضور کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک رہی آپ نے فرمایا میں نے انسے سرگوشی نہیں کی ہے ولیکن خدا نے[1] انسے سرگوشی کی ہے یہ حدیث ترمذی کے نقل کی ہے۔

(۱۵۲۵) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی میرے اور تیرے[2] سوا کسی جنبی کو اس مسجد میں گزرنا جائز نہیں ہے علی بن منذر کہتے ہیں

---

[1] ابن جوزی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے واللہ اعلم ۱۲ [2] یعنے اللہ تعالی نے جو حکم مجھے علی کو پہنچانے کے لئے کیا تھا کہ بطریق سرگوشی کے تم انہیں پہنچا دو وہ مینے پہنچا دیا ہے تو اس صورت میں گویا انسے اللہ ہی نے سرگوشی کی ہے کیونکہ اسی کا وہ حکم تھا اور مینے سرگوشی نہیں کی ۱۲۔

[3] وجہ اس کی یہ ہے کہ اتفاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ اور حضرت علی کا دروازہ ایسی طرح پر تھا کہ دونوں کی گذرگاہ مسجد نبوی ہی میں سے واقع ہوتی تھی ۱۲

میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا اس حدیث کے کیا معنے ہیں وہ بولے (اسکے معنے یہ ہیں کہ) میرے تیرے سوا کسی جنبی آدمی کو مسجد میں چلنا درست نہیں ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۵۲۶) ام عطیہ فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت علی بھی تھے ام عطیہ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے ہوئے یہ کہہ رہے تھے یا الٰہی مجھے اُسوقت تک نہ مار یو جبتک تو مجھے علی کو نہ دکھادے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

تیسری فصل

(۱۵۲۷) ام سلمہ کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو منافق دوست نہیں رکھتے اور ایماندار اُن سے عداوت نہیں رکھتے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث سند کی رُو سے حسن غریب ہے۔

(۱۵۲۸) حضرت ام سلمہ ہی کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے علی[۱] کو بُرا کہا واقعی اُسنے مجھے بُرا کہا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۲۹) حضرت علی کہتے ہیں مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری عیسٰی کے ساتھ ایک مشابہت ہے کہ یہودیوں نے عیسٰی سے اتنی عداوت رکھی کہ اُنکی ماں کو تہمت لگائی اور نصاریٰ نے اُنسے اتنی محبت برتی کہ اُنہیں ایسے مرتبہ پر پہنچادیا جو اُنکے لائق نہ تھا پھر حضرت علی نے فرمایا میری وجہ سے دو (طرح کے) آدمی ہلاک (یعنے گمراہ) ہونگے ایک حد سے زیادہ محبت رکھنے والا کہ وہ میری ایسی تعریف کریگا جو مجھ میں نہوگی دوسرے مجھ سے عداوت کرنے والا میری دشمنی اُسے اسپر اُبھار دیگی کہ وہ مجھے بہتان لگائیگا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۰) براء بن عازب اور زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب موضع غدیر خم[۲] میں اترے تو حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں سب ایمانداروں کا اُنکی

---

[۱] یعنے جسنے انہیں نسب کی جہت سے بُرا کہا تو گویا اُس نے مجھی کو بُرا کہا مقتضٰے اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت علی کو بُرا کہنا کفر ہے یا یہ تہدید اور وعید پر محمول ہو یا جو حلال جانکر بُرا کہے وہ کافر ہے ۱۲

[۲] غدیر خم مکہ مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین کوس پر ایک بستی کا نام ہے اور غدیر اصل میں پانی کے تالاب کو کہتے ہیں ۱۲

جانوں سے زیادہ دوست ہوں صحابہ نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں ہر ایک مومن کا اسکی جان سے زیادہ دوست ہوں صحابہ بولے ہاں بعد ازاں آپ نے فرمایا یا الٰہی جس کا میں دوست ہوں علی بھی اسکا دوست ہے یا الٰہی جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ اسکے بعد حضرت عمر حضرت علی سے ملے تو حضرت عمر نے کہا اے ابو طالب کے بیٹے تمہیں مبارک ہو تم صبح و شام[1] ہر مومن مرد اور مومن عورتوں کے دوست ہو۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۱) حضرت بریدہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے حضرت فاطمہ سے نکاح کا پیغام بھیجا آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی وہ چھوٹی ہے پھر حضرت علی نے پیغام دیا تو آپ نے حضرت فاطمہ کا نکاح کر دیا یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۲) حضرت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے دروازے کے علاوہ[2] مسجد کے اور سب دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیدیا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۳۳) حضرت علی فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرا ایسا مرتبہ تھا جو تمام مخلوق میں سے کسی کا نہ تھا میں آپ کے پاس شروع سحر[3] میں آتا اور السلام علیک یا نبی اللہ کہا کرتا تھا پھر اگر آپ کھنکھارتے تو میں اپنے گھر آجاتا ورنہ آپ کے پاس چلا جاتا یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۴) حضرت علی ہی فرماتے ہیں میں بیمار تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے

---

[1] یعنے تم ہر وقت میں ہر مسلمان مرد اور عورت کے دوست ہو تمہیں کوئی مسلمان برا نہیں سمجھتا ۱۲۔

[2] بعضے صحابیوں کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں تھے اسلئے آنحضرت نے فرمایا کہ یہ دروازے بند کردو تاکہ کوئی حائضہ عورت یا جنبی مرد نہ آئے اور اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے حضرت علی کے دروازہ کے سوا اور دروازے بند کرادئیے اور پہلے ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر کے دروازہ کے سوا اور سب دروازے بند کرا دئیے لہذا تطبیق کی عمدہ صورت یہ ہے کہ بند کرانے کا قصہ دو دفعہ ہوا یہ حضرت علی کے دروازے کا قصہ پہلے ہوا اور ابو بکر کے دروازہ کا قصہ اسکے بعد میں کیونکہ وہ قصہ عین وفات کے وقت کا ہے لہذا وہ آخر ہوا ۱۲

[3] سحر آخر شب کے چھٹے حصہ کو کہتے ہیں ۱۲ کشاف۔

اور میں یہ کہہ رہا تھا یا الہی اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو مجھے (اس تکلیف سے) راحت دے اور اگر ابھی موت میں دیر ہے تو میری زندگی فراخ کر دے (یعنے صحت دیدے) اور اگر آزمائش ہے تو مجھے صبر دیدے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کسطرح کہا حضرت علی نے اپنا قول حضور انور کے سامنے دُہرایا آپ نے اُنکے اپنا پاؤں مار کے فرمایا یا الہی اسے عافیت دیدے یا یہ فرمایا کہ شفا دیدے راوی نے (اسمیں) شک کیا ہے حضرت علی فرماتے ہیں اس کے بعد اس درد کی مجھے کبھی شکایت نہیں ہوئی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے

باب عشرہ مبشرہ کی تعریفونکا بیان

پہلی فصل

(۱۵۳۵) حضرت عمرؓ نے (اپنی وفات کے وقت) فرمایا تھا کہ اس امر خلافت کے سب سے زیادہ مستحق یہ لوگ ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُنسے اپنی وفات کے وقت راضی تھے پھر علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبد الرحمٰن کے نام لئے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۶) قیس بن حازم فرماتے ہیں میں نے حضرت طلحہ[1] کا ہاتھ شل دیکھا تھا کہ جنگ اُحد کے دن اُنہوں نے اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا تھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۷) حضرت جابر کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے دن فرمایا کہ اس لشکر کی خبر کون لائیگا زبیر نے عرض کیا کہ میں لاؤنگا آپ نے فرمایا بیشک ہر ایک نبی کے مددگار ہوتے ہیں اور میرا مددگار زبیر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۵۳۸) حضرت زبیر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کون ہے جو قبیلہ بنی قریظہ میں جا کے میرے پاس اُنکی خبر لائے زبیر کہتے ہیں میں (خبر لینے کے واسطے) روانہ ہوا جس وقت واپس آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو ملا کے میرے واسطے[2]

---

[1] حضرت طلحہ نے جنگ احد کے دن اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال کر دیا تھا جسمیں انکے بدن میں اسّی سے بھی زیادہ زخم آئے تھے یہانتک کہ اُنکا عضو مخصوص بھی زخمی ہوگیا تھا ۱۲

[2] اس میں حضرت زبیر کی تعظیم اور تعریف ہے کیونکہ انسان ایسے کلمات اُسی شخص کے لئے کہتا ہے جسکی تعظیم کرنی منظور ہوتی ہے ۱۲

ابی داعی فرمایا (ترجمہ تجھپر میرے ماں باپ قربان ہوں) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۵۳۹) حضرت علی فرماتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن مالک کے علاوہ کسی کے واسطے اپنے ماں باپکو قربان کرتے ہوئے جمع کرتے نہیں سنا[1] بیشک جنگ احد کے دن مینے آپ سے سُنا کہ سعد سے کہا رہے تھے اے سعد تیر چلائے جا تجھپر میرے ماں باپ قربان ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۴۰) حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں جسنے عربوں میں سے اول راہ خدا میں تیر چلایا وہ میں ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۴۱) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب (کسی لڑائی سے) مدینہ میں آکے سوئے نہیں اور فرمایا کاش کوئی نیک آدمی میری حفاظت کرے۔ ناگہاں ہمیں ہتیار و نکی آواز سُنائی دی آپ نے پوچھا یہ کون ہے وہ بولے میں سعد ہوں آپ نے پوچھا تم کیونکر آگئے وہ بولے میرے دل میں آپ (کی تنہائی) پر خوف آگیا اور میں آنحضور کی نگہبانی کرنے آیا ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے واسطے دعاء کی پہر سو گئے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۴۲) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک امت کیواسطے امانت دار ہے اور اس امت کے امانت دار ابو عُبیدہ بن جرّاح ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۴۳) ابن ابی مُلیکہ تابعی کہتے ہیں مینے حضرت عائشہ سے سُنا اُنسے کسی نے پوچھا اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے خلیفہ مقرر کرتے حضرت عائشہ بولیں ابو بکر کو پہر کسی نے پوچھا ابو بکر کے بعد (کسے کرتے) وہ بولیں حضرت عمر کو (کرتے) پہر پوچھا گیا حضرت عمر کے بعد کون (لائق خلافت تہا) حضرت عائشہ نے جواب دیا ابو عبیدہ بن جرّاح (تھے)[2] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۵۴۴) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر کوہ حرا پر تھے کہ کوہِ حرا ہلا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] بعضوں نے کہا ہے کہ اس روایت میں اور حضرت زبیر کی روایت میں تطبیق کی یہ صورت ہے کہ حضرت علی کو اُس کی خبر نہیں ہوگی یا حضرت علی کا یہ مقصود ہے کہ خاص اُحد کے دن آپ نے اور کسی کے لئے ایسا نہیں فرمایا ۱۲ منہ

[2] اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کا یہ اعتقاد تہا کہ بعد شیخین کے خلافت کے زیادہ لائق بقیہ اصحاب

میں سے ۱۲ ...

اے حرا ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر صرف ایک نبی اور ایک صدیق اور (چار) شہید ہیں اور بعضوں نے سعد بن ابی وقاص کا نام زیادہ ذکر کیا ہے اور حضرت علی کا ذکر نہیں کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۵۴۵) عبدالرحمٰن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور عبیدہ بن جراح (یہ سارے) جنتی ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے سعید بن زید سے نقل کی ہے۔

(۵۴۶) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میری اُمت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے ابوبکر ہیں اور خدا کے کام میں سب سے زیادہ مضبوط عمر ہیں اور سب سے زیادہ حیار صادق[2] عثمان میں ہے اور سب سے زیادہ فرائض کے جاننے والے زید بن ثابت ہیں اور سب سے اچھے قاری ابی بن کعب ہیں اور سب سے زیادہ حلال اور حرام کے جاننے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر ایک امت میں امانت دار ہوتا ہے اور اس اُمت کے امانت دار ابو عبیدہ بن جراح ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور معمر نے قتادہ سے مرسل نقل کی ہے اور اس میں یہ (بھی) ہے کہ سب سے زیادہ حق فیصلے کرنیوالے علی ہیں۔

(۵۴۷) زبیر فرماتے ہیں جنگ اُحد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (جسم مبارک) پر دو زرہیں تھیں اور آپ ایک پتھر پر چڑھنے کو اُٹھے ولیکن چڑھ نہ سکے طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے اور حضور انور پتھر پر چڑھ گئے پھر آنحضور سے میں نے سُنا آپ فرماتے تھے کہ طلحہ نے (اپنے لئے جنت) واجب کرلی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[1] اسی حدیث کی وجہ سے ان دس صحابیوں کا لقب عشرہ مبشرہ تھا یعنے وہ ہی دس آدمی ہیں جو بہشتی ہونے کی بشارت دئے گئے ہیں ۱۲ [2] حیار صادق یعنے سچے حیار اس لئے فرمایا کہ کبھی حیا، بحکم طبیعت بشری کے بھی ہوتی ہے اگرچہ وہ بحکم شرع حق اور درست نہ ہو لیکن حیار صادق اور معتبر وہ ہے جو موافق شریعت کے اور مطابق حق کے ہو ۱۲۔

(۱۵۴۸) حضرت جابر فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عُبید اللہ کو دیکھ کے فرمایا جو ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے کہ روئے زمین پر چلتا پھرتا ہو اور اپنی مدت پوری[1] کر چکا ہو اُسے طلحہ کیطرف دیکھنا چاہیئے ایک روایت میں ہے جسے شہید کو دیکھنا بھا معلوم ہو جو روئے زمین پر چلتا ہو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۴۹) حضرت علی فرماتے ہیں میرے کانوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ طلحہ اور زبیر جنت میں میرے ہمسائے[2] ہو نگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۵۰) سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دن یعنے جنگ اُحد کے دن فرمایا یا الٰہی سعد کی تیر اندازی زیادہ کر اور اُسکی دعا قبول کر یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۵۵۱) سعد بن ابی وقاص ہی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا الٰہی سعد جب تجھ سے دعا کرے اُسکی دعا قبول کر یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۲) حضرت علی فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے علاوہ کسی کیواسطے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کیا جنگ احد کے دن اُن سے کہا تھا اے سعد تیر مارے جا تجھپر میرے ماں باپ قربان ہوں اور اُنسے یہ بھی فرمایا اے قوی نوجوان تیر مارے جا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۳) حضرت جابر کہتے ہیں سعد آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے ماموں[3] ہیں مجھے کوئی دالیسا[4] اپنا ماموں دکھائے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ سعد بنی زہرہ میں

---

[1] یعنے اگر کوئی یہ چاہے کہ مُردہ کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ طلحہ کو دیکھ لے ۱۲ [2] یہ اشارہ انکے کمال قرب سے ہے یعنے یہ دونوں مجھسے بہشت میں بہت ہی قریب ہونگے ۱۲ [3] سعد قریش کے قبیلہ بنی زہرہ میں سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی بنی زہرہ ہی میں سے تھیں اسلیئے آپنے انہیں ماموں فرمایا یعنے میری والدہ کی قوم میں سے ہیں ۱۲ [4] اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعد کی تعریف کرنی منظور ہے یعنے جیسے میرے ماموں ہیں انکے برابر کوئی اپنا ماموں دکھائے تو سہی تاکہ حقیقت کھل جائے ۱۲ سید

سے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی بنی زہرہ میں سے تھیں اسواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں اور مصابیح میں فلیرنی کے بدلے فلیکرمن ہے یعنے لوگ اپنے ماموںکی بزرگی کریں جیسے میں اپنے ماموں کی بزرگی کرتا ہوں)

تیسری فصل (۱۵۵۴) قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں مینے سعد بن ابی وقاص سے سُنا وہ فرماتے تھے عربوں میں سب سے پہلے راہ خدا میں جسنے تیر چلایا وہ میں ہوں اور ہمنے اپنے تئیں دیکھا کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے اور کیکر کی پھلیوں اور کیکر کے پتوں کے سوا ہمارا اور کچھ کھانا نہ تھا اور ہم میں سے بعضونکو بکریونکی طرح مینگنیاں آتی تھیں اسمیں کچھ ملاؤ نہیں ہوتا تھا اب بنی اسد مجھے اسلام (یعنے نماز) پر تعزیر[۱] دینے لگے (اگر میں نماز پڑھنی نہیں جانتا تو) میں یونتو نامراد رہگیا اور میرے عمل بیکار گئے (اسکا قصہ یہ ہے کہ) لوگوں نے حضرت عمر کے پاس انکی برائی کی تھی اور کہا تھا یہ نماز اچھی نہیں پڑھتے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۵۵) حضرت سعد فرماتے ہیں مینے اپنے تئیں دیکھا کہ میں تیسرا مسلمان تھا (یعنے مجھسے پہلے دو ہی آدمی مسلمان ہوئے تھے) اور جو کوئی مسلمان ہوا اُسی دن ہوا ہے جس دن میں مسلمان ہوا ہوں اور میں سات روز تک اسی طرح ٹھیرا رہا کہ میں تیسرا مسلمان تھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۶) حضرت عائشہ نقل کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے فرماتے تھے تمہارا حال اُن اُمور میں سے ہے جنکا مجھے اپنے (مرنیکے) بعد غم ہے[۲] اور تمہارے دکفیل ہونیکی تکلیفوں کے) اوپر بجز صابر سچّے لوگوں کے اور کوئی صبر نہیں کرسکیگا حضرت عائشہ کہتی ہیں آنحضور کی (صابر سچے لوگوں سے) خیرات کرنیوالے لوگ مُراد تھے پھر حضرت عائشہ نے

---

[۱] یعنے مجھے جھڑکتے ہیں اور عار دلاتے ہیں کہ تم نماز اچھی نہیں پڑھتے ہو اور یہانسے معلوم ہوا کہ علم و فضل کے ساتھہ فخر کرنا اور اپنے کمال کو بیان واقعی کے ساتھہ کسی مصلحت دینی کی وجہ سے ظاہر کرنا جائز ہے ۱۲

[۲] یعنے فکر کی ہے کہ دیکھا چاہیئے میری وفات کے بعد تمہارا کیا حال ہو اور لوگ تم سے کیا معاملہ کریں اور تمہاری معیشت کا کون متکفل ہو ۱۲۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے فرمایا خدا تعالیٰ تیرے والد کو سلسبیل[1] جنت سے پانی پلائے عبد الرحمن بن عوف نے امہات المومنین کو ایک باغ ہدیہ دیدیا تھا جو چالیس ہزار کو بکا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۶) حضرت ام سلمہ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اپنی بیویوں سے فرما رہے تھے بیشک جو شخص میرے بعد تمہیں بہت بہت کچھ دیگا وہ سچا نیکبخت ہوگا پھر کہا یا الٰہی[2] عبد الرحمن بن عوف کو جنت کے سلسبیل کا پانی پلا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۷) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں نجران[3] والوں نے آکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک امانت دار آدمی بھیجدیجئے آپ نے فرمایا بیشک میں تمہارے پاس ایک ایسے امانت دار آدمی کو بھیجونگا جو امانت دار ہونیکے قابل ہے سب لوگوں نے اس کی آرزو کی (کہ ہم امیر ہوجائیں) حذیفہ فرماتے ہیں آنحضور نے ابو عبیدہ بن جراح کو بھیجدیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۵۹) حضرت علی فرماتے ہیں کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکے بعد ہم کسے امیر بنائیں آپ نے فرمایا اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ گے تو انہیں (امور) دنیا میں امانت دار پرہیزگار اور آخرت کی طرف رغبت کرنیوالا پاؤ گے اور اگر عمر کو امیر بناؤ گے تو اسے طاقت دار امانت دار پاؤ گے خدا کے کاموں میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈریگا اور اگر تم علی کو امیر بناؤ گے حالانکہ میرا یہ خیال نہیں ہے کہ تم ایسا کرو گے تو اسے تم ہدایت کرنیوالا ہدایت حاصل کئے ہوئے پاؤ گے تمہیں سیدھے[4] راستہ پر پکڑ کر لیجائیگا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے

[1] سلسبیل بہشت میں ایک چشمہ کا نام ہے ۱۲ [2] بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام حضرت ام سلمہ کا ہو جیسے کہ پہلے حدیث میں حضرت عائشہ سے منقول ہوا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلعم کا ہے آپکو معلوم ہو گیا تھا کہ بیشک اور وہ عبد الرحمن ازواج مطہرات کے ساتھ زیادہ سلوک کرینگے اور اسمیں آپکا معجزہ ہے ۱۲ [3] نجران ایک موضع کا نام ہے یمن میں جو سنہ ہجری میں فتح ہوا تھا ۱۲ مرقات [4] یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے لئے کسیکو مقرر نہیں کیا تھا بلکہ یہ　　امر صحابہ کے سپرد تھا کہ وہ خود ہی مقرر کر لینگے ۱۲۔

(۱۵۶۰) حضرت علی ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ ابو بکر پر رحم کرے کہ انہوں نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی اور دار ہجرت کی طرف مجھے سواری پر پہنچا دیا اور غار میں میرے ساتھ رہے اور بلال کو اپنے مال سے (خرید کر) آزاد کر دیا خدا تعالیٰ عمر پر رحم کرے کہ وہ سچ بات کہتے ہیں اگرچہ وہ کڑوی ہو سچ کہنے نے انہیں ایسا کر دیا ہے کہ اُن کا کوئی دوست نہیں ہے خدا تعالیٰ عثمان پر رحم کرے کہ اُن سے فرشتے شرم کرتے ہیں خدا تعالیٰ علی پر رحم کرے یا الٰہی حق کو علی کے ساتھ ہی پھیر جسطرف علی پھرے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

باب اہل بیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف کا بیان

پہلی فصل (۱۵۶۱) سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں جبکہ یہ آیت نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ[۱] نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کے فرمایا یا الٰہی یہ میری اہل بیت ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵۶۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ایک دن صبح کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ سیاہ بالوں کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کاٹھی کے نقش بنے ہوئے تھے پھر حسن بن علی آ گئے آپ نے انہیں بھی اُس میں لے لیا پھر حسین آئے تو انہیں بھی اُسکے اندر لے لیا پھر حضرت فاطمہ آئیں تو انہیں بھی اُس میں لے لیا پھر حضرت علی آئے تو آپ نے انہیں بھی اُس میں لے لیا پھر یہ آیت پڑھی[۲] اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (ترجمہ اے اہل بیت خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے برائی دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] ترجمہ (آ جاؤ) ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیں یہ آیت اہل کتاب اور سرور عالم کے مباہلہ کرنے میں اُتری تھی ۱۲ [۲] یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی آپ کے اہل بیت میں ہیں کیونکہ اس آیت سے پہلے بھی بیویوں کا ذکر اور اس آیت کے بعد میں بھی اُن کا ذکر ہے ۱۲۔

(۱۵۶۳) حضرت براء فرماتے ہیں جب ابراہیم[1] آنحضور کے صاحبزادے، فوت ہو گئے تو آنحضور نے فرمایا بیشک اسکے واسطے جنت میں بھی دودھ پلانے والی ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۶۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپکے پاس تھیں کہ حضرت فاطمہ آئیں انکی چال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے ذرا نہیں چھپتی تھی یعنے دونوں کی یکساں چال تھی) آنحضور نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا میری بیٹی تو خوش رہے پھر انہیں بٹھا کے کچھ چپکے سے کہا وہ (سنکر) بہت روئیں جب آپ نے انکا غم ملاحظہ کیا تو دوبارہ چپکے سے اور کچھ کہدیا کہ وہ یکایک ہنسنے لگیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو مینے فاطمہ سے پوچھا آنحضور نے چپکے سے کیا کہا تھا وہ بولیں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر[2] نہیں کر سکتی جبکہ آپکی وفات ہو گئی تو مینے فاطمہ سے کہا میں تمہیں اپنے اُس حق کی جو تمپر میرا حق ہے قسم دلاتی ہوں کہ تم مجھے وہ بات (جو آنحضور نے چپکے سے کہی تھی) بتا دو وہ بولیں اب تو ہاں میں بتا دونگی پہلی دفعہ جو آپ نے مجھ سے چپکے سے کہا تھا تو آپ نے مجھے یہ بتایا تھا کہ جبرئیل ہر سال (ماہ رمضان میں) مجھ سے قرآن کا ایکبار دَور[3] کیا کرتے تھے اور واقعی اس سال جبرئیل نے مجھ سے دو دفعہ دَور کیا ہے اس واسطے میں بھی جانتا ہوں کہ میری موت قریب آپہنچی ہے اے فاطمہ تو خدا سے ڈریو اور صبر کیجیو بیشک میں تیرے واسطے آگے جانیوالا بہت اچھا ہوں (یہ سنکر) میں رونے لگی جب آپنے میری گھبراہٹ دیکھی تو دوبارہ مجھ سے چپکے سے کہا اے فاطمہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہے کہ جنتی عورتوں یا ایماندار عورتوں کی تم سردار ہو + اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے چپکے سے مجھے یہ بتایا تھا کہ آپ اسی مرض میں وفات پائینگے اسپر میں رونے لگی آپنے دوبارہ مجھ سے چپکے سے یہ فرمایا کہ میں (اے فاطمہ)

---

[1] ابراہیم آنحضرت کے صاحبزادے ماریہ قبطیہ سے تھے انہوں نے مدت شیر خوارگی میں وفات پائی تھی آنحضرت ان کا ذکر فرماتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحب کمال انتقال کے بعد فی الحال ہی بہشت میں چلے جاتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس بہشت کا لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے وہ پیدا ہو چکی ہے اور موجود ہے ۱۲

[2] اس سے معلوم ہوا کہ غیروں سے بڑوں کا اور دوستوں کا بھید چھپانا مستحب ہے حتی الوسع اسے ظاہر نکرے ۱۲

[3] یعنے برس روز میں جسقدر قرآن شریف نازل ہوتا تھا رمضان المبارک میں یادداشت کیلئے اسکا دور کر لیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ دور کرنا رمضان شریف میں مستحب ہے ۱۲

آپکی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپکے بعد (بہشت میں آپ سے جا ملونگی (اس پر) میں ہنسنے لگی - یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۶۵) مسور بن مخرمہ نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جسنے اُسپر غصہ کیا اُس نے مجھپر غصہ کیا ایک روایت میں یہ ہے جو چیز اُسے رنج میں ڈالتی ہے مجھے بھی رنج میں ڈالتی ہے اور جو چیز اُسے ایذا دیتی ہے مجھے بھی ایذا دیتی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۶۶) زید بن ارقم کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم میں موضع خم غدیر میں جو مکہ مدینہ کے بیچ میں واقع ہے خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے پھر خدا کی حمد و ثنا بیان کی بعدہٗ وعظ کہا اور نصیحت کی پھر فرمایا حمد و ثنا کے بعد واضح ہو اور اے لوگو! یاد رکھو میں بھی انسان ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد (مجھے لینے) آئے اور میں (اُس کا بلاوا) قبول کر لوں = میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں پہلی اُن میں سے اللہ کی کتاب ہے اُس میں ہدایت اور روشنی (کا بیان) ہے تم اللہ کی کتاب کو لیکر اُسے مضبوط پکڑ لینا آنحضور نے کتاب اللہ (کے پکڑنے) پر لوگوں کو برانگیختہ کیا اور رغبت دلائی پھر فرمایا اور (دوسرے) میری اہل بیت ہیں اپنے اہل بیت کے حق میں میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں میں اپنی اہل بیت کے حق میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کتاب اللہ خدا کی رسّی ہے جو کوئی اُسکی پیروی کریگا ہدایت پر رہیگا اور جو اُسے چھوڑ دیگا گمراہی پر ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵۶۷) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ یہ جسوقت جعفر کے بیٹے (عبداللہ) کو سلام کرتے تو

لہ یعنے آپکی وفات کے بعد سب سے پہلے مجھ فاطمہ کی وفات ہوگی چنانچہ آنحضور کی وفات سے چھ ماہ بعد رمضان میں انہوں نے وفات پائی حضرت فاطمہ سرور عالم کی چھوٹی بیٹی ہیں اور ماہ رمضان سنہ ۲ ہجری میں حضرت علی سے انکا نکاح ہوا تھا ۱۲ سلہ ایک روایت میں آیا ہے ابو جہل کے بھائی حارث بن ہشام نے ابو جہل کی بیٹی کا حضرت علی سے نکاح کرنا چاہا اور حضرت علی بھی راضی ہو گئے تو جب آنحضور کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے منبر پر بیٹھ کے خطبہ میں یہ فرمایا تھا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اُسے ایذا دیگا گویا اُس نے مجھے ایذا دی اسپر حضرت علی اُس خیال سے باز آئے اور آنحضرت سے معذرت کی ۱۲ سلہ یعنے موت کا پیغام میرے پاس آئے اور میں مرجاؤں تو تم ان دو چیزوں کو مضبوط پکڑے رہنا ایک خدا کی کتاب پر عمل کرتے رہنا دوسرے میرے

السلامؒ علیک یا ابن ذی الجناحین کہتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۶۸) حضرت براء فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حسن بن علی آپ کے کندھے پر تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے یا الٰہی میں اسے چاہتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۶۹) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دن میں کسی وقت نکلا یہانتک کہ آپ حضرت فاطمہ کے گھر میں آئے اور پوچھا کیا یہاں ننھا ہے کیا یہاں ننھا ہے اس سے آپکی مراد حضرت حسن تھے تھوڑی دیر آپ نہ ٹھہرنے پائے کہ وہ دوڑے ہوئے آگئے اور ہر ایک دوسرے کے گلے لگے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا الٰہی میں اسے چاہتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اُس سے بھی محبت رکھ۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۷۰) حضرت ابو بکرہ فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر اسطرح دیکھا کہ حسن بن علی آپکے پہلو میں بیٹھے تھے اور آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک دفعہ انکی طرف دیکھتے تھے اور فرماتے تھے بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید خدا تعالیٰ اسکے سبب سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوںؒ میں صلح کرا دے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷۱) عبد الرحمن بن ابی نُعم فرماتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عمر سے سُنا کہ اُنسے ایک آدمی نے مُحرم کا حال دریافت کیا تھا شعبہ راوی کہتے ہیں میں گمان کرتا ہوں کہ سائل نے پوچھا تھا (حالت احرام میں) مکھی ماری جاوے (یا نہیں) انہوں نے فرمایا عراق والے مجھسے مکھی کے مارنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسےؐ کو شہید کر دیا حالانکہ رسولِ خدا

ؒ یعنی اے دو پروں والے کے بیٹے تمہیں سلام ہو حضرت جعفر جب غزوہ موتہ میں جو ملک شام میں ہوا ہے شہید ہوگئے تو آنحضرت نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ جعفر کے پر لگ گئے اور فرشتوں کے ساتھ اُڑتے پھرتے ہیں اُسی دن سے جعفر طیار انکا لقب ہوگیا تھا ۱۲ منہ ؒ چنانچہ گروہ حضرت علی اور گروہ معاویہ امیر شام میں جو باہمی لڑائی تھی اُنمیں امام حسن کیوجہ سے صلح ہوگئی ۱۲ منہ ؐ یعنے یہ لوگ مکھی مارنیکا مسئلہ پوچھتے ہیں اور سرور عالم کے چاہیتے نواسے کو شہید کر دیا اُسوقت یہ خیال کیا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے ۱۲۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے حق میں فرمایا تھا کہ یہ دونوں دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷۲) حضرت انس فرماتے ہیں حسن بن علی سے زیادہ صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نہیں ملتا جُلتا تھا اور حسین کے بارے میں کہا ہے یہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مشابہ ہیں یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

(۱۵۷۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ سے چپٹا کے فرمایا یا الٰہی اسے حکمت سکھادے ایک روایت میں ہے اسے کتاب اللہ سکھادے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۵۷۴) حضرت ابن عباسؓ ہی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پائخانہ میں گئے تو میں نے آپکے واسطے وضو کا پانی رکھدیا جب آپ باہر تشریف لائے تو پوچھا یہ کسنے رکھا ہے پھر آپکو خبر ہوئی تو فرمایا یا الٰہی اسے دین میں سمجھ [ف۱] دیدے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۷۵) اُسامہ بن زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور انہیں اور حضرت امام حسن کو لیکے فرماتے تھے یا الٰہی تو انسے محبت رکھ کیونکہ میں بھی ان دونوں کو چاہتا ہوں ایک روایت میں یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کے اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور حسن بن علی کو دوسری ران پر بٹھاتے تھے پھر انہیں چپٹا کر فرماتے تھے یا الٰہی ان دونوں پر رحم کر کیونکہ میں بھی ان دونوں پر مہربانی کرتا ہوں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷۶) عبداللہ بن عمر نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا تو اُسامہ بن زید کو اُن کا امیر مقرر کیا بعض لوگوں نے اُنکی سرداری میں [ف۲] طعن کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسکی سرداری میں طعن کرتے ہو (تو کچھ تعجب نہیں)

ف۱ آپکی دعا کا ثمر یہ ہوا کہ علم دین و سمجھداری میں ابن عباس بڑے بڑے صحابہ سے بڑھ گئے کہ حضرت عمرؓ انہیں باوجود نو عمر ہونے کے بڑے بوڑھے صحابہ کی جماعت کے ساتھ اپنے پاس بٹھاتے تھے۔

ف۲ بعض لوگوں نے یہ کہا تھا کہ اس لشکر میں بڑے بڑے صحابہ جیسے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ موجود ہیں پھر اُنکے ہوتے اُسامہ کو کیوں امیر کر دیا اس پر حضور انور کو سخت غصہ آیا کہ تم اُسے قابل سرداری نہیں سمجھتے بخدا وہ سرداری کے لائق ہے اور اسکا باپ زید بھی سرداری کی قابلیت رکھتا تھا اور اُس کا باپ مجھے بہت پیارا تھا اور یہ بھی میرا

تم اس سے پہلے اسکے باپ کی سرداری میں طعن کر چکے ہو اور خدا کی قسم بیشک وہ سرداری کے لایق تھا اور مجھے سب آدمیوں سے زیادہ پیارا تھا اور بیشک یہ بھی اُس کے بعد سب سے زیادہ پیارا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں بھی اسی طرح ہے اُسکے اخیر میں یہ ہے کہ میں تمہیں اُسامہ کے ساتھ (نیکی کرنیکی) وصیت کرتا ہوں بیشک وہ تمہارے نیک آدمیوں میں سے ہے۔

(۱۵۷۷) عبداللہ بن عمرؓ ہی فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کو ہم زید بن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے یہانتک کہ قرآن (کی آیت) اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اُتری (ترجمہ تم انہیں اُنکے (اصلی) باپوں کے نام کے ساتھ پکارا کرو) یہ روایت متفق علیہ ہے اور براء کی حدیث کہ آنحضور نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے ہے" صغیر بچے کے بالغ ہونے اور اُسکی پرورش کرنیکے باب میں مذکور ہو چکی۔

دوسری فصل (۱۵۷۸) حضرت جابر فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصواء پر بیٹھے خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے آپ سے سُنا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! بیشک میں تم میں ایسی چیز چھوڑ چلا ہوں اگر تم اُسے پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ خدا کی کتاب اور میری اولاد یعنے اہل بیت ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷۹) زید بن ارقم کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم انہیں مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اُن میں سے دوسری سے بڑی ہے خدا کی کتاب ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین تک کھنچی ہوئی ہے

لے یعنے تم ہمیشہ اُسامہ کیساتھ اچھی طرح پیش آنا ورنہ تم لوگ میری وصیت پر عمل نہ کرنے والوں میں شمار ہو گے ۱۲ ۵ پہلے دستور تھا کہ اگر کوئی کسی کو بیٹا بنا لیتا تو وہ بالکل صلبی بیٹے کے برابر شمار ہوتا تھا آنحضور نے چونکہ زید کو بیٹا بنا کہا تھا اسلئے لوگ انہیں زید محمد کا بیٹا کہتے تھے اسپر خدا تعالےٰ نے یہ آیت اُتاری کہ جو جس کا بیٹا ہو اُسکے نام سے اُسے پکارو بنائے ہوئے بچے صلبی بچے کے برابر حقدار وغیرہ نہیں ہو سکتے ۱۲

اور (دوسرے) میری اولاد (یعنے) میرے گھر والے اور یہ دونوں جُدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آجائیں تم غور کرو کہ تم اُن دونوں میں کیونکر میرے خلیفہ ہوتے ہو[۵۱] (اچھے ہوتے ہو یا بُرے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۰) زید بن ارقم ہی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور فاطمہ اور حضرت حسن اور حسین کے حق میں فرمایا جو انسے لڑے میں انسے لڑنے والا ہوں اور جو انسے صلح کرے اُنسے میں صلح کرنے والا ہوں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۱) جمیع بن عُمیر فرماتے ہیں میں اپنی پھوپی کے ساتھ حضرت عائشہ کی خدمت میں گیا اور میں نے (اُنسے) پوچھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے زیادہ پیارا کون تھا وہ بولیں فاطمہ! پھر کسی نے پوچھا مردوں میں سے (زیادہ پیارا کون تھا) فرمایا انکے شوہر (علی مرتضیٰ تھے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۲) عبدالمطلب بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غصہ میں بھرے ہوئے آئے تو میں بھی آپکے پاس بیٹھا تھا آپ نے پوچھا تمہیں کس چیز سے غصہ آگیا وہ بولے یا رسول اللہ ہمارا اور (دوسرے) قریشیوں کا کیا حال ہے جب وہ آپسمیں ملتے ہیں تو کشادہ روئی سے ملتے ہیں[۵۲] اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس طرح نہیں ملتے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غصہ آیا کہ آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا پھر فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے کسی آدمی کے دل میں ایمان نہیں آئیگا جبتک اللہ و رسول کیواسطے تم سے[۵۳] محبت نہ کرینگے پھر فرمایا اے لوگو! جو کوئی میرے چچا کو تکلیف

---

۵۱ یعنے میرے بعد تم انہیں کسطرح مانتے ہو اچھی طرح یا بُری طرح واضح ہو کہ آنحضور کی اہل بیت سے محبت رکھنی فرض ہے اور انکے ساتھ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء ثلثہ سے عداوت رکھنی کفر ہے حضرت علی نے خود اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا ہے کہ میری وجہ سے دو جماعتیں دوزخ میں جائینگی ایک مجھ سے عداوت رکھنے والی دوسرے حد سے زیادہ محبت رکھنے والی ۱۲ ۵۲ یعنے جیسا اپنے اور رشتہ داروں اور دوستوں سے ملتے ہیں تو کشادہ روئی اور خوشی کیساتھ ملتے ہیں اور ہمسے ملتے ہیں تو ترش رو اور تیوری پڑ چڑھے ہوتے ہیں ۱۲ ۵۳ یعنے میرے رشتہ داروں (اولاد ہاشم سے جبتک لوگ محبت نہ رکھینگے وہ ایماندار نہ ہونگے ۱۲

دیگا اسنے مجھے ایذا دی کیونکہ آدمی کا چچا بجائے باپ ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور مصابیح میں مطلب سے منقول ہے۔

(۱۵۸۳) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۴) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا جب پیر کی صبح ہو تو تم اور تمہارا بیٹا دونوں میرے پاس آنا میں تمہارے واسطے ایسی دعا کرونگا کہ اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو نفع پہنچائیگا۔ (چنانچہ) صبح کے وقت عباسؓ گئے اور انکے ہمراہ میں بھی گیا آپ نے ہمیں اپنی چادر اڑھاکے فرمایا یاالٰہی عباس اور اسکے بچے کا ظاہر اور باطن بخشدے کہ کوئی گناہ نہ رہے یاالٰہی اسکی اولاد کی حفاظت کر یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور رزین نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ (آپ نے فرمایا) عباس کے پیچھے (اسکی اولاد میں) خلافت[1] باقی رکھ اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۸۵) حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جبرئیل کو دو دفعہ دیکھا تھا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے واسطے دو بار دعا کی تھی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۶) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے دو دفعہ یہ دعا کی کہ خدا تعالیٰ مجھ (ابن عباسؓ) کو حکمت دسکھادے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۵۸۷) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں جعفر[2] مسکینوں سے محبت رکھتے اور انکے پاس بیٹھتے تھے اور ان سے باتیں کرتے اور وہ ان سے باتیں کرتے تھے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ابوالمساکین کہکر پکارتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۸) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں نے جعفر کو دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے پھر رہے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے

---

[1] چنانچہ عرصہ دراز تک خلافت خلفاء عباسیہ ہی میں رہی انہیں میں سے ہارون رشید وغیرہ خلیفہ ہوئے ہیں ۱۲

[2] حضرت جعفر حضرت علی کے بھائی تھے ۷ ؁ھ غزوہ موتہ میں انہوں نے بہت بہادری کی تھی اور شہید ہو گئے تھے خداوند کریم نے جنت میں انہیں پر عطا کردئے تاکہ جہاں چاہیں اڑتے پھریں اسیلئے انکا طیار یعنے اڑنیوالا لقب ہے ۱۲

یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۸۹) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۹۰) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک حسن اور حسین دونوں میرے دنیا کے دو پھول ہیں یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور یہ حدیث پہلی فصل میں بھی گذر چکی۔

(۱۵۹۱) اُسامہ بن زید فرماتے ہیں ایک دن میں اپنے کسی کام کے واسطے رات کیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آنحضور ایک ایسی چیز لپٹائے ہوئے نکلے کہ میں نہ جانتا تھا وہ کیا چیز ہے جب میں اپنی حاجت (عرض کرنے) سے فارغ ہوگیا تو مینے پوچھا یہ کیا چیز آپ نے لپٹا رکھی ہے آپنے اُسے کھولا تو آپکے دونوں کولوں پر حسن اور حسین تھے پھر آپنے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں یا الٰہی بیشک میں انہیں چاہتا ہوں تو بھی انسے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے انسے بھی محبت رکھ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۵۹۲) حضرت سلمٰی فرماتی ہیں میں ام سلمہ کے پاس گئی تو وہ رو رہی اور یہ کہہ رہی تہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اسطرح دیکھا ہے کہ آپکے سر اور ریش مبارک پر خاک پڑی تھی) مینے پوچھا یارسول اللہ آپکا کیا حال ہے آپ نے فرمایا میں اسوقت حسین کے مقتل میں گیا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۹۳) حضرت انس فرماتے ہیں کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اپنی اہل بیت میں سے آپکو سب سے زیادہ پیارا کون ہے آپنے فرمایا حسن اور حسین ہیں اور آنحضور حضرت فاطمہ سے کہتے تھے میرے بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ آپ انہیں سونگھتے اور گلے سے لگاتے تھے یہ حدیث ترمذی

۵۱ یعنے یہ دونوں مجھے دنیا میں دو پھول عطا ہوئے ہیں ۱۲ ۵۲ اولاد کی اولاد بھی اپنی اولاد ہوتی ہے اسلئے حضور انور نے یہ فرمایا کہ میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں ۱۲ ۵۳ اس حدیث اور پہلی فصل کی بخاری و مسلم کی صحیح حدیثوں سے امام حسین کی شہادت اور اُنکے قاتلوں کے ظالم ہونیکا اور آنحضور کے رنج و ملال کرنیکا ثبوت ہوتا ہے اُن لوگوں پر افسوس ہے جو لوگ امام حسین کو کہتے ہیں کہ حق پر نہ تھے اور شہید نہیں ہوئے بلکہ دنیا طلبی

نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۹۴) حضرت بریدہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ سنا رہے تھے کہ یکایک حسن اور حسین آئے وہ دونوں سرخ (دھاری دار) کرتے پہنے ہوئے چلتے ہوئے گرے پڑتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کے انہیں اٹھالیا اور اپنے آگے بٹھالیا پھر فرمایا خدا تعالیٰ سچ فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۱؎ میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ چلتے ہوئے گر پڑتے ہیں اس پر میں نہ رہ سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کاٹ کے انہیں اٹھالیا یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے

(۱۵۹۵) یعلی بن مرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں (یا آلہی) جو حسین سے محبت کرے اس سے تو محبت کر حسین اسباط ۲؎ میں سے ایک سبط ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۹۶) حضرت علی فرماتے ہیں حسن سینہ سے سر تک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمشکل تھے اور حسین اس سے نیچے کے بدن میں آنحضور کے مشابہ تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۵۹۷) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے اپنی والدہ سے کہا تم مجھے چھوڑ دو یعنے اجازت دو تاکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں اور آپ سے یہ درخواست کروں کہ آپ میرے واسطے اور تمہارے واسطے دعائے مغفرت کریں بعد ازاں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر آپ (نفلی) نماز پڑھتے رہے یہانتک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر واپس چلے تو میں آپ کے پیچھے ہولیا آپنے میری آواز سنی تو پوچھا یہ کون ہے کیا حذیفہ ہے میں نے کہا ہاں (میں حذیفہ ہوں) آپ نے فرمایا تیرا کیا مطلب ہے خدا تجھے اور تیری ماں کو بخشدے ۳؎ (پھر فرمایا) یہ ایک فرشتہ ہے کہ زمین پر اس شب سے پہلے کبھی نہیں اترا اس نے اپنے پروردگار سے یہ اجازت مانگی تھی کہ مجھے سلام

۱؎ ترجمہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی چیزیں (خدا تمہیں دیکر آزماتا ہے کہ میرے نافرمان ہو جاؤ یا فرماں بردار بنے رہو گے ۱۲ ۲؎ یعنے حسین کی نسل بہت پھیلیگی ۱۲ ۳؎ یہ بھی آنحضور کا معجزہ ہے کہ اُنکے عرض کرنے سے پہلے اُنکی حاجت پوری کردی یعنے اُنکے اور اُنکی والدہ کے واسطے دعائے مغفرت کردی ۱۲

کرے اور اس بات کی مجھے بشارت دے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۹۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا کیا اچھی سواری ہے اے لڑکے تو سوار ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ سوار بھی تو اچھا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۹۹) حضرت عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے اسامہ بن زید کو تین ہزار پانسو (درہم) مقرر کر رکھے تھے اور عبد اللہ بن عمر (اپنے بیٹے) کے تین ہزار مقرر کر رکھے تھے عبد اللہ بن عمر نے اپنے والد سے کہا اسامہ کو تم نے مجھ پر کیا ترجیح دی ہے خدا کی قسم اس نے مجھ سے کسی معرکہ میں سبقت[۱] حاصل نہیں کی ہے حضرت عمر بولے اسلئے (میں نے اسے ترجیح دی ہے) کہ (اسکے باپ) زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے باپ سے زیادہ پیارے تھے اور اسامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ پیارے تھے اسواسطے میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو (تجھ) اپنے پیارے پر ترجیح دی ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۶۰۰) جبلہ بن حارثہ فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے ہمراہ میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیجئے آپ نے فرمایا وہ یہ (موجود) ہے اگر تمہارے ساتھ جائے تو میں اسے نہیں روکتا زید بولے یا رسول اللہ خدا کی قسم میں آپکے مقابلہ میں کسی کو پسند نہیں کرتا جبلہ کہتے ہیں میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی رائے سے اچھی دیکھی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۰۱) اسامہ بن زید فرماتے ہیں جبکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو میں

---

[۱] یعنے وہ کسی لڑائی میں مجھ سے بڑھا ہوا نہیں ہے پھر آپ اسے پانسو درہم مجھ سے زیادہ کیوں دیتے ہیں حضرت عمر نے جواب دیا میں اسے تجھ سے زیادہ اسلئے دیتا ہوں کہ وہ اور اس کا باپ سرور عالم کو تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ پیارے تھے ۱۲ [۲] کیونکہ بھائی سرور عالم سے زیادہ نہیں ہو سکتا میری غلطی تھی کہ میں نے اپنے ساتھ رکھنے کی رائے سوچی ۱۲۔

اور سب آدمی مدینہ میں آگئے[1] اور میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کی زبان بند ہوگئی تھی اور بات نہیں کر سکتے تھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میرے اوپر رکھ کے اوپر کیطرف اٹھانے لگے میں جان گیا کہ آپ میرے واسطے دعا کر رہے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۶۰۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی ناک پونچھنی چاہی[2] حضرت عائشہ نے کہا آپ مجھے چھوڑیئے تاکہ یہ کام میں کروں آپ نے فرمایا اے عائشہ تو بھی اس سے محبت رکھ جیسے میں اس سے محبت کرتا ہوں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۰۳) حضرت اسامہ فرماتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت علی اور عباس دونوں[3] آکے اجازت مانگی دونوں نے اسامہ سے کہا ہمارے واسطے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی اور عباس آپ سے ان کے واسطے اجازت مانگتے ہیں آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے یہ دونوں کیوں آئے ہیں میں نے عرض کیا نہیں میں نہیں جانتا آپ نے فرمایا ولیکن میں جانتا ہوں تو انہیں اجازت دیدے ان دونوں نے آکے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ سے یہ پوچھنے آئے ہیں کہ آپکو اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے آپ نے فرمایا فاطمہ دختر محمد صلعم ہے وہ بولے یا رسول اللہ ہم آپکے رشتہ داروں کی بابت پوچھنے نہیں آئے آپ نے فرمایا پھر میرا سب سے زیادہ پیارا جسپر خدا نے احسان کیا اور میں نے بھی احسان کیا اسامہ بن زید ہے وہ دونوں بولے پھر کون ہے آپ نے فرمایا پھر علی بن ابی طالب ہے عباس بولے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو سب سے پیچھے کر دیا آپ نے فرمایا بیشک علی ہجرت میں تم سے سبقت لیگئے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کیا ہے کہ آدمی کا چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔

تیسری فصل (۱۶۰۴) عقبہ بن حارث فرماتے ہیں حضرت ابوبکر نے عصر کی نماز پڑھی پھر

---

[1] جہاد میں جانیکو لشکر طیار ہوا اور مدینہ کے باہر پڑا ہوا تھا جب لوگوں کو سرور عالم کے سخت علیل ہونیکی خبر پہنچی تو مدینہ میں آگئے اس لشکر کے سردار اسامہ ہی تھے اسلیئے اس لشکر کو جیش اسامہ کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] جیسے ماں باپ بچوں کی ناک پونچھتی ہیں اسطرح آنحضور اسامہ کی ناک پونچھنے لگے تو حضرت عائشہ نے کہا آپ رہنے دیجئے میں پونچھ دونگی ۱۲ منہ [3] کیونکہ حضرت علی تو آنحضور کے نبی ہوتے ہی ایمان لے آئے اور آپکے ہجرت کرنیکے بعد ہی انہوں نے بھی

پیادہ پا روانہ ہوئے اور انکے ساتھ حضرت علی بھی تھے انہوں نے حضرت حسن کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھ کر اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور کہا میرے والد قربان ہوں یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی ہمشکل ہیں علی کے ساتھ مشابہ نہیں ہیں حضرت علیؓ[۱] اسوقت ہنستے جا رہے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۶۰۵) حضرت انس فرماتے ہیں عبید اللہ بن زیاد کے پاس امام حسین کا سر لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا وہ سر پر (لکڑی وغیرہ) مارنے لگا اور آپکے حسن میں کچھ[۲] کہا حضرت انس فرماتے ہیں میںنے کہا خدا کی قسم یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ ہمشکل تھے اور انکے سر میں وسمہ کا خضاب لگا ہوا تھا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس نے فرمایا میں ابن[۳] زیاد کے پاس تھا کہ امام حسین کا سر لایا گیا اسنے انکی ناک پر لکڑی لگانی شروع کی اور کہنے لگا ان سے اچھا خوبصورت میںنے کوئی آدمی نہیں دیکھا (حضرت انس فرماتے ہیں) میںنے کہا یاد رکھو یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صورت[۴] میں ملتے جلتے تھے ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے ۔

(۱۶۰۶) حضرت ام فضل دختر حارث روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آج کی رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپنے پوچھا وہ کیا خواب ہے انہوں نے عرض کیا کہ وہ بہت ہی سخت ہے آپنے کہا آخر کیا ہے عرض کیا میںنے یہ دیکھا ہے کہ جیسے آپکے جسم مبارک سے ایک گوشت کا ٹکڑا کاٹکر میری گود میں رکھ لیا آپ نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے خدا چاہے تو فاطمہ کے ہاں بچہ ہوگا جو تیری گود میں[۵] رہیگا پھر حضرت فاطمہ کے ہاں امام حسین پیدا ہوئے جیسے آنحضور نے فرمایا تھا ویسے ہی میری گود میں ہوگیا ایک دن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور انہیں آنحضور کی گود میں دیدیا پھر میں اور طرف دیکھنے لگی اور میں دم گھڑی تو

---

[۱] یعنے حضرت علی اس بات سے خوش ہو رہے تھے ۱۲ [۲] یعنے کچھ امام حسین کی خوبصورتی کی تعریف کی یا ہجو کی ۱۲ [۳] جسوقت ابن زیاد مارا گیا اور اس کا سر مسجد میں لایا گیا تو اسکے نتھنوں میں ایک سانپ آکر گھسا اور کچھ دیر تک اندر رہکر چلا گیا پھر کئی دفعہ آکے گھسا اور نکلکر چلا گیا یہ امام حسین کی ناک میں چھڑی لگانے کی اسے سزا دیکھی ہو ۱۲ [۴] یعنے انکی صورت آنحضور کے ساتھ بہت مشابہت رکھتی تھی پھر کیونکر خوبصورت نہوں ۱۲ [۵] گوشت کے ٹکڑا سے میری بیٹی کی اولاد ہے جو میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے اس کے کلیجے کے ٹکڑہ کو لیکے تو پرورش کرے گی ۱۲

کیا دیکھتی ہوں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ام فضل کہتی ہیں مینے کہا یا نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور مجھے یہ بتایا ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کریگی مینے کہا اس بچہ کو! آپنے فرمایا ہاں اور جبرئیل مجھے وہاں کی سُرخ مٹی بھی دے گئے ہیں۔

(۱۶۰۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں مینے ایک دن دوپہر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اسطرح دیکھا جیسے سوتا آدمی دیکھتا ہے کہ آپکے بال بکھرے ہوئے خاک آلودہ تھے آپکے ہاتھ میں ایک شیشہ تھا جسمیں خون تھا مینے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ حسین اور اُنکے ساتھیونکا خون ہے آج صبح سے میں اُسے سمیٹ رہا تھا ابن عباس کہتے ہیں وہ وقت[۱] مینے یاد رکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ امام حسین اُسی وقت شہید ہوئے تھے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل نبوت میں نقل کی ہیں اور امام احمد نے اخیر روایت نقل کی ہے۔

(۱۶۰۸) حضرت ابن عباس ہی روایت کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس وجہ سے کہ خدا تمہیں نعمتوں سے پرورش کرتا ہے خدا سے محبت رکھو اور خدا کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میری اہل بیت سے محبت رکھو یہ حدیث ترمذی نقل کی ہے

(۱۶۰۹) حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ یہ کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے یاد رکھو تم میں میری اہل بیت کی نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی[۲] مثال ہے کہ جو اسمیں بیٹھ گیا بچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہوگیا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیونکی فضیلتونکا بیان

[۱] یعنے جس وقت مینے خواب دیکھا تھا اُسے مینے خیال رکھا تو معلوم ہوا کہ امام حسین اُسی روز شہید ہوئے تھے ۱۲ [۲] جیسے اس زمانہ میں جو کوئی نوح کی کشتی میں بیٹھ گیا اُسنے نجات پائی اور جسنے انکار کیا وہ ہلاک ہوا ایسے ہی میری اہل بیت ہے جو اُنسے محبت رکھیگا وہ نجات پائیگا اور جو اُنسے دشمنی رکھیگا وہ ہلاک ہوگا اور اُنسے محبت رکھنے کی نشانی یہ ہے کہ اُنکے قول و فعل پر ہی عمل کرے ۱۲۔

پہلی فصل (۱۶۱۰) حضرت علی فرماتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے پہلی اُمت کی عورتوں میں سے عمران کی بیٹی[ف۱] مریم بہتر تھیں اور اس امت کی عورتوں میں سے خدیجہ بنت خویلد سب سے اچھی ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں ہے ابو کریب کہتے ہیں وکیع نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا (یعنے آسمان و زمین کی عورتوں سے اچھی ہیں)

(۱۶۱۱) ابوہریرہ فرماتے ہیں حضرت جبرئیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے عرض کیا یارسول اللہ یہ خدیجہ بنت خویلد آرہی ہیں اُنکے پاس ایک برتن ہے جسمیں سالن یا کھانا ہے جب آپکے پاس آئیں تو اپنے پروردگار کی اور میری طرف سے[ف۲] اُنہیں سلام کہدو اور جنت میں ایک موتی کے محل (ملنے) کی اُنہیں خوشخبری سُنادو جسمیں نہ غل وشور ہوگا اور نہ تکلیف ہوگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۱۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر مجھے اتنی غیرت نہیں آئی جتنی حضرت خدیجہ پر مجھے غیرت آتی تھی حالانکہ مینے انہیں دیکھا نہ تھا ولیکن آپ اُن کا ذکر بہت کیا کرتے تھے اور بہت دفعہ بکری ذبح کرتے اور اُسکے اعضاء کے ٹکڑے کرکے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیجتے تھے بہت دفعہ مینے آپسے کہدیتی تھی کہ (آپ تو اسطرح کہتے ہیں) جیسے دُنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی (اچھی) عورت ہی نہیں ہو آپ فرماتے تھے بیشک وہ ایسی اور ایسی تھی اور میری اُس سے اولاد[ف۳] بھی تھی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

ف۱ حضرت مریم حضرت عیسٰی کی والدہ ہیں ان کا نکاح کسی سے نہیں ہوا خدا نے اپنی خدائی کا نمونہ دکھانے کے واسطے حضرت عیسٰی کو بغیر باپ کے پیدا کردیا تھا جیسے حضرت آدم کو بن ماں باپ کے پیدا کردیا تھا حضرت مریم جنت میں سرور عالم کی ازواج مطہرات میں داخل ہونگی ۱۲ ف۲ یعنے انہیں یہ بشارت دیدو کہ جنت میں تمہیں ایک موتی کا محل عطا ہوگا اس میں نہ کچھ شور اور غل ہوگا اور نہ کسی طرح کی تکلیف ہوگی اس حدیث سے حضرت خدیجہ کی کمال بزرگی ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالٰی اور جبرئیل اُنہیں سلام کرتے تھے ۱۲ ف۳ آنحضور کی اولاد اور کسی بیوی سے نہیں ہوئی سب بچے انہیں سے پیدا ہوئے ہیں صرف ایک ابراہیم ماریہ قبطیہ لونڈی کے پیٹ سے ہوئے تھے حضرت فاطمہ بھی حضرت خدیجہ [illegible] ۱۲

(۱۶۱۳) حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرئیل تمہیں سلام کہتے ہیں وہ بولیں اُن پر بھی سلام اور خدا کی رحمت ہو حضرت عائشہ فرماتی تھیں آنحضور وہ چیز دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۶۱۴) حضرت عائشہ کہتی ہیں مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے خواب میں تین دن تک دکھائی دی تھیں ایک فرشتہ تمہیں ایک ریشمی پارچہ میں لاتا تھا اُس نے مجھ سے کہا یہ تمہاری بیوی ہیں میں نے تمہارے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تم ہی تھیں میں نے کہا اگر یہ خدا کی طرف سے ہوگا تو وہ اسے (پورا) کر دیگا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۶۱۵) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے ہدیئے بھیجنے میں عائشہ کی (یعنی میری) باری[1] کا انتظار کیا کرتے تھے اور اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا چاہتے تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے دو[2] گروہ تھے ایک میں (یعنی) حضرت عائشہ اور حفصہ اور صفیہ اور سودہ تھیں اور دوسری میں ام سلمہ اور باقی بیویاں تھیں ام سلمہ کے فریق نے گفتگو کی اور اُنہوں نے ام سلمہ سے کہا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کہو کہ وہ لوگوں سے کہدیں جو کوئی آنحضور کو تحفہ بھیجنا چاہے تو جہاں آپ ہوں آپکے پاس بھیجدیا کریں (باری عائشہ کا انتظار نہ کیا کریں) چنانچہ ام سلمہ نے آپ سے یہ بات کہی تو آنحضور نے فرمایا اے ام سلمہ تم مجھے عائشہ کے بارہ میں اذیت نہ پہنچاؤ کیونکہ وحی بھی میرے پاس عائشہ ہی کے بچھونے پر آتی ہے ام سلمہ بولیں یا رسول اللہ میں آپکو ایذا دینے سے خدا سے توبہ کرتی ہوں پھر اُنہوں نے فاطمہ کو بلا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اُنہوں نے آپ سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا اے بچی کیا جسے میں چاہتا ہوں تو نہیں چاہتی وہ بولیں ہاں (میں بھی چاہتی ہوں) آپ نے فرمایا تو بھی اس (عائشہ) سے محبت رکھ یہ روایت متفق علیہ ہے اور حضرت انس کی یہ حدیث کہ "فضیلت عائشہ کی

---

[1] کہ جب عائشہ کے ہاں رہنے کی باری ہوگی اسوقت ہم آنحضور کو کچھ سوغات بھیجینگے تاکہ آپ خوش ہوں ۱۲ [2] یعنی تجھ سے غرض ہے جسے میں چاہوں اسکو تو بھی چاہ کیونکہ ... کا ... ۱۲ ... ۱۲ ... ۱۲ ... ہے

تمام عورتوں پر (ایسی ہے) جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر ہے" مخلوق کی ابتداء ہونیکے باب میں ابوموسیٰ کی روایت سے مذکور ہو چکی۔

دوسری فصل (۱۶۱۶) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تجھے تمام جہان کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی کی فضیلتیں معلوم کرنی کافی ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۶۱۷) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام (عائشہ) کی صورت ایک حریر کے سبز پارچہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور فرمایا یہ دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۱۸) حضرت انس فرماتے ہیں کہ صفیہ کو یہ خبر پہنچی کہ حفصہ کہتی ہیں صفیہ یہودی کی بیٹی ہے حضرت صفیہ رونے لگیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں آپ نے پوچھا تو کیوں رو رہی ہے وہ بولیں حفصہ نے مجھے یہ کہا ہے کہ صفیہ یہودیہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تو تو نبی زادی ہے اور بیشک تیرا چچا بھی نبی ہے اور تو نبی ہی کے نکاح میں ہے پھر وہ کس بات میں تجھپر فخر کر سکتی ہے پھر فرمایا اے حفصہ خدا سے ڈرتی رہ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۱۹) اُم سلمہ روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال فاطمہ کو بُلا کے کچھ سرگوشی کی وہ رونے لگیں پھر اُنسے کچھ اور بات کی تو وہ ہنسنے لگیں جب رسول اللہ کی وفات ہو گئی تو میں نے فاطمہ سے اُنکے رونے اور اُنکے ہنسنے کا سبب پوچھا وہ بولیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وفات پانیکی مجھے خبر دی تھی اسواسطے

۱؎ حضرت آسیہ بھی جنت میں آنحضرت کی بیوی ہونگی دنیا میں فرعون سے انکا نکاح ہی ہوا تھا لیکن اُسنے انپر کچھ قدرت نہ پائی۔ یہ بنی اسرائیل میں سے تھیں اور فرعون کے ساتھ انکا نکاح ہونے سے بہت سے دین کے کام نکلے ۱۲ ۲؎ جب حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا تو سرور عالم بہت غمگین رہتے تھے حضرت جبرئیل آکے آپکو حضرت عائشہ کی صورت کا نقشہ دکھا گئے کہ تم غم نکرو خدیجہ کے بدلہ یہ بیوی تمہیں ملنے والی ہیں ۱۲ ۳؎ کیونکہ سب یہودی حضرت یعقوب کی اولاد ہیں پھر تو کیوں دیکھو صفحہ ۵۱۱

میں رو دی لگی پھر مجھ کو یہ بتایا کہ مریم بنت عمران کے علاوہ جنت کی سب عورتوں کی سردار ہونگی (اس سے) میں ہنسنے لگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۱۶۲۰) حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو جب کوئی حدیث مشکل معلوم ہوتی اُسے حضرت عائشہ سے دریافت کرتے تو اُس حدیث کا مطلب نہیں خبر معلوم ہوتا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے

(۱۶۲۱) حضرت موسیٰ بن طلحہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ فصیح کوئی نہیں دیکھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

باب جامع فضیلتوں کا بیان

پہلی فصل (۱۶۲۲) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشمی ٹکڑہ ہے میں جنت کے جس مکان کی طرف جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑہ مجھے اُسطرف لے اُڑتا ہے میں نے حضرت حفصہ سے یہ بیان کیا پھر حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا بیشک تیرا بھائی نیک آدمی ہے یا یہ فرمایا، بیشک عبداللہ[1] نیک آدمی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۶۲۳) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں ابن ام عبد (یعنے عبداللہ بن مسعود) جسوقت سے اپنے گھر سے نکلتے تھے اپنے گھر واپس[2] آنے تک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چلن اور عادات اور ہدایت میں بہت مشابہ تھے اور جسوقت اپنے گھر میں تنہا ہوتے تھے ہمیں نہیں معلوم کہ کیا کیا کرتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۲۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تو کچھ دنوں ٹھیرے رہے ہم ابن مسعود کو یہی سمجھتے تھے کہ یہ بھی اہل بیت نبی کے آدمی ہیں کیونکہ ہم اُنہیں اور اُنکی والدہ کو بار بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے دیکھتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۶۲۵) عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اِن چار

خبر تھی ہے اور حضرت حفصہ سے کہا کہ بھئے حقارت کے طور پر یہ بات کہنی زیبا نہیں تھی خدا سے بچنے کو چاہیے

[1] یعنے وہ اُسے خوب جانتی نہیں اور ہمیں اُس کا مطلب بتا دیتی تھیں ۱۲

[2] دونوں کا مطلب ایک ہے صرف لفظوں کا فرق ہے ۱۲ [3] یعنی جبتک باہر رہتے تھے تو ہم انہیں بالکل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق دیکھتے تھے مگر جو گھر میں جا بیٹھے بعد کا حال خدا کو علم ہے نہ معلوم کہ گھر میں جاکے تنہائی کیونکر وقت کیا کرتے تھے ۱۲

آدمیوں (یعنے) عبداللہؓ بن مسعود اور حذیفہؓ کے آزاد کئے ہوئے غلام یعنے سالم اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے قرآن پڑھا کرو[1] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۲۶) حضرت علقمہ فرماتے ہیں میں ملک شام میں آیا تو مینے دو رکعتیں پڑھیں اور مینے دعاء کی یاالہی مجھے کوئی نیک ہمنشین میسر کردے پھر میں ایک قوم کے پاس آکے بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھے آدمی آکے میرے پہلو میں بیٹھ گئے مینے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابو درداؓ ہیں مینے (انسے) کہا کہ مینے یہ دعا کی تہی کہ خدا مجھے نیک ہمنشین میسر کردے چنانچہ خدا نے میرے واسطے تمہیں میسر کردیا وہ بولے تم کہاں کے (رہنے والے) ہو مینے کہا کوفہ والوں میں سے (ہوں) انہوں نے پوچھا کیا ابن ام عبد رسولِ خدا کے جوتیاں اور تکیہ اور وضو کا برتن (اٹھانے والے تمہارے) ہاں نہیں ہے اور کیا تم میں وہ یعنی عمار نہیں ہے جسے خدا نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے خلاصی دی ہے یا تم میں رسولِ خدا کے رازدار یعنی حذیفہ نہیں ہیں کہ بھید کی باتیں انکے سوا کوئی نہیں جانتا تہا[2] یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۱۶۲۷) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت دکہائی گئی تو (وہاں) مینے طلحہ کی بیوی (ام سلیم) کو بہی دیکھا اور اپنے آگے آگے جوتونکی آہٹ مجھے سنائی دی (مینے دیکھا تو معلوم ہوا) کہ وہ بلال تہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۶۲۸) حضرت سعد فرماتے ہیں ہم چھ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے کہ مشرکوں نے آنحضور سے کہا انہیں باہر نکالدو[3] تاکہ یہ ہم پر دلیری نہ کریں سعد فرماتے ہیں (ان چھ میں) میں اور ابن مسعود اور قبیلہ ہذیل کا ایک آدمی اور بلال اور دو آدمی اور تہے جنکا مجھے نام معلوم نہیں ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو کچھ خدا نے ڈالنا چاہا ڈالدیا

[1] کیونکہ یہ قرآن کے لغتوں اور معانی اور شانِ نزول سے خوب واقف ہیں ۱۲ [2] ابو درداء کی غرض یہ تہی کہ تم میں مجھ سے بہتر ایسے آدمی تو ہیں پہر مجھتیں دوسرے کی تلاش کیوں ہوئی ابن مسعود رسول اللہ کے جوتیاں اور تکیہ اور وضو کا پانی اٹھانیوالے ہیں جو ہر وقت آپکے پاس موجود رہتے تہے اور عمار کی تعریف میں آپ نے دعا کی تہی یاالہی اسے شیطان سے نجات دے اور حذیفہ آپکے رازدار ہیں کہ سب بھید کی باتیں انہیں معلوم تہیں ۱۲ [3] یعنے یہ نہ خیال کریں کہ ہم اور یہ ایک محفل کے بیٹھنے والے ہیں ہم

اور اپنے دل سے یہ بات کی (کہ اسوقت انہیں باہر کردینے میں کچھ ہرج نہیں ہے شاید یہ مشرک مسلمان ہوجائیں) خدا تعالیٰ نے اسیوقت) یہ آیت اتاردی وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ (ترجمہ اے محمدؐ انہیں نہ نکالو جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اس سے اس کی رضامندی چاہتے ہیں) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۲۹) حضرت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا اے ابوموسیٰ تجھال داؤد[1] (خوش آوازیوں میں سے خوش آوازی دیگئی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۰) حضرت انس فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان چار آدمیوں یعنی ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور ابوزید نے قرآن جمع کیا تھا حضرت انس سے کسی نے پوچھا ابوزید کون تھے انس نے جواب دیا میرے ایک چچا تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۱) خباب بن ارت فرماتے ہیں ہمنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہم صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی چاہتے تھے اسلیئے ہمارا اجر خدا پر لازم ہوگیا[2] بعضے ہم میں ایسے تھے کہ وہ (دنیا سے) چلے گئے اور اپنے اجر میں سے انہوں[3] نے کچھ نہیں کھایا انہی میں سے مصعب بن عمیر[4] تھے جو جنگ احد کے دن شہید ہوئے اور انکے کفن کیواسطے بجز ایک ایسے چادر کے کچھ نہ ملا کہ جب ہم اس سے انکا سر ڈھانکتے تھے تو پیر نکلے رہجاتے تھے اور اگر پانوں ڈھکتے تھے تو سر کھلا رہتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے انکا سر ڈھانکدو اور ان کے پیروں پر اذخر (گھاس) ڈالدو۔ اور بعضے ہم میں ایسے ہیں کہ انکے پھل پک کر تیار ہوگئے اور وہ انہیں چن[5] رہے ہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۲) حضرت جابر فرماتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرمارہے تھے سعد بن

---

[1] آلِ داؤد سے خود حضرت داؤد مراد ہیں کہ بہت خوش آواز تھے زبور اسطرح پڑھتے تھے کہ پرند جمع ہوجاتے تھے ابوموسیٰ بھی قرآن شریف خوش آوازی سے پڑھتے تھے ۱۲ [2] یعنے خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اجر ہمیں ضرور دیگا اور اُسنے اجر دینے کا وعدہ کرلیا ہے ۱۲ [3] یعنے دنیا میں اُنہیں کچھ نہیں ملا سب آخرت ہی کے واسطے ذخیرہ رہا ۱۲ [4] اور حضرت امیر حمزہ کا بھی اسی طرح واقعہ گزرا ہے ۱۲ [5] یعنے انہیں خدا نے دنیا میں بھی خوش رکھا ہے اور عیش کر رہے ہیں ۱۲

معاذ کے مرنے سے عرش ہلگیا اور ایک روایت میں یہ ہے آپنے فرمایا سعد بن معاذ کے مرنے[ف] سے رحمٰن کا عرش جنبش میں آگیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۴۳) حضرت براء فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی نے حریر کا جوڑہ بھیجا تو آپکے صحابی اُسپر ہاتھ پھیرتے اور اُسکے ملایم ہونے سے تعجب کرنے لگے آپ نے فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو واقعی سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے اچھے اور زیادہ نرم ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۴۴) اُم سلیم (والدۂ انس) سے منقول ہے کہ اُنھوں نے عرض کیا یارسول اللہ انس آپکا خادم ہے اُسکے واسطے خدا سے دعاء کیجئے آپ نے فرمایا یاالٰہی اسکے مال اور اولاد میں بہتایت کردے اور جو کچھ اُسے دیا ہے اُسمیں برکت دے انس کہتے تھے بخدا میرا مال واقعی بہت ہے اور میرے بچے اور میرے بچوں کے بچے آج کے دن گنتی میں سَو کے قریب ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۶۴۵) حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں مینے عبد اللہ بن سلام کے علاوہ کسی کے واسطے جو روئے زمین پر پھر چل رہا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سُنا کہ یہ بیشک جنتی ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۴۶) قیس بن عباد فرماتے ہیں میں مدینہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا جسکے چہرہ پر خشوع وخضوع کے نشان تھے لوگوں نے کہا یہ جنتی آدمی ہے اُسنے دو رکعتیں پڑھیں اور اُن میں اختصار کیا (یعنے ہلکی پڑھیں) پھر وہ باہر نکلے تو میں بھی اُنکے پیچھے ہولیا پھر مینے کہا جس وقت تم مسجد میں آئے تھے تو لوگوں نے کہا تھا یہ شخص جنتی ہے وہ بولے خدا کی قسم کسی کو ایسی بات کہنی جو معلوم نہ ہو لایق نہیں ہے میں تم سے ابھی بیان کرتا ہوں کہ یہ بات کیونکر[ف] ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مینے ایک خواب دیکھا تھا اور آپ سے بیان کیا تھا اور مینے یہ دیکھا تھا جیسے میں ایک باغ میں ہوں پھر انھوں نے اُسکی فراخی اور ہریاول کا ذکر

ف یا تو انکے مرنیکے غم سے عرش ہلا ہوگا یا اس خوشی سے ہلا ہوگا کہ اب یہ نیک بندہ دنیا سے چھوٹ کر میرے پاس آتا ہے ۱۲ ف یعنے یہ لوگ مجھے اسطرح کیوں کہتے ہیں ایک دفعہ حضور انور نے میرے خواب کی تعبیر دینے میں یہ فرمایا تھا کہ عبد اللہ اسلام کی رسی مضبوط پکڑے ہوئے مریگا اسوجہ سے یہ لوگ یہ بات کہتے ہیں ۱۲

گیا۔ اُسکے بیچ میں ایک لوہے کا ستون تھا اُس کا نیچے کا سرا زمین میں تھا اور اوپر کا سرا آسمان میں تھا اُسکے اوپر کے حصے میں ایک عروۃ[۱] (یعنے حلقہ یا دستہ) تھا مجھ سے کسی نے کہا اسپر چڑھ جو میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا پھر میرے پاس ایک خدمتگار آیا اور میرے پیچھے سے میرے کپڑے اونچے کر دئیے میں چڑھ گیا یہانتک کہ اُسکے اوپر جا کے مینے وہ دستہ پکڑ لیا کسی نے کہا اسے مضبوط پکڑلے وہ پھر میں بیدار ہوا تو عروہ (کا اثر) میرے ہاتھ میں باقی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے وہ خواب بیان کیا آپنے فرمایا وہ باغیچہ اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون تھا اور اُس دستے سے عروۃ الوثقی مراد[۲] ہے تم مرنے تک اسلام پر رہو گے وہ آدمی (جنکا یہ ذکر ہے) عبداللہ بن سلام تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۲۷) حضرت انس فرماتے ہیں ثابت بن قیس بن شمّاس انصار کے خطیب تھے جبکہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ[۳] اخیر آیت تک اتری تو ثابت اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور (آنحضور کے پاس آنے) سے رُک گئے آنحضور نے سعد بن معاذ سے پوچھا ثابت کا کیا حال ہے کیا کچھ بیمار ہیں سعد نے اُنکے پاس آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا ذکر کیا ثابت بولے اب یہ آیت اُتری ہے اور تمھیں معلوم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تم سب سے زیادہ اونچی میری آواز ہے تو میں تو دوزخی ہو گیا سعد نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپنے فرمایا (نہیں) بلکہ ثابت جنتی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۲۸) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورہ جمعہ نازل ہوئی جبکہ یہ آیت[۴] وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا یا رسول اللہ

---

[۱] جسکو پکڑ کے لوگ سہارا لیتے ہیں ۱۲ [۲] یعنے قرآن میں جو خداوند کریم نے فرمایا ہے فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی (ترجمہ جو کوئی بتوں کا انکار کرے اور خدا پر ایمان لائے اُسنے مضبوط دستہ پکڑ لیا) تو اس دستے سے یہ مضبوط دستہ مراد ہے جسکا قرآن میں ذکر ہے ۱۲ [۳] ترجمہ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اُن سے پست رکھو ۱۲ [۴] ترجمہ اور لوگ اُن مسلمانوں ہی میں سے وہ ہیں جو ابھی ان صحابیوں سے نہیں ملے یعنے تابعین ۱۲

وہ کون لوگ ہیں اُسوقت سلمان فارسی ہم میں بیٹھے تھے آپنے اُنپر ہاتھہ رکھہ کے فرمایا اگر ایمان ثریا[ف]
کے پاس چلا جائیگا تو ان لوگوں میں کے آدمی اُسکو لے آئینگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۹) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی اپنے اس بندے یعنے ابوہریرہ اور اُسکی ماںکو اپنے ایماندار بندوںکا محبوب بنادے اور ایمانداروںکو ان کا محبوب بنادے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۴۰) عائذ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان کتنے آدمیوںکے ساتھہ سلمان اور صہیب اور بلال کے پاس آئے سب نے کہا خدا کی تلواروں[ف] نے دشمن خدا کی گردن سے اپنا حق نہیں لیا ابوبکر بولے یہ کیا تم اس قریشی بوڑہے[ف] اور سردار کو (اسطرح) کہہ رہے ہو پھر حضرت ابوبکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے بیان کیا آپنے فرمایا اے ابوبکر شاید تو نے لوگوںکو غصہ کر دیا اگر تو نے انہیں غصہ کیا ہے تو واقعی تو نے اپنے پروردگار کو غصہ کیا ہی پھر حضرت ابوبکر لوگوں کے پاس آئے اور کہا اے بھائیو کیا تم مجھسے خفا ہو وہ بولے نہیں اے بھائی خدا تیری مغفرت کرے (ہم خفا نہیں ہیں) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۴۱) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار کی محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار کی عداوت ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۴۲) حضرت براء فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے انصار سے ایماندار ہی محبت کرینگے اور منافق کے علاوہ اور کوئی اُنسے عداوت نہیں رکھیگا جو اُنہیں چاہیگا اُسے خدا چاہیگا اور جو اُنسے عداوت رکھیگا اس سے خدا عداوت رکھیگا یہ روایت متفق علیہ ہے

ف اس سے فارس والے لوگ مراد ہیں کیونکہ سلمان فارس کے رہنے والے تھے امام ابوحنیفہ کے دادا بھی فارس کے رہنے والے تھے شاید اس حدیث کا مصداق امام صاحب ہی ہوں جنکے فضائل سے سارا عالم واقف ہے ۱۲ ف خدا کی تلواروں سے مسلمان تلوار چلانے والے مراد ہیں اور دشمن خدا سے ابوسفیان مراد ہے ۱۲ ف یہ حضرت ابوبکر نے ابوسفیان کا دل پرچانیکے واسطے کہا تھا کہ شاید ابوسفیان اس بات سے خوش ہو کر مسلمان ہو جائے یہ اُسوقت کا قصہ ہے کہ صلح حدیبیہ کی عہد شکنی کے بعد ابوسفیان مدینہ میں تجدید عہد کرنے آیا تھا ۱۲

(۱۶۴۳) حضرت انس فرماتے ہیں بیشک جسوقت خدا تعالیٰ نے قبیلہ ہوازن کے مال اپنے رسول کو غنیمت میں جسقدر دیئے اور آپ قریشی آدمیونکو سو سو اونٹ دینے لگے تو چند انصاری آدمیوں نے کہا خدا اللہ کے رسول کو بخشے آپ قریش کو دیئے جاتے ہیں اور ہمیں چھوڑے دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی اُنکے خون ٹپک رہے ہیں[۱] کسی نے آپ سے اُن کا قول بیان کیا آپ نے کسی کو انصار کے پاس بھیجکے انہیں ایک ادھوڑی کے خیمہ میں جمع کیا اور اُنکے سوا اور کسی کو اُنکے ساتھ نہیں بلایا جب وہ جمع ہو گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس آئے اور فرمایا یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے اُنکے سمجھدار لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے عقلمندوں نے تو کچھ نہیں کہا ولیکن ہم میں سے چند نو عمر آدمیوں نے یہ کہا ہے کہ خدا رسول اللہ کو بخشے کہ آپ قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو چھوڑے دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں میں سے اُنکے خون (ابھی) ٹپک رہے ہیں آپ نے فرمایا میں ایسے آدمیونکو دیکر جنکے کفر کا زمانہ قریب ہے پرچاتا ہوں[۲] کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لیجائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف خدا کے رسول کو لیجاؤ وہ بولے یا رسول اللہ ہاں ہم راضی ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۴۴) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی ایک انصاری آدمی ہوتا اور اگر سب ایک جنگل میں چلیں اور انصار ایک جنگل یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے جنگل یا اُنکی گھاٹی میں چلوں انصار بمنزلہ شعار[۳] ہیں

---

[۱] یعنے ابھی کچھ عرصہ نہیں ہونے پایا کہ قریش ہم مسلمانوں سے لڑے تھے اور ہمنے اپنی تلواروں سے اُنکے خون گرائے تھے آج آنحضرت اُنہیں تو مال غنیمت دیئے جاتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے ۱۲

[۲] یعنے جن لوگوں کا مجھے پرچانا مقصود ہے اُنہیں مال دے رہا ہوں اور تمہارا حصہ تو میں ہوں لوگو نکے مال لیجانے کے بدلہ کیا تم اپنے گھروں میں مجھے لیجانا پسند نہیں کرتے ۱۲۔

[۳] شعار اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو اندر کیطرف بدن سے لگا ہوا ہوتا ہے اور دثار اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو باہر کیطرف ہوتا ہے اگر وہ دونوں الگ الگ ہوں اور اگر جڑے ہوئے ہوں تو انہیں [illegible] کہتے ہیں اور انصار کا شعار اسلئے کہا [illegible] صداقت کا راسخ ہونا [illegible] دیکھو صفحہ ۵۱۸

اور لوگ دثار ہیں اور اے انصاریوں! میرے بعد تم (اپنے اوپر اور لوگوں کی) ترجیح دیکھو گے تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے مل کر یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۵) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں ہم فتح مکہ کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے وہ امن میں ہے اور جو کوئی ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہے انصار نے کہا اس شخص (یعنے رسول اللہ) کو اپنے رشتہ داروں پر مہربانی کرنے اور اپنے شہر والوں میں رغبت کرنے نے پکڑ لیا ہے (یعنے آپکو اپنے رشتہ داروں کی محبت آگئی) پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترنی شروع ہوئی آپ نے فرمایا تم کہتے ہو کہ اس آدمی کو اپنے رشتہ داروں پر مہربانی کرنے اور اپنی بستی میں رغبت کرنے نے پکڑ لیا ہے ہرگز نہیں بیشک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں نے خدا کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے میری زندگی تمہاری زندگی ہے اور میری موت تمہاری ہے وہ بولے خدا کی قسم ہمنے صرف خدا اور رسول کی اپنی طرف توجہ نکرنے کیوجہ سے یہ کہا تھا آپنے فرمایا بیشک اللہ اور اسکے رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۶) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے بچوں اور عورتوں کو شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا اے بار خدایا تم لوگ یعنے انصار مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو اے بار خدایا تم لوگ یعنے انصار مجھے سب آدمیوں سے زیادہ پیارے ہو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۴۷) حضرت انس ہی فرماتے ہیں ابوبکر اور عباس انصاریوں کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ رو رہے تھے ان دونوں نے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو وہ بولے ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ساتھ اٹھنا بیٹھنا یاد آگیا ان دونوں میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

اور خلوص محبت بیان کرنا مقصود ہے اور آپنے یہ جتایا ہے کہ انصار مجھ سے بہت قریب ہیں ۱۲ ف لے یعنے ہم یہ خوف کرتے ہیں کہ کہیں آپ ہماری طرح اوروں پر عنایت کرنے لگیں اور ہم پر سے یہ عنایت اٹھ جائے ال ہلئے نہ لینے کی ہمیں کچھ پروا نہیں ہی ۱۲ ف لے یہ حضور انور کے وفات کے قریب کا ذکر ہے انصار اس بات کو یاد کر کے رو رہے تھے کہ آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور جب آپ دنیا سے تشریف لیجائیں گے تو ہم کس کے ساتھ نشست و برخاست کرینگے ۱۲

آئے اور آپ سے یہ بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر ایک چادر کے کنارہ کی پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ گئے اُسدن کے بعد پھر کبھی نہیں چڑھے پھر آپ نے اللہ برتر کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اے لوگو میں تمہیں انصار (پر شفقت و مہربانی کرنے) کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے کرش (یعنے جگر) اور میرے محلسر (یعنے آرام کی جگہ) ہیں اور جو کچھ انپر (ہماری مدد کرنے کا) حق تھا وہ ادا کر چلے اور جو کچھ اُن کا حق خدا پر ہے وہ باقی ہے لہذا تم اُنکے نیک آدمیوں کے عذر قبول کرنا اور بُرونکی بُرائی سے درگزر کرنا یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۱۶۴۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُسی بیماری میں جسمیں آپکی وفات ہوئی باہر تشریف لائے اور آکر منبر پر بیٹھ گئے (اول اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا بعد اسکے واضح ہو کہ (میرے بعد میں اور) لوگ بہت ہو جائینگے اور انصار کم ہو جائینگے یہانتک کہ انصار لوگوں میں ایسے ہونگے جیسے کہانے میں نمک ہوتا ہے لہذا تم میں سے (اے مہاجرین) جو شخص ایسا حاکم ہو جائے کہ لوگوں کو اُسمیں تکلیف پہنچائے اور اور وں کو فائدہ پہنچائے تو اُسے چاہیئے کہ انصار کے نیک آدمیوں سے خوش رہے اور بُروں سے درگزر کرے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۶۴۹) حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء کی تھی اللھم اغفر للانصار ولابناء الانصار ولابناء ابناء الانصار (ترجمہ) یاالٰہی انصار کی اور انصار کے بیٹونکی اور انصار کے پوتونکی تو مغفرت کر۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۰) حضرت ابو اُسَید کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے انصار کے گھروں میں سب سے بہتر بنو نجار (کا قبیلہ) ہے پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو الحارث بن خزرج پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تو سب گھروں میں بھلائی ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

لہ یعنے جیسے آدمی محلسر میں آرام پاتا ہے ویسے ہی مجھے انصار سے آرام پہنچ رہا ہے ۱۲ ؎ یعنے جو کچھ انہوں نے شب عقبہ میں عہد کیا تھا وہ پورا کر چکے جو کچھ اُن کا حق خدا پر ہے وہ قیامت کے دن انہیں خدا تعالیٰ اجر و ثواب دیکے ادا کر دیگا ۱۲ ؎ وجہ اسکی یہ ہے کہ انصار وہی لوگ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضعف اور تنگی کی حالت میں مدد کی تھی اور اسکا زمانہ ختم ہو چکا ہے بعد کے لوگ اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے لہذا اگر انمیں سے ایک شخص بھی مر تو وہ خالی جگہ اُسکے لڑکا کوئی نہ ہوا ۱۲ مرقات ؎ گھروں سے محلے اور قبیلے مراد ہیں عرب میں ہر کوچہ میں ایک قبیلہ رہتا تھا ۱۲ مرقات

(۱۶۵۱) حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو بھیجا اور ایک روایت میں مقداد کے بدلہ ابو مرثد ہے اور آنحضرت نے فرمایا کہ تم (تینوں) روضہ خاخ تک جاؤ کیونکہ وہاں ایک عورت شتر سوارنی کے پاس ایک رقعہ ہے وہ رقعہ اُس سے تم لے لینا چنانچہ پھر ہم گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے گئے یہانتک کہ روضہ خاخ تک پہنچے اور وہاں ناگہاں ایک عورت ملی ہمنے (اُس سے) کہا کہ تو وہ رقعہ نکال (جو تیرے پاس ہے) وہ بولی کہ میرے پاس کوئی رقعہ نہیں پھر ہمنے کہا یا تو (سیدھی طرح) تو وہ رقعہ نکال لے ورنہ تیرے کپڑے نکال لئے جائینگے چنانچہ اُس عورت نے اپنی چوٹی میں سے وہ رقعہ نکالا پھر ہم اُس رقعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو ناگہاں وہ حاطب ابن ابی بلتعہ کیطرف سے اہل مکہ میں سے مشرک لوگوں کی طرف تھا اُنہوں نے اُنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض (پوشیدہ) باتیں بتائی تھیں آنحضرت نے (اُس رقعہ کو دیکھکر تعجب سے) فرمایا اے حاطب یہ کیا بات ہے وہ بولے یا رسول اللہ مجھپر (حکم لگانے میں) آپ جلدی نہ کیجئے (بلکہ میری عرض سُن لیجئے) واقعی بات یہ ہے کہ میں قریش میں چمٹا ہوا (یعنے ہم قسم ہوا) آدمی تھا میں خاص اُن میں سے نہیں تھا اور آپکے ساتھ جو مہاجر لوگ ہیں انکی اہل مکہ سے قرابت (اور رشتہ داری) ہے اسوجہ سے مکہ میں وہ انکے مالونکی اور بال بچونکی حفاظت کرتے ہیں لہذا میںنے یہ چاہا کہ جبوقت میرا اُنسے کچھ رشتہ نہیں ہے تو میں اُنپر کوئی ایسا احسان کردوں جسکی وجہ سے وہ مکہ میں میرے رشتہ دارونکی حفاظت رکھیں اور میںنے یہ کام اپنے کافر ہونے یا اپنے دین سے پھرنے یا مسلمان ہو چکنے کے بعد کفر پر راضی ہونے کے باعث نہیں کیا پھر آنحضرت نے (صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر) فرمایا کہ بیشک حاطب نے تمہارے سے سچ ہی بیان کردیا ہے پھر حضرت عمر فرمانے لگے یا رسول اللہ مجھے آپ چھوڑ دیجئے میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں آنحضور نے فرمایا

ف۱ اصل میں روضہ باغ اور سبزہ زار کو کہتے ہیں اور خاخ شفتالو کو کہتے ہیں اور روضۂ خاخ مکہ مدینہ کے درمیان مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے وہاں شفتالو بکثرت ہوتے تھے اسلیئے وہ جگہ اس نام سے مشہور تھی ۱۲

ف۲ وہ باتیں یہ تھیں کہ آنحضرت کا اسوقت قصد مکہ کے فتح کرنیکا تھا اور یہ ارادہ آپنے کسیکو ظاہر نہیں کیا تھا حاطب نے یہ کسیطرح معلوم کرکے اہل مکہ کو اسکی اطلاع دینی چاہی تھی چنانچہ قصہ آتا ہے ۱۲

ف۳ باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی تصدیق کردی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھو صفحہ ۵۲۱

کہ یہ تو (جنگ) بدر میں حاضر ہوئے تھے اور تمہیں کیا خبر ہے شاید اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر جھانک لیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب جو تم چاہو کرو کیونکہ بہشت تمہارے لئے واجب ہو چکی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں بخشدیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ (ترجمہ) اے ایمان والو تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶۵۲) حضرت رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے (آپ سے) پوچھا کہ آپ اپنے میں اہل بدر کو کس درجہ کے لوگوں میں گنتے ہیں آنحضرت نے (جواب میں) فرمایا کہ سب مسلمانوں سے افضل یا کوئی اور ایسا ہی کلمہ فرمایا انہوں نے فرمایا کہ جو فرشتے بدر میں حاضر تھے وہ بھی اسیطرح (افضل) ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۳) حضرت حفصہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جو لوگ (جنگ) بدر اور (جنگ) حدیبیہ میں حاضر تھے انمیں سے کوئی دوزخ میں نہیں جائیگا میں نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُہَا (ترجمہ) تم میں سے ہر شخص دوزخ کے اندر اتریگا آپ نے فرمایا کیا تو نے یہ نہیں سنا وہ فرماتا ہے ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ترجمہ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دینگے جو بچے ہیں اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اصحاب شجرہ میں سے جنہوں نے اس شجر (یعنے درخت) کے نیچے بیعت کی تھی کوئی دوزخ میں نہیں جائیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۴) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ (جنگ) حدیبیہ کے دن ہم لوگ ایک ہزار چار سو آدمی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ آج تم سارے زمین (کے رہنے) والوں سے بہتر ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

جو یہ فرمایا اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر دین میں بہت قوی تھے اور جو لوگ نفاق کیطرف مائل تھا انسے دشمنی رکھنے والے تھے اور چونکہ حاطب نے خلاف ارشاد آنحضرت صلعم کیا تھا اسلئے وہ یہ سمجھے کہ یہ قتل کر دینے کے مستحق ہیں لیکن اس کا چونکہ یقین نہیں تھا اسلئے آپ سے اجازت چاہی ۱۲ مرقات ۔ یعنے اعمال صالحہ اور نوافل وغیرہ تھوڑی کر دیا ہے یا نکرو تمہیں بہشت ضرور ملجائیگی ۱۲ یعنے اسکی جگہ کہ تم جو چاہو کرو کیونکہ تمہارے واسطے واجب ہو چکی ہے بلفظ دیگر کہ میں نے تمہیں بخشدیا ہے ۱۲۔

(۱۶۵۵) حضرت جابرؓ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک جنگ کے موقعہ پر) فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو اُس پہاڑ پر چڑھے جس کا نام ثنیۃ المرار ہے بیشک اُسکے گناہ اسطرح جھڑ جائینگے جسطرح بنی اسرائیل کے گناہ جھڑ گئے تھے اسیوقت سب لوگوں سے پہلے ہمارے یعنے بنی خزرج کے سوار اسپر چڑھے پھر پے در پے لوگ چڑھنے لگے اور آنحضور نے فرمایا کہ سوائے سُرخ اونٹ والے کے تم سب لوگ بخشدئیے گئے ہو پھر ہم اُس سُرخ اونٹ[۱] والے کے پاس آئے ہمنے کہا کہ تو ورے آ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری بخشش کے لئے دعا کردیں وہ بولا اس سے کہ تمہارا یہ صاحب میرے واسطے دعا بخشش کردے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میری گُم ہوئی وی چیز ملجائے۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔ اور حضرت انس کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ میں تیرے روبرو (سورہ لم یکن) پڑھوں قرآن (شریف) کی فضیلتوں کے بعد ایکے باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۱۶۵۶) حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں تم لوگ اُن لوگوں کی جو میرے اصحاب میں سے میرے بعد ہونگے انہیں سے ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا اور عمار کے طریقہ پر چلنا اور ابن ام عبد (یعنے ابن مسعود) کے قول کو ضرور ماننا[۲] اور حذیفہ کی روایت میں اسکے بدلے کہ ابن ام عبد کے قول کو ماننا یہ ہے کہ ابن مسعود جو تم سے بیان کریں اُنہیں سچّا سمجھنا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۷) حضرت علی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر میں بغیر مشورہ کے کسیکو حاکم بناتا تو واقعی انپر عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۸) حضرت خیثمہ بن ابو سبرہ فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں آنکر اللہ سے یہ دعا کی کہ وہ

---

[۱] وہ سُرخ اونٹ والا عبداللہ بن اُبیّ منافقوں کا سردار تھا ۱۲ مرقات [۲] اس لئے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے قول کو بعد خلفاء اربعہ کے تمام صحابہ پر ترجیح دی ہے کیونکہ علاوہ اس ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انمیں فقاہت اور خلوصیت بھی اعلیٰ ہی درجہ کی تھی چنانچہ حضرت عمر تک سے انکی تعریف علم کے بارہ میں منقول ہے ۱۲

مجھے کوئی نیک[1] ہمنشین میسر کردے چنانچہ اللہ نے مجھے ابوہریرہ میسر کئے میں نے انکے پاس بیٹھکر انسے عرض کیا کہ میں نے اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی نیک ہمنشین میسر کردے چنانچہ اتفاق سے مجھے تمہاری خدمت میسر ہوئی ہے انہوں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو میں نے عرض کیا میں اہل کوفہ سے ہوں بھلائی کی تلاش میں آیا ہوں اور مجھے اسکی خواستگاری ہے انہوں نے فرمایا کیا تمہارے ہاں سعد بن مالک مستجاب الدعوات اور ابن مسعود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی اور آپکے جوتے رکھنے والے اور حذیفہ آنحضرت کے ہمراز اور عمار جنہیں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی شیطان سے پناہ دیدی تھی اور سلمان دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن[2] والے نہیں ہیں (جو تم میرے پاس آئے ہو) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۹) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ابوبکر اچھے آدمی ہیں عمر (بھی) اچھے آدمی ہیں ابو عبیدہ بن جراح (بھی) اچھے آدمی ہیں اسید بن حضیر (بھی) اچھے آدمی ہیں ثابت بن قیس بن شماس (بھی) اچھے آدمی ہیں معاذ بن جبل (بھی) اچھے آدمی ہیں معاذ بن عمرو بن جموح (بھی) اچھے آدمی ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۶۶۰) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین آدمیوں (یعنے) علی اور عمار اور سلمان کی بہشت مشتاق ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۱) حضرت علی فرماتے ہیں (ایک مرتبہ) حضرت عمار نے نبی صلعم کی خدمت بابرکت میں آنے کی اجازت مانگی آپنے فرمایا انہیں اجازت دیدو اس نیک نیک عادت والیکو خوشخبری ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عمار کو جن دو کاموں میں اختیار دیا گیا ہے تو انہوں نے انمیں سے سخت ہی کو اختیار کیا ہے[3] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

---

[1] یعنے مجھے ایسا ہمنشین ملجائے جسکے پاس بیٹھنے سے میری ظاہر و باطن کی صلاحیت ہو جائے اور استفادہ ہو ۱۲

[2] کیونکہ اول انہوں نے انجیل پڑھی اور اسپر ایمان لائے پھر بعد اترنے قرآن مجید کے آنحضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو کر قرآن شریف یاد کیا اور انکی عمر ڈھائی سو برس کی ہوئی ہے ۱۲

[3] یعنے ایسے دو کام کہ دونوں کے کرنے میں ثواب تھا لیکن انمیں سے ایک افضل اور نفس پر دشوار تھا دیکھو صفحہ ۵۱۴

(۱۶۶۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافق لوگ (عداوت کی وجہ سے ذلت سمجھکر) کہنے لگے کہ اس کا جنازہ کسقدر ہلکا ہے اور ان کا یہ کہنا حضرت سعد بن معاذ کے اور بنی قریظہ[۱] کے حقمیں حکم کرنیکی وجہ سے تھا پھر یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپنے فرمایا کہ بیشک انہیں فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۴) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ابوذر سے زیادہ سچے آدمی پر نہ سبز آسمان نے کبھی سایہ کیا ہے اور نہ زمین غبار آلودہ نے کبھی کوئی اٹھایا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۵) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بولنے والوں میں سے نہ کسی ایسے پر سبز آسمان نے سایہ کیا اور نہ زمین غبار آلودہ نے اٹھایا کہ ابوذر سے زیادہ سچا اور وفادار ہو جو کہ زہد میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۶) حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب انکی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے (اپنے بیٹا تھو سے) فرمایا کہ تم لوگ ان چار آدمیوں عویمر اور ابو درداء اور سلمان اور ابن مسعود اور عبداللہ بن سلام سے علم سیکھنا کہ جو پہلے[۲] یہودی تھے پھر مسلمان ہوگئے کیونکہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ یہ بہشت کے دس آدمیوں میں سے دسویں ہیں یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۷) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں صحابہ نے (آنحضرت سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ کسیکو اپنا خلیفہ کر دیتے تو بہتر ہوتا آپ نے فرمایا اگر میں تم پر کسیکو خلیفہ کردوں اور تم اسکی نا فرمانی کرو تو تمہیں عذاب ہوگا لیکن جو حذیفہ تم سے بیان کریں انہیں تم سچا سمجھنا اور جو تمہیں عبداللہ پڑھائیں

تو صحابہ نے اسکو اختیار کیا اس سے انکی تعریف مقصود ہے ۱۲ [۱] بنی قریظہ یہود یوں کا ایک قبیلہ تھا جس وقت مسلمانوں نے انہیں ایک قلعہ میں گھیر لیا تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم اس شرط پر قلعہ سے باہر آتے ہیں کہ ہمارے حق میں جو سعد بن معاذ حکم کریں تم ہمارے ساتھ وہی کرنا چنانچہ حضرت سعد نے انکے حق میں یہ حکم دیا کہ انکے مردوں کو قتل کردیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کردیا جائے چنانچہ یہی ہوا اسوجہ سے انکے مرنیکے بعد منافقوں نے اسطرح کہا تھا ۱۲ [۲] یہ حال حضرت عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ یہ پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوگئے تھے ۱۲

تو تم وہی پڑھنا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۸) حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ آدمیوں میں سے جس کسیکو کوئی فتنہ پہنچتا تھا تو مجھے اُس کا اُسپر ضرور ہی اندیشہ ہوا کرتا تھا سوائے محمد بن سلمہ کے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ اُنکے حق میں فرماتے تھے کہ تمھیں فتنہ ضرر نہیں دیگا یہ حدیث (سلہ) نقل کی ہے۔

(۱۶۶۹) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے گھر میں (رات کو) چراغ (جلتا ہوا) دیکھا آپ نے فرمایا اے عائشہ میرے خیال میں اسماء کے بچہ پیدا ہوا ہے اور تم اُس کا نام نہ رکھنا تاکہ اُس کا نام میں رکھوں چنانچہ آپنے اُس کا نام عبداللہ رکھا اور اپنے دست مبارک سے کھجور کے ساتھ اُسکے تحنیک (سلہ) کی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۰) حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عمیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپنے حضرت (امیر) معاویہ کے لئے یہ دعا کی اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ (ترجمہ) خداوندا تو معاویہ کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت کیا گیا کردے اور انکے سبب سے (اور لوگوں کو) ہدایت کر۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۱) حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (اور تم لوگ (سلہ) اسلام لائے اور عمرو بن عاص ایمان لائے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند قوی نہیں۔

(۱۶۷۲) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے میں تمکو شکستہ (و غمگین) دیکھتا ہوں میں نے عرض کیا کہ میرے والد تو شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے بہت سا کنبہ اور قرض اپنے (ذمہ) چھوڑا ہے (میں اسکی پریشانی میں ہوں) آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں ایسی خوشخبری نہ سنادوں جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ تمھارے والد سے

سلہ اصل کتاب میں یہاں سفیدی چھٹی ہوئی ہے اور جزری نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے ۱۲ مرقات سلہ تحنیک عرب میں اسے کہتے ہیں کہ کھجور وغیرہ چبا کر بچوں کو کھلا نیکیلئے اُنکے تالو میں مل دیتے ہیں ۱۲ سلہ ان لوگوں سے اہل مکہ مراد ہیں جو فتح مکہ کے دن زبردستی مسلمان ہوئے تھے بعد میں انکا اسلام بھی انکا اچھا ہو گیا اور حضرت عمرو بن عاص (فتح) [illegible] پہلے [illegible] لائے تھے اسلام

پیش آیا ہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (فرمائیے) آپ نے فرمایا کہ اللہ نے کبھی[۵] کسی سے اسطرح گفتگو نہیں کی کہ پردہ درمیان نہ ہو اور اُسنے تمہارے والد کو زندہ کر کے مُنہ در مُنہ گفتگو کی ہے (یعنے اللہ نے فرمایا کہ اے میرے بندہ تو مجھسے کچھ آرزو کر میں تجھے دونگا اُنھوں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھے دوبارہ زندہ کر دے تاکہ میں تیرے راستہ میں پھر قتل ہو جاؤں رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا (بیشک) یہ حکم مجھسے پہلے صادر ہو چکا ہے کہ مُردے (دنیا میں) پھر نہیں جائینگے پھر یہ آیت آخر تک نازل ہوئی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا الآیۃ (ترجمہ) جو لوگ راہ خدا میں شہید ہو گئے ہیں اُنہیں تم مُردے نہ سمجھو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۳) حضرت جابرؓ ہی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے پچیس[۵] مرتبہ بخشش کی دعا مانگی ہے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۴) حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہت سے آدمی پراگندہ بال غبار آلودہ پُرانے کپڑوں والے جنکا کوئی اعتبار نہ کرے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اُنہیں سچا ہی کر دیتا ہے اُنہیں میں سے براء[۵] بن مالک ہیں یہ حدیث ترمذی نے اور دلائل النبوۃ میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۵) حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو کہ میرا محل سرائے جس سے مجھے آرام ملتا ہے میرے گھر والے ہیں اور انصار میرے کرش (یعنے میرے جگر) ہیں لہذا تم اُن میں بُروں سے[۵] درگذر کرنا اور اُنکے نیکوں سے خوش ہونا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۱۶۷۶) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہوگا وہ انصار سے دشمنی نہیں کریگا۔ یہ حدیث ترمذی نے

---

[۵] اس سے اسطرف اشارہ ہے کہ بالخصوص تمہارے والد یا عتبار اس گفتگو کے پہلے تمام شہیدوں سے افضل ہیں ۱۲ [۵] یہ حضرت انس کے حقیقی بھائی ہیں بڑے بہادر اور فضلائے صحابہ میں سے تھے سو مشرکو نکے مقابلہ میں تنہا مقابل ہو جایا کرتے تھے اور ۲۰ھ ہجری میں یہ شہید ہوئے ہیں ۱۲ [۵] یعنے اُنکے بُرے اور بدکار لوگوں سے اگر کوئی خطا سرزد ہو جائے تو تم معاف کر دیا کرنا اور نیکوں کی باتیں خوش ہو کر قبول کر لیا کرنا ۱۲۔

نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۶۷۷) حضرت انس نے حضرت ابو طلحہ سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تم اپنی قوم کو میرا سلام کہدینا کیونکہ جسقدر میں جانتا ہوں بیشک وہ لوگ پارسا اور صبر کرنے والے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۸) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ حاطب (ابن ابی بلتعہ) کا غلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنکر آپ سے حاطب کی شکایت[۵۱] کرنے لگا اور یہ کہا کہ یارسول اللہ واقعی حاطب تو دوزخ میں جائیگا آنحضرت نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے وہ دوزخ میں نہیں جائینگے کیونکہ وہ تو (جنگِ) بدر اور (جنگِ) حدیبیہ میں موجود تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۹) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لایکونوا امثالکم (ترجمہ) اور اگر تم لوگ (ایمان لانے سے) روگردانی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سوا اور قوم بدلدیگا پھر وہ لوگ تم جیسے نہیں ہونگے) صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جنکا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر ہم لوگ روگردانی کرینگے تو وہ ہم سے بدلدیئے جائینگے پھر وہ ہم جیسے نہیں ہونگے آنحضور نے حضرت سلمان فارسی کی ران پر ہات مارکر پھر فرمایا کہ یہ اور انکی قوم ہیں اور اگر دین ثریا[۵۲] کے نزدیک ہو تو فارس کے بہت سے آدمی اُسے (وہیں سے) حاصل کرلینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۸۰) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عجمیوں کا ذکر ہوا آنحضور نے فرمایا واقعی مجھ انپر یا انکے بعض پر تمہارے بعض سے زیادہ اعتماد ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

[۵۱] شاید اس غلام کی یہ بات اُسی وجہ سے تھی جو حاطب نے مکہ کے مشرکوں کو رقعہ لکھدیا تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید کسی اور ہی وجہ سے ہو (یعنے کچھ اس سے کام زیادہ لیتے ہوں) واللہ اعلم ۱۲ لمعات

[۵۲] ثریا چند ستاروں کا نام ہے جو اکٹھے آسمان پر نظر آتے ہیں مقصود اس سے یہ ہے کہ اگر دین آسمان پر بھی ہوگا تب بھی یہ لوگ حاصل کرلینگے اس اشارہ میں امام ابو حنیفہ بھی ہیں کیونکہ وہ بھی فارسی الاصل سے تھے ۱۲

تیسری فصل (۱۶۸۱) حضرت علی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ایک نبی کیلئے (اُنکے اصحاب میں سے) سات آدمی بزرگ اور انکے ہر طرح سے) نگہبان ہوا کرتے تھے اور مجھ اکیلے کو چودہ آدمی دیئے گئے ہیں ہم لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں آپ نے فرمایا میں اور میرے دونوں بیٹے[لے] اور جعفر اور حمزہ اور ابو بکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان اور عمار اور عبداللہ بن مسعود اور ابوذر اور مقداد یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۸۲) حضرت خالد[۲] بن ولید فرماتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر کے بیچ میں کچھ جھگڑا تھا میں نے اُنہیں سخت باتیں کہیں اور عمار میری شکایت کرنیکیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پھر (میں یعنی) خالد (بھی) اُنکی شکایت کرنے آنحضرت کی خدمت میں گیا اور انہیں اور سخت کہنا شروع کیا اور سخت گوئی اور زیادہ ہی ہوتی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے بولتے (بھی) نہ تھے پھر عمار رو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ آپ خالد کو دیکھتے نہیں (کہ یہ مجھکو کیا کچھ کہہ رہے ہیں) آنحضور نے اسیوقت اپنا سر مبارک اوپر اٹھا کر فرمایا کہ جس شخص نے عمار سے دشمنی کی اُس سے اللہ دشمنی کریگا اور جسنے عمار سے بغض رکھا اُس سے اللہ بغض رکھیگا خالد کہتے ہیں اُسیوقت میں باہر نکل آیا اور مجھے عمار کے راضی ہونے سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہ تھی پھر میں عمار کے ساتھ ایسی[۳] طرح سے ملا کہ جس سے وہ راضی (خوش) ہو جائیں چنانچہ وہ راضی ہو گئے۔

(۱۶۸۳) حضرت عبیدہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار[۴] ہیں وہ اپنے خاندان میں بہت اچھے جوان ہیں یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۱۶۸۴) حضرت بریدہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ عزت و برکت والے

[لے] یعنی امام حسن اور امام حسین ۱۲ [۲] حضرت خالد بن ولید بڑے بہادر اور اکابر قریش میں سے تھے اور حضرت عمار غریب فقرا اور آزاد شدہ غلاموں میں سے تھے اسلئے حضرت خالد نے انہیں حقیر سمجھکر سخت باتیں کہیں اور یہ غریب بھی اپنے تئیں نیچا سمجھکر آنحضور کی خدمت میں گلہ کرنے لگے ۱۲ [۳] یعنی اُنکے روبرو اپنی عجز و انکساری ظاہر کی کہ مجھسے خطا ہو گئی لہذا معاف کر دو اور کچھ تحفہ وغیرہ بھیجا ۱۲ [۴] یعنی مشرک اور کافر لوگ تلوار کی طرح جاتے ہیں مقصود یہ ہے کہ راہ خدا میں کافروں سے خوب لڑتے ہیں ۱۲

نے مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ خبر دی ہے کہ اُنسے وہ خود بھی محبت رکھتا ہے کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں اُنکے نام بتا دیجئے فرمایا ایک تو اُنمیں سے علی ہیں (پھر) تین مرتبہ یہی فرمایا کہ ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں مجھے انسے محبت رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور مجھے یہ خبر دی ہے کہ وہ بھی اُنسے محبت رکھتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن

(۱۶۸۵) حضرت جابر فرماتے ہیں حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور اُنہوں نے ہمارے سردار یعنے حضرت بلال کو آزاد کیا تھا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۸۶) قیس بن ابو حازم نقل کرتے ہیں کہ (رسولِ خدا کی وفات ہو چکنے کے بعد) بلال نے حضرت ابو بکر سے عرض کیا کہ اگر تم نے مجھے اپنے واسطے خریدا ہے تو (خیر) آپ مجھے رکھ لیجئے واگر واقعی تم نے مجھے اللہ کے واسطے خریدا تھا تو مجھے اللہ کے لئے عمل کرنیکو چھوڑ دیجئے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۶۸۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں فقیر محتاج ہوں (مجھے کچھ دلائیے) آنحضرت نے کسی شخص کو اپنی کسی بیوی کے پاس بھیجا اُنہوں نے بھی اسیطرح کہا (غرضکہ) اور سبھوں نے اسیطرح[ف۱] کہدیا پھر آنحضرت نے (صحابہ کی روبرو) فرمایا کہ جو شخص اُسکی مہمانی کریگا اللہ تعالیٰ اُسپر نظر رحمت کریگا اُسیوقت ایک انصاری شخص کھڑے ہوئے جنہیں لوگ ابو طلحہ کہتے تھے اُنہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں (انکی مہمانی کرونگا) چنانچہ وہ اُس آدمی کو اپنے گھر لیگئے اور (وہاں جاکر) اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے وہ بولی کہ بجز بچوں کی خوراک کے اور کوئی چیز نہیں اُنہوں نے فرمایا کہ تم اُنہیں کسی چیز سے بہلا کر سلا دو اور جسوقت مہمان ہمارے گھر میں آئیں تو تم اُنکے سامنے ایسا ظاہر کرنا گویا ہم کھا رہے ہیں پھر جسوقت وہ کھانے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائیں تو تم چراغ کو سنوارنے کے لئے کھڑی ہو کر[ف۲] بجھا دینا

ف۱ شاید یہ حال ابتداء اسلام یعنے خیبر وغیرہ کے فتح ہونے سے پہلے کا ہے کہ اُسوقت میں سبھوں پر بہت تنگی تھی ۱۲

ف۲ یعنے تاکہ اندھیرا ہو جائے اور ہمارے نہ کھانے کی مہمان کو خبر نہو وجہ اسکی یہ تھی یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسوقت مہمان یہ دیکھتا ہے کہ صاحب خانہ نہیں کھاتا تو اُسکے دل میں تشویش ہوا کرتی ہے اور ابو طلحہ کی بیوی مہمان کے سامنے اسلئے آگئیں کہ اول تو وہ بڑھیا تھیں دوسرے یہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا قصہ

چنانچہ انہوں نے (ایسا ہی) کیا اور وہ (میاں بیوی دونوں) بیٹھے رہے اور مہمان نے کھا لیا اور اُن دونوں نے بھوکے ہی رات گذاری جب صبح ہوئی تو سویرے ہی ابوطلحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے آپ نے فرمایا کہ فلاں مرد اور فلاں عورت (یعنے ابوطلحہ اور اُنکی بیوی) سے اللہ نے تعجب کیا یا اللہ تعالیٰ ہنسا (یہ راوی کا شک ہے) اور ایک (اور) روایت میں (بھی) اسیطرح ہے اور (اُسمیں) ابوطلحہ کا نام نہیں لیا اور اُس روایت کے آخر میں یوں ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (ترجمہ) اور وہ لوگ اپنی جانوں پر مہمانوں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنہیں بھوک ہو یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶۸۸) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل پر اُترے اور لوگ (ہمارے پاس سے) گذرتے تھے اور آنحضور (مجھسے) پوچھتے رہے کہ اے ابوہریرہ یہ کون شخص ہے میں نے کہا فلانا آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا بندہ اچھا ہے پھر آپ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا فلانا آپنے فرمایا یہ اللہ کا بندہ برا ہے[1] یہانتک کہ پھر خالد بن ولید گذرنے لگے آپنے پوچھا یہ کون شخص ہے میں نے کہا خالد بن ولید آپنے فرمایا اللہ کے بندے خالد بن ولید بہت اچھے ہیں یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۸۹) حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ انصار نے (آنحضرت کی خدمت میں) عرض کیا کہ یا نبی اللہ ہر نبی کے تابعدار ہوتے تھے اور بیشک ہمنے آپکی تابعداری کی ہے آپ اللہ سے اس بات کی دعاء کر دیجئے کہ وہ ہمارے تابعداروں[2] کو بھی ہم میں سے کر دے چنانچہ آنحضرت نے اس کی دعاء کر دی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹۰) حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ عرب کے قبیلوں میں سے ہم کسی قبیلہ کو ایسا نہیں سمجھتے تھے

[1] شاید آنحضور کا یہ فرمانا اُس شخص کے حق میں ہو آپ یہ جانتے ہوں کہ یہ منافقوں میں سے ہے کیونکہ مسلمان کے حق میں آپ کا یہ فرمانا بعید ہے آپ کا ایسا معمول نہ تھا اگرچہ کوئی راہ وروش بد پر ہو علاوہ ازیں اُس وقت مسلمانوں کا ایسا حال بھی نہ تھا ۱۲ [2] یعنے ہماری اولاد اور ہمارے غلاموں کو بھی ہم میں سے کر دے کہ اُنہیں بھی لوگ انصار کہا کریں تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وصیت لوگوں کو ہمارے حق میں احسان کرنیکی

[illegible]

کہ جس میں انصاری زیادہ آدمی شہید ہوں (اور) قیامت کے دن وہ انصار سے زیادہ عزت دار ہوں قتادہ کہتے ہیں اور حضرت انس فرماتے تھے کہ انصار میں سے ستر آدمی (جنگ) احد کے دن شہید ہوئے اور ستر آدمی (جنگ) بیر معونہ کے دن اور ستر ہی آدمی حضرت ابوبکر کے زمانہ میں (جنگ) یمامہ کے دن شہید ہوئے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹۱) حضرت قیس بن ابو حازم فرماتے ہیں کہ بدر والوں کو بخشش (میں) پانچ پانچ ہزار (درہم ملتے) تھے اور حضرت عمر نے فرمایا کہ میں انہیں ان لوگوں پر (مرتبہ میں) فضیلت دیتا ہوں جو انکے بعد میں ہوئے ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

اُن ناموں کا بیان کہ صحابہ اہل بدر میں سے جنکے نام بخاری میں مذکور ہیں

محمد[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاشمی بن عبداللہ۔ عبداللہ[2] (یعنے ابوبکر صدیق قرشی بن عثمان عمر[3] بن خطاب عدوی۔ عثمان[4] بن عفان قرشی جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے (مدینہ منورہ میں) اپنی صاحبزادی رقیہ کے پاس چھوڑ گئے تھے (کیونکہ یہ بیمار تھیں) اور آنحضرت نے اُن کا حصہ معین کیا تھا۔ علی[5] بن ابو طالب ہاشمی۔ ایاس[6] بن بکیر۔ بلال[7] بن رباح حضرت ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ۔ حمزہ[8] بن عبدالمطلب ہاشمی۔ حاطب[9] بن ابو بلتعہ قریش کے ہم قسم۔ ابو حذیفہ[10] بن عتبہ بن ربیعہ قرشی۔ حارثہ[11] بن ربیع انصاری جو (جنگ) بدر کے دن (سب سے پہلے) شہید ہوئے تھے اور یہی حارثہ بن سراقہ ہیں جو نظارہ[ف] میں تھے۔ خبیب[12] بن عدی انصاری خنیس[13] بن حذافہ سہمی۔ رفاعہ[14] بن رافع انصاری۔ رفاعہ[15] بن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری۔ زبیر[16] بن عوام قرشی۔ زید[17] بن سہل ابو طلحہ انصاری۔ ابو زید[18] انصاری سعد[19] بن مالک زہری سعد[20] بن خولہ قرشی۔ سعید[21] بن زید عمرو بن نفیل قرشی۔ سہل[22] بن حنیف انصاری۔ ظہیر[23] بن رافع انصاری۔ اور[24] انکے بھائی۔ عبداللہ[25] بن مسعود ہذلی عبدالرحمن[26] بن عوف زہری۔

ف یعنے جو سلیمہ کذاب سے لڑنے نکلے گئے تھے ۱۲ ف حارثہ کی والدہ کا نام ربیع ہے اور والد کا نام سراقہ ہے [illegible]

عبیدہ[۲۸] بن حارث قریشی۔ عبادہ[۲۹] بن صامت انصاری۔ عمرو[۳۰] بن عوف بنی عامر بن لوی کے ہم قسم۔ عقبہ[۳۱] بن عمرو انصاری۔ عامر[۳۲] بن ربیعہ عنزی۔ عاصم[۳۳] بن ثابت انصاری۔ عویم[۳۴] بن ساعدہ انصاری۔ عتبان[۳۵] بن مالک انصاری۔ قدامہ[۳۶] بن مظعون۔ قتادہ[۳۷] بن نعمان انصاری۔ معاذ[۳۸] بن عمرو بن جموح۔ معوذ[۳۹] بن عفراء۔ اور انکے بھائی۔ مالک[۴۰] بن ربیعہ۔ ابو اسید[۴۱] انصاری۔ مسطح[۴۲] بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف۔ مرارہ[۴۳] بن ربیع انصاری۔ معن[۴۴] بن عدی انصاری۔ مقداد[۴۵] بن عمرو کندی بنی زہرہ کے ہم قسم۔ ہلال[۴۶] بن ربیع انصاری۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

باب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) یمن[۱] اور شام کا ذکر کرنے اور اویس قرنی[۲] کے ذکر کا بیان

پہلی فصل (۶۹۲۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی یمن سے تمہارے پاس آئیگا انہیں لوگ اویس کہینگے یمن میں سوائے اپنی والدہ کے اور کسی کو نہیں چھوڑ کر آ (یئنگے) ان کے بدن پر کچھ سفیدی تھی انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے وہ رفع کردی سوائے ایک دینار یا درہم کی جگہ کے لہذا تم میں سے جو شخص ان سے ملے اسے چاہیئے کہ وہ تمہارے سب کے لئے (ان سے) دعاء مغفرت کرائے اور ایک روایت میں یوں ہے حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ سب تابعین سے بہتر ایک شخص ہیں انہیں لوگ اویس کہینگے اور ان کے (فقط) ایک انکی والدہ ہو گی اور ان کے بدن پر کچھ سفیدی تھی تم ان سے کہنا وہ تمہارے واسطے دعاء مغفرت کریں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۹۲۳) حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس وقت ابو موسی اشعری وغیرہ

---

۱ یمن وہ شہر ہیں جو خانہ کعبہ کے یمین جانب یعنے دائیں جانب میں ہیں اور شام وہ شہر ہیں جو کعبہ کے بائیں جانب ہیں اور جیسے یمن دائیں جانب کو کہتے ہیں اسی طرح شام بائیں جانب کو کہتے ہیں ۱۲ ۲ قرن یمن کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے اور جو قرن اہل نجد کی میقات ہے وہ اسکے سوا ہے کیونکہ وہ طائف کے قریب ایک قریہ ہے اور وہاں کے سارے جنگل کا نام بھی قرن ہی ہے ۱۲ ۳ یعنے انکی اہل و عیال میں سے بجز سوائے انکی والدہ کے اور کوئی نہ ہوگا اور انکو خدمت نے انہیں ہمارے پاس آنے سے روکا ہوگا

یمن سے آئے تو) آپ نے فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں یہ لوگ بہت ہی نرم دل اور نرم طبیعت
ہیں اور (پورا) ایمان اور (پوری) حکمت یمن (والوں) کی ہے اور فخر و تکبری اونٹ والوں میں ہوتا ہے
اور آہستگی اور وقار بکریوں والوں میں ہوتی ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶۹۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بڑا کفر مشرق کیطرف ہوگا
اور فخر اور تکبری اونٹ والوں اور گھوڑے والوں اور چلاّنے[۱] والوں میں ہوتا ہے جو اونٹوں کی اُون کے
خیموں میں رہنے والے ہیں اور آہستگی (اور آرام) بکریوں والوں میں ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۱۶۹۵) حضرت ابو مسعود انصاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے مشرق کیطرف
اشارہ کرکے فرمایا کہ فتنے اس طرف سے آئینگے اور ظلم اور سخت دلی ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں اور گایوں کی
دموں کے متصل اُن کے خیموں میں رہنے والے ہیں یعنے (قوم) ربیعہ اور مضر میں ہے یہ حدیث متفق
علیہ ہے۔

(۱۶۹۶) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سخت دلی اور ظلم مشرق والوں
میں ہے اور (پورا) ایمان حجاز[۲] والوں کا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک (مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا
کی[۳] اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللّٰھم بارک لنا فی یمننا (ترجمہ) یاالٰہی ہمارے (ملک) شام میں
ہمیں برکت دے یاالٰہی ہمارے (ملک) یمن میں ہمارے لئے برکت دے۔ صحابہ نے عرض کیا

ف۱ یعنے اونٹوں اور گایوں کے پیچھے چرانے کے لئے شور مچاتے ہوئے جاتے ہیں ۱۲۔
ف۲ حجاز سے مراد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور طائف اور انکے متعلقات ہیں ۱۲۔ ف۳ بعضوں نے
لکھا ہے کہ خاص شام اور یمن کے لئے دعا کرنیکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش
کی جگہ مکہ ہے اور وہ یمن میں ہے یعنے خانہ کعبہ سے دائیں جانب میں ہے اور مدینہ منورہ آپ کے رہنے
اور دفن ہونیکی جگہ ہے اور وہ شام میں ہے یعنے خانہ کعبہ سے بائیں جانب ہے لمعات میں اسی طرح
ہے ۱۲۔ ف۴ اصل میں روضہ باغ اور سبزہ زار کو کہتے ہیں اور خاخ شفتالو کو کہتے ہیں اور روضہ خاخ
مکہ مدینے کے درمیان مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے وہاں شفتالو بکثرت ہوتے تھے اس لئے وہ جگہ اس
نام سے مشہور تھی ۱۲۔

نے عرض کیا کہ یارسول ہمارے نجد میں (بھی تو برکت ہونیکی دعاء کیجئے آپنے (پھر) وہی دعا کی اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا صحابہ نے (پھر) کہا یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں (بھی) اسیطرح برکت ہونیکی دعا کیجئے (ابن عمر کہتے ہیں) میرے خیال میں آنحضرت نے تیسری مرتبہ میں فرمایا کہ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہونگے اور وہیں شیطان کا سینگ[۱] ظاہر ہوگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۶۹۸) حضرت انس زید بن ثابت سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کیطرف دیکھکر یہ دعا کی اللھم اقبل بقلوبھم وبارک لنا فی صاعنا ومدنا (ترجمہ) یاالٰہی ان لوگوں کے دلونکو (ہماری طرف) متوجہ کردے اور ہمارے صاع[۲] اور مد میں برکت دے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹۹) حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک شام والوں کو خوش ہونا چاہیئے ہمنے پوچھا یارسول اللہ یہ کسوجہ سے ہے آپنے فرمایا اسلیئے کہ اللہ کے فرشتے اُسکے اوپر اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہیں۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۰۰) حضرت عبداللہ بن عُمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب حضرموت کی طرف سے یا (فرمایا) حضرموت سے ایک آگ نکلیگی وہ لوگونکو جمع کریگی ہمنے پوچھا یارسول اللہ آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں آپنے فرمایا تم شام میں رہنا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۰۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہجرت کے بعد عنقریب ایک اور ہجرت ہوگی (یعنی بہتر اُس زمانہ کے وہ لوگ) ہونگے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت کرنیکی جگہ کی طرف ہجرت کرینگے اور ایک روایت میں یوں ہے اور ساری زمین والوں سے بہتر وہ لوگ ہونگے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت کرنیکی جگہ ہمیشہ رہینگے

[۱] یعنے اُسطرف سے شیطان کے مددگاروں کی جماعت آئیگی ۱۲ [۲] صاع اور مد پیمانوں کے نام ہیں صاع میں قریب ساڑھے تین سیر کے غلہ آتا ہے اور مد میں اس کا چوتھائی لیکن یہاں ان دونوں سے غلہ ہی مراد ہے ۱۲ [illegible]

اور زمین پر سب رہنے والوں سے بُرے آدمی باقی رہجا ینگے اُنکی زمینیں اُنہیں پھینک دینگی اللہ پاک اُن سے نفرت کریگا ایک آگ انہیں سُوروں اور بندروں کے ساتھ جمع کردیگی اور جسوقت یہ کہیں رات کو سو رہینگے وہیں وہ بھی انکے ساتھ رات کو رہیگی اور جہاں یہ دوپہر کو سو ینگے وہیں انکے ساتھ وہ بھی دوپہر کو رہیگی - یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے -

(۱۷۰۲) حضرت ابن حوالہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب امر دین اس طرح پر ہوجائیگا کہ تم لوگ لشکر بنے ہوئے ہوگے (یعنے) ایک لشکر (ملک) شام میں اور ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں ابن حوالہ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر میں یہ زمانہ پاؤں تو آپ میرے لئے بہتر لشکر بتا دیجئے (تاکہ میں اُسی میں رہوں) آپ نے فرمایا تم اپنے تئیں شام میں رکھنا کیونکہ اللہ کی ساری زمین میں سے وہ پسند کی ہوئی زمین ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے نیکو نکو وہاں جمع کریگا اور اگر وہاں تمہیں نہ جانا منظور ہو تو تم اپنے یمن میں رہنا اور اپنے حوضوں سے پانی پیتے رہنا کیونکہ اللہ عزوجل میری وجہ سے (ملک) شام اور اُسکے رہنے والونکا متکفل ہوگیا ہے یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے -

تیسری فصل (۱۷۰۳) شریح بن عبید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو شام والوں کا ذکر ہوا اور کسینے (حضرت علی سے) کہا کہ اے امیرالمومنین آپ اُنپر لعنت کیجئے اُنہوں نے فرمایا میں لعنت نہیں کرتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ شام میں ابدال ہوتے ہیں اور وہ چالیس آدمی ہیں جب کوئی آدمی اُنمیں سے مرجاتا ہے تو اُس کی جگہ اللہ تعالیٰ اور آدمی بدل دیتا ہے اُنہیں کی برکت سے مینہ برسایا جاتا ہے اور اُنہیں کی مدد سے دشمنوں سے بدلہ لیا جاتا ہے اور اُنہیں کے باعث شام والوں سے عذاب دفع کردیا جاتا ہے -

---

ا؎ [illegible] ... پیچھے اور ہر طرف مارے مارے پھرینگے ۱۲ ت؎ یا تو اس سے حقیقۃً بندر اور سور ہی مراد ہیں یا یہ کہ وہ کافر مراد ہیں جو خراب عادت اور جہالت میں ان جانوروں جیسے ہونگے ۱۲ ؎ یعنے [illegible] اسلام کے پھیلنے میں تمام سب مسلمان متفق ہونگے اور جزئیات مسائل میں ایسا اختلاف ہوگا ایک فرقہ لشکر کی طرح شام میں ہوگا اور ایک یمن میں اور ایک عراق میں ۱۲ ؎ یہاں شام والوں سے مراد حضرت امیر معاویہ اور اُنکی جماعت ہے جو حضرت [illegible]

(۱۰۰۴) صحابہ میں سے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ملک شام عنقریب فتح ہو جائیگا اور جبوقت تمہیں اُسکے مکانوں میں رہنے کا اختیار دیا جائے تو تم اُس شہر کو اختیار کرنا جسے لوگ دمشق[1] کہتے ہیں کیونکہ وہ شہر مسلمانوں کے لئے لڑائیوں سے پناہ کی جگہ اور ایک بڑا شہر ہے اُسکی زمینوں میں سے ایک زمین ہے لوگ اُسے غوطہ بولتے ہیں یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۱۰۰۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خلافت مدینہ منورہ[2] میں رہیگی اور بادشاہت مُلک شام میں ہوگی۔

(۱۰۰۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نے ایک ستون[3] نور کا دیکھا وہ میرے سر کے نیچے سے نکلکر اونچا ہوتا رہا یہانتک شام میں ٹھہر گیا یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہیں۔

(۱۰۰۷) حضرت ابو درداء نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑائی[4] کے دن مسلمانوں کے جمع ہونیکی جگہ غوطہ ہوگی جو ایک ایسے شہر کی پاس ہے جسے لوگ دمشق کہتے ہیں وہ شہر مُلک شام کے سارے شہروں سے بہتر ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۸) حضرت عبدالرحمن بن سُلیمان (تابعی) فرماتے ہیں کہ عنقریب عجم کے بادشاہوں میں ایک ایسا بادشاہ ہوگا جو سوائے دمشق کے اور سب شہروں پر غالب آجائیگا یہ روایت ابوداود نے نقل کی ہے

باب اس امت کے ثواب کا بیان

پہلی فصل

(۱۰۰۹) حضرت ابن عمر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا بیشک تمہاری عمر بنسبت اُن اُمتوں کی عمر کے جو تم سے پہلے گذر گئی ہیں ایسی ہے جیسے [illegible] اور

---

[1] دمشق شام کا پایہ تخت ہے ۱۲ [2] یعنے اکثر خلافت مدینہ منورہ میں ہوگی کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی خلافت کے زمانہ میں کوفہ میں رہنے لگے تھے ۱۲ مرقات [3] شاید اس سے یہی امر خلافت مراد ہے ۱۲ مرقاۃ [4] اس لڑائی سے مُراد وہ لڑائی ہے جو مسلمانوں کی دجّال کے ساتھ ہوگی ۱۲ [5] یعنے تمہاری عمروں کا مجموعہ بہ نسبت اُن اُمتوں کی عمر کے مجموعہ کے جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں ایسا ہے کہ جیسے درمیان نماز عصر کے اور [illegible] آفتاب کے وقت ہوتا ہے ۱۲

سورج چھپنے کے بیچ میں وقت ہے اور واقعی تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی نے
چند مزدوروں کو کام پر لگا دیا اور یہ کہا کہ ایک ایک قیراط[1] پر میرا کام دوپہر تک کون شخص کریگا چنانچہ اول
یہودیوں نے ایک ایک قیراط پر دوپہر تک کام کیا پھر اس آدمی نے کہا کہ دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک
ایک قیراط پر میرا کام کوئی شخص کریگا چنانچہ دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر نصاریٰ نے
کام کیا پھر اس نے کہا کہ عصر کی نماز سے سورج کے چھپنے تک دو دو قیراط پر میرا کام کوئی کریگا یاد رکھو وہ تم ہی
لوگ ہو جنہوں نے عصر کی نماز سے سورج کے چھپنے تک دو دو قیراط پر کام کیا یاد رکھو تمہیں دوہرا ثواب ملنے
[2] یہود اور نصاریٰ غصہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ کام ہمنے زیادہ کیا ہے اور ملا ہمیں کم ہے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کیا تمہارا کچھ حق (یعنے مزدوری میں) ہمنے کم کردیا ہے وہ بولے نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تو پھر یہ میرا
فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۰) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں سب سے
زیادہ مجھسے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہونگے ہر ایک انمیں سے یہ آرزو کریگا کہ وہ اپنے اہل
اور مال کے بدلے مجھے دیکھ لیتا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۱) حضرت معاویہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں سے
ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہیگی جو شخص انہیں ذلیل کرنا چاہیگا یا انکی مخالفت کریگا تو وہ انہیں
ضرر نہیں دے سکیگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنے موت کا پیغام) آجائیگا اور[3] وہ لوگ اسی کام پر
ہونگے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[1] قیراط آدھے دانگ کو کہتے ہیں اور دانگ درہم کے چھٹے حصہ کا نام ہے ۱۲ [2] شاید اہل کتاب نے
اپنی کتابوں میں یا اپنے رسولوں کی زبانی اس امت کے فضائل سنے تو انہوں نے یہ کہا ہو اور یا وہ
قیامت کے دن کہینگے بہرحال اس حدیث سے یہ معلوم ہوگیا کہ اعمال کا ثواب بقدر تکلیف اٹھانے
اجرت استحقاق کے نہیں ہے ۱۲ [3] اس میں اسطرف اشارہ ہے کہ روئے زمین علماء سے خالی نہیں
ہوگی وہ حکم خدا پر اور امور شریعت پر برابر قائم رہینگے انکے نزدیک لوگوں کی مخالفت اور انکی مخالفت برابر
ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس گروہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو صحیح اور علوم دینی کی تعلیم دیتے ہیں

اور حضرت انس کی حدیث (جس کا شروع یہ ہے) کہ بعضے اللہ کے بندے (اگر کسی کام پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اُسے پورا کرا دیتا ہے) کتاب القصاص میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۱۷۱۲) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت کا حال بارش جیسا ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر بہتر ہے۔[۱] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۷۱۳) حضرت امام جعفر اپنے والد (امام باقر) سے اور یہ جعفر کے دادا یعنے امام زین العابدین) سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خوش ہو اور خوش ہو واقعی میری امت کی مثال بارش جیسی ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس کا آخر بہتر ہے یا اول (بہتر ہے) یا (اسکی مثال) ایک ایسے باغ جیسی ہے کہ اُسمیں سے ایک سال تک ایک فوج نے کھایا پھر دوسرے سال اُس میں سے ایک اور فوج نے کھایا اور اُمید ہے کہ باغ کا اخیر اس آخری جماعت کے اعتبار سے بہت ہی چوڑا اور بہت ہی گہرا اور بہت ہی اچھا ہو ایسی امت کسطرح برباد ہو جائیگی جسکے اول میں میں ہوں اور اُسکے بیچ (میں) مہدی ہوں اور اُسکے آخر (میں) مسیح ہوں لیکن اسکے بیچ میں ایک ایسی کجرو جماعت ہوگی کہ نہ وہ لوگ مجھسے ہیں اور نہ میں اُنسے ہوں۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۱۷۱۴) عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انکے والد نے اپنے دادا سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) پوچھا کہ تمہیں باعتبار ایمان کے کونسی مخلوق بہت اچھی معلوم ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ فرشتے آپنے فرمایا فرشتے تو اپنے پروردگار کے پاس ہی رہتے ہیں وہ کیوں نہ ایمان لاتے صحابہ نے عرض کیا کہ (فرشتوں کے بعد) پھر انبیاء ہیں آپنے فرمایا انبیاء پر تو وحی نازل ہوتی ہے وہ کیوں نہ ایمان لاتے صحابہ نے عرض کیا پھر ہم ہیں آپنے فرمایا تم کیوں نہ ایمان لاتے حالانکہ تمہارے درمیان میں ہوں راوی کہتے ہیں پھر آنحضرت نے خود ہی فرمایا بیشک میرے نزدیک سب میں اچھی مخلوق باعتبار

---

[۱] توربشتی نے کہا ہے کہ یہ حدیث تردد و شک پر محمول نہیں ہو سکتی کیونکہ اول زمانہ کے مسلمان یعنے صحابہ یقیناً سب سے بہتر تھے اور علی الترتیب دوسرا زمانے اُن کے بعد کے بھی یقیناً افضل تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بارش کی بابت یہ حکم کلی نہیں کر سکتے کہ اس سے سب جگہ نفع ہی ہوگا ایسے ہی یہ بھی حکم کلی نہیں کر سکتے کہ ہر زمانہ کی ساری امت کے لوگ افضل ہی ہونگے بہر حال آپ نے یہ متاخرین کی تسلی کے لئے فرمایا ہے ۱۲

ایمان کے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہونگے وہ ایسی کتابیں پائینگے جنمیں احکام لکھے ہوئے ہونگے اور جو انمیں ہونگے وہ انہیں پر ایمان لے آئیں گے۔

(۱۷۱۵) حضرت عبدالرحمٰن بن علاء حضرمی کہتے ہیں مجھسے ایسے شخص نے حدیث بیان کی جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا آپ فرماتے تھے کہ اس امت کے آخر میں ایسے لوگ ہونگے کہ انکے لئے ثواب اُن سے پہلے لوگوں جیسا ہوگا وہ اچھی باتیں بتائینگے اور بُری باتوں سے منع کرینگے اور وہ فتنے والوں سے لڑینگے۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہیں۔

(۱۷۱۶) حضرت ابی امامہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُس شخص کو خوشی ہو جو کہ جسنے مجھے دیکھ لیا اور جس شخص نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھپر ایمان لے آیا تو اُسے سات مرتبہ خوشی ہو جیو۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۷۱۷) ابن محیریز کہتے ہیں میں نے ابی [illegible] جمعہ سے جو صحابہ میں سے ایک شخص ہیں یہ عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو انہوں نے فرمایا ہاں میں تمسے بہت ہی عمدہ حدیث بیان کرونگا (وہ یہ ہے کہ ایک روز) ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کھایا تھا اور ہمارے ساتھ ہی ابو عبیدہ بن جراح بھی تھے وہ (آنحضور سے) کہنے لگے کہ یا رسول اللہ کیا کوئی ہم لوگوں سے بہتر لوگ ہونگے حالانکہ ہم مسلمان ہوگئے اور آپکے ساتھ ہو کر ہمنے جہاد بھی کیا آپنے فرمایا ہاں تمہارے بعد ایسے لوگ ہونگے کہ وہ مجھپر ایمان لائینگے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور دارمی نے نقل کی ہے۔ اور رزین نے (یہی حدیث) ابو عبیدہ سے انکے اس قول سے کہ ابو عبیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے بھی بہتر ہے آخر تک نقل کی ہے۔

(۱۷۱۸) معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب اہل شام برباد ہو جائینگے تو پھر تم میں کوئی بھلائی نہیں رہیگی اور میری امت میں سے [illegible]

لہ [illegible] سے [illegible] اور [illegible] زیادہ [illegible]

[illegible]

ایک گروہ کی ہمیشہ (اللہ کی طرف سے) قیامت کے آنے تک مدد ہوتی رہیگی جو شخص انکی مدد چھوڑیگا وہ انہیں ضرر نہیں دے سکیگا۔ [illegible] مدینی کہتے ہیں کہ وہ لوگ محدثین ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

(۱۷۱۹) حضرت ابن عباس نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ذمہ سے جو گناہ کہ خطا اور بھول سے ہو گئے ہوں اور جو انسے زبردستی کرائے گئے ہوں معاف کردئے ہیں۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے اور بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۲۰) حضرت بہز بن حکیم اپنے والد حکیم سے وہ بہز کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ اللہ تعالیٰ کے اس (قول) کی تفسیر میں کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ترجمہ) تم لوگ (اللہ کے علم میں) سب سے بہتر تھے جو اور لوگوں کے لئے ظاہر کئے گئے ہو" فرماتے تھے وہ تمہی لوگ ہو جو ستر امتوں کو[1] پورا کرتے ہو تم ان سب سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب سے زیادہ عزت دار ہو۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ (الحمد للہ کہ اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف بخیریت تمام ہوا)

[1] پورا کرنے سے مراد یہاں ختم ہی کرنا ہے یعنے جیسے کہ تمہارے پیغمبر خاتم النبیین اور سب رسولوں کے سردار ہیں ایسے ہی تم بھی امتوں کو ختم کرنے والے اور سب سے افضل ہو۔۱۲

تمام شد

حدیثون کی کتابین

صحیح بخاری شریف اُردُو کامل

بعد از قرآن مجید اگر کوئی کتاب مسلمانوں کے دیکھنے کے قابل ہے تو وہ بخاری شریف ہے اس کتاب سول نے تمام اسلامی دنیا پر قبضہ کر رکھا ہے یہ کتاب حضور انور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا پورا دستور العمل ہے اور یہ وہی مستند کتاب حدیثوں کی ہے جسکی ایک ایک حدیث بلکہ ایک ایک لفظ کروڑون مسلمانونکے لئے قانون کا حکم رکھتا ہے اسمیں تمام دنیا کے مسایل حضور انور رسول خدا صلعم کے کامل حالات کل واقعات غرض دین اسلام کے متعلق سب کچھ موجود ہے۔ یہ کتاب ایسی نہیں ہے جسکی زیادہ شرح اور توضیح کی ضرورت ہو۔ کیونکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ صحیح بخاری شریف کیسی بیش بہا اور معتبر احادیث کا مجموعہ ہے لہذا اسکے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ہان اسقدر اور لکھنا ہے کہ ساری عمر صرف کرنیکے بعد طلباء مین یہ قوت ہوتی تھی کہ صحیح بخاری کو سمجھ سکین تو بھی اُنکی کوشش جاری رہتی تھی اور بڑھاپے میں کہیں جاکے اُنھیں سمجھنے کا ملکہ ہوتا تھا۔ ایسی حالت میں بیچارے وہ لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان اپنے نجات دہندہ کے اقوال کی عام مسلمانون میں اشاعت ہونی ضروری ہے اس کا با محاورہ اُردُو میں ترجمہ کیا اور خدا کے فضل سے وہ ترجمہ چھپ چھپا کے تیار ہو گیا ❖

ترجمہ ایسا با محاورہ ہے کہ مرد تو مرد بچے اور عورتیں بھی جو صرف اُردُو ہی پڑھی ہوئی ہون۔ اس ترجمہ کو بے تکان اور بغیر کسی تکلف کے سمجھ سکتی ہیں۔ اگر سمجھو تو میرزا حیرت کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اُنہوں نے ایسی کتاب کا ترجمہ کر کے ہر اُردُو خوان مرد اور بچہ کو محدث بنا دیا۔ ایسی حالت میں جبکہ دری زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے تو وہ مسلمان کسقدر بدنصیب ہے ... ۲۱ ... جلد ... بعد از قرآن ... کا ... صحیح بخاری اُردُو کو اپنے پاس نہ رکھے۔

کتاب بہت صحیح ہے۔ اسکا کاغذ ولایتی ڈبل چکنا ہے۔ اسمیں لاگت بہت زیادہ آگئی ہے۔ قیمت صرف عہ محصولڈاک علاوہ۔

دس جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف ہے۔ اور جلد ایک روپیہ سے دس روپیہ تک بندھ سکتی ہے اور جلد کی قیمت علیحدہ دینی ہوگی۔

صحیح بخاری شریف عربی جلد اوّل کامل

ہندوستان میں سب سے زیادہ اچھی مولوی احمد علی صاحب کی عربی بخاری شریف طبع ہوئی ہے جو بیس بیس اور تیس تیس روپیہ کو طلبہ نے ہاتھوں ہاتھ خرید لی اگرچہ یہ بخاری شریف حاشیہ اور متن کے لحاظ سے اور دوسری عمدہ بخاری کے نہونے سے بہت فروخت ہوئی۔ لیکن ایسی جلیل القدر کتاب کے لئے کاغذ چھپائی اور صحت جیسی ہونی چاہیئے تھی نہین ہوئی۔ لیکن اسلامیہ پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ دہلی کا طلبہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ اسنے بخاری شریف عربی کو نہایت اعلٰے درجہ کے کاغذ عمدہ لکھائی اور اچھی چھپائی کا زیور پہنایا۔ متن وہی مولوی احمد علی صاحب کی عربی بخاری کا ہے حاشیہ میں بیشک جدت ہے مگر اس جدت میں علاوہ قدیم حواشی کے خلاصوں کے مزید حواشی اور زیادہ کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی حل اللغات بھی ہے جو طلبہ کے لئے بہت ہی مفید ہے قیمت اسکی بیس روپیہ ہے مگر اسوقت ماہ رمضان المبارک کی وجہ سے رعایتی قیمت عہ کر دیگئی ہے۔ مگر چونکہ پندرہ پارونکی صرف ایک جلد تیار ہے لہذا اس رعایت سے اول جلد کی قیمت صرف پانچ روپیہ ہے مگر جو پوری قیمت دس روپیہ ارسال کر دینگے انہیں دوسری ... قریب الختم ہے پانچ روپیہ ہی میں ملیگی سب پہلے جلد ... اجازت دیجیے کہ دس روپیہ کا وی پی پوری بخاری شریف کی قیمت ... [illegible]

مشکوٰۃ شریف اردو کامل چار جلدیں۔

مشکوٰۃ شریف حدیث کی ایک عام پسند اور درسی کتاب ہے
[illegible] مسلمانوں میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مشکوٰۃ
[illegible] کے نام سے واقف نہ ہو اسکے ترجمہ سابق میں بھی چھپے
[illegible] مگر وہ ترجمے بھی بدقسمتی سے علما ہی کے مطلب کے
[illegible] اردو خوان شخص جیسا کہ چاہیئے اُس سے فائدہ نہیں
اٹھا سکتا مگر اسلامیہ پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی دہلی نے عام
مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اسکا ترجمہ نہایت
عام فہم اردو میں شایع کیا۔ پڑھنے کے [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] یعنے آٹھ روپیہ علاوہ [illegible]
[illegible] جلد کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ہے جلد بندی
علیحدہ علیحدہ جلد کی کرانی منظور ہو تو فی جلد [illegible] کے حساب سے
ہو سکتی ہے جو چاروں جلدوں کی ایک جا بندھوائی جائے
[illegible] پیسے سے پانچ روپیہ تک بندھ سکتی ہے جسکی قیمت
علیحدہ دینی ہوگی ۔

[illegible] فی اسماء الرجال اردو مشکوٰۃ شریف میں جسقدر

[illegible] آئے ہیں یعنے جن لوگوں کے نام سے روایت درج کی
[illegible] ہے انکے پورے حالات اس کتاب میں درج ہیں اسکے
[illegible] بہت سے محدثوں اور بہت سے صحابہ تابعیوں اور
[illegible] خواتین کے حالات درج ہیں جنھوں نے حضور انور رسول
[illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کا شرف ملازمت حاصل کیا تھا اس سے
[illegible] دہ دلچسپ کتاب مذہبی معاملات میں اور نہیں ہو سکتی
[illegible] قیمت عہ۸ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔

مذہبی اور تواریخی کتب

[illegible] شیخین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر
[illegible] اللہ عنہما کی سوانح عمری اس سے بہتر آجتک نہیں لکھے
[illegible] شیعوں اور سنیوں کی مستند اور معتبر تواریخی اور تاریخی
[illegible] سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما
[illegible] سوانح عمری انتخاب کیئے گئے ہیں اور جو روایتیں [illegible]

خلفا کی نسبت شیعی کتب سے ملی ہیں وہ بھی باتفصیل مع
حوالہ کتب اور اصل عربی عبارت درج کردی ہیں جسکے
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعی اصحاب کیا کرتے ہیں
اور انکی کتابیں کیا کہتی ہیں۔ یہ دلچسپ کتاب تین بار
چھپ چکی ہے نہایت پاکیزہ خط اور چھپائی عمدہ اور
کاغذ ولایتی قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک ہے

مقدمہ تفسیر الفرقان یہ بےنظیر کتاب دوبارہ چھپی ہے
میرزا حیرت کو اپنی اس کتاب پر بہت بڑا فخر ہے۔ اور
حقیقت یہ ہے کہ لکھی بھی گئی ہے دماغ سوزی اور
جگرکاوی سے اور مذاہب کے اصول سے اسلام کا مقابلہ
کیا ہے۔ یہ پہلی کتاب ہے جو اردو میں لکھی گئی ہے اردو بھی
صاف اور عام فہم ہے اور مشکل سے مشکل مضامین کو
اس آسان پیرایہ میں ادا کردیا ہے کہ معمولی لکھا پڑھا شخص
بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ غرض قرآن مجید کے کل اہم
بالشان مسایل سے اس کتاب میں بحث کیگئی ہے اور
قرآن مجید کے معترضوں کے اعتراض کا کافی جواب دیا ہے
اسکی فہرست مضامین درج ذیل ہے جس سے اسکی اصلی خوبی
معلوم ہو سکتی ہے تقطیع ۲۲×۲۹ صفحات ۷۲۴۔
قیمت چھ روپیے علاوہ محصول ڈاک ۔

چراغ دہلی دہلی کی کل شاہی عمارتوں [illegible] اور
مساجدوں وغیرہ کا نقشہ اور انکے حالات ہیں۔ دربار
قیصری کی مفصل کیفیت اور تمام راجاؤں اور نوابوں کی تصویریں
ہیں جو دربار میں شریک ہوئے تھے غدر ۱۸۵۷ء کے کامل
حالات اور سب سے زیادہ دلچسپ مقدمہ بہادر شاہ کا ہے
جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت دو روپے ہے۔

سوانح عمری سلطان ٹیپو۔ یہ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے قیمت [illegible]

سفرنامہ حجاز و مصر اس سے بہتر سفرنامہ آجتک اردو زبان میں
طبع نہیں ہوا تھا جو نکے [illegible] اس سے بہتر [illegible]
[illegible] حالات لکھے گئے ہیں [illegible]